جلد بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند حصہ ۱

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

جنوری ۱۹۰۱ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و احکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد	مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال بی اے	جج
منشی بانکے بہاری	مترجم ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
مولوی احمد علی خان	سب جج

تالیف ہوکر

بمطبع نظائر قانون ہند الہ آباد مین باہتمام منشی پرتاب نراین بی اے طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ ر

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہین

جلد ۱ — فہرست مقدمات — حصہ ۱

امجد علی	بنام	محمد اسرائیل	۱۱
پدرن مل	بنام	کرانت سنگھ	۵
ٹیکارام	بنام	شاہ مِن چرن	۴۴
چھیل بہاری لال	بنام	رجھل داس	۳۰
حسینی بیگم	بنام	کلکٹر مراد آباد	۴۶
لیگ	بنام	رام برن سنگھ	۳۵
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	ایشری	۱
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	چھیدا	۴۰
ممو خان	بنام	ستیا	۲
نند کشور	بنام	راجہ ہری راج سنگھ	۴۳
نند لال	بنام	قبسی	۱۹

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴

اپیل مین فریقین - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۷۲ و ۵۰۲

اپیل بنا راضی نامہ حکم - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۲ و ۵۰۸

امانت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۹

ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء نمبر ۳۵ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۰ و دفعات مابعد

ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ - (ایکٹ رسوم عدالت) دفعات ۱۲ اور ۲۸ - رسوم عدالت قطعی ہونا فیصلہ عدالت کا نسبت بحث رسوم عدالت کے] فیصلہ عدالت نسبت بحث رسوم عدالت کے ہر کسی عرضی دعوی یا یادداشت اپیل پر واجب الادا ہو اوس حالت مین مابین فریقین مقدمہ قطعی ہوتا ہے جبکہ فیصلہ مذکور مابین اشخاص مندرجہ مسل کے بعد اسکے ہو کر اونکو موقع گفتگو کرنے کا حاصل ہو اور نہ ایسا فیصلہ جو قبل داخل ہونے عرضی دعوی یا یادداشت اپیل کے کیفیت منصرم پر مبنی ہو اور اسوجہ سے ایسے وقت پر صادر کیا گیا ہو کہ جب فریقین روبرو عدالت کے حاضر نہو

لہذا جبکہ عدالت مرافعہ اولی نے کیفیت منصرم پر یہ تجویز کی کہ عرضی دعوی جو اوسکے روبرو پیش کیگئی کافی اسٹامپ پر نہین ہے لیکن بعد جبکہ دونون فریق روبرو عدالت کے تھے دریافت کیا گیا یہ فیصلہ کیا کہ رسوم عدالت جو ابتدا ادا کی گئی تھی کافی تھی تجویز ہوئی کہ فیصلہ آخر الذکر وہ فیصلہ

ہے جو مابین فریقین حسب مراد دفعہ ۱۷ ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ء کے قطعی ہے۔

امجد علی بنام **محمد اسرائیل** ۱۱

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۶۰ - رہن خریداری منجانب مرتہن ایک جزو جایداد مرہونہ کی - خریداری سے خواہ مخواہ رہن ساقط نہین ہو جاتا خریداری ایک جزو جایداد مرہونہ سے جو مرتہن نے تابع اپنے رہن کے کی ہو خواہ مخواہ یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ اوسکا رہن کلیتاً بلا لحاظ مالیت جایداد کے جو خرید کی گئی اور قیمت جو اوسکے لئے ادا کی گئی بیباق ہو جائے عام اس سے کہ وہ خریداری ڈگری سادہ زرنقد کے اجرا مین کیگئی ہو یا ایسی ڈگری کے اجرا مین جو خود مرتہن نے بابت رہن بابعد کے حاصل کی ہو گو یہ ممکن ہے کہ اندر بعض حالات کے ایسی خریداری کا یہ نتیجہ ہو کہ رہن ساقط ہو جاے۔

مقدمہ احمد علی بنام باقر حسین منسوخ کیا گیا۔ مقدمات نواب عظمت علیخان بنام جواہر سنگھ و نیلکنٹھ نبر جی بنام سریش چندر ملک و مہتاب سنگھ بنام مصری لال و بٹھل ناتھ بنام تلسی رام و کیسری بنام سیٹھ روشن لال و کوڑے مل بنام پیران مل و مہتاب راے بنام سنت لال و سیما کنور بنام بھگو سنگھ و جیالال بنام نندی لال و خواجہ بخش بنام امامن و بلم داس بنام امراج و بشیشر سنگھ بنام لائق سنگھ کا حوالہ دیا گیا۔

نند کشور بنام **راجہ ہری راج سنگھ** ۲۳

ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت) ضمیمہ ۲ مدات ۱۲۰ و ۱۴۰ - دیکھو ڈگری استقراریہ

حد سماعت - دیکھو ڈگری استقراریہ

حد سماعت - دیکھو دہرم شاستر

حکم سزا - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۵ و ۳۶۷

دہرم شاستر - قبضہ مخالفانہ - حد سماعت - نالش منجانب وارث عودی ایک ہندو وارثہ کیخلاف جس صورت مین کہ وہ جایداد جو بموجب قانون کے قبضہ وارثہ مین ہونی چاہئے قبضہ مداخلت بیجا کنندہ مین بمخالفت وارثہ مذکور ہو تو قبضہ مداخلت بیجا کنندہ بمقابلہ وارث عودی وارثہ مذکورہ کے و نیز بمقابلہ وارثہ کے مخالفانہ ہے اور میعاد سماعت بمقابلہ وارث عودی کے تاریخ آغاز قبضہ مخالفانہ مذکور سے شروع ہوتی ہے۔ مقدمہ سہوان پرشاد بنام بھگوتی پرشاد فیصلہ کیا گیا فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رام کالی بنام کیدار ناتھ منشاً ازروے تجویز پریوی کونسل بمقدمہ مسماۃ تھمن کنور بنام انت سنگھ منسوخ ہو گیا۔

ٹیکا رام بنام **شامان چرن** ۲۲

ڈگری استقراریہ - نالش استقرار استحقاق و قبضہ جایداد غیر منقولہ - حد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۲۰ و ۱۴۲ - نالش استقرار حق و قبضہ جائے جایداد غیر منقولہ سے میعاد سماعت محکومہ مد ۱۲۰ ضمیمہ دوم - ایکٹ حد سماعت ہند مصدرہ

۱۸۸۲ء متعلق ہے مقدمہ مورو بن تپلامی بنام گوپال بن ستو و درگا بنام حیدر علی و بیگمہ بی بی بنام بانڈو و محمد ریاست علی بنام حسن بانو کا حوالہ دیا گیا۔ تجویز از لدیفیلڈ صاحب مبیش مبعد درہ مقدمہ دیبی پرشاد بنام جعفر علی کی تقلید نہیں کی گئی

لیک بنام رام برن سنگہ ... ۳۵

ڈگری استقراریہ۔ دیکھو ڈگری استقراریہ

رسوم عدالت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ دفعات ۱۲ و ۲۸

رہن۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۶۰

شفع رہن۔ واجب العرض۔ شرکار۔ مرتہن کسی حصہ دار شریک کا خود حصہ دار شریک نہیں ہوتا] دو شرکاے موضع یعنی اسا اور گوپال نے اپنے حقوق ملکیت مع قبضہ پاس مسماۃ لاڈریا کے رہن کئے مسماۃ نے اپنا حق مرتہنی ۲۰ سال کے لئے بنام بلدیو منتقل یا رہن در رہن کیا اور شرط بیباقی بصورت عدم ادا درج کی بعدہ بنسی کے پاس اپنے حقوق واقع جائداد جو اوسنے لاڈریا سے حاصل کئے تھے بابت زمانہ غیر منقضیہ یعنی ۱۶ سال اور ۱۱ ماہ کے منتقل کئے۔ ایک شخص نند لال نے جو شریک موضع تھا بر طبق اسکے ایک نالش شفع رہن بابت انتقال موسومہ بلدیو کے بربناے واجب العرض موضع جسمین حق شفع یا شفع رہن ایسی حالت مین دیا گیا تھا کہ جب حصہ کسی شریک کا نیلام یا رہن کیا جاوے دائر کی

تجویز ہوئی کہ چونکہ بلدیو شریک موضع متصور نہین ہو سکتا لہذا کوئی حق شفع رہن نند لال کو بابت انتقال حقوق مرتہنی منجانب بلدیو بنام بنسی پیدا نہین ہوا۔ اصول مندرجہ مقدمہ خیر النسا بی بی بنام امین بی بی و مقدمہ علی احمد بنام رحمت اللہ کی تقلید کیگئی

نند لال بنام بنسی ... ۱۹

شرکار۔ دیکھو شفع رہن

فریقین۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳۹

فریقین اپیل۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷ و ۳۲ و ۵۸

قبضہ مخالفانہ۔ دیکھو دہرم شاستر

مجسٹریٹ کے اختیارات۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۳۷ و ۵۳۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷ و ۳۲ و ۵۸۔ فریقین اپیل۔ وارث قائم مقام ڈگری دار۔ ساہوکار نے استدعا درج کئے جانے اپنے نام کی مسل مین بحیثیت رسپانڈنٹ کی

تجویز ہوئی کہ وارث ڈگری دار کا جسنے ڈگری دوران اپیل مین حاصل کی نارافنی سے کیا گیا تو ترق نگرانی مستحق اسکا نہین ہے کہ وہ اوس اپیل مین حسب دفعہ ۲۷ و ۳۲ و ۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رسپانڈنٹ بنایا جاوے۔

چھیل بہاری لال بنام سہاگل داس ... ۳۸

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۴ و دفعات مابعد - مجنون - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء شخص مجنون جو مجنون قرار نہ پا چکا ہو - نالش بذریعہ رفیق قریب ترین کے یا جوابدہی بذریعہ ولی دوران مقدمہ کے کر سکتا ہے [احکام باب ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری نہیں ہیں اور جب کوئی شخص مسلمہ فاتر العقل ہو یا فاتر العقل تجویز کیا گیا ہو اگر وہ از روئے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء یا کسی اور قانون مجریہ وقت کے مجنون قرار نہ دیا گیا ہو تو یہ چاہیے کہ اگر شخص مذکور مدعی ہو تو وہ سکو اجازت کرنے نالش کی بذریعہ اپنے رفیق کے دیجاوے اور اگر وہ مدعا علیہ ہو تو عدالت کوئی ولی دوران مقدمہ مقرر کرے - مقدمات پورشر بنام پورشر و نیکشا راما نا رام بہت بنام تہیا بادیو ایا و نکلا رام اننت جوشی بنام و تہل جوشی و او مانند رنگی داسی بنام راجی بلدر دیو ناگیدلا سبہایا بنام تہاتی پربہی سیناو الابو تہایا کا حوالہ دیا گیا

نیوخان بنام سیتا

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳۹ - امانت - نالش برخاستگی امین - فریقین منتقل الیہ امانت کا فریق ضروری ہونا نالش واسطے برخاستگی کسی امین کے حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مناسب طور پر دائر اور ڈگری صادر ہو سکتی ہے مقدمات نرایما بنام ایرن چیٹی و سبہا ایار بنام پریاسامی و نجگا سامی نائکن بنام وردا یا نائکن و جیتا سن یا جاجی دیو بنام دہوند و گنیش دیو و ترکیم داس ہوچی بنام کہیم ولبہ داس و سید حسین میاں بنام کلکٹر کیرا و سجید راجا بنام بید ناتہہ دیو و محی الدین بنام سعید الدین و سجید راجا چودہری بنام گور مدہون اس بیلو کا حوالہ دیا گیا و مقدمہ سبہاما بنام کرشن کی تقلید کی گئی

ایسی نالش میں جیسی کہ نالش مذکورہ بالا ہے یہ ضرور نہیں ہے کہ منتقل الیہم کو نالش میں مدعا علیہ بنایا جاوے مقدمات بشن چند بنام سید نادر و جیتا سن یا جاجی دیو بنام دہوند و گنیش دیو اور اٹارنی جنرل بنام پوٹ ریہ وغیرہ مقام ایرن کا حوالہ دیا گیا

۳۶ حسینی بیگم بنام کلکٹر مراد آباد

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴ - اپیل - وجہ اپیل جو سب مدیونان ڈگری پر یکساں موثر ہو - منسوخ یا ترمیم کیا جانا ڈگری کا نسبت جملہ اشخاص کے برطبق اپیل منجانب صرف ایک شخص مدیونان کے [از روئے دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایسی وجہ کی بنا پر جو عدالت موصوف کی رائے میں جملہ مدعا علیہم پر یکساں موثر ہو فیصلہ اوس اپیل کا کرے جو جملہ مدعا علیہم کے صرف ایک شخص نے دائر کیا ہو اور ڈگری عدالت ماتحت بحق جملہ مدعا علیہم منسوخ یا ترمیم کرنے بجز اسکے کہ عدالت ماتحت نے تجویز بربنائے ایسی وجہ کے کی ہو جو سب مدعا علیہم سے یکساں متعلق ہو صرف اوسی صورت میں کہ وہ ڈگری جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ایسی وجہ پر مبنی ہو جو سب مدعا علیہم سے یکساں متعلق ہو یعنی جب عدالت ماتحت نے ڈگری خلاف متعدد مدعا علیہم کے بربنائے ایسی تجویز کے صادر کی ہو جو جملہ مدعا علیہم

سے یکسان متعلق ہو تو از روئے دفعہ ۵۴۴ کوئی مدعا علیہ بناراضی کل ڈگری کے اپیل کر سکتا ہے اور عدالت اپیل ڈگری مذکور بحق جملہ مدعا علیہم کے منسوخ یا ترمیم کر سکتی ہے - مقدمہ پرتاب چندر روت بنام قرب النسا بی بی کا حوالہ دیا گیا -

۸ . . . . . کرانت سنگھ بنام پورن مل

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۲ و ۵۸۸ - اپیل بناراضی حکم عدالت اپیل ہائی کورٹ پر پابندی تجاویز واقعات عدالت ماتحت] مقدمہ اپیل بناراضی حکم عدالت اپیل ہائی کورٹ پر لازم ہے کہ مثل اپیل دوم کی جو بناراضی ڈگری ہو اون تجاویز واقعات کو منظور کرے جو عدالت اپیل ماتحت نے کی ہون - مقدمہ گوری شنکر بنام کریا بی بی پیش کیا گیا

۴۲ . . . . . تاما چرن بنام میکا رام

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۵ و ۳۶۷ - از روئے مجموعہ کے اختیار صادر کرنے ایسے احکام سزا کا نہین ہے جو ایک ساتھ نافذ ہون] مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی حکم ایسا نہین ہے جسکی روسے عدالت کو یہ اختیار ہو کہ کسی شخص ملزم کی نسبت تجاویز ثبوت جرم بابت دو یا زیادہ جرائم کے ایک ہی وقت مین صادر کرنے پر یہ ہدایت کرے کہ احکام سزا جو نسبت جرائم مذکور کے صادر کئے گئے ہین ایک ساتھ نافذ ہونگے -

۱ . . . . . ایشری بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۳۷ و ۵۲۹ - معافی - وعدہ معافی لینے مجسٹریٹ نے کیا جسکو اختیارات حسب دفعہ ۳۳۷ حاصل تھے مگر وہ ایسا مجسٹریٹ نہ تھا جسکے روبرو تحقیقات ہو رہی تھی] ایک ڈکیتی کا ارتکاب ضلع متھرا مین ہوا تھا اور اوسکی تحقیقات ضلع مذکور مین ہو رہی تھی اثنا تحقیقات مذکور مین ایک شخص پرتاب سنگھ روبرو مجسٹریٹ ضلع ایٹہ کے حاضر ہوا اور حاکم موصوف سے ڈکیتی مذکور کی بابت وعدہ معافی حاصل کیا جسکی بنا پر مجسٹریٹ ضلع ایٹہ نے اوسکا اظہار بطور اپروور گواہ کے لیا اور اوس نے ایک بیان کیا جس سے وہ اور چند دیگر اشخاص جرم ڈکیتی مین ماخوذ ہوتے تھے بعدہ جب مقدمہ بعدالت سشن جج آگرہ مین سپرد کیا گیا وعدہ معافی جو مجسٹریٹ ضلع ایٹہ نے کیا تھا نظر انداز کیا گیا اور پرتاب سنگھ کی تجویز بابت جرم ڈکیتی کے عمل مین آئی اور حکم سزا صادر کیا گیا - برجوع اپیل بعدالت ہائی کورٹ یہ **تجویز ہوئی** کہ نظر بحالات مجسٹریٹ ضلع ایٹہ کو اختیار تھے وعدہ معافی کا نہ تھا جو اوس نے کیا تھا اور یہ کہ اس بارہ مین اوسکی کارروائی منشاء دفعہ ۵۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین داخل نہین ہوتی ہے -

۴۰ . . . . . چھدا بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند

مجنون - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۰ و دفعات مابعد
معافی - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۳۷ و ۵۲۹
واجب الرفع - دیکھو شفیع رہن

جلد ۲ — حصہ ۱

فہرست مقدمات

دوست محمد خان	بنام	سعید بیگم	۸۰
سندر سنگھ	بنام	ڈورو سنگھ	۷۷
شیو رنیا	بنام	بھرت سنگھ	۸۹
عبد الحی	بنام	نین سنگھ	۹۱
محمد حسین	بنام	نعمت النسار	۸۷
مراد النسار	بنام	غلام سجاد	۷۳
مکند رام	بنام	ہردکشن	۷۹
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	اسبا پرشاد	۵۵
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	سام پال	۹۴
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	مکند	۶۹
ہردیو سنگھ	بنام	نریت سنگھ	۷۴

فہرست مضامین ردیف وار

اختیار سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۳ء نمبر ۱۹ دفعات ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۴۲

اختیار سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۲۲ دفعات ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۴ و ۳۷ و ۴۴

امر تجویز شدہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعات ۴۰ و ۴۴ و ۶۲ - دیکھو ایکٹ ۱۸۹۰ء نمبر ۹ دفعات ۱۱۳ و ۱۳۲

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ - (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۲۴ - الف - خیالات بدخواہی پیدا کرنا - معنی لفظ بدخواہی کی توضیح کی گئی ۔ جو کوئی شخص کسی ذریعہ سے منجملہ ذرائع مندرجہ دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے خیالات نفرت یا ناپسندیدگی یا بدخواہی یا بغض یا دشمنی کے نسبت اوس گورنمنٹ کے جو برٹش انڈیا میں از روے قانون قائم ہے پیدا کرے تو وہ خیالات بدخواہی جس طرح پر کہ لفظ مذکور دفعہ ۱۲۴ الف میں استعمال کیا گیا ہے جس کی صورت ہو پیدا کرتا یا پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے - اس قسم کے خیالات ضرور تا مخالفت اور مناقض خیالات سرکار کے اختیار جائز کی اطاعت میں رہنے اور اوس گورنمنٹ کی مدد کرنے کے خلاف کوشش ہاے ناجائز تدوبالا کرنے یا اوسکے مقابلہ کرنے کے ہیں - لفظ "بدخواہی" ہم معنی لفظ بغاوت کا تصور کیا جا سکتا ہے - معمولی معنی لفظ "بدخواہی" مستعملہ دفعہ ۱۲۴ الف بوجہ تشریح متعلقہ دفعہ مذکور تبدیل نہیں ہوتے ہیں

جبکہ کسی شخص پر الزام ارتکاب اوس جرم کا لگایا گیا ہو جو از روے دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے تو اوسکی نیت کسی خاص گفتگو یا مضمون یا چٹھی سے یا اوس گفتگو یا مضمون یا چٹھی سے متعلق اون امور کے مستنبط ہو سکتی ہے جو شخص مذکور نے دیگر موقعوں پر بیان یا تحریر یا مشتہر کئے ہوں

-بلکہ یہ امر تحقیق ہو جائے کہ شخص مذکور کی نیت پیدا کرنے خیالات بدخواہی کی نسبت اوس گورنمنٹ کے ہے جو برٹش انڈیا مین از روے قانون قائم کی گئی تو یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا اون الفاظ کا اثر جو بولے یا تحریر یا مشتہر کیے گئے تہے پیدا کرنے اس قسم کے خیالات بدخواہی کا ہو سکتا تہا یا نہیں اور یہ امر کہ آیا الفاظ مذکور صحیح تہے یا غلط غیر اہم ہے اور بجز ایسا نہ ہو سکے یا ایسی صورت مین جسمین گفتگو کرنے والے یا تحریر کرنے والے یا مشتہر کرنے والے پر الزام پیدا کرنے اس قسم کے خیالات بدخواہی کا لگایا گیا ہو یہ غیر اہم ہے کہ آیا الفاظ مذکورہ سے فی الواقع اس قسم کے خیالات بدخواہی پیدا ہوئے تہے یا نہیں۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جوگندر چندر بوس و بمعاملہ درخواست بال گنگادہر تلک کا حوالہ دیا گیا

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام امبا پرشاد ۵۵

ایکٹ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۰۔ شفیع۔ واجب العرض۔ تقسیم کاغذات حقوق شفع پر بلا مرتب کیے جانے واجب العرض جدید کے۔ جب کوئی محال بذریعہ تقسیم مکمل کے دو یا زیادہ محالات پر منقسم ہو تو ہر محال جدید کے لیے جدا کاغذات حقوق مرتب کیے جانے چاہئین۔

جب ایسی صورت مین کاغذات حقوق جدید واسطے محالات جدید کے مرتب نہ کیے گئے ہون تو بجز خاص حالات کے حصہ داران کسی ایک محال جدید کے دعوی شفع بموجب شرائط اون پرانے کاغذات حقوق کے جو ابتدائی محال غیر منقسمہ سے متعلق تہے نسبت اراضی موقوعہ کسی دوسرے محال جدید کے پیش نہین کر سکتے ہین۔ مقدمہ گورے بنام مان سنگہ کا حوالہ دیا گیا۔

عبد الحی بنام مین سنگہ ۹۱

ایکٹ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۱۱ اور ۱۳۱ اور ۱۴۰۔ تقسیم۔ عذر نسبت تقسیم کے۔ اختیار سماعت۔ عدالت ہاے دیوانی و مال [مقدمات تقسیم مین ضابطہ جو دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء پر عمل کرنا صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر بجز اسکے لازمی نہین ہے کہ کسی شریک قابض نے تقسیم کی نسبت اعتراض کیا ہو اور اعتراض مذکور قبل اوس تاریخ کے کیا گیا ہو جسکی تصریح اوس اطلاعنامہ مین کی گئی ہو جسکا جاری کرنا صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر از روے دفعہ ۱۱۰ کے لازم ہے اور اوس صورت مین بہی بجز اسکے لازم نہین ہے کہ اعتراض مذکور سے بحث استحقاق پیدا ہوئی ہو۔ پس بجز اسکے کہ اس قسم کا اعتراض کیا گیا ہو عدالت دیوانی مجاز استعمال کرنے اختیار سماعت کی بمعاملہ تقسیم اراضی یا تقسیم محال نہین ہے

ہردیو سنگہ بنام نرپت سنگہ ۴۲

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲۔ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ فقرہ (ح)۔ نمبردار و حصہ دار۔ نالش بنام نمبردار واسطے دلا پانے منافع کے۔ ذمہ داری وارث نمبردار کی [یہ ذمہ داری نمبردار کی کہ حصہ دار کو وہ منافع ادا کرے جو نمبردار نے بوجہ اوس غفلت شدید کے تحصیل نہ کیا ہو ایک ذمہ داری ذاتی ہے اور اوسکا نفاذ بمقابلہ قائم مقام قانونی نمبردار کے نہین کیا جا سکتا ہے۔ مقدمہ گلاب بنام فتح چند کا حوالہ دیا گیا۔

مراد النساء بنام غلام سجاد ۸۲

ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۲۲ - (ایکٹ آبکاری) دفعات ۷ و ۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۲ و ۴۴ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء دفعات ۶ و ۳۲ و ۳۸ و ۴۱ و ۵۰ - اہلکار محکمہ آبکاری - اختیار سماعت تجویز ہوتی کو وہ اہلکار جنکو اختیارات از روے دفعات ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء عطا کئے گئے تھے اور جنکو بعض صورتون مین یہ اختیار تھا کہ مقدمہ کسی مجسٹریٹ کے روبرو از روے دفعہ ۴۳ کے پیش کرے حسب منشاء دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور اہلکار آبکاری تھا مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام راجہرن منسوخ ہوا

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مکند ۶۹

ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ (ایکٹ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ متعلقات) دفعہ ۱۵ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۰۶

ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء نمبر ۹ (ایکٹ ریلوے ہند) دفعات ۱۱۳ و ۱۳۲ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۴۰ و ۶۴ - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۳ - جرم - ریل پر بلا ٹکٹ مناسب کے سفر کرنا - سزا | مسافر جس نے کسی ریل گاڑی مین بلا لینے پاس یا ٹکٹ مناسب کے سفر کیا ہو وہ مرتکب کسی جرم کا نہین ہے پس قانوناً اسکی نسبت حکم سزاے قید درصورت نہ ادا کرنے تاوان اور کرایہ کے جو از روے احکام دفعہ ۱۱۳ فقرہ (۴) ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء وصول کیا جا سکتا ہے صادر نہین کیا جا سکتا

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام پال ۹۴

ایکٹ سنہ ۱۸۹۶ء نمبر ۱۲ (ایکٹ آبکاری) دفعات ۶ و ۳۲ و ۳۸ و ۴۱ و ۵۰ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۲۲ دفعات ۷ و ۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۲ و ۴۴

بغاوت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعہ ۱۲۴ الف

تقسیم - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ دفعات ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۴۲

تقسیم کی ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲

جرم - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء نمبر ۹ دفعات ۱۱۳ و ۱۳۲

سزا - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء نمبر ۹ دفعات ۱۱۳ و ۱۳۲

شرع محمدی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۱

شرع محمدی - دیکھو شفع

شفع - شرع محمدی - استحقاق شفع وارث شفیع کو نہین پہونچتا ہے | بموجب شرع محمدی متعلقہ فرقہ سنی کے اگر مدعی نالش شفع نے اپنی حیات مین ڈگری شفع حاصل نہ کی ہو تو اسکے ورثا کو استحقاق نالش نہین پہونچتا ہے

محمد حسین بنام نعمت النساء ۸۰

شفع - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ دفعہ ۱۰۷

شہادت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعہ ۱۲۴ الف

عدالت ہائے دیوانی و مال - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۲ دفعات ۱۱ و ۱۳ و ۱۴

کار روائی - دیکھو نابالغ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲ - امر تجویز شدہ - شرع محمدی - مہر - نالش واسطے دلاپانے دین مہر کے بعد دائر ہونے نالش سابق بغرض تقسیم مابین ورثار کے - تاثیر ڈگری تقسیم کی بعد امر تجویز شدہ ما بین مدعا علیہم کے] ایک مسلمان متوفی کی دو دختران نے نالش بنام باقی ورثار کے واسطے تقسیم میراث کے دائر کی اور ڈگری تقسیم صادر کی گئی جو ہائیکورٹ نے بر طبق اپیل بحال رکھی - دوران اوس اپیل مین جو ہائیکورٹ مین کیا گیا تھا شخص متوفی کی دو دختران دیگر نے جو نالش تقسیم مین مدعا علیہما تہین نالش ہذا دائر کی جسمین اونہون نے دعوی دلاپانے حصہ کثیر جایداد شخص متوفی کا بعوض دین مہر اپنی ماں کے کیا تھا - اونہون نے اس نالش مین اپنے پدر متوفی کی جملہ اولاد باقی ماندہ کو مدعا علیہم بنایا تھا

تجویز ہوئی - کہ دعوی مہر کو نالش سابق مین مدعیات کو جو مدعا علیہ نالش تقسیم مین تہین بطور جواب دعوی قرار دینا چاہیے تہا اور چونکہ نالش مذکور مین اس قسم کا کوئی جواب بجا نہین کی گئی تہی پس دعوی نسبت دین مہر کے داخل منشاے تشریح ۲ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے اور نالش نہ صرف بمقابلہ مدعیات نالش سابق کے بلکہ بمقابلہ دیگر مدعا علیہم نالش مذکور کے بہی ممنوع السماعت ہے -

۸۰ . . . . . . **دوست محمد خان** بنام **سعید بیگم**

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۶ - نالش اوس قسم کی جو قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہو - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء ایکٹ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ مفصلات دفعہ ۱۵] **تجویز ہوئی** کہ نالش ڈگریدار سے دلاپانے اوس روپیہ کی جو بطور قیمت اوس جایداد کے ادا کیا گیا تہا جو بعینہ اجرای ڈگری بعوض جایداد مدیونان ڈگری کے نیلام کی گئی تہی اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کو جایداد مین کوئی استحقاق قابل فروخت حاصل نہ تہا ایک نالش اوس قسم کی ہے جو قابل سماعت عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ حسب معنی دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے -

۴۹ . . . . . . **بکند رام** بنام **بدہ کشن**

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ - نظر ثانی - غلط فیصلہ نسبت میعاد سماعت کے] یہ امر کہ ایسی عدالت نے جسکو اختیار فیصلہ کرنے اس امر کا تہا کہ کسی معاملہ مین تمادی عارض ہے یا نہین غلطی سے یہ فیصلہ کیا کہ اوسمین تمادی عارض نہین ہے اور اوسکی نسبت کارروائی شروع کی کوئی وجہ نظر ثانی کی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہے - مقدمات امیر حسن خان بنام خیو بخش سنگہ و سرین لال بنام خوبن کا حوالہ دیا گیا

۶۶ . . . . . **سندر سنگہ** بنام **ڈور و شنکر**

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۳ - دیکھو ایکٹ ۱۸۹۰ء نمبر ۹ دفعات ۱۳ و ۴۲ و ۴۳

مہر - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲

نابالغ - نالش بنجانب ایسے شخص کے جو نابالغ بیان کیا گیا تہا مگر فی الواقع نابالغ نہ تہا - یہ دریافت ہونے

پر کہ مدعی بوقت آغاز نالش نابالغ تھا کیا کارروائی کیجا سکتی ہے۔ ایک نالش بنام ایسے شخص کے جو نابالغ بیان
کیا گیا تھا بذریعہ ولی کے رجوع کی گئی مدعیہ نے ڈگری حاصل کی۔ مدعا علیہ نے اپیل کیا اور اس اپیل میں
نابالغ مذکور نے یہ درخواست کی کہ اوسکا نام مسل میں بربنائے اس حقیقت کے بطور ریسپانڈنٹ کے درج کیا جاوے
اور اوس نے یہ بیان کیا کہ وہ بعد رجوع نالش بالغ ہوگیا لیکن تحریری بیانات حلفی سے جو تائید اس
درخواست کے پیش کئے گئے تھے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بوقت پیش کئے جانے عرضی دعوی کے بالغ
تھا۔ تجویز ہوئی کہ یہ نالش ڈسمس ہونی چاہئے۔ مقدمہ لچھمی چاند بنام جلیبا اندو سے اختلاف
کیا گیا۔

شیو رنیا بنام بھرت سنگھ ۸۹

نظر ثانی۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲
نمبردار و حصہ دار۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۳ع نمبر ۱۸ دفعہ ۹۳ فقرہ (ح)
واجب العرض۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۳ع نمبر ۱۹ دفعہ ۱۰۷

جلد ۴۰ — حصہ ۳

فہرست مقدمات

رامان سنگھ	بنام	نراین سنگھ	۹۷
بسنت لال	بنام	سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل	۱۰۸
یک پال سنگھ	بنام	بشن سنگھ	۱۱۵
سری گوپال	بنام	پرتھی سنگھ	۱۰۹
سیوہ مل	بنام	مکھم سنگھ	۹۹
شجاع علیخان	بنام	رام کنور	۱۱۸
عابدہ بیگم	بنام	مظفر حسین خان	۱۲۸
فضل حسین	بنام	راج بہادر	۱۲۴
گوری شنکر	بنام	ماتا پرشاد	۱۲۳
گوسوامی رنچھوڑلال جی	بنام	سری گردھاری جی	۱۱۹
گیا بھارتی	بنام	لکھناتھ راے	۱۰۲
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	بیر	۱۲۶
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	یوسف	۱۰۴
میر عظمت علی	بنام	محمود النسا	۹۵

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل - دیکھو عملدرآمد

اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶

اپیل کا ساقط ہونا - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹

اجرائے ڈگری - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹

اجرائے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴

اختیار سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴

اختیار - دیکھو ازدواج کا اظہار

ازدواج - نالش واسطے اظہار ازدواج - اختیار عدالت ہاے دیوانی واقع برٹش انڈیا بانسبت سماعت ایسی نالش کے مابین مسلمانوں کے] تجویز ہوئی - کہ نالش بابت اظہار ازدواج عدالت ہاے واقع برٹش انڈیا مین ہو سکتی ہے اور داخل نشانات نظیر پریوی کونسل بمقدمہ راجہ نیل منی سنگھ بنام کالی چرن بہاچارجی نہین ہے -

میر عظمت علی بنام محمود النسا ۹۵

امر تجویز شدہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲

ایکٹ ۱۸۵۹ء نمبر ۱۳ - (فریباً خلاف ورزی ساہد و بنجاب مزدوران) دفعہ ا - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۰۳ - وارنٹ] **تجویز ہوئی** کہ دفعہ ۳ - مجموعہ ضابطہ فوجداری اون وارنٹوں سے متعلق جوانہ رو سے - ایکٹ ۱۳ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہوں - مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنا این کی تعلیہ کی گئی

گوری شنکر بنام ماتا پرشاد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۳

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ مدسماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۴۰ - مدسماعت - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۴۶ - نالش واسطے قبضہ جائیداد کے جو مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۱۴۶ کے فرق کی] مد ۴۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء ایسی نالش سے متعلق نہیں ہے جو منجملہ دو دعویداران کے ایک نے بنام دوسرے کے واسطے دلاپانے قبضہ جائیداد کے جو مجسٹریٹ نے حسب احکام دفعہ ۱۴۶ - مجموعہ ضابطہ فوجداری کے فرق کی رجوع کی ہو - مقدمہ جہجل بنام قیراتی و اکلندا لال بنام بیر یا سامی پلے کا حوالہ دیا گیا - گورنمنٹ فرق ضروری ایسی نالش کی نہیں ہے جیسی کہ نالش مذکورہ بالا ہے -

گوسوامی رنچھوڑ لال جی بنام سری گردھاری جی ۔ ۔ ۔ ۱۱۹

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ مدسماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۳۴ و ۱۴۸ - مدسماعت - رہن - نالش بجانب راہن واسطے دلاپانے قبضہ کے مرتہن سے جو بعد اختتام میعاد رہن انتفاعی کے قابض رہا ہو] جب کوئی مرتہن جو بذریعہ رہن انتفاعی کے قابض ہو بعد اختتام اوس میعاد کے جو رہن نامہ میں واسطے ترک جائیداد کے مقرر کی گئی ہو قابض رہے تو اوسکا قبضہ مرتہن ہونے کی حیثیت سے مخالفانہ نہیں ہو جاتا اور راہن کو ہنوز میعاد ۶۰ سال کی حاصل ہے جسکے اندر وہ نالش دلاپانے قبضہ کی کرسکتا ہے مقدمہ جگناتھ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین کا حوالہ دیا گیا -

پکھہ پال سنگھ بنام بشن سنگھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۱۵

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ - (ایکٹ مدسماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - اجرائے ڈگری - مدسماعت - زمانہ آغاز مدسماعت جبکہ اپیل ساقط ہو گیا ہو] **تجویز ہوئی** کہ حکم عدالت اپیل مشعر سقوط اپیل بوجہ اسکے کہ کسی قائم مقام اپیلانٹ کا نام درج کاغذات نہیں کرایا گیا حکم قطعی اور ڈگری عدالت اپیل حسب مراد ضمن ۲ - مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم - ایکٹ مدسماعت ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء کے نہیں ہے اور یہ کہ میعاد سماعت تاریخ ڈگری ابتدائی سے شروع ہوگی -

فضل حسین بنام راج بہادر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۴۴

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۵ - (ایکٹ پروبیٹ و اہتمام) دفعہ ۵۰ - منسوخی حکم عطائے چٹھیات اہتمام - درخواست جدید ممکن ہے] حکم عطائے چٹھیات اہتمام مصدرہ صاحب جج ضلع حسب احکام دفعہ ۵۰ - ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء کے منسوخ کیا گیا تھا - **تجویز ہوئی** کہ چونکہ وجہ منسوخی رفع ہو گئی لہذا صاحب جج کو اختیار سماعت درخواست جدید نسبت شئے مذکور کے حاصل ہے

برج لال بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل ۱۰۰

ایکٹ ۱۹۱۳ء نمبر ۶ - (ایکٹ کمپنی ہائے مجریہ ہند) دفعات ۵۵ و ۵۶ - کمپنی - رجسٹر حصہ داران - معائنہ - انکار رجسٹر حصہ داران کے معائنہ کرانے دینے سے] جبکہ وہ شخص جو ازروے احکام دفعہ ۵۵ - ایکٹ کمپنی مجریہ ہند سنہ ۱۹۱۳ء کے مستحق معائنہ کرنے رجسٹر حصہ داران کسی کمپنی کا ہو درخواست معائنہ کرنے کی کاروبار کے وقت وزنہ اوس موقع پر جبکہ معائنہ ازروے دفعہ ۵۶ یا بوجہ اون قواعد کے جو کمپنی نے ازروے دفعہ ۵۵ وضع کئے ہوں ممنوع ہو پیش کرے تو معائنہ کرنے کی اجازت ضرور دیجانی چاہیے اور اگر معائنہ کرانے سے عارضی طور پر بھی بربنائے سہولت کاروبار کمپنی کے انکار کیا جاوے تو وہ افسر جو انکار کی بابت ذمہ دار ہو مستوجب اوس تاوان کا ہوگا جو ازروے دفعہ ۵۵ مقرر کیا گیا ہے

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بیر ۱۲۶

ایکٹ ۱۸۹۲ء نمبر ۵ (ایکٹ سار نیگٹ وراثت) دفعہ ۴ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶

تقسیم و تنازع - واجب العرض - شفیع] ازروے فقرہ مندرجہ واجب العرض متعلقہ شفیع کے قرار پایا تھا

"جب کوئی حصہ دار اپنا حصہ بیع یا رہن کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ اول اوسکو بحق حصہ دار قریب کے بعدہ بحق حصہ دار اپنے تھوک کے اور بالآخر بحق حصہ دار دوسرے تھوک کے بشرح عمدہ فی بیگہ اراضی مزروعہ اور صہ فی بیگہ اراضی افتادہ بیع و رہن کرے اگر ان میں سے کوئی اوسکو نہ لے تو وہ اوسکو شخص غیر کے پاس منتقل کر سکتا ہے - اگر کوئی حصہ دار دیتی کوئی حصہ دار جو بیع یا رہن کرنا چاہے حسب ہدایات مندرجہ بالا کے عمل کرنے سے قاصر رہے تو دوسرے حصہ دار کو حق نفاذ شفیع کا نسبت جائداد کے حاصل ہے اگر میعاد رہن حصہ مرہونہ کسی حصہ دار کی قریب الاختتام ہو اور اطلاعنامہ بیبات جاری ہوا ہو اور راہن حصہ دار کو استطاعت انفکاک نہو تو دوسرا حصہ دار روپیہ ادا کرکے حصہ مذکور کو واپس لے سکتا ہے اور جب راہن ابتدائی کو استطاعت ہو تو وہ بعد ادا کرنے روپیہ کے اوس حصہ کا قبضہ پاسکتا ہے"

تجویز ہوئی کہ بصورت بیع بالوفا جائداد کے جس سے واجب العرض مذا متعلق ہے صرف دو موقع اور نہ تین موقع داخل منشاء واجب العرض تھے پہلے موقع بوقت تکمیل دستاویز بیع بالوفا کے یا قریب اوسکے واقع ہوا اور اوسوقت کوئی حصہ دار بشرح مندرجہ واجب العرض کے شفیع ہو سکتا تھا - دوسرا موقع وہ تھا جب مشتری بیع بالوفا دار نے اپنی نالش بیبات دائر کی اور اوسوقت شفیع کو وہ قیم زر ادا کرنی چاہیے جو ازروے دستاویز بیع بالوفا کے واجب قرار پاوے گر جب ایک مرتبہ حکم بیبات قطعی ہو چکا تو حصہ دار کا حق شفیع زائل اور ساقط ہوگیا

گیا بہارتی بنام لکھہ ناتھہ رائے ۱۰۲

بیشیات اہتمام - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۵ دفعہ ۵۰

حد سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۴۷

حد سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۴۲ و ۱۴۰

حد سماعت - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹

رجسٹر حصہ داران کا معائنہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۶ دفعات ۵۵ و ۵۶

رہن - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲

رہن - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۳۲ و ۱۴۰

سارٹیفکٹ وراثت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶ -

شفع - دیکھو تعبیر دستاویزات

شفع - واجب العرض - بیع بدست شخص غیر - بیع مکرر قبل نالش بدست ایک حصہ دار کے - اثر ایسی بیع مکرر کا مقدمات شفع مین جو واجب العرض پر مبنی ہون حق شفع اوس صورت مین باقی نہین رہتا اگر اراضی مشفوعہ کو جو بدست شخص غیر بیع کی گئی ہو بعدہ مشتری شخص غیر قبل نالش بدست ایسے حصہ دار کے بیع کرے جسکو حقوق مساوی شفیعان کے حاصل ہون

حکم سنگھ . . . . . بنام ٹیڑہ مل ۹۹

صلحنامہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۶۴

عملدرآمد - اپیل - اپیل مین تبدیل کیا جانا تجویز ثبوت جرم کا جبکہ ایک اپیل مین جو بنا بر اضیع ایک تجویز ثبوت جرم کے کیا گیا تھا یہ ظاہر ہوا کہ گو شہادت کافی تائید تجویز ثبوت جرم کے موجود نہین ہے لیکن ایسی شہادت ہے جسکی بنا پر اپیلانتان کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت ایسے جرم کے جو کلیۃً مختلف تھا اور جسکا الزام اوپر نہین لگایا گیا تھا صادر کیجا سکتی تھی عدالت نے شہادت مذکور پر بغرض تبدیل کرنے تجویز ثبوت جرم نسبت اپیلانٹان کے لحاظ کرنے سے انکار کیا - مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بارتی کا حوالہ دیا گیا -

ملکہ معظمہ قیصر ہند . . . . . بنام یوسف ۱۰۶

کمپنی - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۶ دفعات ۵۵ و ۵۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ - تشریح ۲ - امر تجویز شدہ - امر جو مقدمہ سابق مین جواب کی بنا قرار دیا جا سکتا تھا اور قرار دینا چاہیے تھا - رہن - مرتہنان ماقبل و ما بعد - تجویز ہوئی کہ وہ شخص جسکے پاس تین رہون ماقبل ایک ہی جایداد کے کیے گئے تھے جس نے بجواب اون نالشات کے جو دیگر مرتہنان جایداد مذکور نے جن کے پاس رہن بعد تاریخ مذکور کے کیے گئے تھے دائر کی تھین اپنے حقوق کا عذر بموجب ایک رہن کے منجملہ اون رہون کے جو اوسکے پاس کیے گئے تھے پیش کیا - بوجہ تشریح ۲ - دفعہ ۱۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس امر سے ممنوع تھا کہ بعدہ نالش نیلام بر بنائے ایک رہن کے منجملہ بقیہ رہون کے رجوع کرے جسکی بنا پر وہ عذر بطور جواب نالشات دیگر رہون کے پیش کر سکتا تھا اور اوسکو پیش کرنا چاہیے تھا مقدمات مہابیر پرشاد سنگھ بنام میکناٹن و

وکالۃً منشی پرشاد بنام راج کماری رتن کنور و کیلاش سنڈل بنام بودا سندری داسی و شیو ساگر سنگہ بنام سیتا رام سنگہ و نانا دین کسودہن بنام کاظم حسین کا حوالہ دیا گیا

١٠٩ ## سری گوپال ... بنام ... پرتھی سنگہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۲۳ - اجراء ڈگری - سارٹیفکٹ اجرا - اختیار سماعت - عدالت جسمین ڈگری واسطے اجرا کے منتقل کیجائے یا اوس عدالت کو جسمین ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی جائے اختیار اجراے ڈگری او سوقت تک حاصل رہتا ہے کہ اجراے ڈگری سے جو اوس عدالت مین ہے دست برداری کیجائے یا او سوقت تک کہ ڈگری کی کوئی پوری تعمیل ہو جائے اور اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو کیجائے جس نے ڈگری ارسال کی تھی یا اوس ڈگری کی تعمیل اوس حد ہو جائے کہ جس حد تک عدالت اوسکی تعمیل اندر اپنے علاقہ کے کر سکتی تھی اور جب تک کہ اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو نہ کیجائے کہ جس نے ڈگری ارسال کی تھی یا جب تک کہ وہ تعمیل ڈگری سے قاصر ہو اور اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو نہ کرے جس نے ڈگری ارسال کی تھی محض خارج کرنے درخواست اجراے بوجہ بے ضابطگی درخواست کے اختیار عدالت بارہ اجراء ڈگری ختم نہین ہو جاتا اور نہ عدالت کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کوئی سارٹیفکٹ اوس عدالت کو ارسال کرے جس نے ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی ہو مقدمہ جے پی بلگرام بنام بھوپل دائز کی تقلید کی گئی

١٢٨ ## عابدہ بیگم ... بنام ... مظفر حسین خان

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۶۲ - مصالحت منجانب نابالغ - نالش واسطے منسوخی صلحنامہ کے اسوجہ سے کہ وہ بلا اجازت عدالت عمل مین آیا تھا ولی دوران مقدمہ نابالغان نے منجانب نابالغان کے نسبت صلحنامہ کے رضامندی ظاہر کی اس صلحنامہ کو عدالت نے منظور کیا اور بربنائے اوسکے ڈگری صادر ہوئی - اور یہ تجویز ہوئی کہ وہ مضر حقوق نابالغان کے نہین ہے یہ تجویز ہوئی کہ نابالغان بعد اسکے کہ ڈگری جو صلحنامہ پر مبنی تھی قطعی ہو گئی نالش منسوخی صلحنامہ مین صرف اس بنا پر کامیاب نہین ہو سکتے کہ عدالت نے بیشتر ولی کو اجازت کرنے مصالحت کی نہین دی - مقدمہ کلاوتی بنام چھیدی لال سے فرق ظاہر کیا گیا

٩٧ ## امان سنگہ ... بنام ... نراین سنگہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶ - اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل - امر اہم قانونی - سارٹیفکٹ وراثت جو وقت مناسب پر پیش نہین کیا گیا - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ع (ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت) دفعہ ۴ قائم مقام ڈگریدار نے درخواست اجراے ڈگری بلا روبرو عدالت کے پیش کرنے سارٹیفکٹ وراثت مقتضیٔ دفعہ ۴ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ع کے پیش کی - عدالت نے جس سے درخواست کی گئی اجراے ڈگری کا منظور کی - مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جس نے برجستہ اسکے کہ روبرو ہائیکورٹ کے سارٹیفکٹ وراثت ضروری پیش کیا گیا

حکم عدالت ماتحت بحال رکھا تجویز ہوئی کہ اس عذر سے کہ درخواست اجراے ڈگری مذکور بوجہ نہ پیش کرنے سارٹیفکٹ وراثت کے رد بروعدالت ماتحت کے نامناسب طور پر نامنظور ہوئی تھی کوئی بحث امراہم قانونی کی حسب مراد دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیدا نہیں ہوتی اور اسلئے ہائی کورٹ بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل اجازت اپیل کرنے کی صحیح طور پر نہیں دے سکتی۔

شجاع علی خان بنام رام کنور ۱۱۷

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۸۳ - دیکھو ایکٹ ۱۸۵۹ء نمبر ۱۳ دفعہ ۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۳۶ - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۱ مد ۴۷

نابالغ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۶۲

نالش واسطے اظہار ازدواج کے - دیکھو ازدواج

واجبیہ العرض - دیکھو تعبیر دستاویزات

واجب العرض - دیکھو شفع

وارث - دیکھو ایکٹ ۱۸۵۹ء نمبر ۱۳ دفعہ ۱

جلد ۴۰ — حصہ ۴

فہرست مقدمات

پچھاتی اکھاڑہ	بنام	گوری کنور	۱۶۶
سلطان محمد خان	بنام	تیلو پرشاد	۱۴۵
شام کرشن	بنام	رامداس	۱۶۱
صادق حسین	بنام	لالتا پرشاد	۱۳۸
کنہیا لال	بنام	منا بی بی	۱۳۵
محمد یوسف علیخان	بنام	ڈال کنور	۱۴۰
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	بلر	۱۶۰
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	ڈال سنگھ	۱۶۵
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	گوبندا	۱۵۹
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	بھائی	۱۵۰
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	سیکو لال	۱۴۳
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	محمد اسمعیل خان	۱۵۱
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	تلما	۱۴۳
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	نواز حسین	۱۵۴

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل — واپس کرنا اوس فائدہ کا جو ایسی ڈگری سے حاصل کیا گیا ہو جو بر طبق اپیل منسوخ ہوئی — دیکھو اجراء ڈگری

اجراء ڈگری — واپس کرنا اوس فائدہ کا جو ایسی ڈگری سے حاصل کیا گیا ہو جو بر طبق اپیل منسوخ ہوئی — واپسی کی کوشش بذریعہ اجراء ڈگری بعدالت اپیل کے بمقابلہ ایسے شخص کے جو اپیل مذکور مین کوئی فریق نہ تھا — تجویز ہوئی کہ اجلاس ثانی پریوی کونسل جنھون نے قبل داخل کرنے اپنے اپیل کے بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل متعلق ایسی ڈگری کو جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا تھا اور جو شخص فریق کی تھی وہ رقوم ادا کی تھین جو بموجب ڈگری مذکور کے قابل ادا تھی بر طبق کامیاب ہونے کے اپنے اپیل مین زر مذکور جو اس طرح ادا کیا گیا بعوض بذریعہ اجراء حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل متعلق اپیل ایسی صورت مین واپس نہین پا سکتے ہین کہ متعلق اپیل مذکور کوئی فریق اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل نہو — مقدمہ بنگو تی پرشاد بنام چھنا پرشاد کا حوالہ دیا گیا

صادق حسین بنام لالتا پرشاد ۱۳۸

اقبال جرم — دیکھو شہادت

اقدام قتل عمد - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعہ ۳۰۷

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۷۷ - جہوٹی اطلاع - اہلکار پولیس نے جہوٹی رپورٹ تحریر کی] **تجویز ہوئی** کہ اہلکار پولیس مہتمم تہانہ نے جسپر بحیثیت اہلکار مذکور یہ لازم تہا کہ جملہ رپورٹین جرائم قابل دست اندازی یا غیر قابل دست اندازی کی جو اوسکے روبرو کیجاتین تہانہ کے روزنامچہ مین درج کرے تحریر کرنے ایک رپورٹ کیجو اوسکے روبرو کی گئی تہی انکار کیا اور بجائے اوسکے روزنامچہ مین ایسی رپورٹ تحریر کی جو اوس رپورٹ سے جو اوسکے روبرو کی گئی تہی بالکل مختلف اور جہوٹی تہی اور اس وجہ سے وہ مرتکب اوس جرم کا ہوا جو حسب دفعہ ۱۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **محمد اسمعیل خان** . . . ۱۵۱

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۰۰ - اقدام قتل عمد - نیت - علم نتائج - قرینہ قیاس فعل کا - قیاس] جبکہ یہ معلوم ہوا کہ ایک عورت نے جسکی عمر ۲۰ برس کی تہی تین اشخاص اپنے خاندان کو دہتورہ کہلایا تہا **تجویز ہوئی** کہ یہ قیاس کرنا چاہئیے کہ مسماۃ کو علم اس امر کا تہا کہ دہتورہ کے کہلانے سے احتمال ہلاکت کا ہے گو مسماۃ نے دہتورہ اس نیت سے نہ کہلایا ہو

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **تلسیا** ۱۵۳

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۹۸ - کسی عورت منکوحہ کو بہسلا لیجانا - ثبوت ازدواج - محض بیان مستغیث اور عورت کا کافی نہین ہے] جبکہ کسی عورت منکوحہ کے بہسلا لیجانیکا الزام حسب دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند لگایا گیا ہو تو عدالت کو چاہئیے کہ محض بیان مستغیث اور عورت سے بہتر ثبوت ازدواج کا طلب کرے -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **ڈال سنگہ** ۱۵۵

ایکٹ ۱۸۹۷ء نمبر ۸ (ایکٹ تادیب خانہ) دفعات ۳ و ۸ و ۱۶ - حکم تادیب خانہ مین رکہنے کا از روئے دفعہ ۸ کے - نظر ثانی - اختیارات ہائیکورٹ] **تجویز ہوئی** کہ ہائیکورٹ کو بصیغہ اپیل یا نظر ثانی یہ اختیار نہین ہے کہ اوس حکم مین جو واسطے تادیب خانہ مین رکہنے کے بجائے حکم حبس بعبور دریائے شور یا قید کے صادر کیا گیا ہو دست اندازی کرے -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **ہمالی** ۱۵۸
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **گوبند** ۱۵۹
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **بلرٹا** ۱۶۰

بار ثبوت - دیکھو ولی و نابالغ
تادیب خانہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۹۷ء نمبر ۸ دفعات ۳ و ۸ و ۱۶
ترتیب نالش - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۵
تعبیر دستاویز - دیکھو شفع

ثالثی - اقرارنامہ ثالثی - استرداد اقرارنامہ ثالثی تاجب ایک مرتبہ اقرارنامہ ثالثی تحریر ہوجاے تو وہ بجز بوجہ معقول فسوخ نہین کیا جاسکتا رد محض مرضی احد المتعاقدین پر فسوخ نہین ہوسکتا مقدمہ پشن جی نوشیروان جی بنام مانک جی دکیشنی کا حوالہ دیا گیا

۱۴۵ . . . . . . **شیو پرشاد** بنام **سلطان محمد خان**

ثبوت - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعہ ۴۹۰

جماعت سند یافتہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۵

جھوٹی اطلاع - دیکھو ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ دفعہ ۱۷۷

سپردگی بہ ثالثی - دیکھو ثالثی

سوالات جرح - دیکھو شہادت

شفع - واجب العرض - انتقال یعنی مدعی شفیع بعد بیع کے - ہندہ بیوہ کا قبضہ بحق بیوگی تاجوز ہولی کہ دختر ہندہ بیوہ کی جسکے حق مین بیوہ نے ایک حصہ سرشفع کا ترک کیا تھا جسپر دختی مین جانی بحیثیت بیوہ قابض تھی مستحق کرنے شفع کی بابت ایک ایسے بیع کے ہے جو اوس موضع مین قبل ترک کرنے حق کے جو اسکی ان نے اوسکے فائدہ کے لیے کیا عمل مین آئی تھی - مقدمہ شیو نراین بنام ہیرا امیر کیا گیا -

۱۴۰ . . . . . . **محمد یوسف علی خان** بنام **ڈال کنور**

شہادت - اقبال جرم - وقعت اقبال جرم کی جس سے بعدہ انحراف کیا گیا تا اصرار ہے کہ ملزم نے اپنے اقبال جرم سے بعد دا انکار کیا تھا اوسکی مین شہادت خفیف یا بالکل تھا بید اوس اقبال جرم کے نہ تھی ضرور تا یہ نتیجہ اخذ نہین ہوتا ہے کہ اوس اقبال جرم کو نظرانداز کرنا چاہیے اس قسم کے اقبال جرم کے قابل اعتبار ہونیکی نسبت عدالت کو ہر مقدمہ مین فیصلہ بلحاظ حالات اوس خاص مقدمہ کے کرنا چاہیے اور اگر عدالت کی یہ راے ہو کہ وہ اقبال جرم صحیح ہے تو عدالت پر فرض ہے کہ جہانتک کہ شخص اقبال کنندہ کو تعلق ہے بیقین مذکور پر عمل کرے - مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جاجبر و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رنگی کا حوالہ دیا گیا -

۱۳۳ . . . . . . **ملکہ معظمہ قیصر ہند** بنام **میکولال**

شہادت - گواہ مستغیث کا اظہار روبرو مجسٹریٹ کے لیا گیا مگر وہ عدالت سشن مین طلب نہین کیا گیا - ملزم نے اوس گواہ کو طلب کیا - سوالات جرح بجانب کونسل ملزم کے نامنظور کیے گئے تا جبکہ مستغیث نے عدالت سشن مین ایک گواہ سرکاری کے طلب کرنے سے انکار کیا جسکا اظہار عدالت مجسٹریٹ مین لیا گیا تھا اور طبق اسکے ملزم کے کونسل نے اوس گواہ کو گواہون کے کٹہرہ مین کھڑا کیا - تجویز ہوئی - کہ ملزم کونسل بمجاز اس امر کا نہین ہے کہ اوس گواہ کا اظہار بذریعہ اس سوال کے شروع کرے کہ آیا اوسنے مجسٹریٹ کی عدالت مین کیا اظہار دیا تھا سوالات نسبت اوسکے اظہار سابق کے بلحاظ حالات صرف بطریق سوالات جرح باجازت عدالت صرف اوس صورت مین ہوسکتے ہین کہ وہ گواہ گواہ مخالف معلوم ہو

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام زوار حسین ۰۰۰۰۰ ۱۵۴

عمل درآمد - دیکھو شہادت

فیصلہ ثالثی - دیکھو ثالثی

قیاس - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ء نمبر ۴۵ دفعہ ۳۰۷

کمپنی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۵

گواہ - دیکھو شہادت

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۵ - کمپنی - جماعت سند یافتہ - جماعت غیر سند یافتہ - ترتیب نالش - او و جماعت جس سے مقصود مجموعہ ضابطہ دیوانی میں ہے ایک ایسی جماعت ہے جسکا ذکر قانون انگلستان میں ہے یعنی ایسی جماعت جو ساتھ رضامندی صریح بادشاہ کے قائم کی گئی ہو یا وہ ایسے زمانہ قدیم سے چلی آتی ہو کہ منظوری بادشاہ قیاس کیجا سکے۔

جو نالش کہ منجانب کسی جماعت غیر رجسٹر شدہ یا غیر سند یافتہ کے ہو اوسمین نام ہر کاسے جماعت کے ظاہر کیے جانے چاہئیں اگر ایسا نہ کیا جاوے اور اگر جماعت سند یافتہ یا ایسی کمپنی نہو جو از نام کسی عہدہ دار یا کسی امین کے نالش کرنیکی مجاز ہو یا اوسپر نالش ہو سکتی ہو اور اسپر جبرا احکام دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہون تو عرضی دعوی ناجائز ہے - مقدمات کیلاش چندر رائے بنام ایس محمڈن ایسوسی ایشن میرٹھ بنام بخشی رام و یوسف بیگ بنام بورڈ آف فارین مشنس پرسبٹیرین چرچ نیو یارک کا حوالہ دیا گیا۔

پنچایتی اکھاڑہ بنام گوری کنور ۰۰۰ ۱۶۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۰ - ولی نابالغ - نالش جو منجانب نابالغ کسی شخص نے بجز ولی سارٹیفکٹ یافتہ نابالغ کے دائر کی ہو] ایک نالش منجانب دو نابالغان کے ایک ایسے شخص نے دائر کی جو ولی سارٹیفکٹ یافتہ نابالغان کا نہ تھا اور ایک ولی اوسوقت موجود تھا جسکو عدالت مجاز نے باضابطہ مقرر کیا تھا۔ تجویز ہوئی کہ نالش بیجا طور پر بلحاظ دفعہ ۴۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دائر ہوئی اور عرضیدعوی واسطے ترمیم کے واپس ہونی چاہئے تھی اور یہ نقص ضابطہ نالش اس واقعہ سے رفع نہیں ہوا (اگر یہ امر واقعی ہو) کہ جو شخص بطور ولی نابالغان کے حاضر ہوا کرتا ایک ہندو خاندان مشترکہ کا تھا کہ جسمین جملہ مدعیان داخل تھے مقدمہ بینی رام بسٹ بنام رام لال دہوکری کا حوالہ دیا گیا۔

شام کرشن بنام رام داس ۰۰۰ ۱۶۱

نظر ثانی - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۹۱ء نمبر ۷ دفعات ۳ و ۱۶

نیت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۱ء نمبر ۴۵ دفعہ ۳۰۷

واپس کرنا اوس فائدہ کا جو ایسی ڈگری سے حاصل کیا گیا ہو جو بذریعہ اپیل منسوخ ہوتی ہو - دیکھو اجراے ڈگری

واجب العرض - دیکھو شفع

ولی اور نابالغ ۔ قرضہجات جو نابالغ کو دیئے گئے ۔ تحقیقات ضروری جو قرض دینے والے کو کرنی چاہیئے
۔ بار ثبوت ۔ مدعی کو جس نے بغرض رفع ضروریات کسی نابالغ کے روپیہ قرض دیا ہو لازم ہے کہ
معقول تحقیقات نسبت ہونے ضروریات مذکور کے کرے اور بعد کرنے تحقیقات مذکور اور
معقول طور پر بہ نیک نیتی باور کرنے ہونے ضروریات مذکور کے وہ روپیہ بلا خطر قرض دے سکتا
ہے گو وہ روپیہ جو ولی نے بکفالت جائداد نابالغ لیا ہو واقعی بغرض رفع اوسکی ضروریات کے یا واسطے
اوسکے فائدہ کے صرف نہ کیا ہو بخلاف اسکے وہ مدعی جسنے روپیہ بلا تحقیقات مذکور کے قرض
دیا ہو بذریعہ جائداد نابالغ سے بکفالت اوسکی قرضہ وصول نہیں کر سکتا مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے
بنام موسماۃ بابوئی منراج کنوری کا حوالہ دیا گیا ۔

۱۲۵ .... **نسالی بی بنام کنہیا لال**

ولی و نابالغ ۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۴
ہائیکورٹ کے اختیارات نظرثانی کے ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۶۹ء نمبر ۲۳ دفعات ۱۴ و ۱۵ و ۱۶
ہندو بیوہ کے حقوق بابت شفعہ کے ۔ دیکھو شفعہ

جلد ۲۰ حصہ ۵

فہرست مقدمات

اودت نراین سنگھ	بنام	شب راے	۱۹۸
بندیشری نایک	بنام	گنگا سرن ساہو	۱۷۱
پران ناتھ گھوس	بنام	جادو ناتھ بھٹاچارجی	۱۸۹
تکم سنگھ	بنام	ٹھاکر کشور رمن جی مہاراج	۱۸۸
رگھوناتھ کنوری	بنام	شان مصر	۱۹۱
شرف الدین خان	بنام	فتح یاب خان	۲۰۰
شنکر دت دوبے	بنام	رادھا کرشن	۱۹۵
عنایت حسین	بنام	علی حسین	۱۸۲
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	رحیم بخش	۲۰۵
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	فتح بہادر	۱۸۰
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	للتا پرشاد	۱۸۶
میونسپل بورڈ کانپور	بنام	للو	۲۰۰

فہرست مضامین ردیف وار

ایراد ڈگری - دیکھو اصلاحات

اختیار سماعت - (عدالت ہاے دیوانی و مال) - دیکھو وجہ نالش

اختیار سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۵۔

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ - (ایکٹ رجسٹری ہند) دفعہ ۱۰ - تعبیر معاہدہ مندرجہ رہن نامہ متعلقہ سود - غیر ضروری ہونا حسب دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۳ ۱۸۷۷ء رجسٹری اون دو نوع دستاویزون کی جو کارروائیات عدالتی مین داخل کیجاتی ہین؟ ایک رہن نامہ مین یہ عبارت عام بلا کسی تعین میعاد نسبت اوسکے قائم رہنے کے یہ اقرار تھا کہ سود اصل رقوم قرضہ پر محسوب ہوگا اور نیز یہ اقرار تھا کہ بصورت عدم ادائے بروقت اختتام ہر سال کے قرضخواہان کو اختیار رہیگا کہ سود غیر سودی کو بطور زر اصل کے تصور کرین اور اوسکو جایداد مرہونہ سے وصول کرین مطابق عبارت دستاویز مذکور جبکہ اوسکے جملہ مضامین اور شرائط پر غور کیا جاے یہ تعبیر صحیح نہین ہے کہ بر طبق آنے اوس وقت کے جو واسطے ادائے زر کے مشروط تھا سود اصل رقم پر بشرح معاہدہ محسوب ہونا موقوف ہو جائیگا۔

مقدمہ متھرا داس بنام راجہ نرسنگھ بہادر پال کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی پیروی کی گئی دفعہ ۱۰ ایکٹ رجسٹری نمبر ۳ ۱۸۷۷ء مناسب کارروائیات عدالتی سے متعلق نہین ہے

عام اس سے کہ وہ بیانات مدعا فریقین یا احکام صادرہ عدالت ہوں۔

نند کشوری نایک بنام گنگا سرن ساہو ۔ ۔ ١٧١

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ دفعہ ۱۴۴ – دیکھو قبضہ مخالفانہ

ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۵ – (ایکٹ پروبیٹ و چٹھیات اہتمام) دفعہ ۹ – درخواست پروبیٹ منجانب وصی – کسی اختیار تمیزی کا نسبت عطا کرنے ایسی درخواست کے ہونا اگو حسب دفعہ ۵ ۔ ایکٹ پروبیٹ وچٹھیات اہتمام ۱۸۸۱ء کے یہ امر باختیار تمیزی عدالت کے ہے کہ درخواست چٹھیات اہتمام کو نامنظور کرے لیکن ایسا اختیار تمیزی نسبت درخواست پروبیٹ کے جو منجانب ایسے شخص کے پیش کی گئی ہو جسکو موصی نے واسطے انتظام اپنی جایداد کے منتخب کیا ہو نہیں دیا گیا مقدمہ ہیرا کمار سرکار بنام درگا منی داسی کا حوالہ دیا گیا۔

پران ناتھ گھوس بنام جادو ناتھ بھٹاچارجی ١٨٩

ایکٹ ۱۸۹۰ء نمبر ۱۱ (ایکٹ انسداد بیرحمی نسبت جانوران) دفعہ ۶ ضمن (۱) معنی الفاظ "اجازت دینے کے" **تجویز ہوئی** کہ الفاظ اجازت دینے میں جو فقرہ ضمن (۱) – ایکٹ نمبر ۱۱ ۱۸۹۰ء میں استعمال ہوئے ہیں علم اوس شے کا شامل داخل ہے کہ جسکی اجازت دیجاے۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام للتا پرشاد ۔ ۔ ۔ ١٨٦

بار ثبوت – دیکھو قبضہ مخالفانہ

پروبیٹ – دیکھو ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۵ دفعہ ۹

تعمیر دستاویز – دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۳ دفعہ ۱

حق رواجی – قدامت – گھاٹ جو عوام کے لئے مخصوص کیا گیا ہو – حق قبضہ کسی جزو گھاٹ کا جو بذریعہ قدامت کے حاصل نہیں ہوتا – گنگا اشنان – **تجویز ہوئی** کہ کوئی حق قبضہ یا شرکت بذریعہ قدامت کے کسی خاص جزو نہانے کے گھاٹ میں جو عوام کے فائدہ کے لئے وقف کیا گیا ہو حاصل نہیں ہوتا مقدمہ حسین علی بنام جھنگ سن کی تقلید کی گئی – مقدمات ٹیرن بنام اسمتھ و ٹرنر بنام رنگ اوڈو بائی دے بورنڈ کا حوالہ دیا گیا۔

میونسپل بورڈ کانپور بنام للو ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۰۰

حق آسائش – دیکھو حق رواجی

درخواست نسبت منسوخی ایک ڈگری کے جو یکطرفہ حاصل کی گئی – دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۸

دھرم شاستر – متاکشرا – وراثت – پسر ہمشیرہ **تجویز ہوئی** کہ بعد موجودگی رشتہ داران قریب تر کے بھانجہ وارث اپنے ماموں کی اوس جایداد کا ہو سکتا ہے جس سے قانون متاکشرا دربارہ وراثت متعلق ہو – مقدمات ٹھکرائن صاحبہ بنام موہن لال و راؤ کرن سنگھ بنام نواب محمد فیض علیخان و امرت کماری دیبی بنام لکھی نراین چکرورتی و گردھاری لال راے بنام

گورنمنٹ بنگال و رانی کنور بنام چندی ناراین و اسید بہادر بنام اودے چند کا حوالہ دیا گیا۔

رگھوناتھ کنوری بنام منان مصر ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۹۱

ڈگری یکطرفہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۸

رجسٹری - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ دفعہ ۱۷

رہن - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ دفعہ ۱۷

سود بعد وعدہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ دفعہ ۱۷

ضمانت نیک چلنی - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۱۰

عدالت ہاے دیوانی ومال (اختیار سماعت) - دیکھو وجہ نالش

قبضہ مخالفانہ - میعاد سماعت - قبضہ مرتہنان رہن انتفاعی - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۴۴

[ار ثبوت] چونکہ قبضہ مرتہن رہن انتفاعی کا بمنزلہ قبضہ اون جملہ اشخاص کے ہوتا ہے جنکو حق انفکاک حاصل ہے یعنی قبضہ اون کل اشخاص کے جو مستحق جایداد کے ہین لہذا مرتہن اس صورت مین کہ جب بعد انفکاک کے قبضہ بعض ایسے اشخاص نے حاصل کیا ہو جنکو ایسا استحقاق ہو انکا قبضہ بمقابلہ اشخاص دیگر کے مخالفانہ ہو سکتا ہے۔

نالش قبضہ جایداد غیر منقولہ مین مدعی پر لازم ہے کہ بذریعہ کسی شہادت بادی النظری کے یہ ثابت کرے کہ اوسکو ایک حق موجودہ حاصل ہے جو بذریعہ تاثیر میعاد سماعت کے زائل نہین ہوا قبل اسکے کہ مدعاعلیہ سے ثبوت عذر قبضہ مخالفانہ کا طلب کیا جاے مقدمات پرمانند مصر بنام صاحب علی و جعفر حسین بنام معشوق علی کا حوالہ دیا گیا۔

بوقت تجویز کرنے بحث قبضہ مابین برادران اور ہمشیرگان خاندان ہاے ہندوستانی کے اون کوائف معاشرت پر لحاظ کیا جانا چاہیے جنمین خاندان ہاے مذکور رہتے ہین اور اس امر کا کہ خاندان ہاے مذکور مین انتظام جایداد خاندان کا بوجہ پردہ نشینی عورات کے عموماً اختیار مین والی خاندان قسم مذکور کے ہوتا ہے۔ بصورت خاندان ہاے مذکور شہادت خفیف القوت آمدنی جایداد کی کافی ثبوت بادی النظری قبضہ کا ہے۔ مقدمہ فضل کریم بنام عمدہ بی بی کا حوالہ دیا گیا۔

عنایت حسین بنام علی حسین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۹۲

تعاست - دیکھو حق رواجی

گنگا پتران - دیکھو حق رواجی

متاکشرا - دیکھو دہرم شاستر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۲ و ۱۰۸ - اختیارات جواز روے دفعہ ۲۳۲ عطا کیے گئے بعد صدور حکم حسب دفعہ ۱۰۸ بھی استعمال کیے جاسکتے ہین [ار **تجویز ہوئی** کہ] اختیارات جواز روے دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی نسبت اضافہ کرنے فریقین کے

عطا کئے گئے نیز بعد پھر قائم کئے جانے نالش کے بر طبق درخواست حسب نمبر ١٠٠ مجموعہ مذکور کے جو منجملہ مدعا علیہم کے کسی ایک نے پیش کی ہو جبیرا اطلاعنامہ نالش کی تعمیل ہوئی ہو استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

بیگم سنگہ بنام ٹھاکر کشور رمن جی مہاراج ١٠٠

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ١٠٠ - ڈگری یکطرفہ - حاضری - وکیل جو نالش میں مقرر کیا گیا ہو لیکن جسکو ہدایت نہ کی گئی ہو ؟ ایک مدعا علیہ نے وکیل بغرض کرنے جوابدہی نالش کے جوادسکے نام کی گئی تہی مقرر کیا اور وکیل نے وکالت نامہ داخل کیا اور کچھ کام منجانب مدعا علیہ کیا۔ مگر جب نالش بغرض سماعت پیش ہوئی تو وکیل حاضر عدالت ہوا اور اوس نے یہ بیان کیا کہ اوسکو ہدایات نہیں کی گئیں اور وہ مقدمہ میں کارروائی نہیں کر سکتا اور فی الحقیقت وہ مقدمہ سے دست کش ہوا عدالت نے نالش میں کارروائی کی اور ڈگری بحق مدعی صادر کی۔

تجویز ہوئی کہ یہ ڈگری حسب منشی دفعہ ١٠٠ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک ڈگری یکطرفہ ہے۔ مقدمات بھگوان دیبی بنام ہیرا و جبار رن دوبلے بنام رام و جن سنگہ کالعدم دیا گیا و مقدمہ صاحب زادہ زین العابدین خان بنام احمد رضا خان میز کیا گیا

شنکر دت دوبلے بنام راو بال کرشن ١٩٥

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ١١٠ و دفعات مابعد - ضمانت نیک چلنی - مقصد طلب کرنے ضمانت کا - اختیار تمیزی مجسٹریٹ کا اباره میں کہ اون ضامنان کو جو پیش کئے گئے ہوں منظور یا نامنظور کرے ؟ مقصد طلب کرنے ضمانت نیک چلنی کا حاصل کرنا زر نقد کا واسطے سرکار کے بذریعہ ضبطی مچلکوں کے نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہو جائے کہ وہ خاص شخص ملزم میعاد مندرجہ حکم تک نیک چلن رہے گا لہذا یہ امید رکھنا اور حکم دینا قرین عقل ہے کہ ضامنان جو پیش کئے جائیں ایسے فاصلہ کے نہ ہوں جس سے یہ امر خلاف قیاس ہو کہ نامبردگان کوئی اختیار نسبت اوس شخص کے جسکے وے ضامن ہونے پر راضی ہیں عمل میں لا سکینگے۔ مقدمہ نراین سو بودہی کی تقلید نہیں کی گئی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رحیم بخش ٢٠٥

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ٥٥٥ - اختیار سماعت - عدالت اپیل کا بوجہ کسی تعلق کے ناقابل ہونا دربارہ عطاے اجازت تجویز مقدمہ کے کسی عدالت ماتحت کو ؟ بلحاظ دفعہ ٥٥٥ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے وہ تعلق جس سے کوئی عدالت مقدمہ کی تجویز یا تجویز کے لئے سپرد کرنیکے ناقابل ہو مانع کسی عدالت اپیل کا دربارہ عطا کرنے اوس اجازت کے نہ ہوگا جو دفعہ مذکور میں مد نظر ہے

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام فتح بہادر ١٨٠

مداخلت بیجا - دیکھو وجہ نالش

میعاد سماعت - دیکھو قبضہ مخالفانہ

واصلات - اجراء ڈگری - اعتراض نسبت تشخیص زر واصلات کے - مداخلت بیجا کنندہ کو اخراجات حاصل کرنے ڈگریات لگان کے زمانہ اوسکے قبضہ کے نہین دلائے گئے۔ **تجویز** ہوئی کہ مداخلت بیجا کنندہ کو (جو بعد کچھ عرصہ تک قابض رہنے کے جایداد غیر منقولہ پر بابت اجراے اوس ڈگری کے بیدخل کیا گیا جو مالک حق واسطے حاصل کی) یہ منہائی زر واصلات کے وہ اخراجات مجرا نہین دلائے جا سکتے جو اوس نے حاصل کرنے ڈگریات لگان مین بمقابلہ اسامیان جایداد متنازعہ کے کئے

شرف الدین خان بنام فتح باب خان . . . ۲۰۷

وجہ نالش - نالش بموجب واسطے اوٹھا لیجانے فصل کے - مدعا علیہ کا مستحق قبضہ ہونا بموجب ڈگری ایک عدالت مجاز میعنہ مال کے - مدعی کا بموجب ایک ڈگری خلاف قانون مصدرہ عدالت دیوانی کے واقعی قابض ہونا - مداخلت بیجا - عمرو کے پاس ایک ڈگری عدالت مجاز میعنہ مال کی واسطے قبضہ ایک قطعہ اراضی کے بنام بکر تھی اور اوس نے بموجب ڈگری مذکور کے قبضہ باضابطہ اراضی کا حاصل کیا تھا - لیکن بکر کو اراضی مذکورہ پر ایسا قبضہ ضروری رکھنے کی اجازت ملی جو اوس کے لئے ضروری تھا کہ وہ اوس فصل کو جو اراضی پر تھی اوٹھالے جاتے - مگر اوس کی فصل اوٹھالے گیا اور اوس نے بعد اسکے عدالت دیوانی مین واسطے استقرار اس امر کے نالش کی کہ وہ اراضی متنازعہ کا اسامی دخیلکار بجانب عمرو کے ہے عمرو نے نالش مین جوابدہی نہین کی اور عدالت دیوانی نے ڈگری استقرار یہ بحق مدعی صادر کی اور مزید برآن تعمیل ڈگری استقرار یہ مذکور کی اس طرح پر کی کہ بکر کو قبضہ دلایا بعد ازان بکر نے عمرو پر نالش ہرجہ بابت اوٹھالے جانے دوسری فصل کے جو اوس نے (بیان کیا کہ اوس نے (بکر نے) اراضی مذکور مین بوئی تھی دائر کی -

تجویز ہوئی کہ بکر کو کوئی وجہ نالش حاصل نہین تھی اور یہ کہ اگر فی الحقیقت اوسی نے فصل مذکور جسکی نسبت ہرجہ کا دعوی کیا گیا بوئی بھی ہو تاہم اوس نے بذمہ داری خود اور بحیثیت مداخلت بیجا کنندہ کے کاشت کی -

اودت نراین سنگھ بنام شب راے ۱۹۰

وراثت - دیکھو دہرم شاستر

وصی - دیکھو ایکٹ سالہ ۱۸۴۰ع نمبر ۵ دفعہ ۹

جلد ۲۰ — حصہ ۶

فہرست مقدمات

اوبجی	بنام	الفت	۲۳۳
برج بھوکن	بنام	درگاوت	۲۵۸
بجے کرن بہاری	بنام	رگھناتھ سنگھ	۲۵۳
دولت رام	بنام	انوار حسین	۲۴۰
دیوان سنگھ	بنام	جادو سنگھ	۲۵۱
سری گروہاری جی مہاراج	بنام	چھوٹے لال	۲۴۸
عبدالمجید خان	بنام	قادری بیگم	۲۴۴
کاشی پرشاد	بنام	کیدار ناتھ ساہو	۲۱۹
کشن سہائے	بنام	بختاور سنگھ	۲۳۶
مظفر علی خان	بنام	کیدار ناتھ	۲۶۵
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	احمدی	۲۶۳
نراین داس	بنام	رامائن دیال	۲۰۹
ہادی علی	بنام	اکبر علی	۲۶۱

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل - دیکھو فرمان شاہی دفعہ ۱۰

اجراے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۵۸

اختیار سماعت - عدالت ہاے دیوانی و مال - نالش بغرض منسوخی سٹہ جو ایک زمیندار سابق کے واسطے چھوڑنے اراضیات سیر کے کیا تھا بربناے تشدد - بموقع بیع ایک موضع کے بائع نے مشتری سے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ اپنی اراضی سیر پر بطور اسامی مشتری کے ایک میعاد تک قابض رہے گا اور بعد اسکے اراضی کو مشتری کے لئے چھوڑ دیگا **تجویز ہوئی** کہ کوئی امر ایسا نہیں ہے جس سے مشتری عدالت دیوانی میں واسطے استقرار اس امر کے نالش کرنے سے ممنوع ہوا کہ میعاد مذکور ناجائز اور ناقابل نفاذ تھا اور اس سے جبریہ بذریعہ دباؤ ناجائز کے حاصل کیا گیا تھا مقدمات پیش راے بنام زمیندار راے واجودھیا راے بنام پرمیشر راے وحسین شاہ بنام گوپال راے کا حوالہ دیا گیا

دولت رام بنام انوار حسین ۲۴۰

اختیار سماعت (عدالت ہاے دیوانی و مال) - دیکھو فرمان شاہی دفعہ ۱۰

اطلاع - دیکھو ایکٹ ششم ۱۸۹۰ع نمبر ۳ دفعہ ۵

ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعہ ۲۳ - معاہدہ کالعدم - اقرار ترک حقوق اسامی ساقط الملکیت - تقسیم - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۹۳ء دفعات ۲، ۹ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۱۲۵ کا از روے قرار داد باہمی مابین اون اشخاص کے جنمین تقسیم خانگی بعض مواضع کی جنپر وہ مشترکا قابض تھے عمل مین آئی یہ قرار پایا تھا کہ اگر بوقت تقسیم کوئی شخص اونمین سے اراضی سیر پر ایسے موضع مین قابض ہو جو از روے تقسیم دوسرے فریق کے حصہ مین آوے تو وہ اپنے حقوق بابت اراضی سیر کے اوس شخص کے حق مین ترک کریگا جسکے حصہ مین موضع مذکور آوے

تجویز ہوئی کہ تقسیم خانگی مذکور کی روسے قابض اراضی سیر بوقت عمل مین آنے تقسیم کے اسامی ساقط الملکیت اوس اراضی کا ہو گیا جو پیشتر اوسکے قبضہ مین بطور سیر کے تھی اور اسوجہ سے اقرار ترک اوسکے حقوق کا اراضی سیر مین قانوناً قابل نفاذ نہین ہے

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ دفعہ ۱۲۵ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء ایسی تقسیم سے متعلق نہین ہے جو خانگی طور پر عمل مین آوے مقدمہ گیا سنگھ بنام اودت سنگھ کا حوالہ دیا گیا مقدمہ رام پرشاد بنام رگھونندن پرشاد بنام ونیا کنور سے بانکس صاحب جسٹس اور برکی صاحب جسٹس نے اختلاف کیا۔

کاشی پرشاد بنام کیدار ناتھ ساہو

۲۱۹ ایکٹ سنہ ۱۸۷۳ء نمبر ۱۹ (ایکٹ مالگذاری اضلاع ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۲۵ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعہ ۲۳

سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱ (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۴۲ - دیکھو فرمان شاہی دفعہ ۱۰

ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ (ایکٹ رجسٹری ہند) دفعہ ۵۰ - دستاویزات رجسٹری شدہ و غیر رجسٹری شدہ - تقدم - اطلاع - **تجویز ہوئی** کہ از روے دفعہ ۵۰ - ایکٹ رجسٹری ہند سنہ ۱۸۷۷ء کے قابض دستاویز رجسٹری شدہ مابعد کو قابض دستاویز غیر رجسٹری شدہ ماقبل پر جسکی رجسٹری لازمی نہو تقدم بابت اپنی دستاویز کے اوس صورت مین حاصل ہوگا کہ واقعی قابض دستاویز رجسٹری شدہ کو بوقت اوسکی تحریر کے اطلاع دستاویز غیر رجسٹری شدہ ماقبل کی ہو۔

دیوان سنگھ بنام جادو سنگھ

۲۵۱ ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۲، ۹ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعہ ۲۳ -

تعمیل ڈگری بیرون عدالت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۵۸

تعبیر دستاویز کی - فیصلہ - فیصلہ از قسم انتظام خاندانی مشعر اس ہدایت کے کہ وظیفہ سالانہ تاحیات والدین ادا کیا جاوے - ایسے فیصلہ کی تعبیر جو کسی ثالث نے جو اہل پیشہ نہو ہندوستان مین تحریر کیا ہو مطابق اون اصول کے نہونی چاہیے کہ جنپر ایسے فیصلہ کی تعبیر مرتی ہے جو کسی

کونسل یا ساالیسٹر نے انگلستان مین مرتب کیا ہو بلکہ بموجب اوسکے جو حسب حالات مقدمہ مناسب ہو پر منشاے ثالث خیال کیا جاے

جب فیصلہ جسکی نوعیت از قسم انفصال خاندانی مابین باپ اور ماں اور پسر کے بابت کل جایداد کے تھا جو باپ نے بعوض دین مہر کے ماں کو دی تھی اور بعد ازان ماں نے پسر کو ہبہ مین ہدایت دی تھی کہ وظیفہ سالانہ جایداد سے باپ کو اور ماں کو تا حیات والدین کے ادا کیا جاے یہ تجویز ہوئی کہ وظیفہ تا حیات دونون ماں باپ کے ادا کیا جاتا اور نیز تا حیات اوس شخص کے جو ادنین سے باقی رہے۔

۲۴۴ عبد المجید خان بنام قادری بیگم . . . . .

تقسیم۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۰ء نمبر ۹ دفعہ ۴۴۔

دستاویزات رجسٹری شدہ و غیر رجسٹری شدہ۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ دفعہ ۵۰

رواج۔ دیکھو زمیندار و اسامی

زمیندار و اسامی۔ حقوق زمینداروں کے اراضی مین جو جزو آبادی کا ہے۔ رواج۔ رواجی قانون ممالک مغربی و شمالی تا بموجب اوس رواج عام کے جو ممالک مغربی و شمالی مین رائج ہے کاشتکار یا اسامی زراعت پیشہ کو جسکو زمیندار نے مکان تعمیر کرنے کی اجازت واسطے اوسکے سکونت کے آبادی مین دی ہو صرف یہ استحقاق حاصل ہے سواے اسکے کہ کوئی خاص معاہدہ اسکے خلاف ہو کہ وہ مکان کو واسطے اپنے اور اپنے خاندان کے اوس وقت تک استعمال کرے کہ وہ اوس مکان کو قائم رکھے یعنی اوسکو گرنے نہ دے اور اوسکو بذریعہ چھوڑنے گانوں کے ترک نہ کرے بحیثیت ایسے قابض مکان واقع آبادی کے جو بذریعہ زمیندار کے قابض ہوا اوسکو سواے اسکے کہ اوس نے زمیندار سے بذریعہ خاص عطیہ کے ایسا حق حاصل کیا ہو جسکو وہ بیع کر سکتا ہو کوئی حق ایسا نہین ہے کہ جسکو وہ بذریعہ بیع خانگی کے فروخت کر سکے یا جو ڈگری کے اجرا مین جو اوسپر صادر ہوئی نیلام ہو سکے بجز اسکے کہ حق متعلقہ لکڑی اور چھت اور لکڑی کے کام کے جو مکان مین ہو۔ مقدمہ نراین پرشاد بنام نومر و چھو سنگھ بنام کنہیا کا حوالہ دیا گیا

۲۴۵ سری گردہاری جی مہاراج بنام چھوٹے لال

شرع محمدی۔ مہر۔ بیوہ کی کفالت بابت دین مہر کے محض ذاتی ہے اور قابل ارث نہین ہے تا کفالت جو مسلمان بیوہ جسکا مہر ادا نہ کیا گیا ہو اوس اراضیات پر جو اوسکے شوہر مرحوم کی ہون حاصل کرے وہ محض حق ذاتی ہے اور اوسکے ورثا کو اوسکی وفات کے بعد نہین پہونچتا مقدمہ علی محمد خان بنام عزیز احمد خان و مجیدن بیگم بنام نظیر احمد کا حوالہ دیا گیا

۲۶۱ ہادی علی بنام اکبر علی . . . . .

شہادت۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶، ۵۵۸

شہادت - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۰

ضابطہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۰

عدالت ہاے دیوانی ومال (اختیار سماعت) - دیکھو فرمان شاہی دفعہ ۱۰

عدالت ہاے دیوانی ومال - دیکھو اختیار سماعت

عمل درآمد - دیکھو فرمان شاہی دفعہ ۱۰

عمل درآمد - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۵۸ -

فرمان شاہی دفعہ ۱۰ - اپیل - اپیلانٹ کا بیان بابت اون امور کے نہیں سنا جا سکتا جنکا مباحثہ روبرو حاکم ماتحت کے نہ کیا گیا ہو - عمل درآمد - اختیار سماعت - عدالتہاے دیوانی و مال - ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ع دفعہ ۹۳ - مدعی نے اپنی نالش عدالت دیوانی مین باستدعاے استقرار اپنے حق تقسیم بعض اراضیات کے بطور اسامی شرح معین یا علی سبیل البدل واسطے قبضہ کے اس بیان سے دائر کی کہ اراضیات مذکور جایداد مشترکہ ایک ہندو خاندان کی ہین جسکا کہ وہ شریک ہے اور یہ کہ خاندان ہنوز مشترک ہے اور بوجہ ہونے شریک ہندو خاندان مشترک کے وہ مستحق ایک ثلث حصہ غیر منقسمہ کا اوس جایداد موروثی مین ہے -

تجویز ہوئی کہ عدالت دیوانی مدعی کے حق مین ڈگری کرنیکی مجاز تھا اس استقرار کے ہے کہ وہ شریک ایک ہندو خاندان مشترک کا ہے اور خاندان ہنوز مشترک اور جایداد دعوی تنازعہ موروثی ہے اور وہ غیر منقسم ہے اور اس لئے مدعی ایک ثلث حصہ غیر منقسمہ کا مستحق ہے مگر یہ امر ان دفعہ ۹۳ ایکٹ داد رسی خاص نالش سے متعلق نہیں ہے کیونکہ اگر مدعی بیدخل تجویز ہوتا تو عدالت دیوانی اس امر کی مجاز نہوتی کہ داد رسی مستلزمہ بشکل ڈگری بحیثیت اسامی شرح معین کے عطا کرتی -

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ مقدمات اپیل مین حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہون اپیلانٹ اس امر کا مستحق نہین ہے کہ اوسکا بیان بابت اون امور کے سنا جاے جو کہ اوس نے روبرو اوس حاکم کے پیش نہین کئے بنا راضی جسکی ڈگری کے اوس نے اپیل دائر کیا

۲۵۶ **درگا دت بنام برج بھوکن**

فیصلہ ثالثی - دیکھو تعمیر و تناویز کی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۵۸ - اجراء ڈگری - نالش بغرض منسوخی نیلام بر بناے تصفیہ ڈگری بیرون از عدالت - تصفیہ غیر تصدیق شدہ - نالش کا ناقابل پذیرائی ہونا - **تجویز ہوئی** کہ کوئی نالش جداگانہ بغرض منسوخی نیلام جو ڈگری کے اجراء مین کیا گیا ہو اس بنا پر نہین کیجا سکتی کہ ڈگری کا تصفیہ بیرون عدالت ہو گیا تھا درحالیکہ واقعی کسی تصفیہ ڈگری کی اطلاع اوس طریق سے جیسا کہ دفعہ ۲۵۸ ضابطہ دیوانی مین محکوم ہے نہین کی گئی تھی مقدمات شادی بنام گنگا سہاے وکلیان سنگھ بنام کاشا پرشاد سے اختیار کیا گیا - مقدمات اشان چندر بندوپادھیا بنام اندر ناراین گوسامی و دت داسی بنام سروپ چند مالا کی تقلید نہین کی گئی و مقدمات پرشنو کمار

سنیال بنام کالی داس سنیال و عزیزن بنام شنگ لال ساہو و یرانگلو بنام بیاپا تا کا
حوالہ دیا گیا۔

۲۵۳ جے کرن بہاری بنام رگھناتھ سنگھ ۔۔۔۔۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۸ ۔ درخواست بحر قائم کرنے اپیل کی جو بمطرفہ ڈسمس کی گئی ہو۔ شہادت بعمل درآمد] جبکہ ایک درخواست بحر قائم کرنے اپیل کی جو بوجہ نہ حاضر ہونے سائل کے بکطرفہ ڈسمس کی گئی ہو پیش کی جاے سائل کو چاہیے کہ کل شہادت بہ تائید اپنی درخواست کے اوس عدالت میں پیش کرنے جسکے روبرو درخواست پیش کی گئی اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے اور درخواست ڈسمس کی جاے وہ اس امر کا مجاز نہوگا کہ تتمہ شہادت مذکور کا روبرو عدالت اپیل کے بطریق اپیل بنا راضی اوس حکم کے جسکی روسے اوسکی درخواست نامنظور ہوئی پیش کرے ہرکا داس بکرجی بنام راداہا کشن داس کی تقلید کی گئی۔

۲۶۵ مظفر علی خان بنام کیدار ناتھ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۸۔ شہادت۔ ضابطہ مجسٹریٹ پر جو کسی ایسے مقدمہ میں تحقیقات کرتا ہو جو عدالت سشن میں قابل تجویز کے ہو اون گواہان کی شہادت لینا فرض ہے جو ملزم نے پیش کیے ہوں] مجسٹریٹ کو جو کسی مقدمہ میں تحقیقات از روے باب ۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کرر ہا ہو اوس وقت تک فرد قرار داد جرم کے مرتب کرنے یا حکم سپردگی تملبند کرنے کا اختیار نہیں ہے کہ وہ کل شہادت جو ملزم اوسکے روبرو سماعت کے لیے پیش کرے لے چکا ہو۔

۲۶۳ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام احمدی ۔۔۔۔ مع یک

معاہدہ ۔ ارادہ جو نسبت کارروائی آیندہ کے مابین فریقین ظاہر کیا گیا ہو معاہدہ کی حد نہیں پہونچتا] اظہار ارادہ باہمی فریقین سے ہر دو جانب یہ امید پیدا ہوئی کہ اوس ارادہ پر عمل کیا جائیگا لیکن کوئی معاہدہ نہیں کیا گیا

ایک شخص لاولد نے جو بیوہ فوت ہو گیا اپنی ہمشیرہ کے پسر نابالغ کے باپ سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ لڑکا کو اپنا وارث بنائے گا اور اگر خود وہ بسبب کسی کے جسکا یہ ارادہ تھا اولاد ہو تو وہ طول لڑکا کو ایک حصہ اپنی جائداد کا دیگا باپ اس بات پر رضامند ہوا اور اوس نے لڑکے کو سپرد کیا۔

متوفی کی بیوگان اور ماں نے جنکو اوسکی جائداد تازمانہ اوسکی حیات کے ملی لڑکا کو اپنے ساتھ رکھا قابض ہونے دیا اور جب وارثان مابعد جائداد خاندان سے نکلوا بعد وراثت اوسکی وفات پر تھی نالش دائر کی تو مسماتان مذکور نے بعوض مدعا علیہم بشمول لڑکا اس بنا پر جوابدہی کی کہ اونہوں نے بتعمیل خواہشات

سلو یہ متوفی کے لڑکا کو بطور اوسکے وارث کے تسلیم کیا -

تجویز ہوئی کہ وارثان مابعد بعد وفات بیوگان کے جو کسی حقیت کو اپنی حیات سے زیادہ زمانہ کے لئے منتقل نہیں کر سکتی نہیں صرف بذریعہ اس کارروائی متوفی کے کہ اوس نے لڑکا کے باپ سے یہ معاہدہ کیا ہو کہ وہ لڑکا کو اپنا وارث بناے گا بشرطیکہ ایسا معاہدہ ہوا ہو محروم ہو سکتے ہیں اور اصلی بحث یہ تھی کہ جو گفتگو مابین دو اشخاص کے ہوئی وہ اس قسم کے معاہدہ کی حد تک پہونچتی تھی یا نہیں -

از روے شہادت کے جو کلیتاً زبانی تھی یہ دریافت ہوا کہ کوئی ایسا معاہدہ عمل میں نہیں آیا تھا صرف اسی قدر مابین دو اشخاص کے گفتگو ہوئی تھی کہ جس سے ہر دو جانب یہ امید ہوئی کہ اگر اوس ارادہ پر جو اوس وقت تھا عمل کیا جاے تو لڑکا کو ورثہ ملے گا -

نرائن داس بنام رامانج دیال ۲۰۹

معاہدہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ دفعہ ۲۳ و -

معاہدہ - دیکھو مہابرہمنان -

مہابرہمنان - اقرار نسبت تقسیم چڑھاوا کے - معاہدہ - بنا مخاصمت باہم مہابرہمنان ایک موضع خاص کے یہ قرارداد تھا کہ چند اون میں سے بعض مہینوں میں چڑھاوا جمع اور وصول کریں اور اون مہینوں میں باقی اشخاص اون میں سے کوئی چڑھاوا نہ لیں اور بعض دیگر مہینوں میں دیگر مہابرہمنان چڑھاوا جمع اور وصول کریں اور روے چڑھاوا کے جمع کرنے سے باز رہیں -

تجویز ہوئی کہ یہ ایک معاہدہ جایز اور کافی ثبوت نالش ہرجہ منجانب اون اشخاص کے جو حق چڑھاوا کے اون خاص مہینوں میں رکھتے تھے بنام اون اشخاص کے ہے جنھوں نے چڑھاوا خلاف قرارداد مذکورہ کے وصول کیا تھا

اودجی بنام الفت ۲۳۳

مہر - دیکھو شرع محمدی

نالش - واسطے دلاپانے معاوضہ بابت جایداد کے جو از روے ڈگری نیلام ہوئی ہو - ڈگری منسوخ یا خارج نہیں ہوگئی تھی - ایک زمیندار نے حاکم مال سے درخواست تبدیل کرنے لگان کی جو اوس وقت تک اوسکے چند اسامیان جنس میں ادا کرتے تھے لگان نقد رقم مقررہ میں جو آیندہ ادا کیا جاے کی اسسٹنٹ کلکٹر نے حکم متدعیہ عطا کیا اور لگان زر نقد جو آیندہ ادا کیا جایگا مقرر کیا بعد صدور حکم کے زمیندار نے نالش بقایا لگان کی بنام اسامیان عدالت مال میں جاری کی اور ڈگری بابت لگان کے اوس شرح سے جو اسسٹنٹ کلکٹر نے بذریعہ حکم کے مقرر کی تھی حاصل کی بنا اوپر اس ڈگری کے اسامیان نے اپیل نہ کیا اور وہ قطعی ہوگئی ڈگری جاری کرائی گئی اور جایداد اسامیان کی قرق اور نیلام ہوئی اور ڈگری کا ایفا جزو از نیلام سے ہوا بعد صادر ہونے ڈگری لگان کے بطور [illegible] نے اسسٹنٹ کلکٹر کے حکم کو جو واسطے تبدیل لگان جنس کے زر لگان مقررہ میں تھا منسوخ کیا بعد اوسکے اسامیان نے نالش واسطے دلاپانے معاوضہ بابت نیلام اپنی جایداد کے جو بموجب ڈگری لگان کے نیلام ہوئی تھی دائر کی

تجویز ہوئی کہ گو نالش ضمن دفعہ ۱۳ ایکٹ ۱۲ کے بدکر ڈگری لگان جسکی رو سے مدعیان کی جائیداد نیلام ہوئی
تھی کسی عدالت مجاز سے ہو دسکو فسخ و اخراج ضمن کیا تما مقدمہ ریبٹ بنام جمیشن و شنابار پرشاد ورائے چودھری بنام
بیر پرشاد رائے چودھری و جگیش چندر دت بنام کالی پرسن دت و جبکی مقدمہ بنگلہ و بہادر بنام مرزا پرشاد وکرجی کا حوالہ دیا گیا
کشن سہائے بنام بختاور سنگھ ۲۳۶

جلد ۲۰ حصہ ۲

فہرست مقدمات

بلونت سنگھ	بنام	رانی کشوری	۲۶۷
چرنجی لال	بنام	کندن لال	۲۹۴
چنی لال	بنام	ہرنام داس	۳۰۲
دیا کشن	بنام	ننھی بیگم	۳۰۴
دیبی سنگھ	بنام	محمد اسمٰعیل خان	۲۹۶
شاہ محمد خان	بنام	ہنونت سنگھ	۳۱۱
گورکھ ناتھ	بنام	سندر ناتھ	۲۹۹
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	محمد شاہ خان	۳۰۷

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۰

اجرا ڈگری - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۸۹

اجراء ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶

اختیار سماعت - (عدالت ہائے دیوانی رسال) - دیکھو زمیندار و اسامی

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ - (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۲۱۸ - ملازم سرکاری نے غلط نوشتہ مرتب کیا - عوام کو نقصان - اہلکار پولیس نے جھوٹی رپورٹ مرتب کی۔ ایک ڈکیتی کے ارتکاب کی رپورٹ ایک تھانہ میں کی گئی۔ اہلکار پولیس مہتمم تھانہ نے اولاً وہ رپورٹ جو اوسکے روبرو کی گئی تھی تحریر کی لیکن بعد اوس رپورٹ کو تلف کیا اور ایک اور جھوٹی رپورٹ (بابت ارتکاب قطعاً مختلف جرم کے) تحریر کی اور اوس پر مستغیث کے دستخط کرائے اور یہ کوشش کی کہ یہ رپورٹ ابتدائی اور صحیح رپورٹ تصور کیجاوے جو اوسکے روبرو مستغیث نے کی تھی۔

تجویز ہوئی - کہ بربنائے واقعات مذکورہ بالا کے اہلکار پولیس مجرم ان جرائم کا ہوا جو از روئے دفعہ ۲۰۴ و ۲۱۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہیں۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد شاہ خان ۳۰۷

ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۳ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹۹

ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۸۹

ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۹ - اجرائے ڈگری - حکم قطعی نیلام - حد سماعت - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ یا اوس درخواست سے جو واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ع ہو بموجب مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت سنہ ۱۸۷۷ع متعلق ہے مقدمہ اوردہ بہاری لال بنام تگیسر لال کا حوالہ دیا گیا مقدمہ رنبیر سنگھ بنام درگپال سنگھ منسوخ کیا گیا۔

چنی لال بنام ہرنام داس ۳۰۲

حد سماعت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ دفعہ ۸۹

حد سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶

حد سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹۶

خاندان مشترک ہنود - دیکھو دہرم شاستر

دہرم شاستر - متاکشرا - اختیار ایک شریک خاندان مشترک کا دربارہ انتقال جایداد غیرمنقولہ مکسوبہ خود - بغیر الفاظ سند جسکی رو سے حق قطعی قابل وراثت عطا کیا گیا - تبدیل نوعیت موروثی جایداد غیرمنقولہ - رہن و بیعبات - نیک نیتی سے ہبہ حاصل کرنا بعوض قیمت کسی ایسے شخص کا جو راہن کی اولاد مین سے ہو - باپ جو ممبر تھا ایک خاندان تابع متاکشرا ہو اختیار کامل انتقال کا حسب اپنی مرضی کے نسبت اوس جایداد غیرمنقولہ کے استعمال کر سکتا ہے جو خود اوس نے حاصل کی ہو اور جو جایداد موروثی نہو جایداد غیرمنقولہ مین جو باپ نے بذریعہ ہبہ کے منتقل کی تھی جسکی نسبت اوسکے پسران نے اعتراض کیا تھا جزو ا حقوق زمینداری مواضع داخل تھے جو ایک وقت مین جایداد موروثی خاندان کے تھے مگر جو بایفائے قرضہ ایک مورث کے منتقل کئے گئے تھے اور جنکو واہب نے جو مورث مذکور کی اولاد مین سے تھا بہ ہبہ حاصل کیا تھا۔ نسبت ایک موضع کے ان مواضع مین سے اپین عدالتہاے ماتحت کے نسبت اس امر کے اختلاف تھا کہ آیا جایداد مذکور بقبضہ واہب مکسوبہ ذاتی تھی یا نہین اوسکو مورث ان نے رہن کیا تھا اور وہ حسب آئین ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ع قبل اسکے بیعبات ہو گئی تھی کہ واہب نے اوسکو بہ ہبہ حاصل کیا

یہ امور کہ بیعبات اور ہبہ حاصل ہونا امور اصلی تھے بربناے شہادت بطور واقعات تجویز ہوئے اوس شہادت مین دیگر بات ماقبل جو بالاتفاق صادر ہوئی تھین اور جنکی رو سے بیعبات باہم دیگر فریق ہاے کے بحال رکھی گئی تھی داخل تھین۔

تجویز ہوئی - کہ ہبہ حاصل کرنا بمنزلہ انفکاک ایسی حقیقت کے نہ تھا جو مورث سے وراثتاً پہونچی ہو اور جو شخص مکفول ہو بلکہ ایک مرتبہ نوعیت موروثی اس موضع کی بذریعہ بیعبات کے زایل ہو چکی تھی مثل دیگر مواضع کے جو بذریعہ ہبہ پدر کے منتقل

کئے گئے یہ موضع کمسو بہ خاص واہب کا تھا۔

دیگر جایداد غیر منقولہ مندرجہ ہبہ نامہ مین مالکانہ جو دیگر مواضع سے واجب الادا تھا جو واہب کو از روے سند گورنمنٹ عطا کیے گئے تھے داخل تھا کہ جس سند کی رو سے ایک معافی سات مواضع مین تاحیات اوسکو عطا کی گئی تھی اور یہ قرار دیا گیا تھا کہ زمیندار جو اب مالگزاری سرکار ادا کرتے ہین اوسکو ادا کرینگے اور بعد اوسکے ہمیشہ تا بردگان عہ فیصدی بطور وظیفہ مالکانہ اونکے وارث کو بعد وضع مالگزاری سرکار کے نسلاً بعد نسلاً ادا کرینگے"

تجویز ہوئی۔ کہ عطاے مالکانہ بحق معطی لہ قطعی تھا اور وہ ہبہ عمل مین نہین آیا ایک تاحیات موہوب لہ اور دوسری ایک علیحدہ ہبہ بعد اوسکی وفات کے بنام ایسے شخص کے جو اوسوقت اوسکا وارث ہوا مالکانہ ایک جزو واہب کی جایداد قابل ارث کا تھا اور اوسکو واہب نے حاصل کیا تھا

نیز بحوالہ ایکٹ عدالتہاے ہائی کورٹ مصدرہ سنہ ۱۸۶۱ع جسمین کوئی وقت واسطے تقرر قائم مقام جج کے خالی ہونے کسی عہدہ پر مقرر نہین ہے یہ **تجویز ہوئی** کہ نسبت ایسے تقرر کے اعتراض اس بنا پر نہین کیا جاسکتا کہ وہ اوسوقت تک نہین کیا گیا کہ بہت ایک زمانہ نامناسب گذر چکا تھا۔

بلونت سنگھ بنام رانی کشوری ۔۔۔۔ ۲۶۷

ڈسمسی اپیل کی بوجہ غیر حاضری کے۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۸

رہن۔ دیکھو دہرم شاستر

زمیندار و اسامی۔ نالش بنام اسامی بیدخل بطور ہرجہ بابت استعمال و قبضہ کے۔ اختیار سماعت۔ عدالتہاے دیوانی و مال۔ اگر کوئی زمیندار لگان کسی اسامی اپنی اراضی زراعتی سے وصول کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ بزمانہ قائم ہونے کاشت کے یا تو اسامی سے نسبت لگان کے جو ادا کیا جائیگا معاہدہ کرے یا لگان کو بذریعہ درخواست حسب ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ع مقرر کرالے اگر کوئی لگان مقرر نہین کیا گیا تو زمیندار بعد ختم ہونے کاشت کے نالش اوس شخص پر جو ایک وقت مین اوسکا اسامی تھا عدالت دیوانی مین واسطے ہرجہ کے بابت استعمال اور قبضہ اراضی کے نہین کرسکتا مقدمات رام پرشاد بنام دیا کنور و رادہا پرشاد سنگھ بنام جوگل داس و دیبی سنگھ بنام جھنو کنور کا حوالہ دیا گیا مقدمات برج بہون سنگھ بنام مہدی علی و رنجیت سنگھ بنام دیوان سنگھ منسوخ کیے گئے

دیبی سنگھ بنام محمد اسمعیل خان ۔۔۔۔ ۲۹۶

عدالتہاے دیوانی و مال (اختیار سماعت)۔ دیکھو زمیندار و اسامی

غیر حاضری کی وجہ سے ڈسمس ہونا اپیل کا۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۸

شاکشرا - دیکھو دہرم شاستر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۰ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - اجرائے ڈگری - حد سماعت - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - درخواست عدالت مناسب مین [اور] درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے کوئی میعاد جدید سماعت کی شروع نہین ہوتی اور وہ لعبور ایک ایسی درخواست کے جو عدالت مناسب مین واسطے کرنے تدبیر معاون اجرائے ڈگری کے پیش کی گئی ہو متصور نہین ہوسکتی مقدمات کشن سہاے بنام کلکٹر الہ آباد و نرسی رام بنام نان سنگھ دکا لورا سے بنام فیمن کا حوالہ دیا گیا

دیا کشن بنام ننھی بیگم ۳۰۴

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹۶ - نالش تقسیم - نوعیت ڈگری جو ایسی نالش مین صادر ہو - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - حد سماعت - اجراے حکمنامہ واسطے تعمیل تجویز کے - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۰ - درخواست منسوخی ڈگری جو یکطرفہ صادر ہوئی [ا] کارروائی امین جو حسب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی نالش تقسیم مین واسطے حد بندی اون حصص کے مقرر ہو جو مختلف اشخاص فریق نالش کو دلائے گئے ہون اجرا کسی حکمنامہ کا واسطے نفاذ تجویز کے حسب مراد مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء کے نہین ہے مقدمہ دوارکا ناتھ سعر بنام برندا ناتھ سعر کا حوالہ دیا گیا

شاہ محمد خان بنام مہونت سنگھ ۳۱۱

مجموعہ ضابطہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۰۶ و ۴۰۷ - درخواست اجازت نالش بصیغہ مفلسی مین - سائل کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اوسکو معقول اور موجودہ بنا ے مخاصمت حاصل ہے [ا] فقرہ ج دفعہ ۴۰۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف امر اختیار سماعت سے متعلق نہین ہے بلکہ سائل کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اوسکو بناے مخاصمت معقول اور موجودہ جو قابل نفاذ بحکم عدالت ہو اور جسکی جوابدہی مطلوب ہو حاصل ہے مقدمات چتر پال سنگھ بنام راجہ رام و دولاری بنام بلبہ داس بیراگی و بجند رتیر تھا سامی بنام سوو مبنہ رتیر تھا سامی کا حوالہ دیا گیا مقدمہ کو کار نگ نایک امال بنام کو کار نیکا جیلا پتی نیوورن سے اختلاف کیا گیا - مقدمہ رنگر بائی بنام لکشمن ونکو باکھوٹ مینر کیا گیا -

لکھ کہنا تھہ بنام سندر ناتھہ ۲۹۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۸ - اپیل - ڈسمسی اپیل - غیر حاضری [ا] جب ایک اپیل واسطے سماعت کے پیش ہوا اور وکیل نے جسکے پاس اپیلانٹ کے کاغذات تھے یہ بیان کیا کہ وہ مقدمہ مین گفتگو نہین کرسکتا اور وجہ یہ تھی کہ کاغذا

اور نیکہ اثنائے مقدمہ میں یہ نوبت پہونچی کہ وہ مقدمہ کے لئے تیار نہیں ہو سکا اور اسوجہ
سے اپیل ڈسمس ہوا تجویز ہوئی کہ یہ ڈسمسی بوجہ عدم حاضری کے نہ تھی۔ مقدمہ
شنکر دوبے بنام راداکشن سے فرق ظاہر کیا گیا۔ مقدمہ رام چندر پانڈورنگ
نایک بنام رادہو پرشوتم نایک کا حوالہ دیا گیا۔ مقدمہ رکمل رائے چودہری بنام
سکریٹری آف اسٹیٹ مبتدا اجلاس کونسل سے اختلاف کیا گیا۔

چھوٹی لال بنام کندن لال ۰۰۰۰ ۲۹۴

مفلسی کی نالش۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۰۲ و ۴۰۴

نالش بصیغہ مفلسی۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۰۶ و ۴۰۴

نالش تقسیم۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹۶

جلد ۲ — حصہ ۱

فہرست مقدمات

انوار الحق	بنام	جوالا پرشاد	۳۵۸
بتول بیگم	بنام	منصور علی خان	۳۱۵
جہانگیر تتی کنور	بنام	شیو بھیک	۳۲۵
پرمیشری لال	بنام	موہن لال	۳۵۶
پھول چند	بنام	چھوٹے لال	۳۲۸
تربھون سندر کنور	بنام	سری نراین سنگھ	۳۴۱
ٹھاکر پرشاد	بنام	گیا ساہو	۳۴۹
حاجی سید محمد	بنام	گلاب راے	۳۴۵
رام کنور	بنام	سردار سنگھ	۳۵۱
سکندر سنگھ	بنام	بھولو	۳۲۲
لکھو بی بی	بنام	سلامت علی	۳۳۷
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	اجودھیا	۳۳۹
ہر جس راے	بنام	رامیشر	۳۵۳

فہرست مضامین ردیف وار

اجرائے ڈگری - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹

اجرائے ڈگری - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۸۹

انتقال دوران مقدمہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۵۲

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۰ و ۱۲۰ - دیکھو شفع

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ - (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸۹ - اجرائے ڈگری - درخواست واسطے حکم قطعی نیلام کے - حد سماعت درخواست واسطے حکم منفکیہ دفعہ ۸۵ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی مثل درخواست حکم منفکیہ دفعہ ۸۹ - ایکٹ مذکور کے تابع اوس حد سماعت کے ہے جو مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میں محکوم ہے مقدمات اودھ بہاری لال بنام ناگیشر لال و چنی لال بنام ہرنام داس کا حوالہ دیا گیا

پرمیشری لال بنام موہن لال ۳۵۶

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۵۲ - انتقال دوران مقدمہ پٹہ جائداد کا جسکی بابت ڈگری نیلام حسب دفعہ ۸۸ صادر ہوئی تھی **تجویز ہوئی** کہ پٹہ جائداد کا جو کسی مدیون ڈگری نے جسکے مقابلہ میں ڈگری نیلام حسب دفعہ

۸۸ - ایکٹ انتقال جایداد کے واسطے نیلام جایداد مذکور کے صادر ہو چکی ہو داخل منشاے دفعہ ۱۰۵ - ایکٹ انتقال جایداد کے ہے

ٹھاکر پرشاد بنام گیا ساہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۴۶

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۵ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ بناے مخاصمت - رہن - اوس شخص کا جسکے پاس دو رہن ایک ہی جایداد پر ہون اوسکی نالش جداگانہ بابت ہر رہن کے کرنا ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا ایکٹ انتقال جایداد مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ وہ شخص جسکے پاس دو رہن جداگانہ ایک ہی جایداد پر ہون اور جسکو بذریعہ کسی معاہدہ مندرجہ ہر دو رہن تا مجات کے ممانعت اس امر کی ہو ڈگری نیلام بر بناے ہر ایک رہن کے نالش جداگانہ مین حاصل کر سکے۔

سندر سنگھ بنام بھولو ۔ ۔ ۔ ۳۴۷

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۶ و ۸۸ - دیکھو شفع

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۵ ضمیمہ ۱ مد ۱۷۹

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۹ - اجراے ڈگری نیلام اجراے ایسی ڈگری مین جو واسطے نیلام کے بر بناے رہن ہو ملتوی ہونا نیلام کا برطبق اداے زر ڈگری اور خرچہ کے عدالت مین - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۱ ۔ **تجویز ہوئی** کہ از روے دفعہ ۲۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ ۸۹ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء اوس صورت مین مرعی متصور ہونی چاہیئے کہ جبکہ قرضہ اور خرچہ (جسمین خرچہ نیلام شامل ہے) عہدہ دار نیلام کنندہ کے روبرو پیش کیا جاے یا جب حسب اطمینان عہدہ دار موصوف یہ ثابت کیا جاے کہ زر قرضہ اور خرچہ مذکور اوس عدالت مین داخل ہو چکا ہے جس نے حکم نیلام صادر کیا تھا مقدمہ راجہ رام سنگھ جی بنام چنی لال کی تقلید کی گئی۔

ہرجس راے بنام رامیشر ۔ ۔ ۔ ۳۵۲

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۱۳۵ - دعوی قابل ارجاع نالش - شخص جو دعوی فایدہ دفعہ ۱۳۵ اوٹھاوے اسبات پر مجبور نہین ہے کہ قبل تجویز کے وہ رقم ادا کرے جو منتقل الیہ نے ادا کی تھی ۔ **تجویز ہوئی** کہ وہ شخص جو مستحق دعوی فایدہ دفعہ ۱۳۵ - ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کا ہے دفعہ مذکور کے فایدہ سے اگر وہ منتقل الیہ سے ثبوت اوس قیمت کا جو منتقل الیہ نے ادا کی طلب کرے اور تا وقت عدالت سے تجویز اور قرار دیے جانے تعداد قیمت کے منتظر رہے محروم نہین ہوتا دفعہ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ مدیون بذریعہ ادا کرنے

زر ڈگری کے اپنی رہائی حاصل نکر سکے۔ دیکھو مقدمات رانی بنام اجودھیا پرشاد
دیبی رام پارک بنام الشان چندر چکرتی وجانی بیگم بنام جہانگیر خان وبیگم النسا
بنام دیونراین وبیل کنٹ بنام کرشنا سامی

پھول چند بنام چھوٹے لال ۳۴۷

ایکٹ ۱۸۶۰ء نمبر ۲۷ (ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت) دفعات ۱و۲۔ سارٹیفکٹ
ایصال قرضجات۔ نابالغ **تجویز ہوئی** کہ سارٹیفکٹ وراثت حسب ایکٹ نمبر
۲۷ ۱۸۶۰ء نابالغ کو بذریعہ اوسکے رفیق قریب ترین کے عطا کیا جاسکتا ہے مقدمہ
کالی کمار چٹرجی بنام تارا پرسنو مکرجی کا حوالہ دیا گیا۔

رام کنور بنام سردار سنگہ ۳۵۱

بنار مخاصمت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ دفعہ ۵۔
حد سماعت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۴۹۔
حد سماعت۔ دیکھو شفع

حکم امتناعی۔ اختیار عدالت نسبت عطائے حکم امتناعی تاکیدی۔ توقف مدعی کیجانب
سے اپنی نالش کے دائر کرنے مین۔ مدعی نے نالش واسطے قبضہ مالکانہ ایک
قطعہ اراضی کے دائر کی اور دوم واسطے حکم امتناعی تاکیدی کے کہ مکانات جو مدعا علیہ
نے قطعہ اراضی مذکور پر تعمیر کئے ہین منہدم کئے جاوین لیکن نالش اوسوقت سے دو
سال سے زیادہ عرصہ بعد جبکہ مکانات جنکی شکایت کی گئی تعمیر ہوچکے تھے دائر کی
گئی **تجویز ہوئی** کہ مدعی مستحق قبضہ مالکانہ اپنی اراضی متدعویہ کا ہین ہے لیکن اوسکو
استحقاق اوسکے استعمال کرنے کا ہے اور مدعا علیہ اراضی پر تعمیر کرنے کا مستحق نہ تھا
لیکن عدالت نے اسوجہ سے کہ مدعی نے نالش دائر کرنے مین توقف کیا امر تاکیدی
مستدعیہ کے عطا کرنے سے انکار کیا مقدمہ نبو دی کماری داسی بنام سدامنی
داسی کا حوالہ دیا گیا

حاجی سید محمد بنام گلاب رائے ۳۴۵

دادرسی خاص۔ دیکھو حکم امتناعی
دعوی قابل ارجاع نالش۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ دفعہ ۱۳۔

دہرم شاستر۔ ہندو بیوہ وراثت۔ قائم مقامان قانونی مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۶۵
وارث عمودی ترکہ شخص متوفی بعد وفات اوسکی بیوہ کے پانے اوس ڈگری کا ہوگا
جو بمقابلہ بیوہ حاصل کی گئی ہو بشرطیکہ نالش کی تجویز کہ جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی منصفی
ہوئی ہو لہذا بیوہ کا حق نالش کرنیکا اوسکے شوہر متوفی کے وارث کو بعد اوسکی وفات
کے باقی رہتا ہے اور وراثتاً پہونچتا ہے اور وارث مذکور اور نہ اوسکے ذاتی ورثا

قائم مقام قانونی واسطے اغراض دفعہ ۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قرار پاویگا مقدمات لکھا نہیا بنام راجہ شیو گنگا وہری ناتھ چیٹرجی بنام مسٹر موہن گوسامی ویریم سی جودہرانی بنام پربوناتھ دھر کا حوالہ دیا گیا

تربہون سندر کنور بنام ہیری نراین سنگھ ۔۔۔ ۳۴۱

دہرم شاستر ۔ ہندو خاندان مشترک ۔ حقوق پسر خاندان موروثی مشترک مین ۔ رہن ۔ کسی شریک ہندو خاندان مشترک کو اپنے باپ کی حیات مین کوئی جزو جائداد موروثی خاندان کے رہن کرنے کا اختیار نہین ہے مقدمات بالگو بند واس بنام نراین لال با دہو پرشاد بنام مہربان سنگھ کا حوالہ دیا گیا

بہاگیرتہی بنام شیو بھیک ۔۔۔۔۔۔ ۳۴۵

رہن ۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۸۵
رہن ۔ دیکھو دہرم شاستر
رہن ۔ دیکھو شفع

شفع ۔ حد سماعت ۔ تاریخ پیدا ہونے بنائے مخاصمت کی ۔ رہن ۔ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء دفعات ۸۶ و ۸۷ ۔ تجویز ہوئی کہ جب کہ حق شفع بر بنائے بیعنامہ کے حسب ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے پیدا ہو حق دائر کرنے نالش شفع کا اوس تاریخ سے جو ڈگری مین حسب دفعہ ۸۶ واسطے ادا کے منجانب راہن مقرر کی گئی بلکہ اوس تاریخ پر جبکہ مرتہن نے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ ایکٹ مذکور کے حاصل کیا ہو پیدا ہوتی ہے مقدمات رگہبیر سنگھ بنام نندہ سنگھ علی عباس بنام کالکا پرشاد ویریش ناتھ سوز مدار بنام رامجیو سوز مدار کا حوالہ دیا گیا

انوارالحق بنام جوالا پرشاد ۔۔۔۔۔۔ ۳۵۷

شفع ۔ نالش شفع بر بنائے رہن بیع بالوفا ۔ حد سماعت ۔ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۰ و ۱۲۰ ۔ دخل مادی ۔ تجویز ہوئی (۱) کہ دیگر شرائط کے موجود ہونے پر جو مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے متعلق کرنے کے لئے ضروری ہین مد ۱۰ ایسی بیع سے متعلق ہوگی جو ابتدا ایک رہن بیع بالوفا تھا لیکن جو خواہ بذریعہ نفاذ آئین نمبر ۱ ۱۸۰۶ء کے خواہ بذریعہ نفاذ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء در اصل بیع قطعی بہ زوال حق انفکاک ہو جاوے

(۲) یہ کہ ایسی صورت مین جیسی کہ صورت متذکرہ بالا ہے میعاد سماعت جبکہ آئین نمبر ۱ ۱۸۰۶ء متعلق ہو بعد گذرنے سال مہلت کے شروع ہوتی ہے

(۳) یہ کہ حصہ محال زمینداری غیر منقسمہ پر دخل مادی حسب مراد مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء کے نہین ہو سکتا

(۴) یہ کہ قبضہ تغیری مثلاً بذریعہ وصول لگان اسامیان سے حسب منشاے مد
مذکور قبضہ واقعی نہیں ہے
مقدمات علی عباس بنام کالکا پرشاد و رنا تھ پرشاد و بنام رام پلٹن رام و گوردھن
سنگھ بنام ہیرا سنگھ و گنیش لال بنام تولا رام و جگیشر سنگھ بنام جواہر سنگھ و انکار داس
بنام نراین کا حوالہ دیا گیا

تبول بیگم بنام منصور علی خان ۲۱۵

عملدرآمد - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۰
قائم مقام قانونی - دیکھو دہرم شاستر
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ دفعہ ۸۵

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - درخواست اس امر کی کہ ڈگری مطابق تجویز کے
صادر کیا ہے - ڈگری غلط لیکن مطابق تجویز کے ہو - ڈگری قابل ترمیم نہیں ہے]
جبکہ ڈگری درحقیقت مطابق تجویز کے ہو جسپر کہ وہ مبنی ہے اس قسم کی ڈگری گو کیسی ہی
غلط ہو بر طبق درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کہ ڈگری مطابق تجویز کے
صادر کیجاے ترمیم نہیں ہو سکتی -

لکھو بی بی بنام سلامت علی ۲۲۷

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۹۱ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ دفعہ ۵۹
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۶۵ - دیکھو دہرم شاستر

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۰ - حکم تحقیقات مزید - حکم خلاف
شخص ملزم کے - اطلاعنامہ اظہار وجہ] شخص ملزم کے خلاف کوئی حکم صادر کئے
جانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ شخص مذکور کے نام اطلاعنامہ بغرض حاضر ہونے
اور وجہ اس امر کی ظاہر کرنے کے کہ کیوں حکم مذکور صادر نہ کیا جاے جاری کیا جاوے
مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جھونٹو کا حوالہ دیا گیا

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اجودھیا ۲۲۹

نابالغ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ دفعات ۲ و ۳
وراثت - دیکھو دہرم شاستر
ہندو بیوہ - دیکھو دہرم شاستر
ہندو خاندان مشترک - دیکھو دہرم شاستر

جلد ۲۰ — فہرست مقدمات — حصہ ۹

امداد حسین خان	بنام	بدری پرشاد	۳۹۹
نند ہم پرشاد	بنام	دہیراجی کنور	۳۹۸
نبسی لال	بنام	رام جی لال	۳۶۹
رمنی رائے	بنام	رام لچھمن رائے	۳۶۶
پرہبو نراین سنگھ	بنام	روپ سنگھ	۳۹۵
حمید الدین	بنام	کیدار ناتھ	۳۸۵
دیبی داس	بنام	نرپت	۳۶۴
رحیم الٰہی خان	بنام	گمیتا	۳۷۳
شیام بہاری لال	بنام	روپ کشور	۳۷۷
گرو ہر داس	بنام	پرشنکر پرشاد	۳۸۱
عمدہ بی بی	بنام	نعیمہ بی بی	۴۰۸
محمد صفدر حسین	بنام	پورنچند	۳۹۴
ملکہ سلطنت قیصر ہند	بنام	پہتر	۳۸۶
نراین سنگھ	بنام	پہتر بہوج سنگھ	۳۶۷
نند کشور لال	بنام	سورج پرشاد	۳۹۰

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶

اپیل دوم - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبرہ دفعات ۱۰ و ۱۲

اجرائے ڈگری - تعبیر ڈگری - کام عدالت اجرا کنندہ کا - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء

دفعہ ۲۴۴ - ڈگری نیلام بربنا ئے رہن نامہ جسمیں غلط طور پر سود بعد تاریخ معینہ ادا کے دلایا گیا تھا۔ جبکہ ڈگری نیلام حسب ایکٹ انتقال جائیداد مرتب کی گئی ہو مبہم ہو تو عدالت اجرا کنندہ کو ضرور اوسکی تعبیر کرنا لازم ہے اور اگر ممکن ہو تو ایسی تعبیر اسطور پر کرنا چاہیے کہ وہ مناسب طور پر مطابق قانون کے مرتب کی گئی ہے لیکن جبکہ ڈگری میں کچھ ابہام نہ ہو تو عدالت اجرا کنندہ کو لازم ہے کہ اوسکا اجرا مطابق اوسکی عبارت کے کرے خواہ وہ ڈگری صحیح ہو یا غلط - امر تک رام بنام پھمین نراین و بادشاہ بیگم بنام ہردیئی کا حوالہ دیا گیا۔

پرہبو نراین سنگھ بنام روپ سنگھ ۔ ۔ ۔ ۳۹۵

اجراء ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۲ و ۳۲۰
اجراء ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲۶
امر تجویز شدہ - ڈگری مقدمہ ماسبق جسکی رو سے حقوق کسی فریق نالش مابعد کے متعین کیے گئے ہوں - ایسی ڈگری کا اثر خلاف فریق مذکور کے جب تک کہ وہ بطریق مناسب منسوخ کیجاے - جبکہ بنا ماضی حکم واسطے شامل کرنے مدعا علیہم کے حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل نہین کیا گیا اور نہ یادداشت اپیل بنا راضی ڈگری اوس نالش مین جسمین کہ یہ حکم دیا گیا تھا کہ اعتراض کیا گیا زبانی اعتراض جو اپیل مین حکم مذکور پر کیا گیا نا منظور ہوا - اتک راج سنگھ بنام جگر دہاری سنگھ کا حوالہ دیا گیا۔
جبکہ کوئی موجودہ ڈگری نالش ماسبق کی ہو جو بلحاظ شے متدعویہ نالش مابعد کے حسب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اثر پذیر ہو تو اوس فریق کو جسکے حقوق مین ایسی ڈگری مضر ہو یہ اختیار نہین ہے کہ نالش مابعد مین ایسی ڈگری کے صحیح ہونے پر اعتراض کرے اگرچہ فریق مذکور مجاز ہو تا کہ علیحدہ نالش مین ڈگری کو منسوخ کرانے مقدمہ کرم علی رحیم بھائی بنام رحیم بھائی حبیب بھائی کا حوالہ دیا گیا۔

بنسی لال بنام رام جی لال ۳۷۱

انفصال - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۲
ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۲۱۵ - اقرار یا رضامندی نسبت لینے مال مسروقہ کے - نوعیت اقرار یا رضامندی کی بغرض تکمیل اوس جرم کے جسکی سزا دفعہ ۲۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند مین مقرر کی گئی ہے یہ ضروری ہے کہ وہ شخص جو مال مسروقہ ناجائز طور سے لینے اور وہ شخص جو مال مسروقہ کے دینے پر رضامند ہوں نہ صرف بابت اوس غرض کے جسکے لیے مال مسروقہ دیا جاتا منظور ہے بلکہ نسبت اوس شکل یا طرز کے بھی جسپر مال مسروقہ دیا جاویگا رضامند ہوں -

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چتر ۳۸۴

ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ (ایکٹ رسوم عدالت) دفعات ۱۰ و ۱۲ - رسوم عدالت - ضابطہ - اپیل دوم - اپیل پر جو عدالت اپیل ماتحت مین بجانب رسپانڈنٹ ہائی کورٹ کے کیا گیا نا کافی اسٹامپ ہونا - جبکہ بر طبق اپیل دوم ہائی کورٹ مین یہ معلوم ہوا کہ رسپانڈنٹ نے جبکہ وہ عدالت اپیل ماتحت مین اپیلانٹ تھا کافی رسوم اپنی یادداشت اپیل اوس عدالت پر ادا نہین کی اور تاریخ سماعت اپیل بعدالت ہائیکورٹ تک کمی پوری نہ کی اگرچہ اوسکو اس امر کی ہدایت کی گئی تھی یہ تجویز ہوئی کہ مناسب طریقہ یہ نہ تھا کہ عدالت اپیل ماتحت رسپانڈنٹ کو ڈسمس کرے بلکہ ڈگری کر

اگر کوئی ہائی کورٹ سے بحق رسپانڈنٹ صادر ہوا وسوقت تک صلا نگرے کہ رسوم زائد جواوس سے گروا جب ہے ادا نہ کیجائے۔

۳۶۱ **نرائن سنگھ بنام چتربھوج سنگھ** ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایکٹ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ (ایکٹ رسوم عدالت) ضمیمہ ۱ فقرہ ۵ - دیکھو نالش بحیثیت مفلسی

ایکٹ ۱۸۷۲ء نمبر ۹ (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعہ ۲۵ - دیکھو شراکت

ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۱ دفعہ ۱۲۰ - دیکھو شفع

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۷۲ - مرتہن اوس مالگذاری سرکاری کے ادا کرنے پر مجبور ہوا جو راہن کو ادا کرنی چاہیے تھی - چارہ کار مرتہن کا] جب مرتہن اوس مالگذاری سرکاری کے ادا کرنے پر مجبور ہو جو راہن کو ادا کرنی چاہیے تھی تو مرتہن یا تو اوس رقم کو جو اوسکو اس طور پر ادا کرنی پڑی زر رہن میں حسب دفعہ ۷۲ - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء شامل کر سکتا ہے یا راہن کے نام علیحدہ ادا کیے دلاپانے اوس رقم کے جو اس طور پر ادا کی گئی نالش کر سکتا ہے لیکن اگر اوس نے علیحدہ نالش کی ہو اور ڈگری بنام راہن حاصل کی ہو تو وہ وسوقت اوس رقم کو زر رہن میں شامل نہیں کر سکتا کیونکہ اوسکے ہر دو چارہ کار ایک وقت میں حاصل نہیں کیے جا سکتے

۳۹۹ **امداد حسین خان بنام بدری پرشاد** ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۸۹ - دیکھو اجرائے ڈگری

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ - درخواست بغرض عطا کیے جانے ڈگری بمقابلہ جائداد غیر مستغرقہ کے - باقی جو قانوناً قابل وصول ہو - حد سماعت] درخواست حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء پیش کیے جانے پر وہ وقت جسپر لحاظ نسبت اس امر کے کیا جائے کہ آیا باقی جسکے وصول کرنیکی استدعا کی گئی ہے قانوناً راہن سے قابل وصول ہے یا نہیں تاریخ ارجاع نالش ہے اور نہ وہ تاریخ جسپر درخواست حسب دفعہ ۹۰ پیش کی گئی ہو باگیشری دیال بنام محمد تقی کا حوالہ دیا گیا

۴۰۵ **حمید الدین بنام کیدارناتھ** ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعات ۱۲۲ و ۱۲۳ - ہبہ - رجسٹری - رجسٹری ہبہ نامہ جائداد غیر منقولہ کی بعد وفات واہب کے] ہبہ جائداد غیر منقولہ جو بالضابطہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے کی گئی ہو صرف اسوجہ سے ناجائز نہیں ہے کہ ہبہ کی رجسٹری بعد وفات واہب کے کی گئی تھی ہردیئی بنام رام لال کا حوالہ دیا گیا

۳۶۰ **نند کشور لال بنام سورج پرشاد** ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۱۴ (مجموعہ ضابطہ دیوانی مرمم) دفعات ۳۰ و ۵۵ - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۳،۱۱ و ۳۲

ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء نمبر ۸ (ایکٹ ولی و نابالغان) دفعہ ۴۳ - ہندو خاندان مشترکہ - ولی نابالغ - عدالت مجاز نہیں ہے کہ ولی جایداد ایسے نابالغ کا مقرر کرے جو شریک ہندو خاندان مشترکہ کا ہو [عدالت مجاز اس امر کی نہیں ہے کہ نسبت جایداد ایسے نابالغ کے ولی مقرر کرے جو شریک ہندو خاندان مشترکہ کا ہو اور کوئی جایداد بجز اپنے حصہ جایداد خاندان مشترکہ کے نہیں رکھتا ہے جیو سنگھ بنام گنگا بیش و گورجا بنام بیو سر سنگھ کا حوالہ دیا گیا -

ہندو پرشاد بنام دہیراجی کنور . . . ۲۹۸

بجوز ثانی - دیکھو نالش بصیغہ مفلسی

تعمیر ڈگری - دیکھو اجرائے ڈگری

حد سماعت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ دفعہ ۹۰

حد سماعت - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲۶

حد سماعت - دیکھو شفع

رجسٹری - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۳ دفعات ۲،۱۲ و ۱۲۳

رسوم عدالت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۰ء نمبر ۷ دفعات ۱۰ و ۱۲

رسوم عدالت - دیکھو نالش بصیغہ مفلسی

رہن - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۲۴

رہن بیع بالوفا - دیکھو شفع

شراکت - فریق مقدمہ - نالش واسطے تصفیہ شراکتی کے - قائم مقام ایسے شریک کا جو دوران مقدمہ میں فوت ہوا ہو فریق ضروری نہیں ہے - ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۴۵ [ایک نالش میں جو واسطے دلاپانے ترضہ کے جو ایک کاروبار شراکتی سے واجب تھا جس میں کہ ایک شخص متوفی اپنی وفات تک شریک تھا یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی قائم مقام شریک متوفی کا بطور مدعی کے شامل کیا جائے گرند پرشاد بنام خیر سیکھ و رام نراین سنگھ داس بنام رام چند، جانکی لال و ستی لال بیچار داس بنام گہیلا بہائی ہری رام کا حوالہ دیا گیا

دیبی داس بنام شریت ۲۶۴

شفع - رہن بیع بالوفا - حد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۰ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۶۰ و ۸۶ [مدعی نے جسکا دعوی بیبابت رہن بیع بالوفا ایک حصہ موضع زمینداری غیر منقسمہ

سے پیدا ہوا تھا نالش شفع دائر کی

تجویز ہوئی کہ (۱) احد سماعت جو ایسی نالش سے متعلق ہے وہ میعاد ہے جو مد ۱۲ ضمیمہ ۱- ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میں مندرج ہے اور (۲) یہ کہ میعاد اوس تاریخ سے شروع ہوئی جبکہ مرتہن نے حکم قطعی بیبات کا حسب دفعہ ۸۹- ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء حاصل کیا جمال بیگم بنام منصور علی خان و دیوڑشیں تاتھہ سوزداد بنام رام چند و سوزدا وانوار الحق بنام جوالا پرشاد کا حوالہ دیا گیا

رحیم الٰہی خان بنام گھسیٹا ۲۸۳

ضابطہ- دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۶ء نمبر ۷ دفعات ۱۰ و ۱۲

عمل درآمد- دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵

عمل درآمد- دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲

فریق مقدمہ- دیکھو شراکت

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵- انتقال- درخواست ہائی کورٹ میں بعد اسکے کہ اسی قسم کی درخواست صاحب جج ضلع نے نامنظور کی ہو- درخواست نامنظور کی گئی تا جبکہ صاحب جج ضلع درخواست کو جو اونکے روبرو بغرض منتقل کرنے ایسے مقدمہ کے اپنی عدالت میں تھی جو عدالت جج ماتحت میں دائر تھا منظور کی ہائی کورٹ نے درخواست انتقال اوس مقدمہ کی عدالت صاحب جج ضلع سے نامنظور کی فریدہ بنام وو للری بی بی کا حوالہ دیا گیا-

محمد صفدر حسین بنام پورن چند ... ۳۹۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۲- حکم شامل کرنے مدعا علیہم کا- ذریعہ اعتراض کرنیکا ایسے حکم کا- عملدرآمد] جبکہ بنا راضی حکم واسطے شامل کرنے مدعا علیہم کے حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل نہیں کیا گیا اور نہ بادرخواست اپیل بنا مانعی ڈگری اوس نالش میں جسمیں کہ یہ حکم دیا گیا تھا اعتراض کیا گیا نہ بانی اعتراض جو اپیل میں حکم مذکور پر کیا گیا نامنظور ہوا ملک راج سنگھ بنام جگر دھاری سنگھ کا حوالہ دیا گیا-

جبکہ کوئی موجودہ ڈگری نالش سابق کی بوجہ لحاظ شئے متدعویہ نالش مابعد کے حسب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اثر پذیر ہو تو اوس فریق کو جسکے حقوق میں ایسی ڈگری مضر ہو اختیار نہیں ہے کہ نالش مابعد میں ایسی ڈگری کے صحیح ہونے پر اعتراض کرے اگرچہ فریق مذکور مجاز ہو تا کہ علیحدہ نالش میں ڈگری کو منسوخ کرائے- مقدمہ کرم علی رحیم بھائی بنام رحیم بھائی حبیب بھائی کا حوالہ دیا گیا-

بنسی لال بنام رام جی لال ... ۱۴۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۲ و ۳۲۰ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۰ء دفعات ۳۰ و ۵۵ - اجراء ڈگری - ڈگری جو کلکٹر کے پاس بغرض اجرا منتقل کیجائے - نالش منجانب خریدار نیلام بغرض منظوری نیلام جسکو کلکٹر نے منسوخ کیا تھا - بوقت نیلام جائداد موروثی جسکو کلکٹر نے باجراء ایسی ڈگری کے جو اسکے پاس حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منتقل کی گئی تھی نیلام کیا تھا مدعیان ڈگریداران خریداران نیلام تھے برطبق درخواست مدعاعلیہم مدیونان کلکٹر نے نیلام منسوخ کیا مدعیان ڈگریداران خریداران نیلام نے بعد ازاں نالش بغرض استقرار اس امر کے دائر کی کہ نیلام جائز تھا اور یہ کہ حکم کلکٹر منسوخی نیلام کا غیر موثر تھا **تجویز ہوئی** کہ اس قسم کی نالش قابل پذیرائی ہے -

شب سنگہ بنام مکٹ سنگہ مسترد کیا گیا اور گزناتھ تیواری بنام ہنوناتھ تیواری و دیوان سنگہ بنام بیاناتھ سنگہ کا حوالہ دیا گیا

۳۸۰ ..... **شیام بہاری لال بنام روپ کشور**

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲۶ - اجراء ڈگری - حد سماعت - اجراء ڈگری جائداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کا التوا اس وجہ سے کہ جائداد زیر اہتمام کلکٹر تھی - مدعیان نے ایک ڈگری زر نقد سنہ ۱۸۸۳ء میں بنام مدعاعلیہ حاصل کی سنہ ۱۸۸۴ء میں بذریعہ حکم حسب دفعہ ۳۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی جائداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کی صاحب کلکٹر کے اہتمام دی گئی قبل اسکے کہ یہ حکم صادر کیا گیا تھا اور اس عرصہ میں جبکہ جائداد مدیون ڈگری بسپردگی صاحب کلکٹر تھی چند درخواستیں بغرض اجرا منجانب ڈگریداران پیش کی گئیں آخرکار سنہ ۱۸۹۶ء میں قریب دس برس بعد درخواست آخر قبل کے ڈگریداران نے درخواست اجراء ڈگری تھوڑے عرصہ بعد اسکے کہ جائداد اہتمام کلکٹر سے چھوڑی گئی پیش کی **تجویز ہوئی** کہ درخواست میں جو بابت اجراء جائداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کے تھی تمادی اس وجہ سے عارض نہیں ہے کہ ڈگریداران کو نسبت جائداد کے جب تک کہ وہ زیر اہتمام کلکٹر رہی کوئی چارہ کار بذریعہ اجراء حاصل نہ تھا

۳۸۱ ..... **گردھر داس بنام ہر شنکر پرشاد**

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۱۰ - ڈگری نالش بصیغہ مفلسی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶ - اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل - ڈگری مشعر بحالی فیصلہ اس عدالت کے جو عین ماتحت ہو - ڈگری ڈسمسی اپیل ہائی کورٹ بعلت عدم پیروی - **تجویز ہوئی** کہ ڈگری ہائی کورٹ مشعر ڈسمسی اپیل بوجہ عدم پیروی (کیونکہ اپلانٹ نے اپنے کونسل کو وہ مواد مہیا نہیں کیا کہ جسکی بنا پر وہ

بر وقت پیش ہونے اپیل کے واسطے سماعت کے بحث کرسکتا حسب معنی دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگری مشتہر بحالی فیصلہ اوس عدالت کے ہے جو عین ماتحت ہے

بیتی رائے بنام رام لکھن رائے ۳۶۶

نالش بصیغہ مفلسی - تجویز ثانی - رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ع (ایکٹ رسوم عدالت) ضمیمہ ا فقرہ (۵) - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۱۰] تجویز ہوئی کہ جب درخواست تجویز ثانی کسی نالش مفلسی میں پیش کیجاے تو وہ درخواست شامل عرضیدعوی نالش کے مستوجب کسی رسوم کی نہیں ہے

محمد ولی بی بنام نعیمہ بی بی ۴۰۸

ولی و نابالغ - دیکھو ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ع دفعہ ۴۳

ہبہ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ دفعات ۱۲۲ و ۱۲۳

ہنود خاندان - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ع نمبر ۴ دفعہ ۳۴

جلد ۲۰ — حصہ ۱۰

فہرست مقدمات

وحیدالنسا	بنام	انوار احمد	۴۳۲
اوبکار سنگھ	بنام	سوہن کنور	۴۲۰
بنسی دہر	بنام	دیپ سنگھ	۴۳۸
چہول چند	بنام	شنکر سروپ	۴۲۹
سعادت مند خان	بنام	پہول کنور	۴۱۱
عبدالرشید	بنام	گیندلال	۴۲۰
فتح چند	بنام	منصب رائے	۴۴۲
لچہمن کنور	بنام	دیبی پرشاد	۴۳۴
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	نہال چند	۴۴۰
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	نربینی سہائے	۴۲۴
نرائن داس	بنام	رام سرن داس	۴۱۸
نہالی	بنام	ستر سین	۴۴۶

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل - دیکھو ایکٹ ۱۸۹۹ء نمبر ۲ دفعہ ۴۰

اجرائے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۶

اجرائے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۸۷

اجرائے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲۰ و ۳۲۲ الف

اجرائے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۰۳

اسٹامپ - دیکھو ایکٹ ۱۸۹۹ء نمبر ۲ دفعہ ۶۱

انفکاک رہن - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعات ۶۰، ۶۲

ایکٹ ۱۸۹۹ء نمبر ۲ (ایکٹ اسٹامپ مجریہ ہند) دفعہ ۶۱ - اسٹامپ - پرامیسری نوٹ - وہ شخص جو ایسا پرامیسری نوٹ لے جس پر ناکافی اسٹامپ ہو از روئے دفعہ ۶۱ - قابل مواخذہ نہیں ہے [از روئے دفعہ ۶۱ - ایکٹ ۱۸۹۹ء کے شخص منظور کرنے والے ایسے پرامیسری نوٹ سے جس پر اسٹامپ با ضابطہ ہو مراد ایسے شخص سے ہے جس نے پرامیسری نوٹ پر دستخط بطور سکارنے والے کے ہوں اور نہ ایسے شخص سے جس نے محض اوس پرامیسری نوٹ کو بطور محض لینے والا ایسے پرامیسری نوٹ کا جس پر اسٹامپ نہ ہو یا ناکافی ہو بحیثیت لینے والے اوس پرامیسری نوٹ کے مستوجب کسی تاوان کا از روئے دفعہ ہذا بطور مجرم

اصلی یا معین جرم کے نہیں ہے مقدمات ملکہ معظمہ بنام غلام حسین صاحب و ملکہ معظمہ بنام مدی چند بوہرہ و قیصر ہند بنام جانکی و قیصر ہند بنام گرپان داس کا حوالہ دیا گیا۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نہال چند ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۴

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعات ۶۰ و ۷۶ – رہن – انفکاک – انفکاک ہر وقت قبل صدور حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ ممکن ہے۔ راہن جسنے ڈگری انفکاک رہن حاصل کی ہو روپیہ واسطے انفکاک کے ہر وقت جب تک کہ حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ بمقابلہ اوسکے صادر نہ کیا جاوے داخل کر سکتا ہے اور انفکاک کرا سکتا ہے۔ مقدمہ پورنش تانہ موزمدار بنام رام جدو موزمدار و رحم الہی خان بنام گسیتا کا حوالہ دیا۔

نہالی بنام ستر طمین ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۶

ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ء نمبر ۸ (ایکٹ ولی و نابالغان) دفعہ ۴۔ اپیل – حکم مشعر انکار – بابت موقوفی ولی۔ جبکہ سائلہ سارنگٹ ولایت نے دو قسم کی دادرسی کی درخواست کی یعنی یہ کہ ولی موجودہ موقوف کیا جاوے اور یہ کہ وہ خود ولیہ مقرر کیجاوے اور اوسکی درخواست ڈسمس ہوئی یہ **تجویز ہوئی** کہ اپیل بنا راضی حکم ڈسمسی کے نہیں ہو سکتا کیونکہ حکم مذکور مشعر انکار بابت موقوفی ولی کے تھا مقدمات مہاچند بسواس بنام تارنی شنکر گھوس و بھوتنی دیبی بنام اندر نراین سنگھ و جیالال بائی ہرکہ کا حوالہ دیا گیا

امتیاز النساء بنام انوار اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۲

پرامیسری نوٹ – دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۲۶ دفعہ ۶

تقسیم مقدمات – دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳

دھرم شاستر – ہندو خاندان مشترک – جائداد مشترکہ خاندان یا مکسوبہ ذاتی تعلیم عام جو بصرف سرمایہ خاندان مشترکہ کے حاصل کی گئی ہو – **تجویز ہوئی** – کہ محض اس امر سے کہ کسی شخص ہندو خاندان مشترکہ نے کچھ تعلیم عام جو اعلیٰ درجہ کی نہ تھی بصرف سرمایہ خاندان مشترکہ حاصل کی یہ نتیجہ نہو گا کہ جو کچھ اوس شخص نے بعدہ حاصل کیا ہو وہ کل جائداد مشترکہ خاندان ہو جاوے بلکہ وہ اوسکی جائداد مکسوبہ ہوگی مقدمات پالیم راو چیٹی بنام پالیم سوریا چیٹی و کرشناجی مہادیو بنام مورمہادیو کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی تقلید کی گئی۔

چمن کنور بنام دیبی پرشاد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۴۴

رہن کا انفکاک – دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعات ۶۰ و ۷۶

شفع – واجب العرض – شرکائے محال خالصہ جو مالکان قطعات جداگانہ اراضیات

معافی واقع محال سے علیحدہ ہین اشرکاے محال دمالکان علیحدہ قطعات اراضی معافی مشمولہ رقبہ محال کو سمولی طور پر کوئی تعلق ایک دوسرے سے نہین ہے اور یہ نتیجہ ہرگز نہین نکلتا ہے کہ رواج جو گروہ شرکاے خالصہ بین ابج یا اختیار کیا گیا ہو اوسکا دراضیات معافی سے متعلق ہوگا۔ خالص شہادت کی ضرورت ہمیشہ یہ ثابت کرنے کے واسطے ہے کہ وہی رواج ہردو سے متعلق ہے مقدمہ کلیان مل بنام مہرکنور کا مراد دیا گیا۔

۴۱۹ نرائنداس بنام رام سرن داس . . . .

شہادت - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۴۴

فرقی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۶

گواہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۴۴

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳ - تصدیق عرضیدعوی - عرضیدعوی کی تصدیق ملتوی کی گئی جبکہ وہ نامکمل حالت مین تھی - ترمیم عرضیدعوی تاجزو اسم عرضی دعوی جسمین بیان دعوی مدعیان و استدعا شامل تھی سادہ کاغذ کے دو صفحون پر تحریر کیا گیا تھا اور اوسکی تصدیق مدعیان نے کی بعد ثبت کیے جانے دستخط مدعیان کے ورق اول جو ایک قطع کاغذ اسٹامپ مع نام عدالت و نام و پتہ فریقین کے تھا اضافہ کیا گیا اور عرضی نالش جو اس طرح مرتب ہوئی عدالت مین داخل کی گئی **تجویز ہوئی** کہ تصدیق ناقص ہے مگر یہ نالش ڈسمس ہونی چاہیے تھی مدعیان کو موقع اس امر کا دیا جانا چاہیے تھا کہ عرضیدعوی کی ترمیم بذریعہ تحریر کے تصدیق مناسب کے کرتے

۴۲۲ فتح چند بنام منصب راے . . . .

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۶ - انتقال جائداد مقرقہ - انتقال اوسوقت جائز ہے جب تک کہ اوس ڈگری کے لیے دعوی مین خلل نہ پڑے جو قابل نفاذ بذریعہ قرقی کے ہو یا انتقال جسکے مسدود کرنے کا منشا حسب دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے وہ ایسا انتقال ہے کہ جسکی اگر اجازت دی جاے تو اوس سے اوس ڈگری کا جو قابل نفاذ بذریعہ اوس ڈگری کے ہون جسکے اجرا مین جائداد متنازعہ قرق کی گئی ایفا ہو سکے گا جب انتقال خانگی جائداد مقرقہ ایسے حالات مین کیا گیا ہو کہ اوس سے کسی طرح پر خلل اون حقوق مین نہین واقع ہوتا ہے جو ڈگری کی رو سے ڈگریدار قارق کو حاصل ہین تو دفعہ ۲۷۶ انتقال مذکور کی مانع نہین ہے مقدمات نراین داس بنام شیو ابرا ہیم و آنند لال داس بنام جلود ہرشاہ کا مراد دیا گیا۔

عبدالرشید بنام کیولال ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۲۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۸۷ اجراے ڈگری غلط بیانی قیمت مندرجہ اشتہار نیلام معقودہ مین ۔ نقصان نفس الامری حسب مراد دفعہ ۳۱۱] قیمت جایداد جسکے نیلام کا حکم بصیغہ اجراے ڈگری دیا گیا جب اشتہار نیلام معقودہ مین بیان کیجاے تو ایک امر اہم حسب ضمن (۵) دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے ۔

چونکہ قیمت جایداد کی اشتہار مذکور مین کم درج کی گئی جس سے بولی بولنے والون کو مغالطہ ہو سکتا تھا اور وہ قیمت مناسب لگانے یا بولی بولنے سے باز رہ سکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ نیلام بالکل ناکافی قیمت پر ہوا **تجویز ہوئی** ۔ کہ ایسی غلط بیانی ایک بیضابطگی اہم نیلام کے مشتہر کرنے یا عمل مین لانے مین ہے گو کوئی ایسا قاعدہ نہو جسکی رو سے ضرورت مشتہر کرنے قیمت کی اشتہار مذکور مین ہو اور یہ کہ چارہ کار خاص جسکا حکم دفعہ ۳۱۱ مین ہے متعلق ہے کیونکہ ضرر واقعی پہونچا تھا

سعادت مند خان بنام پھول کنور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۲۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲۰ و ۳۲۲ ۔ الف ۔ ڈگری بغرض اجرا پاس کلکٹر کے منتقل کی گئی ۔ کلکٹر مجاز سماعت عذرات نسبت اجراے ڈگری کے جو اس طرحپر منتقل کی گئی نہین ہین] **تجویز ہوئی** جبکہ ڈگری زر نقد واسطے اجرا کے پاس کلکٹر کے حسب احکام دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل کی گئی ہو تو کلکٹر حسب دفعہ ۳۲۲ الف سماعت کسی عذر ان اشخاص کا جنکا حق جایداد مشتہرہ نیلام مین ہے نسبت نیلام جایداد مذکور کے نہین ہے اور نہ یہ کوئی جزو کلکٹر کے کام کا ہے کہ یہ تصفیہ کرے کہ آیا جایداد بطور مناسب قرق کی گئی یا نہین

اونکار سنگھ بنام موہن کنور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۲۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۳ ۔ واپسی اوس فایدہ کی جو از روے ایسی ڈگری کے حاصل کیا گیا ہو جو بعد ازان بر طبق اپیل منسوخ ہوئی ۔ سود اوس رقم پر جو اس طرحپر وصول کی گئی دلایا گیا] جب بوجہ منسوخ ہونے ڈگری کے بر طبق اپیل ڈگریدار مستحق دلاپانے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس رقم کا ہو جو قبل منسوخی ڈگری مذکور کے وہ با جراے ڈگری مذکور ادا کرنے پر مجبور ہوا تھا تو ڈگریدار مذکور نیز مستحق وصول سود اوس رقم کا ہے جو اس طرحپر قابل وصول ہو مقدمات راجہ بنام ڈی کاستا رڈی اسکالیبٹی ڈی پیرس و جسونت سنگھ بنام دیپ سنگھ و رام سہاے بنام بینک بنگال و بھگوان سنگھ بنام اسسٹنٹ دایاد یار بنام شاستر م آیار و ہٹی پرشاد بنام چھتر پال دوبے کا حوالہ دیا گیا و مقدمہ میوا کنور بنام بنارسی پرشاد سے اختلاف کیا گیا ۔

پھوپ چند بنام شنکر سروپ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۲۹

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۴۲-شہادت - اشخاص ملزم جو بابت جرم اصلی اور اعانت جرم مذکور کے زیر تجویز ہوں ایک دوسرے کی جانب سے گواہان مجاز ہیں] زید قیدی کی تجویز بابت جرم مندرجہ دفعہ ۴۰۳ مجموعہ تعزیرات کے ہوئی تھی اور اوسپر جرم ثابت قرار دیا گیا تھا لیکن وہ عدالت اوس مجسٹریٹ سے جس نے تجویز ثبوت جرم کی تھی واسطے صدور حکم سزا کے اوسی مجسٹریٹ کے پاس بھیجا گیا تھا جسکو اختیارات اعلی تر حاصل تھے - جبکہ اوسکا مقدمہ روبرو مجسٹریٹ دوم کے زیر تجویز تھا بکر ملزم نے جسکی تجویز جداگانہ بابت اعانت اوسی جرم کے ہو رہی تھی جسکی بابت زید کی تجویز ہوئی تھی یہ درخواست کی کہ زید اوسکی جانب سے بطور گواہ کے طلب کیا جاوے بکر کی درخواست نامنظور کی گئی **تجویز ہوئی** کہ لحاظ حالات دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری مانع اس امر کی نہین ہے کہ زید بکر کی جانب سے شہادت دے اور یہ کہ بکر کی درخواست منظور کیجانی چاہیے تھی

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام تربینی سہاے ۔ ۔ ۔ ۴۲۴

نمبردار اور اوسکا شریک - اختیارات نمبردار نسبت انتظام اراضیات مشترکہ کے - پٹہ اراضیات مذکورہ بابت دس سال کے بہ لگان غیر کافی] **تجویز ہوئی** - کہ نمبردار کو کوئی عام اختیار عطا کرنے کسی پٹہ اراضی مشترکہ کا اوس سے زیادہ نہین ہے جو بلحاظ حالات خاص سال یا خاص فصل کے ضروری ہو مقدمہ جگن ناتھ بنام ہردیال کی تقلید کی گئی-

عیسی دہر بنام دیپ سنگھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۳۰

واجب العرض - دیکھو شفع

بلی وناباغ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۹۰ع نمبر ۸ دفعہ ۴

ہندو خاندان مشترک - دیکھو دہرم شاستر

فہرست مقدمات

امراؤ بی بی	بنام	جان علی شاہ	۴۹۳
بہاری لال	بنام	محمد شفیق	۴۰۰
جیوت دوبے	بنام	کالی چرن رام	۴۲۶
چتربھوج داس	بنام	گنیش رام	۴۷۳
حکیم محمد اکرام الدین	بنام	نجیبن	۴۴۷
دیپ راے	بنام	دیو کی راے	۴۶۹
رنجیت	بنام	رادھا رانی	۴۷۴
سدا شنکر	بنام	برج موہن داس	۴۵۹
طوطا رام	بنام	لالہ	۴۶۶
عباسی بیگم	بنام	افضل حسین	۴۵۶
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند	بنام	پراگ دت	۴۵۷
مول چند	بنام	رام رتن	۴۹۲
یوسف علیخان	بنام	ہیرا	۴۶۸

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴

اپیل منجانب گورنمنٹ مقدمات فوجداری مین - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۱۷

اجراے ڈگری - درخواست اجراے ڈگری جسمین تاریخ ڈگری کی غلط مندرج تھی - ترمیم کی اجازت بعد میعاد سماعت کے - ترمیم کا درخواست ہاے ماقبل سے متعلق ہونا - شمبھو پرشاد دوبے نے ایک ڈگری برنباے دو رہنامجات کے ۵ - نومبر ۱۸۸۵ء کو حاصل کی ڈگری مذکور منسوخ کی گئی مگر ایک اور ڈگری بحق اوسکے ۱۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو صادر ہوئی ڈگریدار نے چند درخواست ہاے اجراے ڈگری پیش کین مگر ہر ایک مین ڈگری کو مورخہ ۵ - نومبر ۱۸۸۵ء بیان کیا - نسبت درخواست سوم کے مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ درخواست مین تمادی عارض ہے - درخواست کے ترمیم کرنیکی اجازت دی گئی مگر ترمیم بعد انقضاے میعاد کے کی گئی - تجویز ہوئی کہ ترمیم درخواست ہاے ماقبل سے متعلق ہے اور اجراے ڈگری مین تمادی عارض نہین ہے - مقدمہ اجودھیا رام بنام محمد نذیر کی تقلید کی گئی -

جیوت دوبے بنام کالی چرن رام ۔ ۔ ۔ ۴۷۶

اجراء ڈگری ۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ج

امانت ۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مدات ۱۳۴ و ۱۴۴

ایکٹ سنہ ۱۸۵۶ء نمبر ۱۵ (ازدواج ثانی ہندو بیوگان کا) دفعہ ۲ ۔ دہرم شاستر ہندو بیوہ ۔ حقوق بیوہ متعلق جایداد شوہر متوفی کے ۔ بیوگان جنکا ازدواج ثانی تبع نفر قانون مذکور کے جائز ہوا **تجویز ہوئی** کہ ہندو بیوہ کورمی قوم کی جسمین ازدواج ثانی بیوگان از روے رواج قوم کے تبع نفر ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء کے ناجائز ہے بوجہ اپنے ازدواج ثانی کے اپنے اس حق سے محروم نہین ہوتی کہ اپنے شوہر متوفی کے ترکہ پر تاحیات اپنے قابض رہے اور یہ کہ نالش جو سماۃ کے چین جانشین ورثاے مابعد نسبت ترکہ اوسکے شوہر کے واسطے فوراً حاصل کرنے قبضہ ترکہ مذکور کے دائر کرین سرسبز نہین ہو سکتی مقدمات ہرسرن داس بنام نندی و دہرم داس بنام نند لال سنگھ کی تقلید کی گئی۔

رنجیت بنام رادھا رانی ۔ ۔ ۔ ۴۷۴

ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۴۰۶ و دفعات مابعد ۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری (سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۴۷

ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۱۳۴ و ۱۴۴ ۔ امانت ۔ رہن ۔ حد سماعت ۔ نالش منجانب امانت دار بغرض فسخی رہون جایداد امانتی جو اوسکے پیشرو عہدہ دار نے کئے تھے ۔ ایک سجادہ نشین قابض جایداد وقف نے من ابتداے سنہ ۱۸۶۰ء لغایت سنہ ۱۸۶۹ء مختلف رہن نامجات جایداد وقف کے یہ بیان اس امر کے تحریر کئے کہ اوس نے رہن ہاے مذکورہ بحیثیت سجادہ نشین کے کئے تھے ۔ راہن فروری سنہ ۱۸۹۱ء مین فوت ہوا اور ۶ ۔ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو اوسکا پسر بطور سجادہ نشین کے اوسکا جانشین ہوا ۔ ۲۵ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء کو پسر نے نالش واسطے دلاپانے قبضہ جایداد مرہونہ کے جسپر مرتہنان قابض تھے اس بناء پر دائر کی کہ رہون بخلاف ورزی امانت کے گئے تھے اور اس وجہ سے ناجائز تھے

عدالت سے یہ **تجویز ہوئی** کہ نالش مین تمادی عارض ہے

از **ہلیر صاحب جسٹس** ۔ یہ امر کہ آیا مد ۱۳۴ ضمیمہ ۱ ۔ ایکٹ حد سماعت ہند ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء اس مقدمہ سے متعلق ہے یا نہین غیر اہم ہے اگر مد ۱۳۴ متعلق نہین ہے تو نالش از روے مد ۱۴۴ ضمیمہ مذکور کے ممنوع السماعت ہے میعاد سماعت بمقابلہ امانت دار کے اون تاریخون سے شروع ہوتی ہے جب مرتہنان نے بموجب اپنے

رہنون کے قبضہ حاصل کیا - مقدمات نیل منی سنگہ بنام جگبندہ ہورائے و ایسورام جی کالنانہ بنام بابل کرشن لکشمن و بےچند رہنرجی بنام کالی پرسنو کمرجی و مادہو بنام نارائن کا حوالہ دیا گیا -

از بنرجی صاحب جسٹس - نالش مین از روے مد ۱۳۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ مدت سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے تمادی عارض ہے جو ایسی نالش سے جو بنام مرتہن کے جس نے روپیہ لیکر کسی امانت دار سے رہن حاصل کیا ہو دائر کی گئی ہو اوسی طرح متعلق ہے کہ جس طرح وہ ایسی نالش سے متعلق ہے جو بنام ایسے شخص کے دائر کیجاے جسکے ہاتھہ امانت دار نے جایداد امانتی بعوض قیمت فروخت کی ہو - مقدمات گوبند نارائن بہادر بنام رانی بھیبی کماری و ایسورام جی کالنانہ بنام بابل کرشن لکشمن و مارجی بنام فقیر چند و نیل منی سنگہ بنام جگبندہ ہورائے کا حوالہ دیا گیا -

از ایکمن صاحب جسٹس - یہ تصور نہین کیا جا سکتا کہ لفظ خرید مستعملہ مد ۱۳۴ ضمیمہ ۲ مین "جایداد مرہونہ" داخل ہے بلکہ مد ۱۳۴ متعلق ہوگی اور وہ مانع نالش ہے

۴۸۰ . . . . بہاری لال بنام محمد شفیع

ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ - ب - زمیندار و اسامی - نالش بیدخلی اسامی - فعل خلاف اوس غرض کے جسکے لیے اراضی پٹہ پر دی گئی - پٹہ دہی بنام تہیٹر کی کمپنی کے - ایک اسامی زراعت پیشہ نے ایک وقت مین جب کچہہ فصل اوسکی اراضی پر نہ تہی اوسکا ایک جزو عارضی طور پر تہیٹر کی کمپنی کو اوسپر تماشہ کرنیکے لیے کرایہ پر دیا - تجویز ہوئی کہ یہ فعل اسلیے کافی نہ تہا کہ حسب مراد دفعہ ۹۳ ضمن (ب) - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ضبطی حقیت اسامی کی عمل مین آوے

۴۶۰ . . . . یوسف علیخان بنام ہیرا

ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۵ (ن) - زمیندار و اسامی - اخراج اسامی کے حقوق پر اوسکی عملات کا درخواست کے حسب دفعہ ۹۵ پیش کرنے مین - اسامی ایک اراضی معافی کو اوسکے زمینداران نے حسب بیان اوسکے بیجا طور پر بیدخل کیا تہا - اسامی بیدخل شدہ نے چارہ کا محکومہ دفعہ ۹۵ ضمن (ن) - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء حاصل نہین کیا مگر کچہہ عرصہ بعد اختتام میعاد مدت سماعت کے جو واسطے درخواست حسب دفعہ مذکور کے مقرر ہے اوسنے زمینداران کو بیدخل کیا جنہون نے اس عرصہ مین اراضی متنازعہ کو خود کاشت کیا تہا - زمینداران نے عدالت دیوانی مین واسطے بیدخلی اسامی اور لڑکر کے بحیثیت مدخلت بیجا کنندہ نالش دائر کی - تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ بجواب نالش ہذا اپنے اسامی

ہونیکا عذر نہیں کر سکتا اوسکی یہ حیثیت اسوجہ سے باقی نہیں رہی کہ اوس نے اندر میعاد عدم سماعت کے اون ذرایع سے جو خود اوسکی بیدخلی کی نسبت عذر کرنیکے لئے دفعہ ۹۵ ضمن (ن) ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء مین محکوم تہے فائدہ نہیں اوٹھایا۔

دلیپ رائے بنام دیوکی رائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۶۹

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ - (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۱۳۵ - دعوی قابل ارجاع نالش بیع حق راہن واقع جایداد مرہونہ] بیع حق راہنی واقع جایداد مرہونہ ایک بیع دعوی قابل ارجاع نالش کا حسب مراد دفعہ ۱۳۵ - ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کے نہین ہے -

طوطا رام بنام لالہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۶۶

ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء نمبر ۹ (ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصل) دفعہ ۲۳ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۴۶ ب - نالش از قسم قابل سماعت عدالت ہاے مطالبات خفیفہ] اسوجہ سے کہ عدالت مطالبات خفیفہ وہ اختیار تمیزی جو اوسکو از روے دفعہ ۲۳ - ایکٹ عدالت ہاے مطالبہ خفیفہ مفصل کے عطا کیا گیا تہا استعمال کر سکتی تہی اور عرضی دعوی کو بغرض ایسی عدالت مین پیش کرنیکے جسکو اختیار تجویز بحث استحقاق کا جو اوس سے پیدا ہوتی تہی حاصل تہا واپس کر سکتی تہی نالش ہنوز ایک نالش قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے رہتی ہے مقدمہ کالی کرشن ٹیگور بنام عزت النسا خاتون کی تقلید کی گئی

سدا شنکر بنام برج موہن داس ۔ ۔ ۔ ۴۷۹

بیع مواضع منجانب زوجہ بنام اپنے شوہر کے] ایک دستاویز کی نسبت جو بیعنامہ مواضع منجانب ایک مسلمان زوجہ کے بنام اوسکے شوہر کے معلوم ہوتا تہا زرثمن ادا نہیں کیا گیا تہا لیکن دستاویز مذکور مین یہ اقرار تہا کہ قیمت ادا کی گئی بعد وفات زوجہ کے اوسکے رشتہ مندان مین سے دو اشخاص نے اس بیعنامہ کے جواز تحریر کئے جانے کی نسبت معترض ہوکر نالش بنام شوہر کے دائر کی جس نے قبضہ حاصل کر لیا تہا اور علی سبیل البدل یہ استدعا کی کہ یا تو اونکو جایداد متنازعہ مین اونکے حصص دیئے جائین یا اگر بیع مواضع قائم رکہا جاے تو اونکو حصہ رسدی قیمت کا جو مسماۃ کے ترکہ کر واجب ہے دلایا جاے

ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے باتفاق یہ تجویز کی کہ زوجہ جو پردہ نشین تہی اپنے کاروبار کا انتظام کرنیکی قابلیت رکہتی تہی اور یہ کہ اوسکو قیمت نہین ملی تہی

عدالت مرافعہ اولی نے بلحاظ حالات یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زوجہ نے ایک طرح پر مواضع کو بحق شوہر کے ہبہ کیا تہا - ہائیکورٹ نے تجویز مذکور منسوخ کی اور یہ فیصلہ کیا کہ بلحاظ

قرینہ اسکے کہ شوہر کا دباؤ زوجہ پر تھا اور زوجہ کو بے غرضانہ مشورہ نہین مل سکتا تھا اور بلحاظ دیگر حالات کے یہ معاملہ کالعدم تھا

جوڈیشل کمیٹی نے تجویز کی کہ عرضی دعوی یا امور تنقیح طلب سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ دباؤ ناجائز استعمال کیا گیا تھا حکام عالی مقام نے یہ تجویز کی کہ کوئی شہادت اس امر کی نہ تھی کہ قیمت معینہ ناکافی تھی یا بیع لاابالی طور پر کیا گیا تھا یا شوہر ذمہ داری ادائے زر رہن سے بری کیا گیا تھا۔ تجاوز سے جو بربنائے شہادت کی گئین یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ زوجہ جایداد کو کسی غرض کے لئے منتقل کرنا چاہتی تھی اور چونکہ ہبہ کا بیان خارج ہے پس دستاویز مذکور بطور بیعنامہ کے موثر ہوگی جیسی کہ وہ بظاہر معلوم ہوتی ہے

حکام عالی مقام نے اوس عمدہ اصول کی نسبت کوئی شبہ ظاہر نہین کیا جو متعدد مقدمات مین نسبت ذمہ داری اون اشخاص کے جو عورات پردہ نشین سے فایدہ حاصل کرین قائم کیا گیا ہے

مدعیہ یا تھا مذہ کو ایک نصف اوس قیمت کا عطا کیا گیا جو شوہر سے واجب الادا تھی کیونکہ باقی قیمت کا وارث خود شوہر ہوا تھا۔

حکیم محمد اکرام الدین بنام نجیبن ٤٤٧

پردہ نشین عورت نے بلا معاملات کے اوسکی نسبت قیاس۔ دیکھو بیع

حد سماعت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ دفعات ۱۳۴ و ۱۴۴

حد سماعت۔ دیکھو اجرائے ڈگری

حفاظت خود اختیاری۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دفعہ ۱۰۴

دستاویز کے منسوخی کی نالش۔ دیکھو نالش وغیرہ

دعوی قابل ارجاع نالش۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۴ دفعہ ۱۳۵

و جرم شناخت۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۵۶ء نمبر ۱۵ دفعہ ۲

رہن۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ دفعات ۱۳۴ و ۱۴۴

زمیندار و اسامی۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ دفعہ ۵۳ (ب)

زمیندار و اسامی۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۱ء نمبر ۱۲ دفعہ ۹۵ (ن)

شرع محمدی۔ شفع۔ طلب استشہاد۔ طلب مواثبت کا ذکر ضرور ہے۔ شفیع کو جو دعوی شفع از روے شرع محمدی کے کرے بوقت کرنے طلب استشہاد کے صاف طور پر یہ بیان کرنا لازم ہے کہ وہ طلب مواثبت کر چکا ہے۔ مقدمہ رجب علی چودھری بنام ہیندی کا چودھرین ... کی تعمیل کی گئی

عباسی بیگم بنام افضل حسین ٤٥٦

شرع محمدی - دیکھو بیع

شرع محمدی - دیکھو نالش واسطے منسوخی دستاویز کے

شفیع - دیکھو شرع محمدی

شوہر و زوجہ - دیکھو بیع

طلب استشہاد - دیکھو شرع محمدی

فریقین اپیل مین - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴

فیصلہ ثالثی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۱۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۱۶ - فیصلہ ثالثی - ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی مدخلہ عدالت کے بلا دینے اطلاع اوسکے ادخال کے - فریقین کو صادر ہوئی - نظر ثانی |

تجویز ہوئی کہ یہ صحیح وجہ نظر ثانی ایسی ڈگری کی ہے جو مطابق فیصلہ ثالثی مدخلہ عدالت کے صادر ہوئی ہو کہ کوئی اطلاع ادخال فیصلہ ثالثی کی عدالت نے فریقین کو حسب مقتضیہ دفعہ ۵۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین دی گو سائل صیغہ نظر ثانی کو دوسری طرح اس امر کی اطلاع ہوئی ہو کہ فیصلہ ثالثی داخل ہوا مقدمہ رنگا سامی بنام سنو سامی کی تقلید کی گئی

چتر بھوج داس بنام **گنیش رام** ۴۷۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴ - ڈگری مطابق اوس عذر کے جو چند مدعا علیہم نے ملک کیا تھا - ڈگری اپیل سے منسوخ کی گئی مگر بر طبق اپیل منجانب صرف ایک مدعا علیہ کے بحال کی گئی - اجرائے ڈگری بابت خرچہ کے منجانب دیگر مدعا علیہم کے - اپیل - جب اپیل ہو تو کونسی ڈگری جاری ہو سکتی ہے | ایک نالش جو چند مدعا علیہم پر دائر کی گئی تھی مع خرچہ کے ڈسمس کی گئی - مدعیان نے اپیل کیا اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت مرافعہ اولی مین واپس کیا گیا منجملہ مدعا علیہم کے ایک نے بنا راضی حکم واپسی کے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جس نے حکم واپسی کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کیا

تجویز ہوئی کہ چونکہ ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی کلیتاً بحال کی گئی لہذا مدعا علیہم جنہون نے اپیل نہین کیا مستحق جاری کرانے ڈگری مذکور کے بابت خرچہ کے جو اونکو اوسکی رو سے دلایا گیا تھا باوجود اسکے ہین کہ وے فریق ڈگری اپیل کے نہ تھے - مقدمہ محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان سے فرق ظاہر کیا گیا مقدمہ شہرت سنگھ بنام برج مین کا حوالہ دیا گیا

موہن چند بنام **رام رتن** ۴۹۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۹ - دیکھو ایکٹ ۱۸۷۹ع نمبر ۱ دفعہ ۱۳

مجموعہ ضابطہ فوجداری (سنہ ۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۱۷ - اپیل منجانب گورنمنٹ بناراضی حکم براءت ویسا ہی ہے جیسا اپیل بناراضی تجویز ثبوت جرم ہے - ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۹۶ و دفعات مابعد - استحقاق حفاظت خود اختیاری] . جبکہ کسی گروہ اشخاص نے بذریعہ جبر ناجائز کے اپنے حقوق واقعی یا فرضی کے حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہو اور جبکہ گروہ مذکور ایسے اشخاص کے ساتھ جنگ کرے جنہوں نے بھی اسیطرح بذریعہ جبر ناجائز کے اپنے حقوق واقعی یا فرضی کے حاصل کرنیکا مصمم ارادہ کیا ہو تو کوئی بحث حفاظت خود اختیاری کی پیدا نہیں ہوتی ہے

مجموعہ ضابطہ فوجداری میں بظاہر کوئی فرق درمیان استحقاق اپیل بناراضی حکم براءت اور استحقاق اپیل بناراضی تجویز ثبوت جرم کے نہیں ہے ۔ مقدمات قیصر ہند بنام گیا دین و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبردھن کا مرار دیا گیا۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پراگدت ۔ ۔ ۔ ۔ ۴۵۷

نالش واسطے فسوخی دستاویز کے - شرع محمدی - یہ عذر کہ دستاویز مطابق قانون ذاتی فریقین کے غیر موثر تھی] ایک مقدمہ ہبہ نامہ باہمی مسلمانان میں **تجویز ہوئی** کہ یہ کوئی وجہ فسوخی دستاویز کی نہیں ہے کہ قبضہ اوس جایداد کا جسکی بابت دستاویز تھی حوالہ موہوب لہ کے نہیں کیا گیا اور اسلئے مطابق شرع محمدی کے دستاویز ناقابل نفاذ ہو سکتی ہے۔

امراؤ بی بی بنام جان علی شاہ ۔ ۔ ۔ ۴۶۳

نالش از قسم قابل سماعت عدالت ہائے مطالبات خفیفہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۷ء نمبر۹ دفعہ ۳۲

نالش بیدخلی اسامی - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۱ء نمبر۱۲ دفعہ ۹۳ ب

نظرثانی - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۱ ۵

ہندو بیوہ - دیکھو ایکٹ ۱۸۵۶ء نمبر ۱۵ دفعہ ۲

جلد ۱۰ حصہ ۱۲

فہرست مقدمات

این ڈبلیو پی کلب	بنام	سعد احمد	۴۹۷
پوانند رسنگھ	بنام	جوالا سنگھ	۵۱۵
جگیشن	بنام	رام لال	۵۱۰
چھترپل	بنام	لنگوری	۵۱۱
رادہا کشن	بنام	فتح علی رام	۵۳۱
روپ سنگھ	بنام	پربھو نراین سنگھ	۵۳۶
شیوراج سنگھ	بنام	امین الدین خان	۵۳۸
عابد حسین	بنام	بشیر احمد	۴۹۹
کلیانی	بنام	واسو پانڈے	۵۲۰
مقبول فاطمہ	بنام	لقا پرشاد	۵۲۳
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	بہاری لال	۵۳۳
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	برج نراین مان	۵۲۸
ملکہ معظمہ قیصر ہند	بنام	جسوانند	۵۰۱
ہر پرشاد	بنام	شیورام	۵۰۵

فہرست مضامین ردیف وار

اجرائے ڈگری - درخواست واسطے اجراء کے منجانب ڈگری دار حقدار کے - درخواست ڈسمس کی گئی - نالش واسطے استقرار حق سائل کے نسبت اجرا کرنے ڈگری کے مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۲ کا تجویز ہوئی کہ جبکہ درخواست حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسے شخص کی جو اپنے آپ کو بموجب ایک ڈگری کے مستحق فائدہ ڈگری کا بیان کرتا ہو واسطے اجرائے ڈگری مذکور کے نامنظور ہوئی ہو یا (چونکہ کوئی اپیل بنا راضی حکم حسب دفعہ ۲۳۲ مشعر نامنظوری اوسکی درخواست کے نہیں ہو سکتا) مجاز ہے کہ باوجود اسکے نالش علیحدہ واسطے استقرار اس امر کے کرے کہ وہ مستحق اجرا کرنے ڈگری کا ہے مقدمات رام بخش بنام پنا لال و بلدیو پرشاد بنام ہرگوبند وغیرہ کو قرار دیا گیا

شیوراج سنگھ بنام امین الدین خان ۔۔ ۵۳۸

اجرائے ڈگری - تعمیل ڈگری - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۱۹ و ۲۰۶ - خرچہ - ڈگری کی تعمیل ظاہراً و باقاعدہ

دلایا گیا ہو] ایک ڈگری جو حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جائیداد سنہ ۱۸۸۲ء کے مرتب کی گئی تھی مناسب طور پر مطابق احکام دفعہ مذکور کے مرتب ہوئی تھی لیکن علاوہ مقررہ مضامین اس قسم کی ڈگری کے اوسمین ایک فقرہ مضمون ذیل تھا "یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور مدعیان مذکور کو رقم لا بجبہ زر خرچہ جو اونپر عدالت ہذا مین عاید ہوا ہے ادا کرین"

تجویز ہوئی کہ یہ فقرہ آخر محض بتعمیل احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھا اور اوسکا یہ نشانہ تھا کہ وہ بطور ہدایت وصول کرنے خرچہ کے ذات مدیون ڈگری سے سمجھا جاے - مقدمہ جیرنجی بنام سوتی رام اس امر کی بابت منسوخ کیا گیا

۵۲۳ **مقبول فاطمہ بنام للتا پرشاد . . .**

اجراے ڈگری - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴

اختیار سماعت - عدالت ہاے دیوانی و مال - نالش بیدخلی بمقابلہ مداخلت بیجا کنندہ کے - امر تجویز شدہ - اندراجات کاغذات مال [اگرچہ عدالت دیوانی ڈگری استقراریہ یا تصفیہ حیثیت اسامی کاشتکار کی صادر نہین کر سکتی لیکن جبکہ مدعی جسکو عدالت مال مین کوئی چارہ کار حاصل نہو اس بیان سے کہ وہ اسامی مستحق قبضہ کا ہے نالش واسطے بیدخلی مداخلت بیجا کنندہ کے دائر کرے تو عدالت دیوانی مجاز ہے کہ ڈگری قبضہ اس بنا پر صادر کرے کہ مدعی اسامی ہے تصفیہ قسم اوسکی کاشتکاری کا واسطے فیصلہ عدالت مال کے چھوڑا جاے -

یہ بھی **تجویز ہوئی** کہ اندراج کاغذات مال جو محض قبضہ پر مبنی ہے لبعد امر تجویز شدہ کے نسبت بحث استحقاق کے جو بذریعہ نالش دیوانی پیدا ہو موثر نہین ہے مقدمات اجودھیا رائے بنام پرمیشر راے و دکھنا کنور بنام اونکار پانڈے کا حوالہ دیا گیا -

۵۲۰ **کلیانی بنام داسو پانڈے . . . .**

اختیار سماعت (عدالت ہاے دیوانی و مال) - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۹۰۱ء نمبر ۲ ضمیمہ ۴ مد ۳
اختیارات مجسٹریٹ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۵ و ۱۳۶
امر تجویز شدہ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۹۰۱ء نمبر ۲ دفعہ ۹۰
امر تجویز شدہ - دیکھو اختیار سماعت
ایکٹ سنہ ۱۸۶۰ء نمبر ۴۵ (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۸۸ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۵ و ۱۳۶
ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ء نمبر ۱ (ایکٹ شہادت ہند) دفعہ ۶۸ - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۶۹
ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۰ - نالش واسطے ملکیت

کرنے درختوں کے کاشت اسامی سے - میعاد سماعت - اختیار سماعت - ایکٹ
عدالت ہاے دیوانی و مال ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء و ایکٹ لگان ممالک مغربی
وشمالی دفعہ ۹۳ کا تجویز ہوئی کہ ایسی نالش سے جو جانب زمینداران واسطے
علیحدہ کرنے درختوں کے جو اسامی نے اپنی کاشت مین لگائے ہون کیجاے
حد سماعت محکمہ مال ۹۳ ضمیمہ ۱ - ایکٹ میعاد سماعت بند ۱۸۷۷ء متعلق ہے
مقدمات گنگادہر بنام ظہور یاد مشرف علی بنام افتخار حسین کا حوالہ دیا گیا
یہ بھی تجویز ہوئی کہ ایسی نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین
ہے مقدمہ دولت تیواری بنام گوپی مصر ملاحظہ طلب

جیکشن بنام رام لال ... ۵۱۰

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۵۹ - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء
(ایکٹ شہادت) دفعہ ۶۸ - گواہ تصدیق کنندہ کاتب دستاویز تجویز ہوئی
کہ دستاویز قانوناً شہادت کاتب دستاویز سے ثابت ہوسکتی ہے جس نے اپنے نام
کے دستخط کیے ہون لیکن بصراحت بطور گواہ حاشیہ کے دستخط نہ کیے ہون
اور جو بوقت تکمیل دستاویز کے موجود ہو - مقدمہ محمد علی بنام جعفر خان کی پیروی
کی گئی -

رادہا کشن بنام فتح علی رام ... ۵۳۱

ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (انتقال جایداد) دفعہ ۸۵ - دیکھو اجراے ڈگری
ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۰ - رہن - ذاتی اقرار ادا
درخواست نیلام جایداد غیر مرہونہ - باقی جو قانوناً وصول ہوسکتا ہو" -
بناے مخاصمت - میعاد سماعت - ایک رہن نامہ مین جو بابت ایک ایسے
قرضہ کے تہا جو عند الطلب واجب الادا تہا یہ شرط تہی کہ جایداد غیر منقولہ
مندرجہ دستاویز واسطے اداے زر رہن کے ایک کفالت ضمنی تصور کیجاے اور
یہ کہ اگر جایداد مکفولہ اداے کل زر متدین کے لیے کافی نہو تو دائنان کو حق
ہوگا کہ باقی رقم واجب الادا وقت مدیونان اور اوسکی دیگر جایداد سے وصول کرین"
- تجویز ہوئی کہ کوئی علیحدہ بناے مخاصمت واسطے ذاتی چارہ کار کے بعد اسکے
کہ جایداد مرہونہ نیلام ہونے پر واسطے اداے زر رہن کے ناکافی پائی گئی
پیدا نہین ہوئی بلکہ بناے مخاصمت واسطے ہر چارہ کار کے ایک ہی اور اوسی وقت
ادا کے پورے نہ ہونے پر پیدا ہوئی - اسلیے چونکہ نالش واسطے نیلام کرانے
جایداد مرہونہ کے تاریخ رہن سے دس سال سے زیادہ عرصہ کے بعد دائر کی
گئی لہذا زر باقی رہن قانوناً اور علاوہ بجز نیلام جایداد کے وصول نہین ہوسکتا

اور درخواست واسطے حصول ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جائیداد قابل پذیرائی نہین ہے مقدمہ صاحب زمان خان بنام عنایت اللہ و بمعاملہ سیک ہتری رسیک ور سوٹ بنام باڈ ولر بنام زنگ ناتھ ملک کا حوالہ دیا گیا۔

پہتر لل بنام ٹمکوسی ۵۱۱

ایکٹ ۱۸۹۶ء نمبر ا (مختص المقام) (ایکٹ مہمان سرائے ممالک مغربی و شمالی و اودھ) دفعہ ۵ دفعہ ذیلی ۲ - مکان قیام گاہ - مکان پر اگر ال کا جو بغرض ٹھہرانے جاترون کے استعمال کیا جاوے] تجویز ہوئی کہ پراگوال کو جو مطابق رواج کے اپنے ججمانون کو ٹھہراتا ہے جبکہ وے الہ آباد مین باغراض مذہبی آتے ہین حسب ایکٹ مہمان سرائے ممالک مغربی و شمالی و اودھ ۱۸۹۶ء لیسنس نسبت ایسے مکانات کے لینا لازم ہے جنکو وہ واسطے ٹھہرانے اپنے ججمانون کے استعمال کرے۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بہاری لال . . . ۵۲۲

بنا مخاصمت - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۹۰

پراگ وال - دیکھو ایکٹ ۱۸۹۶ء نمبر ا (مختص المقام) دفعہ ۵ دفعہ ذیلی

خرچہ - دیکھو اجرائے ڈگری -

دہرم شاستر - متاکشرا - رواج ناقابل تقسیم - راج ناقابل تقسیم خواہ مخواہ ناقابل انتقال نہین ہوتا اگر اہل ہنود تابع قانون متاکشرا مین کوئی راج ناقابل تقسیم ہو اور اوس سے قاعدہ جیٹھانسی متعلق ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ناقابل انتقال ہے شرط ناقابل انتقال ہونیکی رواج خاص پر اور بعض صورتون مین خاص نوعیت راج پر منحصر ہے اور شرط مذکور صاف طور پر ثابت ہونی چاہئے مقدمہ رانی سرتاج کنوری بنام رانی دیوراج کنوری کا حوالہ دیا گیا۔

روپ سنگہ بنام پربہو نراین سنگہ . . . ۵۳۶

ذمہ داری کلب سکریٹری کی - دیکھو کلب

راج ناقابل تقسیم - دیکھو دہرم شاستر

رہن - دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعہ ۹۰

رہن - دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴

شرع محمدی - دیکھو شفع

شفع - شرع محمدی - طلب استشہاد و طلب مواثبت ماقبل کا - ذکر کرنا ضروری ہے] جب کہ اجرائے دعوی حق شفع مین طلب استشہاد کی ضرورت ہو یہ نہایت ضروری ہے کہ بوقت طلب مذکور کے ذکر اس امر کا کیا جاوے کہ طلب مواثبت پیشتر کی گئی تھی - اور یہ ضرورت اس امر سے گو ان ہر دو طلب کے ایک ہی مین ختم نہین ہوتی مقدمہ

رجب علی چوبدار بنام چندی چرن بمدار و اکبر حسین بنام عبد الجلیل و عباسی بیگم بنام افضل حسین کی تقلید کی گئی مقدمہ نند و پرشاد بنام گوپال سے اختلاف کیا گیا

۴۹۹ . . . . بشیر احمد بنام عابد حسین

ضابطہ - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۳۹

طلب استشہاد - دیکھو شفع

عدالت ہاے دیوانی و مال (اختیار سماعت) - دیکھو ایکٹ ۱۹۱۰ء نمبرہ ضمیمہ ۱ و ۲ و ۳

عدالت ہاے دیوانی و مال - دیکھو اختیار سماعت

کلب - معاہدہ - ذمہ داری ایک کلب کے سکرٹری کی نسبت ایسے معاہدہ کے جو واسطے فائدہ ممبران کلب کے کیا گیا ہو۔ تجویز ہوئی کہ سکرٹری کلب کی ذات پر نالش بابت ایسے معاہدہ کے نہیں ہو سکتی جو اسکے جانشین سابق نے منجانب ممبران کلب کیا ہو بجز اسکے کہ اس نے خاص طور پر ذمہ داری ذاتی منظور کی ہو اور نہ ممبران کلب پر مجملاً بذریعہ انکے سکرٹری کے بحیثیت انکے قائم مقام کے نالش ہو سکتی ہے۔

۴۹۷ . . . . . سعد اللہ بنام این ڈبلیو پی کلب

تماکشرا - دیکھو جرم شائع

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ - تشریح ۲ - امر تجویز شدہ امر جو نالش سابق میں بنائے جوابدہی ہو سکتا تھا۔ ایک مدعاعلیہ نے ایک نالش میں جو واسطے حصول قبضہ جائداد غیر منقولہ کے تھی صرف یہ عذر کیا کہ جائداد متنازعہ پر اوسکو حق قبضہ مالکانہ کا حاصل ہے یہ جوابدہی ثابت نہیں ہوئی اور ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی - بعدہ مدعی نے ایک حصہ جائداد کا جو اس طرح جائداد اسکے حق میں ڈگری ہوئی تھی فروخت کیا اور مدعاعلیہ مقدمہ مذکور نے نالش شفع دائر کی تجویز ہوئی کہ یہ نالش ساقط ہونی چاہیے کیونکہ مدعی کا دعویٰ ایسا تھا کہ جو اوس وقت کہ جبکہ وہ نالش سابق میں مدعاعلیہ تھا بطور جواب علی سبیل البدل کے ساتھ جوابدہی بربناے استحقاق کے پیش ہو سکتا تھا مقدمہ سری مت سابہ ستو بے وغیرہ بنام کتھا بنجیارہ و کامیشر پرشاد بنام راج کماری رتن کنور و بلدیو سہاے بنام بشن سنگھ کا حوالہ دیا گیا

۵۱۵ . . . . جوالا سنگھ بنام پولندر سنگھ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۹ و ۲۰۶ - دیکھو اجرای ڈگری

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۲۳ - دیکھو اجرای ڈگری

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ - اجراے ڈگری - رہن - کوشش واسطے انفکاک رہن اتفاعی کے بذریعہ درخواست عینا اجراے ڈگری کے۔ چند مرتہنان کے پاس ایک رہن تھا جو ابتداً ایک رہن سادہ تھا لیکن جو بصورت عدم ادائے زر رہن

کہ ایک تاریخ مقررہ تک رہن انفکاکی ہونے والا تھا زر رہن وقت معینہ کے اندر ادا نہیں کیا گیا مرتہنان نے بربنائے معاہدہ وسند رجا چنے سکے کے نالش کی اور ڈگری واسطے قبضہ کے حاصل کی جسکی رو سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ مستحق قابض رہنے کے اوسوقت تک تھے جب تک کہ زر رہن منافع سے ادا نہو جائے کچھ عرصہ بعد اسکے کہ مرتہنان نے قبضہ بموجب اس ڈگری کے پایا راہنان نے ظاہرا حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست واسطے دلا پانے قبضہ جائداد مرہونہ کے اور ادا سے ایک رقم کثیر کے جسکی بابت اونکا یہ بیان تھا کہ مرتہنان نے بطور منافع کے زیادہ ادس سے وصول کی ہے جو اونکو بموجب رہن نامہ کے واجب تھی پیش کی۔

تجویز ہوئی - کہ ایسی درخواست نہیں ہو سکتی - اگر بیانات راہنان پیچ تھے تو اونکا مناسب چارہ کار یہ تھا کہ نالش انفکاک کریں اور نہ یہ کہ درخواست بعینہ اجرائے ڈگری پیش کریں مقدمات راؤ جی شیورام بنام کالورام و رامچندر جمال بنام بابا دیسگوندا او نرسنگہ منوہر بنام بھگونت راؤ کا حوالہ دیا گیا۔

ہرپرشاد بنام شیورام ۵۰۵

مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دفعات ۱۳۳ و ۱۳۵ و ۱۳۶ - ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۸۸ - اختیار مجسٹریٹ نسبت صادر کرنے حکم درست ایسے مکان کے جو متصل شارع عام ہو دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے مجسٹریٹ کو اختیار نہیں ہے کہ مالک کسی ایسے مکان کو جو شارع عام سے علٰحدہ احاطہ میں واقع ہو درست ایسے مکان کا حکم دے الفاظ "وہ لوگ جو پاس رہتے یا کاروبار کرتے ہوں" جنکا نقصان بچانے کی غرض سے حسب دفعہ ۱۳۳ - اختیار ایسے حکم کے صادر کرنیکا ہے مراد ایسے اشخاص سے نہیں ہے جو باستعمال اپنے حقوق خانگی کے ایسے مکان کو استعمال کرتے ہوں جو خطرناک حالت میں خیال کیا جاتا ہے بلکہ اون عوام الناس غیر معلوم سے مراد ہے جو معمولی کاروبار کی وجہ سے ایسے مکان کے قریب جاتے ہیں مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نراین و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بشمبرلال میمز کئے گئے

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جسوانند ۵۰۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری - دفعہ ۳۳۹ - معافی - معافی کے دینے کا وعدہ بجانب ایسے مجسٹریٹ کے جو مقدمہ کی تحقیقات کرتا ہو - معافی بعد لینے اظہار چند گواہان مستغیث کے واپس لی گئی - اثر ایسے معافی کے واپس لینے کا اوس نوبت پر ایک مجسٹریٹ نے جبکہ وہ جرم ڈکیتی کی تحقیقات کر رہا تھا ایک شخص ملزم کو معافی عطا

کرنیکا وعدہ کیا۔ معافی منظور کی گئی اور اوس شخص کی شہادت جس سے وعدہ معافی کیا گیا تھا بطور گواہ مستغیث کے لی گئی بعد ازان اور بعد لینے اظہار دیگر گواہان مستغیث کے مجسٹریٹ کی یہ راے ہوئی کہ اوس شخص نے جس سے معافی کا وعدہ کیا گیا تھا پورے طور پر واقعات مقدمہ ظاہر نہین کئے اور اونہون نے وعدہ معافی واپس لیا اور اوس شخص کو جس سے وعدہ معافی کیا گیا تھا ہر جنگلہ مین کھڑا کیا اور آخر کار اوس کو معہ دیگر ملزمان کے سپرد عدالت سشن کیا تجویز ہوئی کہ سپردگی اوس شخص کی جسکی معافی واپس کی گئی منسوخ ہونی چاہیئے کیونکہ اوسکو کوئی موقع جرح کرنیکا گواہان مستغیث سے جنکی شہادت قبل واپسی معافی کے لی گئی تھی نہین ملا۔ لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ اگر سپردگی ٹھیک وقت پر ہو سکتی ہو تو اوسکی نسبت تجویز عدالت سشن کے روبرو اوسوقت تک ملتوی کیجاے کہ تجویز دیگر ملزمان شریک کی ختم ہو جاے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سودر و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سوبو کا حوالہ دیا گیا۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بسنج نراین مان ۰۰ ٥٢٨

معافی - دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۳۹

معاہدہ - دیکھو کلب

مکان قیام گاہ - دیکھو ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۹۲ع (مختص المقام) دفعہ ۵ دفعہ ذیلی ۱

میعاد سماعت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ع نمبر ۱۵ ضمیمہ ۱ مد ۳۲۸

میعاد سماعت - دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۱ع نمبر ۳ دفعہ ۹۰

نظائر قانون ہند

سلسلہ نظائر الہ آباد

اجلاس کامل

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام الیشری

۲۲ فروری ۱۸۹۰ء [illegible] مقدمہ بریلی

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۵ و ۲۲۶ - از روے مجموعہ کے اختیار صادر کرنے ایسے احکام سزا کا نہیں ہے جو ایک ساتھ نافذ ہوں -

مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی حکم ایسا نہین ہے جسکی رو سے عدالت کو یہ اختیار ہو کہ کسی شخص ملزم کی نسبت تجاویز ثبوت جرم بابت دو یا زیادہ جرایم کے ایک ہی وقت مین صادر کرنے کے بعد یہ ہدایت کرے کہ احکام سزا جو نسبت جرایم مذکورہ کے صادر کئے گئے ہین ایک ساتھ نافذ ہونگے -

یہ مقدمہ حسب تحریک ایکمن صاحب جسٹس بسپرد ایک بنچ کے بلحاظ نظائر عدالت ہذا بمقدمات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام وزیر جان (۱) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام دلیپ (۲) کیا گیا تھا - واقعات مقدمہ جہانتک کہ واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین حکم عدالت سے واضح ہوتے ہین -

ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - یہ مقدمہ بطور نظیر پیش ہونے جانے نقشہ سشن ضلع بریلی بابت ماہ اکتوبر ۱۸۸۹ء کے طلب کیا گیا تھا - سشن جج نے ایک شخص ملزم کی نسبت تجاویز ثبوت جرم جداگانہ حسب دفعات [illegible] و ۴۲۲ و ۴۲۴ اکام

۱۹۰۹ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام ایشری

مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کی تھین سادہ ستون مین سے ہر جرم کی بابت ملزم کی نسبت حکم سزاے
قید سخت تین ماہ صادر کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ احکام سزا ایک ساتھ نافذ ہون - مجموعہ ضابطہ
فوجداری مین کہین اختیار صادر کرنے ایسے احکام سزا کا عطا نہین کیا گیا ہے جو ایک ساتھ نافذ
ہون دفعہ ۳۵ مجموعہ مذکور مین یہ تحریر ہے کہ جب کسی شخص پر ایک ہی تجویز مین دو یا زیادہ جداگانہ جرائم
ثابت قرار دئے جاوین تو عدالت مجاز ہے کہ ایسے جرمون کی حالت مین علیحدہ میعادون کے قید کا حکم دے
لیکن دفعہ مذکور مین یہ بھی تحریر ہے کہ علیحدہ میعادین قید کی ایک بعد دوسرے کے اوس ترتیب سے ۲
شروع ہونگی کہ جس طرح عدالت ہدایت کرے - ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے احکام سزا کا
صادر کرنا جو ایک ساتھ نافذ ہون اون مقدمات مین واضعان قانون کے منشا مین داخل نہ تھا
جنمین تجاویز ثبوت جرم بوقت ایک ہی تجویز کے صادر کی گئی ہون - دفعہ ۳۹۷ مجموعہ مین یہ تحریر ہے کہ جب
کسی شخص کی نسبت حکم سزاے قید ایسے وقت پر صادر کیا جاے جبکہ وہ کوئی میعاد قید طے کر رہا ہو تو وہ
میعاد قید بعد اختتام اوس میعاد قید کے شروع ہوگی جو سابقًا اوسکے لیے تجویز کی گئی تھی ہمکو افسوس ہے
کہ از روے مجموعہ کے اختیار صادر کرنے ایسے احکام سزا کا عطا نہین کیا گیا ہے جو ایک ساتھ نافذ
ہون - ہمارے خیال مین اکثر ایسے مقدمات آتے ہین جنمین اس قسم کا اختیار بہت مفید ہوتا بحالت
موجودہ قانون کے ہمیں یہ تجویز کرنا لازم ہے کہ وہ احکام سزاے متفرقہ جو صادر کئے گئے ہین خلاف
قانون ہین پس ہم وہ احکام سزا جو اس مقدمہ مین صادر کئے گئے ہین منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت
کرتے ہین کہ ملزم ہر جرم کی بابت ایک ماہ تک قید سخت رہے - یہ میعاد ہاے قید یکے بعد دیگرے تاریخ
تجویز ثبوت جرم ابتدائی سے شروع ہونگی - کاغذات واپس کئے جاوین -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۹۰۹ء ۲ جولائی مقدمہ ... انگریزی ۲

تنبو خان (مدعی) بنام سیتا (مدعا علیہا) *

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۳ و دفعات مابعد - مجنون - ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء - شخص مجنون جو
مجنون قرار نہ پاچکا ہو نالش بذریعہ رفیق قریب ترین کے یا جوابدہی بذریعہ ولی دوران مقدمہ کے کرسکتا ہے -

احکام باب ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی جامع نہین ہین اور جب کوئی شخص مسلوب فاتر العقل یا فاتر العقل
تجویز کیا گیا ہو (گو وہ از روے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء یا کسی اور قانون مجریہ وقت کے مجنون قرار نہ دیا گیا ہو) تو یہ

* اپیل دوم نمبر ۱۰۵۸ سنہ ۱۹۰۷ء بنا راضی ڈگری ایل جی ایونس صاحب جج ضلع علیگڈھ مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء منسوخ کننی ڈگری سید محمد اقبال
منصف کوئل مورخہ ۹ جون ۱۹۰۶ء

سنہ ۱۹۰۵ء
نبو خان
بنام
سیتا

چاہیے کہ اگر شخص مذکور مدعی ہو تو اوسکو اجازت کرنے نالش کی بذریعہ اپنے رفیق کے دیجاوے اور اگر وہ مدعا علیہ ہو تو عدالت کوئی ولی دوران مقدمہ مقرر کرے - مقدمات ہیر ناتھ بنام بیورٹر (۱) و دوینگ راما نام سنگھ بنام تیا یا دیا (۲) و تکارام اننت جوشی بنام رشمی جوشی (۳) و دادا منڈری داسی بنام رام رامجی بہور (۴) جیونا گہ لاستیا یا بنام تہائی پرتحی سیتا والا بر تہایا (۵) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین سنہ ۱۸۸۹ء لغایت سنہ ۱۸۹۰ء مین تین پسران ایک شخص مینڈو خان نے خاندان کی بعض دوکانات گجومل کے ہاتھ فروخت کین اور ان برادران مین سے ایک نے بیعنامہ پر دستخط منجانب ایک چہوٹے بہائی نبو خان کے جو فاتر العقل تہا کئے تھے سنہ ۱۹۰۲ء مین یہ نالش نبو خان کی بہتیجی مسماۃ جہوٹی نے بطور اوسکی رفیق قریب ترین کے بواسطے واپسی ایک چہارم حصہ دوکانات مبیعہ کے اس بنا پر دائر کی کہ بوقت بیع مذکور نبو خان فاتر العقل اور نا قابل کرنے معاہدہ کے تہا - نبو خان مسلمًا مجنون تہا اور وقت پیدایش سے مجنون رہا لیکن کبہی از روے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء کے مجنون قرار نہین دیا گیا تہا -

عدالت مرافعہ اولی (منصف کویل) نے دعوی بدین تجویز ڈگری کیا کہ مدعی کے مجنون ہونے مین فی الواقع کوئی شبہہ نہ تہا پس کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون وہ نالش بذریعہ رفیق کے نکرے گو وہ مجنون قرار نہین دیا گیا تہا -

مدعا علیہ (قایم مقام مشتری ابتدائی) نے اپیل کیا - عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع علیگڈہ) نے اپیل بدین تجویز ڈگری کیا کہ یہ ضروری تہا کہ مدعی از روے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مجنون قرار دیا گیا ہو - علاوہ برین مدعی نے استدعا لا پانے قبضہ اپنے حصہ جایداد کی بر طبق ادا کرنے حصہ رسدی اوس زرثمن کے جو مدعا علیہا اپیلانٹ کے شوہر نے ادا کیا تہا نہین کی تہی بر طبق اسکے مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

لالہ گلزاری مل منجانب اپیلانٹ -

پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹ -

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - نالش متعلقہ اپیل ہذا بے منجانب ایک شخص نبو خان کے جو مجنون بیان کیا گیا ہے اوسکی بہتیجی مسماۃ جہوٹی نے بطور اوسکے رفیق قریب ترین کے دائر کی تہی نبو خان از روے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مجنون قرار نہین دیا گیا تہا مگر مدعا

(۱) انڈین لا رپورٹ و چانسری ڈویژن جلد ۳۰ صفحہ ۳۴۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۰ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۵ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۴

سنہ ۱۹۰۱ء

تبرخان بنام سیتا

اپیل ماتحت نے بیامر بطور واقعہ مسلمہ کے تجویز کیا ہے کہ وہ مجنون ہے لیکن عدالت
موصوف نے بربناے سند بعض نظائر کے جنکا اوس نے حوالہ دیا ہے یہ تجویز کی ہے کہ دفعہ
دو دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ دیوانی بلحاظ احکام دفعہ ۴۶۳ کے اوس مجنون سے متعلق نہیں
ہین جو مجنون قرار نہ پاچکا ہو لیس بیچی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اوسکی جانب سے نالش بطور
اوسکی رفیق قریبترین کے کرے صاحب جج ذیعلم نے اس بنا پر اور بر بناے دیگر وجوہ کے جنکا ذکر
ہم آیندہ کرینگے نالش ڈسمس کی ہے ۔
اس اپیل دوم مین جو منجانب تبرخان کے کیا گیا ہے یہ حجت کی گئی ہے کہ اس امر سے
کہ وہ مجنون قرار نہیں دیا گیا تھا وہ نالش ناجائز نہیں ہوجاتی ہے جو اوس نے بذریعہ ولی کے
کی ہے ۔ ہماری راے مین یہ حجت منظور ہونی چاہیئے ۔
از روے دفعہ ۴۶۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے احکام دفعات ۴۴۰ لغایت ۴۶۳ ۔ اون
اشخاص مجنون سے متعلق کیے گئے ہین جو مجنون قرار پاچکے ہون ۔ لیکن ہماری راے مین از روے
دفعہ مذکور کے اقتناع اس امر کی نہین ہے کہ کوئی نالش بذریعہ رفیق قریبترین کے منجانب ایسے شخص
فاترالعقل کے کی جاوے جو فی الواقع مجنون ہو مگر مجنون قرار نہ دیا گیا ہو یا اس امر کی کہ ولی دوران
مقدمہ بغرض جوابدہی اوس نالش کے جو خلاف کسی ایسے شخص کے کی گئی ہو مقرر کیا جاوے
یہ صحیح ہے جیسا کہ مقدمہ اوماسندری داسی بنام راجی بلدر (۱) مین تجویز ہوا تھا کہ جب تک
کوئی شخص فاترالعقل قرار نہ دیا جاے یہ تصور نہین کیا جاسکتا ہے کہ اوسکے حقوق مدنی زائل
ہوگئے اور اس وجہ سے وہ خاص اپنے نام سے نالش کرنیکا مجاز نہین ہے ۔ لیکن اس امر سے
یہ نتیجہ اخذ نہین ہوتا ہے کہ وہ شخص جو فی الحقیقت فاترالعقل ہو مگر مجنون قرار نہ دیا گیا ہو نالش
بذریعہ رفیق قریبترین کے نہین کرسکتا ہے یا نالش مین جوابدہی بذریعہ ولی دوران مقدمہ کے نہین کرسکتا
۔ اگر ہم یہ تجویز کرین کہ کوئی شخص فاترالعقل مستحق کرنے نالش کا بذریعہ رفیق قریبترین کے یا حق کرنے
جوابدہی کا بذریعہ ولی دوران مقدمہ کے اوس وقت تک نہین ہے کہ وہ مجنون قرار دیا جاے
تو سخت بے انصافی واقع ہوسکتی ہے مثلاً اگر کوئی مداخلت بیجا کنندہ کسی مجنون کی جایداد
۵ کو لاعلاج نقصان پہونچا رہا ہو تو شخص مذکور کے حقوق کی حفاظت فوراً نہین ہوسکتی اور
مداخلت بیجا کنندہ بذریعہ نالش کے اوس وقت تک باز نہین رکھا جاسکتا کہ جب تک تجویز اوسکے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۴۴

سنہ ۱۹۰۰ء
نور خان بنام سیتا

فاتر العقل ہونیکی حاصل نہ کیجائے اسی طرح پر اگر کوئی شخص مجنون کسی شخص دیگر کو تحت نقصان پہونچائے تو شخص آزار رسیدہ شخص مجنون کے خلاف نالش یا اسکے ذریعہ سے کاگر اوسکو مجنون تجویز کرائے اور اگر اوسکو اجازت کرنے نالش کی خلاف شخص مجنون کے ولی مقرر کرانے ولی مقدمہ کے حاصل ہو تو شخص مجنون کو تحت نقصان پہونچیگا کیونکہ وہ اس وجہ سے نالش مین تجویز ابھی نکر سکیگا کہ وہ مجنون ہے جیسا کہ بوین صاحب لارڈ جسٹس نے مقدمہ ریورٹ بنام یوریٹ (۱) فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص فاتر العقل ہو گو بعد تحقیقات کے مجنون قرار نہ دیا گیا ہو مگر اوسکو ضرورت حفاظت یا دست اندازی عدالت کی نسبت اوسکی جایداد منقولہ یا غیر منقولہ کے نسبت کسی جزو اوسکی جایداد کے ہو تو بغرض اس امر کے کہ در صورت صحیح الدماغ ہو سکنے وہ مستحق دست اندازی عدالت کا ہوتا کوئی شخص ثالث یعنی شخص غیر اگر وہ فعل کر سکتا ہے جو صاف طور پر شخص فاتر العقل کے ہو۔ یہ عیان ہے کہ در صورت عدم موجودگی شخص اصلی کے جسکو جایداد سے تعلق ہو اوسکی جایداد جہان تک ممکن ہو اور جہان تک کہ اوسکے نفع کے لئے اسکے خلاف کرنا ضروری نہو اس حالت مین جسمین کہ جایداد مذکور تھی چھوڑی جائیگی یعنی بحالت سکوت بلا دست اندازی کے لیکن اگر اوسکی حفاظت اور فایدہ صریحی کے لئے ضروری ہو تو عدالت کو بحالت اوسکے فتور عقل کے دست اندازی بغرض عطا کرنے اوس قسم کی حفاظت کے کرنی چاہئے جسکا وہ اوس صورت مین مستحق ہوتا کہ اوسکی عقل مین فتور نہوتا اور وہ از خود عمل کر سکتا" ان تحریرات مین اوس سے زیادہ پر زور عبارت مین کہ جو ہم استعمال کر سکتے ہین وہ وجوہ بیان کئے گئے ہین جنکی بنا پر عدالت کو چاہئے کہ شخص فاتر العقل کو (گو وہ مجنون قرار نہ دیا گیا ہو) نالش یا جوابدہی (یعنی جیسی کہ صورت ہو) بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین یا ولی دوران مقدمہ کے کرنے دے ہماری راے مین اس بارہ مین احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی جامع منعین ہین اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص فاتر العقل تسلیم یا تجویز کیا گیا ہو (گو وہ ازروے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء یا کسی اور قانون مجریہ) کے مجنون قرار نہ دیا گیا ہو) تو اگر وہ مدعی ہو اوسکو اجازت کرنے نالش کی بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین کے ہونی چاہئے اور اگر وہ مدعا علیہ ہو تو عدالت کو ولی دوران مقدمہ مقرر کرنا چاہئے یہ راے سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور برڈ ووڈ صاحب جسٹس کی بمقدمہ ڈنکن رامانہ رام بھونت بنام تھیا یادیوا (۲) اور نیز جارڈین صاحب جسٹس اور کینڈی صاحب جسٹس کی بمقدمہ تو کارام

(۱) لا ریورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۸ صفحہ ۲۰۷ و ۲۲۱ و ۲۲۲ (۲) انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۲

سنہ ۱۸۹۰ء
نبوخان بنام سیتا

انست جبوتشی بنام دتمل جوشی (۱) تھی۔ مقدمہ اول الذکر مین یہ تجویز کی گئی تھی کہ اگرچہ از روے دفعہ ۴۶۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء) بشمول دفعہ ۴۶۴ کے عدالت پر یہ لازم نہین ہے کہ ولی دوران مقدمہ بجانب مدعا علیہ فاتر العقل مقرر کرے بجز اوس صورت کے نامبردہ فاتر العقل حسب ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء کے تجویز کیا گیا ہو تاہم بربناے عام اصول و مطابق دستور کورٹ آف چانسری کے عدالت کو ولی دوران مقدمہ بجانب مدعا علیہ مقرر کرنا چاہیے بشرطیکہ برطبق تحقیقات کے یہ تجویز کیجاے کہ نامبردہ اسقدر فاتر العقل ہے کہ وہ جوابدہی نالش کے قابل نہین ہے"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ آخر الذکر مین حکام ذیعلم کی یہ راے تھی کہ قطع نظر احکام باب ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رفیق کسی شخص فاتر العقل کا جو فاتر العقل تجویز نہ ہوچکا ہو اوس صورت مین نالش کرسکتا ہے کہ بلحاظ نوعیت مقدمہ اور اصول انگلستان متعلق دستور عدالتون کے "اس قسم کی نالش کوئی رفیق قریب ترین دائر کرسکتا ہو" خاص مقدمہ مین جو حکام ذیعلم کے روبرو پیش تھا اونھون نے حوالہ اوس قاعدہ کا دیا تھا جو رسالہ چانسری پریکٹس مصنفہ ڈانیل صاحب طبع ششم جلد ۱ صفحہ ۲۱۰ مین بربناے سند مقدمہ بانڈ بنام رابنسن (۲) کے درج ہے یعنی یہ کہ اگر منشاے نالش یہ ہو کہ نسبت جایداد غیر منقولہ کسی شخص فاتر العقل کے کوئی عمل کیا جاے (مثلاً نالش تقسیم جایداد یا نیلام جایداد بعوض تقسیم) تو رفیق نالش نہین کرسکتا ہے اور حکام موصوف نے یہ تجویز کی تھی کہ نالش جو واسطے تقسیم کئے جانے جایداد موروثی کے کی گئی تھی بجانب رفیق شخص فاتر العقل کے دایر نہین ہوسکتی تھی۔ لیکن مقدمہ حال یعنی مقدمہ بودرٹز بنام بودرٹز (۳) مین جسکا ہمنے پیشتر ذکر کیا ہے یہ تجویز ہوئی تھی کہ نالش جو بادی النظر مین مفید شخص فاتر العقل کے ہو (مثلاً نالش تقسیم) رفیق دایر کرسکتا ہے (کتاب قانون و دستور صیغہ جنون مصنفہ پوپ صاحب طبع دوم صفحہ ۲۳۰) پس قاعدہ انگلستان متعلق اس امر کے اب وہی نہین ہے جو رسالہ چانسری پریکٹس مصنفہ ڈانیل صاحب مین بیان کیا گیا ہے۔

بمقدمہ جوناگدلاسو بایا بنام تھاٹی پارتھی سیناڈالا بوتھایا (۴) صرف یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ از روے باب ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کسی ایسے مدعا علیہ کا جو از روے ایکٹ ۳۵ سنہ ۱۸۵۸ء مجنون قرار دیا گیا ہو ولی دوران مقدمہ مقرر نہین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بربناے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۵۲ (۲) لا رپورٹ چانسری جلد ۹ صفحہ ۴۸۳ (۳) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۰۰

نبو خان بنام سیتا

وجوہ مذکورہ بالا کہ ہماری یہ راے ہے کہ بربناے عام اصول اور بلا لحاظ احکام باب مذکور کے شخص فاتر العقل (گو وہ فاتر العقل قرار نہ دیا گیا ہو) نالش بذریعہ رفیق کے کر سکتا ہے اور عدالت اس قسم کے مجنون کے خلاف نالش مین ولی مقرر کر سکتی ہے۔

اوس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے دعوی واسطے دلا پانے قبضہ اوس جائداد کے کیا گیا ہے جو ملکیت نبو خان مجنون کی بیان کی گئی ہے اور جو اوسکے برادران نے فروخت کی ہے۔ اس قسم کی نالش مفید شخص مجنون کے ہے اور ہماری راے مین اوسکا ولی دائر کر سکتا تھا۔ عدالت ماتحت نے نالش مذکور غلطی سے اس بناء پر ڈسمس کی کہ وہ اسطرح دائر نہین ہو سکتی ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے نالش کو اس بناء پر بھی ناقابل پذیرائی قرار دیا کہ بیع بہ نیک نیتی بعوض بدل مناسب عمل مین آیا تھا اور مدعی نے حصہ رسدی زرثمن کے ادا کرنے کی نسبت آمادگی ظاہر نہین کی تھی۔ ہماری راے مین یہ وجہ جائز واسطے ڈسمس کرنے نالش کے نہ تھی۔ صاحب جج ذیعلم کو یہ تجویز کرنی چاہیے تھی کہ آیا بیع سے شخص مجنون کو فایدہ ہوا یا نہین۔ اگر فایدہ نہین ہوا تو محض اس امر سے کہ خریدار نے پوری قیمت ادا کی تھی اوسکو کوئی استحقاق نسبت حصہ شخص مجنون کے حاصل نہوگا جسکے فروخت کرنیکا کوئی اختیار شخص مجنون کے برادران کو نہ تھا اور اوس سے خریدار کو استحقاق نسبت حصہ رسدی زرثمن کے بھی حاصل نہوگا۔ علاوہ برین اگر یہ تجویز کیجاوے کہ مدعی یعنی شخص مجنون کو بیع سے فایدہ ہو پہنچا تھا تو امر مذکور سے نالش کا ڈسمس کیا جانا لازمی نہوگا بلکہ ڈگری قبضہ مشروط اس امر کے صادر ہونی چاہیے کہ وہ خریدار کو روپیہ واپس کرے۔

ہم اپیل منظور کرتے ہین اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت مقدمہ عدالت مذکور مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین ہدایت واپس کرتے ہین کہ وہ باز بہ نمبر سابق
رجسٹر مین قائم کیا جاوے اور اوسکی تجویز بلحاظ مراد کے کیجاوے۔ خرچہ عدالت ہذا اور ۸
وہ خرچہ جو اب تک ہوا ہے بلحاظ نتیجہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری اور مقدمہ واپس کیا گیا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء ۶ جولائی

پورن مل (مدعی) بنام **کرانت سنگھ** (مدعا علیہ)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴۔ اپیل۔ مدعا اپیل جو سب مدیونان ڈگری پر یکسان موثر ہو منسوخ یا ترمیم کیا جانا ڈگری کا نسبت جملہ اشخاص کے بر طبق اپیل منجانب صرف ایک شخص مدیون کے۔

ازروے دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایسی وجہ کی بنا پر جو عدالت موصوف کی راے مین جملہ مدعا علیہم پر یکسان موثر ہو فیصلہ اس اپیل کا کرے جو منجملہ مدعا علیہم کے صرف ایک شخص سے دایر کیا ہو اور ڈگری عدالت ماتحت بحق جملہ مدعا علیہم منسوخ یا ترمیم کرنے بجز اسکے کہ عدالت ماتحت نے تجویز بر بناے ایسی وجہ کے کی ہو جو سب مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو صرف اس صورت مین کہ وہ ڈگری جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ایسی وجہ پر مبنی ہو جو سب مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو یعنی جب عدالت ماتحت نے ڈگری خلاف متعدد مدعا علیہم کے بر بناے ایسی تجویز کے صادر کی ہو جو جملہ مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو تو ازروے دفعہ ۵۴۴ کوئی مدعا علیہ بنا راضی کل ڈگری کے اپیل کر سکتا ہے اور عدالت اپیل ڈگری مذکور بحق جملہ مدعا علیہم کے منسوخ یا ترمیم کر سکتی ہے۔ مقدمہ بہ تاپ چندر وت بنام قرب النسا(۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا بورے طور پر تجویز بنرجی صاحب جسٹس مین بیان کیے گئے ہین۔

بابو درگا چرن بنرجی منجانب ایپلانٹ

بابو سیتا چند رکمرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ نالش واسطے واپانے قبضہ ایک جایداد کے کی گئی تہی جو مدعی ایپلانٹ نے ۱۸۸۴ء مین بطور جایداد ایک شخص عجب سنگھ اور اوسکے پسر اسید سنگھ کے نیلام مین خرید کی تہی یہ نالش صرف بنام ان اشخاص کے دائر کی گئی تہی کرانت سنگھ ایک پسر دیگر عجب سنگھ نے ازروے دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعرض کیا اور وہ مدعا علیہ بنایا گیا عجب سنگھ حاضر ہنوا۔ اسید سنگھ نے نالش مین جوابدہی بدین بیان کی کہ بعد نیلام کے درمیان اوسکے اور مدعی کے صلحنامہ ہوا تہا جسکی روسے مدعی نے اوس سے زرشن

(۱) جلد ۲۰ ... صفحہ ۱۰۳ ... ڈگری ... جج ... بتاریخ ... مسترد ... ڈگری مولوی عبد الرحیم منصف ... مورخہ ...

[illegible]

بھوکل بنام کرانت سنگھ

لیا تھا اور جایداد اوسکے حوالہ کی تھی کرانت سنگھ نے یہ جوابدہی کی تھی کہ جایداد مذکور ابتدا اوسکی دادی مسماۃ پتھیا کی تھی اور بعد اوسکے وہ اوسکو اور کرانت سنگھ اور اوسکے برادران امید سنگھ و بھوکل سنگھ کو پہونچی اور مدعی کو بذریعہ خریداری نیلام کے صرف ایک ثلث حصہ امید سنگھ کا حاصل ہوا اور اوسکا دعوی نسبت دو ثلث جایداد کے ناقابل پذیرائی ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے دعوی بمقابلہ ہرسہ مدعا علیہم کے ڈگری کیا محبت سنگھ یا امید سنگھ نے اپیل نہین کیا اور اونکے مقابلہ مین ڈگری مذکور قطعی ہوجانے دی۔ صرف کرانت سنگھ نے اپیل کیا اور یہ حجت کی اول یہ کہ مدعی کو بوجہ اپنی خریداری نیلام کے ایک ثلث سے زیادہ حصہ حاصل نہین ہوا اور ثانیاً یہ کہ از روے ایک اقرار خانگی کے جو بعد مدعی کی خریداری نیلام کے ہوا تھا مدعی نے اپنی خریداری سے دست برداری کی تھی۔ پس اوسنے اپیل مین پہلی مرتبہ ایسا عذر پیش کیا جو عدالت مرافعہ اولی مین بوقت جوابدہی کے اوسنے پیش نہین کیا تھا۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ وجہ اپیل غیر صحیح قرار دی اور حسب اقتضاے دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی عمل کرکے عدالت موصوف نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ اور نالش کو ڈسمس کیا۔ دیگر وجوہ اپیل کی نسبت قطعاً کوئی تجویز نہین کی گئی۔

ہماری راے مین صاحب جج ذیعلم نے دفعہ ۵۴۴ کو مقدمہ ہذا سے غلطی سے متعلق کیا ہے از روے دفعہ مذکور کے عدالت اپیل کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایسی وجہ کی بنا پر جو عدالت موصوف کی راے مین جملہ مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو فیصلہ اوس اپیل کا کرے جو منجملہ مدعا علیہم کے صرف ایک شخص نے کیا ہو اور ڈگری عدالت ماتحت کو بحق جملہ مدعا علیہم کے منسوخ یا ترمیم کرے بجز اسکے کہ عدالت ماتحت نے تجویز بر بناے ایسی وجہ کے کی ہو جو جملہ مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو صرف اوس صورت مین کہ وہ ڈگری جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا کسی ایسی وجہ پر مبنی ہو جو جملہ مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو یعنی جب کہ عدالت ماتحت نے ڈگری خلاف چند مختلف مدعا علیہم کے بر بناے ایسی تجویز کے صادر کی ہو جو جملہ مدعا علیہم سے بطور مساوی متعلق ہے تو حسب دفعہ ۵۴۴ کے کوئی مدعا علیہم مین سے اپیل بناراضی کل ڈگری کے کرسکتا ہے اور عدالت اپیل ڈگری مذکور
۱۰ بحق جملہ مدعا علیہم کے منسوخ یا ترمیم کرسکتی ہے اس راے کی تائید نظیر ہائی کورٹ کلکتہ مقدمہ پرتاب چندر روت بنام قرب النساء بی بی (۱) سے ہوتی ہے۔ مقدمہ ہذا مین کوئی ایسی وجہ

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۰

سنہ ۱۹۰۶ع

بودھ سنگھ بنام گرانت سنگھ

نہ تھی جو امید سنگھ کی جوابدہی سے اور اوس جوابدہی سے جو گرانت سنگھ نے کی تھی مشترکاً متعلق ہو بخلاف اسکے بیان شخص آخر الذکر کا بیان شخص اول الذکر سے متناقض تھا۔ امید سنگھ نے یہ بیان کیا تھا کہ مدعی نے بعد نیلام کے کل جایداد متدعویہ حق اوسکے بھر منتقل کی تھی لیکن گرانت سنگھ نے یہ حجت کی کہ امید سنگھ کو جایداد مین ایک ثلث سے زیادہ حصہ حاصل نہ تھا اور مدعی نے صرف حصہ مذکور بذریعہ اپنی خریداری نیلام کے حاصل کیا تھا۔ عدالت مرافعہ اولی نے بھی امید سنگھ کے بیان پر بلا تعلق بیان گرانت سنگھ کے غور کیا تھا عدالت نے یہ تجویز کی کہ مسماۃ بھیا مالک جایداد قبل پیدا ہونے گرانت سنگھ اور دہول سنگھ کے فوت ہوئی تھی اور جایداد صرف امید سنگھ کو پہونچی تھی۔ عدالت مذکور نے یہ تجویز کی کہ امید سنگھ کا یہ بیان کہ مدعی نے جایداد اوسکو بوصول زرثمن کے حوالہ کی تھی ثابت نہ تھا پس عدالت نے بوقت صادر کرنے اپنی ڈگری کے فیصلہ ایسی وجہ کی بنا پر نہین کیا تھا جو جملہ مدعا علیہم سے یکسان متعلق ہو پس گرانت سنگھ کو اختیار کرنے اپیل کا بابت اراضی کل ڈگری کے حاصل نہ تھا اور عدالت اپیل ماتحت کو از روے دفعہ ۵۴۴ کے اختیار منسوخ یا ترمیم کرنے ڈگری کا واسطے فایدہ جملہ مدعا علیہم کے بر طبق اپیل صرف گرانت سنگھ کے حاصل نہ تھا۔

میری راے مین عدالت نے غلطی سے گرانت سنگھ کو اپیل مین ایک ایسا بیان کرنے دیا جو خلاف اوس بیان کے تھا جو اوس نے عدالت مرافعہ اولی مین کیا تھا جیسا کہ مین پہلے بیان کر چکا ہون اوس نے عدالت منصف مین یہ حجت کی تھی کہ امید سنگھ مالک صرف ایک ثلث جایداد مذکور کا تھا اور یہ کہ اس وجہ سے مدعی کا دعوی بابت بقیہ دو ثلث جایداد کے قابل پذیرائی نہ تھا۔ خلاف اوس جوابدہی کے اوس نے اپیل مین یہ عذر کیا کہ اوسکو کوئی حق کسی قسم کا نسبت جایداد کے نہ تھا کیونکہ اوس نے اپنی خریداری
نیلام سے دست برداری کی تھی اس حجت آخر الذکر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی نے ۱۱
کل جایداد خرید کی تھی اس قسم کے عذر متناقض کے پیش کرنے کی اوسکو اپیل مین اجازت نہین دیجا سکتی اور عدالت اپیل ماتحت کو اوس عذر پر لحاظ کرنا اور اپیل کو بہ تعلق اوس عذر کے فیصل کرنا چاہیے تھا۔

مین اپیل کو بمقابلہ فریقین اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرکے مقدمہ کو عدالت اپیل ماتحت مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس غرض سے واپس

سنہ ۱۹۰۷ء
بدرجل
بنام
کرنت سنگھ

بھیجنا چاہتا ہون کہ تجویز دیگر امور کی جو اپیل مین روبرو عدالت موصوفہ کے پیش ہوئے تھے عمل مین آوے ۔ اپیلانٹ اپنا خرچہ اپیل ہذا کا پاویگا ۔

ایکمن صاحب جسٹس ۔ مین فیصلہ اپنے آنجلیس نبرجی صاحب سے اوس ڈگری سے جو اونھون نے تجویز کی ہے اتفاق کرتا ہون ۔ چونکہ یہ اپیل مابین فریقین اپیل کے منظور ہوا ہے لہذا اوس سے کوئی فرق اوس فایدہ مین نہ آویگا جو مدعاعلیہم نالش ہذا کو جو فریقین اپیل مذکور نہیں ہین بذریعہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے حاصل ہوا ہو

اپیل و ڈگری بلحاظ مقدمہ واپس بھیجا گیا

اجلاس کامل

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۷ء
۲۰ جولائی
صفحہ کتاب گیارہ

امجد علی وغیرہ (مدعیان) بنام محمد اسرائیل وغیرہ (مدعاعلیہم)

ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت) دفعات ۱۲ و ۱۴ ۔ رسوم عدالت قطعی ہونا فیصلہ عدالت کا نسبت بحث رسوم عدالت کے ۔

فیصلہ عدالت نسبت بحث رسوم عدالت کے جو کسی عرضی دعوی یا یادداشت اپیل پر واجب الادا ہو اوس حالت مین مابین فریقین مقدمہ قطعی ہوتا ہے جبکہ فیصلہ مذکور مابین اشخاص مندرجہ مسل کے بعد ایسے ہو کر اونکو موقع گفتگو کرنے کا حاصل ہوا ہو اور نہ ایسا فیصلہ جو قبل داخل ہونے عرضی دعوی یا یادداشت اپیل کے کیفیت منصرم پر مبنی ہو اور اس وجہ سے ایسے وقت پر صادر کیا گیا ہو کہ جب فریقین روبرو عدالت کے حاضر نہون ۔

لہذا جبکہ عدالت مرافعہ اولی نے کیفیت منصرم پر یہ تجویز کی کہ عرضی دعوی جو اوسکے روبرو پیش کی گئی کافی اسٹامپ پر نہین ہے لیکن بعد جبکہ دونون فریق روبرو عدالت کے تھے اور بحث ہو چکی تھی ۔ یہ فیصلہ کیا کہ رسوم عدالت جو ابتدائہ ادا کی گئی تھی کافی تھی **تجویز ہوئی** ۔ کہ فیصلہ آخر الذکر وہ فیصلہ ہے جو مابین فریقین حسب دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت سنہ ۱۸۷۰ء کے قطعی ہے ۔

مدعی مقدمہ ہذا نے نالش شفع بربنائے ایک بیعنامہ کے جو ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو تحریر ہوا تھا دایر کی ۔ مدعیان نے عرضی دعوی عدالت جج ماتحت مین ۱۶ ۔ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء کو پیش کی اور یہ ۱۲

اپیل دوم نمبر ۹۰ سنہ ۱۹۰۵ء بتنازعہ ڈگری صادرہ ایچ جی پیرس صاحب جج ضلع آگرہ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء منسوخ بحالی

ڈگری مولوی محمد نعیم الرحمن جج ماتحت آگرہ مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

۱۹۰۶ء

امجد علی
بنام
محمد اسرائیل

اول روز تھا جبکہ عدالت بعد تعطیل دسہرہ کے کھلی تھی۔ دسوین تاریخ منصرم نے یہ رپورٹ کی کہ رسوم عدالت جو عرضی دعوی پر ادا کی گئی ناکافی ہے اور عرضی دعوی کی ترمیم بابت دعوی انفکاک رہن کے ہونی چاہیئے برطبق اس رپورٹ کے عدالت نے اوسی تاریخ پر حکم دیا کہ عرضی دعوی واسطے ترمیم کے واپس دیجائے اور یہ ہدایت کی کہ وہ بعد ترمیم ہو کر اور کمی رسوم عدالت پوری کر کے چار روز کے اندر پیش کیجائے۔ دوسرے روز (۱۰ نومبر) مدعیان روبرو جج ماتحت کے حاضر ہوئے اور اس حکم کی نسبت دربارہ رسوم عدالت کے جو مزید دینی پر واجب الادا تھی۔ عذر کیا۔ اونہون نے یہ حجت کی کہ جسقدر رسوم عدالت اونہون نے ادا کی ہے کافی ہے لیکن ساتھ ہی اسکے وہ عدالت مین زر مزید لائے جسکے ادا کئے جانے کا حکم ہوا تھا اور نسبت اس امر کے کہ وہ ادا کیا جاے یا نہین اپنے آپ کو تابع حکم عدالت کیا۔ اونہون نے یہ بھی بیان کیا کہ اونہون نے کوئی دعوی انفکاک کا نہین کیا۔ اس درخواست پر عدالت نے حکم دیا کہ کمی رسوم ادا کیجائے اور ایسا کیا گیا اور بعد اسکے عرضی دعوی منظور اور درج رجسٹر ہوئی اور تعمیل سمن کی مدعاعلیہم پر کی گئی۔ عدالت نے یا تو اپنے حکم نسبت واپسی عرضی دعوی بغرض ترمیم کو منسوخ یا نظرانداز کیا اور مقدمہ واسطے سماعت کے بلا ترمیم پیش ہوا۔ بوقت سماعت نالش کے مدعاعلیہم نے یہ عذر کیا کہ نالش مین تمادی عارض ہے کیونکہ جسوقت کہ عرضی دعوی ۱۰ نومبر کو پیش کی گئی تھی اوس پر اسٹامپ مناسب نہ تھا اور کمی رسوم اندر میعاد کے پوری نہین کی گئی۔ عدالت نے نسبت اس امر کے مباحثہ سنکر اپنے فیصلہ سابق پر غور مکرر کیا اور یہ تجویز کی کہ جو رسوم عدالت ابتداءً ادا کی گئی تھی کافی تھی۔ بالآخر نالش بلحاظ رویداد کے ڈسمس کی گئی۔

مدعیان نے اپیل کیا اور مدعاعلیہم نے عذر حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی
۱۲ کے یعنی وہی عذر حد سماعت کا پیش کیا۔ عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج آگرہ) نے عذر کو منظور اور نالش کو بربناے عارضہ حد سماعت کے ڈسمس کیا۔

مدعیان نے برطبق اسکے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر ای کالون و پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹان۔

برکٹ صاحب جسٹس۔ وہ نالش جسمین یہ اپیل دوم ہوا ہے نالش [illegible] تھی

سنہ ۱۹۰۳ء

اصغر علی
بنام
محمد اسرائیل

بیعنامہ جس سے بنائے مخاصمت شفع کا پیدا ہونا ظاہر کیا گیا ہے مورخہ ۱۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء ہے عرضی دعوی عدالت جج ماتحت مین ۱۶ - نومبر سنہ ۱۹۰۲ء کو پیش ہوئی کہ یہ پہلا روز تہا جب عدالت بعد تعطیل دسہرہ کے کہلی تہی پس جہانتک کہ اوس یوم کو تعلق ہے جبکہ عرضی دعوی پیش کی گئی تہی روہ حسب دفعہ ہ - ایکٹ حد سماعت کے یمن المیعاد تہی ۱۶ - نومبر کو منصرم عدالت نے یہ رپورٹ کی کہ جو رسوم کہ عرضی دعوی پر ادا کی گئی ناکافی ہے اور عرضی دعوی کی ترمیم دربارہ دعوی انفکاک رہن کے مطلوب ہے برطبق اس رپورٹ کے عدالت نے اوسی تاریخ یہ حکم دیا کہ عرضی دعوی واسطے ترمیم کے واپس ہو اور یہ ہدایت کی کہ وہ پہر عدالت مین ترمیم ہوکر اور کمی رسوم عدالت پوری ہوکر چار روز کے اندر پیش کیجاے واضح ہوکہ جج ماتحت نے یہ حکم اپنے اختیار سے باہر صادر کیا چنانچہ یہ امر مقدمہ مینفتی پرشاد بنام مجید سنگھ (۱) تجویز ہوچکا ہے آخر یوم میعاد سماعت جسکے اندر عرضی دعوی جائز طور پر پیش کیجا سکتی تہی ۱۶ - نومبر سنہ ۱۹۰۳ء تہا - اگر عرضی دعوی جیسی کہ وہ اوس روز پیش ہوئی کافی اسٹامپ پر نہ تہی اور اگر کمی رسوم اوس تاریخ ادا نہین کی گئی تو وہ عرضی دعوی جائز نہ تہی - جج ماتحت کو کوئی اختیار توسیع میعاد سماعت محکومہ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کا بذریعہ دینے اس اجازت کے نہ تہا کہ مدعیان کمی رسوم عدالت بعد ۱۶ - نومبر کے ادا کرین یہ مقدمہ ایسا نہین ہے کہ جس سے فقرہ شرطیہ دفعہ ۲۸ - ایکٹ رسوم عدالت متعلق ہو لہذا جو زر کمی رسوم بعد ۱۶ - نومبر کے ادا کیا جاے اوس سے عرضی دعوی جائز نہین ہوسکتی امر واقعی یہ ہے کہ عرضی دعوی مدعیان کو واپس نہین کی گئی کیونکہ دوسرے روز ۱۷ - نومبر کو مدعیان روبرو جج ماتحت کے حاضر ہوے اور ایک عرضی پیش کی جسمین اونہون نے نسبت حکم حاکم موصوف کے کہ رسوم عدالت جو عرضی دعوی پر ادا ۱۴
کی گئی ہے ناکافی ہے عذر کیا - اونہون نے یہ حجت کی کہ جو رسوم عدالت ادا کی گئی کافی تہی لیکن ساتہہ ہی اسکے وہ عدالت مین رقم مزید جسکے ادا کئے جانے کا حکم دیا گیا تہا اپنے ساتہہ لائے اور اپنے آپ کو آمادہ بجا آوری حکم عدالت نسبت اس امر کے کہ آیا وہ ادا کیجائے یا نہین ظاہر کیا اونہون نے یہ بہی بیان کیا کہ اونہون نے کوئی دعوی انفکاک رہن کا نہین کیا اس درخواست پر عدالت نے یہ حکم دیا کہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۹۰

سنہ ۱۹۰۵ء

محبوب علی
بنام
محمد اسرائیل

کمی رسوم عدالت ادا کیجاے اور ایسا کیا گیا اور بعد اسکے عرضی دعوی منظور اور درج رجسٹر ہوئی اور مدعا علیہم پر تعمیل سمن کی گئی عدالت نے اپنے حکم واپسی عرضیدعوی کو بغرض ترمیم کے یا تو نظرانداز یا منسوخ کیا اور مقدمہ کی سماعت بلاترمیم کے عمل مین آئی۔

ایک عذر منجملہ ان عذرات کے جو مدعا علیہم نے بوقت سماعت پیش کیا یہ تہا کہ نالش مین تمادی عارض ہے۔ اونکی حجت یہ تہی کہ عرضی دعوی جیسی کہ وہ ۱۶۔ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء کو پیش ہوئی جائز نہ تہی کیونکہ اوسپر کافی اشٹامپ نہ تہا اور یہ کہ کمی رسوم اشٹامپ دوسرے روز ادا کی گئی جب میعاد سماعت گذر چکی تہی اور عدالت کے روبرو کوئی عرضی دعوی جائز نہ تہی جسکی جوابدہی کرنیکا اونکو حکم دیا جاسکتا تہا مدعیان نے یہ جواب دیا کہ جو رسوم عدالت ابتداءً عرضی دعوی پر ۱۶۔ نومبر کو ادا کی گئی تہی وہ کافی تہی اور عدالت نے اونکو غلطی سے ایک رقم مزید کے ادا کرنے پر مجبور کیا۔ اونہون نے یہ اصرار کیا کہ عرضیدعوی جیسی کہ وہ ۱۶۔ نومبر کو پیش کی گئی تہی جائز تہی۔ برطبق ان بیانات کے جج ماتحت نے دلایل نسبت اس امر تنقیح طلب کے کہ آیا نالش مین تمادی عارض ہے یا نہین سماعت کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اوسمین تمادی عارض نہین ہے اور یہ تجویز کی کہ رسوم عدالت جو ۱۶۔ نومبر کو ادا کی گئی تہی کافی تہی اور یہ کہ عرضی دعوی اوس تاریخ پر کہ جب وہ پیش کی گئی تہی مطابق قانون اور جائز تہی اور یہ کہ کارروائی مابعد سے کوئی عرضی دعوی جائز ناجائز نہین ہوسکتی بالآخر یہ نالش بہ بنائے رویداد ڈسمس کی گئی۔

برطبق اپیل منجانب مدعیان مدعا علیہم نے عذرداری حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کی۔ اونکی حجت یہ تہی کہ جج ماتحت نے یہ تجویز غلطی سے کہ نالش مین تمادی عارض نہین ہے اور یہ کہ عرضی دعوی پر اشٹامپ مناسب اوسوقت تہا جب وہ ۱۶۔ نومبر کو پیش کی گئی۔ صاحب جج ضلع نے نسبت ان عذرات کے یہ تجویز کی کہ چونکہ عرضی دعوی پر اشٹامپ کافی ۱۶۔ نومبر کو نہ تہا لہذا وہ عرضی دعوی نہ تہی" اور چونکہ وہ یوم آخر میعاد سماعت کا تہا لہذا جج ماتحت مجاز نہ تہے کہ واسطے ترمیم عرضیدعوی یا پورے کرنے کمی کے مہلت دیتے۔ مزید بران صاحب جج ضلع نے اپنے وجوہ اس تجویز کے تحریر کئے کہ عرضیدعوی پر بوقت پیش کرنے کے اشٹامپ کافی نہ تہا۔ ۱۵

برطبق اپیل دوم بعدالت ہذا مقدمہ سپرد اجلاس جلسہ تین حکام کے کیا گیا۔ ہمارے روبرو اسمقدمہ مین بحث کلکتہ نسبت مراد ان الفاظ موقعہ دفعہ ۱۲۔ ایکٹ رسوم

۱۸۷۶ء
اسعد علی
بنام
محمد اسمٰعیل

عدالت سے کی گئی۔ "فیصلہ مذکور مابین فریقین نالش کے قطعی ہوگا" یہ ایک ایسا امر ہے جو ظاہرا روبرو صاحب جج ضلع کے پیش نہیں کیا گیا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالفاظ صریح یادداشت اپیل عدالت ہذا مین پیش نہیں کیا گیا۔ دفعہ محوّلہ بالا مین یہ حکم ہے کہ "ایسی ہر تکرار کا فیصلہ جو متعلق تخمین مالیت واسطے ٹھہرا دینے تعداد اوس زر رسوم کے ہو جو تحت باب ہذا کسی عرضی دعوی یا یادداشت اپیل کی بابت واجب الاخذ ہے اوس عدالت سے ہوا کریگا کہ جس عدالت مین ویسی عرضی دعوی یا یادداشت (جیسی کہ صورت حال ہو) داخل ہوئی ہو اور فیصلہ مذکور فریقین نالش کے حق مین ناطق ہوگا"۔ جس امر کا کہ ہمکو فیصلہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ ہذا مین احکام صادرہ جج ماتحت مین سے کونسا حکم وہ فیصلہ ہے جو حسب دفعہ ۱۲ قطعی متصور ہوگا۔

حکم صادرہ ۱۰ نومبر کو اس وجہ سے غیر اہم تصور کر کے کہ وہ محض اعادہ حکم صادرہ ۱۶ تاریخ کا ہے دو حکم ایسے ہین جنپر ہمکو غور کرنا ہے اول حکم ۱۶ نومبر کا ہے جسکی رو سے جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ عرضی دعوی پر اسٹامپ کافی نہین ہے اور یہ ہدایت کی کہ کمی رسوم چار یوم کے اندر داخل کیجاے یہ امر مسلّم ہے کہ اگر وہ حکم ایسا فیصلہ ہے جو از روے دفعہ ۱۲ مابین فریقین ناطق ہے تو مقدمہ ختم ہوتا ہے کیونکہ عرضی دعوی پر اسٹامپ اندر میعاد سماعت کے اوس تعداد کا نہین لگایا گیا تھا جو بموجب حکم مذکور کے مطلوب تھی دوسرا حکم وہ ہے جو بوقت سماعت ایک امر تنقیح طلب کے جو فریقین نے پیش کیا تھا صادر کیا گیا تھا اوس حکم کی رو سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ عرضی دعوی پر جب وہ پیش کی گئی تھی اسٹامپ کافی تھا لہذا وہ عرضی دعوی جائز تھی۔ اگر حکم مذکور فیصلہ متذکرہ دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت ہو تو یہ امر مسلّم ہے کہ یہ اپیل اوس حد تک منظور ہونا چاہئے۔

میری راے مین ان دو احکام مین سے حکم آخر فیصلہ متذکرہ دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت متصور ہونا چاہئے۔ خلاف اسکے تجویز کرنا میری دانست مین نہایت خلاف انصاف ہوگا اور اوس سے بہت سی صورت تخمین سختی ہوگی۔ حکم اول امابین فریقین صادر نہین کیا گیا تھا فی الواقع ۱۶ نومبر کو جبکہ حکم مذکور صادر کیا گیا تھا یہ مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی متخاصمین تھے یا کوئی نالش تھی عرضی دعوی نہ داخل اور نہ

سنہ ۱۹۰۱ء
امجد علی
بنام
محمد اسمٰعیل

درج رجسٹر ہوئی تھی اور مدعا علیہم طلب نہین کئے گئے تھے - مجھکو یہ سمجھنا دشوار ہے کہ کس طرح پر ایسا فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ جو مابین فریقین کے ناطق ہو جب کہ بوقت اوسکے صادر ہونیکے عملاً کسی فریق کی سماعت نہ کی گئی ہو بوقت پیش ہونے عرضی دعوی کے صرف یہ ہوا کہ منصرم نے عدالت سے رپورٹ کی اور اوسکو عدالت نے ظاہرا بلا طلب کرنے مدعیان کے قبول کیا - دوسرے روز جبکہ مدعیان نے نسبت صحت حکم متعلقہ ناکافی ہونے رسوم کے عذر نہین کیا وقت گذر گیا تھا اور میعاد سماعت منقضی ہو گئی تھی اور مطابق حجت رسپانڈنٹان کے یہ فیصلہ گو وہ بلا سماعت کسی فریق کے صادر کیا گیا تھا ناطق ہے اور مدعیان جملہ چارہ کار سے محروم ہوگئے مین یہ باور نہین کر سکتا کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ لفظ فیصلہ کی ایسی تفسیر کیجائے - میری دانست مین یہ منشا نہین ہو سکتا کہ محض حکم یکطرفہ جو عدالت نے بلا سننے مباحثہ کے اقل درجہ احد الفریقین یعنی مدعا علیہم کے صادر کیا ہو ایسا فیصلہ ہو مین یہ فرض کرتا ہون کہ ایسی صورت مین کہ جسمین مدعا علیہم حاضر ہوئے ہون اور جسمین ایک یا دوسری جانب سے نسبت صحت رسوم عدالت کے جو عرضی دعوی پر ادا کی گئی ہو عذر ہو تو اوس صورت مین عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہوگا اور عدالت پر لازم ہوگا کہ بحث مالیت کا فیصلہ مابین فریقین کے کرے اور ممکن ہے کہ عدالت اوس رائے سے مختلف رائے قائم کرے جو اوس نے اوس وقت قائم کی تھی جبکہ عرضی دعوی پیش کی گئی تھی اور قبل اسکے کہ وہ درج رجسٹر ہوئی تھی حکم مذکور میری رائے مین محض ایک حکم درمیانی ہے جسکو عدالت اوس وقت تک ترمیم کر سکتی ہے جب تک کہ مقدمہ اوسکے روبرو رہے متعلق اسکے الفاظ دفعہ ۱۲ کی کہی جو دفعہ ۱۲ مین استعمال کئے گئے ہیں معنی ہین الفاظ مذکورہ کے بلاشبہہ اس سے زیادہ معنی ہین کہ واسطے ادخال کے پیش کی گئی اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ عرضی دعوی یا یادداشت اپیل داخل ہوئی اور فہرست عدالت مین مندرج ہوئی اسی معنی مین وہی الفاظ دفعہ ۱۰۹ انگریزی رسوم عدالت مین مستعمل ہوئے ہین اور مجھکو کوئی وجہ اسکی معلوم نہین ہوتی کہ مین کیون کوئی مختلف معنی اوسکے دفعہ ۱۲ مین قائم کرون اور واقعی الفاظ دفعہ مذکور حسب اونکے اصلی اور لفظی معنی سمجھے جاوین کلیتاً ایسی صورت سے غیر متعلق

سنہ ۱۸۸۰ع
احمد علی
بنام
محمد اسرائیل

ہین جسمین عرضی دعوی داخل نکی گئی ہو اور جسمین اسوجہ سے کوئی نالش موجود نہو اور نہ
فریقین نالش ہون اگر اسکے خلاف تعبیر تسلیم کیجاے تو دفعہ مذکور اس طرح پر پڑہی جایگی
"واسطے منظوری اور داخل کرنے کے پیش کی گئی" اور "فیصلہ مذکور مابین اون اشخاص
کے ناطق ہوگا جو اوس نالش مین فریق بنائے جائین جسکا دائر کرنا مقصود ہے" مجکو
کوئی ایسا اصول قانون معلوم نہین ہے کہ جس سے ایسی تعبیر غیر معمولی جائز ہو۔
جبکہ واضعان قانون کا یہ مقصود ہوتا ہے کہ کوئی فیصلہ یکطرفہ ناطق متصور ہو تو وہ سکو
بعبارت صاف و صریح جیسی کہ عبارت دفعہ ۸ ایکٹ رسوم عدالت کی ہے ظاہر کرتے
ہین بحالت عدم موجودگی صاف اور غیر مشتبہ عبارت خلاف کے مجکو یہ تجویز کرنا لازم
ہے کہ فیصلہ کے ناطق باہم فریقین ہونیکے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ فیصلہ عدالتی بعد
سماعت کے ہو جسمین اس عام مسئلہ عدالتی پر لحاظ کیا گیا ہو کہ دوسرے فریق کی سماعت
کرنا چاہیے۔ پس اگر عرضی دعوی یا یادداشت اپیل اسطرح پر داخل ہوئی ہو اور بموجب
قواعد عدالت ہذا وہ اسطرح پر بلا رپورٹ منصرم کے کہ رسوم عدالت جو اوسپر ادا کی گئی
کافی ہے داخل نہین ہوسکتی تو یقیناً مدعا علیہ کو بوقت سماعت یہ حجت کرنیکا اختیار ہوگا
کہ رسوم جو ادا کی گئی کافی ہے اور اسوجہ سے عرضی دعوی داخلہ عدالت جائز نہین ہے
ایسے عذر کے فیصل کرنے مین جیسی کہ صورت مقدمہ مین ہے عدالت میری
راے مین "فیصلہ" صادر کریگی اور حسب عبارت دفعہ ۱۲ ایکٹ رسوم عدالت کے
وہ فیصلہ مابین فریقین کے ناطق ہوگا بطور مثال مین ایک ایسی صورت بیان
کرتا ہون جسمین عہ بطور رسوم عدالت عرضی دعوی پر قانوناً قابل اخذ ہو مگر جس
مین منصرم نے بوجہ ناواقفیت کے عدالت سے یہ رپورٹ کی کہ الف سہ ادا ہونا
چاہیے اور عدالت نے اوس رپورٹ کو منظور کرکے اوسپر عمل کیا پس اگر مدعی رقم
۱۸ مذکور ادا کرے اور اوسکو ایسا کرنا لازم ہے ورنہ اوسکی عرضی دعوی نامنظور ہوگی
تو یقیناً مدعا علیہ بوقت سماعت یہ عذر کرنے کا مستحق ہوگا کہ رسوم عدالت جو عرضی
پر واجب الادا تہی عہ ہین اور یہ کہ اگر ڈگری خلاف اسکے صادر ہو تو اوسکو مطالبہ
زاید بابت خرچہ کے ادا کرنے چاہئین۔ مین یقیناً یہ تجویز کرتا ہون کہ مدعا علیہ عدالت سے
استدعا فیصل کرنے مالیت رسوم عدالت کی جو عرضی دعوی پر ادا ہونی چاہیے

سنہ ۱۹۰۰ء
امجد علی
بنام
محمد اسمٰعیل

اور اس امر کے قرار دیئے جانے کی کہ عدالت نے غلطی سے مدعی سے ضمانت طلب کئے اور یہ کہ مدعی اگر ڈگری کے حاصل کرنے مین کامیاب ہو وہ رقم اوس سے بطور ہرجہ و خرچہ کے وصول نکرے کر سکتا ہے یہ امر بلاشبہہ مدعی پر باعث سختی ہوگا جس نے محض حکم عدالت کی تعمیل کی لیکن مدعا علیہ کا کوئی قصور نہوگا اور مدعی مستحق ہوگا کہ مدعا علیہ پر نقصان مذکور عاید کرے اور اوسکو ذمہ دار غلطی عدالت کا قرار دے۔

تحریرات مذکورہ بالا مین مین یہ چاہتا ہون کہ یہ خیال نہ کیا جاے کہ اس تجویز مین میرے ذہن مین کوئی ایسے مقدمات حسب دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھے جنمین عدالت عرضی دعوی کو نامنظور کر سکتی ہے ان مقدمات مین سے کوئی داخل منشاے اپیل ہذا نہین ہے۔

کچھ دلیل روبرو ہمارے بربناے اوس مشابہت کے کی گئی تھی جو عملدرآمد عدالت ہائی کورٹ مین بمقدمات دفعہ ۸۔ ایکٹ رسوم عدالت کے پائی جاتی ہے وہ ضابطہ کہ جو از روے قانون مقرر کیا گیا اور عملدرآمد ہائی کورٹ اور عدالت ضلع کا ایسا زیادہ نسبت ان معاملات کے مختلف ہے کہ کوئی دلیل مشابہت سے اخذ نہین ہو سکتی۔

نظر بجملہ وجوہ مندرجہ بالا میری راے یہ ہے کہ حکم مصدرہ عدالت مرافعہ اولی بوقت سماعت نالش موقوعہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۶ء کو وہ فیصلہ تھا جو حسب دفعہ ۱۲۔ ایکٹ رسوم عدالت مابین فریقین کے ناطق ہے۔

پس مین اس اپیل کو منظور اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت اس مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے فیصلہ روئداد ی کے واپس بھیجونگا کیونکہ عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ نالش کا ایک امر ابتدائی پر کیا ہے۔ مین یہ ہدایت کرونگا کہ خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید کیا جاے۔

ناکس صاحب جسٹس مین پورے طور پر اتفاق کرتا ہون اور مجھکو کچھ اور تحریر کرنا نہین ہے۔

بلیر صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

سنہ ۱۹۰۷ء
احمد علی
بنام
محمد اسمٰعیل

از عدالت بحکم عدالت یہ ہے کہ اپیل منظور ہوا و ڈگری جو امر ابتدائی پر صادر ہوئی منسوخ کیجاوے اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت ماتحت مین اس غرض سے واپس بھیجا جاوے کہ وہ مقدمہ کو اپنی فہرست اپیلہا سے متدایرہ مین قایم کرکے اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرے خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا۔

اپیل مع ڈگری او مقدمہ واپس کیا گیا

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکت صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۸ء
۱۰ جولائی
مقولہ شفایات انگریزی
۱۱

نندلال (مدعی) بنام **جنسی** (مدعا علیہ)*

شفع رہن ۔ واجب العرض ۔ شرکا ۔ مرتہن کسی حصہ دار شریک کا خود حصہ دار شریک نہین ہوتا۔

دو شرکا سے موضع یعنی آسا اور گوپال نے اپنے حقوق ملکیت مع قبضہ پاس سماۃ لاڈو یا کے رہن کئے سماۃ نے اپنا حق مرتہنی ۹۰ سال کے لئے بنام بلدیو منتقل باہن در رہن کیا اور شرط بیبات بعبورت عدم ادا روپیہ کی بعدہ جنسی کے پاس اپنے حقوق واقع جایداد مرہونہ سے لاڈو یا سے حاصل کئے تھے بزمانہ غیر منقضیہ یعنی ۷۰ سال اور ۱۱ ماہ کے منتقل کئے۔ ایک شخص نندلال نے جو شریک موضع تھا بحق اسکے ایک نالش شفع رہن بابت انتقال مذکور بلدیو کے بربنا ے واجب العرض موضع جسمین حق شفع یا شفع رہن ایسی حالت مین دیا گیا تھا کہ جب حصہ کسی شریک کا نیلام یا رہن کیا جاے دایر کی۔

تجویز ہوئی ۔ کہ چونکہ بلدیو شریک موضع متصور نہین ہو سکتا لہذا کوئی حق شفع رہن نندلال کو بابت انتقال حقوق مرتہنی منجانب بلدیو بنام جنسی پیدا نہین ہوا۔ اصول مندرجہ مقدمہ خیر النسا بی بی بنام امین بی بی (۱) و مقدمہ علی احمد بنام رحمت اللہ (۲) کی تقلید کی گئی۔

واقعات اہم اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز برکت صاحب جسٹس مین مندرج ہین۔

منشی مادھو پرشاد منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر روشن لال منجانب رسپانڈنٹ۔

* اپیل دوم نمبر ۸۰۰ سنہ ۱۹۰۷ء بنا راضی ڈگری منشی ماتا پرشاد جج ماتحت بانداہ مورخہ ۳۰ فروری سنہ ۱۹۰۷ء منسوخ ڈگری ایم جی عظمت بیگ مورخہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء (۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۹۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳۰ صفحہ ۱۹۵

سنہ ۱۹۰۶ء

نندلال بنام بنسی

برکٹ صاحب جسٹس ۔ وہ امر جسکا ہمکو فیصلہ اجلاس کامل سے اس اپیل میں کرنا ہے حسب طریقہ مندرجہ ذیل پیدا ہوا دو شرکا رسمیان آسا اور گوپال نے اپنے حقوق ملکیت مع قبضہ کے مسماۃ لاڈیا کے ہاتھ رہن کئے مسماۃ نے اپنے حقوق مرتہنی ۱۸ سال کے لئے پاس بلدیو کے منتقل یا رہن در رہن کئے اور شرط بیبات بصورت عدم ادا زر رہن بعدہ بلدیو نے واسطے میعاد غیر منقضیہ یعنی ۱۰ سال اور ۱۱ ماہ کے وہ حقوق واقع جائداد ۲۰ جو اوس نے مسماۃ لاڈیا سے حاصل کئے تھے بنام مدعا علیہ ریسپانڈنٹ بنسی کے منتقل کئے اس امر کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا دستاویز انتقال جو اوسکے حق مین تحریر کی گئی دستاویز بیع بالوفا حق مرتہنی تھی یا رہن در رہن کیا گیا تھا بعدہ نندلال نے جو ایک حصہ دار موضع تھا یہ نالش شفع یا شفع رہن حسب شرایط واجب العرض کے جسمین حق شفع بصورت بیع و رہن حصہ حصہ دار کے دیا گیا ہے دائر کی۔

اب یہ امر مسلمہ ہے کہ مسماۃ لاڈیا خواہ اوسکا منتقل الیہ بلدیو خواہ بلدیو کا منتقل الیہ یعنی بنسی شریک موضع نہیں ہین بلکہ اشخاص غیر ہین یہ بھی مسلمہ ہے کہ مدعی نے کوئی کوشش اظہار اپنے حق شفعہ کی اوسوقت نہیں کی جبکہ اول دو انتقالات عمل مین آئے تھے جس امر کا کہ ہمکو فیصلہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا انتقال سوم مذکورہ بالا سے مدعی اپیلانٹ کو کوئی بناے مخاصمت پیدا ہوئی جسکی وجہ سے وہ نالش ہذا دائر کر سکتا ہے یا نہیں حجت منجانب اپیلانٹ یہ ہے کہ مرتہن جو قابض کسی حصہ دار کے حصہ کا ہو محض اسوجہ سے ایک حصہ دار ہے اور یہ کہ اگر وہ اپنے حقوق مرتہنی کو منتقل کرے یا رہن در رہن ایسے شخص کے نام کرے جو شریک نہیں ہے تو وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے جو بصورت انتقال منجانب حصہ دار کے پیدا ہوتا ہے۔

میری دانست مین یہ حجت غیر صحیح ہے اور منظور نہین ہو سکتی حصہ دار گو اوس نے اپنا حق واقع محال مع قبضہ کے رہن کیا ہو اور اسطرح اوسنے اپنا حق قبضہ واقعی اراضی کا چندروزہ ترک کیا ہو وہ ہنوز ایک حصہ دار ہے اور بحیثیت مذکورہ وہ متصرف اکثر حقوق واقع موضع کا رہتا ہے اوسکا نام کھیوٹ مین بطور مالک کے برابر لکھا جاتا ہے اور ما سوائے اسکے اوسکو حق انفکاک باقی رہتا ہے بلاشبہ مرتہن قابض کو بذریعہ معاہدہ یا از روے قانون کے بہت سے حقوق راہن حاصل اور بہت سی ذمہ داری نامبردہ کی اوسپر لاحق ہوتی ہین

مثلاً وہ اسامیان پر نالش لگان دایر کریگا اگر اس قسم کی شرط رہنا مہ مین ہو اور جسکو
ادا کرنے مالگذاری سرکار کا ہوتا ہے لیکن میری دانست مین خاص
سے یہ ثابت ہے کہ مرتہن قابض قانوناً حصہ دار نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر اوسکی حیثیت
قانونی ایسی ہوتی تو کوئی اقرار از قسم معاہدہ یا حکم قانونی اس لئے ضرور ہوتا کہ اوسکو
حقوق مذکور حاصل ہون یا وہ تابع ذمہ داری مذکور کا ہو۔ وکیل کو جو اپیلانٹ کی طرف
سے حاضر ہوا مجبوراً بسلسلہ دلیل یہ حجت کرنی لازم آئی کہ ٹھیکہ دار جسکو چند روز یا ہفتون
یا مہینون تک قبضہ کسی جزو ملکیت کسی حصہ دار کا دیا گیا ہو بوجہ مذکور حصہ دار ہوجاتا ہے گو
جزو مذکور کیسا ہی قلیل ہو یہ دلیل کلیتاً ناقابل پذیرائی ہے حجت اپیلانٹ کے منظور
کرنے سے واقعی بہت سی صورتون مین کل منشا قانون شفع زائل ہوجائیگا کوئی
حصہ دار حقوق ملکیت کسی محال کا رہن معہ قبضہ عرصہ محدود کے لئے بنام ایک شخص غیر
کرسکیگا یا اوسکو ٹھیکہ دے سکیگا اور بعد اسکے بربناے اوس حق محدود کے راہن یا ٹھیکہ دہندہ
اوسکے ہاتھ بحیثیت شریک اپنا حق راہنی یا حق دہندہ ٹھیکہ کا فروخت کرسکتا ہے اور اسطرح
بذریعہ دو جداگانہ معاملات کے اوس شخص کو کل اپنا حق واقع جایداد دے سکتا ہے حالانکہ
ازروے قانون وہ اوسکو حق مذکور بذریعہ ایک دستاویز کے اوسوقت تک نہیں دے سکتا
تھا جب تک کوئی شریک اپنے حق شفع کو استعمال کرنا پسند کرتا اس قسم کی حجت کی
کامیابی کے لئے اتفاق نظائر کثیر کا ہونا ضرور ہے۔

بتائید حجت اپیلانٹ کے مقدمہ سالک ساہو بنام جعفر علی (۱) کا حوالہ دیا گیا اس
مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ لفظ حصہ دار کے معنی مین منتقل الیہ وقت حق حصہ دار کا داخل
متصور ہونا چاہئے مرتہن اس راے سے اگر وہ عام طور پر قابل اطلاق متصور ہو اتفاق
نہیں کرسکتا گو ممکن ہے کہ وہ اوس مقدمہ مین صحیح ہو جسمین وہ ظاہر کی گئی تھی کیونکہ مجھکو
یہ دریافت ہوا کہ اوس مقدمہ مین مدعا علیہم سپاہ نشان شرکا رہے تھے جنھون نے بذریعہ
دستاویز بیع بالوفا کے ایک شخص غیر کے پاس جزو ایک حصہ کا منتقل کیا تھا جو اونھون نے
بذریعہ نفاذ خاص اپنے حقوق شفع کے بطور شرکا رسمی ابشری کے جو دو مرتبہ شریک تھا حاصل
کیا تھا۔ مابدولگان نے صاف خلاف ورزی واجب العرض کی تھی اور وہ ۲۲

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۰۱ء صفحہ ۴۴

سنہ ۱۸۹۶ء
نند لال بنام جنسی

خلاف وزری اس امر کے کہ وقت نہ تھی کہ وہ جایداد جو ادنھون نے بنام ایک شخص غیر کے منتقل کی اونکے قبضہ مین بذریعہ شفع ایک شخص اجنبی کے پاس سے آئی تھی جسکے حق مین دوسرے حصہ دار نے اوسکو منتقل کیا تھا۔ میری دانست مین وہ مقدمہ کوئی سند اپیل حال مین نہین ہے۔ مقدمہ چمن سنگہ بنام گنگا سہی (۱) محولہ اپیلانٹ مین اس سے زیادہ کوئی امر قرار نہین پایا تھا کہ مرتہن قابض بوجہ ذمہ دار ادا ے مالگذاری بحکم ہونے نمبردار بموجب ایکٹ لگان کے نالش کر سکتا ہے۔ مقدمہ گنگا پرشاد بنام چمنی لال (۲) مطلقاً متعلق نہین ہے۔

بخلاف اسکے مقدمہ خیر النسا بی بی بنام امین بی بی (۳) یہ تجویز ہوئی تھی کہ بیوہ مسلمان جو بموجب حکم عدالت قابض کسی حصہ موضع کی بعوض دین مہر کے بموجب مراد واجب العرض کے حصہ دار نہین ہے اور مجاز دائر کرنے نالش شفع کی بحیثیت شریک کے نہین ہے اوس مقدمہ کے فیصل کرتے وقت عدالت نے یہ راے ظاہر کی کہ "ایسا شخص نسبت مرتہن قابض کے حیثیت بہتر نہین رکھ سکتا" بہر حال اسکے معنی یہ ہین کہ مرتہن شریک حصہ دار نہین ہے۔ آخر مقدمہ جسکا مین حوالہ دونگا مقدمہ علی احمد بنام رحمت اللہ (۴) ہے جسمین عدالت نے بعد فیصل کرنے اس امر کے کہ دستاویز مابہ البحث دستاویز بیع بالوفا تھی جسکی میعاد ہنوز منقضی نہین ہوئی تھی یہ راے ظاہر کی کہ "مدعی تحریر کنندہ دستاویز بیع بالوفا بوجہ رہن کے حصہ داری موضع سے خارج نہین ہو گیا اور یہ کہ وہ بوجہ رہن کرنے اپنے حصہ موضع کے نالش شفع دائر کرنیکا غیر مستحق نہین ہے"۔ مقدمات مذکورہ بالا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرتہن قابض حصہ دار نہین ہے اور یہ کہ وہ حصہ دار جسنے اپنا حق بذریعہ بیع بالوفا کے بہی رہن کیا ہو حصہ دار رہتا ہے اور اوسکو حقوق جو اوس حیثیت سے متعلق ہین حاصل رہتے ہین اور منجملہ اونکے حق شفع ہے اوس قاعدہ سے جو ان مقدمات مین قرار دیا گیا ہے مین کلیتاً اتفاق کرتا ہون۔

اب مقدمہ ہذا پر متوجہ ہو کر مین یہ تجویز کرتا ہون کہ راہنان ابتدائی یعنی آسا د گوپال کی حیثیت شریک جایداد مرہونہ کی بوجہ تحریر رہن نامہ کے جو ادنھون نے بحق مسماۃ لاڑیا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۴۰ (۲) ایضاً جلد ۹ صفحہ ۱۱۳ (۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۹۳
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۹۵۔

سنہ ۱۹۰۲ء
انتقال بنام بیع

لگند بانسبت جائداد مرہونہ کے زائل نہیں ہوئی اور مسماۃ لاڑیا یا اوسکا منتقل الیہ بام مرتہن فریق ثانی مسمی بلدیو بوجہ اپنے رہن کے شریک موضع نہیں ہوگئے۔ پس جب بلدیو نے انتقال بارہن فریق بنام بیع کیا تو سمجھے کہ اونہون نے منتقل کی وہ حق حصہ دار کا نہ تھا بلکہ انتقال حق مرتہنی یا رہن فریق ایک حق کا تھا اور دستاویز کو ایک شخص غیر نے اور نہ شریک نے تحریر کیا تھا ایسے انتقال سے میری دانست مین شرائط واجب العرض متعلق نہین ہین پس مین ڈگری عدالت ماتحت کو بحال اور اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کرونگا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مین اپنے ہمجلیس برکٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہون اور جو کچھ کہ اونہون نے تحریر فرمایا ہے او سمین کچھ اضافہ نہین کرنا چاہتا۔ مین ڈگری عدالت ماتحت کو بحال اور اپیل ہذا کو مع خرچہ ڈسمس کرونگا۔

بلیر صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

از عدالت۔ یہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس ہوا

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۲ء
۹ جولائی

صفحہ کتاب انگریزی ۴۳

نند کشور (مدعی) **بنام** **راجہ ہری راج سنگھ وغیرہ** (مدعا علیہم)

ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۶۰۔ رہن۔ خریداری منجانب مرتہن ایک جزو جائداد مرہونہ کی۔ خریداری سے خواہمخواہ رہن ساقط نہین ہوجاتا۔

خریداری ایک جزو جائداد مرہونہ سے جو مرتہن نے اپنے رہن کے کی ہو خواہمخواہ یہ نتیجہ پیدا نہین ہوتا کہ اوسکا رہن کلیتاً بلحاظ باقیات جائداد کے جو خریدی گئی اور قیمت جو اوسکے لئے ادا کی گئی بباق ہوجائے عام اس سے کہ وہ خریداری ڈگری سادہ زر نقد کے اجرا مین کی گئی ہو یا ایسی ڈگری کے اجرا مین جو زر رہن کی بابت رہن مابعد کے وصول کی ہو مگر یہ ممکن ہے کہ بعض حالات مین ایسی خریداری کا یہ نتیجہ ہو کہ رہن ساقط ہوجاوے۔

مقدمہ محمد ولی بنام باقر حسین (۱) منسوخ کیا گیا۔ مقدمات نواب عظمت علیخان بنام جواہر سنگھ (۲) و

اپیل ہیرہ دوم نمبر ... ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری ایچ بی ہیولاک صاحب جج ضلع مراد آباد مورخہ ... ۱۹۰۰ء بمنسوخی ڈگری بابو ... جج ماتحت مراد آباد مورخہ ... ستمبر ۱۸۹۹ء (۱) انڈین لا رپورٹس حصہ ... صفحہ ... (۲) انڈین لا رپورٹس ... صفحہ ...

۴۴ سنہ ۱۹۰۹ع
نند کشور
بنام
راجہ ہری راج سنگھ

نیلکنٹھ سرہی بنام سریش چند ملک (۱) و مہتاب سنگھ بنام مصری لال (۲) و جگل ناتھ بنام تلسی رام (۳) و کیسری بنام پیشہ روشن لال (۴) و کوڑے مل بنام بران مل (۵) و مہتاب رائے بنام ہنست لال (۶) و میرا کنور بنام ہیرو سنگھ (۷) و جیا لال بنام امندی لال (۸) و خدا بخش بنام الامن (۹) و بلدواس بنام ارراج (۱۰) و شیر سنگھ بنام لاچ سنگھ (۱۱) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ استصواب اجلاس کامل سے نسبت ایک امر کے کیا گیا ہے جو حکم استصواب مین حسب ذیل مندرج ہے۔

"اس مقدمہ مین بعض مواضع ایک ہی شخص یعنی راجہ شیو راج سنگھ کے پاس جو بجیثیر و استحقاق رسپانڈنٹان کا تھا بموجب دو رہن نامجات کے رہن کئے گئے تھے اور بربناے رہن نامجات مذکورہ ڈگری نیلام حاصل کی گئی تھی ان ڈگریون مین سے ایک ڈگری نمبر ۶۲ اور دوسری نمبر ۱۷ ہے ڈگری آخر الذکر اوس رہن کی بابت حاصل کی گئی تھی جو اوس رہن سے تاریخ مابعد کا تھا جسکی بابت دوسری ڈگری حاصل کی گئی تھی۔ ایک جزو جایداد مرہونہ ڈگری نمبر ۶۲ کو مرتہن نے باجراے ایک ڈگری سادہ کے خرید کیا تھا دوسرا جزو جایداد مرہونہ کا جسپر بار دونون رہن کا تھا باجراے ڈگری نمبر ۱۷ نیلام ہوا اور اوسکو ڈگریدار مرتہن نے خرید کیا۔

بحث یہ پیدا ہوئی کہ آیا ان خریداریون کا یہ اثر ہے کہ ڈگری نمبر ۶۲ بلا لحاظ مالیت جایداد فروخت شدہ اور اوس قیمت کے جو اوسکے لئے خریدار نے ادا کی بیباق ہو گئی یا نہین"۔

مسٹر پی کالن و پنڈت موتی لال منجانب اپیلانٹ۔

بابو جوگندر ناتھ چودہری و بابو رتن چند منجانب رسپانڈنٹان۔

تجاویز ذیل صادر کی گئین۔

ناکس صاحب جسٹس - دو امور واسطے فیصلہ کے ہمارے سپرد کئے گئے ہین اوس شکل مین کہ جسمین وے ارسال کئے گئے ہین کسیقدر اصلاح ہو سکتی ہے امور مذکور حسب

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۹ (۲) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی بابت سنہ ۱۸۷۴ع صفحہ ۱۰۵ (۳) ایضاً سنہ ۱۸۷۴ع صفحہ ۲۰۹ (۴) ایضاً جلد ۶ صفحہ ۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۲۵ (۶) ایضاً جلد ۵ صفحہ ۲۷۶ (۷) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ع صفحہ ۱ (۸) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۹ (۹) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۹ع صفحہ ۱۰۴ (۱۰) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۳۵ (۱۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۸۴۔

سنہ ۱۸۹۶ع

سندر کنور

بنام

دیبی ربن سنگھ ۲۵

ذیل بیان کئے جا سکتے ہیں۔ (اول) آیا اگر خریداری ایک جزو جایداد مندرجہ رہنامہ کا جو مرتہن نے نیلام عدالتی مین باجراے ڈگری سادہ زر نقد کے خرید کی ہو یہ ہے کہ کل زر رہن بلا لحاظ مالیت جایداد کے جو فروخت ہوئی اور اوس قیمت کے جو خریدار نے بابت اوسکے ادا کی بیباق ہو جاتا ہے یا نہین (دوم) آیا اگر خریداری مرتہن ایک جزو جایداد مندرجہ رہنامہ تاریخ ماقبل کا جو مرتہن کے پاس ہو نیلام عدالتی مین بعلت ایسی ڈگری کے جو بربناے رہنامہ مابعد پر حاصل کی گئی ہو یہ ہے کہ کل زر رہن ماقبل بلا لحاظ مالیت جایداد نیلام شدہ اور اوس قیمت کے جو بابت خریداری کے ادا کی گئی بیباق ہو جاتا ہے یا نہین

سند واسطے یہ تجویز کرنیکے کہ ہر دو خریداری مذکورہ بالا سے کل زر رہن ساقط ہو جاتا ہے مقدمہ جھمولی بنام بار حسین (۱) مین جو عدالت ہذا سے فیصل ہوا ملتی ہے۔

اوس مقدمہ مین مرتہن خریدار کے پاس ایک ڈگری تھی جسکی رو سے نفاذ رہن کا جو چند جایدادون پر تھا بحق اوسکے کیا گیا تھا ان جایدادون مین سے ایک بعلت اجراے ایک اور ڈگری کے جو بنام اصل راہن کے تھی مشتہر بہ نیلام کی گئی تھی اور جب مرتہن کو یہ معلوم ہوا تب اوس نے اعلان اس امر کا کرایا کہ جو جایداد واسطے نیلام کے مشتہر ہوئی تھی وہ اوسکے پاس رہن تھی اور اوس نے نیلام مین جو بعدہٗ عمل مین آیا خود جایداد مذکور خرید کی اوس کے بعد وہ اپنی ڈگری کو بقیہ جایداد مرہونہ پر جاری کرانا چاہا۔

یہ تجویز ہوئی کہ اس امر سے کہ اوس نے ایک جزو جایداد تابع اپنی کفالت رہن کے خرید کیا کل زر رہن ساقط ہو گیا

کوئی اصول قانون بیان نہین کیا گیا کہ جس پر تجویز مبنی ہو حکام نے صرف تحریر کرنے اون امور پر قناعت کی جو بمقدمہ واقعات مقدمہ معلوم ہوئے اور بعبارت بالکل عام یہ قاعدہ تحریر کیا جو اونکی دانست مین متعلق ہو جاتا ہے لیکن معلوم ہوگا کہ یہ تجویز بالکل دیگر تجاویز سے مخالف ہے اور وہ اوس راے کے مخالف ہے جو عدالت ہذا نے سنہ ۱۸۷۰ع سے سنہ ۱۸۹۶ع تک اور دیگر عدالتون نے مقدمات کثیر التعداد رپورٹ شدہ مین قایم کی ہے۔ عدالت ہاے موصوف نے حالات متشابہ مین یہ تسلیم کیا ہے کہ رہن ماقبل قایم رہتا ہے اور اونمین وہ اصول قرار دیا گیا ہے جسکی بنا پر مرتہن یا خریدار یا منتقل الیہ راہن حق راہنی کا نسبت کل یا جزو بقیہ جایداد مرہونہ کے

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۲ع صفحہ ۱

سنہ ۱۹۰۱ع
نند کشور
بنام
راجہ ہری راج سنگھ

جایداد مذکور یا اوسکے جزو کو انفکاک کرا سکتا ہے اور یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ نتیجہ ایسا ہے جو اس نتیجہ کے بالکل خلاف ہے کہ مرتہن کی خریداری ایک جزو جایداد مرہونہ سے تابع کفالت ماقبل کے قرضہ رہن ماقبل ساقط ہو جاتا ہے۔

بمقدمہ نواب عظمت علیخان بنام جواہر سنگھ (۱) احکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ اپیلانٹ جو منتقل الیہ حق اصل مرتہن کا تھا اور جو بعدہ مالک کل مواضع مرہونہ کا منجملہ دو کے بذریعہ خریداری حق راہنی کے ہو گیا اگر خواہشمند قابض رہنے موضع کا جسکا حق راہنی اوس نے خرید نہین کیا تھا بحیثیت مرتہن ہو تو وہ مستحق قابض رہنے کا بمقابلہ مدعی ہے جسنے حق راہنی ایک موضع (حسین پور) کا خرید کیا تھا اور مدعی کا حق بصورت مذکورہ اس امر پر محدود تھا کہ وہ انفکاک رہن حسین پور کا یا دا ادا کرے اوس قدر روپیہ کے کرائے جو حصہ رسدی منجملہ زر رہن کے اوس موضع پر واجب ہو۔

یہی اصول پھر حکام پریوی کونسل نے بمقدمہ نیلکنٹھ نرمی بنام سرتش چندر ملک (۲) قرار دیا تھا۔

بہت عرصہ پیشتر یعنی سنہ ۱۸۶۲ع مین بمقدمہ مہتاب سنگھ بنام مصر یلال و مسماۃ سندر (۳) اس عدالت نے یہ تجویز کی کہ مرتہن ہر ایک شخص سے منجملہ اون اشخاص کے جنہون نے حق راہنی حاصل کیا ہو یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ مستحق انفکاک ایک جزو جایداد کا باد اے جزو قرضہ کے نہین ہے کیونکہ کل اور ہر جزو اراضی مرہونہ ذمہ دار کل قرضہ ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ مرتہن جس نے بذریعہ خریداری کے ایک جزو حق حقوق راہن حاصل کیا مستحق اسکا ہے کہ بار کل زر رہن کا باقی جزو حق راہنی پر جو بقبضہ ایسے شخص کے ہو جسنے اوسکو بعلت اجرا ڈگری موسومہ راہن خرید کیا ہو عاید کرے ہر شخص نے تابع بار رسدی کے خریداری کی اور اوسکو بار مذکور ادا کرنا چاہیے مزید بران مقدمات ۲۷
محولہ ذیل سے یہ واضح ہوگا کہ بجاے اسکے کہ عدالت ہذا یہ تجویز کرنے پر مائل ہو کہ اس سے کہ مرتہن نے ایک جزو جایداد مرہونہ اون حالات مین خرید کیا کہ جنکا ذکر مستصواب مین ہے زر رہن بیباق ہو جاتا ہے عدالت نے برابر باستثناے ایک مقدمہ یہ تجویز کیا

(۱) انڈین اپیلس سرلنڈ سو صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۴ (۳) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۷ع صفحہ ۵۵۔

سنہ ۱۸۹۶ء
نند کشور
بنام
راجہ ہری راج سنگھ

یعنی احمد ولی بنام باقر حسین (۱) کے یہ تجویز کی کہ زر رہن اگر اوسکا ایفا بذریعہ خریداری مرتہن کے ہوا ہو قایم رہتا ہے اور جو شخص کہ بقیہ جایداد کو انفکاک کرانا چاہے اسکو قرضہ مذکور ادا کرنا چاہیے۔ دیکھو مقدمات بھول ناتھ بنام تلسی رام (۲) و کیسری بنام سیٹھ روشن لال (۳) و کوڑے مل بنام پران مل (۴) و مہتاب رائے بنام سنت لال (۵) نہایت حال کے مقدمات سمیر اکنور بنام بھگونت سنگھ (۶) و چنا لال بنام انندی لال (۷) مین یہی اصول بر قایم کیا گیا تھا۔

جو قاعدہ کہ مقدمات مذکورہ بالا مین قرار دیا گیا تھا وہ ظاہراً آخر فقرہ دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جایداد مین داخل کیا گیا جسمین یہ حکم ہے کہ اس دفعہ کی کسی عبارت سے کسی شخص کو جو منجملہ جایداد مرہونہ کے صرف کسی حصہ مین حق رکھتا ہو یہ استحقاق نہوگا کہ صرف اپنا حصہ بذریعہ ادائے جزو زر باقیماندہ رہن کے جسکا بحساب رسدی اوسکے اوپر ہو فک الرہن کرائے الا اوس صورت مین کہ مرتہن نے یا اگر ایک سے زیادہ مرتہن ہون کل اشخاص مرتہن نے حصہ کسی راہن کا کلاً یا جزواً حاصل کر لیا ہو۔

جبکہ مرتہن یا مرتہنان نے جزو حصہ کسی راہن کا حاصل کیا ہو تو وہ شخص جسکو صرف ایک حصہ جایداد مرہونہ مین حق حاصل ہو مستحق ہے کہ اپنا خاص حصہ صرف بادائے حصہ رسدی اوس رقم کے انفکاک کرا دے جو بموجب رہن نامہ کے واجب ہو اس سے صاف یہ امر مسلم پایا جاتا ہے کہ زر رہن جزواً باقی رہتا ہے۔

متعدد مقدمات اسی مضمون کے فیصلجات رپورٹ شدہ دیگر ہائی کورٹ مین پائے جاتے ہیں

۴۸ کونسل فریق اپیلانٹ نے ظاہراً مقدمہ خواجہ بخش بنام امامن (۸) پر استدلال کیا کہ وہ ایک سند مفید اوسکے موکل کے ہے لیکن اوس مقدمہ مین ایک ہی جایداد پر مرتہن کو دو کفالتین حاصل تھین اور اوسنے جایداد کو کفالت مابعد مین بذریعہ اجرائے ڈگری نیلام کرایا اور یہ اعلان کرایا کہ نیلام تابع کفالت ماقبل کے کیا جاتا ہے یہ تجویز صحیح طور پر کی گئی چونکہ خریدار ہی تابع کفالت ماقبل کے کی گئی جو خود خریدار کے

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۰ (۲) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۲۴ (۳) ایضاً جلد ۸ صفحہ ۴ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۰۴ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ (۶) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱ (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۹۶ (۸) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۱۰

سنہ ۱۹۰۶ء

نند کشور بنام مہربری راج کنور

حق مین تہی اور کوئی حقوق درمیانی اوسمقدمہ مین نہ تہے لہذا اوس خریداری کے ذریعہ سے کفالت ناقبل زائل ہوگئی اور ایک حق دوسرے حق مین شامل ہوگیا۔

یہی تحریرات مقدمہ بلم داس بنام امرراج (۱) سے متعلق ہین جو اوسی اصول پر فیصل کیا گیا تہا۔

یہ مقدمات مقدمات محولہ سابق سے بالکل علیحدہ ہین۔

ہرکٹ صاحب جسٹس - مین اپنے بہائی نکس صاحب سے اتفاق کرتا ہون اور مجہکو کوئی امر اونکی تجویز مین اضافہ کرنا نہین ہے۔

بلیر صاحب جسٹس - مدعی اپیلانٹ قایم مقام حقوق راہن اور مدعا علیہا رسپانڈنٹ قایم مقام حقوق مرتہن نالش ہذا مین ہین جس امر کی نسبت ہم سے استصواب کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آیا مرتہنان نے بذریعہ خرید کرنے بعض اجزاے جایداد مرہونہ کے بہ علت اجرائے ڈگری زر نقد نیلام ہوئی تہی اپنے حقوق مرتہنی کل جایداد مذکور مین زائل کئے یا نہین بالفاظ دیگر جب حقوق راہن ومرتہن ایک شخص کو ایک جزو ایسی جایداد مین حاصل ہون جو داخل رہن یا رہون ہو تو آیا حقوق مرتہن نسبت کل جایداد کے ساقط ہوجاتے ہین یا نہین۔

اول مقدمہ جسکا حوالہ منجانب اپیلانٹ دیا گیا مقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین (۲) ہے اوسمین صاف طور پر جواب اس سوال کا اثبات مین دیا گیا ہے حکام ذیعلم نے کوئی وجہ بیان نہین کی اور نہ کسی سند کا حوالہ دیا بلا شبہہ حکام موصوف کا فیصلہ عام مسئلہ ناقابل تجزیہ ہونے رہون پر مبنی ہے اوسمقدمہ کی تقلید مسلمؐ ڈویژن بنچ عدالت ہذا نے جسمین ایک حاکم مجوز مقدمہ مذکورہ بالا شریک تہا مقدمہ خواجہ بخش بنام امامن (۳) کی فیصلہ مین جو وجہ بیان کی گئی یہ تہی کہ مرتہن نے خریداری ایسے نیلام مین کی تہی جسمین کفالت
۴۹ ناقبل کا اعلان کیا گیا تہا اور اس لئے یہ تصور کرنا چاہئے کہ اوس نے خریداری ایسی قیمت پر کی جسمین زر کفالت جسکا اعلان کیا گیا تہا شامل متصور ہونا چاہئے ظاہرا حکام ذیعلم نے اوس فرق پر لحاظ نہین کیا جو ماہین اوس مقدمہ کے جو وہ فیصل کر رہے تہے اور اوس مقدمہ کے تہا جسکی تقلید وہ کرنا چاہتے تہے فیصلہ مقدمہ خواجہ بخش میری دانست

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۳۴ (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ (۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۱۰

نظیر ۱۸۷۰ء
مقدمہ مذکور
بنام
راجہ ہری رنگ

مین قابل اعتراض نہین ہے اور بلاشبہ وہ کوئی سند واسطے اس مسئلہ کے نہین ہے کہ مرتہن کی خریداری ایک جزو جایداد مرہونہ سے بنفسہٖ کل رہن ساقط ہو جاتا ہے جو کچھ کہ بمقدمہ خواجہ بخش بنام امامن خرید کیا گیا تھا وہ کل جایداد مرہونہ تھی اور نہ جزو اوسکا اوس اصول کے مطابق کہ نہین جسپر یہ دو مقدمات فیصل ہوئے ہین ہمکو یہ قیاس کرنا لازم ہے کہ بمقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین حکام کی یہ راے تھی کہ نیلام مین بولی بولنے والون نے یہ تصور کیا کہ کل زر کفالت جسکا اعلان کیا گیا تھا اوس جزو جایداد مرہونہ سے قابل وصول تھا جو نیلام ہوئی اور خرید کی گئی اگر یہ مسئلہ عام طور پر متعلق ہوتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ اگر چند اجزا حق راہنی علیحدہ علیحدہ معہ اعلان کفالت کے باجراے جداگانہ ڈگریات زر نقد کے نیلام ہوتے اور ہر ایک خریدار قیمت اداشدہ کے حساب مین کل زر کفالت داخل تصور کرتا تو راہن کا اوتنے ہی تعداد کل بار کفالت کے نقصان ہوتا کہ جتنی مرتبہ نیلامات عمل مین آئے بخلاف اسکے اگر مرتہن ایسے نیلامات مین سے کسی نیلام مین خریداری کرتا اور ایسی قیمت ادا کرتا جسمین سے کل مالیت اوسکی کفالت کی اوس قیمت سے منہا کی گئی ہوتی جو وہ بصورت نہونے کفالت کے ادا کرتا تو اس صورت مین یہ تجویز کرنا قرین انصاف ہوتا کہ اوسکی خریداری سے کل بار کفالت رفع ہو گیا بمقدمہ خواجہ بخش بنام امامن حق راہنی کل جایداد مرہونہ کا خرید کیا گیا تھا لہذا اوس مقدمہ سے جواب اوس سوال کا حاصل نہین ہوتا جو ہم سے کیا گیا ہے۔

مقدمہ بلڈ واس بنام امر راج (۱) مین ظاہرا و نظائر ماقبل کی تقلید کی گئی ہے جنکا ذکر مین کر چکا ہون لیکن عدالت نے ظاہرا اوس فرق پر لحاظ نہین کیا جو اون دو
۳۰ مقدمات مین تھا نسبت فیصلہ مقدمہ مذکور کے میری راے مین انصافاً کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا لیکن مقدمہ مذکور کوئی سند تائید اوس مسئلہ وسیع تر کے نہین ہے جسپر اپیلانٹ نے استدلال کیا ہے۔

واقعی یہ دو مقدمات آخر الذکر مطابق اوس اصول کے ہین جو کہ پریوی کونسل نے بمقدمہ نواب عظمت علیخان بنام جواہر سنگھ (۲) قرار دیا ہے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ہر ایک نے اون حکام مین سے جنہون نے مقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین فیصل کیا

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۰۰ (۲) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۔

سنہ ۱۸۹۵ء

سندر کنور بنام رام ہری ہر سنگھ

کسی دیگر فیصلہ کو وقعت اپنی رائے کی عطا کی جسکے اصول کو تجویز مقدمہ مذکور سے مطابق کرنا عملاً لاممکن معلوم ہوتا ہے دیکھو مقدمہ بشیشر سنگھ بنام لایق سنگھ (۱) و مقدمہ بلم داس بنام امر راج (۲)۔

عدالت ہذا کی تجاویز زمانہ حال مین برابر اس اصول کی پابندی کی گئی ہے کہ ہر جزو حق راہنی علیحدہ شدہ بہ حصہ رسدی قرضہ رہن جو کل جایداد پر تھا عاید کیا گیا۔ نظائر کلکتہ بھی اسی مضمون کی ہین غلبہ اسناد جو میری دانست مین صحیح خیالات انصاف و عدل پر مبنی ہین مقتضی اسکا ہے کہ جواب اوس سوال کا نفی مین دون میری رائے مین یہ صحیح عام معقول قانون کا نہین ہے کہ اگر مرتہن جزو جایداد مرہونہ نیلام اجراے ڈگری مین خرید کرے تو اوسکے حقوق نسبت کل جایداد کے زائل ہو جاتے ہین۔

بنرجی صاحب جسٹس۔ وہ امر کہ جسکی نسبت ہم سے استصواب کیا گیا ہے مجملاً یہ ہے کہ آیا اگر مرتہن ایک جزو جایداد مرہونہ تابع اپنے رہن کے خرید کرے تو نتیجہ اوسکا یہ ہوتا ہے کہ کل رہن بلا لحاظ مالیت جایداد کے جو خرید کی گئی اور اوس قیمت کے جو اوسکے لئے ادا کی گئی بیباق ہو جاتا ہے عام اس سے کہ خریداری بعلت اجراے ڈگری سادہ زر نقد کے ہو یا بعلت اجراے ایسی ڈگری کے ہو جو خود مرتہن نے بابت ایک رہن مابعد کے حاصل کی ہو۔

میرا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ ایسی خریداری سے ضرورتاً پورا زر رہن بیباق اور رہن ساقط نہین ہوتا جیسا کہ مین نے اپنی تجویز مقدمہ سیتا لال بنام انندی لال (۳) مین بیان کیا ایسی خریداری کا اثر بعض صورتون مین یہ ہے کہ کل قرضہ رہن بیباق ہو جاتا ہے لیکن مین
۳۱ یہ قرار نہین دے سکتا کہ اوسکا یہ اثر ہر صورت مین ہے اگر کوئی جزو جایداد مرہونہ کا مرتہن حاصل کرے یا کل مرتہنان جب ایک سے زیادہ ہون حاصل کرین تو حیثیت مجموعی رہن کی شکستہ ہو جاتی ہے اور مالک بقیہ جایداد کا مستحق ہوتا ہے کہ اپنا حصہ باداے جزو رسدی زر رہن واجب کے انفکاک کراوے لیکن بوجہ ایسی خریداری کے ضرورتاً رہن ساقط نہین ہو جاتا یہ امر احکام فقرہ آخر دفعہ ۶۰ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء اور اون نظائر سے جنکا حوالہ میرے ہمجلیس ناکس صاحب نے اپنی تجویز مین دیا ہے صاف ظاہر ہے اگرچہ کسی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۰۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۳۰ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۹۶

سنہ ۱۸۹۰ء
نند کشور
بنام
راموہری کا پیخ سنگھ

بجانب اپیلانٹ حجت کی گئی ہے مرتہن کی خریداری ایک جزو جایداد مرہونہ سے ہرصورت
مین کل زر رہن بیباق ہو جاتا ہے تو فقرہ مذکور غیر ضروری او فضول ہے اس امر مین
شبہہ نہین ہو سکتا کہ جایداد تابع زر رہن فروخت ہو سکتی ہے اور خود مرتہن حق راہنتی کلاً
یا جزواً بذریعہ بیع خانگی یا نیلام صیغہ اجراے ڈگری خرید کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی جزو جایداد
مرہونہ تابع زر رہن کے نیلام کیا جاے اور خود مرتہن اوسکو خرید کرے تو بعض حقوق مابین
مرتہن یا اوسکے قایم مقام حق کے ایک جانب اور راہن یا اوسکے قایم مقام حق کے
بجانب دیگر پیدا ہو گئے ہین اور عدالت کو بحیثیت عدالت انصاف و عدل لازم ہے
کہ حقوق مذکور کو نافذ کرے ایک اون حقوق مین سے یہ ہے کہ مرتہن بذریعہ خریداری
ایک جزو جایداد مرہونہ کے راہن کی حالت اوس سے خراب نکرے جو اوس کی
اوس صورت مین ہوتی کہ کسی اور شخص نے جایداد خرید کی ہوتی جب چند جایداد ایک
قرضہ کی کفالت مین رہن کیجائین تو جایداد ہاے مذکور حسب دفعہ ۸۲ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء
بصورت نہونے کسی معاہدہ خلاف کے مستوجب اسکی ہین کہ اون سے حصہ رسدی
قرضہ وصول کیا جاے اور ذمہ داری ہر ایک جایداد کی بقدر اوسکی مالیت کے ہے
جو تاریخ رہن پر ہو اگر خود مرتہن اون جایدادون مین سے جو حصہ رسدی زر رہن
کی ذمہ دار ہین ایک جایداد خرید لیوے تو اوسکو حصہ رسدی قرضہ کا متحمل ہونا چاہیے اور اوسکو یہ
۳۲ اجازت نہین دیجا سکتی کہ اپنا فایدہ اور راہن یا مالک بقیہ جایداد کا نقصان اسطور
پر کرے کہ اوس پر کل بار قرضہ کا ڈالے اور صرف اوس جایداد کو ذمہ دار قرضہ قرار
دیوے اوس پر لازم ہے کہ قیمت اوس جایداد کی جو اوس نے خرید کی داخل حساب
کرے جب کوئی جایداد تابع کسی رہن کے نیلام کیجاتی ہے تو وہ قیمت جو خریدار
اوس کی ادا کرتا ہے معمولی بقدر مالیت ارز بازار بہ منہائی زر رہن کے ہے اگر
خود مرتہن خریدار ہو اور جیسا کہ عموماً ایسی صورت مین واقع ہوتا ہے قیمت جیسی اوسکی پوری قیمت
ارز بازار جایداد کی نہو تو اوسکو یہ اجازت نہوتی چاہیے کہ وہ روپیہ جو اوس قیمت
سے جو اوس نے ادا کی بحساب قیمت ارز بازار زیادہ ہو اپنے پاس
رہنے دے اور اس طرح پر راہن یا دیگر مالک بقیہ جایداد مرہونہ کو نقصان
پہونچاوے اسی وجہ سے یہ ضرور ہے کہ مرتہن قیمت اوس جایداد کی

۱۸۹۰ء
بندرائو
بنام
رام ہری ...

جو خود اوس نے خرید کی ہو داخل حساب کرے نتیجہ اوسکی خریداری کا بعض صورتون
مین یہ ہوتا ہے کہ کل زر رہن کا اوسکی خریداری سے بیباق ہونا تجویز کیا جاتا ہے لیکن کوئی
اصول قانون یا عدل ایسا نہین ہے جسکے بموجب یہ قرار دیا جاسکے کہ مرتہن کی خریداری
ایک جزو جایداد مرہونہ کی جو اوس نے تابع اپنے رہن کے کی ہو بنفسہٖ اس لئے
کافی ہے کہ رہن ساقط ہو جائے فرض کیجئے کہ جایداد مرہونہ ایک بڑی زمینداری ہے
تو یقیناً یہ نہین کہا جاسکتا کہ اگر مرتہن نے چند ایکڑ اراضی اوس زمینداری مین سے خرید
کئے تو کل زر رہن اس وجہ سے بیباق ہو گیا یہ خیال مین آسکتا ہے کہ مرتہن خاص
وجوہ سے مثلاً بوجہ قربت اوس جایداد کے جو اوسکی ملکیت ہے یہ خواہش رکھتا
ہو کہ جزو قلیل جایداد مرہونہ کا خرید کرے اور اس لئے اوسکی پوری قیمت ادا
کرے اور باقی جایداد واسطے اطمینان زر رہن کے کافی ہو اگر وہ پوری قیمت اس
جزو کی ادا کرے جو اوس نے خرید کیا تو اس خریداری سے کسیطرح پر
نقصان راہن کا نہین ہوسکتا اور اوسکو کوئی حق بمقابلہ مرتہن کے حاصل نہین
ہوتا یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی شخص علاوہ مرتہن کے کوئی جزو جایداد مرہونہ کا خرید
کرے تو وہ اوس جزو کو کہ جو اوس نے خرید کیا دعوی مرتہن سے بذریعہ
ادا کرنے کل زر رہن واجب کے محفوظ رکھ سکتا ہے مگر اوسکو حق ادائے
رسدی بمقابلہ دیگر جایداد ہائے مرہونہ کے حاصل ہوگا اسکی کوئی وجہ نہین ہے ۴۲
کہ اگر مرتہن خریداری کرے تو وہ اوس سے بدتر حالت مین ہو جو دیگر خریدار
کی ہوتی بوجوہ مذکورہ بالا میری یہ رائے ہے کہ مرتہن کے ایک جزو
جایداد مرہونہ خرید کرنے سے خواہ مخواہ رہن ساقط نہین ہو جاتا اگر
کہ ایسی خریداری سے کسی قدر زر رہن کا بیباق ہونا تجویز کیا
جاسکتا ہے ایک ایسی بحث ہے جس کا فیصل کرنا بر طبق
اوس استصواب کے جو ہمارے روبرو ہے ضروری
نہین ہے صرف اسقدر کہنے کی نسبت امر مذکور کے
ضرورت ہے کہ جواب حالات خاص ہر مقدمہ پر
منحصر ہے۔

عدالت

منشی نولکشور
بنام
راجہ ہری راج سنگھ

ایک مقدمہ رپورٹ شدہ جسمین رائے خلاف اوس رائے کے قائم کی گئی جو پہلے ظاہر کیگئی ہو مقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین (۱) ہے رپورٹ اوس مقدمہ کی بہت خفیف ہے لیکن مسل مقدمہ سے جسکا ہمنے ملاحظہ کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس مقدمہ مین ایک مرتہن مابعد نے ایک جزو جائداد مرہونہ کا بعلت اجراے ایسی ڈگری کے خرید کیا تھا جو ایک دوسرے مرتہن نے بابت ایک رہن ماقبل کے حاصل کی تھی۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جو جائداد بمواخذہ رہن ماقبل نیلام کی گئی وہ تابع اوس کفالت کے نیلام ہوئی جو رہننامہ مابعد سے قائم کی گئی تھی۔ باوجود خیال صاحب جسٹس ویراڈ و ہرسٹ صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ اگر رہن تابع اوس کفالت کے کیا گیا جو مرتہن مابعد کو حاصل تھی تو یہ تجویز ہونا ضروری ہے کہ اوسکا قرضہ بیباق ہو گیا۔ حکام ذیعلم نے حوالہ کسی سند یا اصول قانون کا نہین دیا جس سے اونکی راے کی تائید ہوتی ہو اونہون نے اس امر پر لحاظ نہین کیا کہ آیا وہ فرق جو مابین قیمت ارزبازار جائداد مذکور اور اوس قیمت کے تھا جو ادا کی گئی مساوی تعداد زر رہن مابعد کے تھا یا نہین اور اونہون نے بلا کسی شرط کے یہ تجویز کی کہ مرتہن کا ایک جزو جائداد مرہونہ تابع اپنے رہن کے خرید کرنا اسلئے کافی ہے کہ کل زر رہن ساقط ہو جاے بوجوہ مندرجہ بالا مین راے حکام ذیعلم موصوف سے اتفاق نہین کر سکتا۔ مجھکو یہ معلوم ہوا ہے کہ بمقدمہ بخشیش سنگھ بنام لائق سنگھ (۲) اون حکام ذیعلم مین سے ایک حاکم نے نتیجہ متناقض اوس راے کے اخذ کیا جو اوس نے تین روز بعد بمقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین قائم کی۔

دوسرا مقدمہ جسکا حوالہ منجانب اپیلانٹ دیا گیا مقدمہ اللہ بخش بنام امامن (۳) ہے اسمقدمہ مین کل جائداد مرہونہ مرتہن نے بابت اجراے اوس ڈگری کے خرید کی تھی جو اوس نے بابت رہن مابعد کے حاصل کی تھی اور اوس نے ۱۳۲ اون اشخاص کو جو خریداری کرنا چاہتے تھے اطلاع رہن ماقبل کی جو اوسکے حق مین ہوا تھا دی تھی یہ تجویز ہوئی کہ رہن ماقبل بوجہ خریداری کے ساقط ہو گیا ایک حاکم ذیعلم نے اپنی راے مسئلہ تداخل حقوق پر مبنی کی جو بلاشک خریداری مرتہن صرف ایک جزو جائداد مرہونہ سے متعلق نہین ہو سکتا ایسی صورت مین جملہ حقوق راہن و مرتہن ایک ہی شخص کو

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۹۱

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۷

(۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۰

نند کشور بنام احمد ...

حاصل نہین ہوتے پس وہ نظیر کوئی سند بتائید اوس مسئلہ کے نہین ہے جسپر اپیلانٹ نے استدلال کیا ہے۔ بمقدمہ بلرداس بنام امراج (۱) ظاہراً مرتہن نے جائداد مرہونہ باجازت عدالت بعلت اجراے ایسی ڈگری کے خرید کی تہی جو اوس نے بابت اپنے رہن ماقبل کے حاصل کی تہی مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ کسطرح پر ایسی خریداری کا یہہ اثر ہوسکتا ہے کہ اوسکا رہن مابعد جو اوسی جائداد پر تہا ساقط ہوجاے

جواب یہ کہ مین نے ابہی ظاہر کی مطابق نظیر مقدمہ سہیر اکنور بنام بھگونت سنگہ (۲) کے ہے۔

مین جواب اوس سوال کا جو مجھسے پوچھا گیا ہے حسب مذکورہ بالا یہ دونگا کہ مرتہن کی خریداری ایک جزو جائداد مرہونہ سے جو بحالات مندرجہ حکم استصواب عمل مین آئی خواہ رہن ساقط نہین ہوگیا

ایکمن صاحب جسٹس - مین اپنے ہمجلیس سے یہہ خیال کرنے مین اتفاق کرتا ہون کہ مقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین (۳) کا فیصلہ غلط ہوا ہے اور مین تجویز اپنے ہمجلیس بنرجی صاحب سے اتفاق کرتا ہون۔

از عدالت پس ہمکو یہی تجویز کرنے مین کوئی تامل نہین ہے کہ نظیر مقدمہ احمد ولی بنام باقر حسین (۳) منسوخ ہونی چاہیے اور جواب دونون امور کا جو ہمارے روبرو ارسال کئے گئے نفی مین دینا چاہیے۔

ہم یہ ہدایت کرتے ہین کہ اس جواب کے ساتہ مسل اوس جلسہ مین بہیجی جاے جس نے استصواب کیا تہا۔

(۱) انڈین لاءرپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۳۰ - (۲) ویکلی نوٹس ۱۸۹۰ء صفحہ ۱
(۳) ویکلی نوٹس ۱۸۹۳ء صفحہ ۶۱

۱۸۹۵ء ۱۲ جولائی

صفحہ کتاب انگریزی ۳۵

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

فرانسس ایگ (مدعاعلیہ) بنام **رام پرن سنگہ و یکس دیگر** (مدعیان)

ڈگری استقراریہ - نالش استقرار استحقاق و قبضہ جائداد غیر منقولہ - حد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ دفعات ۱۲۰ و ۱۴۴ -

نالش استقرار حق و قبضہ واقعی جائداد غیر منقولہ سے میعاد سماعت محکمہ دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے - مقدمہ موروین شیلاجی بنام گوپال بن مستو (۱) و درگا بنام چودھری (۲) و بیسکا بی بامی بنام پانڈو (۳) و محمد ریاست علی بنام حسن بانو (۴) کا حوالہ دیا گیا - تجویز اولڈفیلڈ صاحب جسٹس مصدرہ مقدمہ بینی پرشاد بنام جعفر علی (۵) کی تقلید نہین کی گئی -

یہ نالش واسطے استقرار حق مدعیان اور قبضہ جائداد غیر منقولہ کے دائر کی گئی - مدعیان نے یہ بیان کیا کہ ۲۰ - جون ۱۸۸۹ء کو حاکم بندوبست نے اونکا نام کاغذات مال متعلقہ جائداد متنازعہ سے خارج اور نام مدعاعلیہم کا بیجا طور پر داخل کیا ہے اونہون نے یہ بیان کیا کہ وہ قابض ہین اور ہمیشہ باوجود تحریر مندرجہ کاغذات بندوبست کے قابض رہے ہین - اونہون نے صرف ڈگری استقراریہ کی درخواست کی -

عدالت مرافعہ اولی (منصف جونپور) نے بطور امر واقعی کے یہہ تجویز کی کہ مدعیان قابض تھے اور نالش دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کو متعلق کرکے ڈسمس کی -

مدعیان نے اپیل کیا - عدالت اپیل اول درجہ ماتحت جونپور نے یہ تجویز کی کہ مدعیان قابض تھے اور اونکے دعوی کو ڈگری کیا -

مدعاعلیہ نے برطبق اسکے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر امیر الدین منجانب اپیلانٹ

مولوی غلام مجتبی و مولوی محمد اسحاق منجانب ریسپانڈنٹان

ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - اس

(۱) اپیل دوم نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۹۳ء بنارا ضی ڈگری بابو بیجا ناتھ صاحب جج ضلع جونپور مورخہ ۲ مئی ۱۸۹۳ء منسوخی ڈگری ... منصف جونپور مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۲ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۰

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۶۰

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۴

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۰

(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۴

۱۸۹۵ء — فراشت سنگھ بنام رام پرون سنگھ

۲۶ اپیل دوم سے جو ہمارے سپرد واسطے فیصلہ کے کی گئی ہے ایک بحث اہم یہ پیدا ہوتی ہے کہ کونسا قاعدہ
حد سماعت نالش استقرار حق اور قبضہ واقعی جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہے یہ امر اسطرح پیدا ہوا۔ مدعیان
نے جو پٹہ دار شان عدالت ہذا مین یہ بیان کیا کہ وہ مستحق قبضہ ایک جائداد واقع موضع بھورا کے ہین
اونکا یہ بیان ہے کہ از روے ایک حکم مہتمم بندوبست مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۳ء کے (کہ یہ عہدہ دار
اوسوقت کام بندوبست کا ضلع جونپور مین کرتا تھا) جو درخواست مدعاعلیہم پر صادر ہوا اونکا نام
کاغذات دیہی سے بابت جائداد متنازعہ کے خارج کیا گیا اور نام مدعاعلیہ کا بطور قابض کے
درج کاغذات کیا گیا مزید بران مدعیان نے یہ بیان کیا کہ وہ اوسوقت تک جب حاکم بندوبست
نے یہ اندراج کیا قابض تھے اور وہ برابر تاریخ نالش یعنی ۱۵ مئی ۱۸۹۵ء تک واقعی قابض رہے
اب چونکہ بارہ سال تاریخ اندراج حاکم بندوبست سے جسکے وہ شاکی ہین اور جسکو وہ اپنی بناے مخاصمت
بیان کرتے ہین منقضی ہونے والے ہین اونھون نے یہ نالش دائر کی جسمین وہ استدعاے استقرار
حق اور نیز ہونے قبضہ واقعی جائداد متنازعہ کی بتاریخ نالش کرتے ہین جو اعتراض کہ ہمارے روبرو
کیا گیا ہے کہ مدعیان کی نالش مین جسوقت کہ وہ دائر کی گئی تمادی عارض تھی اپیلانٹ یہ حجت
اس بنا پر کرتا ہے کہ کوئی دفعہ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت ہند مجریہ ۱۸۷۷ء ایسی نہین ہے جو اس
نالش سے جسطرح پر کہ وہ رجوع کی گئی متعلق ہو اور اسلئے وہ منشاے دفعہ ۱۲۰ مین داخل ہوگی کہ
اس مین صرف ۶ سال کی میعاد مقرر ہے جسکے اندر تاریخ بناے مخاصمت سے نالش کا دائر
کرنا ضروری ہے اگر یہ حجت صحیح ہے تو نالش بلاشبہ ممنوع السماعت ہے بخلاف اسکے رسپانڈنٹ
اس نالش کو گو وہ بصراحت نالش استقرار حق و قبضہ جائداد غیر منقولہ بیان کی گئی ہے دفعہ ۱۴۴ مین داخل
کرنا چاہتے ہین جسمین قاعدہ واسطے نالشات قبضہ جائداد غیر منقولہ یا کسی حق واقع جائداد مذکورہ کے مقرر
کیا گیا ہے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرق عظیم مابین نالش استقرار حق کے کہ استدعا اس نالش مین
کی گئی ہے اور نالش قبضہ واقعی جائداد غیر منقولہ کے ہے ایسی نالش مین جس سے دفعہ ۴۲ متعلق ہے جسکے
ضرور ہے کہ استدعاے صریحی یا ضمنی واسطے بیدخلی کسی شخص کے جائداد یا حق واقع جائداد متنازعہ
۲۷ نالش سے کیجاے نالش حال مین مدعیان نے صاف طور پر یہ بیان کیا ہے کہ وہ قابض ہین اور
ہمیشہ سے قابض چلے آتے ہین کسی شخص کی بیدخلی جائداد سے یا کسی حق واقع جائداد سے ہو خواہ
نہین ہے صرف اونکی درخواست یہ ہے کہ وہ شبہہ جو حسب بیان اونکے نسبت اونکے استحقاق کے
قریب بارہ برس پیشتر از رجوع نالش سے ڈالا گیا رفع کیا جاے ہمکو یہ تذکرہ کرنا چاہیے کہ قبل اسکے کہ

۱۹۰۸ء
فرانسس لیک
بنام
رام ہرن سنگھ

یہ حجت ہمارے روبرو پیش کی گئی کہ وکیل ذیعلم ریسپانڈنٹان نے یہ حجت کی تہی کہ اس نالش سے
باستعمال ہونا اوسکے الفاظ کے کوئی مدسماعت متعلق نہین ہے وکیل موصوف نے تائید اپنے موید ۲۳ ایکٹ میعاد
سماعت کا حوالہ دیا اور یہ حجت کی کہ اس مقدمہ مین مضرت مسلسل ہے اور یہ کہ جب تک کہ وہ اندراج غلط کاغذات
دیہی مین قائم ہے تب تک اوسکو ایک جدید بنائے مخاصمت ہر روز حاصل ہوتی ہے اولاً یہ بیان
عرضی دعوی مین نہین کیا گیا جسمین ایک علیحدہ بنائے مخاصمت کا پیدا ہونا بتاریخ ۲۰ جون ۱۸۹۶ء
بیان کیا گیا ہے ثانیاً بالعمل حاکم بندوبست اگر وہ مضر حق مدعیان تہا تو وہ مضرت صرف ایک مرتبہ
پہونچائی گئی اور وہ بت مناسب طور پر بنائے مخاصمت بیان کی گئی جسکی وجہ سے مدعیان عدالت مین حاضر ہوئے۔
نسبت حجت کے کہ یہ نالش دفعہ ۲۳ کے ہے وکیل ذیعلم نے حوالہ مقدمہ مسوردہ بن پاٹل جی بنام
گوپال بن ستو (۱) کا اس بیان سے دیا کہ وہ مقدمہ اونکے مفید اونکے ہے مقدمہ مذکور اگر تشبیہا کہ سکین
ایک بہت کمزور تنکا ہے جو اسقدر بار برداشت نہین کر سکتا اون دو حکام کی رائے مین جنکے روبرو
اول یہ مقدمہ پیش ہوا اختلاف تہا یہ صحیح ہے کہ اونمین سے ایک اوس رائے کی جانب مائل
تہا جسپر ریسپانڈنٹان کی جانب سے ہمارے روبرو استدلال کیا گیا ہے چونکہ حکام کی رائے مین اختلاف
تہا لہذا مدعی مقدمہ مذکور نے اپیل حسب فرمان شاہی کیا اور بمطابق اوسکے یہ تجویز ہوئی کہ حجت
مدسماعت ایسی نہ تہی جسکا فیصلہ مناسب طور پر اوس نالش مین ہو سکتا تہا ایک اور مقدمہ جو کہ بہ
تائید حجت ریسپانڈنٹان کے ہے مقدمہ بی پرشاد بنام ظفر علی (۲) ہے ہم تحریرات اونڈفیلڈ صاحب
جسٹس سے جو بصفحہ ۵۰ مندرج ہین اتفاق نہین کر سکتے خود حاکم ذیعلم کو جلد گذشتہ سیکنڈ بندوبست ادرس سے
کے معلوم ہوا ہوگا جو اونہون نے اوس مقدمہ مین قائم کی تہی کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حاکم
موصوف نے بمقدمہ درگا بنام حیدر علی (۳) صریحاً یہ تجویز کی کہ دعوی استقرار یہ سے مد ۱۲۰ ایکٹ ۳۸
مدسماعت ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے اسی قسم کا مقدمہ بھیکاجی بنام پانڈو (۴) ہے جسکی اطلاع
ہمکو کونسل اپیلانٹ نے دی اوسی کونسل ذیعلم نے ہماری توجہ تجویز پریوی کونسل صادرہ در مقدمہ
محمد ریاست علی بنام حسن بانو (۵) پر مائل کی جو بصفحہ ۱۶۳ حکام عالی مقام نے بحث نسبت مدسماعت
متعلقہ ایسی نالشات کے کی ہے اور اونہون نے یہ فرمایا ہے کہ مد ۱۲۰ اونکے کہ یہ صاف ظاہر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۲۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۶۷ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۱۰۱
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۱۵۷

۱۸۸۶ء
فرانسیس ملک بنام رام ہرن سنگھ

ہو کہ نالش کسی اور مدعی میں داخل ہوتی ہے متعلق ہونی چاہیئے جبکہ کوئی ایسی مدد دریافت نہیں ہوئی اور کسی ایسی مد کا ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ جب یہ نالش دائر کی گئی تھی اسمیں تمادی عارض تھی اور وہ پذیرا نہیں ہوسکتی تھی پس ہم اس اپیل کو منظور اور تجویز اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور یہ ہدایت کرتے ہیں کہ یہ نالش بحرچہ مسمی مسترد ہو

نسبت خرچہ کے ہماری یہ راے ہے کہ چونکہ یہ امر کسی عدالت ماتحت میں پیش نہیں کیا گیا لہذا ہمکو کوئی حکم دینا چاہیئے اور ہم کچھ حکم نہیں دیتے۔

اپیل ڈگری ہوا

صیغہ متفرقہ دیوانی

۱۸۹۶ء
۱۳ - جولائی
صفحہ کتاب انگریزی ۳۰

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

چھیل بہاری لال (مدعاعلیہ) بنام رنجل داس وغیرہ دیگر (مدعیان)[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷۳ و ۵۸۲ - فریقین اپیل - دائن قابل ڈگریدار رسپانڈنٹ نے استدعا درج کئے جانے اپنے نام کی مسل میں بحیثیت رسپانڈنٹ کی۔

تجویز ہوئی کہ دائن ڈگری دار کا جسنے ڈگری دوران اپیل میں جو اوسکی ناراضی سے کیا گیا ہو قرق کرائی مستحق اسکا نہیں ہے کہ وہ اوس اپیل میں حسب دفعہ ۲۷۳ و ۵۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رسپانڈنٹ بنایا جاوے۔

واقعات مقدمہ کے کافی طور پر حکم عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

منشی مادہو پرشاد منجانب سائل۔

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - یہ ایک درخواست حسب دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۵۸۲ مجموعہ مذکور کے اسلئے ہے کہ سائل کا نام بطور رسپانڈنٹ کے اوس اپیل میں درج کیا جاے جو عدالت ہذا میں دائر ہے۔ سائل رسپانڈنٹ کا ڈگریدار ہے اور اوس نے اوس ڈگری کو جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے باجراے اپنی ڈگری موسومہ رسپانڈنٹ کے قرق کرایا ہے۔ اوسکی جانب سے یہ حجت کی گئی ہے کہ بوجہ اس قرقی کے اوسکو نالش متدائرہ میں ایک حق حاصل ہوگیا اور اسلئے وہ مستحق ہے کہ حسب دفعہ ۲۷۳ بطور فریق کے اپیل میں شامل کیا جاے ہماری راے میں سائل ایسا شخص نہیں ہے کہ جسکے حق میں کوئی انتقال کسی حق کا دوران اپیل میں

[*] درخواست بمقدمہ اپیل اول نمبر ۲۳۴ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۰ء

جمیل بہار حمال
بنام
اہل داس

کیا گیا ہو یا کوئی ایسا حق پیدا یا ہو چکا ہو جو قبول کیا گیا ہے کہ وہ منتقل الیہ ڈگری کا معین ہے جو کچھ کہ مسٹر مادہو پرشاد اونکی جانب سے بیان کرتے ہین وہ یہ ہے کہ سائل کو حق بذریعہ تحریر قانونی کے پیدا ہوا یعنی بذریعہ قرقی کے جو اونسے اوس ڈگری کی کرائی جو رسپانڈنٹ کے حق مین صادر ہوئی تھی۔ اس حجت سے ہم اتفاق نہین کر سکتے چنانچہ صفحہ ۲۰۶ کتاب قابل صاحب موسومہ چانسری پریکٹس مین یہ تحریر ہے کہ یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ کوئی شخص فریق نالش نہ بنایا جاویگا جسکے مقابلہ مین بوقت سماعت کوئی حکم صادر نہ ہو سکے۔ پس یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا سائل ایسا شخص ہے کہ جسکے حق مین یا جسکے خلاف کوئی ڈگری اپیل مین صادر ہو سکتی ہے یا نہین ہماری دانست مین وہ ایسا شخص نہین ہے۔ مسٹر مادہو پرشاد نے مقدمہ [illegible] بنام آستھہ (۱) پر استدلال کیا۔ ہماری دانست مین اوس مقدمہ کو کوئی تعلق بحث موجودہ سے نہین ہے وہ ایک ایسا مقدمہ تھا کہ جسمین بعد حصول ڈگری کے مدعی ڈگریدار نے ایک حکم اجراے اطلاعنامہ بنام ایک مدیون ڈگری اپنے مدیون ڈگری کے حاصل کیا تھا۔ لنڈن اینڈ ساؤتھ ویسٹرن بینک نے جسکے پاس ڈگری بنام مدعی ڈگریدار کے تھی اور جسنے مدعی کی ڈگری قرق کرائی تھی یہ استدعا کی کہ وہ اوس کارروائی مین فریق بنائی جاے جو مدعی نے اپنے مدیون ڈگری کے خلاف کی تھی اور وہ منظور ہوئی تھی اس قسم کے مقدمہ کی بابت دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین حکم ہے جسمین یہ اجازت ہے کہ ڈگریدار جسنے کوئی ڈگری قرق کرائی ہو بعض حالات مین خود درخواست اجراے ڈگری مذکور کر سکتا ہے اور کل وہ تدبیر کر سکتا ہے جو واسطے وصول کرنے زر ڈگری کے جسکو
۴۰ اوسنے قرق کرایا ضروری ہون یہ بات اسبہ تجویز کرنے سے بہت مختلف ہے کہ آیا قارق کو یہ استحقاق ہے کہ نسبت روئداد اوس ڈگری کے اوسکا بیان سنا جاے جو اوسنے قرق کرائی ہے اور جو بصیغہ اپیل زیر تجویز ہے بوجوہ مذکورہ بالا ہم درخواست کو مع خرچہ کے نامنظور کرتے ہین

درخواست نامنظور ہوئی

(۱) لا جرنل ایکوٹی جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۵

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء
۱۳- جولائی
صفحہ کتاب انگریزی
۳۰

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند بنام چیدا وغیرہ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۳۷ و ۵۲۹ - معافی - وعدہ معافی ایسے مجسٹریٹ نے کیا جسکو اختیارات حسب دفعہ ۳۳۷ حاصل تھے مگر وہ ایسا مجسٹریٹ نہ تھا جسکے روبرو تحقیقات ہو رہی تھی

ایک ڈکیتی کا ارتکاب ضلع متھرا مین ہوا تھا اور اوسکی تحقیقات ضلع مذکور مین ہو رہی تھی اثنائے تحقیقات مذکور مین ایک شخص پرتاب سنگہ روبرو مجسٹریٹ ضلع متعلقہ ایٹہ کے حاضر ہوا اور حاکم موصوف سے ڈکیتی مذکور کی بابت وعدہ معافی حاصل کیا جسکی بنا پر مجسٹریٹ ضلع ایٹہ نے اوسکا اظہار بطور ایک گواہ کے لیا اور اوس نے ایک بیان کیا جس سے وہ اور چند دیگر اشخاص جرم ڈکیتی مین ماخوذ ہوتے تھے - بعدہ جب مقدمہ عدالت سشن جج آگرہ مین سپرد کیا گیا وعدہ معافی جو مجسٹریٹ ضلع ایٹہ نے کیا تھا نظرانداز کیا گیا اور پرتاب سنگہ کی تجویز بابت جرم ڈکیتی کے عمل مین آئی اور حکم سزا صادر کیا گیا -

برطبق اپیل عدالت ہائیکورٹ یہ **تجویز ہوئی** کہ نظر بحالات مجسٹریٹ ضلع ایٹہ کو اختیار کرنے وعدہ معافی کا نہ تھا جو اوسنے کیا تھا اور یہ کہ اس بارہ مین اوسکی کارروائی منشائے دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین داخل نہین ہوتی ہے -

واقعات مقدمہ ہذا جہانتک کہ واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر ان اے ای رایوز و اے ایچ سی ہملٹن منجانب اپیلانٹان

گورنمنٹ ایڈوکیٹ مسٹر ای ئی شیمر منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - چیدا و کلوہ و کانا و پرتاب سنگہ و سونا و تونیا پر جرم دفعہ ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند ثابت قرار دیا گیا اور ان جملہ اشخاص کی نسبت حکم سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور صادر ہوا ان جملہ اشخاص نے اپیل کیا اور اونکے اپیل اب ہمارے روبرو واسطے فیصلہ کے پیش ہین - منجملہ اونکے ایک شخص پرتاب سنگہ نے عدالت سشن مین اقبال جرم کیا تھا لیکن اوسنے عدالت موصوف مین یہ بھی کہا تھا کہ حکم سزا اس وجہ سے صادر نہین کیا جا سکتا ہے کہ اوس سے جسکو وعدہ معافی

سنہ ۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
چھدا

تصور کرتا تھا مجسٹریٹ ضلع ایٹہ نے حسب دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل کی تھی اوسنے یادداشت اپیل عدالت ہذا مین یہی امر مانع سزا بیان کیا ہے۔ ہم بشمول اوسکے مقدمہ پر لحاظ کرتے ہین کہ تحقیقات جرم ڈکیتی جسکا الزام اوسپر لگایا گیا تھا ضلع متھرا مین ہو رہی تھی۔ جہانتک کہ ہمکو علم ہے جرم مذکور کی تحقیقات اول تا آخر صرف ضلع متھرا مین ہوئی تھی۔ بعد اسکے کہ تحقیقات مذکور عرصہ کثیر تک ضلع متھرا مین ہوتی رہی اور بعد اسکے کہ ایک شخص بلونت گرفتار کیا گیا اور اوسنے مجسٹریٹ ضلع سے وعدہ معافی حاصل کیا اور چند اشخاص کی نسبت جنمین یہ پرتاپ سنگہ بھی تھا جو خود ایک باشندہ متھرا کا ہے یہ بیان کیا کہ وہ ڈکیتی مین شریک تھے پرتاپ سنگہ ضلع ایٹہ کو گیا اور وہان مجسٹریٹ ضلع کے روبرو حاضر ہوا اور بذریعہ کرنے بعض بیانات کے جنکا ہمکو کچھ علم نہین ہے اوس مجسٹریٹ سے وعدہ معافی حاصل کیا مجسٹریٹ ضلع ایٹہ وہ مجسٹریٹ ضلع نہ تھا جسکے روبرو جرم ڈکیتی کی تحقیقات ہو رہی تھی اور بلاشک وہ منجملہ اون دیگر اشخاص کے نہ تھا جنکا ذکر دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ہے چونکہ یہ صورت ہے پس حاکم موصوف کو کچھ اختیار نہ تھا کہ پرتاپ سنگہ سے وعدہ معافی کرتے۔ لیکن پرتاپ سنگہ کا اظہار بطور گواہ کے مجسٹریٹ ایٹہ نے لیا تھا اور بر بنائے اس امر کے کہ اوسکا اظہار بعد وعدہ معافی کے لیا گیا تھا حجت کی گئی ہے کہ عام اس سے کہ وہ معافی بیجا طور پر عطا کی گئی ہو وہ وعدہ معافی اب منسوخ نہین ہو سکتا۔ فقرہ آخر دفعہ ۵۲۹ کا حوالہ بتائید اس حجت کے دیا گیا ہے۔ ہماری راے مین دفعہ ۵۲۹ بالکل حالات مختلف سے متعلق ہے دفعہ مذکور مین اون افعال کا ذکر ہے جو کسی ایسے مجسٹریٹ نے کئے ہون جسکو کسی طرح قانوناً اختیار کرنے افعال مذکور کا نہو دفعہ مذکور اوس مجسٹریٹ سے متعلق نہین ہے جسکو دیگر نہج پر از روے ایکٹ کے اختیار وعدہ معافی عطا کیا گیا ہے مگر جسکو اوس جرم خاص کی بابت اختیار سماعت حاصل نہین ہے مجسٹریٹ ایٹہ کو بحیثیت مجسٹریٹ ضلع ایٹہ کے بلاشک اختیار وعدہ معافی نسبت اون جرائم کے حاصل ہے جنکی تحقیقات ضلع ایٹہ مین ہو رہی ہو اور جنسے احکام دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق ہون مگر اونکو اوسی قسم کا اختیار نسبت اوسی قسم کے جرم کے حاصل نہین ہے جسکا ارتکاب ضلع متھرا مین ہوا ہو بخلاف اسکے مجسٹریٹ درجہ دوم یا درجہ سوم ضلع متھرا کو جو جرم کی تحقیقات نہ کر رہا ہو اور جسکو مجسٹریٹ ضلع نے اختیار عطا نہ کیا ہو قانوناً اختیار نہین ہے کہ اوس شخص سے وعدہ معافی کرے جسپر الزام ارتکاب کسی ایسے جرم کا اندر ضلع متھرا کے لگایا گیا ہو جو منشاے دفعہ ۳۳۷ مین داخل ہے لیکن اگر اوس قسم کا کوئی مجسٹریٹ کسی ایسے مقدمہ مین وعدہ معافی کرے تو اوسکی کارروائیات محض اس بنا پر منسوخ

ی کی جاویگی کہ اوسکو وعدہ معافی کا اختیار نہیں دیا گیا تھا ہماری راے مین اندرین حالات عدالت سشن نے صحیح طور پر اوس وعدہ معافی کو نظر انداز کیا جو مجسٹریٹ ضلع ایٹہ نے پرتاپ سنگہ سے کیا تھا اور اس وعدہ معافی بیعنہ کی بنا پر یہ عذر نہین کیا جا سکتا ہے کہ حکم سزا ممنوع ہے پس پرتاپ سنگہ کا اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
چھدا

[چونکہ باقی تجویز مین بالخصوص بحث نسبت واقعات مقدمہ کے کی گئی ہے لہذا وہ درج رپورٹ نہین کی گئی - از ایڈیٹر]

باجلاس سر جان ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۵ جولائی
صفحہ کتاب انگریزی
۲۲

ٹیکا رام و یک کس دیگر (مدعا علیہا) بنام **شاما چرن** (مدعی)

دہرم شاستر - قبضہ مخالفانہ - حد سماعت - نالش منجانب وارث عودی ایک ہندو وارثہ کے - اپیل بنا راضی حکم عدالت اپیل - ہائی کورٹ پر پابندی تجاویز واقعات عدالت ماتحت - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۲ و ۵۸۴ -

جس صورت مین کہ وہ جائداد جو بموجب قانون کے قبضہ وارثہ مین ہونی چاہئے قبضہ مداخلت بیجا کنندہ مین بمخالفت وارثہ مذکورہ ہو تو قبضہ مداخلت بیجا کنندہ بمقابلہ وارث عودی وارثہ کوئیکے وہ نیز بمقابلہ وارثوں کے مخالفانہ ہے اور میعاد سماعت بمقابلہ ورثاے عودی کے تاریخ آغاز قبضہ مخالفانہ مذکور سے شروع ہوتی ہے۔ مقدمہ ہنومان پرشاد بنام بھگوتی پرشاد (۱) پسند کیا گیا۔

فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رام کالی بنام کیدار ناتھ (۲) منشا از روے تجویز پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ مسماۃ لچھمن کنور بنام اننت سنگھ (۳) منسوخ ہوگیا۔

بمقدمہ اپیل بنا راضی حکم عدالت اپیل ہائی کورٹ پر لازم ہے کہ متعلق اپیل دوم کے جو بنا راضی ڈگری ہو اون تجاویز واقعات کو منظور کرے جو عدالت اپیل ماتحت نے کی ہوں - مقدمہ گوری شنکر بنام کریم بی بی (۴) پسند کیا گیا -

---

نمبر اپیل اول نمبر ۲۹ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم ای جے گنس صاحب جج ضلع بریلی مصدرہ یکم اپریل سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۷ (۲) ایضاً جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۶

(۳) لاء رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۳ صفحہ ۵۰

(۴) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۲۴۳ -

۱۸۹۰ء
۲۳
ٹیکا رام
بنام
شامان چرن

واقعات اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز عدالت میں مندرج ہیں

مسٹر ڈی شیمیر منجانب اپیلانٹان

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس - سنہ ۱۸۷۹ء میں جیت سنگھ جو قابض ۲ بسوہ حصہ موضع سیتلپور کا تھا فوت ہوا اوس نے ایک پسر مسمی سیوا اور ایک بیوہ مسماۃ ریکھا چھوڑی سیوا اور ریکھا نے داخل خارج کاغذات مال میں ہر ایک نے نسبت ۱ بسوہ کے منجملہ ۲ بسوہ کے کرایا سنہ ۱۸۸۳ء میں سیوا ایک بیوہ مسماۃ پان کنور چھوڑ کر فوت ہوا۔ اوس نے کوئی لڑکا نہیں چھوڑا مسماۃ پان کنور نے اپنا نام کاغذات مال میں نسبت ۱ بسوہ کے جو سیوا کے نام لکھے ہوئے تھے درج کرایا نزاع مابین پان کنور اور ریکھا کے بعد وفات سیو کے شروع ہوئی اونہوں نے علیحدہ رہنا شروع کیا ہر ایک نے تحصیل ۱ حصہ کی (منجملہ ۲) ابتدائی ۲ بسوہ کی شروع کی اور سنہ ۱۸۸۵ء میں ان عورات نے ۲ بسوہ باہم اپنے تقسیم کرا لیے۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ ریکھا کا قبضہ ابتدا سے یعنی وفات جیت سنگھ سے مخالفانہ تھا۔ عدالت اپیل اول نے یہ تجویز کی کہ ریکھا کا قبضہ ۲ بسوہ کا تا وقت وفات سیوا کے مخالفانہ نہیں ہوا۔ بتائید اس تجویز آخر کے شہادت موجود تھی بعد تقسیم سنہ ۱۸۸۵ء کے ریکھا نے ۱ بسوہ مقبوضہ اپنے پاس پورن لال کے رہن کیے جو مدعا علیہم نالش ہذا تھا جو اس مقدمہ میں اپیلانٹان ہیں۔ پورن لال نے بعدہ ایک نالش نیلام حسب ایکٹ انتقال جائداد بر بنائے اپنے رہننامہ کے دائر کی اور ڈگری نیلام حاصل کی اور ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء کو واوس نیلام میں جو باجرائے ڈگری مذکور ہوا اوس نے ۱ بسوہ خرید کیے جو بقبضہ ریکھا کے تھے سنہ ۱۸۸۹ء میں ریکھا فوت ہوئی۔ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو مسماۃ پان کنور فوت ہوئی بعد اوسکی وفات کے مدعا علیہم نمبر ۳ و ۴ وہ نالش ہذا نے جو ورثائے ابعد سیوا کے تھے اپنے جملہ حقوق ہر قسم واقع ۲ بسوہ مدعی کے ہاتھ فروخت کیے۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء میں مدعی نے اپنی نالش بنام قائم مقامان پورن لال کے واسطے قبضہ ۱ بسوہ حصہ کے دائر کی جو مسماۃ ریکھا کے قبضہ میں تھے۔ یہ نالش عدالت مرافعہ اولی
۲۴ سے اس تجویز سے ڈسمس ہوئی کہ ریکھا کا قبضہ مخالفانہ سنہ ۱۸۷۹ء سے تھا عدالت اپیل اول نے میں تجویز کیا کہ اوسکا قبضہ مخالفانہ سنہ ۱۸۸۳ء تک شروع نہیں ہوا اور فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ رام کالی بنام کیدار ناتھ (۱) متعلق ہے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا اور

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۵۶

۱۸۹۰ء
لچھارام بنام نتھا و چرن

حکم واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا۔ بنارضی اوس حکم کے یہ اپیل مدعاعلیہم اپیلانٹان نے دائر کیا۔

اونکی حجت یہ ہے کہ فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ مسماۃ لچھمن کنور بنام انت سنگھ (۱) سے معناً فیصلہ مقدمہ رام کالی بنام کیدار ناتھ (۲) منسوخ ہوگیا اور جبکہ عدالت نے یہ تجویز کی تھی کہ ریکھا کا قبضہ وفات سیوا موقوعہ ۱۸۷۳ء سے مخالفانہ تھا لہذا عدالت مرافعہ اولی پر لازم تھا کہ اوس اپیل کو جو اوس عدالت میں کیا گیا تھا ڈسمس اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو جسکی رو سے نالش ڈسمس کی گئی تھی بحال کرتی اور اوسکو اختیار صادر کرنے حکم واپسی کا نہ تھا۔

بخلاف اسکے منجانب رسپانڈنٹان یہ حجت کی گئی ہے کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے مقدمہ محولہ مین فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مصدرہ مقدمہ رام کالی بنام کیدار ناتھ (۲) کو منسوخ نہین کیا اور یہ کہ فیصلہ مذکور متعلق ہے اور چونکہ کوئی نالش منجانب یا بنام مسماۃ پان کنور نہین ہوئی جسمین ریکھا کا قبضہ مخالفانہ ثابت ہوا ہو یا ریکھا نے دعوی مخالفانہ کیا ہو لہذا دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ایکٹ حد سماعت ہند مصدرہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے اور انقضائے میعاد سماعت ۱۸۷۳ء سے نہین بلکہ وفات مسماۃ پان کنور موقوعہ ۱۸۹۲ء سے شروع ہوا کہ اوسوقت حق وراثت مدعاعلیہم ۲ و ۳ وغیرہ کو حاصل ہوا۔ مزید بران منجانب رسپانڈنٹ یہ حجت کی گئی تھی کہ یہ تجویز عدالت اپیل اول کہ قبضہ ریکھا کا بوقت وفات سیوا موقوعہ ۱۸۷۳ء مخالفانہ ہوگیا قانوناً غلط ہے اور یہ بیان کیا گیا کہ کوئی شہادت تائید اسکے نہین ہے

یہ اپیل بنارضی حکم واپسی مصدرہ عدالت اپیل اول ہے پس تجاویز واقعاتی عدالت اپیل
اول ہماری رائے مین ہمپر قابل پابندی ہین بجز اسکے کہ وہ خلاف قانون اوس حالت مین ہون ۴۵
کہ وہ جزو قانون اور جزو واقعات ہون یا بجز اسکے کہ کوئی شہادت اونکی تائید مین نہو۔ ہم فیصلہ مقدمہ گوردھن سنگھ بنام کریم بی بی (۳) سے اتفاق کرتے ہین۔ بحث جواز حکم واپسی کی بذریعہ اپیل حسب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش ہو سکتی تھی جیسی کہ اسمقدمہ مین پیش کی گئی۔ اپیلانٹان کو مطابق نظائر عدالت ہذا کے جنکی صحت کی نسبت ہمکو بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ ہمپر قابل پابندی ہین یہ اختیار تھا کہ بنارضی حکم مذکور اپیل کرنے سے باز رہتے اور بحث جائز نامناسب

(۱) لاء رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲۷ صفحہ ۶۵ و مقدمہ مذکور انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۷ صفحہ ۴۴ بمقدمہ لچھمن کنور بنام منور نند رام۔

(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۶۔ (۳) ایضاً جلد ۱۵ صفحہ ۱۳۴

۱۸۹۶
ٹیکارام
بنام
شاما چرن

ہونے حکم مذکور کی اپیل مین جو بنا راضی اوس ڈگری کے کیا جاتا جو بالآخر عدالت اپیل اول سے صادر ہوتی
پیش کرتے یہ وہ نتیجہ ہے جو عدالت ہذا نے دفعہ ۵۹۱ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی نسبت اپیل دوم مین
ہمیر پانڈے بنام تجاویز واقعاتی عدالت ماتحت اول کی ہے ہم اوسپر اعتراض نہین کر سکتے بجز اسکے کہ وہ
غلط فہمی قانون پر مبنی ہون یا کوئی شہادت تائید اوسکے موجود نہو یا مر بحث ہوگا کہ اوس اپیل مین جو
بنا راضی کسی حکم عدالت اپیل اول مصدرہ اوسی مقدمہ کے ہم وہ بات کر سکین جو ہم اوس اپیل مین
نہین کر سکتے جو بنا راضی ڈگری اوسی عدالت کے اوسی نالش مین ہو یعنی تجاویز واقعاتی عدالت اپیل
اول مین بجز بنا ان وجوہ کے جنکا ہمنے ذکر کیا ہے دست اندازی کرین۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے
کہ مسل مین شہادت موجود ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اقل درجہ وقت وفات سیوا سو قوعہ
سنہ ۱۸۶۳ء سے مسماۃ ریکھا نے خود سری اختیار کی اور دعوی منافع ۹ بسوہ حصہ کا جو اوسکے
نام مندرج تھا پیش کیا اور منافع واسطے خاص اپنے فائدہ کے وصول کیا بحیثیت بیوہ ہیت سنگھ
کے مسماۃ کو قطعاً کوئی استحقاق نسبت حصہ ۹ بسوہ یا اوسکے کسی جزو کے حاصل نہ تھا اوسکو فقط
یہ حق حاصل تھا اگر اوسکو حق کہہ سکتے ہین کہ بزمانہ حیات اپنے پسر کے اور اوسکی وفات پر بزمانہ
حیات اوسکی بیوہ کے نان و نفقہ کے مستحق ہو چونکہ یہ تجویز نہین ہوئی اور نہ کوئی شہادت اسکی ہے کہ
مسماۃ کو قبضہ واسطے نان و نفقہ کے دیا گیا تھا لہذا عدالت مرافعہ اولی نے صحیح طور پر یہ تجویز کی کہ
اقل درجہ سنہ ۱۸۶۳ء سے ریکھا کا قبضہ مخالفانہ تھا۔ واقعی مدعی نے یہ عذر نہین کیا کہ ریکھا کا قبضہ
۴۶ اجازتی یا قبضہ عاریتی یا قبضہ بعوض نان و نفقہ کے تھا۔ مدعی عدالت مین محض اس بیان سے
حاضر ہوا اور وہ بیان کلیتہً ثابت نہین ہوا کہ ریکھا کبھی مطلقاً قابض تھی

اب لحاظ تجاویز عدالت اپیل اول کے اگر فیصلہ اجلاس کامل مصدرہ مقدمہ رام کالی
بنام کیدار ناتھ صحیح تھا تو حکم عدالت ماتحت صحیح تھا اگر فیصلہ مذکور معناً از روے فیصلہ پریوی کونسل
کے جسکا ہمنے حوالہ دیا منسوخ ہو گیا تو مدعا علیہم کو یہ استحقاق تھا کہ عدالت اپیل اول سے یہ درخواست
کرین کہ اپیل متدائرہ عدالت موصوف ڈسمس کیا جاے فیصلہ اجلاس کامل مصدرہ مقدمہ
رام کالی بنام کیدار ناتھ ایک فیصلہ اجلاس کامل عدالت کلکتہ مصدرہ مقدمہ [illegible] بنام [illegible]
(۱) پر مبنی تھا۔ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے مقدمہ [illegible] بنام [illegible] سنگھ
جسکا ہم ذکر کر چکے ہین معناً فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا کو منسوخ کیا اور یہ کہ دفعہ ۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ
نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ایسی صورت سے متعلق نہین ہے جسمین کوئی اقرار بجا کنندہ بمقابلہ بیوہ کسی

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۰۴

۱۸۹۶ع — نیکارام بنام ساہان چرن

ہندو لا وارثہ کے جو علیحدہ ہو مخالفانہ قابض رہا ہو اور یہ کہ ایسی صورت مین قبضہ مخالفانہ کا ہونا واسطے اغراض مدت سماعت کے اوس وقت سے کہا جائیگا کہ جب مداخلت بیجا کنندہ یا دیگر شخص کا قبضہ خلاف بیوہ کے اول شروع ہو ہماری رائے مین توضیح قانون متعلقہ امر نزاع ودر (۱) ہمارے بھائی بلیس برکٹ صاحب نے بمقدمہ ہنومان پرشاد سنگھ بنام بھگوتی پرشاد (۱) صاف طور پر کی ہے ہم اس اپیل کو مع خرچہ کے منظور کرتے ہین اور بمنسوخی حکم زیر اپیل کے اوس اپیل کو جو عدالت اپیل اول کیا گیا مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو جسکی روسے نالش مع خرچہ کے ڈسمس کی گئی بحال رکھتے ہین۔

اپیل ڈگری ہوا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۶ع ۱۰ جولائی — معلوکتاب انگریزی جلد ۱۹ صفحہ ۴۶

حسینی بیگم وغیرہ (مدعاعلیہم) بنام کلکٹر مراداباد (مدعی)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳۹ - امانت - نالش برخاستگی امین - فریقین منتقل الیہ امنا کا فریق ضروری نہونا -

نالش واسطے برخاستگی کسی امین کے حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مناسب طور پر دائر اور ڈگری صادر ہوسکتی ہے مقدمات نراسمہا بنام ایتن چیٹی (۲) وتھایا ایار بنام پیر سامی (۳) و رنگا سامی نائکن بنام وردپا نائکن (۴) وچنتامن باجاجی دیو بنام ڈہوندو گنیش دیو (۵) و نرکم داس مولجی بنام کھیم دلبہ داس (۶) وسید حسین میان بنام کلکٹر کیرا (۷) و بجیدرناجا بنام سیدنا نتسر یو (۸) و محی الدین بنام سید الدین (۹) و بجیدرناجا چودہری بنام گور موہن داس بیشنو (۱۰) کا حوالہ دیا گیا

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۵۷

* اپیل اول نمبر ۲۹۳ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری بی جے نکلس صاحب جج ضلع مراد آباد مورخہ یکم مئی ۱۸۹۵ء

(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۲۵۷ (۳) ایضاً جلد ۱۸ صفحہ ۱

(۴) ایضاً جلد ۱۱ صفحہ ۴۹۴ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۱۲

(۶) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۶۲۷ (۷) ایضاً جلد ۱۴ صفحہ ۴۹۳

(۸) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۷ (۹) ایضاً صفحہ ۸۰۰

(۱۰) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۸

۱۸۹۶ء
حسینی بیگم
بنام
کلکٹر مراد آباد

و مقدمہ سیتاپا بنام کرشنا (۱) کی تقلید کی گئی

ایسی نالش مین جیسی کہ نالش مذکورہ بالا ہے ضرور نہین ہے کہ منتقل الیہم اُس نالش مین مدعا علیہ بنائے جائین۔ مقدمات جشن چند بنام سید نادر (۲)، و چنتامن بالاجی دیو بنام وشنو دو کنیش دیورد (۳) اور اشرفی جنرل بنام پوسٹ ریڈ وغیرہ مقام ایون (۴) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز عدالت مین مندرج ہین

مسٹر عبدالمجید منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر ای شیمبر منجانب رسپانڈنٹ۔

برکٹ صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس متفق الرائے – یہ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا کلکٹر مراد آباد نے حسب ہدایت لوکل گورنمنٹ کے بموجب احکام دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دائر کی تھی۔

مدعی کا یہ بیان ہے کہ ایک شخص میران شاہ مورث جملہ مدعا علیہم نے قبل اپنی وفات کے قریب ۵۰ سال پیشتر دائر ہونے نالش کے موضع حبیب پور واسطے اغراض مذہبی و خیراتی اور قائم رکھنے ایک مسجد اور امام بارہ کے جسکا وہ بانی تھا اور واسطے اخراجات عرس سالانہ یعنی جلسہ مذہبی یادگار پیر غوث اعظم اور واسطے کھانا دینے غربا کے بوقت عرس اور واسطے مرمت مقبرہ میران شاہ کے وقف کیا یہ امر مسلمہ ہے کہ موضع حبیب پور میران شاہ کو لاخراج عطا ہوا تھا یہ شخص نہایت پارسا اور مقدس مسلمانون مین تھا یہ معافی سرکار اودھ سے عطا ہوئی تھی اور موضع مذکور ہنوز معافی ہے اور وہ اون وو بندوبستون مین سے کسی مین ضبط نہین کیا گیا جو وقت تسلط سرکار انگریزی سے عمل مین آئے منجانب مدعیان یہ بیان کیا گیا ہے کہ موضع مذکور پر ورثاے میران شاہ بطور امنا قابض ہو گئے اور بنا بر کار وجہ کثیر تک فرائض امانت بطور مناسب انجام دیتے رہے مگر تھوڑے عرصہ سے اونھون نے مذہب ۴۸
شیعہ اختیار کیا اور بخلاف ورزی امانت جائداد امانتی کو اپنی ملکیت قرار دیا اور بعض اوسکے اجزا کو رہن اور دیگر طور پر منتقل کیا۔ اونھون نے بعض عمارت ہاے امانتی منہدم کین اور قیمت مصالح کو اپنے کام مین لائے چنانچہ مدعی نے استدعا ے تقرر امناے جدید متہتم کی جس سے معطل کرنا اونکی امناے موجودہ لازم آتی ہے اور یہ استدعا کی کہ جائداد وقف قرار دیجائے اور مدعا علیہم سے حساب طلب

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲، صفحہ ۱۲۶ (۲) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۵، صفحہ ۱
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵، صفحہ ۲۴۷ (۴) لا جرنل چانسری سلسلہ جدید جلد ۳۲ صفحہ ۲۰۷

۱۸۹۶ع

حسینی بیگم
بنام
کلکٹر مرادآباد

کیا جاے اور اونکو حکم ادا کرنے اون رقوم کا دیا جاے جو اونھون نے بخلاف ورزی امانت بیجا طور پر تصرف کی تھین یہ بھی استدعا کی گئی تھی کہ طریقہ انتظام امانت مقرر کیا جاے۔

منجملہ مدعاعلیہم کے جو اشخاص حاضر ہوے اونھون نے اول عذر جو سماعت اس بیان سے پیش کیا کہ وہ اس جائداد کی نسبت بارہ سال سے زیادہ عرصہ سے بطور اپنی خاص جائداد کے عمل کرتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بحث نسبت اس عذر کے بوقت سماعت مقدمہ نہین کی گئی جب ایکمرتبہ امانت ثابت ہو جاے تو اس قسم کا عذر کارآمد نہین ہو سکتا۔ دوسرا عذر عدم شمال اشخاص کا بطور فریق کے تھا یعنی یہ کہ اونکے منتقل الیہم فریق مقدمہ بنائے جانے چاہئین تھے۔ اس عذر کو عدالت ماتحت نے نامنظور کیا۔ فقرہ چہارم بیان تحریری مین مدعاعلیہم نے وقف سے انکار کیا اور یہ بیان کیا کہ جائداد متنازعہ واسطے اغراض خیرات کے حسب بیان مدعی منجانب کسی شخص کے وقف نہین کی گئی یعنی واسطے اون اغراض کے جو عرضی دعوی مین مندرج ہین" اگرچہ اس فقرہ مین مدعی کے بیان متعلقہ امانت سے انکار کیا گیا ہے لیکن شاید اسمین اقبال اس امر کا متصور ہو سکتا ہے کہ منشاے وقف منظورہ حسب مندرجہ عرضی دعوی کار خیر تھا۔ دفعات مابعد مین مدعاعلیہم نے اس امر سے انکار کیا کہ آمدنی جائداد متنازعہ کی کبھی اغراض مندرجہ عرضی دعوی مین صرف کی گئی مدعاعلیہم کو انہدام امام باڑہ واقع ہیبت پور و مکان موروثی واقع سنبھل سے انکار ہے اول جزو اس عذر کا شامل فقرہ اول بیان تحریری کے مشعر اعتراض نسبت ایک غلطی کے ہے جو عرضی دعوی مین تھی اور جسکی تصحیح کی گئی۔ امام باڑہ و مسجد وغیرہ ہیبت پور مین نہین تھے بلکہ ایک محلہ متصلہ ۴۹ شہر سنبھل مین تھے۔ عرضی دعوی مین کچھ ذکر کسی مکان موروثی کا نہین ہے۔ دفعہ ہفتم بیان تحریری اہم ہے اوس فقرہ مین مدعاعلیہم کو تسلیم ہے کہ جائداد متنازعہ اونکو میران شاہ سے پہونچی اور وہ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ وہ روپیہ مسجد اور امام باڑہ اور مقبرہ مین مطابق اپنی حیثیت کے صرف کرتے ہین۔ اس بیان کی توضیح بوقت سماعت اپیل ہذا یہ کی گئی کہ مراد یہ ہے کہ مدعاعلیہم پر قانوناً روپیہ کا ایسے کامون مین صرف کرنا قانوناً لازم نہین ہے لیکن وہ روپیہ خود اپنی مرضی اور خوشی سے صرف کرتے ہین۔ صرف انہین عذرات پر اب لحاظ کرنا ہے۔

صاحب جج ضلع نے ڈگری بحق مدعی صادر کی۔ مدعاعلیہم نے اپیل کیا۔

اول عذر جسپر منجانب مدعاعلیہم بحث کی گئی یہ تھا کہ نالش اس وجہ سے ناقص ہے کہ منتقل الیہم مدعاعلیہم فریق مقدمہ نہین بنائے گئے اس عذر کو صاحب جج ذیعلم ضلع نے میری دانست مین

۱۸۹۵ء
حسینی بیگم
بنام
کلکٹر مرادآباد

تسلیم طور پر نامنظور کیا جاتا بعد اس حجت کے کونسل ذیعلم اپیلانٹان نے حوالہ مقدمہ شمبن چند بنام سیدنا کا (۱) کا دیا جسمین بصیغہ و حکام عالی مقام نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ وہ ایک ایسی نالش مین جسمین جملہ اشخاص متعلقہ روبرو اونکے حاضر نہین تھے فیصلہ مقدار بعض امانتون کا اور اس امر کا کہ آیا کوئی زر متعلق متولی کے لئے واسطے اوسکے اخراجات خانگی کے باقی رہا یا نہین نہین کرسکتے ہماری دانست مین یہ مقدمہ کوئی سند بنا بعد اس مسئلہ کے نہین ہے کہ ایسی نالش مین جو واسطے تعمیل اور اہتمام کسی امانت کے ہو منتقل الیہم جائداد امانتی فریق ضروری ہین بمقدمہ ہیمنتامن یا جاجی ویو بنام دہوندو گنیش دیو (۲) کہ یہ نالش حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تعمیل و اہتمام ایک امانت اور واسطے برخاستگی امناکے تھی جنہون نے ایک جزو کثیر جائداد امانتی کو مکفول اور منتقل کیا تھا منتقل الیہم فریق ضروری تصور نہین ہوئے تھے اور بمقدمہ اٹرنی جنرل بنام پوٹ ریو وغیرہ مقام ایون (۳) لارڈ جسٹس صاحبان نے یہ تجویز کی تھی ۵۰
کہ وہ اشخاص جو دعوی استحقاق خلاف امانت کے کرتے ہون فریق نالش تعمیل امانت مین بنائے جاسکتے کوئی مقدمہ ہمارے روبرو ایسا پیش نہین کیا گیا جسمین نالش مقتضیہ دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین منتقل الیہم بااستثناء فریق بنائے گئے ہون اور درواقعی یہ ہمین معلوم ہوتا کہ کیا دادرسی بمقابلہ اونکے حسب دفعہ مذکور عطا ہوسکتی تھی۔ ہماری دانست مین استرداد اور دلاپانے قبضہ کی ایسے اشخاص سے حسب دفعہ مذکور منظور نہین ہوسکتی تھی۔ مدعی مقدمہ ہذا نالش دخل دائر نہین کرسکتا تھا۔ اس قسم کی نالش محض اہین کی جانب سے دائر ہوسکتی تھی پس ہم اس عذر کو نامنظور کرتے ہین۔

بعد اسکے یہ حجت کی گئی ہے کہ وقف ظاہرہ عرضی دعوی ناقص ہے کیونکہ وہ واسطے اغراض عام مذہبی و خیراتی کے نہین کیا گیا تھا نہایت خفیف غور کرنے سے اغراض وقف مندرجہ بالا پر ہماری رائے مین بخوبی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اغراض مذکور خیرات عام اور مذہبی ہین یہ عذر بھی ساقط ہوتا ہے۔

آخر عذر قانونی جو اپیلانٹان نے کیا ہے یہ ہے کہ نالش اسوجہ سے کہ نالش برخاستگی امناکی حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ کے قابل سماعت نہین ہے جہانتک کہ ہم دریافت کرسکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول شبہ نسبت اس امر کے کہ ایسی نالش ہوسکتی ہے یا نہین ایک

(۱) لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۵ صفحہ ۱ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۶۱

(۳) لا جرنل چانسری سلسلہ جدید جلد ۳۳ صفحہ ۱۷۳

۱۸۹۶ء
حسینی بیگم
بنام
کلکٹر مراد آباد

اظہار رائے سے بمقدمہ نرا سمہا بنام ایتن چیٹی (۱) پیدا ہوا۔ اور مقدمہ مین رپورٹ مین یہ تحریر
ہے کہ حکام ذیعلم نے یہ فرمایا کہ یہ امر مطلقاً صاف نہیں ہے کہ نالش برخاستگی امین کی حسب
دفعہ ۵۳۹ قابل پذیرائی ہے۔ اس امر کا فیصلہ مقدمہ مابعد ستھبا ایار بنام ہیرلا سامی رہ ئین
نہیں کیا گیا کیونکہ یہ تجویز ہوئی تھی کہ وہ مقدمہ داخل دفعہ ۵۳۹ کے نہین ہے کیونکہ منشا اس
وقف کی اغراض مذہبی نہ تھی بلکہ خانگی تھے یعنی قائم رکھنا اوسکے خاندان روحانی کا لیکن بمقدمہ
سبایا بنام کرشنا (۳) اس امر کی نسبت بہت محنت سے روبرو ایک جلسہ تین حکام کے بحث
کی گئی تھی اور اکثر حکام عدالت نے یہ تجویز کی کہ نالش برخاستگی امین حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے ہو سکتی ہے۔ یہی امر روبرو ہائی کورٹ مدراس کے بمقدمہ رنگا سامی نایکن
بنام وردا پا نایکن (۴) پیش ہوا اور اوس وقت جلسہ تین حکام سے (جنمین سے ایک سے ۵۱
بمقدمہ سبایا بنام کرشنا جسکا ابھی ذکر کیا گیا اختلاف رائے کیا تھا) یہ تجویز ہوئی کہ نالش
برخاستگی امین حسب دفعہ ۵۳۹ مجموعہ کے نہین ہو سکتی بمقدمہ چنتامن باباجی دیو بنام دھوندو
گنیش دیو (۵) جسکا حوالہ پیشتر دیا گیا تھا یہ بحث پیش نہین ہوئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرض
کیا گیا تھا کہ اس قسم کی نالش قابل سماعت ہے بمقدمہ ترکم داس مدجی بنام بھیمی بلبہ داس
(۶) جو ایک نالش باہتمام امانت خیراتی عام کی اور واسطے مجبور کرنے امین کے حساب
دینے پر اور اوسکی برخاستگی کے عہدہ امانت سے اور واسطے تقرر ایک امین جدید کے تھی یہ تجویز
بتقلید فیصلہ اکثر حکام بمقدمہ سبایا بنام کرشنا (۳) ہوئی تھی کہ نالش داخل دفعہ ۵۳۹ کے ہے
اور یہ اس وجہ سے قابل پذیرائی نہ تھی کہ منظوری ایڈوکیٹ جنرل کی حاصل نہین کی گئی تھی
سب سے زمانہ حال کا مقدمہ عدالت بمبئی مین مقدمہ سعید حسین میان بنام کلکٹر کیرا (۷) ہے
اور اوس مقدمہ مین فیصلہ مقدمہ ماسبق بتقلید تجویز اکثر حکام مصدرہ مقدمہ سبایا بنام کرشنا (۳)
پسند کیا گیا تھا۔ دو مقدمات جلد ۴ سلسلہ کلکتہ۔ انڈین لا رپورٹ مین بھی ہین۔ یعنی مقدمہ سجید علیا
بنام بید ناتھ دیب بصفحہ ۳۹۶ و محی الدین بنام سعید الدین بصفحہ ۸۱۰ ان مقدمات مین حسبِ قاعدہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۷۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۱
(۳) ایضاً جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۶۔ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۴۹۴
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۶۱۲۔ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۶ صفحہ ۴۹۰
(۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۸ صفحہ ۴۴

۱۸۹۹ء
حسینی بیگم
بنام
کلکٹر مراد آباد

قرار دیا گیا تھا جو مقدمات بمبئی اور مقدمہ سبا یا بنام کرشنا (۱) مین تھا پایا تھا مقدمہ حمید رضا جو دہری بنام گورموہن داس مسنودہ (۲) مین جسکی رپورٹ بعد اسکے شائع ہوئی تھی کہ ہم سے تجویز اپیل ہذا کا صادر کرنا ملتوی کیا گیا تھا تقلید فیصلہ اکثر حکام مصدرہ مقدمہ سبا یا بنام کرشنا (۱) کی کی گئی تھی اور وہ فیصلہ پسند کیا گیا تھا۔

ان اختلافات نظائر مین بلا شبہہ طلب فیصلہ جات عدالتی بتائید اس مسئلہ کے ہے کہ نالش برخاستگی امین و کلکٹر امین دیگر بجاے اوسکے ایک ایسی نالش ہے جو داخل احکام دفعہ ۵۳۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوتی ہے ہمنے ستہا ویر مفصل مدراس ہائیکورٹ مصدرہ رواں عہد باتیہ جسکی رپورٹ جلد ۱۹ سلسلہ مدراس مین کی گئی ہے غور کیا اور اونکو بتوجہ پڑھا بعد غور کامل کے ہماری راے مطابق اوس راے کے ہے جو اکثر حکام جلسہ مذکور نے بمقدمہ سبا یا بنام کرشنا (۱) ظاہر کی تھی ہم کلیتاً تجویز مفصل ویر صاحب جسٹس اور اون وجوہ سے اتفاق کرتے ہین جو اونہون نے بتائید اوس نتیجہ کے بیان کیے ہین جو اونہون نے اخذ کیا تھا - ہماری دانست مین ہم اوس تجویز مین کچھ اضافہ نہین کرسکتے - پس ہم یہ قرار دیتے ہین کہ نالش ہذا اسوجہ سے ناقص نہین ہے کہ اوسمین استدعا بنو[illegible] برخاستگی امناے موجودہ ہے -

نسبت روئداد کے ہماری یہ راے ہے کہ اپیلانٹان اپنے بیان کے ثابت کرنے مین ناکام رہے ہے - اس امر سے کہ موضع ہیبت پور لاخراج میران شاہ کو جو سنی تھا سرکار اودہ نے جو شیعہ تھی بوجہ اوسکی نیک نامی دربارہ پاکیزگی اور تقدس کے عطا کیا تھا انکار نہین کیا گیا یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار انگریزی نے معافی مذکور بحق خاندان میران شاہ کے اسوقت تک قائم رکھی کاغذات مسل نمبر ۱۸ ج و ۱۹ ج سے وہ وجہ ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی بنا پر گورنمنٹ نے بوقت بندوبست آخر بجاے ضبط کرنے معافی کے جیسا کہ وہ کرسکتی تھی اوسکو قائم رہنے دیا - فقرہ داخل [illegible] کاغذ نمبر ۱۸ ج سے وجہ قائم رکھنے اس معافی کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ موضع ہیبت پور ایک ایسا موضع ہے جو واسطے اخراجات خانگی متعلقہ مسجد و امام باڑہ و عرس غوث اعظم کے مخصوص کیا گیا ہے اور یہی وجوہ قائم رکھنے معافی کے کاغذ نمبر ۹ ج مین بیان کیے گئے ہین جو تین برس بعد تحریر ہوا تھا - ہماری دانست مین یہ واقعات نہایت قابل لحاظ اور اہم ہین یہ امر مسلمہ ہے کہ میران شاہ نے کوئی لڑکا زندہ بوقت اپنی وفات کے نہین چھوڑا اور وہ کسی تین

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۹ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۲۱۰

۱۹۰۹ء
حسینی بیگم بنام کلکٹر مراد آباد

دختران اوسکی جانشین ہوئین جنکی اولاد اب ہیبت پور پر قابض ہے پس کیون عطیہ معافی ان اشخاص کے حق مین قائم رکھا جا سکتا تھا بجز اسکے کہ میران شاہ ولے ہیبت پور کو واسطے اغراض خیراتی اور مذہبی کے وقف کیا تھا یہ بیان بھی نہین کیا گیا ہے کہ میران شاہ کی اولاد دختری کو کوئی دعوی ذاتی پانے معافی لاخراج کا سرکار انگریزی سے تھا اور یہ بھی نہین بیان کیا گیا ہے کہ بوقت بندوبست
۱۸۳۶ء یا بندوبست مابعد کے جو قریب ۱۸۶۰ء و ۱۸۷۵ء کے ہوا تھا کوئی ایسا دعوی ذاتی کیا گیا تھا ۵۲
صاف ظاہر ہے کہ معافی وقت بندوبست پر ان وجوہ سے قائم رکھی گئی تھی جو کاغذ نمبر ۱۸ ج لغایت ۱۹ ج مین بیان کیے گئے ہین۔ اس موقع پر ہم ذکر نقل مصدقہ کاغذ نمبر ۲۰ ج) اظہار سید حسن کا کرتے ہین وہ ایک وکیل ہے جو منجانب مسماۃ حسینی بیگم (مدعا الیہا ثانیہ مقدمہ ہذا) بمقدمہ تقسیم حاضر ہوا تھا جسمین ۱۸۹۰ء مین استدعاے تقسیم موضع ہیبت پور باہم اولاد میران شاہ کے کیگئی تھی وکیل مسطور نے اوس اظہار مین منجانب اپنی موکلہ یعنی مسماۃ حسینی بیگم مدعا علیہا اپیلانٹ کے نہایت صاف الفاظ مین یہ ظاہر کیا تھا کہ موضع ہیبت پور جائداد وقف ہے اور اوسکی آمدنی مسجد اور امام باڑہ اور عرس مین صرف ہوتی ہے اور اوسکی موکلہ بحیثیت متولی خمول و دیگر متولیان کے اسطور پر صرف کرتی ہے اسی مضمون کی ایک درخواست نمبر ۲۰ ج مسل ہذا اوسی مقدمہ تقسیم مین منجانب مسماۃ محمدی کے داخل ہوئی تھی جو ایک مدعا علیہ مقدمہ ہذا تھی اور جواب فوت ہو گئی ہے۔ اس درخواست کا داخل ہونا شہادت محمد حسین پسر مسماۃ محمدی سے ثابت ہے یہ درخواست قریب قریب اوسی مضمون کی ہے جیسا کہ اظہار جسکا ہم ابھی ذکر کر چکے ہین اوسمین یہ تحریر ہے کہ موضع ہیبت پور جائداد وقف ہے اور یہ کہ وہ ۱۸۰۱ء مین میران شاہ کو واسطے اغراض خیراتی کے معاف کیا گیا تھا کاغذ نمبر ۲۱ ج مسل ہذا ایک نقل مصدقہ ایک اور اظہار کی ہے جو سید حسن وکیل نے جولائی ۱۸۹۰ء مین منجانب مسماۃ حسینی بیگم مقدمہ تقسیم مین دیا تھا اس اظہار مین وکیل سے پہلے بیان کی تصدیق کی گئی ہے اور مزید بران ذکر کاغذات متعلقہ بندوبست ۱۸۳۶ء کا ہے جنکی نقول گواہ نے روبرو عہدہ دار تقسیم کنندہ کے پیش کی تھین۔ اپیلانٹان نے کوشش پیش کرنے کسی کاغذ کی اون کاغذات مین سے جنکا ابھی ذکر کیا گیا نہین کی حالانکہ کاغذات مذکور مسماۃ حسینی بیگم کے وکیل نے ۱۸۹۰ء مین پیش کیے تھے اور یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ اب مسماۃ کے قبضہ علم مین ہین مزید بران مسل مین دو عرائض نمبر ۲۰ ج و ۲۹ ج مورخہ ۱۲ جنوری و ۲۹ فروری ۱۸۹۰ء منجانب سید اصغر حسن احد مدعا علیہ اپیلانٹ موجود ہین جو روبرو حکام مال کے

۱۹۰۹ء
حسینی بیگم ۵۵
بنام
کلکٹر مراد آباد

مقدمہ داخل خارج مین پیش کی گئی تھین ان دونون مین اوس نے یہ بیان کیا ہے کہ موضع ہیبت پور ایک موضع موقوفہ ہے جسکی آمدنی مسجد اور امام بارہ اور عرس غوث اعظم اور پرورش متولیان مین صرف ہوتی ہے۔ کاغذ نمبر ۵ ج مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ واجب العرض (کاغذ نمبر ۱ ج) بہ ثبوت واقعات مذکورہ کے مرتب کیا گیا تھا ہماری دانست مین شہادت دستاویزی مفصلہ بالا سے تائید قوی بیان مدعی رسپانڈنٹ کی ہوتی ہے۔

مدعا علیہم اپیلانٹان نے کوئی شہادت دستاویزی پیش نہین کی - اونہون نے چار گواہون کے طلب کرنے پر قناعت کی جنمین سے تین بے وقعت ہین اور اظہار چوتھے گواہ انتظام علی کا زیادہ تر تائید بیان رسپانڈنٹ کے اور نہ بیان اپیلانٹان کے ہے۔

رسپانڈنٹ نے تین گواہ یعنی قاضی امام علی و شیخ ولایت علی و شفقت اللہ طلب کئے یہ لوگ میران شاہ سے بخوبی واقف تھے اونکی شہادت سے قوی طور پر تائید رسپانڈنٹ کے بیان کی ہوتی ہے کیونکہ اوس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود میران شاہ نے مسجد و امام بارہ تعمیر کیا اور اوس نے اپنا یہ منشا ظاہر کیا کہ آمدنی ہیبت پور کی واسطے اونکے قائم رکھنے کے صرف کیجاے۔ ایک ان گواہان مین سے بیان کرتا ہے کہ اوسکو حال میران شاہ کے وقفنامہ تحریر کرنے کا معلوم ہے اور وہ اوسوقت موجود تھا دو اونمین سے اس امر کا بھی ذکر کرتے ہین کہ میران شاہ کی اولاد نے اب خیرات بند کردی اور عمارات کو منہدم کیا

بعد مباحثہ کرنے نسبت کل شہادت ہم مقدمہ ہذا کے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت کثیر مفید مدعی ہے جسکی تردید کی اپیلانٹان نے کسیطرح کوشش نہین کی ہمکو کوئی تامل بتجویز کرنے مین باتفاق راے عدالت ماتحت کے نہین ہے کہ میران شاہ نے قبل اپنی وفات کے موضع ہیبت پور کو واسطے کارہاے مذہبی اور خیراتی متذکرہ عرضی دعوی کے وقف کیا یعنی واسطے مسجد و امام بارہ اور عرس غوث اعظم وغیرہ کے جنکو اوس نے قائم کیا تھا - ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ موضع ہیبت پور دختران میران شاہ اور اونکی اولاد کو امانتاً واسطے بجا آوری اغراض مذہبی اور خیراتی کے جسکے لئے میران شاہ نے موضع کو وقف کیا تھا وراثتاً پہونچا ہم عدالت ماتحت کی اس
تجویز سے اتفاق کرتے ہین کہ مدعیہ مستحق اوس استقرار کی ہے جو اوس نے نسبت ہونے جائداد ۵۵
متدعوئہ موضع ہیبت پور کے حاصل کیا ہے اور اس تجویز سے کہ مدعا علیہم بطور امناے وقف قابض ہین اور اونکو کوئی حق ملکیت ہیبت پور مین حاصل نہین ہے ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ امناے

۱۹۰۶ء
حسینی بیگم
بنام
کلکٹر مرادآباد

نہایت بیجا طور پر اپنے فرائض امانت کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ کہ اونہون نے کوئی جزو آمدنی موضع کا اغراض امانت مین صرف نہین کیا اور اونہون نے کل مدنی اپنی خاص اغراض خانگی مین خرچ کی اور اونہون نے اون عمارات کو جو میران شاہ نے تعمیر کی تہین منہدم اور مسمار کیا اور قیمت ملبہ عمارت امام باڑہ خود تصرف کی۔ مزید بران ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ اونہون نے ناجائز طور پر اجرائے ملکیت وقف منتقل کئے اور اونہون نے امنا ہونے سے انکار کیا اور خود مالک ہونے کی حیثیت کا خود اپنے استحقاق سے پیش کیا۔ ہماری رائے مین ایسے امنا کو بہ اجازت نہونی چاہیے کہ بعد اسکے جائداد امانت پر قابض رہین لہذا ہم ہدایت کرتے ہین کہ وہ برطرف کئے جائین اور قبضہ جائداد امانت کا اوس متولی کو دیا جاوے جسکو صاحب جج نے علی نے نامزد کیا ہے۔ ہم یہ بھی تحریر کرسکتے ہین کہ چونکہ کوئی رائے ہمارے روبرو کسی فریق کی جانب سے بتائید یا خلاف اوس طریقہ انتظام امانت کے ظاہر نہین کی گئی جو صاحب جج ضلع نے تجویز کیا ہے لہذا ہم اوسکی نسبت رائے ظاہر کرنے سے احتراز کرتے ہین صرف اون امور کی نسبت ہمارے روبرو مباحثہ کیا گیا جنکا ذکر ہمنے اس تجویز مین کیا ہے۔ ہم اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

اجلاس کامل

باجلاس مسٹر جان اِیج صاحب سِنٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء ۱۳ دسمبر صفحہ کتاب انگریزی ۵۵

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام امبا پرشاد ملزم*

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۲۴ - الف - خیالات بدخواہی پیدا کرنا - معنی لفظ بدخواہی کی توضیح کی گئی -

جو کوئی شخص کسی ذریعہ سے منجملہ ذرایع مندرجہ دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے خیالات نفرت یا ناپسندیدگی یا بدخواہی یا بغض یا دشمنی کے نسبت اوس گورنمنٹ کے جو برٹش انڈیا میں از روے قانون قایم کی گئی پیدا کرے تو وہ خیالات بدخواہی جسطرح پر کہ لفظ مذکور دفعہ ۱۲۴ الف میں استعمال کیا گیا ہے جیسی کہ صورت ہو پیدا کرتا یا پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس قسم کے خیالات ضرورتاً مخالف اور متناقض
۶۵ خیال سرکار کے اختیار جایز کی اطاعت میں رہنے اور اوس گورنمنٹ کی مدد کرنے کے خلاف کوشش اوسے تہ و بالا کرنے یا اوسکے مقابلہ کرنے کے ہیں - لفظ بدخواہی ہم معنی لفظ بغاوت کا تصور کیا جا سکتا ہے معمولی معنی لفظ بدخواہی مستعملہ دفعہ ۱۲۴ الف بوجہ تشریح متعلقہ دفعہ مذکور تبدیل نہیں ہوتے ہیں -

جبکہ کسی شخص پر الزام ارتکاب اوس جرم کا لگایا گیا ہو جو از روے دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے تو اوسکی نیت کسی خاص گفتگو یا مضمون یا چٹھی سے یا اوس گفتگو یا مضمون یا چٹھی سے بتعلق اون امور کے مستنبط ہو سکتی ہے جو شخص مذکور نے دیگر مضمون پر بیان یا تحریر یا مشتہر کئے ہوں - جبکہ یہ امر تحقیق ہو جاے کہ شخص مذکور کی نیت پیدا کرنے خیالات بدخواہی کی نسبت اوس گورنمنٹ کے ہے جو برٹش انڈیا میں از روے قانون قایم کی گئی تو یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا اون الفاظ کا اثر جو بولے یا تحریر یا مشتہر کئے گئے تھے پیدا کرنے اس قسم کے خیالات بدخواہی کا ہو سکتا تھا یا نہیں اور یہ امر کہ آیا الفاظ مذکور صحیح تھے یا غلط غیر اہم ہے اور بجز بلحاظ سزا کے یا ایسی صورت میں جسمیں گفتگو کرنے والے یا تحریر کرنے والے یا مشتہر کرنے والے پر الزام پیدا کرنے اس قسم کے خیالات بدخواہی کا لگایا گیا ہو یہ غیر اہم ہے کہ آیا الفاظ مذکور سے کسی طرح اشخاص میں اس قسم کے خیالات بدخواہی پیدا ہوئے تھے یا نہیں - مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جوگندر چندر بوس (۱)

---

* اپیل فوجداری نمبر ۱۰۶ سنہ ۱۸۹۷ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۵ -

۱۸۹۷ء
ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
امباپرشاد

وبمعاملہ درخواست بال گنگادھر تلک (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ پورے طور پر تجویز عدالت مین بیان کیے گئے ہین۔

مسٹر روشن لال منجانب اپیلانٹ۔

گورنمنٹ ایڈووکیٹ (مسٹر شمیر) منجانب سرکار۔

تجویز عدالت (ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس) ایج صاحب چیف جسٹس نے صادر فرمائی۔

امباپرشاد کو مجسٹریٹ مرادآباد نے سپرد عدالت سشن مرادآباد بغرض تجویز اس الزام کے کیا تھا کہ اوسنے بتاریخ ۱۴- جولائی ۱۸۹۷ء یا اوسکے قریب اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا نسبت اوس گورنمنٹ کے جو برٹش انڈیا مین از روے قانون قایم کی گئی ہے بذریعہ مشتہر کرنیکے ایک اخبار موسومہ جامع العلوم مین (جسکا وہ مالک و ایڈیٹر اور شایع کنندہ تھا) ایک مضمون کے جسکا عنوان آزادی ہند ہونے سے قبل نمونہ تھا کیا اور اسوجہ سے ارتکاب اوس جرم کا کیا جو از روے دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا اور قابل سماعت عدالت سشن کے ہے امباپرشاد نے اپنے اظہار مین جو روبرو مجسٹریٹ مرادآباد کے از روے دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۸۸۲ء لیا گیا تھا یہ بیان کیا کہ اوسنے پرچہ ہاے جامع العلوم مورخہ ۱۴- مارچ ۱۸۹۷ء و ۷- اپریل ۱۸۹۷ء و ۲۱- اپریل ۱۸۹۷ء و ۷- مئی ۱۸۹۷ء و ۱۴- جولائی ۱۸۹۷ء و ۲۱- جولائی ۱۸۹۷ء و ۲۸- جولائی ۱۸۹۷ء مشتہر کیے تھے۔ وہ مضمون جسکے مشتہر کیے جانیکا الزام لگایا گیا تھا پرچہ اخبار مذکور مورخہ ۱۴- جولائی ۱۸۹۷ء مین شایع کیا گیا تھا۔ ۵۷

امباپرشاد نے عدالت سشن مرادآباد مین یہ بیان کیا کہ اوسکے پدر کا نام گوبند پرشاد قوم کایستھ ہے اور وہ یعنی امباپرشاد مرادآباد مین رہتا ہے اور اوسکی عمر ۳۰ یا ۳۲ سال کی ہے۔ امباپرشاد کے روبرو فرد قرارداد جرم کے پڑہے جانے پر اوسنے اقبال جرم کیا۔ جب اوس سے پوچھا گیا کہ کیا تم کوئی وجوہات امر کے بیان کرسکتے ہو کہ کیون تمکو سزا بابت اس جرم کے نہ دیجاوے امباپرشاد نے یہ جواب دیا کہ مین کوئی وجہ بیان نہین کرسکتا مین نے بوجہ ناتجربہ کاری کے یہ قصور کیا ہے جسکی وجہ سے مین نہایت شرمندہ ہون اور مین اپنے

(۱) رپورٹ لاٹیمس جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۔

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
امبا پرشاد

بلا کسی شرط کے سرکار کے رحم پر چھوڑتا ہوں میں صرف اسیقدر کہنا چاہتا ہوں چنانچہ عدالت سشن نے امبا پرشاد کو مجرم اوس جرم کا قرار دیا جسکا اوسنے اقبال کیا تھا اور اوسکی نسبت حسب دفعہ ۱۲۴ الف۔ مجموعہ تعزیرات ہند حکم سزاے قید سخت ۱۸ ماہ کا صادر کیا امبا پرشاد نے بناراضی اس حکم سزا کے عدالت ہذا میں اپیل کیا ہے۔ عرضی اپیل میں وجوہ اپیل حسب ذیل بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ چونکہ قیدی اپیلانٹ نے اقبال جرم کیا تھا اور اوس جرم کی بابت جسکا الزام اوسپر لگایا گیا تھا بلا کسی شرط کے اوسنے معذرت کی تھی اور چونکہ اوسنے اپنے آپ کو کلیتاً عدالت کے رحم پر چھوڑا تھا پس حکم سزاے قید سخت اٹھارہ ماہ جو اوسکی نسبت سشن جج ذیلم نے صادر فرمایا نہایت سخت ہے۔

۲۔ تجویز عدالت ماتحت سے کہیں یہ امر ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ وہ مضمون جسکی بنا پر قیدی اپیلانٹ کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی ہے ایسی سخت قسم کا تھا کہ تحریر کنندہ مضمون مذکور مستوجب نہایت سخت سزا کا ہو۔

۵۸ ۳۔ چونکہ عدالت ماتحت نے بربناے سند مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام تلک کے یہ تجویز کرنے میں کہ اپیلانٹ کے لئے میعاد قید سخت اٹھارہ ماہ کم ہے اون حالات پر لحاظ نہیں کیا ہے کہ جنسے فرق اپیلانٹ کے جرم میں ہوتا ہے جو بہت کم سخت ہے اوسلئے اوسکی بابت بہت خفیف سزا ہونی چاہیے۔

۴۔ مسل میں کوئی امر ایسا نہیں ہے جسکی وجہ سے اپیلانٹ بعد اقبال جرم اور معذرت کے براے نام سزا سے زیادہ سخت سزا کا مستوجب ہو۔

۵۔ بربناے وجوہ مذکورہ بالا کے قیدی اپیلانٹ استدعا تخفیف اوس سزا کی کرتا ہے جو اوسکی نسبت عدالت ماتحت نے مقرر کی ہے۔

بغرض تحقیق کرنے اس امر کے کہ اپیل ہذا منظور ہونا چاہیے یا نہیں اور اگر منظور ہونا چاہیے تو کس حد تک دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند پر لحاظ کرنا اور نسبت درجہ مجرمیت امبا پرشاد کے جو الفاظاً اور عملاً اوسکے افعال سے مستنبط کیا جائیگا نتیجہ اخذ کرنا ضروری ہے۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے۔

"دفعہ ۱۲۴ الف۔ جو شخص بذریعہ الفاظ کے جو بولے گئے ہوں یا جنکا پڑھا جانا مقصود ہو یا بذریعہ

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام امبا پرشاد

اشارات یا نقل مسوس العین کے یا اور طور پر خیالات بدخواہی نسبت حکومت سرکار کے جو برٹش انڈیا
مین قانوناً قایم ہوئی پیدا کرے یا پیدا کرنے کا اقدام کرے اوسکو سزاے حبس دوام بعبور
دریاے شور یا کسی میعاد کی جسپر جرمانہ مستزاد ہو سکتا ہے یا قید کی ہوگی جسکی میعاد تین سال تک
ہو سکتی ہے اور جسپر جرمانہ بھی مستزاد ہو سکتا ہے یا سزا جرمانہ کی ہوگی۔

تشریح۔ ایسی ناپسندیدگی تدابیر سرکار کی جس سے سرکار کے اختیار جایز کی اطاعت مین
رہنے کا میلان طبیعت پایا جاتا ہو اور اوس اختیار جایز کے رد و بالا کرنے یا مزاحمت کرنے کے
ناجایز ارادون کے مقابلہ مین سرکار کے اختیار جایز کی تائید پائی جاے وہ بدخواہی نہین ہے
اسواسطے سرکار کی تدابیر کی نسبت صرف اس قسم کی ناپسندیدگی کے پیدا کرنیکی نیت سے بحث زاسب دفعہ ہذا جرم نہین ہے
دفعہ مذکور پر سر کومر پتھرم صاحب نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جوگندر
چندر بوس (۱) اور اشیرجی صاحب جسٹس نے ہائی کورٹ بمبئی مین بوقت تجویز بال گنگادھر تلک اور
ایک اجلاس کامل ہائی کورٹ بمبئی نے جسمین سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس اور کینڈی صاحب
۵۹ جسٹس اور اشیرجی صاحب جسٹس اجلاس فرماتے بر طبق درخواست بال گنگادھر تلک کے
واسطے اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل اور ایک بورڈ جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل حضور
ملکہ معظمہ نے جسمین لارڈ چانسلر اور لارڈ ہاب ہوس اور لارڈ ڈیوی اور سر رچرڈ کوچ اجلاس
فرماتے بر طبق درخواست بال گنگادھر تلک واسطے اجازت خاص کرنے اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس
کونسل اور سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس اور پارسنس صاحب جسٹس اور رانادے صاحب
جسٹس نے بمقدمہ اپیل رامچندر نارائن اور کرشنا جی دھوندو بنا راضی حکم ثبوت جرم اور سزا صادرہ
سشن جج ستارہ بمقدمہ اشخاص مذکور علاوہ ملحاظ کیا تھا۔

اگر کوئی وقت نسبت صحیح معنی دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے تو وہ بوجہ اوس
تشریح کے پیدا ہوتی ہے جو جز و دفعہ مذکور کی ہے۔ بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جوگندر چندر بوس (۱)
کونسل منجانب ملزم نے یہ حجت کی تھی کہ الفاظ بدخواہی اور ناپسندیدگی ہم معنی ہین اور اونسے
ایک ہی مراد ہے۔ نسبت اس حجت کے سر کومر پتھرم صاحب جسٹس نے یہ فرمایا تھا اور ہماری
راے مین بلحاظ اوس سوال کے جو اونکے روبرو پیش تھا صحیح طور پر کہ اگر یہ دلیل صحیح ہو تو کسی شخص کا
بموجب دفعہ مذکور کے مجرم قرار پانا ممکن نہوگا کیونکہ ہر قسم کی تحریر تشریح مذکور مین داخل ہو جاے گی"

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۔

سنہ ۱۸۹۰ء
مقدمہ ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
امبا پرشاد

سرکو نہرم صاحب نے الفاظ بدخواہی اور ناپسندیدگی کی تعریف اوس معنی مین جسمین کہ الفاظ مذکورہ دفعہ ۱۲۴ الف مین استعمال کئے گئے ہین حسب ذیل کی تھی ۔ ڈس افکشن (بدخواہی) کے معنی اوس خیال کے ہین جو خیرخواہی کے خلاف ہو یعنی نفرت یا عداوت کے ڈس اپروبیشن (ناپسندیدگی) کے معنی صرف ناپسند کرنے کے ہین یہ بات بخوبی ممکن ہے کہ کسی شخص کی راے یا عمل کو ناپسند کیا جاوے اور باوجود اسکے اوس شخص کو پسند کیا جاوے ہر دو الفاظ کے معنی اسقدر علیحدہ ہین کہ مجھکو آپ سے یہ کہنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی کہ مسٹر جکیین کی حجت قایم نہین رہ سکتی اگر کوئی شخص اس قسم کے الفاظ زبانی یا تحریری استعمال کرے جنکا یہ اثر ہو کہ اون لوگون کے دلون مین جنسے الفاظ مذکور کہے گئے ہون ایک میلان طبع اختیار جایز سرکار کی اطاعت نہ کرنے کا یا جب کبھی موقع ہو اختیار مذکور کو تہ وبالا کرنے یا مزاحمت کرنے کا پیدا ہو اور اگر شخص مذکور یہ فعل اس ارادہ سے کرے کہ اوسکے سننے والون یا پڑہنے والون کے دل مین میلان مذکور پیدا ہو تو وہ مجرم جرم اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا حسب مراد دفعہ مذکور کے ہوگا گو اوسکے الفاظ سے کوئی فساد برپا نہو یا کوئی خیالات بدخواہی درحقیقت پیدا نہون اغراض دفعہ مذکور کے واسطے یہ کافی ہے کہ وہ الفاظ جو استعمال کئے جائین اس قسم کے ہون کہ اونسے خیالات بدخواہی خلاف سرکار پیدا ہوسکین اور جنکی وجہ سے سرکار کی جانب حقارت اور نفرت خلایق کی طرف سے پیدا ہوسکے اور یہ کہ الفاظ مذکور اس قسم کے خیالات پیدا کرنے کے ارادہ سے استعمال کئے جائین ۔

جو الزام روبرو جوری کے مقدمہ ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند بنام جوگندر چندر بوس تھا یہ تھا کہ ملزمان نے خیالات بدخواہی نسبت حکومت سرکار کے جو برٹش انڈیا مین قانوناً قایم ہوئی ہے پیدا کرنے کا اقدام کیا تھا اور یہ الزام نہین لگایا گیا تھا کہ ملزمان نے فی الواقع خیالات بدخواہی نسبت گورنمنٹ کے جو از روے قانون کے برٹش انڈیا مین قایم کی گئی ہے پیدا کئے تھے اور یہ تعلق اوس الزام کے جو روبرو جوری کے پیش تھا سرکو مرتہرم صاحب کی ہدایت کی جو جوری کو کی گئی تھی تعبیر کرنی چاہئے بعد اسکے سرکو مرتہرم صاحب نے اپنی ہدایت جوری مین بوقت تذکرہ اون مضامین کے جنکے مشتہر کرنے کے الزامات از روے دفعہ ۱۲۴ الف لگائے گئے تھے حسب ذیل فرمایا ۔ آیا ان مضامین کا یہ منشا تھا کہ سرکار کے خلاف خیالات عناد پیدا کئے جاوین یا بخلاف اسکے اون مین صرف ناپسندیدگی بعض تدابیر سرکار کی گو بعبارت سخت ظاہر کی گئی تھی آپ اس بات کو

۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اسباپرشاد

یاد رکھینگے کہ وہ امر جسکی بابت آپکو فیصلہ کرنا ہے ارادہ کے متعلق ہے اور در حقیقت جرم ارادہ سے مرکب ہے کیونکہ ہر شخص اوس فعل کو بلا ارادہ جایز طور پر کر سکتا ہے شہادت ارادہ کی مرف مضامین مذکورہ سے مستنبط ہو سکتی ہے علت غائی لکھنے والے کی کچھ ہی ہو لیکن اگر غرض مذکور کے حاصل کرنے کے لیے بدخواہی سرکار کا ذریعہ استعمال کرے تو وہ حسب دفعہ ۱۲۴ الف کے مجرم ہوگا اگر آپکا یہ خیال ہے کہ ان لوگون نے بغرض منسوخ کرانے ایکٹ عدم رضامندی کے یا بغرض بڑہانے فروخت اپنے اخبار کے ان مضامین کو اس ارادہ سے شایع کیا کہ خیالات عناد پیدا کیے جاوین تو آپ پر فرض ہوگا کہ رائے مجرم ہونیکی دین ؟

اشٹریچی صاحب جسٹس نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بال گنگادہر تلک بوقت توضیح دفعہ ۱۲۴ الف

۶۱ بتعلق اون الزامات کے جو مقدمہ مذکور مین روبرو جوری کے تھے جوری کو ہدایت کی :- مین مسٹر جسٹس پیتھیرم صاحب کی رائے سے جو بمقدمہ بنگباشی ظاہر کی گئی تہی کہ بدخواہی کے معنی محض نہونے خیر خواہی کے ہین اتفاق کرتا ہون " اگر فقرہ مذکور تنہا ہوتا اور اوسکی توضیح الفاظ مابعد سے نہ کی گئی ہوتی تو بلاشک ہدایت غلط ہوتی - بدخواہی مین ضرور نہونا خیرخواہی کا مفہوم ہے لیکن محض نہونا خیرخواہی کا حسب معنی دفعہ ۱۲۴ الف کے بدخواہی نہین ہے - اشٹریچی صاحب جسٹس نے اپنی اوس تحریر ہدایت مین جو عین بعد اوس فقرہ کے ہے جسکا ہم نے حوالہ دیا ہے یہ امر بالکل صاف طور پر ظاہر کیا ہے کہ اونکی رائے مین حسب معنی دفعہ ۱۲۴ الف کے بدخواہی کیا ہے - اونھون نے یہ فرمایا -

"اوس سے مراد نفرت اور بغض اور ناپسندیدگی اور دشمنی اور حقارت اور ہر قسم کی ناراضی نسبت سرکار کے ہے - شاید بغاوت سب سے عمدہ عام لفظ ہے جسمین ہر قسم کا امکانی خیال بد نسبت گورنمنٹ کے داخل ہے قانون مین بدخواہی سے یہی مراد ہے اور کسی شخص کو اسکے پیدا کرنے یا پیدا کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے اوسکو یہ نہ چاہیے یا یہ کوشش نہ کرنی چاہیے کہ دیگر اشخاص کے دلون مین کسی قسم کا بغض نسبت سرکار کے پیدا کرے - آپ ملاحظہ فرماوینگے کہ درجہ یا شدت بدخواہی کی بجز وسعت سزا کے بحث نسبت سزا کے ہو کلیتا غیر اہم ہے اگر کوئی شخص زیادہ یا تہوڑے خیالات بدخواہی پیدا کرے یا پیدا کرنے کی کوشش کرے تو وہ از روے دفعہ مذکور کے مجرم ہوگا - ثانیاً یہ امر بالکل غیر اہم ہے کہ اس شایع کرنے سے خیالات بدخواہی پیدا ہوئے یا نہین - یہ صحیح ہے کہ آپ کے روبرو ہر ملزم کی نسبت یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوسنے فی الواقع خیالات بدخواہی نسبت گورنمنٹ کے پیدا کیے - اگر آپ کو اطمینان کہ اس امر کا ہو کہ اوسنے ایسا کیا تو آپ بلاشک اوسکو مجرم تجویز کرینگے

سنہ ۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام امبا پرشاد

لیکن اگر آپ یہ تجویز کریں کہ الزام مذکور ثابت نہیں ہے اور یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی شخص کے دل میں بوجہ پڑھنے ان مضامین کے خیالات بدخواہی نسبت گورنمنٹ کے پیدا ہوئے تاہم محض یہ امر اسلئے کافی نہوگا کہ آپ قیدیان کو بری کریں کیونکہ اون میں سے ہر ایک پر الزام نہ صرف پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا بلکہ نیز اقدام پیدا کرنے خیالات مذکور کا بھی لگایا گیا ہے آپ لحاظ رکھینگے کہ دفعہ مذکور میں قطعی طور پر کامیابی سے خیالات بدخواہی پیدا کرنا اور اقدام پیدا کرنے
۶۲ خیالات مذکور کا ناکامیابی سے کرنا یکسان ہے پس اگر آپ یہ تجویز کریں کہ ان دونوں قیدیوں میں سے کسی نے یہ اقدام کیا کہ دیگر اشخاص کے دلوں میں اس قسم کے خیالات پیدا کرے تو آپ پر لازم ہے کہ اوسکو مجرم قرار دیں گو کسی طرح پر یہ ظاہر نہو کہ وہ کامیاب ہوا تھا۔

علاوہ بریں یہ اہم ہے کہ آپ ایک دوسرے امر کا پورا لحاظ رکھیں یہ جرم دیگر اشخاص میں پیدا کرنے یا اقدام پیدا کرنے بعض خیالات بدنسبت گورنمنٹ پر مشتمل ہے۔ جرم مذکور پیدا کرنے یا اقدام پیدا کرنے غدر یا بغاوت یا کسی قسم کے بلوہ فساد پر عام اس سے کہ سنگین ہو یا خفیف مشتمل نہیں ہے یہ امر کہ فی الواقع کوئی بلوہ یا فساد بوجہ ان مضامین کے ہوا تھا یا نہیں قطعاً غیر اہم ہے۔ اگر ملزم کا یہ منشا تھا کہ بذریعہ ان مضامین کے بغاوت یا فساد پیدا کرے تو بلاشک اوسکا فعل دفعہ ۱۲۴ الف کیں اور اغلباً اندر دیگر دفعات مجموعہ تعزیرات ہند کے داخل ہوگا لیکن اگر اوسنے کوئی بلوہ یا فساد یا مزاحمت جبریہ نسبت حکومت سرکار کے پیدا نہیں کی اور نہ اوسکے پیدا کرنے کا منشا تھا تاہم اگر اوسنے کوشش پیدا کرنے خیالات دشمنی کی نسبت گورنمنٹ کے کی توبیہ امر اوسکو از روے دفعہ مذکور کے مجرم قرار دینے کے لئے کافی ہوگا مجھکو یہ معلوم ہے کہ بعض نامور اشخاص کا یہ خیال ہے کہ جرم از روے دفعہ ہذا بجز اسکے نہیں ہو سکتا ہے کہ ملزم مشورہ یا ایما بغاوت یا مزاحمت جبریہ کا نسبت گورنمنٹ کے کرے۔ میری راے میں یہ راے کلیتاً خلاف الفاظ صریح خود دفعہ مذکور کے ہے جسمیں حتی الامکان صاف طور پر بعض خیالات کا پیدا کرنا یا پیدا کرنے کا اقدام کرنا اور نہ کسی طریق عمل پر مثلاً بلوہ یا مزاحمت جبریہ پر آمادہ کرنے کا اقدام کرنا معیار جرم قرار دیا گیا ہے۔

اسٹریچی صاحب جسٹس ۔ نے جوری کو نسبت معنی و تاثیر و تشریح دفعہ ۱۲۴ الف کے ہدایت حسب ذیل فرمائی۔

اول یہ قابل لحاظ ہے کہ جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں فقرہ اول سے اثباتاً یہ ظاہر ہوتا ہے

سنہ ۱۸۹۷ع ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اسما پرشاد

کہ وہ جرم جو از روے دفعہ مذکور کے قابل سزا قرار دیا گیا ہے کیا ہے تشریح مین بشکل نفی
یہ بیان کیا گیا ہے کہ کیا شے جرم مذکور نہین ہے اور مین یہ تحریر ہے کہ کوئی شے بدخواہی نہین
ہے اور حسب دفعہ ہذا جرم نہین ہے پس اوسکا منشا بعض افعال کو اوس جرم سے جو از روے
فقرہ اول قرار دیا گیا ہے مستثنیٰ کرتا ہے اور وہ افعال کوشش ہاے بدخواہی سے متمیز کیے
گئے ہین جنسے فقرہ اول متعلق ہے۔ دوسرا اور سب سے اہم امر جو آپکو ذہن مین رکھنا چاہیے
۶۳ یہ ہے کہ از روے تشریح کے سرکار کی تدابیر کی نسبت ایک خاص نیت سے بحث کرنا محفوظ کیا گیا
ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تشریح مذکور کی منشا نہایت معین اور محدود ہے۔ ملاحظہ
فرمائیے کہ تشریح مذکور بجز اسکے قطعاً متعلق نہوگی کہ آپ یہ نتیجہ اخذ کرین کہ تحریرات مابحث اتفاقاً
اور عقلاً "بطور مباحثہ نسبت تدابیر سرکار کے" سمجھی جاسکتی ہین۔ وہ بجز اس قسم کی تحریر کے کسی
دوسری تحریر سے متعلق نہین ہوسکتی ہے وہ اوس تحریر سے متعلق نہین ہے جو صرف بحث نسبت
تدابیر سرکار کے نہو بلکہ خود سرکار کے اوپر حملہ ہو۔ تشریح مذکور ہر قسم کی نکتہ چینی قوانین و اضعان
قانون سے متعلق ہوگی مثلاً ایکٹ امراض وبائی یا کسی خاص ٹیکس یا تدابیر منتظمانہ سے مثلاً اون
تدابیر سے جو گورنمنٹ نے واسطے رفع کرنے طاعون یا قحط کے کی ہین متعلق ہوگی لیکن اگر
آپ یہ نتیجہ اخذ کرین کہ از روے ان تحریرات کے نہ صرف اس قسم کی تدابیر پر بلکہ خود گورنمنٹ
اور اوسکے قائم رہنے پر یا اوسکی نوعیت اصلی پر یا اوسکے منشا پر یا اوسکے خیالات جانب
اشخاص پر حملہ کیا گیا ہے تو آپ پر فرض ہے کہ اس تشریح کو قطعاً نظرانداز کرین اور فقرہ اول
دفعہ مذکور کو متعلق کرین ثانیاً بالفرض اس امر کے کہ آپ کو اطمینان اس امر کا ہو کہ یہ تحریرات اتفاقاً
اور عقلاً "بحث نسبت تدابیر گورنمنٹ کے" سمجھی جاسکتی ہین اور نہ حملہ خود گورنمنٹ پر تاہم آپ تشریح
مذکور کو بجز اسکے متعلق نہین کرسکتے ہین کہ آپ یہ باور کرتے ہون کہ یہ بحث محض بغرض پیدا
کرنے صرف "ایسی ناپسندیدگی تدابیر سرکار کے کی گئی تھی" جس سے سرکار کے اختیار جایز کی
اطاعت مین رہنے کا میلان طبیعت پایا جاتا ہو اور اس اختیار کے تہ و بالا کرنے یا مزاحمت
کرنے کے ناجایز ارادون کے مقابلہ مین سرکار کے اختیار جایز کی تائید پائی جاے" آپ پر
ظاہر ہوگا کہ اس سے فرق درمیان اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی نسبت گورنمنٹ کے
اور منشا پیدا کرنے صرف ایک خاص قسم کی ناپسندیدگی نسبت تدابیر سرکار کے ہے اور
صرف امر آخر الذکر محفوظ قرار دیا گیا ہے اب دیکھنا چاہیے کہ۔ ناپسندیدگی تدابیر سرکار سے کہ جسمین اور

نمبر ۱۰۵۰ سنہ ۹۰
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
دہاپرشاد

بدخواہی سرکار مین فرق رکھا گیا ہے کیا مراد ہے - مین سرکومر تہیر صاحب کی اس رائے سے اتفاق
کرتا ہون کہ گو بدخواہی کے معنی ہونا غیرخواہی کا یا دشمنی ہے ناپسندیدگی کے معنی محض پسند
نکرنا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ کسی شخص یا گورنمنٹ کو کوئی شخص پسند کرے یا اوسکا خیرخواہ
ہو اور ساتھہ ہی اسکے وہ اوسکی تدابیر کو نہایت ناپسند کرے - یہ فرق دفعہ مذکور کا اصل اصول
ہے - اوس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عوام مین بولنے والون یا لکھنے والون کو
کیا کرنا چاہیے یا کیا نہین کرنا چاہیے - ہر شخص کو یہ اختیار ہے کہ کسی تدبیر یا فعل گورنمنٹ کی
نسبت عام اس سے کہ وہ فعل متعلق وضع قوانین یا فعل عاملانہ کے ہو نکتہ چینی یا بحث کرے
اور اوسکی نسبت اپنی رائے آزادانہ طور پر ظاہر کرے - وہ بحث نسبت ایکٹ انکم ٹکس یا ایکٹ
امراض وبائی یا کسی مہم فوجی یا امر جو کئے جاوے طاعون یا قحط کے یا دادگستری کے کرسکتا ہے -
وہ اون تدابیر کی نسبت نہایت ناراضی ظاہر کرسکتا ہے اور یہ امر وہ بسختی اور نیز نامناسب طور پر
اور بے انصافی سے کرسکتا ہے - جب تک کہ وہ اوسپر قناعت کرے وہ از روے
تشریح کے محفوظ ہوگا لیکن اگر وہ اس سے تجاوز کرے اور اثناے بحث مین نسبت تدابیر کے
یا دیگر نہج پر خود گورنمنٹ کی نسبت اوسکے پڑھنے والون کے دلون مین نفرت یا حقارت پیدا
کرے مثلاً ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت جو رعایا پر پڑی ہو سرکار کی جانب منسوب کرے یعنی الفاظ
اوسکے ابتداءً واقع ہونے یا غیر ہونے کا تذکرہ کرے یا سرکار پر یہ الزام لگاوے کہ وہ رعایا کی
آسایش کے خلاف ہے یا اوسکو اوسکی پرواہ نہین ہے تو وہ از روے دفعہ مذکور کے مجرم
ہوگا اور از روے تشریح کے محفوظ نرہیگا -

"اس تشریح کا منشا یہ ہے کہ دیانتداری سے اخبار نویسی اور نیک نیتی سے نکتہ چینی نسبت
تدابیر اور آئینون کے بغرض اونکی ترقی اور اصلاح کے کیجاوے اور شکایت اور برائیان رفع
کیجاوین اور درمیان اسکے اور خفیہ یا علانیہ کوشش اس امر کی کہ رعایا اپنے فرمانروایان سے
نفرت کرے امتیاز کیا جاے جبتک کہ کوئی اخبار نویس اس فرق کو ملحوظ رکھے اوسکو کوئی موقع
خوف کا نہین ہے - مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس رائے قانونی سے جو آزادی قانونی
جسکی خواہش کوئی شخص معقول کرسکتا ہے حاصل ہوتی ہے اور اس سے زیادہ عطا کرنا ضعف عقل
قابل الزام اور مضر فایدہ نہ صرف سرکار بلکہ رعایا کے ہوگا لیکن تشریح مذکور مین دیگر الفاظ موجود ہین جنپر مجکو
ہنوز لحاظ کرنا باقی ہے تشریح مذکور کی حفاظت مین داخل ہونے کے لئے یہ ضروری ہے

سنہ ۱۸۹۷ع ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام اسبا پرشاد

کہ تحریر صرف بکمال صحت تدابیر سرکار کے بغرض پیدا کرنے صرف ناپسندیدگی تدابیر مذکور کے ہو جو بدخواہی گورنمنٹ سے تعبیر کیجا سکتی ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ ناپسندیدگی مذکور ایسی ہو جس سے سرکار کے اختیار جایز کی اطاعت مین رہنے کا میلان طبیعت پایا جاتا ہو اور اوس اختیار جایز گورنمنٹ کی تائید خلاف اون ناجایز کوششون کے جو جو اختیار مذکور کے تہ و بالا کرنے یا اوسکی مزاحمت کرنے کی کیجائین۔"

"اوسکے معنی یہ ہین کہ گورنمنٹ کی تدابیر کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر کرنے مین بھی حد سے تجاوز کیا جا سکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص ایسے اعتراضات نسبت تدابیر گورنمنٹ کے مشتہر کرے جو نہ صرف سخت اور غیر معقول یا خلاف انصاف ہون بلکہ اسقدر جہ کے شدید اور تلخ ہون یا اونکے ساتھ تعصب ملکی یا مذہبی کی تحریک کی گئی ہو یا معہ روبرو جہلا کے ایسے وقت پر کئے گئے ہون جبکہ عوام کے دل مین بہت جوش ہو جس سے وہ اشخاص جو اعتراضات مذکور کو پڑھین اونکے خیالات بعض تدابیر گورنمنٹ سے تجاوز کرکے تدابیر مذکور کے کرنے والے یعنی گورنمنٹ کی جانب مایل ہون اور اشخاص مذکور گورنمنٹ کی اطاعت مین رہنے اور گورنمنٹ کی تائید کرنے کی جانب مایل نہ ہین اور اگر یہ امر انصافاً کل تحریر سے مستنبط ہو سکے کہ تحریر یا مشتہر کنندہ کا منشا پیدا کرنے ان نتایج کا تھا تو وہ بموجب اس دفعہ کے مجرم ہوگا اور از روے تشریح کے محفوظ نہ رہیگا۔ اس میلان طبیعت کی نوعیت پر لحاظ فرمایے جس کے کل فرق درمیان ناپسندیدگی تدابیر کے جو گورنمنٹ کی بدخواہی کی حد تک پہونچتی ہے اور اوس ناپسندیدگی کے ہے جو اوس حد تک نہین پہونچتی ہے وہ محض سرکار کے اختیار جایز کی اطاعت مین رہنے کا میلان طبیعت نہین ہے وہ صرف میلان طبیعت اطاعت مین رہنے کا بلکہ سرکار کے اختیار جایز کی تائید کرنیکا بمقابلہ کوشش ناجایز تہ و بالا کرنے یا مزاحمت کرنے گورنمنٹ کے بھی ہے اور وہ میلان طبیعت اس اختیار جایز کی تائید کرنیکا نہ صرف خلاف ناجایز ارادون اوسکی مزاحمت کرنے یعنی اوسکی مخالفت کرنے کے ہے بلکہ اوسکے تہ و بالا کرنے کے بھی ہے یعنی کسی طریقہ ناجایز سے گو کچھ ہی ہو کوشش گورنمنٹ کے ضعیف کرنے اور اوسکی بیخ کنی کرنے کی ہے۔ اور آخرا وہ میلان طبع تائید کرنے گورنمنٹ کا بمقابلہ اس قسم کی جملہ ناجایز کوششون کے جب کبھی کہ رجوع ہو نہ صرف خلاف کسی خاص ناجائز کوشش کے جو بوقت مشتہر کرنے کے ہو رہی ہو یا ہونیوالی ہو ہے۔

برطبق نامنظور کرنے درخواست بال گنگادہر تلک کے جو ہائی کورٹ بمبئی مین واسطے

سنہ ۱۸۹۰ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام امبا پرشاد

اجازت کرنے اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے پیش کی گئی تھی سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس نے بوقت صادر کرنے تجویز اجلاس کامل کے یہ فرمایا:-

"دوسری وجہ جسکی بنا پر مسٹر رسل نے ہم سے استدعا عطا کرنے سارٹیفکیٹ اس امر کی کی ہے کہ یہ مقدمہ بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے بھیجے جانے کے لایق ہے یہ ہے کہ غلط ہدایت کی گئی تھی اور انھون نے اپنی دلیل ایک وجہ کبیرہ اور دو وجوہ صغیرہ پر مبنی کی تھی - وجہ کبیرہ یہ تھی کہ اوس وقت تک یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ خلاف ورزی دفعہ مذکور کی گئی کہ صریحًا تحریک کرنے فساد یا بغاوت کی کی گئی ہو ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے تجاوز کثیر الفاظ دفعہ مذکور سے ہوگا اور ہمکو وجہ مذکور کی نسبت زیادہ بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے امور صغیرہ مین سے پہلا امر یہ ہے کہ اسٹریچی صاحب جسٹس نے اہالی جوری کے روبرو خلاصہ مقدمہ بیان کرتے کے وقت یہ فرمایا تھا کہ بدخواہی کے معنی نہونے خیر خواہی کے ہین لیکن اگر فقرہ مذکور تنہا ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ اہالی جوری کو اوس سے غلط فہمی واقع ہوتی لیکن بتعلق عبارت کے ہم یہ امر ناممکن خیال کرتے مین کہ اہالی جوری کو اوس سے غلط فہمی ہو سکتی تھی الفاظ مذکورہ بتعلق اوس قانون کے بیان کئے گئے تھے جو مرکوم رتیہرم صاحب نے کلکتہ مین بمقدمہ بنگباشی بیان کیا تھا مقدمہ مذکور مین مرکوم رتیہرم صاحب نے الفاظ نہونے خیر خواہی کے بجاے الفاظ خلاف خیر خواہی کے استعمال کئے تھے - اگر الفاظ خلاف خیر خواہی بجاے الفاظ نہونے خیر خواہی کے مقدمہ ہذا مین استعمال کئے جاتے تو اسمین شبہ نہین ہو سکتا کہ اس بارہ مین ہدایت بالکل صحیح ہوتی لیکن بتعلق عبارت کے یہ ظاہر ہے کہ الفاظ نہونے خیر خواہی سے حاکم ذیعلم کی مراد نہونے خیر خواہی سے نہ تھی بلکہ خلاف اسکے کسی خیال عملی سے مراد تھی پس ہم یہ خیال کرتے ہین کہ اس بارہ مین ہم یہ تصدیق نہین کر سکتے ہین کہ یہ مقدمہ لایق اپیل کے ہے - بتعلق اس امر کے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ بے انصافی واقع ہوئی ہے - اخیر امر تعریف لفظ گورنمنٹ سے متعلق ہے - یہ ایک نہایت خفیف امر ہے لیکن اون الفاظ کے خارج کرنے پر جنکا ذکر مسٹر رسل نے کیا ہے لیکن جو ہدایت ابتدائی مین نہین ہین ہمکو یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ کوئی غلط ہدایت نسبت معنی لفظ گورنمنٹ کے کی گئی - پس ہم یہ خیال کرتے ہین کہ یہ درخواست نامنظور ہونی چاہئے"-

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
امبا پرشاد

بر طبق درخواست بال گنگادہر تلک بحضور جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل ملکہ معظمہ کے واسطے اجازت خاص دائر کرنے اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے اسٹریچی صاحب جسٹس کی ہدایت جوری پر ایک اعلیٰ درجہ کے کونسل عدالت انگلستان سے مزاحمت کے ساتھ نکتہ چینی کی تھی۔ رپورٹ مین یہ تحریر ہے کہ بوقت صادر کرنے تجویز جوڈیشل کمیٹی کے لارڈ چانسلر نے یہ فرمایا:۔ "بلحاظ کل خلاصہ مقدمہ کے جو بہت طویل ہے حکام عالیمقام کی دانست مین اوسمین کوئی امر ایسا نہین ہے جسکی بابت حکام ممدوح کے لئے اختلاف رائے کرنا جائز ہو یا کسی امر مندرجہ خلاصہ مذکور کے صحیح کرنے کی ضرورت ہو۔ کل خلاصہ مذکور پر ایک ساتھ اور ہر جزو پر بلحاظ دیگر حصص کے لحاظ کرنے سے حکام ممدوح کی رائے عموماً بلحاظ اوس دلیل کے جو حکام عالیمقام کے روبرو پیش کی گئی ہے یہ ہے کہ کوئی امر مطابق اون قواعد کے ثابت نہین کیا گیا ہے جنکے بموجب حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ کو مشورہ نسبت عطا کرنے اجازت اپیل بمقدمات فوجداری دیتے ہین پس حکام ممدوح حضور ملکہ معظمہ کو سو دبانہ یہ مشورہ دینگے کہ اسمقدمہ مین اجازت عطا نہ کیجانی چاہیے (۱)

جہانتک ہم اوس نامکمل رپورٹ سے جو ہمارے روبرو ہے رائے نسبت تجاویز ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ ستارہ قایم کرسکتے ہین ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ سر چارلس فیرن صاحب چیف جسٹس کی وہی رائے نسبت معنی و تاثیر دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے تھی جو اسٹریچی صاحب جسٹس نے مقدمہ بال گنگادہر تلک ظاہر کی تھی اور یہ کہ اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا نسبت گورنمنٹ کے مساوی اقدام پیدا کرنے ناراضی ملکی نسبت گورنمنٹ کے جیسی کہ وہ از روے قانون قایم کی گئی ہے اور پیدا کرنا ناراضی ملکی اور رعایا کو اطاعت سے برگشتہ کرنا ہے ظاہرا چارلس فیرن صاحب نے یہ بھی تجویز کی در حالیکہ وہ بین صحیح طور پر کوئی شخص مجرم اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا نسبت گورنمنٹ کے جو برٹش انڈیا مین قانوناً قایم ہوئی ہے باوجود اسکے ہوسکتا ہے کہ اوس خاص مضمون یا گفتگو مین وہ اس امر پر اصرار کرے کہ گورنمنٹ کی اطاعت اور تائید کرنا مناسب اور ضروری ہے۔ رپورٹ تجاویز پارسنس صاحب جسٹس و راناڈے صاحب جسٹس بمقدمہ ستارہ جو ہمارے روبرو موجود ہین اسقدر نامکمل ہین کہ ہم کوئی رائے نسبت اونکی تعبیر دفعہ ۱۲۴ ۶۸

(۱) انڈین لا رپورٹ لا ٹائمس جلد ۱۴ صفحہ ۵۰

سنہ ۱۸۹۸ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند
عام
اسباب فساد

الف کے قایم نہین کر سکتے ہین۔ اگر حکام موصوف کی تعبیر دفعہ ۱۲۴ - الف اصولاً ہم مین خلاف
اوس تعبیر کے ہو جو دفعہ مذکور کی اسٹریچی کہ صاحب جسٹس نے کی تہی تو ضرور تاً نتیجہ یہ ہوگا کہ اونکی
تعبیر کو جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل بطور صحیح تعبیر کے قبول نہ کرے گی جسنے ہدایت جوری اسٹریچی
صاحب جسٹس بمقدمہ بال گنگا دہر تلک کو بطور ہدایت کافی کے جس سے کوئی غلط فہمی واقع
نہین ہوتی تہی تسلیم کیا تہا۔

ہماری راے مین ہر شخص جو اون ذرایع سے جنکا ذکر دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند
مین ہے خیالات نفرت یا ناپسندیدگی یا ناراضی یا دشمنی یا عناد کے نسبت اوس گورنمنٹ کے
جو برٹش انڈیا مین ازروے قانون قایم ہوئی ہے پیدا کرے یا پیدا کرنے کا اقدام کرے تو وہ
حسب معنی دفعہ ۱۲۴ الف کے خیالات بدخواہی پیدا کرتا یا پیدا کرنے کا اقدام کرتا ہے (یعنی جیسی کہ
صورت ہو) عام اس سے کہ وہ کسیقدر احتیاط کے ساتھ کوشش چہپانے اپنے منشا سے
واقعی کی کرے یہ ظاہر ہے کہ خیالات نفرت یا ناپسندیدگی یا ناراضی یا بغض یا کینہ خلاف گورنمنٹ
کے میلان طبع اطاعت اختیار جایز گورنمنٹ اور تایید اوس اختیار جایز کے بمقابلہ کوشش
نہ و بالا کرنے یا اوسکی مزاحمت کرنے کے متناقض اور متخالف ہین۔ یہ ممکن ہے کہ ناپسندیدگی
تدابیر گورنمنٹ کسی خاص صورت مین وہ مضمون ہو یا ہو جسپر گفتگو کی گئی ہے یا مضمون یا چٹہی
تحریر کی گئی ہے لیکن اگر اوس امر پر جو کہا یا تحریر کیا گیا ہے منصفانہ اور بلا تعصب لحاظ کرنے
سے یہ امر معقول طور پر ظاہر ہو کہ گفتگو یا تحریر کرنے والے کا ارادہ پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا
نسبت اوس گورنمنٹ کے تہا جو برٹش انڈیا مین ازروے قانون کے قایم کی گئی ہے تو
عدالت یا جوری کو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ گفتگو یا تحریر کرنے والے یا شایع کرنے والے نے (جیسی کہ
صورت ہو) ارتکاب جرم اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا نسبت اوس گورنمنٹ کے
جو ازروے قانون کے برٹش انڈیا مین قایم کی گئی ہے کیا ہے۔ تشریح کرنا خالی از خطر نہین ہے
لیکن ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدخواہی مندرجہ دفعہ ۱۲۴ الف بغاوت ہے۔ اس صدی مین لفظ
بدخواہی عموماً اسی معنی مین استعمال کیا گیا اور سمجہا گیا ہے۔ ہماری یہ بہی راے ہے کہ بلحاظ
۶۹ اون خرابیون کے جنکا انسداد ازروے دفعہ ۱۲۴ الف کیا گیا ہے بدخواہی کے معمولی معنی تشریح
مندرجہ دفعہ مذکور سے تبدیل نہین ہوتے ہین۔

گفتگو کرنے والے یا تحریر کرنے والے یا شایع کرنے والے کی نسبت خاص گفتگو یا مضمون

۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام اسباپرشاد

یا جسمین سے مستنبط کیجا سکتی ہے یا اوس گفتگو یا مضمون یا جسمین سے بہ تعلق امرمن امور کے ثابت کیجا سکتی ہے جو اوس گفتگو یا تحریر یا شایع کرنے والے نے کسی موقع یا مواقع دیگر پر کہے یا تحریر یا شایع کئے ہون - جبکہ یہ تحقیق ہوجاے کہ گفتگو یا تحریر یا شایع کرنے والے کا ارادہ پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا نسبت گورنمنٹ کے تہا جو برٹش انڈیا مین از روے قانون قایم کی گئی تو یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا وہ الفاظ جو کہے یا تحریر یا مشتہر کئے گئے اس قسم کے خیالات بدخواہی پیدا کرنیکا اثر رکہ سکتے تہے یا نہین یہ امر غیر اہم ہے کہ آیا وہ الفاظ سچ تہے یا جہوٹ بلحاظ امر کے یا جبکہ گفتگو کرنیوالے یا تحریر کرنے والے یا شایع کرنے والے پر الزام پیدا کرنے اس قسم کے خیالات بدخواہی کا لگایا گیا ہو یہ امر غیر اہم ہے کہ الفاظ مذکور سے فی الواقع اس قسم کے خیالات بدخواہی پیدا ہوئے تہے یا نہین -

اوس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے اسباپرشاد نے اقبال جرم اقدام پیدا کرنے خیالات بدخواہی کا نسبت گورنمنٹ کے جو برٹش انڈیا مین از روے قانون قایم کی گئی ہے بذریعہ مشتہر کرنے مضمون مابہ البحث کے اپنے اخبار کے پرچہ ۱۴ - جولائی ۱۸۹۷ء مین کیا ہے یہ بہتر ہوا کہ اوسکو اقبال جرم کرنے کا مشورہ دیا گیا کیونکہ مضمون مذکور کے پڑہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواے مجنون ہونے کے اسکا کوئی جوابدہی نہین کر سکتا تہا - اوسکا کونسل عدالت ہذا یہ نہین کہہ سکا کہ ذرا بہی کوئی وجہ تحریر کرنے اون الزامات سخت اور تمسخر آمیز کی تہی جو مضمون مذکور مین نسبت گورنمنٹ مندرج تہے یعنی مضمون مذکور کے شایع کرنے سے اسباپرشاد کا ایک ہی منشا ہو سکتا تہا یعنی ملکہ معظمہ کی ہندوستانی رعایا اور خاصکر ملکہ معظمہ کی رعایاے قوم مسلمان کے دلون مین خیالات بدخواہی یا بغاوت نسبت اوس گورنمنٹ کے پیدا کرے جو برٹش انڈیا مین از روے قانون قایم کی گئی ہے - اس خاص مضمون سے بہ تعلق دیگر مضامین کے جو اوسکے اخبار مین اون تاریخون کو شایع کئے گئے تہے جنمین اوسنے بموجب اپنے ہی بیان عدالت مجسٹریٹ کے اپنے اخبار کو شایع کیا تہا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکا منشا صرف پیدا کرنے بدخواہی دلی کا تہا (جو براے خود ایک جرم حسب دفعہ ۱۲۴ الف مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے) بلکہ بدخواہی عملی اور بغاوت کا مسلمانون مین تہا جو شامل اوسکے رعیت تہے وہ جرم فوجداری جسکا ارتکاب اسباپرشاد نے کیا تہا نہایت سنگین جرم ہے اوسنے اس جرم کا ارتکاب بلا لحاظ اوس تباہی اور تکلیف اور سزا کے کیا تہا جو اوسکے باشندگان ملک پر عاید ہوتی جو ایسے جاہل ہوتے کہ وہ یہ باور کرتے کہ وہ بیانات جو اوسنے شایع کئے تہے صحیح ہین اور جو بموجب اس یقین کے عمل کرکے علانیہ گورنمنٹ کے ساتہہ بغاوت کرتے اسباپرشاد مسلمان نہین ہے

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
امبا پرشاد

وہ ایک کالیستھ ہے - امبا پرشاد جو صد گیزٹ تک بغرض جوابدہی اس جرم فوجداری کے دستیاب نہین ہوا تھا یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اگر رعایاے قوم مسلمان بوجہ اوس مضمون کے جو اوسنے شایع کیا تھا عملاً بدخواہی پر آمادہ ہو جاتے تو امبا پرشاد مقام خطرہ سے بچکر فاصلہ محفوظ تک چلا جاتا -

امبا پرشاد نے اپنے موجبات اپیل مین یہ بیان کیا ہے کہ بوجہ اقبال جرم اور معذرت کے جو اوسنے بعد اسکے کی تھی کہ وہ تجویز کے لئے سپرد کیا گیا وہ مستحق اس امر کا ہے کہ اوسکو محض برائے نام سزا دیجاوے - اوسپر تجویز ثبوت جرم صادر کی جانی لابدی تھی - اس قسم کے مقدمہ مین معذرت کرنے پر لحاظ نہین کیا جا سکتا ہے خاصکر جبکہ معذرت بعد سپردگی کے کی گئی ہو - بلحاظ سنگینی اوس جرم کے جسکا ارتکاب امبا پرشاد نے کیا اور بلحاظ اوس تکلیف اور تباہی اور سزا کے جو اوسکی وجہ سے ناواقف اشخاص پر عاید ہو سکتی تھی حکم سزا جو اوسکی نسبت صادر کیا گیا بالکل ناکافی ہے - ہم یہ اپیل ڈسمس کرتے ہین -

صیغہ نظرثانی فوجداری

باجلاس سر جان ایج صاحب نسٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مکند و یک کس دیگر

۱۸۹۶ء
۸ - جولائی
صفحہ کتاب انگریزی ۶۰

ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء (ایکٹ آبکاری) دفعات ۲ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۴ و ۴۴ - ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء دفعات ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۴۱ و ۵۰ - اہلکار محکمہ آبکاری - اختیار سماعت -

تجویز ہوئی کہ وہ اہلکار جنکو اختیارات ازروے دفعات ۲۸ و ۲۹ و ۴۹ - ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء عطا کئے گئے تھے اور جنکو بعض صورتون مین یہ اختیار رہتا کہ مقدمہ کسی مجسٹریٹ کے روبرو ازروے دفعہ ۴۲ کے پیش کرے حسب معنی دفعہ ۴۴ - ایکٹ مذکور اہلکار آبکاری تھا - مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام راجھون[1] منسوخ ہوا -

مکند و بادام کی نسبت تجویز ثبوت جرم ازروے دفعات ۱۳ و ۳۹ - ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء ۱۰
(ایکٹ آبکاری) صادر کی گئی تھی اور احکام سزاے جرمانہ صادر کئے گئے تھے - نامبردگان

(۱) دیکھو ویکلی نوٹس ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۰۵ -

گرفتار کئے گئے تھے اور اونکو ایک اہلکار پولیس نے جسکو اختیارات اہلکار آبکاری ازروے دفعات ۲۰ و ۲۸ و ۲۹ - ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۱ء عطا کئے گئے تھے چالان کیا تھا - بنا راضی اس تجویز ثبوت جرم کے درخواست نظرثانی روبرو سشن جج کے پیش کی گئی تھی جسمین منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا گیا تھا کہ تجاویز ثبوت جرم غلط ہین بوجہ اسکے کہ اہلکار پولیس کو جسکو تعلق تھا اختیار بطور اہلکار آبکاری کے ازروے دفعہ ۳۳ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء عطا کیا گیا ہو اور یہ کہ پولیس نے کوئی کارروائی ازروے دفعات ۳۹ و ۴۱ و ۴۲ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء کے نہین کی تھی - بلحاظ ان وجوہ اور نظیر ہائیکورٹ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رام چرن (۱) کے سشن جج نے مقدمہ ہائیکورٹ مین ازروے دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا -

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای چیمیر) منجانب سرکار -

ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس - اس استصواب مین جو سشن جج سہارنپور نے کیا ہے یہ بحث پیدا ہوئی ہے کہ آیا محمد خان سب انسپکٹر بتاریخ یکم نومبر سنہ ۱۸۹۶ء اہلکار آبکاری حسب مراد دفعہ ۵ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء کے تھا یا نہین - قبل جاری ہونے ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء کے وہ اوس قسم کے اہلکارون مین سے تھا جنکو ازروے دفعات ۲۰ و ۲۸ و ۲۹ - ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے بطور اہلکاران آبکاری اختیارات کئے گئے تھے ازروے دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء کے یہ تصور کیا گیا تھا کہ وہ اختیارات جو ازروے کسی ایکٹ منجملہ ایکٹ ہاے منسوخ شدہ کے عطا کئے گئے تھے ازروے ایکٹ مذکور عطا ہوئے ہین - واضح ہو کہ ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۱ء کی ترمیم ازروے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۵ء کی گئی تھی جسکی روسے ایکٹ مذکور مین دفعہ ۴۳ الف داخل کی گئی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ کی جانب توجہ بلیر ہیسٹ صاحب جسٹس کی بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رامچرن (۱) مائل نہین کی گئی تھی - دفعہ ۲۰ - ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۱ء کی ترمیم بہی ازروے ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۸۵ء ہوئی تھی - ازروے دفعہ ۲۰ - ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے اہلکار آبکاری کو بعض صورتون مین اختیار گرفتار کرنے کا حاصل ہے ازروے دفعہ ۲۸ کے اوس اہلکار آبکاری کو بہی اختیار گرفتار کرنے کا حاصل ہے جسکو ایک خاص تنخواہ ماہانہ ملتی ہو - ازروے دفعہ ۲۹ کے بعض اہلکاران آبکاری کو اختیار گرفتار کرنے کا حاصل ہے - دفعہ ۴۳ - ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ملاحظہ کرنے

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۰۵ -

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
مکند

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی اہلکار آبکاری کسی شخص کو گرفتار کرے "تو اوسکو لازم ہے کہ بعد اوسکے ۲۴ گھنٹہ کی میعاد کے اندر کیفیت مفصل نسبت گرفتاری یا ضبطی یا تلاشی مذکور کے اپنے افسر اعلی کو لکھ بھیجے اور اوسکو چاہیے کہ اگر اوسنے صاحب کلکٹر کے وارنٹ کے بموجب یہ عمل نہ کیا ہو تو جس شخص کو اوسنے گرفتار یا جس شے کو ضبط کیا ہو اوسکو جسقدر جلد بسہولت ہو سکے مقدمہ کی تجویز یا فیصلہ کے لئے صاحب مجسٹریٹ کے حضور پیش کرے"

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کی منشا یہ ہے کہ اہلکار آبکاری جسنے گرفتاری ازروے دفعہ ۴۰ یا دفعہ ۴۸ یا دفعہ ۴۹ کے کی ہو مجسٹریٹ کو اختیار عمل کرنے کا دے سکتا ہے بجز اسکے کہ وہ ازروے وارنٹ صاحب کلکٹر کے عمل کر رہا ہو اور دفعہ مذکور کی تعبیر بمطابقت دفعہ ۴۴ کے محض اوس صورت مین ہو سکتی ہے کہ وہ اہلکار آبکاری جسکو بعض صورتون مین یہ اختیار ہے کہ ازروے دفعہ ۴۳ مقدمہ روبرو کسی مجسٹریٹ کے پیش کرے بطور عہدہ دار آبکاری حسب معنی دفعہ ۴۴ کے تصور کیا جاوے۔ دفعات ۳۶ و ۳۷ و ۴۰ ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء عنوانا مطابق دفعات ۴۰ و ۴۸ و ۴۹ ایکٹ ۲۲ ۱۸۸۱ء کے ہین اور دفعہ ۴۱ ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء مطابق دفعہ ۳۲ ایکٹ ۲۲ ۱۸۸۱ء کے ہے دفعہ ۵۰ ایکٹ ۱۲ ۱۸۹۶ء مطابق دفعہ ۴۴ ایکٹ ۲۲ ۱۸۸۱ء کے ہے۔ اگر بلیر میسٹ صاحب جسٹس کی توجہ ان دفعات کی جانب مایل کیجاتی تو ہم یہ خیال کرتے ہین کہ شاید اونکی رائے مختلف ہوتی۔

ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ مجسٹریٹ کو اختیار عمل کرنے کا حاصل تھا اور ہم مقدمہ سشن جج کے پاس بدین ہدایت واپس کرتے ہین کہ مقدمہ کو اپنی فہرست مین قایم کرکے اوسکا فیصلہ کرین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

۱۹ جولائی ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۳۰

مراد النساء بیگم و دیگر (مدعیان) بنام غلام سجاد (مدعا علیہ)

نمبردار و حصہ دار - نالش بنام نمبردار واسطے دلاپانے منافع کے - ذمہ واری وارث نمبردار کی - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ فقرہ (ح) -

یہ ذمہ واری نمبردار کی کہ حصہ دار کو وہ منافع ادا کرے جو نمبردار نے بوجہ اوس غفلت شدید کے تحصیل نہ کیا ہو ایک ذمہ واری ذاتی ہے اور اوسکا نفاذ بمقابلہ قایم مقام قانونی نمبردار کے نہین کیا جا سکتا ہے - مقدمہ گلاب بنام فتیچند (۱) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر جے سیمین منجانب اپیلانٹ -

مولوی غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ -

بنرجی صاحب جسٹس - یہ نالش مدعیان اپیلانٹان نے از روے فقرہ (ح) دفعہ ۹۳ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء واسطے دلاپانے اپنے حصہ منافع مندرجہ کاغذات بابت سنہ ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ فصلی کے بنام عباس علی خان نمبردار کے دایر کی تھی - یہ نالش منصف کی عدالت مین دایر کی گئی تھی اور عدالت مذکور نے ڈگری بابت ایک جزو زر متدعویہ کے صادر کی تھی - صاحب جج ضلع نے برطبق اپیل باستعمال اون اختیارات کے جو اونکو از روے دفعہ ۲۰۴ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء حاصل تھے مقدمہ اسسٹنٹ کلکٹر کی عدالت مین واپس بھیجا - جبکہ نالش عدالت اسسٹنٹ کلکٹر مین دایر تھی عباس علی خان نمبردار فوت ہوا - مدعیان نے یہ درخواست کی کہ اس رسپانڈنٹ یعنی غلام سجاد کا نام کاغذات مین بطور پسر اور قایم مقام قانونی مدعا علیہ متوفی کے درج کیا جاوے - اس درخواست پر عدالت نے کوئی حکم صادر نہین فرمایا اور ڈگری بظاہر بنام مدعا علیہ متوفی کے صادر کی گئی - زر ڈگری مین نہ صرف ایک حصہ اوس منافع کا داخل تھا جو نمبردار نے فی الواقع وصول کیا تھا بلکہ وہ رقم بھی ۴۷

ہینڈ اپیل دوم نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنام رامی ڈگری اے ایم مارکھم صاحب جج ضلع بلند شہر مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۹۴ء مشعر ترمیم ڈگری ایچ ڈبلیو ہنکس صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بلند شہر مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۴ء -

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۲ -

سنہ ۱۸۹۶ء

مراد النسا
بنام
غلام سجاد

داخل تھی جو نمبردار اوس صورت مین وصول کرسکتا تھا اگر غفلت شدید نہ کرتا - غلام سجاد نے بہ تسلیم اوس امر کے کہ ڈگری ایسی تھی جسکا اثر اوسپر پہونچتا تھا بہ ناراضی اوسکے اپیل کیا -

حاکم ذیعلم عدالت اپیل ماتحت نے بہ تقلید نظیر عدالت ہذا بمقدمہ گلاب بنام فتح چند (۱) یہ تجویز کی کہ نمبردار کی یہ ذمہ داری کہ حصہ دار کو وہ منافع ادا کرے جو نمبردار نے بوجہ غفلت شدید کے وصول نہین کیا ایک ذمہ داری ذاتی ہے اور اوسکا نفاذ بمقابلہ قایم مقام قانونی نمبردار کے نہین کیا جا سکتا ہے پس حاکم ذیعلم نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو ترمیم کرکے ڈگری واسطے دلائے جانے اوس حصہ منافع کے صادر کی جو نمبردار نے فی الواقع وصول کیا تھا - میری رائے مین بلحاظ اوس نظیر کے جسپر عدالت اپیل ماتحت نے استدلال کیا ہے عدالت موصوف کا فیصلہ صحیح ہے - مجھکو اصولاً کوئی فرق درمیان قایم مقام اوس نمبردار کے جو قبل ارجاع نالش فوت ہوا اور قایم مقام اوس نمبردار کے جو بعد ارجاع نالش کے فوت ہوا معلوم نہین ہوتا ہے - ان دونون صورتون مین ڈگری بنام قایم مقام قانونی کے بقدر سرمایہ شخص متوفی کے جو اوسکے وارث کے ہاتھ آیا ہو صادر ہو سکتی ہے - اگر ایک صورت مین قایم مقام قانونی ذمہ دار نہین ہے تو دوسری صورت مین بھی ذمہ دار نہوگا - یہ اپیل قریب بالکل مشابہ اپیل دوم نمبر ۲۰۴ سنہ ۱۸۹۵ء کے ہے جسکا فیصلہ میرے بمجلس ایکمن صاحب نے بتاریخ ۱۰ مئی سنہ ۱۸۹۶ء + کیا تھا -

+ تجویز مقدمہ مذکور (دیرنارائن و یک کس دیگر بنام گردہر لال) حسب ذیل تھی -

ایکمن صاحب جسٹس - مدعیان نے جو مقدمہ ہذا مین اپیلانٹ ہین نالش از روے فقرہ (ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان بنام گردہر لال مدعا علیہ کے جو موضع کا نمبردار تھا واسطے دلاپانے اپنے حصہ منافع بابت سنہ ۱۲۹۹ لغایت سنہ ۱۳۰۱ف کے دائر کی - عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ ذمہ دار ادا کرنے نہ صرف اوس منافع کا ہے جو اوسنے فی الواقع وصول کیا تھا بلکہ اوس منافع کے ادا کرنے کا بھی ذمہ دار ہے جو بموجب جمعبندی کے واجب ہو کیونکہ اوسکی غفلت شدید کی وجہ سے زرباقی وصول نہین ہوا - مدعا علیہ یعنی نمبردار نے بناراضی اوس ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر کے اپیل کیا اور صاحب جج ضلع ذیعلم نے بر طبق اپیل بر بناے فیصلہ سابق ایک مقدمہ مابین فریقین کے یہ تجویز کی کہ نمبردار نے ایسی سخت بے پرواہی نہین کی تھی کہ مدعی مستحق ڈگری کا بابت حصہ اوس منافع کے ہو جو بموجب جمعبندی مرتب کے اور نہ بموجب زر وصولی کے واجب ہو - مدعیان نے عدالت ہذا مین اپیل دوم کیا - عدالت ہذا مین اپیل دائر ہونے کے بعد مدعا علیہ یعنی نمبردار فوت ہوا اور اوسکے پسران نابالغ کا نام بعوض اوسکے قایم مقامان کے مسل مین درج کیا گیا - میری راے مین مدعا علیہ ابتدائی کی وفات کی وجہ سے یہ فیصلہ کرنا غیر ضروری ہوگیا کہ عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ مقدمہ سابق پر غلطی سے استدلال

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۴ -

میری راے مین یہ اپیل قابل پذیرائی نہین ہے اور معہ خرچہ کے ڈسمس ہونا چاہیے اور ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

۵ ۔۔۔ ۱۸۹۶ء
مرادالنسا بنام غلام سجاد

باجلاس سر جان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۵۷

ہردیو سنگہ وغیرہ (مدعا علیہم) بنام نربت سنگہ وغیرہ (مدعیان)*

تقسیم۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء دفعات ۱۱۱ و ۱۱۳ و ۱۱۴۔ عذر نسبت تقسیم کے۔ اختیار سماعت عدالت ہاے دیوانی و مال۔

مقدمات تقسیم مین ضابطہ مندرجہ دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء پر عمل کرنا صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر بجز اسکے لازمی نہین ہے کہ کسی شریک قابض نے تقسیم کی نسبت اعتراض کیا ہو اور اعتراض مذکور قبل اوس تاریخ کے کیا گیا ہو جسکی تصریح اوس اطلاعنامہ مین کی گئی ہو جسکا جاری کرنا صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر از روے دفعہ ۱۱۱ کے لازم ہے اور اوس صورت مین بھی بجز اسکے لازم نہین ہے کہ اعتراض مذکور سے بحث استحقاق پیدا ہوتی ہو۔ پس بجز اسکے کہ اس قسم کا اعتراض کیا گیا ہو عدالت دیوانی مجاز استعمال کرنے اختیار سماعت کی بمعاملہ تقسیم اراضی یا تقسیم محال نہین ہے۔

گیا تھا یا نہین۔ عدالت ہذا نے بمقدمہ گلاب بنام فتح چند (۱) یہ تجویز کی تھی کہ نمبردار کی ذمہ داری نسبت ادا کرنے اوس منافع کے جو بوجہ اوسکی غفلت شدید یا بد اعمالی کے وصول نہین ہوا ایک ذمہ داری ذاتی ہے جسکا نفاذ بذریعہ نالش اوسکے وارث پر نہین کیا جا سکتا۔ یہ صحیح ہے کہ مقدمہ موجودہ مین نالش اوس وارث کے نام کی گئی تھی لیکن مقدمہ ہذا مین نالش خاص نمبردار کے نام رجوع کی گئی تھی مگر چونکہ مدعی کا دعوی شخص متوفی کی غفلت شدید پر مبنی ہے اور یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ بوجہ غفلت مذکور کے اوسکے ورثا کے قبضہ مین کوئی روپیہ آیا تھا پس میری راے مین اونپر دعوی نہین کیا جا سکتا ہے۔ اسوجہ سے اپیل ساقط ہونا چاہیے۔ مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۳۱۔

* اپیل اول نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم مولوی محمد انوار حسین خان جج ماتحت فرخ آباد مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۷ء

وریو سنگھ بنام زبت سنگھ

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

پنڈت بلدیو رام دیو منجانب اپیلانٹان۔

منشی گلزاری لال منجانب رسپانڈنٹان۔

اِیج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس ۔ مدعیان نے نالش جسمین یہ اپیل ہوا ہے فی الواقع بغرض منسوخ کرانے کارروائیات اسسٹنٹ کلکٹر بمعاملہ تقسیم محال اور واسطے استقرار اس امر کے دائر کی تھی کہ بیعنامہ اراضیات کا جو بعض مدعاعلیہم نے بابت اون اراضیات کے تحریر کیا تھا جو اونکو از روے تقسیم ملین ملی کالعدم تھا کیونکہ اراضیات مذکور حسب بیان مدعیان اونکی تھین۔ مقدمہ تقسیم حسب ضابطہ از روے ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء رجوع کیا گیا تھا۔ درخواست تقسیم کے پیش ہونے پر اسسٹنٹ کلکٹر نے کارروائی مناسب حسب دفعہ ۱۱۱ ایکٹ کے شروع کی اور اطلاعنامہ مقتضیہ دفعہ مذکور حسب ضابطہ جاری کیا گیا۔ مدعیان کا یہ بیان ہے کہ اونھون نے تقسیم کی نسبت اعتراض باظہار اپنے حق کے کیا اور یہ بیان کیا کہ بعض اشخاص دیگر کو جنکا نام بطور شرکا یا مالکان محال کے تحریر تھا کوئی حق حاصل نہ تھا اور یہ کہ اونکے اعتراض پر کچھ لحاظ نہین کیا گیا۔ بلکہ اسسٹنٹ کلکٹر نے کارروائی جاری رکھی اور تقسیم کی اور بعض اشخاص کو منجملہ ان مدعاعلیہم کے مدعیان کی اراضیات دین درحالیکہ مدعاعلیہم کو کوئی حق نہ تھا۔ بیعنامہ متنازعہ ان خاص اراضیات سے متعلق تھا۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہ نالش اس بنا پر ڈسمس کی کہ دفعہ ۲۴۱ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء عارض ہے۔ عدالت اپیل اول نے بوجہ غلط فہمی فیصلہ عدالت ہذا منعقدہ مقدمہ فرحت اللہ بنام محیب اللہ (۱) اور بلا لحاظ بعض دفعات ۲۴۱ ایکٹ کے جنپر لحاظ کرنا چاہیے تھا ڈگری عدالت مرافعہ اولی فسخ کی اور حکم واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا۔ بناراضی اس حکم واپسی کے مدعاعلیہم نے یہ اپیل کیا ہے۔

مقدمات تقسیم مین ضابطہ مندرجہ دفعہ ۱۱۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء پر عمل کرنا صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر بجز اسکے لازمی نہین ہے کہ کسی شریک قابض نے تقسیم کی نسبت اعتراض کیا ہو اور اعتراض مذکور قبل اوس تاریخ کے کیا گیا ہو جسکی تصریح اوس اطلاعنامہ مین کی گئی ہو جسکا جاری کرنا صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر از روے دفعہ ۱۱۱ کے لازم ہے اور اوس صورت مین بھی بجز اسکے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۹۔

۱۸۹۰ء
امردیو سنگھ
بنام
زینت سنگھ

لازم نہین ہے کہ اعتراض مذکور سے بحث استحقاق پیدا ہوئی ہو۔ شہادت شمول مسل جسکی جانب ہماری توجہ واسطے ظاہر کرنے اس امر کے مایل کی گئی ہے کہ مدعیان نے تقسیم کی نسبت اعتراض کیا تھا صرف ایک تذکرہ امر مذکور مندرجہ روبکار اسسٹنٹ کلکٹر ہے جسکی روسے فیصلہ آخر تقسیم کا کبھی آگیا تھا۔ روبکار مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبل اوس روز کے جسکی تصریح اطلاعنامہ مجریہ حسب دفعہ ۱۱۱ مین کی گئی تھی کسی قسم کا کوئی اعتراض نسبت کارروائیات تقسیم کے نہین کیا گیا تھا۔ پس بربناے شہادت شمول مسل کارروائیات اسسٹنٹ کلکٹر مطابق قانون کے نہین اور دفعہ ۱۱۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کبھی متعلق نہین ہوتی۔ جبکہ مقدمات تقسیم سے دفعہ ۱۱۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء متعلق نہو عدالتہاے دیوانی کو از روے دفعہ ۲۴۱ ایکٹ مذکور امتناع اس امر کی ہے کہ دربارہ تقسیم اراضی یا تقسیم محال بذریعہ بٹوارہ کوئی اختیار استعمال کرین پس بربناے شہادت شمول مسل یہ نالش جہانتک دعوی دست اندازی نسبت تقسیم اراضی منقسمہ کو تعلق ہے قایم نہین رہ سکتی ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ اگر عدالت دیوانی اس تقسیم اراضی کو تبدیل نہین کر سکتی تھی تو عدالت مذکور سماعت نالش کی اوس حد تک نہین کر سکتی ہے کہ جہانتک استدعا فسخ بیعنامہ اوس اراضی کی ہے جو بوقت تقسیم اون اشخاص کے حصہ مین آئی تھی جنہون نے دستاویز مذکور تحریر کی تھی۔

مسٹر گلزاری لال نے منجانب مدعیان رسپانڈنٹان یہ استدعا کی ہے کہ مہلت بغرض پیش کرنے شہادت اس امر کے عطا کیجاوے کہ مدعیان نے فی الواقع ایسا اعتراض کیا تھا جس سے بحث استحقاق پیدا ہوتی تھی اور یہ کہ اعتراض مذکور قبل اوس روز کے کیا گیا تھا جسکی تصریح اطلاعنامہ مجریہ حسب دفعہ ۱۱۱ ایکٹ مین کی گئی تھی۔ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بصورت موجود ہونے روبکار اسسٹنٹ کلکٹر کے اس قسم کی کسی غرض کے لئے مقدمہ کا ملتوی کرنا صرف تضییع اوقات ہوگا علاوہ برین مدعی کو اوسوقت پر جبکہ مقدمہ روبرو عدالت اپیل دوم کے پیش ہو پہلی مرتبہ اوس شہادت کی نسبت (اگر کچھ ہو) جو بہ ثبوت اوسکے دعوی کے ضروری ہو خیال کرنا شروع نہ کرنا چاہیئے۔ اگر ہم اوس قسم کی درخواست جیسی کہ اسوقت پیش کی گئی ہے منظور کرین تو نزاع کبھی ختم نہوگا۔

عدالت اپیل اول کو چاہیئے تھا کہ اوس اپیل کو جو اوسکے روبرو کیا گیا تھا ڈسمس کرتی۔ ہم یہ اپیل مع خرچہ کے منظور کرتے ہین اور بہ منسوخی حکم ایسی مقدمہ اپیل بعدالت اپیل ماتحت ڈسمس کرتے ہین اور

۱۸۹۶ء
ہردیو سنگھ
بنام
نربیت سنگھ

ڈگری عدالت مرافعہ اولی بہر قایم اور بحال کرتے ہین جسکی روسے نالش معہ خرچہ ڈسمس کی گئی تھی۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

صیغہ نظر ثانی دیوانی

۱۸۹۶ء
۲۲ جولائی
صفحہ کتاب انگریزی ۷۸

باجلاس سر جان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

سندر سنگھ (مدیون ڈگری) بنام ڈور و تسنکر وغیرہ (ڈگریداران)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ - نظر ثانی - غلط فیصلہ نسبت میعاد سماعت کے -

یہ امر کہ ایسی عدالت نے جسکو اختیار فیصلہ کرنے اس امر کا تہا کہ کسی معاملہ مین تمادی عارض ہے یا نہین غلطی سے یہ فیصلہ کیا کہ اوسمین تمادی عارض نہین ہے اور اوسکی نسبت کارروائی شروع کی کوئی وجہ نظر ثانی کی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہے۔ مقدمات امیر حسن خان بنام شیو بخش سنگھ (۱) و مرلی لال بنام خوبن (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

اسمقدمہ مین ڈگریداران نے بتاریخ ۴ جولائی ۱۸۸۳ء ایک ڈگری زر نقد حاصل کی ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۶ء کو ڈگریداران نے درخواست عطاے سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۲۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی پیش کی اور سارٹیفکٹ بتاریخ ۴ جولائی ۱۸۹۶ء مرتب کیا گیا اور اوس عدالت مین جسمین ڈگری واسطے اجرا کے بہیجی گئی تہی بتاریخ ۲ جولائی ۱۸۹۶ء پہونچا۔ ڈگریداران نے بتاریخ ۸ جولائی ۱۸۹۶ء عدالت مذکور مین درخواست اجرا پیش کی - مدیونان ڈگری نے یہ اعتراض کیا کہ اجرا ڈگری مین تمادی عارض ہے۔ عدالت (منصف فرخ آباد) نے یہ عذر اس بنا پر نامنظور کیا کہ درخواست سارٹیفکٹ اندر وقت کے پیش کی گئی تہی اور توقف مابعد بوجہ قصور ڈگریداران کے تصور نہین کیا جا سکتا ہے - برطبق اپیل منجانب مدیون ڈگری عدالت اپیل (جج ماتحت فرخ آباد)
۷۹ نے اپیل باتفاق راے عدالت ماتحت ڈسمس کیا۔ سندر سنگھ نے جو ایک شخص منجملہ مدیونان ڈگری

* نظر ثانی دیوانی نمبر ۲ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم مولوی محمد انوار حسین جج ماتحت فرخ آباد مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۶ء بہ تشویق منظوری حکم بابو بنجا مرلال منصف فرخ آباد مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۶ء۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۔

(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴۔

۱۸۸۱ء
سندر سنگھ
بنام
ٹودر وشنکر

کے تنہا ہائی کورٹ مین درخواست نظر ثانی پیش کی -

منشی گلزاری لال منجانب سایل -

بابو جیون چندر منجانب فریق مخالف -

اِجِ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - ایک درخواست مشعر اس امر کے پیش کی گئی تہی کہ ایک ڈگری دوسری عدالت مین واسطے اجرا کے منتقل کیجاے - حکم نسبت منتقل کئے جانے کے صادر کیا گیا اور سارٹفکیٹ باضابطہ طور پر ارسال کیا گیا - بر طبق اسکے ڈگریدار نے درخواست اوس عدالت مین پیش کی جسمین سارٹفکیٹ واسطے اجراء ڈگری کے ارسال کیا گیا تہا - فی الواقع اوسوقت اجرا مین از روے دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی تمادی عارض ہوگئی تہی لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہین کیجاسکتی ہے کیونکہ درخواست واسطے منتقل کئے جانے ڈگری کے اندر وقت کے پیش کی گئی تہی - بطور امر واقعی کے عدالت نے غلطی کی تہی - پیش کرنے درخواست منتقل کئے جانے ڈگری اور صادر کئے جانے حکم سے درخواست مذکور پر تاثیر دفعہ ۲۳۰ کی موقوف نہین ہوتی ہے - عدالت نے حکم اجرا صادر فرمایا - ہماری صاف طور پر یہ راے ہے کہ حکم مذکور غلط اور خلاف احکام دفعہ ۲۳۰ مجموعہ کے تہا - مگر ہم اوس اصول کو جو مقدمہ ہذا سے متعلق کیا جاویگا اوس اصول سے جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ امیر حسن خان بنام شیو بخش سنگہ (۱) متعلق کیا تہا اور جو ایک بنچ عدالت ہذا نے بہی بمقدمہ مدن لال بنام خوبن (۲) متعلق کیا تہا ممیز نہین کر سکتے ہین بس ہم مجبوراً یہ تجویز کرتے ہین کہ ہم اس درخواست کو حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے نظر ثانی ایسے حکم کے جو ہماری راے مین قانوناً ناجایز ہے سماعت نہین کر سکتے کیونکہ عدالت کو اس امر پر لحاظ کرنے کا اختیار تہا کہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ متعلق تہی یا نہین - ہم یہ درخواست ڈسمس کرتے ہین مگر کوئی حکم نسبت خرچہ کے صادر نہین کرتے ہین -

درخواست ڈسمس کی گئی -

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶ -

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۲ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۰ء
۲۳ جولائی

صفحہ کتاب انگریزی ۸۰

مکند رام مدعا علیہ **بنام** **بدہ کشن** (مدعی) ٭

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۶ - نالش اوس قسم کی جو قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ کے ہو - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ المتعلقات) دفعہ ۱۵ -

تجویز ہوئی کہ نالش ڈگریدار سے دلاپانے اوس روپیہ کی جو بعوض قیمت اوس جایداد کے ادا کیا گیا تہا جو بصیغہ اجراے ڈگری بطور جایداد مدیونان ڈگری کے نیلام کی گئی تہی اس بنا پر کہ مدیونان ڈگری کو جایداد مین کوئی استحقاق قابل فروخت حاصل نہ تہا ایک نالش اوس قسم کی ہے جو قابل سماعت عدالتہاے مطالبہ خفیفہ حسب معنی دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے -

واقعات المقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

بابو ستیا چندر مکرجی منجانب اپیلانٹ -

مولوی غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ -

بنرجی صاحب جسٹس - اس اپیل کی سماعت کی نسبت وکیل ذیعلم رسپانڈنٹ نے ایک اعتراض ابتدائی اس بنا پر کیا ہے کہ عدالت ہذا مین اپیل نہین ہو سکتا کیونکہ نالش قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے تہی - یہ نالش دلاپانے ۱۰۲ روپیہ کی مدعا علیہ سے بحالات ذیل دائر کی گئی تہی - مدعا علیہ نے ایک ڈگری کا اجرا مین جو اوسکے پاس بنام بعض مدیونان ڈگری کے تہی کچہ جایداد نیلام کرائی اور وہ مدعی نے خرید کی - بعدہ مدعی نے درخواست حسب دفعہ ۳۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین واسطے واپس پانے اوس قیمت کے جو اوسنے ادا کی تہی اس بنا پر پیش کی کہ مدیونان ڈگری کو جایداد مبیعہ مین کوئی استحقاق قابل فروخت حاصل نہ تہا - یہ درخواست نامنظور کی گئی پس اوسنے بنام مدعا علیہ ڈگریدار کے یہ نالش واسطے دلاپانے اوس زرثمن کے جو مدعی نے ادا کیا تہا اور سود کے دائر کی - رسپانڈنٹ کی جانب سے یہ حجت کی گئی ہے کہ یہ نالش از روے ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء عدالت مطالبات خفیفہ کے اختیار سے خارج نہین کی گئی ہے - اگر یہ نالش اون اقسام کی نالشات مین سے ۸۱

٭ اپیل دوم نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۹ء بنا راضی ڈگری مسٹر ای - بے - لنس صاحب جج ضلع بریلی مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۸۸۹ء واشور کا ڈگری منشی برندبن لال قایم مقام منصف پیلی بہیت مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۸۹ء -

کسی مین داخل نہین ہے جسکی تصریح ضمیمہ مذکور مین لی گئی ہے تو یہ نالش ازروے فقرہ دوم دفعہ ۱ ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے میری راے مین نالش ہذا سے کوئی مد مندرجہ ضمیمہ متعلق نہین ہے جسکی روسے وہ عدالت مطالبات خفیفہ کی سماعت سے خارج کی گئی ہو وکیل ذیعلی اپیلانٹ نے مد سوم کا حوالہ دیا ہے جو اون نالشات سے متعلق ہے جو بغرض تبدیلی یا منسوخی کسی فیصلہ یا ڈگری یا حکم کسی عدالت یا ایسے شخص کے کی گئی ہون جو بحیثیت عدالت عمل کرتا ہو یہ نالش بغرض منسوخی کسی حکم کے نہین ہے۔ اگر اس نالش مین ڈگری بحق مدعی صادر کیجاے تو یہ ممکن ہے کہ اوسکا اثر منسوخی اوس حکم منصف کا ہو جسکی روسے مدعی کو اوس زرثمن کے واپس دلانے سے انکار کیا گیا تھا جو اوس نے ادا کیا تھا لیکن اس امر سے یہ نالش منسوخی کسی فیصلہ یا ڈگری یا حکم کی منسوخی جیسی کہ بظاہر نہین ہے۔ چونکہ زرتدعویہ پچاس سے زیادہ نہین ہے پس اپیل دوم ازروے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

دوست محمد خان وغیرہ (مدعاعلیہما) بنام سعید بیگم وغیرہ (مدعیان)٭

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲ - امر تجویز شدہ - شرع محمدی - مہر - نالش واسطے دلا پانے دین مہر کے بعد دائر ہونے نالش سابق بغرض تقسیم مابین ورثاء کے - تاثیر ڈگری تقسیم کی بطور امر تجویز شدہ مابین مدعاعلیہم کے -

ایک مسلمان متوفی کی دو دختران نے نالش بنام باقی ورثاء کے واسطے تقسیم میراث کے دائر کی اور ڈگری تقسیم صادر کی گئی جو ہائی کورٹ نے بر طبق اپیل بحال رکھی - دوران اوس اپیل مین جو ہائی کورٹ مین کیا گیا تھا شخص متوفی کی دو دختران دیگر نے جو نالش تقسیم مین مدعاعلیہا تھین نالش ہذا دائر کی جسمین اونھون نے دعوی دلاپانے حصہ کثیر جایداد شخص متوفی کا بطور دین مہر اپنی ماں کے کیا تھا - اونھون نے اس نالش مین اپنے پدر متوفی کی بیوہ اولاد دیا فیانذہ کو مدعاعلیہم بنایا تھا -

تجویز ہوئی کہ دعوی مہر کو نالش سابق مین دیا گیا جو مدعاعلیہا نالش تقسیم مین تھین تحکما ہو بھی قرار دیا جائے

٭ اپیل اول نمبر ۲۳ ۱۹۰۳ء بنارامی ڈگری شاہ حوالہ تبدیح ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء -

۱۹۰۴ء کندرام بنام بدھ کشن

۱۹۰۶ء ۱۲ جولائی صفحہ کتاب انگریزی ۱۸

۸۲

۱۹۰۶ء

دوست محمد خان بنام سعید بیگم

تھا اور چونکہ نالش مذکور مین اس قسم کی کوئی جو بعد ہی تعین کی گئی تھی پس دعوی نسبت دین مہر کے داخل منشاء تشریح ۲ وفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہے اور نالش نہ صرف بمقابلہ مدعیات نالش سابق کے بلکہ بمقابلہ دیگر مدعاعلیہم نالش مذکور کے بھی ممنوع السماعت ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا پورے طور پر تجویز عدالت مین بیان کئے گئے ہین۔

مسٹر ڈی کا نلمن و پنڈت موتی لال و مولوی غلام مجتبی منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر عبد المجید و منشی رام پرشاد و پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹان۔

برکٹ صاحب جسٹس (ناکس صاحب جسٹس متفق الرائے)۔ یہ اپیل اول مدعاعلیہم نے بنا راضی ڈگری جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۰۳ء جو بحق مدعیات رسپانڈنٹان صادر کی گئی تھی پیش کیا ہے۔ مدعیات یعنی مساۃ سعید بیگم و شہزادی بیگم دختران سید میر خان سردار بہادر ساکن خانپور متوفی کی اوسکی زوجہ مساۃ حسنو بیگم سے تھین۔ مدعیات کی ماں ۱۸۸۶ء مین فوت ہوئی اور اونکا پدر ۱۸۸۹ء مین فوت ہوا۔ یہ نالش ماہ مئی ۱۹۰۲ء مین دائر کی گئی تھی۔ مدعاعلیہم نالش مذکور جملہ اولاد باقیماندہ قسم ذکور وارثان پدر مدعیات کی اور اوسکی بیوگان باقیماندہ تھین۔ مدعیات نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اونکے پدر نے اونکی ماں کے ساتھ نکاح کیا تھا اور اسی روز (۱۱- اگست ۱۸۶۳ء) اوسنے ایک کابین نامہ تحریر کیا تھا جسکی رو سے اوسنے یہ اقرار کیا تھا کہ اوسکی زوجہ کا مہر مقدار عـــــہ نقد اور ایک سبعہ اوسکی کل جایداد غیر منقولہ ہوگا۔ اونھون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ منجملہ اوس دین مہر کے جو اونکی ماں کو واجب تھا ایک چہارم اونکے پدر کو بطور ایک وارث منجملہ ورثا کے اونکی ان کی وفات پر پہونچا۔ پس اونھون نے یہ نالش واسطے دلا پانے قبضہ تین ربع منجملہ ایک سبع جایداد غیر منقولہ کے بعد منہائی اوس قدر کے جو اونکے حصص سے بطور ورثا جایداد اپنے پدر کے واجب الوصول ہو اور مبلغ لعـــہ نقد کے دائر کی۔

جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعیات بابت قبضہ جایداد متدعویہ منجملہ جایداد اونکے پدر کے جیسی کہ وہ بوقت اونکی وفات کے تھی اور للعہ لعـــہ زر نقد کے صادر کی۔ ڈگری قبضہ کل جایداد
۸۳ متروکہ سردار بہادر پر صادر کی گئی تھی کوئی منہائی نسبت اوس زر دین مہر کے نہین کی گئی تھی جو مدعیات کے حصہ ذاتی ارث متروکہ مذکور سے واجب الادا تھا۔ منجملہ ۱۲ مدعاعلیہم کے جو فریق بنائے گئے تھے ۱۰ اشخاص نے عدالت کی ڈگری کو قبول کیا۔ ۲ اشخاص نے اپیل کیا اور اونھون نے مدعیات کے ساتھ ایک شخص مسمی سید حسن خان پسر سردار بہادر کو مدعیات کے ساتھ رسپانڈنٹ

۱۸۹۶ء

وصیت محمدخان بنام سعید بیگم

بنایا کیونکہ یہ بیان کیا گیا تھا کہ اوسنے مدعیات مین سے ایک کا حق واقع ڈگری مذکور خرید کیا تھا۔ یہ سید حسن خان ایک شخص منجملہ اون مدعاعلیہم کے ہے جو اس اپیل مین شامل نہین ہوئے تھے۔

پہلا عذر جسکی نسبت بوقت سماعت منجانب اپیلانٹان بحث کی گئی ہین ایسا عذر ہے کہ اگر اوسمین کامیابی ہو تو نالش کا سرسری طور پر خاتمہ ہوگا۔ یہ عذر دوم مندرجہ یادداشت اپیل ہے اور حسب ذیل ہے نالش ہذا بلحاظ اوس مقدمہ کے جسکا اختتام بذریعہ ڈگری جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۵ رجنوری ۱۸۹۲ء ہوا تھا حسب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی ممنوع ہے۔

بغرض توضیح اس عذر کے چند واقعات متعلق مقدمہ سابق کا بیان کرنا ضروری ہے جو حسب ذیل ہین۔

بتاریخ ۲۳ رجنوری ۱۸۹۰ء دو عورات مسماتان بی بی جان و بی بی صاحب جان جنمین سے (مسماۃ آخرالذکر فوت ہوگئی اور اوسکے قایم مقامان اپیلانٹان نمبر ۱ لغایتہ ۱۲ ہین) دختران سید میر خان سردار بہادر سے نالش بنام جملہ اولاد باقیماندہ قسم ذکور واناث اور بیوگان باقیماندہ اپنے پدر کے واسطے دلاپانے اپنے حصص بحیثیت دختران ازروے شرع محمدی بذریعہ تقسیم جایداد پدر متوفی کے دائر کی۔ منجملہ اون مدعاعلیہم کے جو نالش مذکور مین فریق بنائے گئے تھے یہ دو مدعیات نالش ہذا (کہ یہی دختران سردار بہادر ہین) یعنی مسماۃ سعید بیگم اور مسماۃ شہزادی بیگم بھی تھین۔ مسماۃ آخرالذکر نے نالش مذکور مین کوئی تحریری جوابدہی نہین کی۔ جو مدعاعلیہم حاضر ہوئے تھے صرف وہ پسران سردار بہادر کے تھے۔ جج ماتحت نے نالش مذکور مین ڈگری بتاریخ ۱۵ رجنوری ۱۸۹۲ء بحق مدعیات صادر کی تھی اور وہ ڈگری مذکور بر طبق اپیل بعدالت ہذا بتاریخ ۲۳ اپریل ۱۸۹۴ء بحال رکھی گئی۔ یہ نالش بتاریخ ۱۴ مئی ۱۸۹۲ء یعنی چار ماہ سے زیادہ بعد صادر ہونے ڈگری جج ماتحت نالش سابق کے اور جبکہ ڈگری مذکور عدالت ہذا مین بر طبق اپیل زیر تجویز تھی رجوع کی گئی۔ اس ۸۲ اپیل مین یہ حجت کی گئی ہے کہ مدعیات رسپانڈنٹان کو چاہئے تھا اور اونکے لیے یہ ممکن تھا کہ نالش سابق مین دعوی حال کی بنا پر جوابدہی کرتین اور چونکہ اونہون نے ایسا نہین کیا پس اب ازروے تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ تجویز کرنا لازم ہے کہ دعوی مذکور نالش سابق مین صریحاً اور مدار اصل تنقیح طلب تھا پس یہ نالش ممنوع ہے۔ واقعات کی نسبت کوئی نزاع نہین ہے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ مدعیات رسپانڈنٹان نالش سابق مین مدعاعلیہم بنائی گئی تھین اور اونہون نے کوئی جوابدہی نہین کی جو ضد دعوی نالش سابق (جسکی ایک نقل اس اپیل مین بطور شہادت کے

۱۸۹۱ء
دوست محمد خان وغیرہ
بنام
سعید بیگم

پیش کی گئی ہے) کے پڑھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مدعیات رسپانڈنٹان معہ دیگر مدعاعلیہم نالش
مذکور کے اسوجہ سے فریق بنائی گئی تھیں کہ وہ قابض جایداد متروکہ اپنے پدر متوفی یعنی
سردار بہادر تھیں اور مدعیات نے نالش مذکور میں دعوی دلاپانے اپنے حصص قانونی اس جایداد کا
بطور ورثا کے کیا تھا۔

منجانب اپیلانٹان نالش ہذا ہماری توجہ جانب فیصلجات حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمات
مہابیر پرشاد سنگھ بنام میکناٹن (۱) و کامیشر پرشاد بنام راج کماری رتن کنور (۲) مائل کی گئی ہے
اور بربنائے نظیر حکام عالیمقام مجبے یہ استدعا کی گئی ہے کہ نالش ہذا میں مدعیان کے دعوی میں
اصول امر تجویز شدہ عارض ہے۔

مدعیات نے نالش سابق میں استدعا دلاپانے قبضہ بذریعہ تقسیم ۴۸ اسہام منجملہ ۱۲۰ اسہام
کل جایداد معرصہ (مندرجہ ضمیمہ جات) کی تھی اور اونھون نے یہ بیان کیا تھا کہ جایداد مذکور راتان
سردار بہادر بوقت اوسکی وفات کے تھی اور بتاریخ نالش اون اشخاص کے قبضہ میں
تھی جو مدعاعلیہم بنائے گئے تھے اور منجملہ دیگر اشخاص کے بقبضہ مدعیات رسپانڈنٹان
اپیل ہذا کے تھی۔ اپیلانٹان کی جانب سے یہ حجت کی گئی ہے کہ یہ عورات نالش سابق
میں یہ جوابدہی نہ صرف پیش کرسکتی تھیں بلکہ اونکو یہ جوابدہی کرنی چاہیے تھی کہ مدعیان
نالش مذکور ڈگری بابت ۴۸ اسہام منجملہ ۱۲۰ اسہام کل جایداد غیر منقولہ متروکہ اپنے پدر متوفی
کے حاصل نہیں کرسکتے تھے کیونکہ از روے شرع محمدی کے قرضہ جات توریث پر ترجیح رکھتے ۸۵
ہیں پس اونکو (یعنی مدعیات رسپانڈنٹان مقدمہ ہذا کو) استحقاق نسبت ۲/۷ حصہ ایک سبعہ
جایداد کے جو بوقت تحریر کابین اوسکے موجود تھی اور نسبت ایک رقم کثیر زر نقد کے حاصل تھا
اور یہ مطالبہ قبل اسکے ادا ہونا چاہیے تھا کہ مدعیان نالش مذکور کو حصص جایداد بذریعہ تقسیم
بحیثیت ورثا مل سکیں۔ چونکہ اونکے باپ اور ماں دونوں قبل ۱۸۹۱ء کے فوت ہوئے
تھے پس بنائے مخاصمت نسبت دین مہر کے قبل از رجوع نالش سابق کے پیدا ہوئی تھی
ہماری یہ راے ہے کہ نالش سابق میں جو نالش تقسیم تھی ان عورات پر جو اوس نالش میں

(۱) لا رپورٹ اپیلہائے ہند جلد ۲، صفحہ ۱۰۰ -

(۲) ،، ،، جلد ۹ صفحہ ۲۲۳ -

۱۸۹۶ء

دوست محمد خان بنام سید بیگم

مدعاعلیہم تھین یہ فرض تھا کہ اگر مدعیات نالش مذکور کے دعوی کی نسبت دیگر وجوہ کی بنا پر اعتراض نہ کرتین تو کم سے کم بطور جز و جوابدہی نالش مذکور کے یہ اعتراض کرتین کہ ڈگری تقسیم اوسوقت تک صادر نہ کیجاوے کہ اونکا قرضہ یعنی اونکی مان کا دین مہر متعلقہ جایداد منقولہ و غیر منقولہ اولاً جایداد متروکہ اونکے پدر سے منہا کیا جاوے۔ اگر یہ عورات اوسوقت دعوی دین مہر پیش اور ثابت کرتین تو نتیجہ یہ ہوتا کہ اوس جایداد غیر منقولہ اور رقم زر نقد کی تعداد جس مین سے مدعیات نالش سابق کو اونکے ۱۴ سہام منجملہ ۲۰ سہام کے ملتے بہت کم ہو جاتی۔ ہماری یہ راے ہے کہ اوس نالش تقسیم مین ان عورات کو چاہیے تھا کہ عدالت اور مدعیات کو یہ اطلاع دیتین کہ اونکا دعوی ایسا ہے جس سے نتیجہ متذکرہ بالا پیدا ہوگا اور اونکو چاہیے تھا کہ اوسوقت پر عدالت سے بر بنا عذر نسبت صادر کیے جانے ڈگری قبضہ ۱۴ سہام منجملہ ۲۰ سہام جایداد اپنے پدر کے جو بوقت اوسکی وفات کے موجود تھی پیش کرتین اور یہ عرض کرتین کہ یہ مدعیات مستحق حاصل کرنے ڈگری قبضہ بذریعہ تقسیم صرف ۱۴ سہام منجملہ ۲۰ سہام اوسقدر جایداد کی ہین جو بعد ادا کیے جانے یا منہا کیے جانے دین مہر کے باقی رہے۔

جو کچھ کہ واقع ہوا وہ یہ ہے کہ نالش سابق مین جج ماتحت اور عدالت ہذا نے بر طبق اپیل بعد فیصلہ تعداد اون حصص کے جن مین جایداد متروکہ سردار بہادر متوفی تقسیم کیجانی چاہیے تھی اور تعداد اون حصص کے جنکے پانے کا مستحق ہر شخص منجملہ ورثا کے (جو کہ سب فریق نالش بنائے گئے تھے) تھا یہ تجویز کی تھی کہ مدعیات نالش مذکور مستحق پانے قبضہ ۱۴ سہام منجملہ ۲۰ سہام جایداد متروکہ سردار بہادر کی تھین اور مطابق اسکے ڈگری صادر کی۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ اگر ڈگری نالش ہذا بحال رکھی جاوے گی ڈگری نالش سابق جس مین مدعیات نالش ہذا فریق نہین چاک کیجاوے گی اور اوس رقبہ جایداد غیر منقولہ اور تعداد مال منقولہ سے جسکے قبضہ کی نسبت ڈگری بحق مدعیان نالش سابق صادر کی گئی تھی منہائی کثیر کیجاوے گی پس مدعیان مذکور بالکل بلا کسی ضرورت کے تکلیف اور وقت اور صرفہ نالش دوم کے متحمل ہونگی حالانکہ شے مقتضاے نالش مذکور کا فیصلہ نالش سابق مین ہو سکتا تھا۔ ۸۶

ہماری راے مین تشریح دوم دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بالخصوص ایسی ہی صورت سے متعلق ہے۔ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ جو اوس تشریح مین تحریر کیا گیا ہے کہ سے کم

۱۸۹۸ء
دوست محمد خان
بنام
سعید بیگم

ایک حد تک اوس اصول پر مبنی ہے جسپر دفعہ ۴۳ مجموعہ مذکور کی مبنی ہے یعنی یہ کہ متعدد نالشات اور غیر ضروری مقدمہ کا انسداد کیا جانا چاہئے - ہم یہ ثابت کر چکے ہین کہ نالش ہذا محض غیر ضروری تھی - بلحاظ تحریرات حکام عالیمقام پریوی کونسل کے جو رپورٹ تجویز حکام عالیمقام مصدرہ مقدمہ کامیشر پرشاد بنام راج کماری رتن کنور (۱) مین بصفحہ ۸۳۴ درج ہین ہم بلا تامل یہ تجویز کرتے ہین کہ یہ معاملہ دین مہر او سوقت پر منجانب رسپانڈنٹان یعنی سعید بیگم و شہزادی بیگم بنا سے جوابدہی قرار دیا جانا چاہئے تھا جبکہ وے مدعا علیہما نالش سابق تھیں - پس یہ خیال کیا جاوے گا کہ امر مذکور اوس نالش مین صریحا اور در اصل تنقیح طلب تھا پس نتیجہ یہ ہے کہ اس نالش مین اصول امر تجویز شدہ عارض ہے اور بلاشک وہ اوس حد تک ڈسمس کیجانی چاہئے جتنی کہ مدعیات نالش سابق اور اونکے قایم مقامان حق (مدعا علیہم اپیلانٹان نالش ہذا) کو تعلق ہے -

نسبت دیگر مدعا علیہم نالش ہذا کے (جن مین سے بعض اشخاص نے اپیل کیا ہے اور بعض اشخاص نے اپیل نہین کیا ہے) جو سب مدعا علیہم نالش سابق تھے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت سماعت اس اپیل کے رسپانڈنٹان کی جانب سے یہ بیان نہین کیا گیا تھا کہ وہ ڈگری جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا تھا اسطرح پر ترمیم ہونی چاہئے کہ مدعیات نالش سابق

۸۷ اور اونکے اثر سے محفوظ رہین قطع نظر امر مذکور کے ہماری یہ راے ہے کہ نالش ہذا مین اصول امر تجویز شدہ نہ صرف بمقابلہ مدعیات (جیسا کہ اوپر فیصلہ کیا گیا ہے) بلکہ نیز بہ مقابلہ مدعا علیہم نالش سابق باوجود اس امر کے عارض ہے کہ مدعیات نالش ہذا مدعا علیہما نالش سابق تھیں - ہم بتلا چکے ہین کہ نالش مذکور واسطے دلا پانے قبضہ کے بذریعہ تقسیم کے تھی اس قسم کی نالش کی مین ڈگری مثل ڈگری زر یا ڈگری حوالگی جایداد خاص کے صرف بحق مدعیان نہین ہوتی ہے - نالش تقسیم مین (جیسی کہ نالش سابق تھی ڈگری کی رو سے اون جملہ اشخاص کے حقوق قرار دیے جاتے ہین یا قرار دیے جانے چاہئین جنکو اوس جایداد سے تعلق ہو جسکے تقسیم کیے جانے کی استدعا کی گئی ہے اور وہ ڈگری بحق ہر حصہ دار کے ہوتی ہے - اوسکی رو سے فیصلہ اس امر کا کیا جاتا ہے کہ حصہ داران مین سے ہر شخص کو جایداد قابل تقسیم

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۹ صفحہ ۲۳۴ -

۱۹۰۳ء
دوست محمد خان وغیرہ
بنام
... بیگم

ہین کیا حق حاصل ہے عام اس سے کہ حصہ داران مذکور مدعیان ہین یا مدعاعلیہم ہین اور یہ ضرورت نہین رہتی ہے کہ حصہ داران مذکور مین سے کوئی شخص بعدہٗ نالش واسطے استقرار اپنے حق نسبت جایداد مذکور کے دایر کرے (دیکھو مقدمات شیخ خورشید حسین بنام نبی فاطمہ(۱) ورامچندر نارائین بنام نارائین مہادیو(۲)) - نالش سابق مین بغرض فیصلہ اوس دادرسی کے جو مدعیات کو عطا کیجانی چاہئے یعنی بغرض دریافت کرنے اس امر کے کہ وے کسقدر حصہ کی اپنے پدر کی جایداد مین مستحق تہین یہ دریافت کرنا بہی نہایت ضروری تہا کہ دیگر ورثاء سردار بہادر کے حصص کیا تہے اور ورثاے مذکور کون تہے - وہ دیگر ورثاء جملہ مدعاعلیہم نالش سابق معہ مدعیات رسپانڈنٹان اپیل ہذا تہے پس ڈگری کی روسے نہ صرف فیصلہ نسبت حصص اوس جایداد کے کیا گیا تہا جسکا تقسیم کیا جانا منظور تہا اور جنکی مستحق مدعیات نالش مذکور تہین بلکہ فیصلہ نسبت اون حصص کے بہی کیا گیا تہا جنکے پانے کا مستحق ہر ایک مدعاعلیہم مین سے بمقابلہ ایک دوسرے کے ترکہ سردار بہادر سے تہا - علاوہ ہر ایک نے مدعاعلیہم مین سے ڈگری بحق اپنے بابت اپنے حصہ جایداد مذکور کے حاصل کی اور یہ ڈگری اوس صورت مین صادر نہ کیجاتی کہ رسپانڈنٹان قسمرانات نالش ہذا نے اپنا دعوی نسبت دین مہر اپنی مان کے پیش اور ثابت کیا ہوتا (جیسا کہ ہماری راے مین اونکو کرنا چاہئے تہا - یہ امر کہ آیا یہ جملہ مدعاعلیہم مستحق اپنے مختلف حصص کے جایداد متروکہ سردار بہادر سے بوقت اوسکی وفات کے ہین اور نہ اون حصص کے اوس جایداد مین سے جو کہ ہو کر بعد اداے دین مہر کے باقی رہی ہماری راے مین اوسی قدر نسبت اون مدعاعلیہم کے امر تجویز شدہ ہے جسقدر کہ یہ امر مذکور کو بصورت مدعیان نالش سابق امر تجویز شدہ تجویز کیا ہے - بربناے وجوہ مذکورہ بالا ہماری یہ راے ہے کہ اس نالش مین بمقابلہ اون جملہ اشخاص کے جو نالش سابق مین مدعاعلیہم بنائے گئے تہے اصول امر تجویز شدہ عارض ہے اور نالش بمقابلہ اونکے بہی ڈسمس کیجانی چاہئے تہی -

اپیلانٹان کی جانب سے دیگر امور کی نسبت جو اس اپیل مین پیدا ہوئے ہین ہمارکے روبرو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۱ ۵ -

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶ -

۱۸۹۸ء
دوست محمد خان
بنام
سعید بیگم

پر کچھ بحث کی گئی تھی مگر چونکہ ہماری راے مین یہ نالش ساقط ہوتی ہے پس ہم اوسکی نسبت غور کرنا غیر ضروری سمجھتے ہین۔

ہم یہ اپیل منظور کرتے ہین۔ ہم ڈگری عدالت ماتحت فسخ کرتے ہین اور چونکہ ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ یہ نالش اصلاً ممنوع تھی پس ہم بموجب احکام دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ ہدایت کرتے ہین کہ نالش بمقابلہ ان جملہ اشخاص کے جو مدعاعلیہ بنائے گئے تھے ڈسمس کیجاوے۔ رسپانڈنٹان خرچہ ہر دو عدالت اپیلانٹان کا ادا کرینگے۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

۱۸۹۸ء
۳۰ جولائی
صفحہ کتاب انگریزی
۸۸

باجلاس سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

محمد حسین (مدعاعلیہ) بنام نعمت النسا وغیرہ (مدعیان)[1]

شفع۔ شرع محمدی۔ استحقاق شفع وارث شفیع کو نہین پہونچتا ہے۔

بموجب شرع محمدی متعلقہ فرقہ سنی کے اگر مدعی نالش شفع نے اپنی حیات مین ڈگری شفع حاصل نکی ہو تو اوسکے ورثا کو استحقاق نالش نہین پہونچتا ہے۔

یہ نالش شفع از روے شرع محمدی دائر کی گئی تھی۔ ایک شخص مسمی مقصود حسن نے اپنا مکان واقع موضع شمس آباد محمد حسین کے ہاتھ فروخت کیا تھا بر طبق اسکے محمد حسن مدعی نے نالش شفع بنام بایع اور مشتری کے دائر کی۔ یہ نالش بتاریخ ۸ اکتوبر ۱۸۹۶ء اس بنا پر ڈسمس کیگئی کہ مدعی نے یہ ثابت نہین کیا کہ اوسنے ضروری شرایط ابتدائی محکومہ شرع محمدی کی نسبت طلب مواثبت کے تعمیل کی۔ بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۶ء محمد حسن مدعی شفیع فوت ہوا۔ بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۸۹۶ء دو اشخاص نے منجملہ اوسکے ورثا کے اپیل کیا اور بتاریخ ۸ دسمبر ۱۸۹۶ء وارث باقیماندہ اپیل مین فریق بنایا گیا۔ عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت فرخ آباد) نے یہ تجویز کی کہ طلبات ضروری کئے گئے تھے اور حکم واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر فرمایا۔ مدعاعلیہ نے بناراضی اس حکم کے ہائیکورٹ مین خاصکر اس بنا پر اپیل کیا کہ چونکہ استحقاق شفع انتقال کے قابل

[1] اپیل اول نمبر ۵ ۱۸۹۸ء بناراضی حکم مولوی محمد انور حسین خان جج ماتحت فرخ آباد مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۹۷ء۔

۱۸۹۶ء
محمد حسین
بنام
نعمت النسا

پس بنا ے مخاصمت" ورثاے مدعی متوفی کو حاصل نہین ہوئ اور اسوجہ سے وہ بناراضی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے اپیل نہین کر سکتے تھے -

مولوی غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ -

پنڈت بلدیورام دیو منجانب رسپانڈنٹان -

ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس - ایک شخص مقصود حسن نے اپنا مکان واقع موضع شمس آباد محمد حسین کے ہاتھ فروخت کیا تھا بر طبق اسکے ایک شخص محمد حسن نے از روے شرع محمدی متعلقہ قوم سنی فرقہ حنفی کے نالش شفع دائر کی - یہ نالش بتاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۶ء اس بنا پر ڈسمس کی گئی کہ محمد حسن نے جو اوسوقت شفیع تھا یہ ثابت نہین کیا تھا کہ اوسنے ضروری مطالبات کئے تھے - بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۶ء محمد حسن شفیع فوت ہوا - بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۸۹۶ء اوسکے ورثا مین سے دو اشخاص نے اپیل پیش کیا و بتاریخ ۲ دسمبر ۱۸۹۶ء وارث باقیماندہ اپیل مین فریق بنایا گیا - عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ ضروری مطالبات کئے گئے تھے اور حکم حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی شعر والپسی مقدمہ بغرض تجویز بربناے روئداد صادر کیا - بناراضی اس حکم کے یہ اپیل کیا گیا ہے -

مختصر امر جسکا فیصلہ ہمکو کرنا چاہئے یہ ہے - آیا استحقاق شفع محمد حسن کی وفات پر ختم ہوگیا یا نہین - جملہ اسناد سے جو ہمکو معلوم ہین یہ ظاہر ہوتا ہے کہ استحقاق مذکور ختم ہوگیا اور استحقاق شفع اوس صورت مین زایل ہو جاتا ہے کہ شفیع قوم سنی فرقہ حنفی ہو اور اوسنے ڈگری اپنی حیات مین حاصل نہ کی ہو اور یہ کہ استحقاق شفع اوسکے ورثا کو نہین پہونچتا ہے یہ اسناد بصفحہ ۵۰۵ ڈایجسٹ ۹۰
شرع محمدی حنفیہ مصنفہ بیلی صاحب (طبع دوم) اور ہدایہ ہملٹن صاحب مصنفہ گریڈی صاحب (طبع دوم صفحہ ۵۶۰) و ٹاگور لا لیکچرس ۱۸۷۳ء (شاما چرن سرکار) صفحہ ۵۰۴ اور ٹیگور لا لیکچرس ۱۸۸۴ء (مصنفہ امیر علی) طبع دوم جلد ا صفحہ ۶۰۳ مین موجود ہین -

اسمقدمہ مین محمد حسن نے قبضہ حاصل نہین کیا تھا - ہم اپیل منظور کرتے ہین اور حکم والپسی مقدمہ منسوخ کرکے ڈگری عدالت مرافعہ اولی (دیگر وجوہ کی بنا پر) بحال کرتے ہین - کوئی خرچہ اپیل عدالت ماتحت یا اپیل عدالت ہذا کا نہین دلایا جاے گا -

اپیل ڈگری کیا گیا -

۳۰ جنوری ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۹۰

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

شیو رنیا (مدعیہ) بنام بھرت سنگھ (مدعاعلیہ)[*]

نابالغ - نالش منجانب ایسے شخص کے جو نابالغ بیان کیا گیا تھا مگر فی الواقع نابالغ نہ تھا - یہ دریافت ہونے پر کہ مدعی بوقت آغاز نالش بالغ تھا کیا کارروائی کیجاوے گی -

ایک نالش منجانب ایسے شخص کے جو نابالغ بیان کیا گیا تھا بذریعہ اوسکے رفیق کے دائر کی گئی مدعیہ نے ڈگری حاصل کی - مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور اس اپیل مین نابالغ مذکور نے یہ درخواست کی کہ اوسکا نام مسل مین برنبائے اپنے حق کے بطور رسپانڈنٹ کے درج کیا جاوے اور اوسنے یہ بیان کیا کہ وہ بعد ارجاع نالش بالغ ہوئی لیکن تحریری بیانات حلفی سے جو تائید اس درخواست کے پیش کئے گئے تھے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بوقت پیش کئے جانے وضیعہ دعوی کے بالغ تھی تجویز ہوئی کہ یہ نالش خارج ہونی چاہئے مقدمہ متعلق جان بنام عبد اللہ (۱) سے اختلاف کیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر عدالت کی تجویز سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب اپیلانٹ -

پنڈت موتی لال و کنور پرمانند منجانب رسپانڈنٹ -

ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - نالش جس سے یہ اپیل دوم پیدا ہوا ہے برنبائے ایک وضیعہ دعوی دستخطی اور مصدقہ ایک شخص لچھمی نراین کے دائر کی گئی تھی
91 جسنے اپنے آپکو رفیق قریبترین مساۃ شیو رنیا کا بیان کیا تھا اور مساۃ کو نابالغ بیان کیا تھا شیو رنیا اوسکی دختر تھی اور یہ نالش بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۸۹۳ء دائر کی گئی تھی - بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۳ء ڈگری برنبائے اس وضیعہ دعوی کے بحق مدعی صادر کی گئی - مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور جب رفیق قریبترین کو اپیل کی اطلاع پہونچی خود مساۃ شیو رنیا نے حاضر ہو کر عدالت مین یہ درخواست کی کہ اوسکو اجازت پیروی مقدمہ کی بطور شخص بالغ کے عطا کیجاوے - تحریری بیان حلفی مساۃ اور تحریری

[*] اپیل دوم نمبر ۹۵۰ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ڈپوٹلیز جسٹ صاحب جج ضلع الہ آباد مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۵ء منسوخی ڈگری ایچ زینڈر صاحب منصف الہ آباد مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۴ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۹۹ -

۱۹۰۵ء
شیورینا
بنام
بھرت سنگھ

بیان حلفی اوسکے پدر لچھمی نراین سے یہ امر بلاشبہ ثابت ہوا کہ مسماۃ شیورینا کچھ عرصہ قبل ارجاع نالش ہذا ماہ اپریل ۱۹۰۵ء مین بالغ ہوگئی تہی - برطبق اسکے مدعاعلیہ نے جو عدالت ماتحت مین اپیلانٹ تہا صاحب جج سے درخواست کی کہ نالش ڈسمس کیجائے چاہیے اور نالش ڈسمس کی گئی -

اب برطبق اپیل عدالت ہذا مین یہ حجت کی گئی ہے کہ صاحب جج کو نالش ڈسمس نکرنی چاہیے تہی بلکہ اجازت ترمیم عرضیدعوی عطا کرنی چاہیے تہی اور نالش منجانب مسماۃ شیورینا قایم رکہنی چاہیے تہی یا اگر اجازت ترمیم عطا نہین کیجا سکتی تہی تو فقرہ "لچھمی نراین بطور رفیق قریب" بیجا فضول تصور کیا جا سکتا ہے - بتائید اس حجت کے کونسل ذیعلم منجانب اپیلانٹ نے مقدمہ تقی جان بنام عبداللہ (۱) کا حوالہ دیا ہے ہم کارروائی مقدمہ مذکور کی تقلید نہین کرسکتے ہین ہمارے روبرو مسماۃ شیورینا کی عرضیدعوی نہیلن ہے کیونکہ اوسپر مسماۃ کے دستخط یا تصدیق نہین ہے اور بموجب بیان مسماۃ اور لچھمی نراین دونون کے صرف مسماۃ مستحق دایر کرنے نالش کی بحیثیت مدعیہ کے ہے - عرضیدعوی پر دستخط اور عرضیدعوی کی تصدیق لچھمی نراین نے کی تہی جسکو مسماۃ شیورینا نے اس بارہ مین باضابطہ اختیار عطا نہین کیا تہا - مسماۃ شیورینا بوقت پیش کئے جانے عرضیدعوی کے بالغ تہی پس لچھمی نراین کو اسمقدمہ سے قطعاً کچھ تعلق نہ تہا - اسمقدمہ کے وکالت نامجات پر بہی لچھمی نراین کے دستخط ہین اور جہانتک مسل سے ظاہر ہوتا ہے کل کارروائیات لچھمی نراین نے کی تہین جسکو جایداد متنازعہ سے قطعاً کوئی تعلق نہ تہا اور مدعاعلیہ کے مقابلہ مین بناے مخاصمت حاصل نہ تہی - وہ عرضیدعوی جو بظاہر مسماۃ شیورینا کی معلوم ہوتی ہے اوسکی عرضیدعوی نہین ہے پس اوسکی ترمیم وہ نہین کرسکتی ہے - اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ جملہ عدالتون کے ڈسمس کیا جاتا ہے خرچہ جملہ عدالتون کا متحمل لچھمی نراین ہوگا جسنے عرضیدعوی مشمولہ مسل پر دستخط اور تصدیق کی تہی -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

---

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۶ -

۱۹۰۹ء
۳۱ جولائی
صفحہ کتاب انگریزی
۹۲

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

عبد الحی وغیرہ (مدعا علیہما) بنام زین سنگھ و یک کس دیگر (مدعیان)[1]

شفع - واجب العرض - تقسیم بلا مرتب کئے جانے واجب العرض جدید کے - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۰۷ -

جب کوئی محال بذریعہ تقسیم مکمل کے دو یا زیادہ محالات پر منقسم ہو تو ہر محال جدید کے لئے جدا کاغذات حقوق مرتب کئے جانے چاہئیں -

جب ایسی صورت مین کاغذات حقوق جدید واسطے محالات جدید کے مرتب نہ کئے گئے ہوں تو بجز خاص حالات کے حصہ داران کسی ایک محال جدید کے دعوی شفع بموجب شرائط اون پورانے کاغذات حقوق کے جو ابتدائی محال غیر منقسم سے متعلق تھے نسبت اراضی ہو تو ہو کسی دوسرے محال جدید کے پیش نہین کر سکتے ہین - مقدمہ رگھو رے بنام مان سنگھ (۱) کا حوالہ دیا گیا -

یہ نالش شفع بابت ایک حصہ ایک موضع کے دائر کی گئی تہی - وہ موضع جسمین جائداد شے متنازعہ نالش واقع تہی ابتداءً داخل محال واحد کے تہا مگر قبل اوس بیع کے جسکی وجہ سے یہ نالش ہوئی وہ دو محالات جداگانہ مین بذریعہ تقسیم مکمل کے منقسم ہوا تہا لیکن بر طبق اوس تقسیم کے محالات جدید کے لئے واجب العرائض جدید مرتب نہین کئے گئے تہے - مدعیان شفع مالک حصص ایک محال کے منجملہ ان محالات جدید کے تہے اور حصہ مبیعہ ایک دوسرے محال جدید مین واقع تہا - واجب العرض موجودہ مین جو اوس وقت مرتب کیا گیا تہا جبکہ موضع غیر منقسمہ تہا یہ تحریر تہا کہ موضع مذکور مین شفع کا رواج ہے -

عدالت مرافعہ اولیٰ (جج محکمہ مراد آباد) نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی کہ چونکہ مدعیان شرکاء اوس محال کے نہ تہے جسمین حصہ مبیعہ واقع تہا پس وے دعوی شفع بموجب پورانے واجب العرض کے پیش نہین کر سکتے تہے - عدالت نے نظیر ہائی کورٹ بمقدمہ رگھو رے بنام مان سنگھ (۱) کی تقلید کی -

[1] اپیل اول بنا ماضی حکم نمبر ۵۰ سنہ ۱۹۰۸ء صادرہ ایچ ڈیوڈ ایل صاحب ڈسٹرکٹ جج مراد آباد مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۸ء -

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۴۴ -

سنہ ۱۹۰۰ء

عبدالغنی بنام زین سنگھ

مدعیان نے اپیل کیا۔ عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع مرادآباد) نے بعض نظائر ہائی کورٹ یعنی گوکل سنگھ بنام منولال (۱) وگنوردت پرشاد بنام نا ہر سنگھ (۲) و شیام سندر بنام امانت بیگم (۳) و عباس علی بنام غلام غنی (۴) پر استدلال کرکے اپیل منظور کیا اور حکم واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر فرمایا۔ بناراضی اس حکم واپسی کے مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر امیرالدین منجانب اپیلانٹان۔
منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹان۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس۔ یہ نالش شفع ہے۔ حصہ مبیعہ ایسے محال مین واقع تھا جو جزو ایک بڑے محال کا تھا۔ بڑے محال کے حصہ داران نے تقسیم مکمل ازروے ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے کرائی تھی۔ مدعی مقدمہ ہذا حصہ دار دوسرے محال کا ہے جسمین حصہ مبیعہ واقع نہین ہے جو جزو بڑے رقبہ کا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بوقت تقسیم کوئی واجب العرض جداگانہ طیار نہین کی گئی تھی۔ مدعیان نے یہ حجت کی ہے کہ پرانا واجب العرض ہنوز متعلق ہے اور چونکہ وہ اوس رقبہ مین جس سے وہ واجب العرض متعلق تھا حصہ دار ہے پس اوسکو استحقاق شفع حاصل ہے گو وہ اوس خاص محال مین جسمین حصہ مبیعہ واقع ہے حصہ دار نہین ہے۔ اس امر کے متعلق نظائر مین کسیقدر تناقض ہے لیکن منجملہ نظائر عدالت ہذا کے ایک اخیر نظیر متعلقہ امر ہذا مین یہ بیان کیا گیا تھا۔ "پس نتیجہ یہ ہے کہ وہ کاغذ جسکی بنا پر رسپانڈنٹان نے اپنا دعوی استحقاق کیا ہے اور صرف یہی شہادت اونہون نے بتائید اپنے حق کے پیش کی تھی ایسے وقت پر مرتب کیا گیا تھا جبکہ حالات موجودہ سے حالات بالکل مختلف تھے اور جسمین حالات موجودہ پر کبھی لحاظ نہین کیا گیا تھا۔" ہم نے یہ فقرہ تجویز ناکس صاحب جسٹس بمقدمہ گھورے بنام مان سنگھ (۵) سے نقل کیا ہے۔ ہم یہ باور کرتے ہین کہ فیصلہ مقدمہ مذکور مطابق اوس راے کے ہے جو اب عدالت ہذا نے قایم کی ہے۔ حصہ داران محال تقسیم محال اس غرض سے کراتے ہین کہ اونکا تعلق بطور حصہ داران کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۰ صفحہ ۴۰۰۔
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۰۵۔
(۴) اودھ ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳۰۔
(۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۹ بصفحہ ۳۳۴۔

۱۹۰۵ء
عبد الغنی
بنام
نین سنگھ

دیگر حصہ داران محال سے علیحدہ ہو جاوے - بعض اشخاص اپنا حق دیگر حصہ داران کے حق سے اسلئے علیحدہ کرنا چاہتے ہین کہ وے اپنا حصہ مالگذاری معمولاً وقت پر ادا نہین کرتے ہین اور اسوجہ سے جملہ حصہ داران محال پر اونکی بقایا کی نسبت ذمہ داری عاید ہوتی ہے - بلاشک بعض مرتبہ تقسیم اسوجہ سے کرائی جاتی ہے کہ حصہ داران بحیثیت شرکاء ایک ہی محال کے ایک دوسرے کے ساتھہ باہن دامان گذر نہین کر سکتے ہین - بہر صورت ہمکو اس امر کا اطمینان کرانے کے لئے نہایت قوی شہادت کی ضرورت ہوگی کہ بعد اسکے کہ حصہ داران کسی محال نے درخواست پیش کرکے تقسیم کرائی اور اسطرح پر اپنے حقوق دیگر حصہ داران محال کے حقوق سے جدا کرائے اونکا یہ منشا تہا کہ دیگر حصہ داران جنکے حقوق سے اونھون نے اپنے حقوق علیحدہ کئے تہے مستحق اس امر کے ہون کہ دعوی شفع محال جدید کی نسبت پیش کرین اور پہر اونکے شرکاء ہوجائین - ہماری رائے مین یہ ظاہر ہے کہ بروے صحیح تعبیر ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر پر بوقت عمل مین لانے تقسیم کمل کے ہر محال جداگانہ کے لئے کاغذات حقوق جداگانہ مرتب کرنا فرض ہے - یہ امر قابل افسوس ہے کہ ہمیشہ یہ نہین کیا جاتا ہے اور اسوجہ سے بے انتہا تنازعات درمیان شرکا اون محالات مختلف کے جو جزو ایک محال ابتدائی کے تہے پیدا ہوتے ہین - اگر صاحبان کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر دفعہ ۱۰۷ - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کو ساتھہ تعریف لفظ محال مرقومہ دفعہ ۳ ایکٹ مذکور کے پڑہین تو اونکو یہ معلوم ہوگا کہ ظاہرا واضعان قانون کا یہ منشا تہے کہ ہر محال کے لئے جداگانہ کاغذات حقوق موجود ہون - جو رائے ہمنے ظاہر کی ہے اوسکی تائید فیصلہ حکام عدالت ہذا بمقدمہ دانگن فتح چند بنام بی بی حمید النساء اپیل دوم نمبر ۹۴۴ ۱۸۹۱ء سے ہوتی ہے جسمین بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۸۹۳ء حکم واپسی مقدمہ صادر کیا گیا تہا اور جو ۔ فروری ۱۸۹۵ء کو فیصل ہوا تہا - ہم یہ اپیل منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت منسوخ کرتے ہین اور اپیل بہ عدالت مذکور معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال قایم اور منظور کرتے ہین اپیلانٹ کو اس اپیل کا خرچہ دلایا جائیگا -

اپیل ڈگری کیا گیا -

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ناکس صاحب جسٹس

۱۰ اگست ۱۸۹۶ء
صفحہ کتاب انگریزی ۹۵

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام پال *

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ ریلوے ہند) دفعات ۱۱۳ و ۱۳۲ - ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۸ء دفعات ۴۳۸ و ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳ - جرم - ریل پر بلا ٹکٹ مناسب کے سفر کرنا - سزا -

مسافر نے کسی ریل گاڑی میں بلا لینے پاس ٹکٹ مناسب کے سفر کیا ہو وہ مرتکب کسی جرم کا نہیں ہے پس قانوناً اوسکی نسبت حکم سزائے قید درصورت نہ ادا کرنے تاوان اور کرایہ کے جو از روئے احکام دفعہ ۱۱۳ فقرہ (۴) ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۹۰ء وصول کیا جاسکتا ہے صادر نہیں کیا جاسکتا -

اس مقدمہ میں جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے ایک شخص رام پال کی تجویز سرسری از روئے دفعہ ۱۱۳ ایکٹ ریلوے ہند مصدرہ سنہ ۱۸۹۰ء کے کی تھی اور از روئے دفعہ مذکور کے اوسکی نسبت حکم ادا کرنے ایک کچھ کرایہ مزید و تاوان اور مزید براں درصورت نہ ادا کرنے زر مذکور کے ۱۰ یوم کی قید محض کا صادر کیا تھا مجسٹریٹ ضلع کی یہ رائے تھی کہ حکم سزائے قید درصورت نہ ادا کئے جانے جرمانہ کے خلاف قانون ہے کیونکہ ملزم کا فعل حسب معنی مجموعہ تعزیرات ہند کے جرم کی حد تک نہیں پہونچتا ہے پس اونہوں نے مقدمہ ہائیکورٹ میں واسطے صدور احکام کے از روئے دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا -

حکم ذیل صادر کیا گیا تھا -

ناکس صاحب جسٹس - کسی مسافر کا کسی ریل گاڑی میں سفر کرنا بلا رکھنے ٹکٹ مناسب کے اپنے پاس از روئے ایکٹ ریلوے مصدرہ سنہ ۱۸۹۰ء کے کوئی جرم نہیں ہے - یہ صحیح ہے کہ دفعہ ۱۱۳ معہ دفعہ ۱۰۷ اور دفعات مابعد لغایت دفعہ ۱۳۰ زیر عنوان دیگر جرائم کے واقع ہیں یہ تقسیم عمدہ نہیں ہے کیونکہ ان دفعات میں سے چند امکاناً کسی جرم سے متعلق ہی نہیں ہوسکتی ہیں اور دفعہ ۱۳۲ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ افعال جنکا ارتکاب از روئے دفعہ ۱۱۳ کے کیا گیا ہو حسب معنی اصطلاحی لفظ جرم کے جرائم تصور نہیں کئے گئے - جملہ کارروائیات اسسٹنٹ مجسٹریٹ کی منسوخ کیجاتی ہیں اور مسل واپس کیجاوے گی -

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۴۸۴ سنہ ۱۸۹۶ء -

صیغہ اپیل دیوانی

۱۸۹۶ء ۴ اگست

باجلاس سر جان ایج صاحب بہادر چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

میر عظمت علی (مدعی) بنام محمود النسا (مدعا علیہا) +

صفحہ کتاب انگریزی ۹۶

نالش ازدواج - اظہار ازدواج - اختیار عدالت ہاے دیوانی واقع برٹش انڈیا نسبت سماعت ایسی نالش کے مابین مسلمانون کے -

تجویز ہوئی کہ نالش بابت اظہار ازدواج عدالت دیوانی واقع برٹش انڈیا مین ہو سکتی ہے اور داخل منشاے نظیر پریوی کونسل بمقدمہ راجہ نیل منی سنگھ بنام کالیچرن بھٹاچارجی" نہین ہے -

مدعی نے عدالت جج ماتحت میرٹھ مین واسطے استقرار اس امر کے نالش کی کہ مدعا علیہا جیسا کہ اوس نے اپنے آپ کو جھوٹ بیان کیا مدعی کی زوجہ نہین ہے اور یہ کہ طفل جو سماۃ کے پیدا ہوا اور جسکو اوس نے مدعی کا بیان کیا اوسکا نہ تھا - مدعی کا یہ بیان تھا کہ مدعا علیہا کا ازدواج ایک شخص کلو نامی سے ہوا تھا اور یہ کہ ازدواج ہنوز قائم ہے قبل ارجاع نالش ہذا مدعا علیہا نے ایک حکم عدالت فوجداری سے بنام مدعی واسطے پرورش اپنے طفل کے حاصل کیا اس بیان سے کہ وہ مدعی سے پیدا ہوا تھا گو عدالت فوجداری نے یہ تجویز نہین کی کہ مدعا علیہا کا ازدواج مدعی سے ہوا تھا نالش ہذا کو جج ماتحت نے ڈسمس کیا جنہون نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہا کا ازدواج جائز طور پر مدعی سے ہوا تھا اور یہ کہ طفل مذکور مدعی کا تھا -

برطبق اپیل منجانب مدعی مدعا علیہا رسپانڈنٹ نے یہ عذر پیش کیا کہ نالش مطلقاً قابل سماعت عدالت دیوانی کے نتھی اس عذر کو عدالت اپیل ماتحت نے منظور کیا جس نے اپیل کو مقدمہ راجہ نیل منی سنگھ بنام کالیچرن بھٹاچارجی (۱) پر استدلال کر کے ڈسمس کیا -

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

مسٹران ڈی کالمن وڈی این بنرجی منجانب اپیلانٹ -

+ اپیل دوم نمبر ۹۰۰ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری اے ایم مارکم صاحب جج ضلع میرٹھ مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۹۵ء منسوخ کنندہ ڈگری پنڈت ... جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۴ اپریل ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ اپیلات ہند جلد ۱ صفحہ ۲۲۳

۱۸۷۶ء
میر عظمت علی
بنام
محمود النساء
۹۷

بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹ۔

ایچ صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس۔ یہ نالش بابت اظہار ازدواج کے ہے جسکو ایک مسلمان مسمی میر عظمت علی نے بنام مسماۃ محمود النساء کے رجوع کیا تھا مسماۃ نے بنام مدعی عدالت مجسٹریٹ مین ایک مرتبہ سے زیادہ اسلئے نالش کی کہ احکام واسطے خود اپنے اور اپنے طفل کے نان و نفقہ کے اس بیان سے حاصل کرے کہ وہ میر عظمت علی کی زوجہ ہے اور طفل مذکور مدعی کا طفل ہے عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو ڈسمس کیا اور بحق مدعاعلیہا یہ تجویز کی کہ وہ مدعی کی زوجہ ہے۔ مدعی نے اپیل کیا۔ عدالت اپیل اول نے اپیل کو اس بناپر ڈسمس کیا کہ مقدمہ مذکور داخل منشاے نظیر پریوی کونسل بمقدمہ راجہ نیل منی سنگھ بنام کالی چرن بٹھاچارجی (۱) ہے۔ اور یہ کہ اسوجہ سے نالش نہیں ہوسکتی ہے۔ مگر مقدمہ روبروے پریوی کونسل کے ایک نہایت مختلف مقدمہ تھا۔ مگر فیصلہ مذکور ظاہرا ایک ایسا فیصلہ ہے جس سے رجوع کرنا ایک نئی قسم کی نالش کا جو محض واسطے منسوخی کسی اظہار کے ہو ممنوع ہے۔ نالش بابت اظہار ازدواج کسی طرح ایک نئی قسم کی نالش نہین ہے۔ وہ ایسی نالش ہے جسمین انگلستان مین عدالت ہاے کلیسہ سے دادرسی ہوتی ہے اور جبکہ اختیار سماعت عدالتہاے مذکور عدالت طلاق کو از روے ایکٹ ۱۸۵۷ء کے دیا گیا تو عدالت ہاے کلیسہ کا اختیار سماعت نالشات بابت اظہار ازدواج منتقل ہوکر عدالت طلاق کو حاصل ہوگیا۔ انگلستان مین وہ نہ صرف ایک مشہور قسم کی نالش اندر اختیار سماعت عدالت ہاے کلیسہ کے تھی بلکہ یہ مناسب سمجھا گیا تھا کہ استعمال اختیار سماعت کا عدالت طلاق واقع انگلستان مین جاری رہے اور اسمین کچھ شبہہ نہین ہوسکتا کہ بجز اسکے کہ مرد کو بذریعہ عدالت ہاے دیوانی کے ایک ایسی عورت کے جو اسکی زوجہ ہونے کا جھوٹا دعوی کرے خاموش کرنے کا استحقاق حاصل ہو ممکن ہے کہ شخص مذکور اور دیگر اشخاص کو سخت تکلیف پہونچے اور اوسکے ورثا بوجہ جھوٹے دعوی کے بعد اوسکی وفات کے دقت مین پڑین۔ مگر نالش جھوٹے اظہار ازدواج کی ایک ایسی نالش ہے جسکی ترغیب نہ دینی چاہیے خاصکر ایک ایسے ملک مین جیسا کہ ملک ہند ہے جسمین اشخاص بدقسمتی سے کارروائی قانونی کے ایسے طریقون کے دریافت کرنے کے حد سے زیادہ خواہشمند ہوتے ہین جن سے اون کے ہمسایگان کو تکلیف پہونچے۔ مگر ہماری راے

(۱) لا رپورٹ اپیل ہاے ہند جلد ۲ صفحہ ۸۳

۱۸۹۶ء
میر ظفرت علی
بنام
محمود النساء

میں اس قسم کی نالش عدالت دیوانی مالک بزمین ہو سکتی ہے بلاشبہہ عدالت مجوز نالش کو
تو قبل اسکے کہ وہ بحق مدعی ڈگری صادر کرے اس امر کے دیکھنے کی کہ یہ ٹھیک ثابت
ہو گیا ہے انتہا ناگزیر ہے کہ مدعا علیہا نے صحیح طور پر یہ بیان کیا کہ ازدواج متنازعہ عمل میں آیا تھا
اور یہ کہ مدعی نے دعوی [illegible] بیان مدعا علیہا نسبت ازدواج متنازعہ کے تسلیم نہیں کیا اور مزید براں
یہ کہ واقعی کوئی ازدواج مابین فریقین کے عمل میں نہیں آیا تھا ہم ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ
اور مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت موصوف میں اسلئے واپس
بھیجتے ہیں کہ اوسکا فیصلہ مطابق روئداد کے کیا جاوے۔

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس ہوگیا

۱۸۹۶ء
۲۰ اگست
صفحہ کتاب انگریزی
۹۱

باجلاس سر جان ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

امان سنگھ و یک کس دیگر (مدعیان) بنام نرائن سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم) *

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۶۲ - معاہدہ منجانب نابالغ - نالش واسطے منسوخی صلحنامہ
کے اس وجہ سے کہ وہ بلا اجازت عدالت عمل میں آیا۔

ولی دوران مقدمہ نابالغان نے منجانب نابالغان کے نسبت صلحنامہ کے
رضامندی ظاہر کی اس صلحنامہ کو عدالت نے منظور کیا اور بربناے اوسکے ڈگری صادر ہوئی۔ اور
یہ تجویز ہوئی کہ وہ مظہر حقوق نابالغان کے نہیں ہے۔ تجویز ہوئی کہ نابالغان بعد اسکے کہ ڈگری جو صلحنامہ
پر مبنی تھی قطعی ہو گئی نالش منسوخی صلحنامہ میں صرف اس بنا پر کامیاب نہیں ہو سکتے کہ عدالت نے
ولی کو اجازت کرنے معاہدہ کی نہیں دی تھی۔ مقدمہ کلاوتی بنام چھیدی لعل (۱) سے فرق ظاہر کیا گیا

یہ نالش واسطے منسوخی ایک ڈگری کے ہے جو بربناے صلحنامہ صادر ہوئی تھی منجملہ مدعیان
کے ایک بالغ تھا اور دوسرا نابالغ۔ بوقت عمل میں آنے صلحنامہ مابہ البحث کے دونوں نابالغ
تھے اور اونکی ماں مساۃ گنگا بطور ولی دوران مقدمہ کے اونکی قائم مقام تھی۔ عدالت مرافعہ اولی نے
دعوی مدعیان کو بدین تجویز ڈگری کیا کہ طریق عمل مساۃ گنگا کا متعلق صلحنامہ کے مشتبہ تھا اور یہ کہ اوسکو

* اپیل دوم نمبر ۲۰۴ ۱۸۹۵ء بر خلاف حکم ڈگری ایل جی ایونس صاحب جج ضلع علیگڈھ مورخہ ۔ اپریل ۱۸۹۵ء
مشعر منسوخی ڈگری ابو مین بہاری کرجی قائم مقام جج ماتحت علیگڈھ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۳۱

۱۸۹۶ء

رامان سنگھ بنام نرائن سنگھ

مدعی نے نالش ماقبل مین فریب یہ ترغیب دی تہی کہ وہ منجانب اپنے پسران نابالغ کے نسبت صلحنامہ کے رضامندی ظاہر کرے۔

برطبق اپیل منجانب مدعاعلیہم عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع علیگڈہ) نے تجویز کی کہ فریب و سازش سببۂ مدعیان ثابت نہین ہوئی نہ یہ ثابت ہوا کہ مصالحت جو منجانب نابالغان اونکی مان نے کی مضر حق نابالغان کے تہی۔ چنانچہ عدالت موصوف نے اپیل کو منظور اور نالش مدعیان کو ڈسمس کیا۔ ۹۹

برطبق اسکے مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا بابو جوگندر ناتھ چودہری و بابو درگاچرن بنرجی منجانب اپیلانٹان منشی رام پرشاد و پنڈت سندرلعل منجانب رسپانڈنٹان۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ نالش واسطے منسوخی ایک ڈگری کے جو بموجب ایک صلحنامہ کے صادر ہوئی تہی دائر کی گئی۔ مدعیان مقدمہ ہذا بوقت ارجاع نالش سابق نابالغ تہے اور اونکی ولیہ نالش مذکور مین اونکی قائم مقام جایز تہی۔ ولیہ نے منجانب اونکے نسبت صلحنامہ اور نسبت صدور ڈگری کے رضامندی ظاہر کی اور نالش ہذا مین یہ تجویز ہوئی کہ صلحنامہ مضر حقوق نابالغان کے نہ تہا مگر عدالت نے قبل عمل مین آنے مصالحت کے اوسکے کرنے کی اجازت نہین دی تہی۔ ان حالات مین منجانب مدعیان مقدمہ ہذا کے یہ حجت کی گئی ہے کہ وے مستحق ڈگری منسوخی اوس ڈگری کے ہین جو بربنائے صلحنامہ صادر ہوئی تہی اور تجویز عدالت ہذا مصدرہ مقدمہ کلاوتی بنام چہیدی لال (۱) پر استدلال کیا گیا ہے یہ بیان کیا گیا ہے جیسا کہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ گو عدالت نے صلحنامہ کو بعد اوسکے عمل مین آنے کے منظور کیا ولیہ کو اجازت کرنے مصالحت کی قبل اوسکے عمل مین آنے کے نہین دی تہی اور یہ کہ اسوجہ سے صلحنامہ قانوناً جایز نہ تہا جسکی پابندی نابالغان پر ہو اور جسکی بنا پر قانوناً ڈگری صادر ہوسکتی ہو۔ ہماری راے مین مابین ایک ایسے مقدمہ کے جسمین نسبت جواز ایک ڈگری کے جو بربنائے صلحنامہ ایسی نالش مین جسمین نابالغ ایک فریق ہے صادر ہوئی ہو اور اپیل مین جو بناراضی ڈگری مذکور ہو اعتراض کیا گیا ہو اور ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے جسمین جواز ڈگری کی نسبت جو قطعی ہوگئی نالش علیحدہ اور جداگانہ مابعد مین جو مابین فریقین کے ہو اعتراض کیا گیا ہو فرق ہے۔

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۵۳

سنہ ۱۸۹۶ء
اومان سنگھ
بنام
نرائن سنگھ
۱۰۰

واضح ہو کہ مقدمہ ہذا مین یہ ثابت نہین ہوا کہ ڈگری مصدرہ نالش سابق کسی طرح پر مذریعہ
فریب حاصل کی گئی تھی یہ ثابت نہین ہوا کہ ڈگری مصدرہ نالش سابق کسی طرح پر مضرنا بالغان
کے تھی۔ اگر ہم اس نالش کو ڈگری کرین تو نتیجہ اب یہ ناممکن ہوگا کہ فریقین کی وہی حالت
ہو جاوے جسمین وے اوسوقت تھے جبکہ ڈگری نالش سابق مین بربناے صلحنامہ صادر ہوئی تھی
مزید برآن ہم اس امر کو نظر انداز نہین کر سکتے کہ اگر ہم یہ تجویز کرین کہ ڈگری جو صلحنامہ پر مبنی تھی جو نابالغ
کے مضر تھا گو صلحنامہ تحریر کرنے کے لئے قبل اوسکے تحریر کرنیکے اجازت عدالت حاصل نہین کی گئی
تھی نالش مابعد مین منسوخ اور مسترد ہو سکتی ہے تو اس سے ان ممالک مین ایسے مقدمات مین جسمین
عدالت نے واقعی صلحنامہ کو قبل صدور ڈگری کے منظور کیا دروازہ نزاع کا جس سے تباہی
ہوگی کشادہ ہو جاوے گا۔

بلحاظ ان خیالات کے ہم اس اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا

سنہ ۱۸۹۶ء
۵ اگست
صفحہ کتاب
انگریزی
۱۰۰

باجلاس سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

سیتا رام وغیرہ (مدعیان) بنام حکم سنگھ (مدعا علیہ)*

شفعہ۔ واجب العرض۔ بیع بدست شخص غیر۔ بیع مکرر قبل نالش بدست ایک حصہ دار کے۔ اثر ایسی بیع مکرر کا۔

مقدمات شفعہ مین جو واجب العرض پر مبنی ہون حق شفعہ اوس صورت مین باقی نہین رہتا کہ اراضی مشفوعہ کو جو بدست شخص غیر بیع کی گئی ہو بعدہ مشتری شخص غیر قبل نالش پیشتر ایسے حصہ دار کے بیع کرے جسکو حقوق مساوی شفیعان کے حاصل ہون۔

نالش شفعہ۔ ایک شخص منی لال نے ایک حصہ ایک موضع کا یکم اگست سنہ ۱۸۹۳ء کو بھوانی پرشاد کے ہاتھ جسکو اوس موضع سے تعلق نہ تھا بیع کیا ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو بھوانی پرشاد نے حصہ متنازعہ ایک شخص حکم سنگھ کے ہاتھ فروخت کیا۔ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کو مدعیان حصہ داران موضع نے

* اپیل دوم نمبر ۴۰۳ سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری اپیل جی ایونس صاحب جج ضلع علی گڈھ مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مشعر منسوخی ڈگری بالمعین جاری کردہ حاکم مقام جج خفیفہ علی گڈھ مورخہ ۔ فروری سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء

بیجو مل بنام حکم سنگھ

نالش شفع حسب شرائط واجب العرض کے بر بناے بیع یکم اگست سنہ ۱۸۹۵ء کے دائر کی اس نالش مین صرف منی لال اور بھوانی پرشاد ابتداءً مدعا علیہ بنائے گئے تھے - حکم سنگھ بعدہ بطور مدعا علیہ ۷ - نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو شامل کیا گیا حکم سنگھ ایک حصہ دار موضع بھی تھا جسکو حقوق شفع مساوی مدعیان کے حاصل تھے -

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت علی گڈھ) نے دعوی مدعیان کو بدین تجویز ڈگری کیا کہ بیع بحق حکم سنگھ نمایشی تھا اور یہ کہ حکم سنگھ کا حق شفع اسوجہ سے زائل ہو گیا کہ اوس نے بھوانی پرشاد سے جایداد خرید کی -

بناراضی اس ڈگری کے حکم سنگھ مدعا علیہ نے اپیل کیا (عدالت اپیل ماتحت (جج ضلع علی گڈھ) نے اپیل کو منظور اور نالش مدعیان کو بمقابلہ حکم سنگھ بدین تجویز ڈسمس کیا کہ بیع بدست حکم سنگھ ایک معاملہ بہ نیک نیتی تھا اور یہ کہ مدعیان کو حقوق شفع مرجح بمقابلہ اوسکے حاصل نہ تھے

مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا

پنڈت سندر لعل منجانب اپیلانٹان

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب رسپانڈنٹ -

ایج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - حصہ داران موضع نے جسمین بموجب واجب العرض کے حصہ داران کو حق شفع حاصل تھا چند بیگہ اراضی بدست ایک شخص غیر کے بیع کی - بوجہ بیع مذکور کے یہ نالش دائر ہوئی - مدعیان دعویدار شفع بطور ایسے حصہ داران کے ہین جنکو حق شفع حاصل ہے منجملہ مدعا علیہم کے ایک مدعا علیہ یعنی حکم سنگھ ایک حصہ دار ہے جسکو حق شفع مساوی مدعیان کے حاصل ہے - وہ بذریعہ ایک بیعنامہ کے دعویدار ہے جسکو صاحب جج ضلع نے اپیل مین اصلی تجویز کیا - بیعنامہ مذکور بتاریخ ماقبل تاریخ ارجاع نالش ہذا ثبت ہے - بذریعہ بیعنامہ ہذا کے مشتری شخص غیر نے بدست حکم سنگھ وہ اراضی بیع کی جو اوس نے پیشتر دیگر حصہ داران سے خرید کی تھی - عدالت مرافعہ اولی نے دعوی شفع کو ڈگری کیا - عدالت اپیل اول نے بر طبق اپیل نالش کو ڈسمس کیا - بناراضی ڈگری عدالت اپیل اول کے اپیل ہذا رجوع کیا گیا -

مقدمہ ہذا مین منجانب مدعیان اپیلانٹان کے یہ حجت کی گئی ہے کہ بوقت عمل مین آنے بیع کے بدست شخص غیر مدعیان کو بناے مخاصمت حاصل ہوئی - بلاشبہ یہ صحیح ہے - مزید بران یہ حجت کی گئی ہے کہ چونکہ مدعیان کو قبل بیع موسومہ حکم سنگھ کے بناے مخاصمت حاصل ہوئی لہذا

۱۸۹۶ء

بیجو مل بنام حکم سنگھ

مدعیان مستحق ڈگری شفع کے نالش ہذا مین ہین جسکی وجہ سے حکم سنگھ فایدہ اپنی خریداری سے محروم رہے گا - اس حجت کی تائید مین سند ہے ایک حاکم عدالت ہذا نے باجلاس واحد اپیل دوم نمبر ۱۳۹ سنہ ۱۸۹۵ء مین یہ فیصلہ کیا کہ ایسی صورت مین بیع مابعد منجانب مشتری شخص غیر زایل حق حصہ داری ... وہ حاصل کرنے ڈگری شفع بمقابلہ ایسے حصہ دار کے نہین ہوسکتی جس نے
شخص غیر سے خریداری کی ہو - اس مسئلہ کو ہم منظور نہین کر سکتے - موضع شراکتی مین جسمین ۱۰۲
خواہ بذریعہ رواج یا اقرارنامہ کے حق شفع حصہ داران کو بمطابق بیع موسومہ شخص غیر کے حاصل ہو ہر حصہ دار مساوی الحق کو بوقت عمل مین آنے بیع مذکور کے حق شفع مساوی نسبت کل جایداد مبیعہ کے حاصل ہوتا ہے - رواج مندرجہ شرع محمدی ایسے مقدمہ سے اوسکا ایک مین بصورت شفع کے جواز روے واجب العرض شامل واجب العرض مقدمہ ہذا کے پیدا ہو کبھی متعلق نہین کیا گیا - ہم اوس قاعدہ کا ذکر کرتے ہین جسکی روسے جملہ اشخاص مستحق شفع حصہ واقع جایداد مشفوعہ کے مستحق ہوتے ہین - ہماری راے مین تاوقتیکہ نالش منجانب ایک حصہ دار کے بابت شفع اوس جایداد کے جو بدست ایک شخص غیر کے فروخت کی گئی ہو رجوع کیجاے دوسرا حصہ دار شخص غیر سے وہ حصہ خرید سکتا ہے جو بدست شخص غیر کے فروخت کیا گیا تھا شخص غیر کو جب وہ ایک حصہ کسی حصہ دار سے خرید کرے ایک حق کامل حصہ مذکور مین حاصل ہوتا ہے - اور اوسکا حق جو بذریعہ خریداری مذکور کے حاصل ہوا صرف بذریعہ بیع کے جو اوس نے برضامندی کی ہو یا بذریعہ ڈگری صادرہ کسی نالش کے زایل ہوسکتا ہے - واضح ہو کہ مقدمہ ہذا مین جیسا کہ ہم نے تحریر کیا ہے حکم سنگھ کو حقوق شفع مساوی مدعیان کے حاصل تھے اوس نے شخص غیر سے حصہ قبل مدعیان کے رجوع کرنے نالش کے خرید کیا اور ہماری راے مین وہ مستحق اوس پر قابض رہنے کا ہے

ہم اس اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

اجلاس کامل

۱۲-۱۰ اگست ۱۸۹۷ء

صفحہ کتاب انگریزی ۱۰۳

باجلاس سرجان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

گیا بہار تیہی (مدعی) بنام لکہہ ناتہہ راے (مدعا علیہ)٭

شفع - واجب العرض - تعبیر دستاویز -

از روے فقرہ مندرجہ واجب العرض متعلقہ شفع کے یہ قرار پایا تہا کہ جب کوئی حصہ دار اپنا حصہ بیع یا رہن کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ اول اوسکو بحق حصہ دار قریب کے و بعدہ بحق حصہ دار اپنے تہوک کے اور بالآخر بحق حصہ دار دوسرے تہوک کے بشرح عـہ فی بیگہ اراضی مزروعہ اور عـہ فی بیگہ اراضی افتادہ بیع و رہن کرے اگر ان میں سے کوئی اوسکو نہ لے تو وہ اوسکو شخص غیر کے پاس منتقل کر سکتا ہے - اگر کوئی حصہ دار یعنی کوئی حصہ دار جو بیع یا رہن کرنا چاہے حسب ہدایت مندرجہ بالا کے عمل کرنے سے قاصر رہے تو دوسرے حصہ دار کو حق نفاذ شفع کا نسبت جایداد کے حاصل ہے اگر میعاد رہن حصہ مرہونہ کسی حصہ دار کی قریب الاختتام ہو اور اطلاعنامہ بیعبات جاری ہوا ہو اور راہن حصہ دار کو استطاعت انفکاک نہو تو دوسرا حصہ دار روپیہ ادا کر کے حصہ مذکور کو واپس لے سکتا ہے اور جب راہن ابتدائی کو استطاعت ہو تو وہ بعد ادا کرنے روپیہ کے اوس حصہ کا قبضہ پا سکتا ہے"۔

تجویز ہوئی کہ بصورت بیع بالوفا جایداد کے جس سے واجب العرض ہذا متعلق ہے صرف دو موقع اور نہ تین موقع داخل منشاے واجب العرض تہے پہلے موقع بوقت تکمیل دستاویز بیع بالوفا کے یا قریب اوسکے واقع ہوا اور اوسوقت کوئی حصہ دار حسب شرح مندرجہ واجب العرض کے شفیع ہو سکتا تہا - دوسرا موقع وہ تہا جب مشتری بیع بالوفا [؟] نے اپنی نالش بیعبات دائر کی اور اوسوقت شفیع کو وہ رقم زر ادا کرنی چاہیے جو از روے دستاویز بیع بالوفا کے واجب قرار پاوے مگر جب ایک مرتبہ حکم بیعبات قطعی ہو چکا تو حصہ دار کا حق شفع زائل اور ساقط ہو گیا -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت میں پورے طور پر مندرج ہیں -

مسٹر عبد المجید بجاے اونکے بابو جیون چندر مکرجی) منجانب اپیلانٹ -

٭ اپیل دوم نمبر ۸۰۰ سنہ ۱۸۹۶ء بر بنا اراضی ڈگری راے سانول سنگہہ جج ماتحت اعظم گڈہ مورخہ ۲۰ - مارچ سنہ ۱۸۹۶ء جو منسوخ کنندہ [؟] ڈگری منشی گنگا پرشاد منصف محمد آباد گوہنہ مورخہ ۱۴ - جون سنہ ۱۸۹۵ء

سنہ ۱۸۹۶ء
گنگا بہادر جی
بنام
لکھمنداس ۱۰۳

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ -

ایج صاحب چیف جسٹس وناکس صاحب جسٹس وبلیر صاحب جسٹس

یہ اپیل ایک نالش شفع سے پیدا ہوا ہے - اپیلانٹان مدعیان دعویدار شفع از روے ایک شرط مندرجہ واجب العرض موضع کے ہین شرط مذکور اوس جزو واجب العرض مین ہے جسکا عنوان شفع ہے یہ ترین مصلحت ہے کہ کل شرط شفع تحریر کیجائین وہ حسب ذیل ہے "- جب کوئی حصہ دار اپنا حصہ بیع یا رہن کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ اول اوسکو بحق حصہ دار قریب کے و بعدہ حصہ دار اپنے تھوک کے اور بالاخر بحق حصہ دار دوسرے تھوک کے بشرح سے فی بیگہ اراضی مزروعہ اور سے فی بیگہ اراضی افتادہ بیع و رہن کرے اگر ان مین سے کوئی اوسکو نہ لے تو وہ اوسکو شخص غیر کے پاس منتقل کرسکتا ہے اگر کوئی حصہ دار (یعنی کوئی حصہ دار جو بیع یا رہن کرنا چاہے) حسب ہدایت مندرجہ بالا کے عمل کرنے سے قاصر رہے - تو دوسرے حصہ دار کو حق نفاذ شفع کا نسبت جایداد کے حاصل ہے اگر میعاد رہن حصہ مرہونہ کسی حصہ دار کی قریب الاختتام ہوا اور اطلاعنامہ بیعبات جاری ہوا ہو اور راہن حصہ دار کو استطاعت الفکاک نہو تو دوسرا حصہ دار روپیہ ادا کرکے حصہ مذکور کو واپس لے سکتا ہے اور جب راہن ابتدائی کو استطاعت ہو تو وہ بعد ادا کرنے روپیہ کے اوس حصہ کا قبضہ پا سکتا ہے"-

جو کچھ کہ مقدمہ ہذا مین واقع ہوا ہے - ایک حصہ دار نے ایک حصہ موضع بذریعہ دستاویز بیع الوفا کے رہن کیا - مرتہن بیع بالوفا دار نے بعدہ نالش بیعبات حسب ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۰۶ء کے دائر کی اور ایک ڈگری بیعبات حاصل کی اور بعدہ ایک حکم مشعر قطعی کرنے بیعبات کے صادر ہوا برطبق اسکے مدعی ہذا نے حاضر ہوکر دعوی قائم مقامی مرتہن مشتری اور واقعی مالک قطعی ہونے کا نہ باداے زر رہن جسکی بابت ڈگری بیعبات صادر ہوئی تھی بلکہ باداے سے فی بیگہ بابت اراضی مزروعہ اور سے فی بیگہ بابت اراضی افتادہ کے کیا

یہ واجب العرض روبرو ایک اور بنچ عدالت ہذا کے بمقدمہ لوک ناتھ سنگھ بنام بھجو سنگھ اپیل دوم نمبر ۲۵۹ سنہ ۱۸۹۶ء پیش کی گئی تھی جسمین بنچ مذکور نے ۱۷- جولائی گذشتہ کو فیصلہ صادر ہوا تھا - اوس مقدمہ مین حکام ذوالعظیم مین اختلاف راے ہوا نبرجی صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ شفیعان کو اوس مقدمہ مین جو مثل اوسی شرایط کے دعویدار تھے جن سے کہ شفع
۱۰۵ مقدمہ ہذا ہے بجز باداے پورے زر ڈگری بیعبات کے حق شفع حاصل نہین ہو سکتا تھا

۱۸۹۶ء
گیا بہاری تہی
بنام
لکہناتہ رائے

بخلاف اسکے ایکمن صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ گو زر ڈگری بیعیات اوس مقدمہ مین بقدر ایک ہزار روپیہ کے تہا مگر مدعیان مستحق شفیع باداے سالعہ روپیہ کے تہے کیونکہ رقم آخر الذکر بشرح سے روپیہ فی بیگہ بابت اراضی مزروعہ اور بشرح صہ روپیہ فی بیگہ بابت اراضی افتادہ کے محسوب کی گئی تہی ہمکو یہ تحریر کرنا لازم ہے کہ اگر مدعیان کو اوس مقدمہ مین جسکا ہم نے حوالہ دیا بعد صدور ڈگری بیعیات کوئی حق شفیع کسی قسم کا از روے واجب العرض کے حاصل تہا تو جو تعبیر کہ واجب العرض کی اس صورت مین کیگئی ممکن تہی ہماری راے مین صرف یہی تہی جو نبرجی صاحب جسٹس نے کی تہی مقدمہ مذکور اوس دلیل کی جو منجانب اپیلانٹ شفیع کے مقدمہ ہذا مین پیش کی گئی توضیح کرنیکے لئے ہم واقعات حسب ذیل کو بیان کرسکتے ہین اس مقدمہ مین تین موقع تہے سایک موقع اوسوقت تہا جب حصہ دار نے اپنا حصہ رہن کر دیا اور اسکو رہن کیا۔ اوسوقت بموجب واجب العرض کے دیگر حصہ داران مستحق شفیع بعوض سالعہ روپیہ کے تہے۔ دوسرا موقع بعدا رجاع نالش بیعیات کے تہا اور وہ نالش مساوی تعمیل اطلاعنامہ بیعیات کے بموجب آئین کے تہی جو بوقت ترتیب واجب العرض ہذا کے اور قبل صدور حکم قطعی بیعیات کے نافذ تہا اوسوقت اگر مدعیان مقدمہ ماقبل دعویدار شفیع ہوتے ... وے حقوق مرتہن صرف باداے زر رہن حاصل کر سکتے تہے اور اوسوقت واجب تہا یعنی باداے ایک رقم زائد بمقدار اعہ کے حاصل کر سکتے تہے۔ ڈگری بیعیات کی روسے وہ رقم قطعاً معین کی گئی تہی جسکا ادا کرنا بغرض انسداد ازالہ قطعی حق انفکاک کے ضروری تہا بعد اسکے وہ موقع تہا جب حکم قطعی بیعیات کا صادر ہوا تہا۔ اس موقع آخر پر مطابق راے ایکمن صاحب جسٹس کے حصہ دار دعویدار شفیع اوس سے زیادہ تر بہتر حالت مین تہا کہ جسمین وہ موقع درمیانی مین ہوتا اور مستحق کرنے شفیع کا باداے سالعہ روپیہ کے تہا کہ یہ رقم بحساب سے روپیہ اور صہ روپیہ فی بیگہ حسب مذکورہ بالا ہوتی ہے اور مطابق راے ایکمن صاحب جسٹس کے اوس تیسرے موقع پر بعوض رقم مذکور کے شخص دعویدار شفیع مستحق قایم مقامی (مرتہن) کا تہا جس نے ڈگری اور حکم قطعی بیعیات حاصل کیا تہا اور اوسکو سے روپیہ اور صہ روپیہ فی بیگہ ۱۰۶
قطع نظر اس امر کے کہ کس قدر اصل زر رہن تہا اور قطع نظر اوس رقم کے جو سود اوس زر اصل کا تہا ادا کرنا ہوتا ایکمن صاحب جسٹس کا یہ تحریر کرنا بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کے واجب العرض کی تعبیر کرنے مین اس امر کے تحقیق کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ کیا منشا فریقین کا تہا اور اونکی تعبیر حتی الوسع بلحاظ منشاے مذکور کے کرنی چاہیے۔ ہماری راے مین متعاقدین واجب العرض ہذا کا ہرگز کوئی ایسا منشا نہین ہو سکتا تہا جو اس تعبیر

سنہ ۱۸۹۶ء
گیا بہاری
بنام
لکھناتھ راے

کے مطابق ہو جو اوکین صاحب جسٹس نے واجب العرض مذکور کی گئی ہے۔

مگر واقعی عذر نسبت نالش مدعی کے اور اوسکا واقعی جواب مدعا علیہ اپیلانٹ اوس اپیل نے جو روبرو حکام ذیعلم موصوف کے تھا پیش نہین کیا۔ ہم اوس امر کا ذکر نہین کرتے ہین جسکو ممکن ہے کہ فریقین نے جواب واقعی خیال کیا ہو ہم اوس امر کا ذکر کرتے ہین جو ہماری دانست مین مطابق صحیح تعبیر واجب العرض کے جواب واقعی نالش ہذا اور نالش مانحن کا ہے۔ ہماری راے مین واجب العرض ہذا کے منشا مین صرف دو موقع داخل ہین اور نہین۔ اوسکے منشا مین ایک ایسا وقت داخل ہے جب معاہدہ بیع یا رہن منعقد ہو نہوا ہو یا منعقد ہوا ہو۔ ایکٹ مدت سماعت ہند ۱۸۷۷ء کی رو سے ایسی معاد مقرر کی گئی ہے جسکے اندر حصہ دار خواستگار دعوی شفع کو بر بناے بیع یا رہن کے اپنی نالش رجوع کرنی چاہیے۔ دوسرا موقع وہ ہے جب مشتری بیع بالوفا دار نے اپنی نالش بیبیات رجوع کی اور قبل اسکے کہ اوس نے حکم قطعی بر بناے ڈگری بیبیات کے حاصل کیا۔ اوس وقت کہ حکم مذکور قطعی کیا گیا حصہ دار خواستگار شفع بموجب واجب العرض ہذا کے باداے اوس رقم کے شفیع ہو سکتا ہے جسکی ڈگری نالش بیبیات مین صادر کی گئی ہو۔ جب حکم قطعی بیباث صادر ہو چکا حصہ دار کا حق شفع بموجب واجب العرض ہذا کے ہماری راے مین زائل اور ساقط ہو گیا۔ کوئی شرط نسبت اسکے نہین ہے کہ بعد اسکے کیا عمل مین آویگا

۱۰۷ اور چونکہ حصہ دار اپنے حق شفع سے قبل حکم قطعی کے مستفید نہین ہوا لہذا ڈگری عدالت دیوانی کی نافذ ہونی چاہیے اور اوسکی رو سے مشتری کو وہ حقوق پورے حاصل ہونے چاہئین جو اوسکو بذریعہ حکم قطعی بیبیات کے حاصل ہونے۔ اوسوقت یہ معاملہ اوس نوبت پر پہونچ گیا کہ وہ منشا سے اس رواج یا معاہدہ مندرجہ واجب العرض ہذا مین داخل نہین رہا اور حق ڈگریدار مین جو اوسکو بذریعہ اوسکی ڈگری عدالت دیوانی کے حاصل تھا فرق نہین آسکتا۔

یہ ہماری راے نسبت امر قانونی کے ہے جو مقدمہ ہذا سے متعلق ہوتی چاہیے اگر مدعا علیہ اپیل متخالف رجوع کرتا تو ہم اوسکو بذریعہ ڈسمس کرنے نالش مدعی کے نافذ کر سکتے مگر جو کچھ کہ ہم اسوقت کر سکتے ہین صرف یہ ہے کہ ہم اپیل مدعیکو ڈسمس کرین کیونکہ اوس نے ایک ایسا مقدمہ ثابت نہین کیا جسکی بنا پر ہم ڈگری عدالت ماتحت کو واسطے

۱۸۹۶ء گیا چار علی بنام لکھ ناتھ راے

اوسکے فائدہ کے ترمیم کرین۔

ہم اس اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام یوسف وغیرہ*

۱۸۹۶ء ۴م ستمبر

صفحہ کتاب انگریزی ۱۰۷

عملدرآمد۔ اپیل۔ اپیل مین تبدیل کیا جانا تجویز ثبوت جرم کا۔

جبکہ ایک اپیل مین جو بنا راضی ایک تجویز ثبوت جرم کے کیا گیا تھا یہ ظاہر ہوا کہ گو شہادت کافی تائید تجویز ثبوت جرم کے موجود نہین ہے لیکن ایسی شہادت ہے جسکی بنا پر اپیلانٹان کی نسبت تجویز ثبوت جرم بابت ایسے جرم کے جو کلیتاً مختلف تھا اور جسکا الزام اونپر نہین لگایا گیا تھا صادر کیجا سکتی تھی عدالت نے شہادت مذکور پر بغرض تبدیل کرنے تجویز ثبوت جرم نسبت اپیلانٹان کے لحاظ کرنے سے انکار کیا۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پارتھی (دیکھو لکش ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۳۰) کا حوالہ دیا گیا۔

اس مقدمہ مین سشن جج الہ آباد نے چار اشخاص کی تجویز بابت جرم دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے کی تھی اور تجویز ثبوت جرم صادر کرکے تین اشخاص کی نسبت حکم سزاے موت اور چوتھے شخص کی نسبت حکم سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور صادر فرمایا تھا اونھون نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ بوقت سماعت اس اپیل کے عدالت ہذا نے شہادت پر لحاظ کرنے کے بعد یہ نتیجہ آخذ کیا کہ اپیلانٹان پر الزام دفعہ ۳۰۲ ثابت ۱۰۸
نہین ہے چنانچہ عدالت موصوف نے اون کو بری کیا۔ اثناے بحث مین عدالت کی توجہ بجانب اس امر کے مائل کی گئی کہ مثل مین شہادت کافی تائید تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۴ یا دفعہ ۳۰۱ مجموعہ کے نسبت بعض اپیلانٹان کے موجود ہے لیکن عدالت نے اس امر پر لحاظ کرنے سے انکار کیا۔

* اپیل فوجداری نمبر ۱۰۵۹ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ [illegible]ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
یوسف

مسٹر ہی ڈولین و بابو ستیا چند ر مکرجی منجانب اپیلانٹان۔

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای چیمیر) منجانب سرکار۔

تجویز عدالت (ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس) مین بعد مذکرہ شہادت متعلقہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے یہ تحریر ہے۔

گورنمنٹ ایڈوکیٹ نے ہمارے روبرو اس امر پر یہ اصرار کیا کہ شہادت اس قسم کی موجود ہے جسکی بنا پر اونکی رائے مین یوسف اور غلام حسین اور مسماۃ پر گیا کی نسبت جرم حسب دفعہ ۳۰۴ یا دفعہ ۱۴۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے تماہت قرار دیا جاسکتا ہے ان دونون دفعات مین سے کسی دفعہ کا الزام کسی اپیلانٹ پر نہین لگایا گیا تھا اور اونھون نے اس قسم کے کسی الزام کی نسبت جوابدہی نہین کی۔ اس قسم کا الزام الزام قتل عمد سے ماہیت مین اس قدر مختلف اور مغایر ہے کہ ہم یہ صحیح نہین خیال کرتے ہین کہ اپیلانٹان مین سے کسی کی تجویز مقدمہ ہذا مین نسبت اس قسم کے الزام کے کرین۔ اگر مجسٹریٹ کی راے مین اونکے خلاف شہادت کافی موجود ہو تو یہ حکم برات نسبت الزام قتل عمد کے مانع اسکا نہوگا کہ تجویز جرم کسی دفعہ کی منجملہ دفعات مذکورہ بالا کے کیجائے۔ عدالت ہذا نے یہ طریقہ بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پار بتی (۱) اختیار کیا تھا جو متعلق مقدمہ ہذا کے نہایت کارآمد ہے اور ہم یہ خیال کرتے ہین کہ تجویز اوسکی تقلید مقدمہ حال مین کرنی چاہیئے۔ بربناے وجوہ مذکورہ بالا کے ہم اپیل منظور کرتے ہین اور تجاویز ثبوت جرم منسوخ کرکے یہ ہدایت کرتے ہین کہ ہر چہار قیدیان فوراً رہا کیے جائین۔

(۱) ویکلی نوٹس سنہ [illegible]ء صفحہ ۱۳۰۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

برج لال (سائل) اپیلانٹ۔

بنام

سکرٹری آف اسٹیٹ ہند باجلاس کونسل (فریق مخالف) رسپانڈنٹ

۱۸۹۷ء ۲- نومبر

صفحہ کتاب انگریزی ۱۰۹

ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۹۱ء (ایکٹ پروبیٹ و اہتمام) دفعہ ۵۰- منسوخی حکم عطائے چٹھیات اہتمام ما تبع درخواست جدید نہیں ہے۔

حکم عطائے چٹھیات اہتمام مصدرہ صاحب جج ضلع حسب الاحکام دفعہ ۵۰ ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۹۱ء کے منسوخ کیا گیا تھا یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ وہ منسوخی رجوع ہو گئی لہذا صاحب جج کو اختیار سماعت درخواست جدید نسبت شئے مذکور کے حاصل ہے۔

یہ اپیل بنا راضی حکم صاحب جج ضلع بنارس مشعر نامنظوری درخواست عطائے چٹھیات اہتمام کے پیش کیا گیا۔ واقعات مقدمہ حکم صاحب جج ضلع سے جو حسب ذیل ہے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

" یہ درخواست عطائے چٹھیات اہتمام ظاہرا حسب دفعہ ۶۴- ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء کے پیش ہوئی- حالات جن میں وہ پیش کی گئی خاص ہیں- سائل نے حکم عطائے چٹھیات اہتمام عدالت ہذا سے ۱۳- جون ۱۸۹۶ء کو حاصل کیا مگر حکم مذکور حسب دفعہ ۵۰ ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء بر طبق درخواست فریق مخالف کے ۵- ستمبر گذشتہ کو بوجہ جائز منسوخ کیا گیا- چونکہ بنا راضی اس حکم کے اپیل نہیں کیا گیا لہذا وہ قطعی ہو گیا- بلحاظ عبارت دفعات ۳۴ اور ۸۶- ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۸۱ء کے میری یہ رائے ہے کہ جہاں تک ایکٹ ہذا کو تعلق ہے اس عدالت کا کام ختم ہو گیا اور یہ کہ سائل اب اپنا چارہ کار بذریعہ نالش بطریق دیوانی کے حاصل کر سکتا ہے

لہذا یہ درخواست عطائے چٹھیات اہتمام نامنظور کی جاتی ہے "۔

* اپیل اول نمبر ۶۶ ۱۸۹۷ء بنا راضی حکم مسٹر ای ایم ایلس صاحب جج ضلع بنارس مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
بربی سس
بنام
سکریٹری آف اسٹیٹ ہند
باجلاس کونسل
۱۱۰

چنانچہ سائل نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب اپیلانٹ

مسٹر امیر شمیر منجانب رسپانڈنٹ۔

ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس۔ ہم وہ راے قائم نہین کر سکتے جو صاحب جج ذیعلم نے قائم کی کہ اونکو اختیار سماعت درخواست ہذا کا حاصل نہین ہے اون دفعات مین جنپر کہ صاحب جج ذیعلم نے عمل کیا کوئی ایسے الفاظ نہین ہین جنسے اونکا اختیار سماعت زائل ہوتا ہو۔ ہم حکم صاحب جج کو منسوخ اور درخواست کو اسلیئے واپس کرتے ہین کہ وہ پھر اونکی فہرست پر قائم کیجاے اور مطابق قانون کے اوسکا فیصلہ کیا جاے خرچہ ذمہ ترکہ کے عاید ہوگا۔

اجلاس کامل

باجلاس سرجان اِج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و
و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۰ نومبر
صفحہ کتاب انگریزی
۱۱۰

سری گوپال (مدعی) بنام پرتھی سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم) *

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲۔ امر تجویز شدہ امر جو مقدمہ سابق مین جواب کی بنا قرار دیا جا سکتا تھا اور قرار دینا چاہیئے تھا۔ رہن۔ مرتہنان ماقبل و مابعد۔

تجویز ہوئی۔ کہ وہ شخص جسکے پاس تین رہون ماقبل ایک ہی جایداد کے کیئے گئے تھے جس نے بجواب اون نالشات کے جو دیگر مرتہنان جایداد مذکور نے جن کے پاس رہن بعد تاریخ مذکور کے کیئے گئے تھے دائر کی تھین بحقوق کا عذر بموجب ایک رہن کے منجملہ اون رہون کے جو اوسکے پاس کیئے گئے تھے پیش کیا۔ بوجہ تشریح ۲۔ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس امر سے ممنوع تھا کہ بعدہ نالش نیلام بربناے ایک رہن کے منجملہ بقیہ رہون کے رجوع کرے جسکی بنا پر وہ عذر بطور جواب نالشات دیگر رہون کے پیش کر سکتا تھا اور وہ اوسکو پیش کرنا چاہیئے تھا۔ مقدمات مہابیر پرشاد سنگھ

* اپیل دوم نمبر ۲۰۰ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری اپیل جی ای ونس صاحب جج ضلع علیگڈھ مورخہ ۱۲ جون ۱۸۹۶ء و منسوخ کنندہ ڈگری بابو گنگا سرن جج ماتحت علیگڈھ مورخہ ۱۲ اگست ۱۸۹۳ء

۱۸۹۶ء
سری گوپال
بنام
پرتھی سنگھ

بنام پکھاٹن (۱) و کاملیشر پرشاد بنام راج کماری رتن کنور (۲) و کیلاش چندر منڈل بنام بردوا سندری داسی (۳) و شیو ساگر سنگھ بنام سیتارام سنگھ (۴) و ماآدین کسو رہین بنام کاظم حسین (۵) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت مین پورے طور پر مندرج ہین -

منشی رام پرشاد و بابو جوگندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹ -

مسٹران عبد المجید و عبد الرؤف منجانب رسپانڈنٹان

تجویز عدالت ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - ایج صاحب چیف جسٹس نے صادر فرمائی -

یہ نالش نیلام حسب دفعہ ۹۹ - ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے ہے - مدعی قائم مقام مسمی ایشور داس متوفی کا ہے - ایشور داس کے پاس جایداد متنازعہ تین مرتبہ رہن ہوگئی تھی - اول ۱۳ - جولائی ۱۸۷۱ء کو و دوسرے ۲۷ - فروری ۱۸۷۲ء کو اور تیسرا - ۱۱ - جولائی ۱۸۷۲ء کو کیا گیا تھا - نالش ہذا بربناے رہن - ۲۷ - فروری ۱۸۷۲ء کے دائر کی گئی - راہنان نے رہننامجات ذیل بھی بابت جایداد ہذا کے تحریر کئے تھے یعنی ایک رہننامہ بنام مرلی سنگھ اور سرنام سنگھ کے ۲۴ - اگست ۱۸۷۱ء کو اور ایک رہننامہ بنام بھگوان داس کے ۱۹ - اگست ۱۸۷۲ء کو تحریر کیا تھا - ۱۱ - جولائی ۱۸۸۳ء کو ایشور داس نے نالش نیلام بربناے اپنے رہن نامہ مورخہ ۱۱ - جولائی ۱۸۷۲ء کے دائر کی اور ۳ - ستمبر ۱۸۸۳ء کو اوس نے ڈگری نیلام حاصل کی - نالش مذکور مین دیگر مرتہنان فریق نہ تھے - بعلت ڈگری مصدورہ نالش مذکور کے ½ ملبوسہ نیلام کیا گیا اور اسکو ایشور داس نے خرید کیا - مرلی اور سرنام نے ۱۵ - اگست ۱۸۸۳ء کو نالش نیلام بربناے اپنے رہننامہ مورخہ ۲۴ - اگست ۱۸۷۱ء کے دائر کی اور ایک ڈگری ۱۳ - دسمبر ۱۸۸۳ء کو حاصل کی - دیگر مرتہنان نالش مذکور مین فریق نہین بنائے گئے - باجراے ڈگری مذکور ½ ملبوسہ نیلام کیا گیا اور اوسکو مرلی اور سرنام نے خرید کیا -

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۷ و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۶۸۲ -
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۹۶ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۱
(۴) " " " جلد ۲۲ صفحہ ۶۱۶ (۵) " " " الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲

۱۸۹۶ء
سری گوپال
بنام
برجھی سنگھ

چونکہ ایشوری داس فوت ہوگیا تھا لہذا اوسکے قائم مقاماں نے نالش نیلام ۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء کو برنباے
رہنامہ موسومہ ایشوری داس مورخہ ۱۹ جولائی ۱۸۶۷ء کے دایر کی اور اونھون نے ڈگری نیلام ۲۶ ستمبر ۱۸۹۶ء
کو حاصل کی دیگر مرتہنان نالش مذکور مین فریق نہین بناے گئے تھے باجراے ڈگری مذکور ۷ بسوہ ۱/۴
بسوانسی نیلام کی گئین اور راو گوبجینی لال ایک مدعا علیہ نالش ہذا نے خرید کیا۔ ۱۸ اگست ۱۸۹۶ء
کو سری رام نے جو اوسوقت قائم مقام بھگوان داس کا تھا اور جسکے پاس رہن چہارم کیا گیا تھا نالش
نیلام برنباے رہنامہ موسومہ بھگوان داس مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۶۷ء کے دائر کی اور قائم مقامان
ایشوری داس کو فریق نالش مذکور بنایا قائم مقامان ایشوری داس نے اپنے حقوق کا عذر بذریعہ
رہنامہ موسومہ ایشوری داس مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۶۷ء کے پیش کیا مگر اونھون نے کچھ مذکرہ رہنامہ
مورخہ ۷ فروری ۱۸۶۷ء کا تعین کیا نہ اونھون نے کوئی عذر اپنے حقوق کا بموجب رہنامہ
مذکور کے کیا۔ نالش مذکور مین سری رام نے ۱۹ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک ڈگری نیلام بشرط انفکاک رہن
موسومہ ایشوری داس مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۶۷ء کے حاصل کی۔ سری رام فوت ہوگیا اور مسماۃ ۱۱۲
جانکی اوسکی قائم مقام ایک منجملہ مدعا علیہم نالش ہذا کے ہے۔ مرلی سنگھ اور سرنام سنگھ بھی
مدعا علیہم ہین۔ دیگر مدعا علیہم جنکا پیشتر ذکر نہین کیا گیا قائم مقامان راہنان ہین۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۶ء کو مرلی
اور سرنام نے نالش انفکاک رہن حسب دفعہ ۹۔ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء بنام قائم مقامان
ایشوری داس نسبت اوس ۱ ۱/۴ بسوہ کے جو اونھون نے باجراے ڈگری مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۳ء
کے خرید کیا تھا دائر کی۔ ۲۵ جولائی ۱۸۹۶ء کو مرلی اور سرنام نے ایک ڈگری انفکاک بادائے
زرمدعی جو قائم مقامان ایشوری داس کو نسبت نیلام ۱ ۱/۴ بسوہ کے از روے رہنامہ ۲۱ جولائی
۱۸۶۷ء کے واجب تھا حاصل کی۔ اوس نالش مین قائم مقامان ایشوری داس نے اپنی حقوق کا
عذر از روے رہنامہ ۷ فروری ۱۸۶۷ء کے تعین کیا۔

عدالت مرافعہ اولی نے نالش ہذا ڈسمس کی۔ مدعی نے اپیل کیا اور عدالت اپیل اول نے اپیل کو بدین تجویز ڈسمس کیا نالش بوجہ اثر دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور نیز بوجہ دفعہ اثر ۱۳ مجموعہ مذکور ممنوع السماعت ہے۔ بنا راضی ڈگری مذکور کے یہ اپیل رجوع کیا گیا۔

حجت نسبت متعلق ہونے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ ہے کہ ایشوری داس کو جب اوس نے اپنی نالش ۱۱ جولائی ۱۸۹۳ء کو برنباے رہنامہ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۸۶۷ء کے دائر کی دعوی نیلام جایداد مرہونہ کا بھی بموجب رہنامجات مورخہ ۷ فروری ۱۸۶۷ء او

۱۸۹۶ء

سری گوپال بنام پرتھی سنگھ

۱۹ - جولائی ۱۸۹۶ء ہو کے کرنا چاہیے تھا۔ ہم نسبت امر مذکور کے بجز اسکے کوئی راے ظاہر
کرنا ضروری نہین سمجھتے کہ ہم فیصلہ عدالت اپیل اول سے جہان تک کہ اوس نے دفعہ ۴۳ کو مقدمہ
ہذا سے متعلق کیا قبول کرنے پر آمادہ نہین ہین۔

اصل امر جسپر ہماری راے مین یہ مقدمہ منحصر ہے یہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ
دیوانی متعلق ہے یا نہین۔ یہ امر بخوبی یقینی ہے کہ بغرض تعلق کرنے دفعہ ۱۳ کے اوس حالت
مین یہ ضرور نہین ہے کہ معاملہ نالش مابعد نالش ماقبل مین عدالت مجازسے مسموع یا قطعاً فیصل
ہو چکا ہو جبکہ مقدمہ ایک ایسا مقدمہ ہو جس سے تشریح ۲ متعلق ہے بلا شبہہ تشریح ۲ دفعہ ۱۳ ۱۱۳
مجموعہ اوس حالت مین بے معنی ہوتی کہ ایک ایسے مقدمہ مین جس سے وہ متعلق ہوتی یہ ضروری
ہوتا کہ وہ معاملہ نالش ماقبل مین مسموع اور قطعاً فیصل ہو چکا ہو حکام عالی مقام پریوی کونسل نے
بمقدمہ مہابیر پرشاد بنام سیکناتھن (۱) دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو اوس صورت مین متعلق کیا کہ معاملہ
جو نالش دوم مین پیش ہوا تھا نالش ماقبل مین صریحاً یا ضمناً پیش یا مسموع یا فیصل نہین ہوا تھا۔ اوس
مقدمہ مین اونھون نے یہ تجویز کی کہ معاملہ نالش دوم ایسا معاملہ تھا جو باہم اونہین فریقین کے
"نالش ماقبل مین جوابدہی کی بنا قرار پانا چاہیے تھا اور یہ کہ ایپلانٹان عدالت پریوی کونسل جو نالش
ماقبل مین مدعاعلیہ تھے اوسپر اصرار کرنے سے ممنوع تھے مسئلہ امر تجویز شدہ لاحق ہے" بمقدمہ کامیشر پرشاد
بنام راج کماری رتن کنور (۲) حکام عالی مقام نے یہی راے نسبت دفعہ ۱۳۔ اور اثر تشریح ۲۔
دفعہ مذکور کے قائم کی نسبت اوس معاملہ کے جس سے مسئلہ امر تجویز شدہ متعلق کرنیکی استدعا
کی گئی تھی حکام عالی مقام نے (صفحہ ۸۵) یہ تحریر کیا "یہ امر کہ اس بنا پر دعوی کیا جا سکتا
تھا صاف ظاہر ہے اور یہ کہ امر بر بناے اوسکے دعوی کرنا چاہیے تھا حکام عالی مقام کی راے
مین ہر مقدمہ کے واقعات خاص پر منحصر ہے جس صورت مین معاملات ایسے غیر مشابہ ہون
کہ اون کے شامل کرنے سے ابتری پیدا ہوتی ہو تو ایسی حالت مین تعبیر لفظ چاہیے تھا کی
اہم ہو جاتی لیکن اس مقدمہ مین معاملہ ایک ہی تھا وہ ایک دوسرا طریقہ رہن بجاے قرقداری
قائم کرنے کا تھا۔ اور حکام عالی مقام کی راے مین یہ امر نالش سابق مین بناے دعوی
قرار پانا چاہیے تھا اور اسوجہ سے یہ تصور کرنا چاہیے کہ یہ معاملہ صریحاً اور دراصل نالش سابق
مین تنقیح طلب تھا اور اسوجہ سے وہ امر تجویز شدہ ہے"۔

(۱) لاء رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱ و مقدمہ مذکور انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۲

(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۷۵

١٨٩٧ء
سری گھر لال بنام پرتھی سنگھ
١١٤

فیصلہ مذکورہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ واسطے متعلق کرنے دفعہ ١٣ کے جب تشریح ٢ متعلق ہو یہ ضرور نہین ہے کہ امر نزاعی کی سماعت اور فیصلہ قطعی نالش سابق مین ہوا ہو فیصلجات جنکا ہمنے حوالہ دیا ہماری دانست مین خلاف فیصلہ مقدمہ کیلاش منڈل بنام بردوا سندری داسی (١) کے ہین - ہم یہ خیال نہین کرتے کہ حکام عالی مقام کا یہ منشا تہا کہ بمقدمہ شیو ساگر سنگہ بنام سیتارام سنگہ (٢) اوس تعبیر دفعہ ١٣ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے انحراف کرین جو اونہون نے اون دو مقدمات مین کی تہی جو حکام عالی مقام کے روبرو تہے جنکا ہمنے حوالہ دیا - بمقدمہ آخر الذکر مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ٢٤ صفحہ ٦١٦ حکام عالی مقام کو تشریح ٢ کے اثر پر غور کرنا نہ تہا -

جیسا کہ ہمنے تحریر کیا ہے سری رام نے ١٨ - اگست کو ایک نالش نیلام بر بناے رہن نامہ موسومہ جگوا نند اس مورخہ ١٨ - اگست ١٨٧٤ء کے دایر کی - رہننامہ مذکور رہننامہ آخر منجملہ متعدد رہنامجات کے تہا - جملہ دیگر رہنامجات کو تقدم حاصل تہا - اسلیئے مرتہنان قبل کو یہ استحقاق حاصل تہا کہ وہ اپنے رہون کا عذر بطور مانع صدور ڈگری نیلام کے بلا ادل انفکاک اپنے رہون کے پیش کرتے واضح ہو کہ قائم مقامان ایشور داس نے منجملہ اپنے رہون کے صرف ایک رہن یعنی رہن ٢١ - جولائی ١٨٧١ء کا عذر کیا وے رہن متنازعہ یعنی رہن ٧ - فروری ١٨٧٤ء کا عذر کر سکتے تہے - اگر وے رہن مذکور کا عذر کرتے تو سری رام ڈگری نیلام صرف اس شرط پر حاصل کر سکتا تہا قبل اسکے کہ ڈگری مذکور واسطے کرنے نیلام کے نافذ کیجاے وہ نہ صرف رہن ٢١ - جولائی ١٨٧١ء بلکہ رہن ٧ - فروری ١٨٧٤ء کا انفکاک کرا دے - عدالت ہذا کے اجلاس کامل سے بمقدمہ ماتا دین کسودھن بنام کاظم حسین (٣) یہ تجویز ہوئی کہ ڈگری نیلام بموجب ایکٹ انتقال جائداد کے ڈگری واسطے نیلام جائداد مرہونہ کے ہے - اور یہ کہ ڈگری نیلام حسب ایکٹ مذکور واسطے نیلام جایداد کے تابع رہن کے صادر نہین ہو سکتی قبل صدور ایکٹ انتقال جایداد کے ڈگریات نیلام بابت جملہ قسم کے حقوق واقع جایداد واسطے مرہونہ کی صادر کیجاتی تہین - جایداد تابع ایک یا دو یا تین یا چار یا فیہ رہنون کے نیلام کیجاتی تہین - اشخاص حقدار فریق نالشات نہین

(١) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ٢٤ صفحہ ١١٠ (٢) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ٢٤ صفحہ ٦١٦
(٣) " " الہ آباد جلد ١٣ صفحہ ٤٣٢ -

۱۸۹۶ء
سری گوپال بنام پرتی سنگھ ۱۱۵

بنائے جاتے تھے اور اسکا نتیجہ نزاع بے انتہا ہوتا تھا۔ ایک وجہ صدور ایکٹ انتقال جایداد کی یہ تھی کہ یہ شرمناک خرابیان رفع کی جاوین جو اوس کارروائی کی وجہ سے پیدا ہوتی تھین۔ جو بعض عدالتون نے بہ نفاذ رہون کے روا رکھی تھین۔ اس کارروائی سے صرف اکثر اشخاص قانون پیشہ کا فایدہ ہوا۔ جو بلا شبہ ایک نہایت لئیق جماعت ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ راہن بدبخت کی تباہی ہوئی اگر ایک یا ایک سے زیادہ مرتہنان بھی تباہ نہین ہوگئے بغرض رفع کرنے اس طریقہ کے دفعہ ۸۵۔ ایکٹ انتقال جایداد منضبط کی گئی کہ جملہ اشخاص حقدار روبرو عدالت کے ایک نالش مین حاضر ہون تاکہ اون کے حقوق بجویز اور طے کئے جاوین۔ وجوہ جن سے دفعہ مذکور اور دیگر دفعات ایکٹ انتقال جائداد صادر ہوئین مقدمات ماتادین کشودہن بنام کاظم حسین (۱) و جانکی پرشاد بنام کشن دت (۲) بھوانی پرشاد بنام کلو (۳) مین پورے طور پر بیان کی گئی ہین۔ ہماری راے مین نہ صرف قائم مقام ایشور داس اپنے رہنامہ مورخہ ۷۔ فروری ۱۸۷۱ء کا عذر کرسکتے تھے بلکہ اونکو کرنا چاہیے تھا اور اگر وے عذر کرتے تو کوئی ڈگری نیلام بلا اسکے صادر نہین ہوسکتی تھی کہ یہ حقوق بذریعہ ڈگری مذکور کے محفوظ کئے جاوین۔ چونکہ اونھون نے وہ امر نہین کیا جو وے بجواب نالش سری رام کے کرسکتے تھے اور اونکو کرنا چاہیے تھا لہذا ہماری راے ہے کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہے اور یہ نالش نیلام ممنوع السماعت ہے ڈگری نیلام بمقابلہ مرلی اور سری رام کے بیکار ہوئی کیونکہ جایداد قانوناً اوسوقت تک نیلام نہین ہوسکتی تھی کہ کوئی حق نیلام کرانیکا بمقابلہ مساۃ جانکی قائم مقام بھگوان داس کے نہوتا۔

بوجوہ مندرجہ بالا ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۳۲

(۲) " " " جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۸

(۳) " " " جلد ۱۷ صفحہ ۵۳۷ بصفحہ ۵۵۹۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس اکمین صاحب جسٹس

۱۱ - نومبر ۱۸۹۶ء

صفحہ کتاب انگریزی ۱۱۵

پکھہ پال سنگہ (مدعا علیہ) بنام کشن سنگہ (مدعی) +

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ - مدات ۱۳۴ و ۱۴۸ - مد سماعت - رہن - نالش منجانب راہن واسطے دلاپانے قبضہ کے مرتہن سے جو بعد اختتام میعاد رہن انتفاعی کے قابض رہا ہو -

جب کوئی مرتہن جو بذریعہ رہن انتفاعی کے قابض ہو بعد اختتام اوس میعاد کے جو رہننامہ مین واسطے ترک جائداد کے مقرر کی گئی ہو قابض رہے تو اوسکا قبضہ صرف اوس بات سے راہن کے مخالفانہ نہین ہو جاتا اور اوسکو ہنوز میعاد ۶۰ سال کی حاصل ہے جسکے اندر وہ نالش دلاپانے قبضہ کی کرسکتا ہے مقدمہ جگرناتھ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین (۱) کا حوالہ دیا گیا -

اس مقدمہ مین مدعی نے مدعا علیہ کے پاس ۴ - جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کو رہن انتفاعی بعض جائداد و زمینداری کا کیا شرائط رہننامہ یہ تھین کہ مدعا علیہ مدعی کو جائداد مرہونہ بعد اختتام ساڑھے چار سال کے واپس کرے اور منافع اوس زمانہ کا بہ بیباقی زررہن اور سود کے لیا گیا مدعا علیہ بجاے واپس کرنے جائداد کے اوسپر قابض رہا ۲۷ - فروری سنہ ۱۸۹۵ء کو مدعی نے نالش قبضہ اور زر واصلات کی دائر کی -

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت مین پوری) نے دعوی ڈگری کیا - برطبق اپیل منجانب مدعا علیہ عدالت اپیل ماتحت (قائم مقام صاحب جج ضلع مین پوری) نے اپیل کو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ مدعا علیہ کا قبضہ مخالفانہ نہ تھا اور یہ کہ نالش سے میعاد سماعت محکومہ مد ۱۴۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے -

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر امیلکامسن ?? کی طرف سے بابو سیتا چند ر کرکن حاضر ہوے ۔ منجانب اپیلانٹ پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹ -

+ اپیل دوم نمبر ۷۰۹ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری لالہ بہارے لال صاحب قائم مقام جج ضلع مین پوری مورخہ ۲۲ - جولائی سنہ ۱۸۹۵ء مشتہر بحالی ڈگری مولوی محمد مظہر حسین خان جج ماتحت مین پوری مورخہ ۳۰ - جون سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹

۱۸۹۶ء
پکھپال سنگھ بنام بشن سنگھ

ائکمن صاحب جسٹس - بشن سنگھ مدعی سنے یہ نالش جس سے یہ اپیل ہوا کہ حق
پکھپال سنگھ مدعا علیہ ایک رہنامہ اتقاعی ۳ - جولائی ۱۸۷۳ء کو تحریر کیا - شرائط رہنامہ یہ
تھین کہ مرتہن جایداد پر ۴½ سال تک قابض رہے اور بعد اختتام میعاد مذکور کے اوسکو چھوڑ دے
اور یہ تصور کیا گیا تھا کہ منافع اوس زمانہ کا زر اصل اور سود قرضہ کی بیباقی کے لئے کافی تھا
میعاد ۱۸۷۷ء مین ختم ہوئی مگر مرتہن جایداد پر قابض رہا - ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء کو راہن نے
نالش ہذا واسطے دلاپانے قبضہ جایداد مرہونہ کے دائر کی - اوس نے عدالت جج ماتحت سے
ڈگری حاصل کی جسکو بطبق اپیل صاحب جج ضلع نے بحال رکھا - مدعا علیہ عدالت ہذا مین بصیغہ
اپیل دوم اس حجت سے حاضر ہوا کہ مدعی کی نالش مین تمادی عارض ہے - یہ حجت کی گئی 117
ہے کہ جبھی کہ میعاد ساڑھے چار سال کی ختم ہوئی قبضہ مدعا علیہ کا مخالفانہ ہوگیا - اور یہ کہ نالش
مین میعاد سماعت محکومہ مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت ۱۸۷۷ء عارض ہے مد مذکور صرف اوس
صورت مین متعلق ہوسکتی ہے کہ ایسی نالش کا جیسی کہ یہ ہے کہین بالتخصیص ضمیمہ مذکور مین ذکر ہو
فیصلہ عدالت ہذا صادرہ مقدمہ گوبردھن بنام سبحان (۱) پر استدلال کیا گیا -

میری رائے مین یہ اپیل ساقط ہونا چاہیے - مین یہ تجویز کرتا ہون کہ عدالت ہاے ماتحت
نے یہ صحیح خیال کیا کہ یہ نالش مد ۱۴۸ ضمیمہ مذکور مین داخل ہے - یعنی یہ ایک نالش بمقابلہ مرتہن
واسطے دلاپانے قبضہ جائداد غیر منقولہ مرہونہ کے ہے جسکے لئے میعاد ساٹھ سال کی عطا کی گئی
جو اوس وقت سے شمار کی جاتی ہے جب حق دلاپانے قبضہ کا پیدا ہو حالات مقدمہ محولہ حالات
مقدمہ ہذا سے مختلف ہین کیونکہ اوس مقدمہ مین نالش مابین راہنان کے تھی اور اسوجہ سے وہ
مد ۱۴۸ مین داخل نہین ہوسکتی - مقدمہ جگرناتھ ساہو بنام سید شاہ محمد حسین (۲) حکام عالیمقام
پریوی کونسل نے بصفحہ ۳۰۱ - رپورٹ کے یہ تحریر کیا - "ازروے قانون مناسب یا نامناسب طور پر
میعاد دراز ساٹھ سال کی راہنان کو دی گئی ہے کہ اوسکے اندر اونکو اپنی نالش رجوع کرنی چاہیے
اور کوئی عدالت مجاز نہوگی کہ وہ اوس میعاد کو بربناے غفلت کسی فریق کے پیروی اپنے حقوق
مین کم کرے محض اس امر سے کہ مرتہن جائداد مرہونہ پر بعد اسکے کہ اوسکو جایداد چھوڑ دینی چاہیے
قابض رہا نوعیت نالش تبدیل نہین ہوئی جو صاف طور پر ایک نالش مابین راہن اور مرتہن کے
ہے اور بمنشاے احکام مد ۱۴۸ مین داخل ہے - بوجوہ مندرجہ بالا میری یہ راے ہے کہ یہ اپیل

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۸۰ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۱ -

۱۸۹۶ء
بھوپال سنگھ
بنام
بشن سنگھ

ساقط ہونا چاہیے اور مین اوسکو مع خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۳۔ نومبر
صفحہ کتاب ڈگری
۱۱۹

شجاع علی خان (مدیون ڈگری) بنام رام کنور (ڈگریدار) +

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶ - اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل - امر اہم قانونی سارٹیفکٹ وراثت جو وقت مناسب پر پیش نہین کیا گیا - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت) دفعہ ۴ -

قائم مقام ڈگریدار نے درخواست اجراے ڈگری بلا روبرو عدالت کے پیش کرنے سارٹیفکٹ وراثت مقتضیہ دفعہ ۴ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے پیش کی - عدالت نے جس سے درخواست کی گئی اجراے ڈگری منظور کی - مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جس نے بر طبق اسکے کہ روبرو ہائیکورٹ کے سارٹیفکٹ وراثت ضروری پیش کیا گیا حکم عدالت ماتحت بحال رکھا تجویز ہوئی کہ اس عذر سے کہ درخواست اجراے ڈگری مذکور بوجہ نہ پیش کرنے سارٹیفکٹ وراثت کے روبرو عدالت ماتحت کے نامناسب طور پر منظور ہوئی تھی کوئی بحث امر اہم قانونی کی حسب مراد دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیدا نہین ہوتی اور واسطے ہائیکورٹ بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل اجازت اپیل کرنے کی صحیح طور پر نہین دے سکتی -

یہ درخواست اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بنا راضی ڈگری ہائیکورٹ کے تھی جو ایک اپیل مین جو حسب دفعہ ۱۰ - فرمان شاہی بنا راضی تجویز حاکم واحد عدالت کے تھی صادر کی گئی تھی فریق مخالف نے ایک ڈگری بنام سائل ۲۹ - جون سنہ ۱۸۸۶ء کو حاصل کی - درخواست اجراے ڈگری مذکور ۴ - اگست سنہ ۱۸۹۰ء کو روبرو جج ماتحت مرادآباد کے پیش کی گئی یہ درخواست منظور ہوئی بنا راضی حکم منظوری درخواست مذکور کے اپیل ہائیکورٹ مین پیش کیا گیا - اس اپیل کو ایک حاکم نے ۶ - جنوری سنہ ۱۸۹۶ء کو ڈسمس کیا اور اپیل مزید حسب دفعہ ۱۰ - فرمان شاہی ڈویژن بنچ عدالت ہذا سے ۲۱ - جنوری سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۷ء

شجاع علی خان بنام رام کنور

کو ڈسمس ہوا۔

موجبات اپیل حسب مندرجہ درخواست جو بموجب دفعہ ۵۹۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی پیش کی گئی حسب ذیل ہین۔

(۱)۔ رسپانڈنٹ کی درخواست اجراے ڈگری اسوجہ سے قابل پذیرائی نتھی کراوسکے ساتھ سارٹیفکیٹ وراثت مقتضیہ دفعہ ۴۔ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سارٹیفکیٹ وراثت) نہ تھا۔

۱۱۹ (۲) اسوجہ سے کہ جملہ کارروائیات متعلقہ اجراے ڈگری صریحاً خلاف احکام صریح دفعہ ۴ ضمن ۱۔ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے ہین۔ وے ناجایز اور کالعدم ہین۔

(۳) اسوجہ سے کہ ایسی درخواست جیسی کہ رسپانڈنٹ نے پیش کی ہے اوسپر عدالت غور نہین کرسکتی

(۴) اسوجہ سے کہ اوس ڈگری مین جسکا اجرا مطلوب ہے تمادی عارض ہے۔

بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب سائل۔

ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

— یہ درخواست اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل ہے۔ منشاے اپیل کا تعین ہمسے زیادہ پر کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ اوس ڈگری کی رو سے جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا گیا لہذا ہمکو قبل عطاے سارٹیفکیٹ کے یہ دیکھنا چاہیے کہ اپیل اگر منظور کیا جاے تو اوسمین کوئی اہم امر قانونی پیدا ہوگا یا نہین موجبات مندرجہ درخواست مین بلاشبہہ امور قانونی داخل ہین مگر ہماری راے مین جو امور کہ پیش کئے گئے امور اہم قانونی نہین ہین وہ امر مختصر آیہ ہے کہ آیا عدالت ہذا نے فیصلہ عدالت ماتحت کو جس نے اجراے ڈگری کو بلا پیش کئے جانے سارٹیفکیٹ وراثت کے منظور کیا تھا صحیح طور پر ایسی صورت مین بحال رکھا یا نہین کہ جب عدالت ہذا مین یہ ظاہر کیا گیا کہ سارٹیفکیٹ وراثت مذکور ڈگری دار نے قبل صدور اوس حکم کے حاصل کیا تھا جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا اور سارٹیفکیٹ عدالت ہذا مین قبل فیصلہ اپیل کے پیش کیا گیا تھا عذر عدم ادخال سارٹیفکیٹ کو عدالت ماتحت مین پیش کیا گیا تھا مگر اوسپر روبرو عدالت موصوف کے استدلال نہین کیا گیا اور وجہ اسکی ہماری راے مین صاف ہے مدیون ڈگری کو سارٹیفکیٹ کی موجودگی کا حال معلوم تھا اور اوس نے ایسے عذر کے پیش کرنے مین کوئی فایدہ نہین دیکھا جو فوراً رفع کیا جا سکتا تھا اور جس سے صرف غیر ضروری توقف ہوتا سائل حال یعنی مدیون ڈگری نے اپنی اپیل

سنہ ۱۸۹۶ء
محبوب علی خان
بنام
رام کنور ۱۲۰

ہو یہ عدالت ہائیکورٹ جس عذر کو پیش نہیں کیا اور یا شبہہ بوجہ مذکور پیش نہیں کیا جو بفیصلہ اپیل عدالت ماتحت
مین ہوئی ایسی بفیصلہ اپیل یعنی جو دو یا دو یا اختیار سماعت عدالت متعلق درخواست اجرا پر مؤثر ہو
اوسکی اصلاح اس طور پر کی گئی کہ عدالت مین وہ سارٹیفکٹ جو بیشتر حاصل کیا گیا تھا پیش کیا گیا اگر عدالت
ہذا بوقت فیصلہ اپیل کے اوس حکم کو منسوخ کرتی جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا تھا اور عدالت
ماتحت کو یہ ہدایت کرتی کہ سارٹیفکٹ و داشتہ پیش کرا وے اور بعد داخل کیئے جانے
سارٹیفکٹ مذکور کے کارروائی اجرا عمل مین لاوے تو کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکتا ایسا
طریقہ مدیون ڈگری اور ڈگریدار دونون کو باعث تکلیف اور بلاضرورت باعث تکلیف
ہوتا ۔ اور نقصان محض اسوجہ سے ہوتا کہ کارروائیات مین امور اصطلاحی کی پابندی کیجاے۔
ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ کوئی بحث امر اہم قانونی کی لازم نہین آتی ۔ ہم درخواست کو
مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین ۔

درخواست ڈسمس کی گئی

سنہ ۱۸۹۷ء
۱۵ نومبر
صفحہ کتاب
انگریزی
۱۲۰

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

گوسوامی رنچھوڑ لالجی (مدعی) بنام سری گردھاری جی (مدعا علیہم) +

ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ - مد ۴۷ - حد سماعت -
مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۴۶ - نالش واسطے قبضہ جایداد کے جو مجسٹریٹ نے حسب
دفعہ ۱۴۶ کے قرق کی -

مد ۴۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء ایسی نالش سے متعلق نہین ہے جو منجملہ دو دعویداران کے
ایک نے بنام دوسرے کے واسطے دلاپانے قبضہ جایداد کے جو مجسٹریٹ نے حسب احکام
دفعہ ۱۴۶ - مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قرق کی رجوع کی ہو - مقدمہ جمیل بنام خیراتی (۱) و اکنہ
امال بنام پیریا سامی پلے (۲) کا حوالہ دیا گیا -
گورنمنٹ فریق ضروری ایسی نالش کا نہین ہے جیسی کہ نالش مذکورہ بالا ہے -

---

+ اپیل دوم نمبر ۲۰۳ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری ایچ جی پیرس صاحب جج ضلع آگرہ مورخہ ۲۲ - جون ۱۸۹۶ء منسوخی ڈگری بابو مدن لال منصف متھرا مورخہ ۲ - فروری ۱۸۹۵ء -

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۹ء صفحہ ۵ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۰۹

۱۸۹۶ء

گوسامی پچھوٹلال جی
بنام
سری گوردہاری جی

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین -

مسٹر ڈی این بنرجی و بابو جوگندر ناتھ چودھری و پنڈت سندر لال و بابو بینا چند مکرجی منجانب اپیلانٹ -

مسٹر ان ڈی کانلن و بی اری اوکارز منجانب رسپانڈنٹ -

بنرجی صاحب جسٹس و الیمن صاحب جسٹس - نالش جس سے یہ اپیل
پیدا ہوا اپیلانٹ نے واسطے دلا پانے قبضہ ایک قطعہ اراضی اور مکان مع ملبہ مکان اور ۱۳۱
درختان افتادہ اراضی مذکور بذریعہ اثبات اپنے حق متعلقہ اون کے دائر کی چونکہ نزاعات
ابین فریقین متعلق جایداد مذکور کے پیدا ہوئے لہذا مجسٹریٹ مقام متھرا نے حسب باب ۱۲
مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء کے کارروائی کی چونکہ مجسٹریٹ اپنا اطمینان نسبت اس
امر کے نہ کر سکا کہ فریقین مین سے کون واقعی قابض تھا - لہذا اوس نے حسب دفعہ ۱۴۶
مجموعہ کے حکم قرقی جایداد کا صادر کیا - یہ حکم ۱۳ ستمبر ۱۸۸۷ء کو صادر ہوا - نالش ہذا ۲
ستمبر ۱۸۹۳ء کو دائر کی گئی - عدالت مرافعہ اولی نے اوسکو ڈگری کیا مگر عدالت ماتحت
اپیل نے اوسکو بوجہ عارض ہونے تمادی کے ڈسمس کیا - لہذا جس امر کا ہمکو اپیل
ہذا مین فیصلہ کرنا ہے صرف یہ ہے کہ آیا نالش بعد اختتام اوس میعاد سماعت کے
ہوا جسکے لئے مقرر ہے دائر کی گئی تھی یا نہین -

حاکم ذیعلم عدالت اپیل اولی کی یہ راے ہوئی کہ چونکہ گورنمنٹ فریق نالش
نہین بنائی گئی لہذا صرف یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک نالش محض واسطے ڈگری
استقراری کے تھی اور مد ۲۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت ہند ۱۸۷۷ء کو متعلق کر کے یہ تجویز
کی کہ دعوی مین تمادی عارض ہے -

مسٹر کانلن کونسل ذیعلم رسپانڈنٹ نے یہ تسلیم کیا کہ یہ راے عدالت ماتحت کی
غلط ہے ہماری راے مین یہ بحث صحیح کی گئی کہ متعلق کیا جانا قانون حد سماعت کا ترتیب
نالش پر جس طرح پر کہ وہ دائر کی گئی اور نہ اوس شکل پر جسمین کہ وہ رجوع کیجانی چاہئے منحصر
ہماری یہ بھی راے ہے کہ گورنمنٹ فریق ضروری نہ تھی از روے اوس حکم کے جو مجسٹریٹ نے
حسب دفعہ ۱۴۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کیا جایداد اوسوقت تک زیر قرقی
رہنی چاہئے تھی کہ عدالت دیوانی مجاز سے حقوق فریقین متعلقہ جایداد یا اشخاص مستحق

۱۸۹۷ء
گرسوامی بچوشلابی
بنام
سری گرداسی جی

قبضہ جایداد کے تجویز کیے جائین - منشا حکم مذکور کا یہ ہے کہ انسداد نقض امن ہو اور اوسکا
یہ اثر ہے کہ جایداد پر مالک مقدار کی طرف سے اوسوقت تک قبضہ رکھا جاے کہ وہ
اپنا استحقاق ثابت کرے -

۱۲۲ مسٹر کالون نے یہ حجت کی کہ نالش سے مد ۴۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق
ہے - اور چونکہ وہ بعد انقضاے تین سال کے تاریخ اوس حکم سے جو حسب دفعہ ۱۴۶ - ۱
مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر ہوا دایر کی گئی تھی لہذا وہ خارج المیعاد ہے -

مد ۴۷ مین میعاد تین سال واسطے نالش منجانب کسی ایسے شخص کے محکوم ہے
جسپر اتباع ایسے حکم کا واجب ہو جو در باب قبضہ مال حسب مجموعہ ضابطہ فوجداری باب ۴۰
صادر ہوا ہو یا منجانب کسی ایسے شخص کے جو بذریعہ شخص مذکور کے دعویدار ہو بابت
بازیافت اوس مال کے جو حکم مذکور مین مندرج ہو - باب ۴۰ مجموعہ سنہ ۱۸۷۲ء ہم مضمون
باب ۱۲ مجموعہ حال کے ہے جو حکم حسب دفعہ ۱۴۶ ہو وہ حکم حسب باب ۱۲ ہے وہ
ایک ایسا حکم بھی ہے جو قابل پابندی اون اشخاص پر ہے جو اوس مقدمہ مین فریق تھے
جسمین وہ صادر ہوا تھا اب دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ ایک حکم نسبت قبضہ جایداد کے
ہے یا نہین کیونکہ اگر وہ نسبت قبضہ جایداد کے ہے تو مد ۴۷ متعلق ہے - اور نالش
ہذا مین تمادی عارض ہے - ہماری یہ راے ہے کہ حکم جو حسب دفعہ ۱۴۶ - دربارہ
قرقی جایداد متنازعہ کے صادر ہوا کوئی حکم نسبت قبضہ جایداد مذکور کے نہین ہے - حکم
قرقی یا تو اوس صورت مین صادر ہو سکتا ہے کہ مجسٹریٹ یہ فیصلہ کرے کہ فریقین مین
سے کوئی قابض نہین ہے یا جب وہ یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ کون شخص اون مین سے قابض
ہے حکم متقضیہ مد ۴۷ - ہماری راے مین ایک ایسا حکم ہے جسکی رو سے منجملہ فریقین کے
ایک شخص قابض تجویز کیا جاتا ہے اور اوسکا قبضہ اوسوقت تک قائم رکھا جاتا ہے
کہ وہ حسب ضابطہ معینہ قانون بیدخل کیا جاے یعنی ایک حکم جو ایک فریق کے مفید
اور دوسرے کے خلاف ہو جب مجسٹریٹ بوجہ نہ کر سکنے اپنا اطمینان نسبت اس امر کے
کہ منجملہ فریقین کے کون قابض ہے یا بوجہ یہ فیصلہ کرنے کے کہ فریقین مین سے کوئی
واقعی قابض نہین ہے جایداد متنازعہ کو بغرض انسداد نقض امن کے قرق کرے تو وہ منشا
قانون کا یہ منشا نہین ہو سکتا کہ کوئی فریقین مین سے مستحق واپسی جایداد کا بجز اسکے ہو گا کہ

۱۸۹۷ء
گوسوامی نچھوراجی بنام سری گردھاری جی

نالش اندر تین سال کے تاریخ صدور حکم سے دائر کرے اور یہ کہ اگر فریقین مین سے کوئی اندر میعاد مذکور کے نالش دائر نہ کرے تو جائداد کو گورنمنٹ ضبط کر لے گی۔ اگر ہم یہ تجویز کرین کہ حکم صادرہ حسب دفعہ ۱۴۶ سے مد ۱۳ متعلق ہے تو یہی نتیجہ پیدا ہوگا۔ ہماری رائے کی تائید نظیر عدالت ہذا بمقدمہ جھجل بنام خیراتی (۱) اور نظیر ہائی کورٹ مدراس بمقدمہ راکلند اہال بنام پیریا سامی پلے (۲) سے ہوتی ہے بمقدمہ اول الذکر یہ قرار پایا کہ جب مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی ہو کہ فریقین متنازعین مین سے کوئی قابض نہین ہے اور بوجہ مذکور قرقی جائداد کا حکم دے تو حکم مذکور ایک حکم نسبت قبضہ جائداد کے نہین ہوتا جس سے قاعدہ میعاد سہ سالہ متعلق ہو بمقدمہ آخر الذکر ایک اسی قسم کا نتیجہ نسبت ایک حکم قرقی کے اخذ کیا گیا تھا جو بوجہ مجسٹریٹ کے اپنا اطمینان نسبت اس امر کے نہ کر سکنے کے کہ فریقین مین سے کون قابض تھا صادر ہوا تھا۔ مقدمات مذکور بموجب ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء اور ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۱ء کے فیصل ہوئے تھے جنکے احکام اس بارہ مین وہی تھے جیسے کہ احکام مد ۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء کے ہین۔ اگر واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ اوس قاعدہ سے جو ونظائر محولہ بالا مین بیان کیا گیا تھا ایک مختلف قاعدہ قائم کیا جاوے تو مد ۱۳ کی عبارت احکام ہم مضمون ایکٹ ہاے ۱۸۵۹ء اور ۱۸۷۱ء سے مختلف ہوتی۔

ممکن ہے کہ یہ مقصود ہو کہ حکم حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے مد ۱۳ متعلق کی جاوے اور ممکن ہے کہ یہی وجہ ہو کہ مد مذکور بالفاظ صریح احکام حسب دفعہ ۱۴۵ پر محدود نہین کی گئی۔ مگر ہم اس امر کا فیصلہ نہین کرتے ہین ہماری رائے مین مد ۱۳ حکم متعلقہ دفعہ ۱۴۶ سے متعلق نہین ہے اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ دعوی مین احکام مذکور عارض نہین ہین جو مد کہ متعلق ہے یا تو مد ۱۳۲ یا ۱۴۴ ہے۔

ہم اپیل کو مع خرچہ کے منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ کو عدالت اپیل ماتحت مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز روئداد ی کے واپس کرتے ہین۔

اپیل ڈگری اور مقدمہ واپس کیا گیا۔

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۲ء صفحہ ۹۵ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۳۰۹

۱۸۹۶ء
۱۲ - نومبر
صفحہ کتاب انگریزی
۱۲۴

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سرجان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

گوری شنکر بنام ماتا پرشاد +

(ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء (دربارہ خلاف ورزی معاہدہ منجانب مزدوران) دفعہ ۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۹۳ - وارنٹ -

تجویز ہوئی کہ دفعہ ۹۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری اون وارنٹون سے متعلق ہے جو از روے ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہون مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کٹاین (۱) کی تقلید کی گئی -

یہ استصواب مجسٹریٹ ضلع مرزاپور نے از روے دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کیا تھا - مستغیث نے درخواست جاری کئے جانے وارنٹون کی از روے دفعہ ۱ ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء واسطے گرفتار کئے جانے اون اشخاص کے کی تھی جنکو اوس نے روپیہ واسطے کاروبار لاکھ کے قرض دیا تھا اور جو بوقت پیش کرنے اس درخواست کے مقام رانچی واقع پریزیڈنسی بنگال مین سکونت رکھتے تھے - چونکہ مجسٹریٹ کو اس امر کی نسبت شبہہ تھا کہ آیا اس قسم کے وارنٹ از روے دفعہ ۹۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اوسکے علاقہ سے باہر کسی دوسرے مجسٹریٹ کے پاس ارسال کئے جا سکتے ہین یا نہین لہس اوس نے یہ استصواب کیا - حکم ذیل صادر کیا گیا -

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - ہماری وہی راے ہے جو ہائیکورٹ مدراس نے بابت اسی قسم کے استصواب کے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کٹاین (۱) ظاہر کی تھی - ہماری راے مین دفعہ ۹۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری اُن وارنٹون سے متعلق ہے جو بموجب احکام ایکٹ ۱۳ سنہ ۱۸۵۹ء جاری کئے گئے ہون

+ نظر ثانی فوجداری نمبر ۹۵۰ سنہ ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء ۱۷ نومبر

فضل حسین (ڈگریدار) بنام راج بہادر (عذردار)*

صفحۂ کتاب انگریزی ۱۲۴

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ مدت سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - اجراء ڈگری - مدت سماعت
زمانہ آغاز مدت سماعت جبکہ اپیل ساقط ہو گیا ہو۔

تجویز ہوئی کہ اگر حکم عدالت اپیل مشعر سقوط اپیل بوجہ اسکے کہ کسی قائم مقام اپیلانٹ کا نام درج کاغذات نہیں کرایا گیا حکم قطعی اور ڈگری عدالت اپیل حسب مراد ضمن ۲ - مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ مدت سماعت ہند مصدرہ سنہ ۱۸۷۷ء کے نہیں ہے اور یہ کہ میعاد سماعت تاریخ ڈگری ابتدائی سے شروع ہوگی۔ ۱۲۵

واقعات مقدمے کے حسب ذیل ہیں۔

نیاز بیگم اور گل بیگم نے ایک نالش واسطے انفکاک رہن اور واصلات کے بنام خضر خان و بہادر علی خان و ہر دیال عدالت منصف فرخ آباد میں دائر کی ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو منصف نے ڈگری انفکاک کچھہ رقبہ اراضی معافی کی بنام خضر خان و بہادر علی خان اور انفکاک کچھہ رقبہ اراضی منضبطہ کی بمقابلہ تینوں مدعاعلیہم کے صادر کی بنا راضی اس ڈگری کے مدعی نے اپیل کیا اور ہر ایک مدعاعلیہ نے بھی علیحدہ علیحدہ اپیل کیا - مدعیان کا اپیل بمقابلہ ہر دیال و ہر دیال کا اپیل ساقط ہو گیا کیونکہ ہر دیال فوت ہو گیا تھا اور بجائے اوسکے نام کسی قائم مقام کا درج مسل نہیں کرایا گیا - ۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو یعنی تین سال سے زیادہ عرصہ بعد تاریخ ڈگری ابتدائی سے گراوس میعاد سے کم عرصہ بعد اوس تاریخ سے کہ جب مقدمات اپیل بمقابلہ ہر دیال کے ساقط ہوئے فضل حسین قائم مقام ڈگریدار نے درخواست اجراء ڈگری بمقابلہ راج بہادر قائمقام ہر دیال کے پیش کی راج بہادر نے نسبت اجراء ڈگری کے اس بنا پر عذر کیا کہ اوسمیں تمادی عارض ہے اور میعاد کا شمار اسمقدمہ میں تاریخ ابتدائی ڈگری منصف سے ہونا چاہئے۔

منصف اور جج ماتحت نے بر طبق اپیل یعنی دونوں عدالتوں نے فیصلہ عذر کو کسی وجوہ سے کیا جو متعلق ڈگریات مصدرہ بیجا ہے مگر دو مدعاعلیہا کے تھے جنکے اپیلوں کا فیصلہ ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو ہوا تھا

* اپیل دوم نمبر ۸۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری بابو بجے لال قائمقام جج ماتحت فرخ آباد مورخہ ۵ - اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری خانزادہ محمد شرف علی خان منصف قائم گنج مورخہ ۲ - جون سنہ ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۸۹۶ء

فضل حسین
بنام
لاج بہادر

جج ماتحت نے عذر ہردیال کے قائم مقام کا جہان تک کہ وہ قبضہ اراضی منضبط سے متعلق تھا منظور کیا۔ ڈگریدار نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

بابو رتن چند منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت مدن موہن مالوی منجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ ڈگری دار اپنی
ڈگری کو بمقابلہ حقوق مسمی ہردیال کے جاری کرانا چاہتا ہے ہردیال ایک منجملہ تین ۱۲۶
اشخاص کے تھا جنکے مقابلہ مین منصف کی تجویز اور ڈگری صادر ہوئی تھی مقدمات اپیل منجانب اونکے اور بنام اونکے دائر کئے گئے تھے اور بوجہ اونکی وفات اور عدم اندراج نام اونکے قایمقامان کے اپیلہاے مذکور ساقط ہوئے۔ ڈگریدار کا یہ دعوی ہے کہ اوسنے کارروائی بین المیعاد کی ڈگریدار دعوی اجرا اندر تین سال کے تاریخ حکم سقوط اپیل سے کرتا ہے منصف کی ڈگری کی تاریخ تین سال کی میعاد سے باہر ہے۔ ہمکو واضح ہوتا ہے کہ اپیلانٹ کو کوئی وجہ حجت مذکور کے کرنے کی نہین ہے بموجب مد ۱۷۵ کے شمار میعاد تاریخ ڈگری یا حکم عدالت دیوانی سے ہونا چاہئے۔ اب وہ منصف کی ڈگری کو جاری کرانا چاہتا ہے لیکن اوسکی یہ حجت ہے کہ ضمن ۲ خانہ ۳ - مد ۱۷۹ متعلق ہے۔ الفاظ یہ ہین۔ "جس صورت مین کہ اپیل ہوا ہو تاریخ حکم یا ڈگری قطعی مصدرہ عدالت اپیل سے" ہماری دانست مین یہ صاف ظاہر ہے کہ جس حکم کی رو سے کوئی اپیل ساقط ہو وہ ڈگری یا حکم قطعی حسب منشاے ضمن مذکور نہین ہے اوسکا اجرا عمل مین نہین آسکتا اور بعد صدور حکم مذکور کے جو ڈگری قائم تھی وہ ڈگری ابتدائی منصف کی تھی درخواست مسلمہ تین سال سے زیادہ عرصہ کے بعد تاریخ ڈگری منصف سے پیش کی گئی۔ یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سرجان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس وبرکٹ صاحب جسٹس ۱۸۹۶ء ۱۷- نومبر

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بیر +

ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہائے تجاریہ ہند) دفعات ۵۵ و ۵۶ کمپنی - رجسٹر حصہ داران صلہ کتاب انگریزی ۱۲۶

معائنہ - انکار رجسٹر حصہ داران کے معائنہ کرانے دینے سے -

جبکہ وہ شخص جو ازروے احکام دفعہ ۵۵ - ایکٹ کمپنی تجاریہ ہند معدرہ ۱۸۸۲ء کے مستحق معائنہ کرنے رجسٹر حصہ داران کسی کمپنی کا ہو درخواست معائنہ کرنے کی کاروبار کے وقت اور نہ اوس موقع پر جبکہ معائنہ ازروے دفعہ ۹ ۵ یا بوجہ اون قواعد کے جو کمپنی نے ازروے دفعہ ۵۵ وضع کئے ہوں ممنوع ہو پیش کرے تو معائنہ کرنے کی اجازت ضرور دیجانی چاہئے اور اگر معائنہ کرنے سے عارضی طور پر بھی بربناے سہولت کاروبار کمپنی کے انکار کیا جاوے تو ڈائرکٹر جو انکار کی بابت ذمہ دار ہو مستوجب اوس تاوان کا ہوگا جو ازروے دفعہ ۵۵ مقرر کیا گیا ہے -

اس مقدمہ کے واقعات پورے طور پر تجویز عدالت مین بیان کئے گئے ہین -

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای شیمیر) منجانب سرکار -

مسٹران ڈی این بنرجی و سی آر السٹن منجانب رسپانڈنٹ -

ایج صاحب چیف جسٹس وبرکٹ صاحب جسٹس - یہ اپیل لوکل گورنمنٹ نے بنا راضی حکم برائت معدرہ جنٹ مجسٹریٹ کانپور پیش کیا ہے - رسپانڈنٹ یعنی اے بیر ڈائرکٹر میور ملز کمپنی لمیٹڈ کانپور کا تھا - بتاریخ ۱۸ - مارچ گذشتہ مسٹر بیر کمپنی کے دفتر رجسٹری شدہ مین موجود تھا - وہ میر مجلس ایک جلسہ حصہ داران کا تھا جو اوس روز منعقد ہوا تھا - بوقت اختتام جلسہ حصہ داران کے مسٹر میک رابرٹ نے جو حصہ دار میور ملز کمپنی لمیٹڈ کا تھا مسٹر بیر سے دیکھنے رجسٹر حصہ داران کی استدعا کی - مسٹر بیر نے یہ جواب دیا کہ آپ کا معائنہ رجسٹر کرنا قرین سہولت نہوگا - کچھ عرصہ بعد مسٹر بیر نے مسٹر میک رابرٹ سے یہ کہا کہ آپ کل رجسٹر دیکھ سکتے ہین مسٹر بیر نے مسٹر میک رابرٹ کو اوسوقت رجسٹر کے دیکھنے نہ دینے کی جو وقت کہ اوس نے درخواست کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ کمپنی کے ڈائرکٹران کا ایک جلسہ عنقریب ہونیوالا تھا -

+ اپیل فوجداری نمبر ۱۱ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۷ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ہیر

جب مسٹر رابرٹ کمرہ سے چلنے لگا اوس نے یہ کہا۔ تو آپ مجھکو رجسٹر دیکھنے دینے سے انکار کرتے ہین مسٹر ہیر نے یہ جواب دیا مین آپ سے انکار نہین کرتا ہون آپ کل صبح کتب ملاحظہ فرما سکتے ہین مسٹر میک رابرٹ چلا گیا۔ بعدہ تیسرے پہر مسٹر میک رابرٹ کو کمپنی کی ایک چٹھی ملی جسکے ذریعہ سے اوسکو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ وہ اوس روز کسی وقت پانچ بجے شام سے پہلے یا کسی اور روز درمیان ۹ اور ۱۲ بجے صبح کے اور ۲-۱ اور ۵ بجے شام کے کتب مذکور دیکھ سکتا ہے مسٹر میک رابرٹ نے اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ مسٹر ہیر کو یہ معلوم تھا کہ وہ (میک رابرٹ) کانپور سے جانے والا ہے ہماری دانست مین اس سے اسبارہ مین ذرا بھی فرق نہین آتا کیونکہ ہم یہ نہین خیال کرتے ہین کہ مسٹر ہیر یہ چاہتا تھا کہ مسٹر میک رابرٹ معقول طور پر نظر ثانی معاینہ کتب مذکور کا نہ کرنے پاوے۔ بحث یہ ہے کہ مسٹر ہیر کے فعل سے دفعہ ۵ ایکٹ کمپنی ہند متعلق ہے یا نہین۔ از روے دفعہ ۵۵ کے ہر حصہ دار کمپنی بلا ادا کرنے کسی فیس کے اور ہر شخص عام بر طبق ادا کرنے فیس کے مستحق معاینہ کرنے رجسٹر ممبران کمپنی کا اوقات کاروبار مین بجز اوسوقت کے ہے جبکہ رجسٹر از روے دفعہ ۵۶ بند کیا گیا ہو اور یہ قاعدہ ۱۲۸
تابع اون قیود معقول کے ہے جو کمپنی نے جلسہ عام مین مقرر کئے ہون" لیکن قانون مین دانشمندی کے ساتھ یہ تحریر کیا گیا ہے کہ جبکہ کمپنی قیود مقرر کرے کتب مذکور کم سے کم دو گھنٹہ ہر روز اوقات کاروبار مین جس روز کہ کاروبار ہوتا ہو معاینہ کیجا سکینگی۔ یہ دفعہ ایکٹ مین نہ صرف بغرض حفاظت حصہ داران کے بلکہ بغرض حفاظت عوام کے بھی داخل کی گئی ہے۔ تابع قیود مذکورہ بالا کے دفعہ مذکور کی روسے ہر حصہ دار کو استحقاق قطعی معاینہ کرنے رجسٹر کا اوقات کاروبار مین حاصل ہے۔ اگر لحاظ کاروبار کمپنی کے یہ امر باعث تکلیف ہو کہ تمام دن اوقات کاروبار مین رجسٹر کا معاینہ کیا جا سکے تو یہ نہایت آسان ہے کہ حصہ داران جلسہ عام مین قیود معقول نسبت استحقاق معاینہ کرنیکے قائم کرین اور ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی ایک قید معقول یہ ہوگی کہ رجسٹر کے معاینہ کرنے کا اختیار اوسوقت پر حاصل ہو جبکہ ڈایرکٹران کمپنی کسی جلسہ مین جمع ہوئے ہون مگر ہمیشہ شرط یہ ہے کہ ان ایام مین اندر اوقات کاروبار کے دو گھنٹہ واسطے معاینہ رجسٹر کے مقرر کئے جاوین۔ ہم یہ امر بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ یہ ممکن ہے کہ یہ امر ڈایرکٹران کے نہایت تکلیف کا باعث ہو کہ جبکہ ایک کمرہ مین اونکا جلسہ ہو رہا ہو دوسرے کمرہ مین رجسٹرون کا معاینہ جاری ہو لیکن

حصہ داران نے جلسہ عام مین کوئی قیود نسبت استحقاق معائنہ کے مقرر نہین کین - اگر سوال معقولیت یا سہولت کا ہوتا تو ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے کہ مسٹر میک رابرٹ کا فعل غیر معقول تھا اور اوسوقت معائنہ کرانا ترین سہولیت نہ تھا لیکن اوسکو بالکل اختیار حاصل تھا اور وہ مستحق اس امر کا تھا کہ اوسی وقت اوسی مقام پر معائنہ کرے اور مسٹر بیر نے بحیثیت ڈایرکٹر اسوجہ سے اپنے آپکو مستوجب تاوان جب دفعہ ۵ کیا کہ اوس نے اختیار یا اجازت اس امر کی دی کہ مسٹر میک رابرٹ کو رجسٹر کے ملاحظہ کرانے سے انکار کیا جاوے کہ جب اوس نے ملاحظہ کرنیکی درخواست کی تھی کمپنیون اور ڈایرکٹرون پر قانون کی تعمیل کرنا فرض ہے ویسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ ملک ہند مین پہلے ہی مرتبہ نسبت اس امر کے پیدا ہوا اور گو مسٹر بیر نے مسٹر میک رابرٹ کو عندالاستدعا معائنہ کرنے دینے سے ناجایز طور پر انکار کیا تھا ہم نہین خیال کرتے ہین کہ اس مقدمہ مین پورا تاوان لیا جانا چاہیئے - ہم یہ تجویز ۱۲۹ کرتے ہین کہ مسٹر بیر نے مسٹر رابرٹ کو رجسٹر ممبران دکھلانے سے بتاریخ ۸ اپریل ۱۸۹۶ء اوقات کاروبار مین انکار کئے جانیکی اجازت اور اختیار دیا تھا اور یہ کہ اوسکا یہ فعل جایز نہ تھا - اور ہم اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کرکے ۸ روپیہ جرمانہ کرتے ہین - یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہمارے روبرو کوئی ایسا مقدمہ پیش ہوگا جسمین ضد کے ساتھ بیجا طور پر بوقت کئے جانے درخواست مناسب کے انکار ہوا ہو تو لیا گیا ہم پورا تاوان عاید کرینگے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سر جان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

عابدہ بیگم (ڈگری دار) بنام مظفر حسین خان (مدیون ڈگری) +

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۲۳ - اجراء ڈگری - سارٹیفکٹ اجراء - اختیار سماعت عدالت جسمین ڈگری واسطے اجراء کے منتقل کیجاوے -

اوس عدالت کو جسمین ڈگری واسطے اجراء کے بھیجی جاوے اختیار اجراء ڈگری اوسوقت تک حاصل رہتا ہے کہ اجراء ڈگری سے جو اوس عدالت مین ہے دست برداری کیجاوے یا اوسوقت تک کہ ڈگری کی پوری تعمیل ہو جاوے اور اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو کیجاوے جس نے ڈگری

+ اپیل اول نمبر ۱۰ ۱۸۹۶ء بنارائی حکم راے کشن لال جج ماتحت کانپور مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء

۱۸۹۷ء
۱۸ - نومبر
حقوق کتاب بنگرز ی
۱۲۹

سنہ ۱۹۰۶ء
عابدہ بیگم
بنام
مظفر حسین خان

ارسال کی تھی یا اوس ڈگری کی تعمیل اوس حد تک ہو جاے کہ جس حد تک عدالت
اوسکی تعمیل اندر اپنے علاقہ کے کرسکتی تھی اور جب تک کہ اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو
نہ کیجاے کہ جس نے ڈگری ارسال کی تھی یا جب تک کہ وہ تعمیل ڈگری سے قاصر ہو اور
اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو نہ کرے جس نے ڈگری ارسال کی تھی محض خارج کرنے درخواست
اجراے بوجہ بے ضابطگی درخواست کے بقید عدالت دربارہ اجراے ڈگری ختم نہین ہوجاتا اور نہ عدالت
کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کوئی سارٹیفکٹ اوس عدالت کو ارسال کرے جس نے
ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی ہو مقدمہ بے جی بگرم بنام بے پی واٹز (۱) کی تقلید کی گئی۔

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

پنڈت بلدیو رام دوے منجانب اپیلانٹ

پنڈت موتی لعل منجانب رسپانڈنٹ۔

جج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ عدالت
ہذا نے ایک ڈگری زر نقد عدالت جوڈیشل کمشنر اودھ سے حاصل کی بر طبق درخواست
۱۳۰ ڈگریدار کے ڈگری صاحب جج ضلع کانپور کے پاس واسطے اجرا کے حسب دفعہ ۲۲۳
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بھیجی گئی۔ صاحب جج ضلع نے مقدمہ بعدالت جج ماتحت کانپور
ارسال کیا۔ ڈگریدار نے جج ماتحت سے درخواست اجرا کی۔ یہ درخواست منظور ہوئی
اور جائداد قرق کی گئی۔ بر طبق اسکے مدیون ڈگری نے جو عدالت ہذا مین رسپانڈنٹ
ہے عذرداری نسبت اجراے ڈگری کے اس بنا پر پیش کی کہ درخواست مطابق
دفعہ ۲۳۵ - اور ۲۳۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہے یہ درخواست معہ عذرداری
کے واسطے سماعت کے پیش ہوئی اور جج ماتحت نے ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو درخواست
اس بنا پر خارج کی کہ وہ مطابق دفعات ۲۳۵ و ۲۳۷ کے نہ تھی بعدہ جج ماتحت نے
عدالت واقع لکھنؤ کو یہ سارٹیفکٹ بھیجا کہ بر طبق عذرداری مدیون ڈگری کے درخواست
اجرا خارج کی گئی ظاہرا اوسی تاریخ کو کہ جب سارٹیفکٹ بھیجا گیا تو ڈگریدار نے پھر رو برو
جج ماتحت کانپور کے درخواست واسطے اجرا کے پیش کی اوسکی درخواست اس بنا پر
ڈسمس ہوئی کہ جج ماتحت کانپور کی عدالت مین مقدمہ موجود نہ تھا اور حاکم موصوف کا کارمنصبی

(۱) بنگال لا رپورٹ اجلاس کامل جلد ۱ صفحہ ۹۱۔

۱۸۹۷ء
عابدہ بیگم
بنام
مظفر حسین خان

ختم ہو چکا تھا - بنا راضی اوس حکم ڈسمسی کے یہ اپیل پیش کیا گیا -

ڈسمسی درخواست اول بتاریخ ۱۱ - اپریل ۱۸۹۶ء ڈسمسی بر بناے رویداد بجتی اور ڈسمسی مانع اسکی نہ تھی کہ پھر ڈگریدار اوسی عدالت سے واسطے اجراے اپنی ڈگری کے درخواست کرے وہ درخواست محض بوجہ بے ضابطگی خود درخواست مذکور کے ڈسمس ہوئی تھی - ہمارے روبرو منجانب مدیون ڈگری یہ عذر کیا گیا ہے کہ جج تحت کانپور کو جب اوس نے اطلاع اس امر کی بھیجی کہ درخواست اول خارج کی گئی اختیار باقی نہین رہا - یہ حجت اس بنا پر کی گئی ہے کہ دفعہ ۲۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین منجملہ دیگر امور کے یہ تحریر ہے کہ عدالت جسکے پاس ڈگری بموجب اس دفعہ کے واسطے اجرا کے بھیجی جاتی اوس عدالت کو جس نے ڈگری صادر کی ہو اطلاع تعمیل ڈگری مذکور یا جس صورت مین کہ عدالت اول الذکر اجراے ڈگری سے معذور ہو تو اطلاع اون حالات کی جنکی وجہ سے وہ جاری نہین ہو سکتی کریگی اور یہ حجت کی گئی ہے کہ یہ اطلاع کہ مقدمہ خارج کیا گیا ایک
۱۳۱ اطلاع منجانب جج ماتحت کانپور کے اس امر کی تھی کہ اوسکی عدالت اجراے ڈگری سے حسب مراد دفعہ ۲۲۳ کے معذور رہی - ذکر ضمن (ب) دفعہ ۲۲۴ کا بغرض ظاہر کرنے اس امر کے کیا گیا کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ عدالت جس نے ڈگری صادر کی ہو اوس عدالت کو جسکے پاس ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی جاے اطلاع اس امر کی کہانتک ڈگری کی تعمیل ہو گئی اور کون جزو ڈگری کا ہنوز بلا تعمیل ہے دے اور یہ بحث کی گئی ہے کہ اس قسم کی اطلاع کہ جب ڈگری دوسری عدالت کو بھیجی گئی ہو واسطے اوس عدالت کے ضروری ہے جس نے ڈگری کو ارسال کیا ہو تاکہ بصورت درخواست ہاے مزید اجراے ڈگری کے وہ اوسپر عمل کر سکے حکام عالی مقام پریوی کونسل نے اب یہ تجویز کی ہے کہ ایک ہی وقت مین دو یا زیادہ اجرا ایک ہی ڈگری کے جائز طور پر ہو سکتے ہین یہ امر کہ اوس صورت مین کیا نتیجہ ہوگا کہ دو یا زیادہ نیلامات بمصر جایداد مدیون ڈگری کے مثلاً ایک گورکھپور مین اور دوسرا الہ آباد مین اور ایک اور میرٹھ مین عمل مین آوے اور ہر ایک مین پوری تعداد زر ڈگری کی وصول ہو ایک ایسا امر ہے کہ جس سے ہمکو تعلق نہین ہے - جو لوگ ان نیلامات مین خریدار ہونگے اونکا کیا ہوگا اور کیا حق اونکو پہونچیگا یا کس طرح با ہم مختلف عدالتون کے یہ انتظام ہو سکتا ہے کہ نیلامات ایک ہی وقت پر نہون ایسے معاملات فرید مین جنسے

۱۸۹۷ء
عابدہ بیگم
بنام
مظفر حسین خان

ہمکو تعلق نہیین ہے۔

منجانب اپیلانٹ یہ حجت کی گئی ہے کہ جج ماتحت کانپور کو ضرور اوسوقت تک اختیار اجراے ڈگری حاصل ہے کہ جب تک واقعی تعمیل ڈگری کی نہو جاے یا جب تک وہ قطعی طور پر ڈگری کے نافذ کرنے سے معذور نہو۔ مقدمات ذیل کا حوالا تمامے بحث مین دیا گیا۔ رنگیلی بنام دعانت حسین (۱) او گیا دہر بنام مہونان (۲) وہبوسلا آہن باسی کنور بنام جبراج سنگہ (۳) وجے جی بگرام بنام بجے بی وایز (۴)۔

ہماری راے مین اوس عدالت کو جسکو کوئی ڈگری واسطے اجرا کے بھیجی گئی ہو اختیار جاری کرنے ڈگری کا اوسوقت تک حاصل رہتا ہے کہ مقدمہ اجرا اوس عدالت سے اوٹھا لیا جاے یا اوسوقت تک کہ عدالت نے کامل طور پر تعمیل ڈگری کی ہو اور اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو دی ہو جس نے ڈگری ارسال کی یا جہان تک کہ عدالت اپنے علاقہ کے اندر اوسکو جاری کر سکتی تہی اوسکی تعمیل کی ہو اور اطلاع اس امر کی اوس عدالت کو دی ہو جس نے ڈگری ارسال کی تہی یا جب تک کہ وہ تعمیل ڈگری سے معذور ہو اور اس امر کی اطلاع اوس عدالت کو دی ہو جس نے ڈگری ارسال کی تہی۔ واضح ہو کہ جب واضعان قانون نے الفاظ معذوری تعمیل سے دفعہ ۲۲۳ مین استعمال کئے اونکا یہ منشا نہیین ہو سکتا تہا کہ وہ عدالت جو محض درخواست کو بوجہ بے ضابطگی کے خارج کرے تعمیل ڈگری سے معذور ہے۔ معذور ہے سے مراد اوس معذوری سے ہے جو اجرا ڈگری مین بعد کوشش کمانبغی اور واجبی کے ہو دفعہ ۲۲۳ کے اوس فقرہ سے ہمارے ذہن مین یہ بات آتی ہے کہ وہ اسغرض سے منضبط کیا گیا کہ جہان تک کہ ممکن ہو عملدرآمد ایسی صورتون مین مشابہ اوس عملدرآمد کے ہو جو ایسے مقدمات مین انگلستان مین ہوتا ہے جہان ڈگریدار جس نے ڈگری زر نقد حاصل کی ہو حکمنامہ موسومہ فیری فیشیس اس بنام شیرف اسغرض سے حاصل کرتا ہے کہ وہ مال مدیون ڈگری کو جو اندر اوسکے علاقہ کے ہو قرق کرے اور شیرف کا جواب اوسوقت صحیح سمجہا جاتا ہے جبکہ وہ مال مدیون ڈگری کا جو اوسکے علاقہ کے اندر ہو قرق کر یا جبکہ کوئی مال مدیون ڈگری کا اندر اوسکے علاقہ کے نہو۔ ہماری راے مین عدالت جج ماتحت کانپور حسب مراد دفعہ ۲۲۳ کے اجراے ڈگری سے معذور نہ تہی اوس نے درخواست

(۱) ویکلی نوٹس بابت ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۴۷ (۲) ویکلی نوٹس بابت ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۳۱

(۳) ویکلی رپورٹر کلکتہ ریوانی جلد ۲۳ صفحہ ۲۲۵ (۴) بنگال لا رپورٹ اجلاس کامل جلد ۳ صفحہ ۹۱

۱۸۹۷ء

عابدہ بیگم
بنام
مظفر حسین خان

کو محض بوجہ بے ضابطگی خارج کیا - مزید بران ہم تصور کرتے ہین کہ یہ مقدمہ ایسا تھا
جسمین یہ جایز ہو کہ جج ماتحت کانپور کوئی سارٹیفکٹ عدالت لکھنؤ کو بھیجے۔ ان امور مین سے جنکے وقوع
پر جج ماتحت کو کوئی سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۲۲۳ بھیجنا جایز ہوتا کوئی واقع نہین ہوا تھا کیونکہ نہ تو ڈگری
کی تعمیل کی گئی اور نہ معذوری تھی - مقدمہ جے جی گرم بنام بجے لی وایز جو ایک مقدمہ
اجلاس کامل کلکتہ کا تھا ایک سند اس امر کی ہے کہ عدالت جسکو کوئی ڈگری
بھیجی گئی ہو بعد خارج ہونے درخواست اجرا کے بھی جیسی کہ صورت اس مقدمہ مین
ہے بمعاملہ اجرا اختیار رکھتی ہے یہ صحیح ہے کہ اجلاس کامل کا فیصلہ حسب دفعہ ۲۸۸-
ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء کے ہوا تھا لیکن ہماری راے مین وہ بدرجہ مساوی اون مقدمات
سے متعلق ہے جو حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی حال پیدا ہوے ہون ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا
ہے کہ جج ماتحت نے بیجا طور پر اختیار سماعت ۔ سے انکار کیا حالانکہ اونکو اختیار حاصل
۱۳۲ تھا ہم حکم ڈسمسی درخواست جسکی وجہ سے یہ اپیل ہوا منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ کو حسب
دفعہ ۵۶۲ عدالت جج ماتحت مین اس غرض سے واپس کرتے ہین کہ درخواست
پھر فہرست پر قائم کیجاے اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے عمل مین آوے اپیلانٹ
کو اوسکا خرچہ اپیل ہذا کا ملے گا

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر جان اج صاحب نسٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۹ نومبر ۱۸۹۹ء صفحہ کتاب انگریزی ۱۳۳

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام میکولال و یک کس دیگر

شہادت - اقبال جرم - وقعت اقبال جرم کی جس سے بعدہٗ انحراف کیا گیا -

اس امر سے کہ ملزم نے اپنے اقبال جرم سے بعدہٗ انکار کیا تھا اور اصل میں شہادت خفیف یا بالکل نہ تھی اوس اقبال جرم کے تھی ضرور تا یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا ہے کہ اوس اقبال جرم کو نظرانداز کرنا چاہئے اس قسم کے اقبال جرم کے قابل اعتبار ہونے کی نسبت عدالت کو ہر مقدمہ میں فیصلہ بلحاظ حالات اوس خاص مقدمہ کے کرنا چاہئے اور اگر عدالت کی یہ رائے ہو کہ وہ اقبال جرم صحیح ہے تو عدالت پر فرض ہے کہ جہانتک کہ شخص اقبال کنندہ کو تعلق ہے بیقین مذکور پر عمل کرے - مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جائیرا (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رنگی (۲) کا حوالہ دیا گیا -

اس مقدمہ میں دو اشخاص یعنی میکولال و ننتھو کی تجویز بابت جرم ڈکیتی کے حسب دفعہ ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہوئی تھی اور جرم ثابت قرار دیا گیا تھا میکولال نے مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو ایک طویل اور مفصل اقبال کیا تھا اور دیگر شہادت اس امر کی بھی موجود تھی کہ اوسکو ڈکیتی سے تعلق تھا - ننتھو نے اسی قسم کا اقبال روبرو مجسٹریٹ ضلع کے کیا تھا - ان اقبالات میں ہر دو شخص نے اس امر سے انکار کیا تھا کہ اونکے اقبال کرانے کے لئے دباؤ ناجائز استعمال کیا گیا تھا اور بعدہٗ اونھوں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ پولیس میں سے کوئی شخص بوقت قلمبند کئے جانے اقبالات کے کمرہ میں موجود نہ تھا - صاحب سشن جج کے روبرو ان دونوں اقبالات سے انکار کیا گیا تھا لیکن صاحب جج اور اسیسران نے یہ باور کیا کہ اقبالات مذکورہ برضامندی کئے گئے تھے اور فی الواقع صحیح تھے - ہر شخص ملزم نے اپنے اقبال میں دوسرے شخص ملزم کو ماخوذ کیا تھا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے میکولال کے خلاف شہادت دیگر موجود تھی - ننتھو کے
۱۳۴ خلاف شہادت صرف اوسی کے اقبال جرم پر جس سے بعدہٗ انکار کیا گیا تھا اور اسی قسم کے اقبال میکولال پر جس سے بعدہٗ انکار کیا گیا تھا مشتمل تھی -

کنور پرانند منجانب اپیلانٹان -

* اپیل فوجداری نمبری ۱۰۰۳ ۱۸۹۹ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۹۰ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۵ -

۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام میکولال

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹرای شمیر) منجانب سرکار -

اج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - میکولال و منتولال کی نسبت

احکام سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور حسب دفعہ ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند صادر کیے گئے میں میکولال کے خلاف اوسی کا مفصل اقبال جرم اور یہ ثبوت تہا کہ بعض اشیاے مسروقہ ڈکیتی اوسکے مکان مین پائی گئی تہین - وہ منتو کے اقبال سے بہی ماخوذ ہوتا ہے - منتولال کے خلاف مقدمہ اوس بیان پر مبنی ہے جو اوسنے روبرو مجسٹریٹ ضلع کے کیا تہا اور جس سے بعدہٗ انکار کیا گیا تہا اور یہ امر کہ اوسکا نام میکو نے اپنے اقبال مین منجملہ ڈکیتون کے بیان کیا تہا - کنور پر انند نے منتو کی جانب سے یہ حجت کی ہے چونکہ منتو نے اپنے اقبال جرم سے بعدہٗ انکار کیا تہا اور چونکہ مقدمہ مین اوسکے خلاف کوئی شہادت موجود نہین ہے پس ہمکو یہ اقبال جرم بطور وجہ کافی اوسکو مجرم قرار دینے کے قبول نکرنا چاہیے - کنور پر انند نے مقدمات ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جہابیر (۱) و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رنگی (۲) پر استدلال کیا ہے - ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے ہر مقدمہ کی تجویز بلحاظ حالات اوس خاص مقدمہ کے اور نہ بلحاظ اس امر کے کیجانی چاہیے کہ دیگر مقدمات مین اقبالات پر کسقدر اعتبار کیا گیا تہا - اگر حاکم عدالت یہ باور کرتا ہو کہ کسی قیدی کے اقبال مین اگرچہ بعدہٗ اوس سے انکار کیا گیا ہو صحیح حال تعلق اوس قیدی کا ساتہہ جرم کے بیان کیا گیا ہے تو ہماری راے مین جہانتک اوس قیدی سے تعلق ہے حاکم عدالت پر فرض ہے کہ اوس اقبال پر عمل کرے جسکو وہ صحیح باور کرتا ہے نہایت سنگین مقدمات مین بہی عدالتین اکثر محض اقبال جرم پر عمل کرتی ہین گو بعض صورتون مین یہ ممکن ہے کہ وہ شخص جسنے اقبال جرم کیا فی الواقع جرم مین شریک نہ تہا جبکہ کسی اقبال جرم کی تائید گواہون کی شہادت سے نہوئی ہو حاکم عدالت کو نہایت غور کے ساتہہ لحاظ کر کے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ اقبال مین ایسے امور کی تفصیل بیان کی گئی ہے یا نہین جسسے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اصلی بیان اون واقعات کا ۱۲۵
ہے جو شخص اقبال کنندہ کے روبرو واقع ہوئے تہے اور یہ کہ بیان مذکور خلاف کسی شہادت مقدمہ کے جو باور کی گئی ہے نہین ہے اور نہ محض طوطے کی طرح اعادہ اون امور کا جو اوس شخص کو سکہائے گئے تہے کیا گیا ہے - اقبال مذکور نہایت مفصل ہے اور ہماری راے مین اوسکے صحیح ہونے کی علامات مین کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ اقبال مذکور نسبت کسی امر کے غلط تہا اور وہ روبرو

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۶ -

(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۹۵ -

۱۸۹۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
بیکولال

ایک مجسٹریٹ ضلع کے کہا گیا تھا جسنے حتی الامکان احتیاط اس امر کی ہوگی کہ قیدی کو کسی طرح پر نقصان نہ پہونچایا جاوے۔ ہمارا یقین نسبت صداقت اقبال متصور ہو مجسٹریٹ ضلع کے اس امر سے ذرا بھی کم نہیں ہوتا ہے کہ اوسنے بعدہ اقبال مذکور سے انکار کیا تھا۔ ہماری راے مین یہ اشخاص مجرم ہین اور اونکی نسبت صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی۔ گو ڈکیتون کے پاس اسلحہ آتش فشان موجود تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ گانون کے آدمیون یا مکان کے آدمیون کو کوئی ضرر جسمانی نہیں پہونچایا گیا اور ہم یہ خیال کرتے ہین کہ ہم اس صورت مین حکم سزا تبدیل کر کے دس سال کی قید سخت کا حکم دے سکتے ہین چنانچہ ہم یہی حکم دیتے ہین۔ نسبت دیگر امور کے اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ایج صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس

۱۰ نومبر ۱۸۹۰ء
صفحہ کتاب انگریزی
۱۳۵

کنہیالال (مدعا علیہ) بنام **منا بی بی** (مدعیہ)[*]

ولی اور نابالغ۔ قرضہ جات جو نابالغ کو دئے گئے۔ تحقیقات ضروری جو قرض دینے والے کو کرنی چاہئے۔ بار ثبوت۔

مدعی کو جسنے بغرض رفع ضروریات کسی نابالغ کے روپیہ قرض دیا ہو لازم ہے کہ معقول تحقیقات نسبت ہونے ضروریات مذکور کے کرے اور بعد کرنے تحقیقات مذکور اور معقول طور پر بہ نیک نیتی باور کرنے ہونے ضروریات مذکور کے وہ روپیہ بلا خطر قرض دے سکتا ہے گو وہ روپیہ جو ولی نے بحالت جایداد نابالغ لیا ہو واقعی بغرض رفع اوسکی ضروریات کے یا واسطے اوسکے فایدہ کے صرف نہ کیا ہو بخلاف اسکے مدعی جسنے روپیہ بلا تحقیقات مذکور کے قرض دیا ہو بعدہ جایداد نابالغ سے بکامیابی قرضہ وصول نہیں کر سکتا۔ مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے بنام مسماۃ بابوئی منراج کنور (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

۱۳۶ واقعات مقدمہ کے پورے طور پر تجویز عدالت مین مندرج ہین۔

منشی جوالا پرشاد (جنکی طرف سے بابو درگا چرن بنرجی حاضر ہوئے) منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت سندر لال و پنڈت مدنموہن مالوی منجانب رسپانڈنٹ۔

[*] اپیل دوم نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۹ء بنا راضی ڈگری ای ایل ایم اسپیس صاحب جج ضلع بنارس مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۸۸ء منسوخ کنندہ ڈگری بابو نیل مادہب رائے جج ماتحت بنارس مورخہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۷ء۔ (۱) اپیلات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۹۳۔

نمبر ۹۰

کنہیا لال بنام مختار بی بی

بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - مدعیہ نے اسمقدمہ مین اپنے آپکو

بزمرہ فریقین مندرجہ عرضیدعوی بطور بیوہ یا بوسوہ مین پیشہ ور دستند بیان کیا ہے اسمقدمہ مین مسماۃ

مدعیہ بیان کیا ہے کہ اوسنے وقتاً فوقتاً لچھمن کنور کو بحیثیت ولیہ کنہیا لال اوسکے پسر نابالغ کے

جسکی جایداد کواب مدعیہ ذمہ دار قرار دیتی ہے روپیہ قرض دیا متعدد رقوم زر نقد جواسطرح قرض

دیگئین بالآخر ملکر بقدر عہ ے کے ہوگئین اور بابت زر مذکور کے مدعاعلیہا نے ۵ دسمبر ۱۸۸۱ء

کوایک تمسک تحریر کیا جسکی روسے بصورت عدم ادا مدعیہ مستحق تھی کہ جایداد مدعاعلیہ سے روپیہ

وصول کرے - مضمون تمسک سے یہ ظاہر ہے کہ مدعاعلیہا مقرضہ نے یہ بیان کیا کہ قرضجات جواسطرح

دیے گئے بغرض ضروریات متعلقہ جایداد مدعاعلیہ نابالغ کے مطلوب تھے بوجہ نہ ادا کئے جانے روپیہ

کے نالش حال بربنا ے تمسک دائر کی گئی اور ان یعنی ولیہ مدعاعلیہ نابالغ خود بھی مدعاعلیہ بنائی گئی

وہ بیانات مندرجہ عرضیدعوی جنپر یہ دعوی مبنی ہے یہ ہین کہ روپیہ واسطے ادا ے مالگذاری

سرکار کے جوجایداد زمینداری نابالغ سے واجب تھا اور بابت اوس رقم کے جو بضرورت نالشات

بغرض تحفظ جایداد نابالغ کے صرف کیا گیا تھا مطلوب تھا - مدعاعلیہ نابالغ نے اپنی ذمہ داری سے

انکار کیا - اوسنے اس امر سے انکار کیا کہ قرضہ یا قرضجات مذکور سے اوسکو فایدہ پہونچا اور اوسنے

یہ بیان کیا کہ اوسکی جایداد بلالینے قرضہ کے واسطے ادا ے جملہ مطالبات متعلقہ اوسکے کافی تھی

اوسکو اس امر سے انکار ہے کہ مالگذاری سرکار بوقت تحریر تمسک واجب الادا تھی - اوسکا بیان

ہے کہ مالگذاری زر مندرجہ تمسک سے ادا نہین کی گئی نہ اوسوقت پر روپیہ واسطے صرف مقدمات

کے درکار تھا ایک بیان مزید جواب اہم نہین ہے یہ کہا گیا تھا کہ لچھمن کنور کو بوجہ فریب دستاویز

پر دستخط کرنے کی ترغیب ہوئی - حاکم مرافعہ اولی نے چند امور تنقیح طلب قرار دے - اونمین سے ۱۳۷

صرف تین امور اب اہم ہین - وہ یہ ہین -

(۱) - نابالغ کو قرضہ سے فایدہ پہونچا یا نہین -

(۲) جو ضروریات کہ تمسک مین بیان کی گئین صحیح ہین یا نہین -

(۳) قرضہ کی پابندی نابالغ پر ہے یا نہین -

حاکم موصوف نے یہ تین امور بحق نابالغ فیصل کئے اور یہ تجویز کی کہ کوئی ضرورت نہ تھی اور

نہ روپیہ واسطے فایدہ نابالغ کے خرچ کیا گیا اور اسلئے نابالغ اوسکا ذمہ دار نہ تھا - ڈگری بنام مدعاعلیہا

صادر ہوئی جسنے جواب تحریری داخل نہین کیا تھا اور بمقابلہ مدعاعلیہ نابالغ کے نالش ڈسمس کی گئی -

۱۸۹۰ء

کنہیا لال
بنام
ننہا لال

عدالت اپیل ماتحت مین صاحب جج نے صحیح طور پر بار ثبوت بذمہ مدعی اپیلانٹ عاید کیا۔ مگر جج ماتحت کی اس تجویز سے اختلاف کیا کہ مدعیہ نے کوئی شہادت ضرورت قانونی کی پیش نہین کی۔ حاکم موصوف نے بعض ڈگریات کو جو اونکے روبرو اون مقدمات مین پیش کی گئی تہین جنمین نابالغ فریق نزاع تہا اور جنمین بر طبق اپیل بعدالت ہذا وہ کامیاب ہوا تہا بطور شہادت کے تصور کیا اور اونہون نے یہ بہی تحریر کیا ہے کہ مقدمات مذکور امتناعاً دائر کئے گئے تہے اور اونکے نتیجہ پر نابالغ کا نصف علاقہ زمینداری منحصر تہا۔ حاکم موصوف نے بطور شہادت ذمہ داری ادائے مالگذاری سرکار اون درخواستون کو بہی تصور کیا جو روبرو صاحب جج ضلع کے مدعاعلیہا نے بغرض اجازت قرض لینے روپیہ کے بکفالت علاقہ نابالغ پیش کی تہین۔ ہم اوس نتیجہ سے اتفاق نہین کرتے جو صاحب جج نے ان واقعات سے اخذ کیا ہے۔ لیکن ہمارا فیصلہ اس امر پر مبنی نہین ہے۔ صریحاً کوئی شہادت روبرو عدالتین کے اس امر کی نہ تہی کہ مدعیہ نے تحقیقات نسبت ضروریات نابالغ کے قبل قرض دینے روپیہ یا اون رقوم کے جنکی بابت تمسک تحریر کیا گیا تہا کی تہی نہ واقعی مطلقاً شہادت اس امر کی تہی کہ جو روپیہ کہ ادا کرنا تہا اگر واقعی کوئی ادا کرنا تہا نہ مجتمعہ یا آمدنی حال جایداد نابالغ سے ادا نہین کیا جا سکتا تہا۔ تجویز عدالت پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے بنام ببوئی منراج کنوری (۱) مین اوس قانون پر جو اس بارہ مین ہے غور کیا گیا تہا اور وہ مفصل اوسمین بیان ہوا ہے۔ اوسمین یہ قرار پایا تہا کہ مدعی کو جسنے روپیہ

۱۳۸ واسطے رفع ضروریات نابالغ کے قرض دیا ہو لازم ہے کہ جملہ تحقیقات معقول نسبت ہونے ضروریات مذکور کے کرے اور بعد کرنے تحقیقات مذکور اور معقول طور پر بہ نیک نیتی باور کرنے اس امر کے کہ ضروریات مذکور واقعی ہین وہ روپیہ بے خطر قرض دیسکتا ہے گو وہ روپیہ جو ولی نے بکفالت جایداد نابالغ قرض لیا ہو واقعی اوسکی ضروریات یا اوسکے فایدہ کے لئے صرف نہ کیا گیا ہو بخلاف اسکے وہ مدعی جسنے بلا تحقیقات مذکور روپیہ قرض دیا ہو بعدہٗ کامیابی کے ساتھ جایداد نابالغ سے قرضہ وصول نہین کر سکتا۔

یہ امر شاید قابل تاسف اور بہر حال عجیب ہے کہ مدعیہ یا اون نے کوئی ذکر کسی تحقیقات معقول کا جو اوسنے قبل دینے قرضہ یا قرضجات کی نہین کیا اور نہ بوقت سماعت کوئی شہادت ایسی تحقیقات

(۱) اپیلیاسے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۹۳۔

کنہیا لال بنام متابی بی

کی پیش کی۔ عدالت اپیل ماتحت نے جسنے اپیل مدعیہ منظور اور اوسکی نالش کو بمقابلہ مدعا علیہا نابالغ ڈگری کیا یہ امر بلا اس تجویز کے کیا کہ اس قسم کی تحقیقات کی گئی تھی۔ بلکہ مدعیہ نے کوئی ثبوت روبروے عدالت واسطے ایسی تجویز کے پیش نہین کیا اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت صریح نسبت اوس امر تنقیح طلب کے جسکا تصفیہ اونے کیا موجود تھی کہ روپیہ جو قرض دیا گیا واسطے فایدہ نابالغ کے صرف کیا گیا اور اوسکے قرض لینے کی ضرورت تھی۔

ہمسے مدعیہ رسپانڈنٹ نے یہ استدعا کی کہ عدالت ماتحت مین ایک امر تنقیح طلب نسبت اس امر کے ارسال کرین کہ آیا تحقیقات معقول مدعیہ نے کی تھی یا نہین۔ ہماری دانست مین ہمکو یہ رعایت بحق مدعیہ نہ کرنی چاہیے۔ بلا شبہہ بطور امر قانونی وہ اوسکی مستحق نہین ہے یہ در اصل ایک نالش منجانب ایک شخص قرض دہندہ پیشہ کے بنام ایک نابالغ کے ہے اور عدالت ہذا یا دیگر عدالتون کا یہ دستور نہین ہے کہ بغرض قایم کرنے ذمہ داریون کے نابالغ پر جو بزمانہ اوسکی نابالغی کے پیدا کی گئی ہون اپنے طریقہ معمولی سے تجاوز کرے۔ پس ہماری راے ہے کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت ایک ایسی ڈگری ہے جو ایسی شہادت پر مبنی ہے جس سے استحقاق نالش منجانب مدعیہ بنام نابالغ ثابت نہین ہوتا۔ پس ہم منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت جو بنام نابالغ تھی اور بحالی ڈگری عدالت مرافعہ اولی اپیل کو معہ خرچہ منظور کرتے ہین۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

باجلاس سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۲۲ نومبر ۱۸۹۳ء صفحہ کتاب انگریزی ۱۳۶

صادق حسین (عذر دار) بنام **لالتا پرشاد وغیرہ** (ڈگریداران)[*]

اجراے ڈگری۔ واپس کرنا اوس فایدہ کا جو ایسی ڈگری سے حاصل کیا گیا ہو جو بر طبق اپیل منسوخ ہوئی۔ واپسی کی کوشش بذریعہ ڈگری عدالت اپیل بمقابلہ ایسے شخص کے جو اپیل مذکور مین کوئی فریق نہ تھا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۳۔

تجویز ہوئی کہ ایسا شخص بریوی کونسل جنہون نے قبل داخل کرنے اپنے اپیل کے بحضور لارڈ صاحبان اجلاس کونسل منتقل کیا ڈگری کو جسکی بابت ہمارے اپیل کیا گیا تھا اور جو محض خرچہ کی تھی وہ رقوم ادا کی تھین

[*] اپیل اول نمبرہ ۹۵ سنہ ۱۸۹۳ء بنا راضی حکم بابو ہرداس بج ماتحت بریلی مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۸۹۲ء۔

۱۸۹۹ء
صادق حسین بنام لالتا پرشاد

بموجب ڈگری مذکورہ کے قابل ادائی پر طبق کامیاب ہونے کے اپنے اپیل میں زر مذکورہ جو واسطے خرچہ ادا کیا گیا محض بند ہوا ہے۔ حکم ملکۂ معظمہ اجلاس کونسل منتقل الیہ سے ایسی صورت میں واپس نہیں لے سکتے کہ منتقل الیہ مذکور کوئی فریق اپیل بحضور ملکۂ معظمہ اجلاس کونسل نہو۔ مقدمہ بھگوتی پرشاد بنام جنار پرشاد (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

بتاریخ ۱۱ر جولائی ۱۸۸۸ء لالتا پرشاد و جے پرشاد نے ڈگری نیلام بربنائے رہننامہ عدالت جج ماتحت بریلی سے بنام عزیز الدین احمد اور حفیظ الدین احمد حاصل کی۔ مدعا علیہما نے اپیل کیا اور بتاریخ ۱۶ر مارچ ۱۸۹۰ء ہائیکورٹ نے ڈگری فسخ اور مدعی کی نالش کو معہ خرچہ ڈسمس کیا۔ مدعا علیہما نے اپنی ڈگری خرچہ بنام صادق حسین منتقل کی۔ ۱۶ر جولائی ۱۸۹۰ء کو صادق حسین نے درخواست اجراء ڈگری جو اوسکے حق میں منتقل کی گئی تھی بنام مدعیان پیش کی اور ۲۳ر جولائی ۱۸۹۰ء کو زر خرچہ ڈگری ہوا تھا وصول کیا۔ ۳۰ر جولائی ۱۸۹۰ء کو مدعیان نے ہائیکورٹ سے درخواست اجازت اپیل بحضور ملکۂ معظمہ اجلاس کونسل پیش کی۔ اجازت عطا ہوئی اور بالآخر ۴ر اگست ۱۸۹۵ء کو پریوی کونسل نے اپیل ڈگری کیا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولیٰ کو بحق مدعیان بحال رکھا۔ مدعیان نے صادق حسین کو فریق اپیل پریوی کونسل نہیں بنایا۔ ڈگری پریوی کونسل حسب طریقہ معمولی عدالت جج ماتحت بریلی میں واسطے اجراء کے بھیجی گئی اور بمطابق اسکے مدعیان نے عدالت موصوف میں درخواست اجراء ڈگری بنام مدعا علیہما و صادق حسین کے پیش کی اوس درخواست میں بمقابلہ
۱۴۰ مدعا علیہما اونہوں نے یہ استدعا کی کہ جائداد مکفولہ ڈگری نیلام کیجائے اور بمقابلہ صادق حسین واسطے وصول کرنے زر خرچہ کے جو اوس شخص نے باجراء ڈگری ہائیکورٹ مورخہ ۱۶ر مارچ ۱۸۹۰ء وصول کیا تھا معہ سود کے بذریعہ قرقی و نیلام اوسکی جائداد کے درخواست کی۔ نسبت اس درخواست کے صادق حسین نے عذرات پیش کئے جنکو جج ماتحت نے ۱۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو نامنظور کیا۔ بنا راضی حکم نامنظوری عذرات کے صادق حسین نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

مسٹر اے ای ریوز و مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک درخواست

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۱۳ ۔

۱۹۰۱ء
صادق حسین بنام لالتا پرشاد

سے پیدا ہوا ہے جو روبرو جج ماتحت بریلی کے باجرائے ڈگری مصدورہ ملکہ معظمہ اجلاس کونسل پیش کی گئی تہی - اوس نالش مین کہ جسمین ڈگری صادر ہوئی تہی مدعیان نے عدالت جج ماتحت بریلی سے ڈگری نیلام بربنائے رہننامہ معہ خرچہ کے حاصل کی تہی - برطبق اپیل عدالت ہذا نے ڈگری جج ماتحت کو منسوخ اور نالش کو معہ خرچہ ڈسمس کیا - ڈگری عدالت ہذا کو جو بحق مدعا علیہما تہی نامبردگان نے بحق صادق حسین جیسا کہ ہم قیاس کرتے ہین بعوض بدل کے منتقل کیا - ۲۰ جولائی ۱۸۹۷ء کو صادق حسین نے حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست اجرائے ڈگری جواوسکے نام بعوض للعہ لاعہ کے منتقل کی گئی تہی پیش کی یہ رقم بابت خرچہ کے عدالت ہذا نے بحق مدعا علیہما ڈگری کی تہی - اوس درخواست کی اطلاع مدعیان کو دی گئی اور وہ فریق مقدمہ تہے - صادق حسین نے حکم حاصل کیا اور باجرائے ڈگری جو اوسکے نام منتقل کی گئی تہی اوسنے ۲۳ جولائی ۱۸۹۷ء کو للعہ لاعہ وصول کئے ۲۴ جولائی ۱۸۹۷ء کو مدعیان مقدمہ نے عدالت ہذا مین درخواست اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل پیش کی - اپیل استحقاقاً ہوسکتا تہا - اجازت عطا کی گئی اور بالآخر اپیل روبرو ملکہ معظمہ اجلاس کونسل پیش ہوا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ڈگری عدالت ہذا منسوخ کی گئی اور ڈگری جج ماتحت بریلی معہ خرچہ بحال رکہی گئی - حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل سے اس عدالت کو اطلاع دی گئی اور برطبق درخواست مدعیان عدالت ہذا نے حکم مذکور جج ماتحت ١٤١ بریلی کے پاس واسطے اجرا کے ارسال کیا بعد موصول ہونے حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل عدالت جج ماتحت بریلی مین مدعیان مقدمہ ہذا نے درخواست روبرو جج ماتحت کے بدین استدعا پیش کی کہ حکم بنام صادق حسین واسطے واپسی للعہ لاعہ کے جسکا ذکر پیشتر کیا گیا اور واسطے ادائے السالعہ سود رقم مذکور کے یعنی کل بقدر سہ ۱۳ لاعہ کے صادر ہو - صادق حسین اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل مین کوئی فریق نہ تہا -

جو کچھ کہ ہمنے بیان کیا اوس سے یہ ظاہر ہے اور امر واقعی یہ ہے کہ مدعیان نے واقعی صادق حسین کو روپیہ ادا کرکے ڈگری خرچہ کو قبل اسکے بیباق کیا تہا کہ اونہون نے بمعاملہ اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کوئی تحریک کی اسوجہ سے اونکو بخوبی علم تہا کہ صادق حسین منتقل الیہ ڈگری مذکور ہے اور یہ کہ جہانتک خرچہ کو تعلق ہے اوسکا فایدہ اسمین ہے کہ ڈگری مذکور بجنسہ قایم رہے باوجود اسکے کہ مدعیان کو یہ معلوم تہا کہ صادق حسین حقدار ہے اونہون نے اپنا اپیل بحضور ملکہ معظمہ بلا فریق بنانے صادق حسین کے داخل کیا اور اوسکی پیروی کی

۱۹۰۱ء
صادق حسین
بنام
لالتا پرشاد

جبکہ اپیل روبرو ملکہ معظمہ اجلاس کونسل کے واسطے سماعت کے پیش ہوا اظہار مدعا علیہم کی
جانب سے بوجہ کسی غلطی کے کوئی حاضر نہیں ہوا بلا شک صادق حسین کی جانب سے کوئی
حاضر نہ تہا کیونکہ وہ اوس اپیل مین کوئی فریق نہ تہا اور اپیل بحضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل نہ
صرف غیر حاضری مدعا علیہم مین بلکہ منتقل الیہ ڈگری کی غیر حاضری مین بہی ڈگری ہوا صادق حسین
اوس درخواست مین بہی جو عدالت ہذا مین واسطے اجراے حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل
حسب دفعہ ۶۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی پیش کی گئی کوئی فریق نہین بنایا گیا ڈگری ملکہ معظمہ اجلاس کونسل
بنام رسپانڈنٹان اپیل مذکور تہی صادق حسین رسپانڈنٹ نہ تہا تا وقت وصول ہونے
حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بعدالت جج ماتحت بریلی مدعیان اس نالش نے کسی قسم کی دادرسی
بمقابلہ صادق حسین کے نہین چاہی جو استدعا کہ اب مدعیان کرتے ہین یہ ہے کہ حکم واسطے
قرقی و نیلام مال صادق حسین اور اوسکی اراضیات کے صادر ہوا اور زرثمن بقدر [illegible] کے
مدعیان کو ادا کیا جاوے ۔ یہ حجت کی گئی ہے کہ چونکہ حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل مین اس عدالت ۱۴۲
کو یہ ہدایت ہے کہ مطابق حکم مذکور کے عمل کرے لہذا اس عدالت اور عدالت جج ماتحت بریلی
پر لازم ہے کہ بذریعہ حکم اس عدالت یعنی بذریعہ اجراے مال اور اراضیات صادق حسین سے
روپیہ وصول کرکے مدعیان کو بقدر مندعویہ ادا کرے ۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ دفعہ ۳ و ۵
مجموعہ ضابطہ دیوانی اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے ۔ یہ صریح ظاہر ہے کہ دفعہ مذکور متعلق نہین
ہے جس ڈگری کی ذریعہ سے مدعیان فایدہ اوٹہانا چاہتے ہین وہ حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل
ہے اور نہ ایسی ڈگری جو حسب باب ۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوئی ہو مزید براں دفعہ
۳ و ۵ صرف فریقین کارروائی مقدمہ اور اپیل سے متعلق ہے اور وہ منتقل الیہم حقوق
فریقین نالش سے اوس حالت مین کہ وہ فریق نالش یا اپیل نہ بنائے گئے ہون متعلق نہین
ہے ۔ مسٹر دوارکا ناتہ بنرجی ہمکو نشان کسی ایسی دفعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا نہ دے سکے جسکے
بموجب باجراے حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل ہم ایسا حکم صادر کرسکتے ہون جسکی رو سے عہدہ دار
عدالت کا قرقی و نیلام کرنا مال یا اراضیات اوس شخص کا جو فریق اپیل حضور ملکہ معظمہ اجلاس
کونسل نہ تہا اور جسکا نام با تذکرہ بہی حکم حضور ملکہ معظمہ اجلاس کونسل مین نہین ہے
جائز ہو ۔ مسٹر دوارکا ناتہ بنرجی کی دلیل صرف اسقدر ہے کہ عدالت ہذا کو کوئی اختیار تمیزی
بہی اس معاملہ مین حاصل نہین ہے اور ہمکو محض کار عاملانہ کرنا ہے اور یہ کہ بموجب حکم ملکہ معظمہ

سنہ ۱۸۷۵ع

صادق حسین بنام لاتہا پرشاد

اجلاس کونسل ہمکو لازم ہے کہ اپیلانٹان کو جو کامیاب ہوئے وہ روپیہ واپس دلاوین جو اونہون نے منتقل الیہ ڈگری عدالت ہذا کو ادا کیا تہا بموجب اس بحث کے یہ امر غیر اہم ہوگا کہ صادق حسین کوئی امر مانع تقریر مخالف مابین اپنے اور مدعیان کے ثابت کر سکتا ہے یا نہین لیکن اگر اوسنے ڈگری عدالت ہذا مدعیان کے اس بیان پر خریدکی تہی کہ وہ اپیل نکرینگے ایک اسی قسم کا مقدمہ سال گذشتہ مین روبرو عدالت ہذا کے تہا یعنی مقدمہ بہگوتی پرشاد بنام جمنا پرشاد (۱) ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ راجر بنام کاشا یزی الین کامپ مقام میرس (۲) اور مقدمہ سید بعباعت حسین بنام ولی چند (۳) کا دیا گیا۔ ہماری راے مین ان دونون مقدمات مین سے کسی کو کوئی تعلق ۱۴۳
اس مقدمہ سے نہین ہے جو ہمارے روبرو ہے۔ اگر مدعیان کوئی چارہ کار بمقابلہ صادق حسین بذریعہ حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل چاہتے تہے تو اونکو بخوبی اطلاع انتقال بنام موسومہ کی تہی اونہون نے واقعی اوسکو روپیہ ادا کیا تہا اور وے اوسکو ایک فریق اپنے اپیل مین بنا سکتے تہے لیکن اونہون نے کسی وجہ سے جو خود اونکو بخوبی معلوم ہوگی ایسا نہین کیا۔ مدعیان کی یہ استدعا نہین ہے کہ اوس جایداد سے مواخذہ کرین جسکی ڈگری اونکے حق مین بصیغہ اپیل بحکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل صادر ہوئی ہے وہ یہ استدعا کرتے ہین کہ یہ ڈگری جو بنام مدعا علیہم صادر ہوئی ہے تبدیل کرکے ڈگری بنام صادق حسین بنائی جاوے جو اوس مقدمہ مین کوئی فریق نہ تہا اور وہ اسطرحپر اوسکے مال اور اراضیات پر جاری کیجاوے کہ گویا وہ ایک ڈگری زر نقد موسومہ نامبردہ ہے۔ ہماری راے مین ہمکو کوئی اختیار نہین ہے کہ یہ ہدایت کرین کہ حکم ملکہ معظمہ اجلاس کونسل بمقابلہ صادق حسین کے جاری کیا جاوے۔ اسی طرحپر ہماری راے مین جج ماتحت کو کچہ اختیار صادر کرنے اوس حکم کا نہ تہا جو اونہون نے صادر کیا اور جسکی ناراضی سے اب اپیل کیا گیا ہے۔

ہم اس اپیل کو منظور اور اوس درخواست کو جو عدالت جج ماتحت مین بمقابلہ صادق حسین پیش کی گئی معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔

(۲) لاء رپورٹ مقدمات اپیل پریوی کونسل اپیل پیش صاحب جلد ۳ صفحہ ۴۶

(۳) لاء رپورٹ اپلیات ہند جلد ۵ صفحہ ۲۱۱۔

صیغہ اپیل فوجداری

۱۸۹۰ء
۲۳ نومبر
صفحہ کتاب ۱۴۳

باجلاس سر جان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام تلسا*

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۰۷ - اقدام قتل عمد - نیت - علم نتایج قرین قیاس فعل کا - قیاس -

جبکہ یہ معلوم ہوا کہ ایک عورت نے جسکی عمر ۲۰ برس کی تھی تین اشخاص اپنے خاندان کو دھتورہ کھلایا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قیاس کرنا چاہیے کہ مساۃ کو علم اس امر کا تھا کہ دھتورہ کے کھلانے سے احتمال ہلاکت کا ہے گو مساۃ نے دھتورہ اس نیت سے نہ کھلایا ہو -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں -

مسٹر آر کے سہراب جی بجانب اپیلانٹ -

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای شیمیر) بجانب سرکار -

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - مساۃ تلسا کی نسبت وہ جرم ثابت قرار دیا گیا ہے جو از روے دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور حکم سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور صادر کیا گیا ہے - مساۃ ایک نوجوان عورت ۲۰ یا ۲۱ سال کی عمر کی بیوہ تھی اوسکا شوہر قبل رسم گونہ کے فوت ہوا - اوسکا ایک آشنا مسمی نیکا رام اوسی قوم کا تھا جس قوم کی مساۃ تھی - مساۃ اوسکے ساتھ رہنا چاہتی تھی لیکن اوسکا پدر اور اوسکے خاندان کے لوگ اس طریقہ کے خلاف تھے کیونکہ اونکی قوم میں ازدواج بیوگان ممنوع تھا - مساۃ تلسا نے گھر کے آدمیوں کے لیے کھانا تیار کیا جو اوسکے پدر اور اوسکی ماں اور اوسکے بھائی نے کھایا - بعدہ وے بیمار ہوگئے اور دھتورہ کھانے کی علامات ظاہر ہوئیں - ایک ہندوستانی ڈاکٹر طلب کیا گیا جسنے پہچان کر کہ اونکو کیا مرض ہے اونکے علاج کرنے سے انکار کیا اور پولیس کو خبر کی پولیس اوسی شب میں آپہنچی - تینوں اہالیان خاندان جو بیمار تھے شفاخانہ پہونچائے گئے اور بالآخر اونکو صحت ہوئی - مساۃ تلسا حراست

---

* اپیل فوجداری نمبر ۱۱۵۳ سنہ ۱۸۹۰ء -

سنہ ۱۸۸۶ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام تلسا

مین لی گئی اور اوسنے ایک پڑیہ حوالہ کی جسمین ۳۱ بیج دھتورہ کے تھے۔ اوسنے مجسٹریٹ کے روبرو ایک بیان کیا جسمین اوسنے یہ اقرار کیا کہ اوسنے اپنے باپ اور ماں اور بھائی کو اوس کھانے مین جو اوسنے کھلایا تھا دھتورہ دیا تھا۔ اس بیان سے بعدہ انحراف کیا گیا اگرچہ کہ وہ کل شہادت مقدمہ کے جسکو ہم باور کرتے ہین بالکل مطابق ہے پس ہم بیان مذکور کو بطور صحیح بیان کے قبول کرتے ہین گو اوسکیں سے انحراف کیا گیا تھا۔ عدالت سیشن مین اوس کے رشتہ مندون نے بغرض اوسکے بچانے کے مختلف بیان ثابت کرنا چاہا تھا یعنی یہ کہ جو تکلیف اونکو پہونچی بھنگ پینے کا نتیجہ تھا۔ ہمکو اس امر کا بالکل اطمینان ہے کہ مسماۃ تلسا نے اپنے باپ اور اپنی ماں اور اپنے بھائی کو دھتورہ کھلایا تھا۔ مسٹر شہراب جی نے جو مسماۃ کی جانب سے حاضر ہوا یہ حجت کی ہے کہ کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ مسماۃ کی نیت ارتکاب قتل عمد کی تھی اور یہ کہ کوئی شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ مسماۃ کو علم اس امر کا تھا کہ دھتورہ کھلانے سے ہلاکت
۱۴۵ واقع ہوسکتی ہے۔ غالباً مسماۃ تلسا اپنے والدین اور اپنے برادر کو ہلاک کرنا نہین چاہتی تھی بلاشک مسماۃ یہ چاہتی تھی کہ اونکو اوسوقت کچھ عرصہ کے لئے ناقابل کر دے تاکہ اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ جاے۔ کوئی شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ اوسکو یہ علم تھا کہ دھتورہ کھلانے سے انسان کی ہلاکت واقع ہوسکتی ہے۔ اگر مسماۃ نے سنکھیا یا کچلا کھلایا ہوتا تو بھی یہی کہا جاسکتا تھا۔ ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمکو یہ قیاس کرنا چاہئے کہ اوسکی عمر کے اشخاص کو معمولی علم نتایج کھلانے دھتورہ کا ہوتا ہے۔ اگر حکام یہ تجویز کرین کہ یہ قیاس نہین کیا جاسکتا ہے کہ کوئی عورت بیس برس کی عمر کی کسی ہندوستان کے گانون مین اس امر سے واقف نہ تھی کہ دھتورہ کھلانے سے ہلاکت واقع ہوسکتی ہے تو یہ امر اس ملک کے لوگون کے لئے نہایت پرخطر ہوگا۔ اگر ہم تجویز کرین کہ یہی قیاس کیا جاویگا تو ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ دھتورہ کھلانے کا رواج بہت بڑھ جاویگا۔

ہماری راے مین مسماۃ تلسا کی نسبت مناسب طور پر تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی تھی۔ ایسے مقدمہ کے لئے سزاے حبس بعبور دریاے شور مقرر ہے اور یہی حکم صادر کرنا مناسب تھا۔ جیسا کہ سشن جج نے صحیح طور پر فرمایا ہے مسماۃ کے فعل سے تین اشخاص کی ہلاکت واقع ہوسکتی تھی۔ ہم یہ اپیل ڈسمس کرتے ہین۔

۲۳ نومبر ۱۸۸۰ء
صفحہ کتاب انگریزی ۱۴۵

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس پیر صاحب جسٹس و اکمین صاحب جسٹس

سلطان محمد خان (مدعا علیہ) بنام شیو پرشاد ویک کس دیگر (مدعیان)[*]

ثالثی - اقرار نامہ ثالثی - استرداد اقرار نامہ ثالثی -

جب اگر یہ اقرار نامہ ثالثی تحریر ہو جاوے تو وہ بجز بوجہ معقول منسوخ نہیں کیا جا سکتا وہ محض برضی احد المتعاقدین پر فسخ نہیں ہو سکتا - مقدمہ پیشن جی نوشیروان جی بنام مانکجی وکیمنی (۱) کا حوالہ دیا گیا -

یہ ایک درخواست حسب دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے ادخال ایک فیصلہ ثالثی کے عدالت مین اور واسطے صدور ڈگری مطابق فیصلہ مذکور کے پیش کی گئی
۱۴۶ ہے یہ فیصلہ ظاہرا ایک شخص چندر سین محرر ایک وکیل نے جسکا نام رگھبر سرن ہے اور جو میرٹھ مین کام پیشہ کا کرتا ہے بصلاح اور مدد اپنے آقا کے صادر کیا تھا اس درخواست کی جوابدہی چند بنا پر کی گئی اور منجملہ اونکے ایک یہ تھی کہ عذردار کو یہ معلوم ہوا کہ رگھبر سرن کو ابتداًء دیگر فریق سپردگی ثالثی نے ہدایت دائر کرنے نالش کی اوسکے نام اوس معاملہ کی بابت کی تھی جسکی بابت فیصلہ ثالثی ہے اور اسوجہ سے اوسنے اقرار نامہ سپردگی ثالثی کو منسوخ کیا تھا - یہ عذر عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت میرٹھ) نے نامنظور کیا اور اونھون نے ڈگری بموجب فیصلہ ثالثی کے صادر کی - مدیون ڈگری نے اپیل کیا اور وہی عذرات پیش کیے جو اونسے عدالت مرافعہ اولی مین پیش کیے تھے - عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع میرٹھ) نے اپیل ڈسمس کیا بر طبق اسکے عذردار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

پنڈت موتی لال و مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ -

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ -

[*] اپیل دوم نمبر ۳۰۴ ۱۸۸۰ء بنا راضی ڈگری اے ایم مارکیم صاحب جج ضلع میرٹھ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۸۰ء مشعر بحالی ڈگری مولوی شاہ احمد صدر جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۵ مئی ۱۸۷۹ء -

(۱) اپیلہائے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۱۱ -

سلطان محمد خان بنام شیو پرشاد

بلر صاحب جسٹس ـ یہ اپیل منجانب اوس فریق کے ہے جو کارروائی ثالثی مین ناکامیاب ہوا ـ صرف ایک امر جو اپیل دوم مین پیش کیا گیا یہ ہے کہ آیا فیصلہ ثالثی جو صادر ہوا تھا وہ فیصلہ ثالثی ہے یا نہین ـ میری دانست مین تجاویز واقعاتی جج ماتحت ذیل کی اس حد تک پہونچتی ہین کہ فیصلہ ثالثی اظہار رائے اور مرضی اوس شخص کا ہے جو ثالث مقرر کیا گیا تھا بلا شبہہ فیصلہ پر اوسکے دستخط ہین یہ ممکن تھا کہ عذر نسبت کارروائی ثالثی کے اس بنا پر کیا جاتا کہ ثالث کے آقا نے جو ایک وکیل ہے دست اندازی کی تھی مگر وہ دست اندازی برضامندی کامل اپیلانٹ حال کے کی گئی تھی ـ بموجودگی اس قسم کی رضامندی کے منجانب نامبردہ اوسکو یہ اختیار نہین ہوسکتا کہ اپنی رضامندی نسبت کارروائی ثالثی کے فسخ کرے وہ یہ عذر بطور ایک وجہ معقول تنسیخ ثالثی کے پیش نہین کرسکتا تھا کہ ثالث نے کوئی کام اثناے کارروائی مین کیا تھا جبکہ اوس امر کی نسبت جو کیا گیا تھا خود اوسنے رضامندی ظاہر کی تھی ـ میری دانست مین مراد اوس تجویز صاحب جج کی کہ یہ فیصلہ فیصلہ چندر سین ثالث کا ہے صرف یہ نہ تھی کہ اوسنے فیصلہ پر دستخط کئے بلکہ یہ تھی کہ وہ فیصلہ نامبردہ کا کامل طور پر حسب مراد قانون کے تھا گو جو نتیجہ کہ اخذ کیا گیا اوسکی ترغیب کسی اور شخص نے دی ہو جسنے برضامندی فریقین کارروائی ثالثی مین مدد دی تھی ـ مجکو کوئی وجہ دست اندازی کی تجویز صاحب جج مین نہین معلوم ہوتی ـ مین اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرونگا ـ ۱۴۷

اکمن صاحب جسٹس ـ میری بھی یہی رائے ہے ـ رسپانڈنٹ نے حسب دفعہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ادخال فیصلہ کی عدالت مین درخواست کی اس درخواست پر اعتراض اپیلانٹ عدالت ہذا نے کیا لیکن عدالت نے حکم خلاف اوسکے بموجب احکام دفعہ دفعہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا بر طبق اپیل صاحب جج نے اس حکم کو بحال رکھا اپیل دوم مین یہ عذر کیا گیا ہے کہ کوئی فیصلہ جائز صادر نہین ہوا ـ صرف اسی بنا پر ہم دست اندازی کرسکتے ہین اقرار نامہ ثالثی سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین نے ایک شخص چندر سین محرر ایک وکیل کو جسکا نام بابو رگھبیر سرن ہے بطور ثالث واسطے فیصلہ معاملات نزاعی کے جو اونکے باہم تھے مقرر کیا ـ فیصلہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو ایک ثالث منتخبہ فریقین نے صادر کیا لیکن یہ بحث کی گئی ہے کہ وہ شخص جسنے واقعی فیصلہ صادر کیا رگھبیر سرن یعنی آقا چندر سین کا ہے عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ چندر سین کو فریقین نے اوسوقت منتخب کیا جبکہ

سنہ ۱۸۹۰ء

سلطان محمد خان
بنام
سشیو پرکھاد

رگھبیرن اور اوسکے آقا نے اوسکی ہرطرح پر مدد کرنے کا وعدہ کیا - یہ امر کہ چندہ سین محض برائے نام ہی کارروائی مین شریک نہین ہوا شہادت رگھبیرن سے ظاہر ہے اور یہ ایک ایسا گواہ ہے جسکی نسبت صاحب جج نے یہ تحریر کیا ہے کہ اوسکی نسبت قطعاً شبہہ نہین ہوسکتا اگر چندہ سین نے یہ بھی روا رکھا ہو کہ رگھبیرن کی ترغیب کا اثر اوسکے دل پر پہونچے تو یہ امر بلحاظ حالات مقدمہ ہذا اوسکی بداعمالی کی حد تک نہین پہونچتا اور وہ ایک ایسا معاملہ نہین ہے جسکی نسبت ہم اپیل مین تجویز کر سکین -

کونسل ذیعلم اپیلانٹ نے زیر بران یہ حجت کی کہ فیصلہ ثالثی اسوجہ سے ناجائز ہے کہ اوسکے موکل نے اقرار نامہ ثالثی کو قبل صدور فیصلہ کے مسترد کیا تھا - کونسل ذیعلم نے اس حد تک دلیل کی کہ وہ شخص کہ جسنے کوئی امر سپرد ثالثی کیا ہو اپنی مرضی سے اور بلا اظہار کرنے کسی وجہ کے سپردگی ثالثی سے ہر وقت قبل صدور فیصلہ کے دست برداری کرسکتا ہے - بہ نسبت اس
۱۴۸ امر کے کونسل موصوف نے حوالہ کتاب رسل صاحب متعلقہ اختیارات و فرایض ثالث کا حوالہ دیا - یہ ایک ایسا امر ہے کہ جسکو مین تسلیم نہین کرسکتا بمقدمہ ریسٹن جی نوشیروان جی بنام مانکجی وکمپنی (۱) حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ جس صورت مین کہ فریقین نے اقرار سپرد کرنے نزاع کا جو اونکے مابین تھا ایک یا زیادہ اشخاص مصرحہ کی ثالثی مین کیا ہو تو کوئی فریق اقرار نامہ اوس سپردگی کو بجز بوجہ معقول مسترد نہین کرسکتا اور یہ اجازت نہ دیجائیگی کہ محض خودخواہشہ وہ اختیار منسوخ کیا جاوے" کونسل ذیعلم کلیتاً یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا کہ کوئی وجہ معقول موجود تھی جس سے اوسکے موکل کی دست برداری سپردگی ثالثی سے جایز ہو یہ امر مشتبہ ہے کہ اوسنے مطلقاً دست برداری کی - میری دانست مین عدالت اپیل ماتحت نے صحیح طور پر اپیل ڈسمس کیا -

از عدالت - حکم عدالت یہ ہے کہ یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کیا جاوے -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

---

(۱) اپیلیاسے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۲ -

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس ۱۵ نومبر ۱۸۹۵ء

محمد یوسف علیخان (مدعا علیہ) بنام **ڈال کنور** (مدعیہ)* صفحہ کتاب انگریزی ۱۴۸

شفع - واجب العرض - انتقال بحق مدعی شفیع لبعد بیع کے - ہندو بیوہ کا قبضہ بحق بیوگی -

تجویز ہوئی کہ دختر ہندو بیوہ کی جسکے حق مین بیوہ نے ایک حصہ موضع کا ترک کیا تہا جسپر وہ بحق حین حیاتی بحیثیت بیوہ قابض تہی مستحق کرنے شفع کی بابت ایک ایسے بیع کے ہے جو اوس حصے مین قبل ترک کرنے حق کے جو اوسکی مان نے اوسکے فایدہ کے لئے کیا عمل مین آئی تہی - مقدمہ شیو نراین بنام ہیرا (۱) ممیز کیا گیا -

یہ نالش شفع بربنائے واجب العرض تہی - ایک شخص پورنمل نے جو ایک حصہ دار اوس موضع کا تہا جسمین اراضی مبیعہ واقع تہی ۹ دسمبر ۱۸۹۳ء کو فوت ہوا اور اوسنے ایک بیوہ کیسر کنور اور ایک دختر ڈال کنور چہوڑی - ۲۲ جنوری ۱۸۹۴ء کو مسمی جگناتہ نے بدست محمد یوسف علیخان جو ایک شخص غیر تہا ایک حصہ موضع کا جسمین پورنمل شریک تہا فروخت کیا - بعد اس بیع کے کیسر کنور نے جملہ اپنے حقوق متعلق جایداد پورنمل جسکا وہ اپنی حیات مین مالک تہا بحق ڈال کنور اپنی دختر کے ترک کئے اور داخل خارج بحق ڈال کنور ۲ مئی ۱۸۹۴ء کو کیا گیا - ۱۸ جنوری ۱۸۹۵ء کو ڈال کنور نے نالش شفع بابت بیع موسومہ محمد یوسف علیخان مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۴ء دائر کی - مدعیہ کے دعوی کو عدالت مرافع اولی منصف ایٹہ نے ڈگری کیا - مدعا علیہ مشتری نے اپیل کیا اور اوسکا اپیل عدالت اپیل ماتحت صاحب جج ضلع مینپوری نے ڈسمس کیا - بر طبق اسکے مدعا علیہ مشتری نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا - ۱۴۹

مولوی غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ -

رسپانڈنٹ کی جانب سے کوئی حاضر نہین ہوا -

بلیر صاحب جسٹس (ایکمین صاحب جسٹس متفق الراے) - یہ نالش شفع

---

* اپیل دوم نمبر ۹۰۲ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ڈی سی گٹ صاحب ایڈیشنل جج علیگڈہ مورخہ ۹ اگست ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری بابو اچل بہاری لال منصف ایٹہ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۹۵ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۳۶ -

۱۸۹۸ء
محمد یوسف علیخان بنام ڈال کنور

بربنائے واجب الفرض وہ مواضع مصر کے ہے۔ مدعیہ دختر پور نمل کی ہے اور وہ اپنا استحقاق یہ بیان کرتی ہے کہ بعد اوسکے باپ کی وفات کے اوسکی ماں جو بیوہ تہی مستحق حق حین حیاتی کی اس جایداد میں ہوئی اور اوسنے بلا اپنے حقوق بحق مدعیہ ترک کئے اور مدعیہ قابض ہوئی اور اوسکا نام باضابطہ بطور شریک کے درج کاغذات ہوا۔

بیع جس سے بنائے مخاصمت پیدا ہوئی ۲۱ جنوری ۱۸۹۴ء کو عمل میں آئی۔ پور نمل ۲۳ دسمبر ۱۸۹۴ء کو فوت ہوا۔ اپیلانٹ نے جسکی طرف سے مسٹر مجتبیٰ حاضر ہوئے ہیں حق شفع مدعیہ سے اس بناپر انکار کیا کہ ترک حق ماں سے جو واسطے فایدہ دختر کے عمرنی خود بعد تکمیل بیع کے کیا گیا دختر کو کوئی حق شفع حاصل نہیں ہوسکتا۔ بتائید اس حجت کے مسٹر غلام مجتبیٰ نے ہمارے روبرو حوالہ ایک مقدمہ اجلاس کامل یعنی شیو نراین بنام میرا (۱) کا دیا وہ مقدمہ ہمشکل اسمقدمہ کے نہیں ہے کہ جو ہمکو فیصل کرنا ہے وہ بیع بنام ایک ایسے شخص کے تہی جو شریک نہ تہا اور مدعی جسنے دعوی شفع کیا تہا خود ایک شخص غیر تہا جسنے ایک حصہ موضع کا خرید کیا تہا۔ وہ وقتین جنکی بناپر وہ فیصلہ کیا گیا تہا مفصل تجویز میں مندرج ہیں اور بلاشبہ وہ ایک جزو اصلی وجہ فیصلہ کی ہیں چونکہ وہ مقدمہ مقدمہ حال سے بلحاظ اس امر اہم کے مختلف تہا اسلئے ہمکو کوئی ہدایت اوس سے ایسے مقدمہ میں حاصل نہیں ہوتی جسمیں شفیع کہ جسنے ایک حصہ موضع کا حاصل کیا ہے شخص غیر نہیں ہے۔ ایک اور دلیل تجویز محمود صاحب جج جسمیں بتائید اوس فیصلہ کے ہے جسکے صحیح ہونے کی نسبت مجہکو کوئی اعتراض نہیں ہے وہ دلیل مجہکو ایک غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتی ہے وہ بالفاظ ذیل ہے۔ "واضح ہو کہ اگر بوقت بیع وہ شخص جو اوسوقت مالک حصہ مشتریہ مدعی کا تہا نسبت بیع کے کچہ عذر نہیں رکہتا تہا تو اوس بیع سے کوئی بنائے مخاصمت پیدا نہیں ہوتی اور جو کچہ کہ بعدہ واقع ہوا اوس سے بنائے مخاصمت پیدا نہیں ہوسکتی تہی" اس تحریر میں یہ امر نظر انداز ہوا کہ اصل مالک جایداد کے لئے اگر وہ زندہ رہتا ہنوز عذر کرنیکی میعاد باقی تہی جو میعاد کہ ایسی عذرداری کے لئے ہے ہنوز منقضی نہیں ہوئی تہی اور میری دانست میں یہ کہنا ناممکن ہے کہ ایک جزو اور صرف ایک جزو میعاد تک عذرداری سے باز رہنے سے کوئی قیاس ترک دعوی شفع کا پیدا ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ طے شدہ ہے کہ بیوہ جو قابض حق حین حیاتی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۰۵۔

۱۸۹۰ع
[illegible]
بنام
تولال کنور

ہوا اور جو اراضی پر بعوض نان و نفقہ کے قابض ہو قایم مقام ترکہ بطور کامل ہے اور ایسے قبضہ
کامل سے میری دانست مین حق شفع حاصل ہوتا ہے مجھکو یہ خیال اگرنادر شوار معلوم ہوتا ہے کہ کس
اصول پر جو ایسے حقوق شفع سے متعلق ہے جو شرع محمدی پر نہین بلکہ واجب العرض پر مبنی ہون
(کہ جسپر حقوق شرکا ر مبنی ہوتے ہین) یہ ممکن ہوگا کہ وہ حصہ دار شفع سے محروم کیا جاوے جسکے حق
مین استحقاق حین حیاتی بیوہ ترک کیا گیا ہو اور جسکو خود حقوق ملکیت کامل بعد ختم ہونے حق
مین حیاتی کے حاصل ہونے اسمین کوئی شک نہین معلوم ہوتا کہ بیوہ کو اختیار جایزا و قانونی ترک
کرنے کا حاصل تہا مین پیشتر بیان کر چکا ہون کہ مین اس امر سے کہ بیوہ نے کچھہ زمانہ قلیل تک قبل
ترک کرنے کے کوئی عذر نہین کیا یہ نتیجہ اخذ نہین ہو سکتا کہ مسماۃ نے حق شفع چھوڑ دیا بلحاظ عام
اصول کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میعاد جسکے اندر حق شفع کا نفاذ کیا جا سکتا ہے اسوجہ سے کہ نہین
ہو جاتی کہ جایداد ایک شریک کو دوسرے شریک سے پہونچی۔ بصورت واجب العرض کے میری
دانست مین وہ عبارت کہ جسکی رو سے ایسا حق ساقط کیا گیا ہو صاف اور قطعی ہونی چاہیئے اور بجز ۱۵۱
ایسی صورت کے مین یہ تجویز نہین کر سکتا کہ ایسا امر لازمہ قبضہ مالکانہ کا بذریعہ ایسے انتقال کے
زائل ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ رسپانڈنٹ کی جانب سے کوئی بوقت مباحثہ اپیل ہذا حاضر نہین
ہوا لیکن مجھکو کوئی شبہ معلوم نہین ہوتا کہ مسٹر مجتبی نے جملہ مقدمات متعلقہ امر ہذا جن سے جلسہ ہذا
کو فیصلہ مقدمہ کرنے مین مدد ملے پیش کئے ہین۔ نظر بجملہ حالات میری یہ راے ہے کہ فیصلہ عدالتین
ماتحت صحیح ہے۔ مین اس اپیل کو ڈسمس کرونگا۔

از عدالت۔ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے مگر بلا خرچہ کیونکہ کوئی شخص منجانب رسپانڈنٹ کے حاضر
نہین ہوا۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سرجان اِیج صاحب نٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد اسمٰعیل خان*

مشمولہ ۱۸۹۵ء ۲۵ فروری ۱۸۹۶ء صفحہ کتاب انگریزی ۱۵۱

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۷۷- جھوٹی اطلاع- اہلکار پولیس نے جھوٹی رپورٹ تحریر کی-

تجویز ہوئی کہ اہلکار پولیس متعینہ تھانہ نے بحیثیت اہلکار ہونے کے اوسپر لازم تھا کہ جملہ رپورٹین جرایم قابل دست اندازی یا غیر قابل دست اندازی کی جو اوسکے روبرو کیجاوین تھانہ کے روزنامچہ مین درج کرے تحریر کرنیکے رپورٹ سے جو اوسکے روبرو کی گئی تھی انکار کیا اور بجاے اوسکے روزنامچہ مین ایسی رپورٹ تحریر کی جو اوس رپورٹ سے جو اوسکے روبرو کی گئی تھی کلیتاً مختلف اور جھوٹی تھی اسوجہ سے وہ مرتکب اوس جرم کا ہوا جو حسب دفعہ ۱۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے-

واقعات مقدمہ ہذا پورے طور پر تجویز عدالت مین مندرج ہین-

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای چمیر) منجانب سرکار-

مسٹر ای ڈولین منجانب رسپانڈنٹ-

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس- یہ اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ بنا راضی حکم سشن جج فرخ آباد کے پیش کیا گیا ہے جسکی رو سے محمد اسمٰعیل خان اون جرایم سے بری کیا گیا تھا جو از روے دفعات ۱۷۷ و ۲۱۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہین-

152 بتاریخ ۲۳ جنوری گذشتہ محمد اسمٰعیل خان ہیڈ کانسٹبل تھانہ قایم گنج مین تعینات تھا اوسکا یہ کام تھا کہ جملہ رپورٹین جرایم قابل دست اندازی یا غیر قابل دست اندازی کی جو تھانہ مین کیجاوین تھانہ کے روزنامچہ مین درج کرے- اوس روز شام کو جب محمد اسمٰعیل خان کام پر تھا بنواری لعل اور جنسی مع دو دیگر اشخاص یعنی بلا اور رام دوہو کے تھانہ مین یہ رپورٹ کرنے کے لیے آئے کہ ایک الوحہ بنواری لال کے جو اوسکا ملازم ہے دو ہو لے جاتا تھا لوٹ لیے گئے اور یہ کہ سردار خان جنھون نے حملہ کیا تھا بہ کامیابی تھیلی روپیون کی لے گئے اور مفرور ہو گئے-

بنواری لال اور اوسکے ہمراہیان نے اپنے بیانات روبرو محمد اسمٰعیل خان کے کیے اور رپورٹ

* اپیل فوجداری نمبر ۳ ۱۲ اپریل ۱۸۹۶ء

۱۸۹۰ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
محمد اسمعیل خان

تحریر کرنے کی استدعا کی - محمد اسمعیل خان نے کہا کہ وے مقدمہ بنانا چاہتے ہین اور اونسے کہا کہ ضرور یہ اشخاص ایک بجے رات تک منتظر رہے اور بعدہٗ چلے گئے - محمد اسمعیل خان نے اوس شب مین ایک رپورٹ روزنامچہ عام مین اسطور پر درج کی کہ گویا بلا نے بہمراہی جنسی دہر کے کی تھی یہ رپورٹ سرقہ بالجبر کی نہ تھی بلکہ اوسکا یہ مضمون تھا کہ ایک دودہ والے نے بلا کو مارا تھا - اس قسم کی کوئی رپورٹ نہین کی گئی تھی - ایسا اتفاق ہوا کہ جب بنواری لال اور اوسکے ہمراہیان تھانہ مین پہنچے اہلکاران پولیس ایک مقدمہ قتل عمد مین مصروف تھے جبکی اوسی وقت رپورٹ کی گئی تھی - سیشن جج نے یہ تجویز کی ہے کہ کوئی اوس قسم کی رپورٹ جیسی کہ گواہان مستغیث نے بیان کی ہے قطعاً نہین کی گئی تھی - اسیسران نے یہ راے ظاہر کی کہ بنواری لال اور اوسکے ہمراہیان اخفاے مقدمہ سرقہ بالجبر کرنا چاہتے تھے اور اسوجہ سے اونھون نے ایک جھوٹی رپورٹ کی تھی جو اوسوقت روزنامچہ عام مین درج کی گئی - سیشن جج نے یہ راے ظاہر کی کہ یہ وجہ سادہ ہے اور اونھون نے اوسکو منظور کیا - ہر ایک معنی لفظ سادہ مین وجہ مذکور بخوبی سادہ تھی یعنی اسقدر حماقت سے بھری ہوئی تھی کہ ہم یہ امید کرتے تھے کہ صاحب سیشن جج اوسکو نامنظور کرتے - اونکو یہ خیال ہونا چاہئے تھا کہ یہ سب لوگ جو اوسوقت شب کو تکلیف کر کے ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر تھانہ تک بغرض لکھانے اوس رپورٹ سرقہ بالجبر کے گئے تھے جسکا وقوع مین آنا سیشن جج باور کرتے تھے (اور جو ہماری راے مین بلاشبہ وقوع مین آیا تھا) اور جو ۹ بجے شام سے ایک بجے رات تک وہان رہے تھے اسلئے کہ اس معاملہ کی رپورٹ لکھا دین تھانہ کو بغرض لکھانے جھوٹی رپورٹ ایسے جرم کے نہین گئے ۱۵۳
تھے جسکا ارتکاب نہین کیا گیا تھا اور جسکی بابت (اگر اوسکا ارتکاب کیا گیا تھا) جنسی دہر یا بنواری لال سے جو معہ اشخاص خاص تھے کوئی تعلق نہ تھا اور اس جھوٹی رپورٹ سے مستوجب سزا اندروے دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہو سکتے تھے - ہمکو اس امر کا اطمینان ہے کہ ان تینون نے یہ رپورٹ کی تھی کہ اوس شب مین ارتکاب سرقہ بالجبر کا کیا گیا تھا اور یہ رپورٹ نہین کی تھی کہ کسی دودہ والے نے اپنے مزدور پر حملہ کیا تھا -

جو امر واقع ہوا تھا اوسکا سمجھنا آسان ہے - اوسوقت سب انسپکٹر ایک دوسرے مقدمہ کی تحقیقات کے لئے گیا تھا - اور رپورٹ ارتکاب ایک قتل عمد کی لکھائی گئی تھی جو وقوع مین آیا تھا بعدہٗ یہ رپورٹ سرقہ بالجبر کی ہوئی - ہمکو اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ تھانہ کے لوگ اس قسم کے سرقہ بالجبر کے مقدمہ مین تکلیف کرنا نہین چاہتے تھے جسمین کوئی شخص منجملہ اشخاص سارق کے پہچانا

۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
محمد اسمٰعیل خان

نہین کیا تہا اور جسمین روپیہ لوٹ لے گئے تہے جسکا پتہ ملنا ممکن نہ تہا اور بہت کم قرینہ گرفتاری کسی شخص کا یا تجویز ثبوت جرم حاصل کرنے کا تہا۔ اونہون نے یہ خیال کیا کہ اس الزام کو کتب مین تحریر نہ کرین اور اپنے نقشہ جات گوشوارہ بذریعہ کم دکہلانے ایک ایسے جرم سرقہ کے جسکا ارتکاب ٹرک پر اونکے سامنے کیا گیا تہا خراب نہ کرین۔

ہماری یہ راے ہے کہ اسمقدمہ سے دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند متعلق نہین ہے۔ بلاشک یہ امر عوام کے لیے مضر ہے کہ ایسے سنگین جرایم جیسا کہ سرقہ بالجبر ہے پوشیدہ رکہے جاوین لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ تعریف لفظ جرم مندرجہ مجموعہ تعزیرات مین وہ امر داخل نہین ہوتا ہے جو اوس شب تہانہ مین واقع ہوا تہا۔ ہم بخوبی سمجہ سکتے ہین کہ جہوٹی رپورٹ بنانے کے مقدمات ایسے ہو سکتے ہین جو منشاے دفعہ ۲۰۱ مین داخل ہون۔ ہم صرف یہ فیصلہ کرتے ہین کہ یہ مقدمہ منشاے دفعہ مذکور مین داخل نہین ہے۔ اسمقدمہ مین کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ محمد اسمٰعیل خان کا منشا عوام یا کسی شخص کو نقصان یا ضرر پہونچانے کا تہا یا اوسکا منشا کسی شخص کو سزا سے بچانے کا تہا یا اوسکو علم تہا کہ کسی شخص کے سزا سے بچانے کا احتمال ہے یا جب اوسنے سچی رپورٹ چہپائی اور جہوٹی رپورٹ تحریر کی تہی اوسکی کوئی اور نیت متذکرہ دفعہ ۲۰۱ تہی۔

ہماری یہ راے ہے اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ محمد اسمٰعیل خان نے اوس جرم کا ارتکاب کیا تہا جو ازروے دفعہ ۱۷۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے۔ اوسپر قانوناً یہ فرض تہا کہ روزنامچہ عام مین جملہ
۱۵۴ رپورٹین جرایم قابل دست اندازی و غیر قابل دست اندازی کی جو تہانہ مین اوسکے روبرو کیجاتی ہین تحریر کرے یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ اوسپر یہ بہی فرض تہا کہ وہ رپورٹ صحیح تحریر کرے۔ روزنامچہ مذکور کی ایک غرض یہ ہے کہ مجسٹریٹ ضلع اور سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کو اون جرایم کی اطلاع ہوجاے جنکی رپورٹ تہانہ مین کی گئی ہو۔ اس معنی مین روزنامچہ سے اونکو اطلاع پہونچتی ہے اور اس خاص تہانہ مین محمد اسمٰعیل خان پر یہ فرض تہا کہ اطلاع مذکور مجسٹریٹ ضلع اور سپرنٹنڈنٹ ضلع کو بذریعہ صحیح تحریر کرنے اوس رپورٹ کے جو اوسکے روبرو کی گئی ہو پہونچاے۔ اوسنے بذریعہ جہوٹی تحریر کے ایسی اطلاع پہونچائی جسکو وہ جہوٹ جانتا تہا۔ اوسنے صحیح رپورٹ چہپائی اور ایسی رپورٹ تحریر کی جو نہین کی گئی تہی فی الواقع ہم یہ تجویز کرنے پر آمادہ ہوتے کہ محمد اسمٰعیل خان نے بوجہ نہ تحریر کرنے اوس رپورٹ کے جو اوس سے کی گئی تہی ارتکاب جرم دفعہ ۱۷۷ کا کیا گو اوسنے کوئی دوسری رپورٹ تحریر بہی نہ کی ہوتی کیونکہ نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ اسصورت مین مجسٹریٹ ضلع اور سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع کو یہ اطلاع دیتا کہ کسی جرم قابل

۱۸۹۵ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد اسمعیل خان

دست اندازی کے ارتکاب کی رپورٹ نہین کی گئی تھی اور یہ اطلاع جھوٹی ہوتی - فایدہ عام کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اہلکاران پولیس جنپران رپورٹون کا تحریر کرنا فرض ہے صحیح رپورٹ تحریر کرین - ہم یہ مقدمہ سنگین خیال کرتے ہین - ایک سنگین جرم کا ارتکاب کیا گیا اور بوجہ اس فعل محمد اسمعیل خان کے جو اوس شب کو کیا گیا اور جسکو امکانًا کسی دوسرے اہلکار پولیس نے پسند کیا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ جہانتک ہمکو معلوم ہے اس جرم سرقہ بالجبر کی جو شارع عام پر کیا گیا کوئی تحقیقات نہین کی گئی - ہمکو یہ معلوم ہے کہ بعض اضلاع مین اس قسم کے جرم کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور جبکہ سنگین جرایم کی رپورٹ کیجاتی ہے رپورٹ مین کمی کیجاتی ہے اور جرایم صغیرہ رپورٹ مین تحریر کئے جاتے ہین حالانکہ جرایم سنگین کی واقعی رپورٹ کی گئی تھی - ہم اس جرم سے اوسکو خفیف تصور کرکے درگذر نہین کرسکتے ہین - ہم حکم برأت منسوخ کرتے ہین اور محمد اسمعیل خان کی نسبت وہ جرم ثابت قرار دیتے ہین جو از روے دفعہ ۲۰۱ قابل سزا ہے اور یہ حکم دیتے ہین کہ وہ ۱۸ ماہ کلندر تک قید سخت رہے - میعاد قید اوس وقت سے شروع ہوگی جبکہ وہ اس سزا کے برداشت کرنے کے لئے حراست مین لیا جاوے -

---

۲۱ نومبر ۱۸۹۵ء

صفحہ کتاب انگریزی ۱۵۵

باجلاس سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام زوار حسین وغیرہ *

شہادت - گواہ مستغیث کا اظہار روبرو مجسٹریٹ کے لیا گیا مگر وہ عدالت سشن مین طلب نہین کیا گیا - ملزم نے اُس گواہ کو طلب کیا - سوالات جرح منجانب کونسل ملزم کے نامنظور کئے گئے -

جبکہ مستغیث نے عدالت سشن مین ایک گواہ سرکاری کے طلب کرنے سے انکار کیا جسکا اظہار عدالت مجسٹریٹ مین لیا گیا تھا اور بر طبق اسکے ملزم کے کونسل نے اُس گواہ کو گواہون کے کٹہرہ مین کھڑا کیا یہ تجویز ہوئی کہ ملزم کا کونسل مجاز اس امر کا نہین ہے کہ اُس گواہ کا اظہار بذریعہ اس سوال کے شروع کرے کہ اوسنے مجسٹریٹ کی عدالت مین کیا اظہار دیا تھا - سوالات نسبت اوسکے اظہار سابق کے بلحاظ حالات متذکر بطریق سوالات جرح باجازت عدالت صرف اوس صورت مین ہوسکتے ہین کہ وہ گواہ گواہ مخالف معلوم ہو -

واقعات اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز عدالت مین بیان کئے گئے ہین -

مسٹر سی ڈلن منجانب اپیلانٹان - میر دو بہولو -

* اپیل فوجداری نمبر ۱۳۰۲ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
زوار حسین

مسٹر تی پی نوار منجانب ۔ زوار حسین ۔ اپیلانٹ ۔
گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای چمیر) منجانب سرکار ۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ زوار حسین اور میرو

اور مپولو مجرم اوس جرم کے تجویز ہوئے ہین جو از روے دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور اون مین سے ہر ایک کی نسبت حکم حبس دوام بعبور دریاے شور صادر کیا گیا ہے اونہون نے اپیل کیا ہے

زوار حسین کی یہ حجت ہے کہ وہ موقع واردات سے غیر حاضر تھا ۔ نسبت دیگر دو اشخاص کے یہ حجت کی گئی ہے کہ وے موجود نہ تھے اور اگر زوار حسین کی غیر حاضری باور کیجاوے تو مقدمہ مستغیث بالکل ضعیف ہو جاتا ہے اور میرو و مپولو کے خلاف شہادت قابل اعتبار نہین ہے ۔

اسمین شبہ نہین کہ دیدہ و دانستہ اقدام ہلاک کرنے امداد حسین کا کسی وقت درمیان نصف شب اور ۴ بجے صبح کے کیا گیا تھا ۔ عام اس سے کہ وہ اشخاص کون تھے جنہون نے اوسپر حملہ کیا تھا اشخاص مذکور کی ایک ہی نیت ہو سکتی ہے یعنی اوسکو ہلاک کرنا ۔ بحث یہ ہے کہ آیا یہ تین اشخاص یا اون مین سے کوئی شخص اوس گروہ مین شریک تھے یا نہین جسنے امداد حسین پر حملہ کیا تھا ۔

زوار حسین کا عذر غیر حاضری یہ ہے کہ وہ اوس شب مین ۹ ۔ بجے رات تک الہ آباد مین تھا اور کسی ایسی ریل پر سوار نہین ہو سکتا تھا جو اوسکو بعد اوسوقت کے ہرواری پہونچاتی اور یہ کہ وہ سوار ہو کر الہ آباد سے ہرواری کے قریب جہان جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا ایسے وقت سے نہین پہونچ سکتا تھا ۱۵۶
کہ ارتکاب جرم کے وقت موجود ہو ۔

بہ ثبوت غیر حاضری کے اوسنے ایک شخص محمد مہدی کو طلب کیا تھا جسنے وقت کی نسبت نہایت مبہم شہادت دی ۔ اوسنے یہ بیان کیا تھا کہ زوار حسین اوس شب مین ۸ یا ۸ ۔ یا ۸ یا ۹ بجے اوسکے پاس آیا تھا اور اوسکے پاس اوسوقت تک رہا تھا کہ وہ سونے کے لئے گیا اوسنے وہ وقت ۹ بجے اس بنا پر بیان کیا ہے کہ وہ معمولاً اوسیوقت سوتا ہے ۔ ایک اور گواہ (نہارس سے) بہ ثبوت اس امر کے طلب کیا گیا ہے کہ اوس شب مین ۹ ۔ بجے کے بعد تک زوار حسین محمد مہدی کے مکان پر تھا ۔ ہمکو بہت کم شبہ نسبت اس امر کے ہے کہ زوار حسین وہی فعل کر رہا تھا جو اکثر اشخاص دیگر نے اس ملک مین اوس سے پہلے کیا تھا یعنی غیر حاضری کا ثبوت بغرض ایسے سنگین جرم مین شریک ہونے کے بنا رہا تھا ہم اس امر پر لحاظ نہین کرتے عام اس سے کہ اوس شب مین محمد مہدی کی بخصوص خواب کا غلبہ تھا یا دوسرے گواہ کی گھڑی درگاہ اوسکے پاس کوئی گھڑی ہو) کسیقدر تیز یا غلط تھی اور نہ ہم

۱۸۹۰ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
زوار حسین

اس امر پر لحاظ کرینگے کہ زوار حسین بہرواری کو ریل پر یا گہوڑے پر گیا تہا کیونکہ ہمکو اس امر کا پورا
یقین ہے کہ وہ اوس شب مین ۱۲ اور ۴ بجے کے درمیان کسی وقت موجود تہا اور امداد حسین پر
حملہ کرنے مین شریک تہا۔
مسٹر بوایز نے یہ شکایت کی ہے کہ اوس طریقہ سے جو مستغیث نے عدالت سشن مین اختیار
کیا تہا اوسکے موکل کو نقصان پہونچا۔ بظاہر مسٹر بوایز عدالت سشن مین یہ ثابت کرنا چاہتے تہے
کہ زوار حسین اوس شب مین الہ آباد سے بہرواری کو بذریعہ ریل کے نہین جا سکتا تہا۔ ایک یا
زیادہ اشخاص منجملہ اون گواہان کے جو مجسٹریٹ کے روبرو طلب کئے گئے تہے عدالت سشن
مین طلب نہین کئے گئے تہے۔ مسٹر بوایز نے جنہنے عدالت سشن مین زوار حسین کی طرف سے
جوابدہی کی اُن گواہان مین سے ایک گواہ کو بظاہر اوس غرض سے پیش کرانے کے لئے طلب کیا
تہا کہ اوسنے مجسٹریٹ کی عدالت مین حلفاً بیان کیا تہا کہ اوسنے زوار حسین کو اوس شب مین
ریل اسٹیشن بہرواری پر یا اوسکے قریب دیکہا تہا۔ لیکن مسٹر بوایز نے اس گواہ کو طلب کیا
پس وہ ملزم کا گواہ ہو گیا اوسنے گواہ مذکور کا اظہار بذریعہ پوچہنے اس امر کے کہ اوسنے مجسٹریٹ کی
۱۵۷ عدالت مین کیا بیان کیا تہا اور نہ بذریعہ پوچہنے اس امر کے کہ اوسکو مقدمہ کی نسبت کیا معلوم ہے
شروع کیا کونسل ملزم یا اوسکے موکل کو اوس گواہ سے سوالات جرح کرنیکا استحقاق نہین ہے جو
منجانب شخص ملزم طلب کیا گیا ہو بجز اسکے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ گواہ سچی بات چہپاتا ہے یا جہوٹ بول
رہا ہے یا حال بتلانے سے انکار کرتا ہے۔ اوس نوبت مقدمہ مین مسٹر بوایز کو اوس گواہ سے یہ سوال
کرنے کا استحقاق نہ تہا کہ اوسنے مجسٹریٹ کی عدالت مین کیا بیان کیا تہا۔ اوسوقت پر یہ امر غیر اہم
تہا۔ مسٹر بوایز کو استحقاق اوس گواہ سے یہ پوچہنے کا تہا کہ کیا وہ خود اوس شب کی واردات کا حال
جانتا تہا اور اگر گواہ مذکور اپنی شہادت کے دینے مین مخالفت بذریعہ چہپانے حالات یا دینے
شہادت خلاف اپنے بیان سابق کے ظاہر کرتا تو مسٹر بوایز مستحق اس امر کا ہوتا کہ عدالت سے
اجازت اپنے ہی گواہ سے سوالات جرح کرنے کی مانگتا۔ اوسکو یہ اختیار نہ تہا کہ اظہار کا آغاز
بذریعہ کرنے ایسے سوال کے کرتا جو صرف بوقت جرح کے پوچہا جا سکتا ہے۔ اوسنے کوئی بنیاد
اوس خاص گواہ سے جرح کرنے کے استحقاق کی قایم نہین کی تہی علاوہ برین اگر شہادت
مذکور قبول کیجاتی تو مسٹر بوایز کو یہ دقت واقع ہوتی (لیکن صاحب جج نے حسن اتفاق سے اوس
سوال کو نامنظور کیا) جبکہ اوسنے ایسے گواہ کو طلب کیا تہا جس کی نسبت یہ ثابت نہین ہوا

سنہ ۱۸۹۷ع
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
زوار حسین

کہ وہ شہادت چھپاتا ہے یا اپنے پہلے بیان کے خلاف بیان کرتا ہے تو مظہر بوائز کا موکل پابند اوسکے جوابات کا ہوتا اور وہ مستحق طلب کرنے شہادت کا بہ تردید اوسکے بیان کے ہوتا۔ محمد مہدی کی شہادت حاصل کرنے مین اگر اوس سوال کے کرنے کی اجازت دیجاتی اوسصورت مین کچھ دقت ہوسکتی تھی کہ وہ بعد مٹنے جانے اوس شہادت کے پیش کیا جاتا جسکا ہم ذکر کرچکے ہین لیکن فی الحقیقت یہ امر خفیف تھا۔ ہماری راے مین یہ امر غیر اہم ہے کہ اوس خالص گواہ نے زوار حسین کو ریل اسٹیشن بہرواری پر یا اوسکے قریب دیکھا تھا یا نہین۔ فی الحقیقت سوال یہ ہے کہ زوار حسین امداد حسین پر حملہ کرنے مین شریک تھا یا نہین۔ اس ملک مین اس بنا پر کہ کسی گواہ نے جھوٹا بیان یا مبالغہ کیا یہ قیاس نہین کیا جاسکتا ہے کہ کوئی مقدمہ فوجداری یا دیوانی جھوٹا ہے۔ ہمکو شہادت مقدمہ ہذا سے بلا کسی شبہ کے اس امر کا اطمینان ہے کہ زوار حسین اور میرو اور سپولو نے اوس شب مین ۱۲ اور ۴ بجے کے درمیان امداد حسین پر حملہ بغرض یا بنیت اوسکے ہلاک کرنے کے کیا تھا ہم ۴ بجے اسلئے کہتے ہین کہ تھانہ مین پہلی رپورٹ ۴ بجے کی گئی تھی۔ اوسوقت چاندنی تھی۔ گواہان ان لوگون کو بخوبی پہچانتے تھے۔ وے اوسی موضع مین رہتے تھے۔ زوار حسین کی شناخت اسوجہ سے بھی ثابت ہے کہ گواہان نے اوسکی آواز سنی تھی۔ ان اپیلانٹان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ وے اوس شب مین اپنی غرض مین کامیاب نہین ہوئے یہ اقدام قتل عمد پہلے سے تدبیر کرکے اور جان بوجھکر کیا گیا تھا۔ حکم سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور جو نسبت ان اشخاص کے صادر کیا گیا مناسب تھا ہم یہ اپیل ڈسمس کرتے ہین۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سر جان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۷ع
صفحہ کتاب انگریزی
۱۵۸

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ہمائی*

ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ع (ایکٹ تادیب خانہ) دفعات ۴ و ۸ و ۱۶۔ حکم تادیب خانہ مین رکھنے کا از روے دفعہ ۸ کے۔ نظر ثانی۔ اختیارات ہائیکورٹ۔

تجویز ہوئی کہ ہائیکورٹ کو بصیغہ اپیل یا نظر ثانی یہ اختیار نہین ہے کہ اوس حکم مین جو واسطے تادیب خانہ مین رکھنے کے بجاے حکم حبس بعبور دریاے شور یا قید کے صادر کیا گیا ہو دست اندازی

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۵۷۵ سنہ ۱۸۹۷ع

۱۸۹۶ع
سرکار معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ہمائی

کرے -

یہ درخواست نظر ثانی گورنمنٹ اڈوکیٹ نے بنسبت ایک حکم جائنٹ مجسٹریٹ جونپور کے پیش کی تھی - جائنٹ مجسٹریٹ نے پانچ اشخاص کی نسبت (بشمول ہمائی) بتجویز ثبوت جرم جو ازروے دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے صادر کی تھی اور اونکی نسبت بابت جرم مذکور کے مختلف میعاد قید کی سزا دی گئی - مجسٹریٹ موصوف نے ہمائی کی نسبت یہ تحریر فرمایا تھا - ہمائی ایک لڑکا پندرہ برس کی عمر کا ہے اور وہ بجاے ایک سال کی قید کے تین سال کے لیے تادیب خانہ مین بھیجا جاوے گا -

اس حکم کی نظر ثانی کی درخواست اس بنا پر کی گئی تھی کہ چونکہ ہمائی پندرہ برس کی عمر کا تھا پس اوسکی نسبت کوئی حکم ازروے دفعہ ۸ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۷ع صادر نہین کیا جا سکتا تھا -

گورنمنٹ اڈوکیٹ (مسٹر ای چمیر) منجانب سرکار -

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - ہمائی پر وہ جرم ثابت قرار دیا گیا تھا جو ازروے دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور اوسکی بابت حکم سزاے

۱۵۹ قید سخت یکسال کا صادر کیا گیا تھا - مجسٹریٹ نے حسب اقتضاے دفعہ ۸ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۷ع عمل کرکے حکم قید مذکور کی عوض حکم تادیب خانہ مین رکھے جانے کا صادر کیا - مجسٹریٹ مذکور نے یہ تجویز کی کہ ہمائی ایک لڑکا پندرہ برس کی عمر کا ہے پس وہ حسب معنی دفعہ ۴ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۷ع بوقت اثبات جرم مجرم نوعمر نہ تھا پس وہ حکم جسکی رو سے تادیب خانہ مین رکھے جانے کی سزا بعوض سزاے قید مقرر کی گئی تھی خلاف قانون تھا -

لیکن دفعہ ۱۶* ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۹۷ع کی رو سے عدالت ہذا کو اقتناع اس امر کی ہے کہ بصیغہ اپیل یا نظر ثانی اوس حکم مین جو واسطے تادیب خانہ مین رکھنے کے جو بجاے حکم حبس بعبور دریاے شور یا قید کے صادر کیا گیا ہو دست اندازی کرے - ہم دفعہ ۱۶ کی کوئی اور تعبیر نہین کر سکتے ہین - چنانچہ ہم یہ درخواست نظر ثانی ڈسمس کرتے ہین -

* دفعہ ۱۶ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۷ع حسب ذیل ہے - باوجود ہونے الفاظ قوجداری مندرجہ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۸۲ع کے کسی مضمون مندرجہ بالا کے یہ نہین مفہوم ہوگا کہ کسی عدالت اپیل یا جیف کورٹ کو کسی ایسے حکم مین جو تحت ذیل بالنظر ثانی تغیر و تبدیل کرنے یا اوسکو منسوخ کرنے کا اختیار ہے جو کسی نوعمر مجرم کی عوض باب مین یا حبس بعبور دریاے شور یا قید کے عوض کسی ریفارمیٹری اسکول مین مقید رکھنے کے حکم قایم کرنے کے باب مین صادر ہوا ہو -

۱۸۹۶ء
۲۱ نومبر
صفحہ کتاب انگریزی
۱۵۹

باجلاس مسٹر جان ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبند *

ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ء (ایکٹ تادیب خانہ) دفعات ۸ و ۱۶ - حکم تادیب خانہ مین رکھے جانے کا از روے دفعہ ۸ کے - نظر ثانی - اختیار ہائی کورٹ

یہ مقدمہ اصول مین مشابہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام [illegible] (مندرجہ بالا) کے ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا پورے طور پر تجویز عدالت مین بیان کیے گئے ہین جو حسب ذیل ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - گوبند پر وہ جرم ثابت قرار دیا گیا تھا جو از روے دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور جرم مذکور کی بابت ایک ماہ قید سخت کا حکم دیا گیا تھا - مجسٹریٹ نے حکم چار سال کے لیے تادیب خانہ مین رکھے جانے کا بعوض حکم
۱۶۰ قید کے صادر کیا - مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی کہ گوبند قوم [illegible] بارہ سال کی عمر کا ہے - اشخاص قوم مذکور ان ممالک مین بموجب قواعد لوکل گورنمنٹ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۷ء منشاے ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ء سے خارج کیے گئے ہین پس حکم تبدیل سزا ناجایز تھا - حکم مذکور اس وجہ سے بھی ناجایز تھا کہ خلاف اوس قاعدہ کے تھا جسکی رو سے وہ میعاد مقرر کیجاتی ہے جسکے لیے کوئی نو عمر مجرم اوس عمر کا تادیب خانہ مین بھیجا جاسکتا ہے از روے دفعہ ۱۶ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ء عدالت ہذا کو اختیار تبدیل یا منسوخ کرنے حکم مذکور کی ہے کیونکہ حکم مذکور کی رو سے تادیب خانہ مین رکھے جانے کی ہدایت بعوض حکم قید کے کی گئی تھی - پس اگر گوبند ایسا نو عمر مجرم بھی ہوتا جو بموجب قواعد لوکل گورنمنٹ کے ایکٹ کی تاثیر سے خارج نہین کیا گیا تھا ہم ہم حکم کے اوس جزو کی نسبت دست اندازی نہین کرسکتے جسکی رو سے یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ چار سال تک تادیب خانہ مین رکھا جاے ہم یہ درخواست ڈسمس کرتے ہین۔

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۵۰ ۱۸۹۶ء۔

باجلاس سر جان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۰ نومبر ۱۸۹۷ء
صفحہ کتاب انگریزی ۱۶۰

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بلڑ *

ایکٹ ۸ ۔ ۱۸۹۷ء (ایکٹ تادیب خانہ) دفعات ۸ و ۱۶ ۔ حکم تادیب خانہ مین رکھے جانے کا ازروے دفعہ ۸ کے ۔ نظر ثانی ۔ اختیارات ہائی کورٹ ۔

اختیار مندرجہ دفعہ ۱۶ ایکٹ ۸ ۔ ۱۸۹۷ء اوس حکم تادیب خانہ مین رکھے جانے سے متعلق نہین ہے جو اوس صورت مین صادر کیا گیا ہو کہ وہ شخص جسکی نسبت حکم مذکور صادر کیا گیا کسی جرم کا مجرم قرار نہ پایا ہو اور اوسکی نسبت ایسی میعاد قید یا حبس معبور دریاے شور مقرر نہ کی گئی ہو جسکی عوض مین تادیب خانہ مین رکھے جانیکا حکم دیا جا سکتا ہے ۔

یہ درخواست نظر ثانی گورنمنٹ ایڈوکیٹ نے نسبت ایک حکم مجسٹریٹ ضلع گورکھپور کے پیش کی تھی ۔

بوقت تحقیقات الزام حسب دفعہ ۴۵۷ بشمول دفعہ ۷۵ مجموعہ تعزیرات ہند جائنٹ مجسٹریٹ گورکھپور نے حکم ذیل تحریر کیا تھا "مین مقدمہ کا فیصلہ خود کرتا لیکن ملزم پر جرم دفعہ ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند ماہ جنوری سنہ رواں مین ثابت قرار پا چکا ہے ۔ اوسکی عمر قریب ۱۴ سال کے ہے ۔ مدعی کہتا ہے ۱۶۱
کہ اوسکے والدین محتاج ہین پس مین نہین خیال کرتا ہون کہ اوس سے مچلکہ نیک چلنی لینے سے کوئی فایدہ ہوگا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ وہ تادیب خانہ مین بھیجا جانا چاہیے ۔ چونکہ مجھکو اختیار صادر کرنے اس قسم کے حکم کا ازروے دفعہ ۸ ۔ ایکٹ ۸ ۔ ۱۸۹۷ء عطا نہین کیا گیا ہے مین یہ مقدمہ مع اس راے کے پاس مجسٹریٹ ضلع کے حسب دفعہ ۹ ۔ ایکٹ مذکور ارسال کرتا ہون" ۔

مجسٹریٹ ضلع نے بلا لحاظ اس امر کے کہ ملزم کی نسبت جائنٹ مجسٹریٹ نے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا صادر نہین کیا تھا یہ حکم دیا کہ ملزم چھہ سال تک کسی تادیب خانہ مین رہے ۔

اس حکم کے نظر ثانی کی درخواست اس بناپر کی گئی تھی کہ ملزم بھجز اسکے تادیب خانہ مین نہین بھیجا جا سکتا تھا کہ اولاً اوسکی نسبت وہ جرم ثابت قرار دیا جاے جسکا اوسپر الزام لگایا گیا تھا اور ثانیاً یہ کہ ملزم کی عمر ٹھیک طور پر تحقیق نہین کی گئی تھی ۔

گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر ای شیمیر) منجانب سرکار ۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ ایک مجسٹریٹ نے

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۵۰ ۵ سنہ ۱۸۹۷ء ۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
بلدہ

ایک الزام عمارت مین نقص کرنے کی جو تبر پر لگایا گیا تھا تحقیقات کی تھی۔ مجسٹریٹ نے بلدی کی نسبت بلا صادر کرنے تجویز ثبوت جرم کے اور بلا شک بلا صادر کرنے کسی حکم سزا کے مقدمہ مجسٹریٹ ضلع کے پاس ارسال کیا۔ مجسٹریٹ ضلع نے بلا دیکھنے اس امر کے کہ بلدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا صادر نہین کیا گیا ہے اور اونکو کوئی اختیار نہین ہے کہ اوسکے تادیب خانہ مین رکھے جانے کی ہدایت کرین یہ حکم دیا گیا کہ وہ چہ سال تک تادیب خانہ مین رکہا جاوے۔ یہ حکم بالکل خلاف قانون تہا کوئی اختیار صادر کرنے حکم مذکور کا نہ تہا۔ یہ حکم تادیب خانہ مین رکھے جانے کا بالعوض حکم حبس بعبور دریاے شور یا قید کے صادر نہین کیا گیا تہا پس عدالت ہذا کو اندر وے دفعہ ۱۶ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۷ء حکم مجسٹریٹ ضلع مین دست اندازی کرنے کی ممانعت نہین ہے۔ ہم حکم مجسٹریٹ ضلع کو منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ مجسٹریٹ ضلع یا کوئی اور مجسٹریٹ مجاز جسکے پاس مجسٹریٹ ضلع مقدمہ منتقل کرین الزام کی تحقیقات مطابق قانون کے کریگا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
بکم دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی
۱۶۳

شام کرشن وغیرہ (مدعیان) بنام راملاس وغیرہ (مدعاعلیہم)[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴۳۔ ولی نابالغ۔ نالش جو بجانب نابالغ کسی شخص نے بحیثیت ولی سارٹیفکیٹ یافتہ نابالغ کے دائر کی ہو۔

ایک نالش بجانب دو نابالغان کے ایک ایسے شخص نے دائر کی جو ولی سارٹیفکیٹ یافتہ نابالغان کا نہ تہا اور ایک ولی اوسوقت موجود تہا جسکو عدالت مجاز نے باضابطہ مقرر کیا تہا۔ تجویز ہوئی کہ نالش بیجا طور پر خلاف دفعہ ۴۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دائر ہوئی اور بوضعیہ عرضی واسطے ترمیم کے واپس ہونی چاہیے تہی اور یہ نقص ضابطہ نالش اس واقعہ سے رفع نہین ہوا اگر یہ امر واقع ہوا کہ جو شخص بطور ولی نابالغان کے حاضر ہوا تہا ایک ہندو خاندان مشترکہ کا تہا کہ جسمین جملہ مدعیان داخل تہے۔ مقدمہ رام سبٹ بنام رام لال دہو کری (۱) حوالہ دیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے بخوبی تجویز عدالت سے واضح ہوتے ہین۔

[*] اپیل اول نمبر ۲۲۹ سنہ ۱۸۹۵ء نارضی ڈگری اے بیل صاحب راے جج ماتحت بنارس مورخہ ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۹۔

۱۸۹۵ء

شام کرشن
بنام
رام داس

مسٹر جی کالمن و پنڈت موتی لال نہرو و منشی مادھو پرشاد منجانب اپیلانٹان -
ڈاکٹر ڈی این بنرجی و بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹان -

ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - وہ نالش کہ جسمین یہ اپیل ہوا ہے ایک شخص رائے شام کرشن بالغ اور دیگر دو اشخاص نے جو بوقت ارجاع نالش نابالغ تھے دائر کی تھی - نابالغان نے بولایت رائے شام کرشن مدعی اول کے نالش کی یہ امر مسلمہ ہے کہ رائے شام کرشن بحکم کسی عدالت کے ولی مدعیان نابالغ کا مقرر نہین کیا گیا تھا اور یہ کہ ایک شخص یعنی مان موجود تھی جسکو عدالت مجاز نے ولی مقرر کیا تھا - کوئی عذر بیان تحریری مین نسبت ترتیب نالش کے نہین کیا گیا اور نالش کی سماعت اول ۱۵ ستمبر ۱۸۹۳ء کو ہوئی اور اوسوقت امور تنقیح طلب قرار
دئے گئے جنمین کوئی امر تصفیہ طلب نسبت اون اشخاص کے نہ تھا جو بزمرہ مدعیان داخل تھے یعنی ۱۶۳
آیا اونکی جانب سے بحیثیت مدعیان کوئی شخص اوس نالش مین قایم مقام تھا یا نہین - بموجودگی ان واقعات کے فقرہ اول تجویز عدالت ماتحت کا سمجھنا کسیقدر دشوار ہے - اوسمین یہ تحریر ہے کہ مدعا علیہم نے ایک عذر ابتدائی اسمضمون کا کیا تھا کہ رائے شام کرشن رفیق مدعیان نمبر ۲ و ۳ کا نہین ہوسکتا کیونکہ ایک ولی سارٹیفکٹ یافتہ نابالغان کا موجود ہے اور نالش بوجہ عدم اشتمال فریق ضروری کے ساقط ہے - یہ عذر محض زبانی کیا گیا ہوگا اوسکے پیش کئے جانے کا کوئی نشان ۱۵ نومبر ۱۸۹۵ء تک نہین ہے بالفاظ دیگر اوسوقت تک نہین ہے کہ جب تک قریب تین سال کے وقت دائر ہونے نالش سے نہ گذر گئے اور مقدمہ کی سماعت کی تاریخ بیسیون مرتبہ مقرر نہ ہوئی لیکن عدالت ماتحت نے اس عذر کو بہت باوقعت تصور کیا عدالت موصوف نے بسند دفعہ ۴۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ تجویز کی کہ رائے شام کرشن منجانب مدعیان نابالغ کے نالش دائر نہین کرسکتا اور صرف وہی شخص اونکی طرف سے نالش کرسکتا تھا جسکو عدالت نے ولی مقرر کیا تھا اور چونکہ نابالغان کا مدعی ہونا اسمقدمہ مین ضروری تھا لہذا نالش جسطرح پر کہ وہ دائر کی گئی ابتدا سے کالعدم اور ساقط تھی اور ڈسمس ہونی چاہئے - بتائید اس رائے کے عدالت نے مزید بران مقدمہ ہربلاس بنام لچھمن داس (۱) پر استدلال کیا نسبت مقدمہ ہربلاس بنام لچھمن داس کے ہماری یہ رائے ہے کہ ہمکو اوسپر غور مزید کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ مقدمہ قبل صادر

(۱) ویکلی نوٹس بابت ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۱ -

۱۸۹۶ء
شام کرشن
بنام
[illegible]

ہونے ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے فیصل ہوا تھا اور ہماری راے مین ایکٹ مذکور سے قاعدہ اسقدر
صاف ہوگیا ہے کہ ہم بلا لحاظ اون مقدمات کے جو اوسکے صدور سے پیشتر فیصل ہوئے عمل
کرسکتے ہین دفعہ ۴۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مرمیہ حسب ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۹ء مین یہ حکم ہے کہ اول
ہر نالش منجانب نابالغ اوسکے نام سے کوئی شخص بالغ دائر کریگا دوم اگر نابالغ کا کوئی ایسا ولی ہو
جو کسی محکمہ مجاز سے مقرر یا معین کیا گیا ہو تو نالش مذکور منجانب نابالغ کوئی اور شخص بجز ولی
مذکور کے دائر نہ کرے گا الا با اجازت عدالت جو حسب طریقہ محکومہ دفعہ مذکور حاصل کی گئی ہو ۱۶۴
اس نالش مین بشکل موجودہ صورت یہ ہے کہ نالش منجانب دو مدعیان نابالغ کے اوس
ولی نے دائر نہین کی جو ایسے محکمہ سے مقرر کیا گیا تھا جو اسبارہ مین مجاز تھا اور کوئی درخواست
اوسوقت تک پیش نہین کی گئی کہ نام مساۃ [illegible] کا بطور ولیہ درج مسل کیا جاے - مزید بران یہ امر واقعی
ہے کہ راے شام کرشن نے جسنے بطور ولی کے عمل کیا ہے کبھی عدالت سے اجازت اپنے
نابالغ بھائیون کی طرف سے نالش کرنے کی حاصل نہین کی - کونسل ذیعلم اپیلانٹان نے
کوشش رفع کرنے اس نقص کی جو اسطرح پیش آئی بذریعہ اولا یہ حجت کرنے کے کی ہے
کہ ان مدعیان نابالغ کی عدالت مجاز سے ولی قرار نہین پائی یہ حجت اس دلیل پر مبنی ہے
کہ ہمارے روبرو مقدمہ ایک ہندو خاندان مشترکہ کا ہے جو بشراکت رہتے ہین اور کرتا
اوس خاندان کا راے شام کرشن مدعی ہے اور بحیثیت کرتا کے کہ وہ مجاز انتظام
اور ارجاع نالشات متعلقہ جایداد خاندان مشترکہ ہے اور کوئی ضرورت مقرر کرنے ولی
نابالغان کی نہین تھی دوم اونکی حجت کی یہ مراد تھی کہ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء اہالی ہندو خاندان
مشترکہ سے جو بشراکت رہتے ہون متعلق نہین ہے - اس امر کا فیصل کرنا اسمقدمہ مین
ضروری نہین ہے یہ امر واقعی ہے کہ ایک عدالت نے جو مجاز مقرر کرنے ولی نابالغان کے
کی تھی ان نابالغان کو ولی مقرر کیا - ایسی صورت مین ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ دفعہ ۴۴۰
مجموعہ ضابطہ دیوانی امانع اسکی ہے کہ کوئی اور شخص بجز ولی کے جو اسطرح پر مقرر کیا گیا ہو کوئی
نالش منجانب نابالغان بجز حسب طریقہ مندرجہ دفعہ ۴۴۰ دائر کرسکے بعض بعد اسکے کہ
اطلاع باضابطہ ولی مذکور کو دی گئی ہو اور بعد سماعت اوس عذر کے جو ولی مذکور نسبت
ارجاع نالش کے کرنا چاہتا ہو اجازت عدالت کسی دوسرے شخص کو دائر کرنے نالش کی
منجانب نابالغان مذکور دی گئی ہو چونکہ یہ صورت ہے لہذا ہم عدالت ماتحت سے اسقدر

شیام کرشن بنام رامداس ۱۶۵

اتفاق کرتے ہیں کہ نالش بطریق مناسب منجانب مدعیان نابالغان دایر نہیں کی گئی تھی لیکن اس سے موسمی نالش بشکل موجودہ لازم نہیں آتی تھی - ابتدا سے روبرو عدالت کے ایک مدعی بالغ حاضر تھا اور مزید براں کوئی عذر اس مضمون کا نہیں کیا گیا تھا کہ باقی مدعیان کی طرف سے کوئی شخص قایم مقام مناسب نہ تھا اگر رسپانڈنٹان یہ عذر کرنا چاہتے تھے کہ نابالغ کا نالش میں فریق بنایا جانا ضروری تھا اور چونکہ اونکا کوئی قایم مقام مناسب نہ تھا لہذا یہ تصور نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ بطور فریق کے شامل کئے گئے ہیں تو قانوناً یہ عذر عدم اشتمال کا سب سے اول موقع پر اور بہرحال قبل سماعت اول کے پیش کیا جانا چاہیے تھا دفعہ ۳۴ میں صاف طور پر حکم ہے کہ کوئی عذر جو اسطرح نہ کیا جاوے اوسکی نسبت خیال کیا جاویگا کہ عذر علیہ سے دست برداری کی اسمقدمہ میں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں عذر نسبت عدم اشتمال مدعیان کے اوسوقت تک نہیں کیا گیا کہ دو سال تاریخ سماعت اول سے گذر گئے اس عدالت ماتحت مجاز ڈسمس کرنے نالش کی بربناے عدم اشتمال کے بعد جس زمانہ میں کہ مقدمہ میں سستی سے کارروائی ہو رہی تھی ایک مدعی نابالغ بالغ ہو گیا اور اوسنے عدالت ماتحت سے یہ استدعا کی کہ اوسکو اجازت پیروی مقدمہ کی دیجاوے لیکن اجازت دینے سے انکار کیا گیا اور یہ انکار بیجا تھا عدالت کو وہ کارروائی کرنی چاہیے تھی جسکی ہدایت اب ہم اسمقدمہ میں کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عنوان مقدمہ کی تصحیح کیجاوے اور اوسکے بعد جہانتک کہ رائے بجی کرشن کو تعلق ہے اوسکا یہ مضمون ہو "رائے بجی کرشن سابقاً نابالغ بعد بلوغ" اس تصحیح سے جو کیجانی چاہیے تھی نقص عدم اشتمال کا جہانتک کہ رائے بجی کرشن کو تعلق تھا رفع ہو جاتا بلحاظ اوس رائے کے جو ہمنے قایم کی ہے یہ غیر اہم ہے کہ مدعی سوم کا قایم مقام مناسب موجود تھا یا نہیں لیکن ضرور ہے کہ یہ مقدمہ واپس بھیجا جاوے اور اب عدالت کو موقع کرنے اوس کارروائی کا حاصل ہوگا جو اوسکو نوبت ابتدائی اسمقدمہ میں کرنی چاہیے تھی یعنی یہ اجازت دینی کہ مدعی سوم کا قایم مقام مناسب قایم کیا جاوے اور یہ امر عدالت موصوف حسب طریقہ ضابطہ مندرجہ دفعہ ۴۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کر سکتی ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جو رائے کہ ہمنے ابھی قایم کی ہے مطابق اوس رائے کے ہے جو ہائی کورٹ کلکتہ نے بمقدمہ رام سیٹ بنام رام لال مہوکری (۱) قایم کی تھی -

ہم اپیل کو ڈگری کرتے ہیں اور چونکہ عدالت ماتحت نے نسبت ایک امر ابتدائی کے غلطی کی ہے لہذا ہم ڈگری عدالت موصوف کو منسوخ اور مقدمہ کو عدالت ماتحت میں

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۶

۱۸۹۶ء ۱۶۶ شام کرشن بنام رام داس

اس ہدایت کے ساتھ واپس کرتے ہیں کہ وہ نمبر سابق پر فہرست مقدمات متدایرہ میں تجویز کیا جاے اور اوس میں کارروائی مطابق قانون کے کیجاے - خرچہ عدالت ہذا اور وہ خرچہ جو اجتک ہوا مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا -

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا -

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سرجان اِج صاحب نٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۰ دسمبر ۱۸۹۶ء صفحہ کتاب انگریزی ۱۶۶

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ڈال سنگھ*

ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۹۸ - کسی عورت منکوحہ کو بہکالیجانا - ثبوت ازدواج - محض بیان مستغیث اور عورت کا کافی نہیں ہے -

جبکہ کسی عورت منکوحہ کے پہسلاے جانے کا الزام حسب دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند لگایا گیا ہو تو عدالت کو چاہیے کہ محض بیان مستغیث اور عورت سے بہتر ثبوت ازدواج کا طلب کرے -

یہ مقدمہ سشن جج مین پوری نے برطبق درخواست نظر ثانی ڈال سنگھ کے ہائی کورٹ میں ارسال کیا تہا - ڈال سنگھ پر ڈپٹی مجسٹریٹ نے وہ جرم ثابت قرار دیا تہا جو از روے دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور یہ حکم دیا تہا کہ ۵۰ روپے جرمانہ ادا کرے ورنہ چار ماہ قید سخت رہے - اوسنے اپنی درخواست نظر ثانی میں یہ حجت کی تہی - کہ شہادت کافی بہ ثبوت ازدواج درمیان اوس عورت کے جسکے بہگالیجانے کا وہ مجرم قرار دیا گیا ہے اور اوسکے شوہر مظلوم یعنی مستغیث کے موجود نہیں ہے - شہادت مذکور میں صرف بیان عورت کا جو ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو بطور گواہ کے طلب کی گئی تہی اور مستغیث کا تہا - تائید اُس درخواست کے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کلو (۱) کا حوالہ دیا گیا تہا -

ہائی کورٹ نے حکم ذیل صادر فرمایا -

---

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۷۵۴ ۱۸۹۶ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۳۳ -

سنہ ۱۸۹۶ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام مولا سنگھ ۱۶۷

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس کسی طرح پر اسمقدمہ کی نسبت لحاظ کیا جاوے حکم سزا قطعاً ناکافی ہے - ایک نیچ پر مقدمہ محض از روے دفعہ ۴۹۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے تہا لیکن اگر یہ عورت مستغیث کی زوجہ تہی اور دیگر شہادت صحیح ہو اوسکو ملزم بہسلا لیگیا تہا اور اوسنے اوسکے ساتھ صحبت کی تہی اور اوسکو کچہ عرصہ تک رکہا تہا اگر مسماۃ کا بیان صحیح ہو تو شخص ملزم نے ارتکاب اوس جرم کا بہی کیا تہا جو از روے دفعہ ۳۷۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے - اسمقدمہ کی تجویز مناسب طور پر نہین کی گئی - اس قسم کے مقدمات مین جن مین جہوٹا الزام بہسلاے جانے ایسی عورت کا باسانی لگایا جا سکتا ہے جو منکوحہ بیان کی گئی مگر امکانا محض آشنا ہو عدالت کو چاہیے کہ محض بیان مستغیث اور عورت سے بہتر شہادت طلب کرے ہم تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتے ہین اور یہ ہدایت کرتے ہین کہ تحقیقات مزید روبرو کسی مجسٹریٹ ضلع مجاز کے (علاوہ سید مظہر علی کے) کیجاوے جو یا تو مقدمہ کی تحقیقات خود کرے یا اگر اوسکی یہ راے ہو کہ مقدمہ حسب دفعہ ۳۷۶ ثابت ہے مطابق اوسکے عمل کرے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

پنچایتی اکہاڑہ کلان اوداسی سری ست گرو نانک نروان نیچ پر میشر واقع کیسٹ گنج شہر الہ آباد بذریعہ مہنت سوتی رام و مقامی ہرداس و مہنت نراین داس و مہنت سوتی پرکاس و مہنت گوکلداس و مہنت گنگا رام و ایشر داس کارپردازان مقامی و مہنتان اکہاڑہ مذکور (مدعیان)

بنام

گوری کنور و یک کس دیگر (مدعا علیہما)*

۹ دسمبر ۱۸۹۶ع فیصلہ کتاب انگریزی ۱۶۷

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۵ - کمیٹی - جماعت سند یافتہ - جماعت غیر سند یافتہ - ترتیب نالش -

* اپیل دوم نمبر ۳۰۴ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ڈبلیو ٹیر بیٹ صاحب جج ضلع الہ آباد مورخہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری ایچ ڈیوڈ صاحب منصف الہ آباد مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء -

۱۸۹۶ء
پنچایتی اکھاڑہ وغیرہ
بنام
گوری کنور

وہ جماعت جس سے مقصود مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے ایک ایسی جماعت ہے جسکا ذکر قانون انگلستان مین ہے یعنی ایسی جماعت جو سابقہ رضامندی صریح بادشاہ کے قایم کی گئی ہو یا وہ ایسے زمانہ قدیم سے چلی آئی ہو کہ منظوری بادشاہ قیاس کیجا سکے۔

جو نالش کہ منجانب کسی جماعت غیر رجسٹری شدہ یا غیر سند یافتہ کے ہو اوسمین نام ہر ممبر کا جماعت کے ظاہر کئے جانے چاہئیں اگر ایسا نکیا جاوے اور اگر جماعت سند یافتہ یا ایسی کمپنی ہو جو از نام کسی عہدہ دار یا کسی امین کے نالش کرنے کی مجاز ہو یا اوسپر نالش ہو سکتی ہو اوسا سطرح پر احکام دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہون تو وہ عرضیدعوی ناجایز ہے۔ مقدمۂ کیلاش چندر بنام الیس (۱) و محمڈن ایسوسی ایشن میرٹھ بنام بخشی رام (۲) و یوسف بیگ بنام بورڈ آف فارین مشنس پریسبیٹرین چرچ امریکہ (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات اسمقدمہ کے تجویز عدالت مین بخوبی مندرج ہین۔

منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹان۔

رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس ۔ یہ نالش نیلام بربناے ایک رہن نامہ مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء کے مدعیان اپیلانٹان نے دایر کی اونھون نے اپنے عرضیدعوی مین حسب ذیل بیان کیا "پنچایتی اکھاڑہ کلان اوداسی سری ست گرو نانک نروان پنچ پرمیشر واقع کیٹ گنج شہر الہ آباد بذریعہ مہنت سوتی رام و مقامی ہر داس و مہنت نراین داس و مہنت سوتی پرکاش و مہنت گوکلداس و مہنت گنگا رام و مہنت ایشر داس کار پردازان مقامی و مہتممان اکھاڑہ مذکور" عرضیدعوی مین یہ تحریر ہے کہ گو رہنہ پنچایتی اکھاڑہ کلان اوداسی واقع محلہ کیٹ گنج شہر الہ آباد سے جو باہتمام مدعیان ہے لیا گیا اور رہن اوسکے حق مین کیا گیا۔ مدعا علیہا بوقت سماعت حاضر نہین ہوئے لیکن عدالت مرافعہ اولی نے تجویز عدالت ہذا صادرہ مقدمہ یوسف بیگ بنام بورڈ آف فارین مشنس پریسبیٹرین

---

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۰ صفحہ ۵۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۰۲۔

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۰۔

۱۸۸۴ء
پنچایتی اکہاڑہ وغیرہ
بنام
گوری کنور

جسٹس نیوبارک (۱) پر استدلال کرکے نالش کو ڈسمس کیا عدالت موصوف کی یہ رائے ہوئی کر کہ اکہاڑہ پنچایتی جماعت سند یافتہ نہیں ہے اور اوسکو منصب قانونی نالش کرنیکا نہیں ہے اس ڈگری کو عدالت مرافعہ اولی نے بحال رکہا۔

اس اپیل دوم مین بحث کی گئی کہ اکہاڑہ پنچایتی ایک جماعت سند یافتہ بوجہ قدامت کے ہے اور اوسکو استحقاق ہے کہ جماعت کے نام سے نالش کرے بلحاظ اہم ہونے اوس بحث کے جو پیش کی گئی اور اس امر کے کہ اوسکا فیصلہ مذہبی جماعت ہاے کثیر التعداد پر موثر ہوگا جو مشابہ جماعت مدعیان ہین اور جو جیسا کہ ہمکو معلوم ہوا اب تک اوس طریق سے نالش کرتی رہی ہین کہ جس طریق سے مدعیان نے یہ نالش کی ہے اور اوسپر نالش ہوتی رہی ہے ہمنے اپنی تجویز پر غور کرنے کے لئے مہلت لی بعد بخوبی امر مذکور پر غور کرنے کے ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعیان ایک جماعت سند یافتہ حسب مراد مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہین۔

اکہاڑہ پنچایتی مطابق تجویز عدالت اپیل ماتحت کے ایک جماعت مقلدان گرو نانک کی ہے جو پندرہوین صدی مین پیدا ہوئے تھے بعض مقلدان گورو موصوف مقامی ہین وہ دا دستند کرتے ہین اور جایداد غیر منقولہ حاصل کرتے ہین اور کہانا اور کپڑا دیگر پیروان گرو نانک کو جو ملک مین پہرتے رہتے ہین دیتے ہین یا دیگر طور پر آمدنی کار خیر مین صرف کرتے ہین ممکن ہے کہ ایسی جماعت حسب سول لا (قانون روم) کے کارپوریشن (جماعت سند یافتہ) ہو مگر وہ کارپوریشن حسب قانون انگلستان کے نہین ہے۔

سول لا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کارپوریشن محض فعل اور بمرضی خود شرکا ء کے مرکب ہوتی تہین بشرطیکہ اونکا یکجا ہونا خلاف قانون نہو کیونکہ اوس صورت مین وہ مجمع خلاف قانون ہوجاتا تہا یہ ظاہر نہین ہوتا کہ بادشاہ کی منظوری واقعی واسطے قایم کرنے جماعت ہاے مذکور کے ضروری تہی (دیکہو اسٹیونس صاحب کی تشریح قوانین انگلستان جلد ۳ صفحہ ۔ طبع ہشتم) لیکن انگلستان مین بادشاہ کی منظوری واسطے قایم کرنے ہر جماعت کے ضروری ہے خواہ وہ منشاً ہو یا صریحاً (دیکہو صفحہ ۔ کتاب مذکور) اس قسم کی منظوری بصورت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۴۔

۱۸۹۰ء
پنچایتی اکھارہ وغیرہ
بنام
گوردت گنوہ

ایسی جماعتون کے جو قدیم سے چلی آتی ہین قیاس کیجاتی ہے یعنی اون جماعتون کے جو بحیثیت کارپوریشن ایسے وقت سے چلی آتی ہین کہ جسوقت کی یاد کسی آدمی کو خلاف اسکے نہین ہے اور اسوجہ سے قانوناً یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ بطریق مناسب قایم کی گئی تہین کیونکہ گو اوسکے ممبر کار کوئی قانونی سند قایم ہوئے جماعت کی نہین دکھلا سکتے مگر بصورت ایسے قدیم زمانہ کے قانوناً یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ کسی وقت مین سند ہوگی اور یہ کہ بوجہ مختلف اتفاقات کے جو زمانہ دراز مین وقوع مین آتے ہین وہ سند گم یا تلف ہوگئی (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۸) ہماری راے مین وہ جماعت جس سے مراد مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے اوس جماعت سے مراد ہے جو قانون انگلستان مین مدنظر ہے یعنی ایسی جماعت جو بمنظوری صریح بادشاہ کے قایم کی گئی ہو یا ایسی قدیم ہو کہ منظوری بادشاہ قیاس کیجا سکتی ہو یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ پنچایتی اکھاڑہ منظوری حاکم وقت سے قایم کیا گیا تہا اور ایڈووکیٹ

۱۷۰ وکیل اپیلانٹان نے صاف طور پر یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ ابتدا۔ مدعیان کی جماعت کی بادشاہ کی منظوری سے قایم نہین کرسکتا۔ مزیدبران قدامت اس جماعت کی ہماری راے مین ایسی نہین ہے کہ وہ کارپوریشن بوجہ قدامت کے ہوجاے۔ چونکہ مدعیان کی جماعت نہ تو کارپوریشن ہے اور نہ اوسنے اپنی رجسٹری کرائی ہے کہ جس سے وہ ایسی ''کمپنی ہو جو مجاز نالش کرنے کی ازنام کسی عہدہ دار یا امین کے ہو یا اوسپر نالش ہوسکے'' لہذا ہم مجبوراً یہ تجویز کرتے ہین کہ نالش صحیح طور پر ڈسمس کی گئی۔

فیصلہ پیکاک صاحب چیف جسٹس بمقدمہ کیلاش چندر راے بنام ایس (۱) ایک سند واسطے تجویز کرنے اس امر کے ہے کہ اوس نالش مین جو منجانب کسی کمپنی غیر رجسٹری شدہ یا جماعت غیر سندیافتہ کے ہو اصلی ممبر کار جماعت بیان کیے جانے چاہیین اور اگر ایسا نہ کیا جاے اور اگر جماعت مذکور ایسی جماعت یا کمپنی نہو جسکو اجازت نالش کرنے کی یا جسپر نالش کیے جانے کی ازنام کسی عہدہ دار یا امین کے ہو اور اوس سے احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق ہون تو دعوی بے ضابطہ ہے جیسا کہ اسٹیونس صاحب کی کمنٹری مین تحریر ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۰ طبع ہشتم) حقوق و مراعات جماعت سندیافتہ کے کسی ''ایسے گروہ

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۳۴۳ —

۱۸۷۸ء

پنچایتی اکھاڑہ وغیرہ بنام گوری کنور

اشخاص سے متعلق نہین ہوتے جنکو سند حاصل نہو گو کیسا ہی اونکو تعلق باہمی بلحاظ حیثیت مدنی کے ہو یا کیسا ہی اتفاق اون مین بذریعہ معاہدہ کے ہو گو کوئی جماعت اشخاص بذریعہ اقرار باہمی کے واسطے اغراض عام کے یکجا ہوں اور چندہ دیکر ایک سرمایۂ عام مہیا کرین اور اپنے لئے خود قواعد واسطے انتظام اپنی جماعت کے مقرر کرین مگر ان سب باتون سے وہ مستحق اسکے نہین ہوتے کہ اونکے ساتھ یہ رعایت ہو کہ وہ نالش بحیثیت مجموعی کر سکین یا اونپر نالش کیجاے"۔

چنانچہ بمقدمہ مستند عدالت ماتحت یعنی مقدمہ یوسف علی بیگ بنام بورڈ آف فارین مشنس وغیرہ (۱) یہ تحریر ہے کہ اس قسم کے گروہوں کو جو دعوی اون مراعات اور حفاظت کا کرتے ہوں جو جماعت ہاے سند یافتہ کو قانوناً عطا کیے گئے ہین لازم ہے کہ باحتیاط اپنی جماعت کے لئے سند حاصل کرین اور اسطریق سے رجسٹری کراوین کہ وہ اشخاص جو اونکے ساتھ کاروبار کرین یا جنکو اونسے تعلق ہو یہ جان سکین کہ وہ کنپر نالش کرتے ہین یا کسنے اونپر نالش کی ہے"۔

ہم حوالہ مقدمہ محمدن ایسوسی ایشن میرٹھ بنام بخشی رام (۲) کا بھی دینگے۔

جیسیکہ اوس مقدمہ مین تجویز ہوئی اور جیسی کہ تجویز اس مقدمہ مین ہونی چاہیے مدعی کی جماعت کو بذات خود کوئی ایسا منصب قانونی حاصل نہین ہے کہ وہ نالش جماعت کے نام سے بذریعہ بعض اوسکے شرکا کے کر سکے۔ چونکہ نالش از نام خود جماعت کے دائر کی گئی اور یہ نہین بیان کیا گیا ہے کہ وہ نالش بعض اشخاص نے منجملہ اشخاص کثیر التعداد کے جنکو ایک ہی حق حاصل ہے دائر کی ہے لہذا دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہین ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ اس مقدمہ مین استدعاے اجازت نالش بموجب دفعہ مذکور کے نہین کی گئی تھی۔ ۱۷۱

بوجوہ مذکورہ بالا ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ یہ اپیل ساقط ہوتا ہے اور ہم اوسکو بلاخرچہ کے ڈسمس کرتے ہین کیونکہ رسپانڈنٹان کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۰۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۴۲۔

پریوی کونسل ۱۸۹۶ء ۱۰ نومبر و ۲ دسمبر
صفحہ کتاب نگرانی ۱۷۱

پریوی کونسل

بندلیشری نایک مدعا علیہ (اپیلانٹ) بنام گنگا سرن ساہو وغیرہ مدعیان (رسپانڈنٹان) †

بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی

تعبیر معاہدہ مندرجہ رہن نامہ متعلقہ سود غیر ضروری ہوئی حسب دفعہ ۱۷ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء رجسٹری اون درخواستون کی جو کارروائیات عدالتی مین داخل کیجائین

ایک رہن نامہ مین بعبارت عام بلا کسی تعین میعاد نسبت اوسکے قائم رہنے کے یہ اقرار تھا کہ سود اصل رقوم قرضہ پر محسوب ہوگا اور نیز یہ اقرار تھا کہ بصورت عدم ادائے بروقت اختتام ہر سال کے مرتہنان کو اختیار ہوگا کہ سود غیر مودی کو بطور زر اصل کے تصور کرین اور اوسکو جائداد مرہونہ سے وصول کرین مطابق عبارت دستاویز مذکور جبکہ اوسکے جملہ مضامین اور شرائط پر غور کیا جاوے یہ تعبیر صحیح نہین ہے کہ بر طبق آئندہ قسط سکے جو واسطے ادائے زر کے مشروط تھا سود اصل رقم پر بشرح معاہدہ محسوب ہونا موقوف ہو جائیگا۔

مقدمہ متھرا داس بنام راجہ نرپندر بہادر پال (۱) کا حوالہ دیا گیا اور اوسکی پیروی کی گئی۔ دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء مناسب کارروائیات عدالتی سے متعلق نہین ہے عام اس سے کہ وہ بیانات داخلہ فریقین یا احکام صادرہ عدالت ہون۔

اپیل ہائے متخالف بنا راضی دو دگر بات (۹- مارچ سنہ ۱۸۹۳ء) عدالت ہائی کورٹ شمول ترمیم ڈگری (۳۰- جون سنہ ۱۸۹۹ء) صادرہ جج ماتحت مقام گورکھپور

۱۷۲ اپیلہائے ہذا از روے ایک حکم اجلاس کونسل مورخہ ۹- مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کے یکجا کیئے گئے۔ مدعیان گورکھپور کے مہاجن ہین۔ بیرن نایک (جو اثنائے کارروائیات نالش مین فوت ہوا) اور اوسکا پسر بندلیشری نایک مدعا علیہما تھے۔ دعوی بربنائے دو دستاویزات متضمن رہن ایک موضع و حصص واقع ہوا اضلاع بستی و داری کے دائر کیا گیا۔ دستاویز اول مورخہ ۱۴- اگست سنہ ۱۸۸۰ء جسکی روے مبلغ ۰۰۰-۰-۵ زر قرضہ محفوظ کیا گیا جو دو سال مین معہ سود بشرح ۱ رو ماہوار واجب الادا تھا اور دستاویز ثانی مورخہ ۳- مئی سنہ ۱۸۸۲ء ہے جسکی روے مبلغ ۰۰۰-۰-۶۶ زر قرضہ محفوظ کیا گیا جسکا ادا کرنا اوس تاریخ پر جبکہ قرضہ اول واجب قرار پایا تھا معہ سود بشرح مذکور

† بہ اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب

(۱) لا رپورٹ اپیلیٹ جلد ۲۳ صفحہ ۳۸ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۹

۱۸۹۷ء
بندیسری ایلہ
بنام
گنگاسرن ساہو

ہر دو رہن ناموں سے مع بالوفاتے اور شرائط مندرجہ دستاویز اول رہن ثانی سے متعلق کیے گئے تھے ۔ جملہ امور تجویز حکام عالیمقام مین مندرج ہین ۔

خاص امر جو بر طبق اپیل ہذا فیصل کیا گیا اوس معاہدہ کی تعبیر سے متعلق ہے جو واسطے ادائے سود کے تھا اور اس امر سے کہ آیا سود مذکور بعد گذرنے اوس تاریخ کے جو ابتدا از واسطے ادا کرنیکے مقرر کی گئی قابل الادا تھا یا نہین ۔ دوسرا امر جسکا جواب بنا بر فیصلہ ہائی کورٹ تھا) یہ تھا کہ آیا اون درخواستون کی جو مرتہنان نے اثنائے کارروائیات بیعبات مین بغرض عطائے مہلت کے داخل کین اس غرض سے کہ وہ شہادت مین بقدر ہذا مطابق دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ۱۸۷۷ء قابل پذیرائی ہون رجسٹری ہونی چاہیے تھی یا نہین ۔

بتاریخ ۱۸ جنوری ۱۸۷۹ء مرتہنان نے حسب دفعہ ۸ - آئین نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۰۶ء درخواست بیعبات پیش کی اور اس درخواست مین یہ بیان کیا کہ قرضہ غیر سودی بقدر [illegible] کے تھا لیکن ضابطہ مقررہ پر عمل نہین کیا گیا ۔ بعدازان مرتہنان نے واسطے منہائی مبلغ [illegible] کے اپنے دعوی سے درخواست کی ۔

بتواریخ مابعد یعنی بتاریخ ۳ - ستمبر ۱۸۷۹ء و ۴ - دسمبر ۱۸۷۹ء و ۵ - اپریل ۱۸۸۱ء و ۲۳ - مئی ۱۸۸۲ء و ۱۵ - اپریل ۱۸۸۶ء و ۱۵ - مئی ۱۸۸۶ء اوسی عدالت مین درخواستین پیش کی گئین جن مین اقرارنامجات مابین فریقین مندرج تھے جنکی رو سے یہ معاوضہ اون رقوم کے جنکے عوض بیعبات کی جاسکتی تھی کیونکہ ہر درخواست مین زر یافتنی معین کیا گیا تھا میعاد ادائے قرضہ کی وقتاً فوقتاً توسیع کی گئی تھی سود واجب جو غیر سودی تھا بہ اوقات مذکور اصل مین شامل
۱۷۳ کیا گیا تھا اور کل رقوم پر سود بشرح مقررہ دستاویزات بدر لگایا گیا ۔ درخواست آخرالذکر مین یہ قرار پانا بیان کیا گیا تھا کہ مبلغ [illegible] اوس وقت تک بابت اصل و سود دونون کے واجب تھے اور یہ کہ راہن برطبق اسکے کہ مرتہنان اوسکو میعاد عطا کرین ذمہ دار رقم مذکور کا معہ سود بشرح مبلغ [illegible] ماہوار کے ہوجاے میعاد مذکور تین ماہ مزید کی تھی کہ جسکے اختتام پر برطبق عدم ادائے اصل و سود کے مرتہنان بذریعہ کرنے کارروائیات مناسب کے مالک اراضی مرہونہ کے ہوجائین ۔

بعد قصور ادا بتاریخ ۱۲ - دسمبر ۱۸۸۶ء نالش ہذا بدعوی مبلغ [illegible] دائر کی گئی امور تنقیح طلب حسب ذیل ہین ۔ آیا بیعبات رہن عمل مین آئی تھی یا نہین ۔ آیا کل

۱۹۰۶ء
بندھشیری نائک
بنام
گنگا سرن ساہو

زر رہن ادا کیا گیا یا نہین - آیا سود مناسب طور پر محسوب کیا گیا تھا یا نہین -

ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ کارروائیات بیعبات کا کوئی نتیجہ نہین ہوا اور یہ کہ اصل و سود اب تک غیر مودی ہے - لیکن عدالت مرافعہ اولیٰ نے اقبالات مندرجہ درخواست ہاے میعاد مزید کی نسبت یہ تصور کیا کہ وہ حالت مجبوری قرضداران سے فائدہ اوٹھا کر حاصل کئے گئے تھے اور ڈگری صرف مبلغ للعہ کی بطور رقم یافتنی کے صادر کی -

بر طبق اپیل ہاے فریقین کے ڈویزن بنچ عدالت ہائیکورٹ نے بہ حوالہ درخواست ہاے مہلت رقم مندرجہ درخواست آخر کو بطور رقم اقراری تصور کیا - حکام موصوف نے وجوہ ذیل بیان کئے -

بمقدمہ ہذا بحث مدعیان یہ ہے کہ رقم اکا للعہ کی بطور زر اصل کے تصور کیجانی چاہیے - تمسک مورخہ اگست ۱۸۷۴ء مین یہ اقرار ہوا تھا کہ جب ادائے سود مین قصور واقع ہو تو مرتہنان مستحق ہونگے کہ سود مذکور کو اصل مین شامل کرین اور اوسکو بطور زر اصل کے تصور کرین - شرائط تمسک اول بذریعہ تمسک ثانی تمسک آخر الذکر سے متعلق کی گئی تھین باوجودیکہ تمسکات سے منشا ادائے سود مابعد تاریخ وعدہ کا معلوم نہین ہوتا اور باوجودیکہ رقم مذکور کے بڑھنے جزو یعنی مبلغ اکا للعہ مین سود تاریخ مابعد بالضرور شامل ہوگا

۱۷۴ تاہم ہماری رائے مین فریقین کے لئے ایک جانب یہ اقرار کرنا جائز تھا کہ توسیع اوس میعاد کی کیجائے جبکہ قطعی طور پر درخواست بغرض بیعبات گذر سکتی ہے اور بجانب دیگر بمعاوضہ توسیع میعاد مذکور) یہ اقرار کرنا جائز تھا کہ ابتدائی رقوم زر اصل بذریعہ اون اضافہ کرنے سود بشرح مندرجہ تمسک کے بڑہائی جائین اور سود بطور اوس زر اصل کے تصور کیا جاے جو بذریعہ تمسک کے محفوظ کیا گیا اور یہ اقرار کرین کہ سود و رقم مذکور کا بوقت مقررہ ادا کیا جاے - بجانب مدعا علیہم عدالت ہذا مین یہ بحث کی گئی کہ چونکہ رجسٹری اون درخواستون کی (بشمول درخواست ۱۵ - مئی ۱۸۸۹ء) جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے نہین کی گئی لہذا اون پر نالش ہذا مین لحاظ نہین کیا جا سکتا تھا نہ اونپر عمل کیا جا سکتا تھا - ہم اس حجت سے اتفاق نہین کرتے وہ مقدمہ جو بتاریخ ۱۰ - جنوری ۱۸۷۹ء دائر کیا گیا اوس عدالت کے روبرو تھا جس مین کارروائیات مذکورہ دائر کی گئی تھین اور فریقین مقدمہ مذکور بالکل مجاز تھے کہ وقتاً فوقتاً درخواستین متضمن اون مسابات کے پیش کرتے جن کی بنا پر عدالت عمل کر سکتی تھی اور کوئی

ضرورت اون درخواستون کی رجسٹری ہونے کی نہتی - ایکٹ رجسٹری ہند کا ہرگز یہ منشار نہین ہو سکتا تہا کہ فریقین مقدمہ پر جو کسی عدالت دیوانی مین دائر ہو یہ لازم ہو کہ رجسٹری اون حسابات کی کراوین جو بالاتفاق واسطے ہدایت عدالت کے تحریر کئے گئے ہون گو وہ حسابات متعلق ایسے مطالبہ کے ہون جو جائداد غیر منقولہ پر ہو ہماری راے مین درخواست ہاے مذکور ملاحظہ اور موثر کیجا سکتی ہین - اگر مرتہنان بر بناے اقرار ہاے مندرجہ درخواست ہاے مذکور مہلت ندیتے تو نامبردگان بذریعہ بیعبات یا دیگر کارروائیات کے مستحق دلا پانے اصل و سود مندرجہ معاہدہ رہن اور ہرجہ کے بعوض سود کے بوجہ عدم ادائے زر اصل بتاریخ معینہ ہوتے - بمقدمہ ہذا راہنان نے وقتاً فوقتاً بذریعہ منظور کرنے حسابات رقم واجب کے توسیع میعاد حاصل کی اور اب وہ یہ چاہتے ہین کہ مرتہنان کو اوس معاوضہ سے محروم کرین جسکی بنا پر توسیع میعاد کی گئی اور یہ چاہتے ہین کہ مرتہنان کا حق اوس قدر پر محدود ہو جسکے وہ بلحاظ حد سماعت بربناے محض دو معاہدات رہن کے مستحق ہوتے اوسوقت فریقین کا یہ منشار نہ تہا - جج ماتحت نے بربناے مبلغ [illegible] کے ۱۷۵
زر ڈگری کا حساب نہین کیا اور اونکی یہہ راے ہوئی کہ راہنان مجبور تہے اور مرتہنان نے فائدہ غیر واجب اونکی مجبوری کا حاصل کیا اور یہ کہ بحیثیت عدالت انصاف کے اونکو دست اندازی کرنی چاہیے ہماری توجہ کسی شہادت پر مائل نہین کی گئی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ کوئی فائدہ غیر واجب حاصل کیا گیا تہا -

سنہ ۱۸۷۹ء مین ایک جانب مرتہنان بغرض حاصل کرنے بیعبات کے وہ کارروائیات کر رہے تہے جسکی ازروے آئین ہفت دہم سنہ ۱۸۰۶ء کے اجازت ہے اور بجانب دیگر راہنان خواہشمند حاصل کرنے مہلت کے تہے - جو کچھ کہ کیا گیا یہ تہا کہ اس شرط پر کہ سود بشرح مندرجہ تمسکات بدستور قابل الادا رہے اور سود مذکور اصل مین شامل کیا جاے مہلت دی گئی - ہماری راے مین جج ماتحت کا یہ خیال کرنا صحیح نہ تہا کہ مرتہنان نے کوئی فائدہ غیر واجب حاصل کیا - ہماری راے مین انتظام باہمی فریقین اسطرحپر نافذ ہو سکتا ہے کہ ہم ڈگری حسب دفعہ ۸۶ - ایکٹ انتقال جائداد کے صادر کرین اور رقم مذکور بقدر [illegible] کے معہ سود بالاے زر مذکور بشرح عہ ماہوار - ۱۵ مئی سنہ ۱۸۹۶ء سے تین ماہ تک قرار دین اور اوس رقم مین جسکے ادا کرنے پر انفکاک رہن حاصل ہو سکتا ہے خرچہ کی

۱۸۹۶ء
بندیشری نایک
بنام
گنگا سرن ساہو

مدعیان بابت اوس رقم کے شامل کرین جسکی بابتنے ڈگری کی ہے مدعاعلیہم کو مہلت ادائے زرڈگری کی اندر چہ ماہ کے اوس تاریخ سے جب کہ وہ رقم جو از روے حساب مرتبہ سررشتہ ہذا قرار دیجاے ملے گی۔ ڈگری حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جائداد تیار کیجائیگی حساب تیار کرنے مین خرچہ رسدی مدعاعلیہم بعدالت ہذا اور بعدالت ماتحت نسبت اوس جزو دعوی کے جو بابتنے نامنظور کیا اوس رقم سے مجرا کیا جاے گا جو منجانب مدعاعلیہم قابل ادا ہے۔ اصول بالا اپیل سے متعلق کیا جاے گا۔ بقدر متذکرہ بالا اپیل مدعیان معہ خرچہ رسدی منظور کیا جاتا ہے اور اپیل مدعاعلیہم معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے

برطبق اپیل ہذا۔

۱۷۳ منجانب اپیلانٹ مسٹر جی ایچ اے راس نے یہ بحث کی کہ وہ درخواستین جو کارروائیات بیعبات مین داخل کی گئین اور جبنے مابین فریقین کے ایسے معاملات ہوے جنکا اثر جائداد غیر منقولہ پر پہونچتا تھا داخل دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری نمبر ۳ ۱۸۷۷ء کے تعین اقرار مندرجہ درخواست ہاے مذکور جو علاوہ شہادت کے بناے فیصلہ مندرجہ تجویز عدالت ہائی کورٹ تصور کیا گیا ناکافی ہے۔

مسٹر جے ڈی مین منجانب رسپانڈنٹان۔ اون درخواستون کی جو کارروائیات عدالتی ہوون کچھ ضرورت رجسٹری کی نہین ہے کوئی بحث بر بناے تعبیر معاہدہ اداے سود یعنی یہ کہ سود اوس تاریخ سے جو واسطے ادا کرنے قرضہ کے مقرر تھی قابل دعوی بشرح معینہ نہین رہا از روے فیصلہ مقدمہ متہرا داس بنام راجہ نرپندر بہادر پال (۱) جسکی بنا پر تجویز نسبت امر ہذا بمقدمہ نرپندر بہادر پال بنام خادم حسین (۲) منسوخ کی گئی ممنوع ہے۔

بعد ازان بتاریخ ۸ - دسمبر ۱۸۹۶ء تجویز حکام عالی مقام لارڈ واٹسن صاحب نے صادر فرمائی۔

بھیرون نایک متوفی اور اوسکے پسر و وارث بندیشری نایک نے جو اپیلانٹ

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۸ - و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۹ (۱۸۹۲ء)

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۷ صفحہ ۵۸۱ (۱۸۹۵ء)

۱۸۹۶ء
بندیشری ناتھ بنام گنگا سرن ساہو

حال یہ ہے کہ بتاریخ ۱م۔ اگست ۱۸۸۵ء کو ایک رہن نامہ بشکل بیع بالوفا بحق دیبی پرشاد متوفی جسکا اب رسپانڈنٹ ان گنگا سرن ساہو و رام سرن ساہو قایم مقام ہین اور بحق دیگر رسپانڈنٹ یعنی گوسائین سوتی گرا کے تحریر کیا از روے شرایط دستاویز مذکور راہنان نے یہ تسلیم کیا کہ "رقم جو قرض لی گئی بقدر مبلغ ۵۰۰ر سکہ رایج الوقت کے ہے اور سود بابت اس رقم کے بشرح عہ فیصدی ماہوار ادا کیا جائیگا" اور یہ کہ نامبردگان نے بابت اوسکے ایک رہن نامہ بیع الوفا کل موضع رام نگر اور چند دیگر حصص اراضیات کا (جنکی تفصیل کی ضرورت نہین ہے) دو سال کی میعاد کے لئے تاریخ امروزہ سے بہ اقرار انفکاک حصص مرہونہ بذریعہ ادا کرنے یکمشت کل رقم مذکور کے بوقت مقررہ یا اندر اوس میعاد کے تحریر کیا"۔ دستاویز مین یہ شرط تہی کہ اگر نامبردگان بوقت مقررہ ادا کرنے زر اصل سے قاصر رہین تو صرف بعوض زر مذکور بیعبات حصص مذکور ہو جاے اور نامبردگان ہر سال سود ادا کیا کرینگے اور یہ کہ بصورت عدم ادائے سود کے اختتام ہر سال پر داینان کو اختیار ہوگا کہ اوسکو بطور زر اصل کے تصور کرین اور اوسکو معہ سود ہماری ذات اور ہماری دیگر جایداد اور نیز جایداد مرہونہ سے وصول کرین"۔ ۱۷۷

از روے دیگر رہن نامہ بیع الوفا مورخہ ۳۔ مئی ۱۸۸۶ء کے جسمین دستاویز سابق مورخہ ۱م۔ اگست ۱۸۸۵ء کا حوالہ ہے اپیلانٹ اور اوسکے پدر نے اونہین داینان سے "ایک اور رقم مبلغ ۲۰۰ر سکہ رایج الوقت اس اقرار سے قرض لی کہ سود بابت اوسکے بشرح عہ فیصدی ماہوار ادا کرینگے اور ہم اس روپیہ کو شرایط رہن نامہ بیع بالوفا سابق مین یہ این اقرار شامل کرتے ہین کہ ہم اوسکو معہ رقم دستاویز سابق کے ادا کرینگے اور بصورت عدم ادائے زر دستاویز اول یا دستاویز ہذا کے مطابق شرایط دستاویز سابق کے حصص مذکور بعوض زر ہر دو دستاویز بیعبات ہو جاینگے اور بیع مذکور قطعی ہو جائیگی"۔

میعاد مقررہ دستاویز اول جو دونون دستاویزون سے متعلق کی گئی تہی تاریخ ۱م۔ اگست ۱۸۸۷ء کو ختم ہوئی۔ چونکہ روپیہ ادا نہین کیا گیا لہذا داینان نے بتاریخ ۱۸۔ جنوری ۱۸۸۸ء ایک درخواست بعدالت جج ماتحت گورکہپور بدین استدعا پیش کی کہ اولاً حکمنامہ معمولی بہ عطاے میعاد ایک سال بنام راہنان جاری کیا جاے اور یہ کہ اگر نامبردگان مبلغ ۰۰۰ر زر اصل و سود جسکا دعوی اوسوقت بطور رقم باقی کے کیا گیا معہ سود آیندہ و خرچہ بیعبات کے جمع کرنے سے قاصر رہین تو حکم بدین استقرار صادر ہو کہ بیعبات ہو گئی۔ مسل مین ثبت

سنہ ۱۸۹۷ء
سند بیشری نایک
بنام
گنگا سرن کساہو

دستخط صاحب جج یہ امر مندرج ہے کہ درخواست مذکور کو اپیلانٹ حال اور اوسکے پدر نے تسلیم کیا تھا۔

بتاریخ ۳۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء کو دائنان نے ایک درخواست بدین بیان داخل کی کہ نامبردگان نے دو رقوم کرجو ملکر بقدر [illegible] کے ہوتی تہین دو اشخاص سے وصول پائین جنمین سے ایک نے مسلم موضع رام نگر اور دوسرے نے آٹھ آنہ حصہ موضع ٹھیکا راہنان سے خرید کیا تھا۔ چنانچہ
۱۷۸ نامبردگان نے یہ استدعا کی کہ مبلغ [illegible] رقم متدعویہ مندرجہ اصل درخواست نامبردگان سے منہا کیا جائے اور موضع رام نگر اور آٹھ آنہ حصہ موضع ٹھیکا بیعناب سے مستثنی کیا جائے اور یہ کہ بقیہ جایداد راہنان مستوجب بیعیات بابت اوس رقم بقیہ کے تجویز کیجائے جسکا نامبردگان نے اولاً دعوی کیا تھا۔ تصدیق رضامندی راہنان کی نسبت درخواست مذکور کے بذریعہ دستخط صاحب جج کے کیگئی تہی۔

بعد انقضام سال رعایتی کے جو نامبردگان کو واسطے حوالگی یا ادا کرنیکے دیا گیا تھا راہنان نے مابین ۴۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء و ۱۵ مئی سنہ ۱۸۹۷ء کے وقتاً فوقتاً کم سے کم عدالت مین پانچ درخواستہائے متضمن بہ استدعائے مہلت مزید کے پیش کین۔ عدالت موصوف نے ان درخواستون کو برضامندی دائنان خواہندگان بیعیات کے منظور کیا اور ساتہہ مسل بیعیات کے شامل کئے جانیکی ہدایت کی۔ درخواستہائے مذکور مین سے ہر ایک مین راہنان نے کل رقم زر اصل و سود جو بتاریخ درخواست اونکے بموجب دو رہن ناموجات کے واجب تہی بعد منہا کرنے اون رقوم کے جو مشتریان نے نامبردگان کے حساب مین ادا کی تہین تحریر کی وہ رقم جو نامبردگان نے اپنی درخواست آخر مورخہ ۱۵ مئی سنہ ۱۸۹۷ء مین تحریر کی بقدر مبلغ [illegible] کے تہی۔ اوسوقت برضامندی دائنان راہنان نے توسیع میعاد واسطے تین مہینہ کے حاصل کی لیکن نامبردگان حسب دستور ارسال یا ادا کرنے زر کے اندر اوس میعاد کے قاصر رہے جو اونکو دیگئی تہی۔

بتاریخ ۱۱۔ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء دائنان نے اپنی عرضی دعوی نالش ہذا بدین استدعا داخل کی کہ یا تو اونکو قبضہ اس بنا پر ملے کہ از روے کارروائیات سابق بیعیات کامل ہوگیا یا اونکو معمولی ڈگری بیعیات کی ملے۔ نامبردگان نے یہ دعوی کیا کہ رقم باقی اونکی بقدر [illegible] کے تہی جواب مین راہنان نے ایک بیان تحریری داخل کیا جسمین اونہون نے اول مرتبہ یہ بیان کیا کہ رہنناموجات مذکور مین سود کی شرط نہین ہے یا بہر حال بعد میعاد مقررہ ادا کے

۱۸۹۵ء
ہندیشری نائک بنام گنگا سرن صاحب
۱۷۹

زر کے جو ام ۔ اگست ۱۸۸۲ء سے ہے نہیں ہے ۔ نابردگان نے اس امر سے انکار نہین کیا کہ اونھون نے اپنی درخواستہاے متواتر مین جنکا پیشتر ذکر کیا گیا برابر یہ تسلیم اور بیان کیا ہے کہ بموجب دستاویزات ما بہ البحث کے اونکو استحقاق انفکاک بجز ادا ے رقوم زر اصل معہ سود بشرح ما عـ فیصدی سالانہ تا وقت بیباقی نہین ہے اور یہ کہ بسبب اقبال اور بیان مذکور کے اونھون نے برضامندی اپنے دائنان کے توسیع میعاد حاصل کی ۔ لیکن اونھون نے یہ بحث کی کہ منجملہ کارروائیات عدالت ماتحت گورکھپور کے کسی کارروائی کا حوالہ نہین دیا جاسکتا اور نہ اوسکی بنا پر دعوی کیا جاسکتا ہے کیونکہ حسب فحواے دفعہ ۱۷ ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۷۷ء اونکی رجسٹری نہین کی گئی تہی ۔

یہ صاف طور پر نہین معلوم ہوتا ہے کہ آیا جج ماتحت کی یہ راے تہی کہ سود حسب رہن نامجات مذکور واجب تہا اور بنظر انسداد میعاد کے اوسکا ادا کیا جانا لازم تہا اگر اونکی یہ راے ہوتی تو اوسکے لیے لحاظ کرنا نسبت تاثیر اون بیانات اور اقبالات کے غیر ضروری ہوتا جو راہنان نے قبل اسکے بنظر حاصل کرنے مہلت کے کئے تہے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ رجسٹری کاغذات مذکور کی لازمی نہ تہی اور یہ کہ اقبالات مذکور پر عمل ہونا چاہیے لیکن چونکہ اونکی یہ راے ہوئی کہ دائنان نے فائدہ غیر واجب مجبوری راہنان کا حاصل کیا تہا لہذا اونھون نے بربناے اون وجوہ کے جنکو وہ عادلانہ بیان کرتے ہین یہ تجویز کی کہ دائنان مستحق صرف سود سادہ کے ہین اور راہنان کو اجازت انفکاک بر طبق ادا کرنے مبلغ للعہ ۱۲ ر کے اندر چھ ماہ کے عطا کی ۔

فریقین نے بناراضی تجویز مذکور بعدالت ہائیکورٹ الہ آباد اپیل کیا بوقت فیصل کرنے اپیلہاے متخالف کے عدالت نے (جسمین سر جان ایج صاحب چیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس شامل تہے) یہ راے ظاہر کی کہ منشاے رہن نامجات یہ نہین معلوم ہوتا کہ سود بعد تاریخ وعدہ کے ادا کیا جاے یعنی بعد اوس تاریخ کے جبپر ادا کرنا زر اصل قرضہ کا مشروط تہا ۔ لیکن حکام موصوف نے یہ تجویز کی کہ چونکہ راہنان نے وقتاً فوقتاً توسیع میعاد ادا بذریعہ اقبالات اس امر کے کہ سود رقم واجب مین شامل تہا حاصل کی لہذا نابردگان اپنے دائنان کو پابند ایسے حقوق کا نہین کر سکتے تہے جنکے وہ صرف حسب دو معاہدات رہن کے مستحق ہوتے ۔ حکام موصوف نے یہ تجویز کی کہ کاغذات عدالتی کی رجسٹری حسب ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ ضروری نہ تہی اور نیز یہ کہ جج ماتحت کی یہ تجویز

۱۸۹۶ء
ہند اشرفی نظائر
۱۸۰ الہ آباد
گنگا سرن صاحب

صحیح نہ تھے کہ فائدہ وغیر واجب بمقابلہ راہنان کے حاصل کیا گیا - چنانچہ حکام موصوف نے رقم [مبلغ] جسکا راہنان نے بتاریخ ۵ ا مئی ۱۸۹۱ء واجب ہونا تسلیم کیا تھا بناے حساب قرار دیکر وہ رقم کہ جسکا ادا کرنا واسطے انفکاک کے ضروری تھا زیادہ کر کے بقدر مبلغ [مبلغ] کے قائم کی -

عذر جو منجانب راہنان بتائید اپیل ہذا پیش کیا گیا صرف ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء پر مبنی تھا اور وہ عذر ہر دو عدالت ہاے ماتحت سے نا منظور ہوا تھا حکام عالی مقام کی راے مین مطابق مضمون رہن نامجات مذکور کے یہ مقصود نہ تھا کہ بوقت ختم ہونے میعاد ادا ے زر مذکور زر اصل پر سود جاری نرہے معلوم ہوتا ہے کہ حکام ذیعلم عدالت ہاے ماتحت نے وہ غلطی کی جسکی اصلاح عدالت ہذا نے بمقدمہ متھرا داس بنام راجہ نرندر بہادر رپال (۱) کی تھی یعنی اونھون نے اپنی توجہ صرف ایک فقرہ پر محدود کی بجاے اسکے کہ کل شرائط دستاویزات متعلقہ سود پر لحاظ کرین - مقدمہ حال مین از روے دستاویز مورخہ ۷ ا - اگست ۱۸۷۵ء کے جسکے جملہ شرائط اور مضامین دونون قرضہ جات سے متعلق کیے گئے ہین یہ الفاظ عام یہ قرار دیا گیا تھا کہ سود بشرح مبلغ [مبلغ] فیصدی سالانہ اصل رقوم قرضہ پر بلا کسی قید کے بابت زمانہ جاری رہے سود مذکور کے لگایا جاے اور نیز یہ قرار پایا تھا کہ بصورت عدم ادا بوقت معین اختتام ہر سال پر دائنان کو اختیار رہے کہ سود کو بطور زر اصل کے تصور کرین اور اوسکو جائداد مرہونہ سے وصول کرین - پس حکام عالی مقام کی راے مین دائنان کے لیے (جو اپیل ہذا مین رسپانڈنٹان ہین) استدلال کرنا اون اقبالات پر غیر ضروری تھا جو راہنان نے اثناے کارروائیات متعلقات مین کیے تھے -

گو بلحاظ اوس راے کے جو حکام عالی مقام نے قائم کی ہے یہ امر کہ آیا کاغذات مذکور بلا اونکی رجسٹری کیے جانے کے حسب احکام ایکٹ معصورہ ۱۸۷۷ء کے استدلال کیا جا سکتا ہے یا نہین خواہ مخواہ اپیل ہذا مین پیدا نہین ہوتا تاہم حکام عالیمقام نسبت امر کو کے یہ کہنا مناسب سمجھتے ہین کہ دے بعد سماعت تقریر کونسل کے نسبت اس امر کے مطمئن ہین کہ احکام دفعہ ۱۷ - ایکٹ مذکور خاص کاغذات عدالتی سے متعلق نہین ہین تمام

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۸

۱۸۰ سنہ ۱۸۹۶ء ہندمسری نائک بنام گنگاپرشاد ساہو

اس سے کہ اون مین بیانات مدخلہ فریقین یا احکام مصدرہ عدالت شامل ہون۔

بوجوہ مذکور حکام عالی مقام ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو ہم ادبانہ یہ مشورہ دینگے کہ وہ ڈگریات جنکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے بحال کی جائین اور اپیل ہاے کمجائی مع خرچہ ڈسمس کیجائین۔

اپیل ڈسمس کیئے گئے

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران بیرو وراجرس
سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹان مسٹران بایک وپیرٹ

صیغہ نظر ثانی فوجداری

سنہ ۱۸۹۶ء ۱۱ر دسمبر سفو کتاب انگریزی ۱۸۱

اجلاس سرجان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام فتح بہادر +

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵۔ اختیار سماعت۔ عدالت اپیل کا بوجہ کسی تعلق کے ناقابل ہونا در بارہ عطاے اجازت تجویز مقدمہ کے کسی عدالت ماتحت کو۔

بلحاظ دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے وہ تعلق جس سے کوئی عدالت مقدمہ کی تجویز

یا تجویز کے لیے سپرد کرنے کے ناقابل ہو مانع کسی عدالت اپیل کا در بارہ عطا کرنے اوس

اجازت کے نہوگا جو دفعہ مذکور میں مدنظر ہے۔

بمقدمہ ہذا استغاثہ بنام ایک شخص فتح بہادر کلارک ملازم کلب ممالک مغربی وشمالی بابت ایسے جرم کے کیا گیا جو حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا تھا اس جرم کا ارتکاب بابت اس روپیہ کے کیا گیا جو مملوکہ ممبران کلب تھا مستغیث کلب کا آنریری سکرٹری ہے۔ مقدمہ روبرو کنٹونمنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کے پیش ہوا جس بوجہ اسکے کہ وہ خود ایک ممبر کلب کا تھا اوس مقدمہ کو پاس صاحب سشن جج کے حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس غرض سے ارسال کیا کہ اونکی اجازت واسطے تجویز کرنے مقدمہ مذکور کے حاصل کرے صاحب سشن جج بھی

+ مقدمہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۳۰۹ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
فتح بہادر

ایک ممبر کلب کے ہین اور اونھون نے برطبق درخواست ہذا یہ تجویز کی کہ اقتناع سند درج دفعہ ۵۵۶ بنابران صاحب موصوف سے بھی تعلق ہے اور اونکی رو سے اونکو اجازت مستدعیہ کے عطا کرنے کا منصب نہین ہے۔ چنانچہ اونھون نے کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کو اجازت تجویز مقدمہ کے عطا کرنے سے انکار کیا۔ بنا برین اس حکم صاحب سشن جج کے مستغیث نے درخواست بحضور ہائی کورٹ بصیغہ نظرثانی پیش کی۔

۱۸۴ مسٹر جی پی بوانیر منجانب سائل

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ ایک مقدمہ حسب مجموعہ تعزیرات ہند واسطے تحقیقات کے روبرو کنٹونمنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کے پیش ہوا۔ شخص مجرم کلب ممالک مغربی و شمالی کا ایک ملازم تھا اور یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اوس نے ارتکاب جرم دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کا بابت اوس روپیہ کے کیا جو مملوکہ کلب تھا کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کلب کا ایک ممبر ہے اور اوس نے معاملہ مذکور کو پاس صاحب سشن جج الہ آباد کے اس غرض سے ارسال کیا کہ مقدمہ مذکور کی نسبت کارروائی کرنے کی اجازت دیجائے۔ صاحب سشن جج بھی کلب کے ایک ممبر تھے اور اونھون نے یہ تجویز کی کہ چونکہ اون کا تعلق بطور ایک ممبر کلب کے ہے لہذا اونکو اختیار سماعت نہین ہے راے حاکم موصوف غلط ہے دفعہ ۵۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ حسب حالات ہذا صاحب سشن جج الہ آباد کو اختیار عطا کرنے اجازت کا کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کو واسطے تجویز کرنے یا تجویز کے لئے سپرد کرنے مقدمہ مذکور کا نہ تھا۔

ہم حکم صاحب سشن جج الہ آباد کو منسوخ کرتے ہین اور صاحب سشن جج حال الہ آباد کو ہدایت کرتے ہین کہ جو معاملہ کہ کنٹونمنٹ مجسٹریٹ نے ارسال کیا ہے اوسپر غور کرین کیونکہ اونکو اختیار فیصل کرنے اس امر کا ہے کہ آیا اجازت نسبت تجویز کرنے یا بغرض تجویز سپرد کرنے ملزم کے دیجانی چاہئے یا نہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس نبرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۸۹۷ء ۱۶ دسمبر

صفحہ کتاب انگریزی ۱۸۲

عنایت حسین وغیرہ (مدعیان) بنام **علی حسین وغیرہ (مدعاعلیہم)** +

میعاد سماعت - قبضہ مخالفانہ - قبضہ مرتہنان رہن انتفاعی - ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ - مد ۱۴۴ - بار ثبوت -

چونکہ قبضہ مرتہن رہن انتفاعی کا بمنزلہ قبضہ اون جملہ اشخاص کے ہوتا ہے جنکو حق انفکاک حاصل ہے یعنی قبضہ اون کل اشخاص کے جو مستحق جائداد کے ہین لہذا صرف اوس صورت مین کہ جب بعد انفکاک کے قبضہ بعض ایسے اشخاص نے حاصل کیا ہو جنکو ایسا استحقاق ہو اونکا قبضہ بمقابلہ اشخاص دیگر کے مخالفانہ ہوسکتا ہے -

نالش قبضہ جائداد غیر منقولہ مین مدعی پر لازم ہے کہ بذریعہ کسی شہادت بادی النظری کے یہ ثابت کرے کہ اوسکو ایک حق موجودہ حاصل ہے جو بذریعہ تاثیر میعاد سماعت کے زائل نہین ہوا قبل اسکے کہ مدعاعلیہ سے ثبوت عذر قبضہ مخالفانہ کا طلب کیا جاے - مقدمات پرمانند مصر بنام صاحب علی (۱) و جعفر حسین بنام معشوق علی (۲) کا حوالہ دیا گیا -

بوقت تجویز کرنے بحث قبضہ مابین برادران اور ہمشیرگان خاندان ہاے ہندوستانی کے اون کوایف معاشرت پر لحاظ کیا جانا چاہیے جن مین خاندان ہاے مذکور رہتے ہین اور اس امر کا کہ خاندان ہاے مذکور مین انتظام جائداد خاندان کا بوجہ پردہ نشینی عورات کے عموماً اختیار مین اوالی خاندان قسم ذکور کے ہوتا ہے - بصورت خاندان ہاے مذکور شہادت خفیف تصرف آمدنی جایداد کی کافی ثبوت بادی النظری قبضہ کا ہے - مقدمہ فضل کریم بنام عمدہ بی بی (۳) کا حوالہ دیا گیا -

+ اپیل اول نمبر ۳۸ ۱۸۹۵ء بناراضی ڈگری صادرہ مولوی محمد عبد الغفور قائم مقام جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۷ - اگست ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۳۴ (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۳

(۳) ویکلی نوٹس ۱۸۸۲ء صفحہ ۱

۱۸۹۶ء
عنایت حسین
بنام
علی حسین

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔
پنڈت سندر لعل و مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ۔
پنڈت موتی لعل منجانب رسپانڈنٹ۔
بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس۔ شجرہ ذیل سے رشتہ داری
مابین اصل فریقین نالش کے کہ جس سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے ظاہر ہوتی ہے

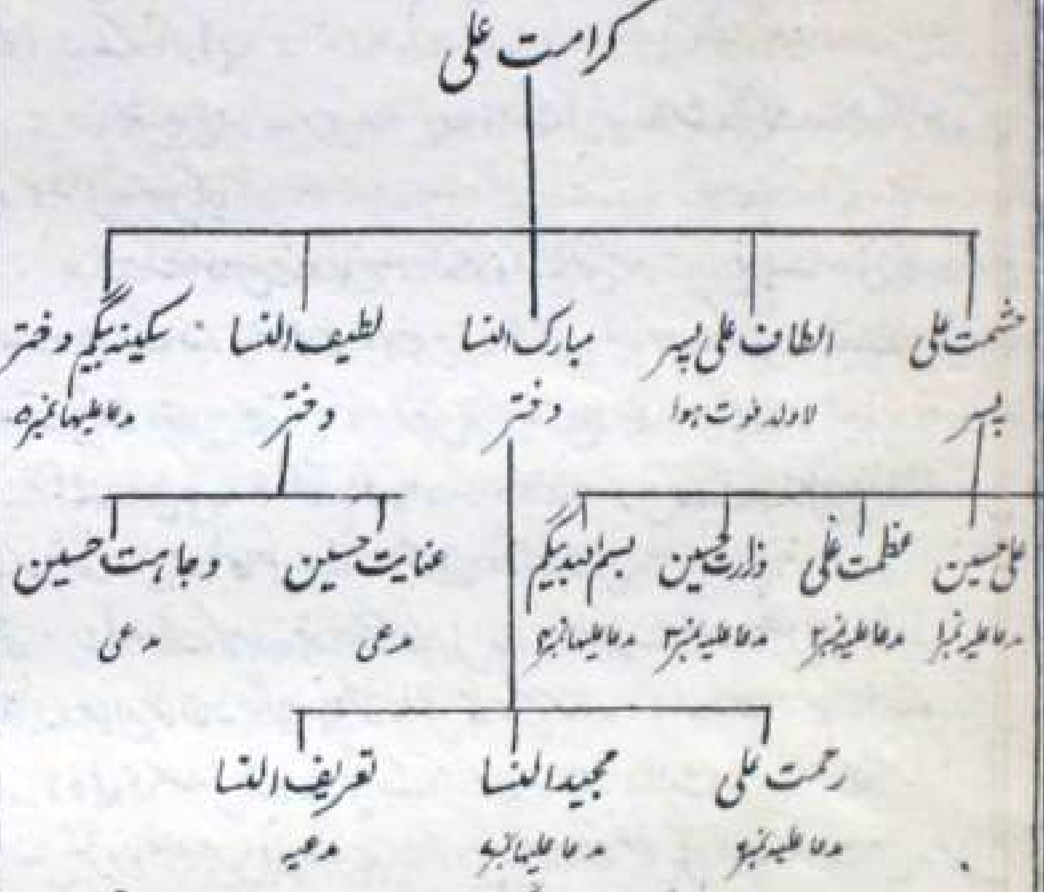

۱۸۴ جائداد متنازعہ در اصل کرامت علی کی تھی جو دو پسران اور تین دختران باقی ماندہ
چھوڑ کر جو اوسکی جائداد کے وارث ہوئے قریب پچاس برس پیشتر فوت ہوا لیکن کاغذات
مال مین صرف نام اوسکے پسران کے درج ہوئے اور بر طبق وفات الطاف علی کے صرف
حشمت علی کا نام درج کاغذات کیا گیا حالانکہ حق نسبت اوسکے حصہ کے اوسکے برادر
اور ہمشیرگان باقی ماندہ کو پہونچتا تھا۔ بر طبق وفات حشمت علی کے نام اوسکے پسران اور دختر
کے جو اول چار مدعا علیہم نالش ہذا مین بابت کل جائداد کے درج لکھے گئے۔
مدعیان اول و دوم پسران لطیف النسا کے ہین اور مدعیہ سوم دختر مبارک النسا کی ہے

۱۸۹۶ء

عنایت حسین
بنام
علی حسین

مدعیہ چہارم مشتریہ ایک جزو اوس شے کی دیگر مدعیان سے ہے جو اونکا حصہ ترکۂ کرامت علی مین بیان کیا گیا ہے اور ظاہر ا وہ اس نالش کے لئے روپیہ دیتی ہے مقدار حصہ شرعی اول مین مدعیان کی بقدر ۲۵ سہام کے منجملہ ۹۶ اسہام کے یعنی ایک ربع ہے۔

بیان مدعیان یہ ہے کہ وے ہمیشہ سے اپنے حصہ پر بشراکت دیگر ورثاے کرامت علی کے قابض رہے لیکن اب اول چار مدعاعلیہم اونکے حق سے انکار کرتے ہین۔ لہذا مدعیان نے نالش ہذا واسطے ثابت کرنے اپنے حق کے نسبت حصہ چہارم اور قبضہ حصہ مذکور اور تقسیم بعض مکانات کے دائر کی۔

نالش مین جواب دہی خاص حد سماعت کی تہی عدالت ماتحت نے اوسکو منظور کیا اور دعوی ڈسمس کیا۔

نسبت اوس جزو جائداد متدعویہ کے یعنی نسبت اراضیات معافی منضبط واقع قصبہ خورجہ کے عذر حد سماعت قائم نہین رہ سکتا۔ اراضیات مذکور کو مورث نے رہن کیا تہا اور اونپر قبضہ مرتہنان کا تہا۔ چونکہ زر رہن مذکور منافع سے ادا ہوگیا لہذا مدعاعلیہم نمبر ا لغایت ۴ نے ۱۸۸۶ء مین جائداد کا انفکاک کرایا اور اوسوقت اونہون نے قبضہ حاصل کیا۔ قبضہ مرتہن کا بمنزلہ قبضہ اون جملہ اشخاص کے تہا جنکو حق انفکاک حاصل تہا یعنی اون اشخاص کے جو مستحق جائداد تہے۔ صرف اوسوقت کہ جب بعد انفکاک کے اول چار مدعاعلیہم نے قبضہ حاصل کیا اون کا قبضہ
۱۸۵ بمقابلہ مدعیان مخالفانہ ہوگیا۔ چونکہ نالش ہذا تاریخ قبضہ مدعاعلیہ سے اندر ۱۲ سال کے دائر کیگئی لہذا وہ بلحاظ اس جزو دعوی کے اندر میعاد ہے عدالت ماتحت نے ڈسمس کرنے اس جزو دعوی مین بوجہ عارض ہونے تمادی کے صریحاً غلطی کی ہے۔ نسبت حق مدعیان اور مقدار اون کے حصہ کے کچھ بحث نہین ہے۔ جہان تک کہ اراضیات معافی کو تعلق ہے اونکا حق بوجہ انقضاے میعاد کے زائل نہین ہوا اور وے مستحق ڈگری کے ہین۔

نسبت بقیہ جائداد کے یہ بحث کی گئی ہے کہ نالش دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء سے متعلق ہے اور یہ کہ بار ثبوت مدعاعلیہم پر ثابت کرنے قبضہ مخالفانہ مظہرہ نامبردگان کا ہے۔ ہماری راے مین ہر نالش قبضہ مین مدعی کو نہ صرف حق قانونی قبضہ کا ثابت کرنا چاہئے بلکہ حق موجودہ جسمین تمادی عارض نہوئی ہو۔ تاثیر قانون مذکور کی بر طبق انقضاے میعاد سماعت صرف یہی نہین ہے کہ چارہ کار ممنوع ہو بلکہ اوسکی روسے حق مذکور ہی زائل ہوجاتا ہے (دیکھو

سنہ ۱۸۹۶ء
عنایت حسین
بنام
علی حسین

دفعہ ۴۴ - ایکٹ نمبر ۵ (سنہ ۱۸۷۲ء) لہذا مدعی کو یہ لازم ہے کہ بذریعہ کسی شہادت بادی النظری کے یہ ثابت کرے کہ اوسکو ایک ایسا حق بموجودہ حاصل ہے جو بذریعہ تاثیر میعاد سماعت کے زائل نہیں ہوا قبل اسکے کہ مدعا علیہ سے ثبوت اوسکے عذر قبضہ مخالفانہ کا طلب کیا جاوے یہی تجویز عدالت ہذا نے بمقامات پر مانند مظفر بنام صاحب علی (۱) و جعفر حسین بنام معشوق علی (۲) کی تھی۔

مقدار شہادت جسکا پیش کرنا مدعی کیلئے ضروری ہے ہر واحد مقدمہ کے حالات پر منحصر ہے بعض صورتوں مین بار ثبوت بذمہ مدعا علیہ ڈالنے کے لئے نہایت خفیف شہادت کافی ہوسکتی ہے۔ ہم کلام ذی علم کی اس راے سے جو بمقدمہ فضل کریم بنام حمیدہ بی بی (۳) ظاہر کی گئی اتفاق کرتے ہین کہ بوقت تجویز کرنے بحث قبضہ مابین برادران اور ہمشیرگان خاندان ہاے ہندوستانی کے اون کوائف معاشرت پر لحاظ کیا جانا چاہئے جن مین خاندان ہاے مذکور رہتے ہون گے۔ اور اس امر پر کہ خاندان ہاے مذکور مین انتظام جائداد خاندان کا بوجہ پردہ نشینی عورات خاندان کے عموماً اختیار مین اشخاص خاندان قسم ذکور کے رہتا ہے۔ بصورت خاندان ہاے مذکور شہادت خفیف تصرف آمدنی جائداد کی بادی النظر مین ثبوت کافی قبضہ کا ہے اس نالش مین جو روبرو ہمارے ہے شہادت جو مدعی نے پیش کی ایسے ثبوت کی حد تک نہین پہونچتی ہے۔

[مقدمہ ہذا کی تجویز خاص کر شہادت مقدمہ سے متعلق ہے اور اسلئے وہ درج رپورٹ نہین کیگئی (اڈیٹر)]

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۴۴
(۲) " " " " جلد ۲۳ صفحہ ۱۹۳
(۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۸۱

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ہیر صاحب جسٹس

۱۹ - دسمبر ۱۸۹۷ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام للتا پرشاد +

صفحہ کتاب انگریزی ۱۸۶

ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ انسداد بیرحمی نسبت جانوران) دفعہ ۶ ضمن (۱)

معنی الفاظ "اجازت دینے کے"۔

تجویز ہوئی - کہ الفاظ "اجازت دینے" مین جو دفعہ ۶ - ضمن (۱) ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین استعمال ہوئے ہین علم اوس شئے کا مستلزم ہے کہ جسکی اجازت دیجاوے -

یہ استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے جو عدالت ہائی کورٹ سے قائم مقام صاحب جج ضلع سہارنپور نے نسبت درخواست نظر ثانی حکم صادرہ جائنٹ مجسٹریٹ کے کیا -

واقعات مقدمہ حکم استصواب مین اس طور پر بیان کئے گئے ہین -

"سائل ساکن ضلع فرخ آباد کا ہے اور تنہا مالک ایک کمپنی (جماعت) کا ہے جو مال اور مسافرون کو مابین سہارنپور اور راجپور کے لیجاتی ہے - نامبردہ للتا پرشاد کمپنی کے نام سے کاروبار کرتا ہے - اس مقام کا منتظم کاروبار للتا پرشاد کا برادر زادہ جانکی داس ہے یہ امر تسلیم کیا گیا ہے کہ نامبردہ کو اختیار کامل انتظام کا حاصل ہے اور یہ کہ اوسکے ماتحت متعدد دیگر کارپردازان مقامی و محرران و گاڑی بان ہین - سائل حسب دفعہ ۶ ضمن (۱) ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ انسداد بیرحمی نسبت جانوران) ماخوذ کیا گیا اور اوسپر مبلغ مار جرمانہ اسواسطے ہوا کہ اوس نے یہ اجازت دی کہ تانگہ مین ایک گھوڑا چلایا جاوے جسکی پیٹھ لگی ہوئی تھی اور نہایت کمزور تھا صرف ایک عذر جو ویسی ٹارٹ صاحب نے منجانب سائل پیش کیا ہے یہ ہے کہ للتا پرشاد کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا کہ اوس نے خلاف قانون استعمال جانور مذکور کی اجازت دی - یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ للتا پرشاد ایک معزز آدمی ہے اور وہ معمولاً فرخ آباد مین رہتا ہے ۱۸۷ اور یہان بہت شاذ آتا ہے اور جبکہ ارتکاب بیرحمی مظہرہ کا کیا گیا وہ فرخ آباد مین تھا"۔

+ مقدمہ صیغہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۵۵۲ سنہ ۱۸۹۷ء

۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
الفا پرشاد

اندرین حالات صاحب سشن جج کی یہہ راے ہوئی کہ نسبت سائل کے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ اوس نے حسب معنی ایکٹ مذکور بیرحمی متظلمہ کی "اجازت دی"

مسٹر اے ای ریوز تاپید اسے صواب -

وکیل سرکار (مسٹر ای شمیر) منجانب سرکار

بلیر صاحب جسٹس - یہہ ایک مقدمہ ہے جو بعدالت ہذا حسب دفعہ ۴۳۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری باین سفارش ارسال کیا گیا ہے کہ حکم ثبوت جرم منسوخ کیا جاے شخص مجرم بالشبہ فرخ آباد کا رہنے والا اوسکا کام یہ ہے کہ وہ گھوڑے اور ٹٹو کرایہ پر چلاتا ہے اور ایک ٹٹو جسکو نامبردہ شکرم کلان پر مابین فتحگڑھ اور راجپور کے چلایا جاتا تھا اور بیرحمی سے استعمال کیا جاتا تھا ہانکنے والا جس نے ارتکاب بیرحمی کا کیا اوسکا ملازم تھا نوعیت استعمال بیجا کی یہ تھی کہ ٹٹو اوسوقت گاڑی مین چلایا گیا جبکہ وہ بوجہ زخمہاے حلقہ کے بالکل اوس طور پر چلانے کے قابل نہ تھا بحث یہ ہے کہ آیا مالک نے ایسے استعمال خلاف جانون جانور مذکور کی "اجازت دی" یا نہین معنی الفاظ "اجازت دینے" کے بخوبی معلوم ہین اور (بجز نہایت خاص حالات کے) اونہین علم اوس شے کا ضمناً داخل ہے جسکی اجازت دیجاے یہہ ظاہر نہین کیا گیا ہے کہ ایسا علم مالک ٹٹو مذکور کو حاصل تھا مسٹر شمیر کو یہہ ہدایت کی گئی ہے کہ میری توجہ اون دو مقدمات مندرجہ رپورٹ ہاے انگلستان پر مائل کرین جنمین الفاظ "اجازت دینے" کے معنی اوس سے وسیع تر قائم کئے گئے ہین جو اونکی معمولی گفتگو مین ہین - ایک مقدمہ بصفحہ ۳۱۹ جلد ۱۳ لا جرنل کامن پلیز مین شائع ہوا ہے اور دوسرا بصفحہ ۶۳۹ لا رپورٹ ہاے کوئنس بنچ جلد ۱۴ مین شائع ہوا ہے - ایک مقدمہ مین وہ شخص جسکی نسبت جرم ثابت قرار پایا مالک سند یافتہ کمرہ موسیقی کا تھا - اور دوسرا مقدمہ ریلوے کمپنی کا تھا مین یہہ نہین خیال کرتا کہ وہ حالات خاص جو مقدمات مذکور موجود تھے کسی طور پر مساوی حالات مقدمہ ہذا کے ہین اور مین کسی ایسے مقدمہ سے آگاہ نہین ہون جو عدالت ہند مین واقع ہوا ہو اور جسمین تعبیر الفاظ اجازت دینے کی کی گئی ہو اور وہ مقدمہ از قسم فوجداری ہو اور معنی اوس سے زیادہ وسیع قائم کئے گئے ہون جو اونکے معمولی گفتگو مین ہین اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ از روے فیصلہ مقدمہ ہذا کے جو
۱۸۸ مخالف تجویز ثبوت جرم کے ہے زیادہ تر فائدہ ایکٹ مذکور محدود ہوجائیگا یہ ایک ایسا نتیجہ ہے کہ جس سے مین احتراز نہین کرسکتا جبکہ عبارت صاف ایکٹ مذکور سے

مجکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعبیر محدود مقصود تھی - لہذا مین مجبوراً تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ جرمانہ اگر ادا کیا گیا ہو فوراً واپس کیا جاے - ۱۸۹۶ء ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لکھا پرشاد

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرجان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۱۸۹۶ء ۲۲ - دسمبر

ٹیکم سنگہ وغیرہ (مدعاعلیہم) بنام ٹھاکر کشور رمن جی مہاراج بذریعہ شیو گوپال وغیرہ صفحہ کتاب انگریزی ۱۸۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲ و ۱۰۸ - اختیارات جو از روے دفعہ ۳۲ عطا کئے گئے بعد صدور حکم حسب دفعہ ۱۰۸ بھی استعمال کئے جا سکتے ہین -

تجویز ہوئی کہ اختیارات جو از روے دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی نسبت اضافہ کرنے فریقین کے عطا کئے گئے ہین بعد بحال قائم کئے جانے نالش کے بر طبق درخواست حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ مذکور کے جو منجملہ مدعاعلیہم کے کسی ایک نے پیش کی ہو جسپر اطلاعنامہ نالش کی تعمیل نہوئی ہو استعمال کئے جا سکتے ہین -

اس مقدمہ مین نالش نیلام حسب ایکٹ انتقال جائداد ایک خاص مندر کے امنا نے بنام مگن بہاری لال و ٹیکم سنگہ اوسکے پسر اور دیگر مدعاعلیہم کے دائر کی - نالش مذکور مین ڈگری نیلام صادر کی گئی - بعد ازان ٹیکم سنگہ نے جسپر اطلاعنامہ نالش تعمیل نہین ہوا تھا حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ درخواست کی کہ ڈگری بمقابلہ اوسکے منسوخ کیجاے چنانچہ وہ منسوخ کی گئی - بعد اسکے کہ نالش بمقابلہ ٹیکم سنگہ رجسٹر نالشات متدائرہ مین پھر قائم کی گئی مدعیان نے حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایک درخواست باین استدعا پیش کی کہ برادر نابالغ ٹیکم سنگہ اور دو پسران نابالغ ٹیکم سنگہ کے نام بطور مدعاعلیہم درج کاغذات کئے جاوین کیونکہ یہ سب لوگ اہالی ایک ہی ہنود خاندان مشترکہ کے ہین اور فریق متعلق حسب منشاے دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جائداد کے ہین یہ درخواست منظور کی گئی اور اسماے نابالغان جزو مسل مقدمہ کئے گئے - ہناراضی اس حکم کے ٹیکم سنگہ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹان ۱۸۹

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب رسپانڈنٹان -

* اپیل اول از حکم نمبر ۱۳ سنہ ۱۸۹۵ء بناراضی حکم مولوی سید محمد سراج الدین جج ماتحت گڑہ مورخہ ۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۶ء

۱۸۹۵ء بیکم سنگھ بنام مہاراج کشور رمن جی مہاراج

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ـ نالش نیلام حسب ایکٹ
انتقال جائداد و بنام بیکم سنگھ وغیرہ دائر کی گئی ـ ڈگری نیلام صادر ہوئی ـ بعد ازان بیکم سنگھ نے جسپر
اطلاع مناسب نالش کی تعمیل نہین ہوئی تھی ایک درخواست حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
پیش کی کہ ڈگری بمقابلہ اوسکے منسوخ کی جاے چنانچہ وہ منسوخ کی گئی ـ برطبق اسکے مدعیان نے
درخواست کی کہ برادر نابالغ بیکم او ناصبر وہ کے دو پسران نابالغ کے نام حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ
ضابطہ دیوانی بطور مدعا علیہم درج مسل کئے جائین کیونکہ یہ سب لوگ اہالی ایک ہی ہندو خاندان
مشترکہ کے تھے ـ اور فریق متعلقہ حسب منشاے دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جائداد کے تھے
عدالت نے حکم نابالغان کے نام درج مسل کئے جانے کا صادر کیا ـ بنا راضی حکم مذکور اپیل بیدا
دائر کیا گیا ہے ـ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ دجانتک مدعیان اور بیکم سنگھ کو تعلق تھا نالش
ہنوز روبرو عدالت مرافعہ اولی کے واسطے سماعت کے پیش تھی لہذا عدالت موصوف اپنا اختیار
تمیزی حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ مذکور استعمال کر سکتی تھی اور ان اشخاص کو مدعا علیہ بنا سکتی تھی
ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ عدالت نے اپنا اختیار تمیزی غلط طور پر استعمال کیا ـ ایسی صورت
جیسی کہ یہ ہے شاذ واقع ہو سکتی ہے لیکن اس قسم کی صورتون مین عدالت کو حسب دفعہ ۳۲
مجموعہ ضابطہ دیوانی حکم صادر کرنے مین احتیاط کرنی چاہئے ـ اس مقدمہ مین وہ فریق اشخاص
جنکا نام درج مسل کیا گیا ایک ہی قسم کا حق رکھتے تھے ـ دیگر مقدمات مین یہ صورت ہو سکتی
ہے کہ حقوق متناقض ہون ہم اپیل بالکل مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس کیا گیا

۱۸۹۵ء ۲۳ دسمبر صفحہ کتاب انگریزی ۱۸۷

باجلاس ایکمن صاحب جسٹس

پران ناتھ گھوس (سائل) بنام جادو ناتھ بھٹا چارجی (فریق مخالف)
ایکٹ نمبرہ ۱۸۸۱ء ایکٹ پروبیٹ وچٹھیات اہتمام دفعہ ۹ ـ درخواست پروبیٹ نجانب
وصی ـ

گو حسب دفعہ ۵۰ ایکٹ پروبیٹ وچٹھیات اہتمام ۱۸۸۱ء کے یہ امر اختیار تمیزی عدالت کے
۱۹۰ ہے کہ درخواست چٹھیات اہتمام کو نامنظور کرے لیکن ایسا اختیار تمیزی نسبت درخواست پروبیٹ

۱۸۹۶ء

پران ناتھ گھوس
بنام
جادو ناتھ بشاچارجی

کے جو منجانب ایسے شخص کے پیش کی گئی ہو جسکو موصی نے واسطے انتظام اپنی جائداد کے منتخب کیا ہو تعین
دیا گیا مقدمہ ہیرا کمار سرکار بنام درگا منی داسی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ اپیل ایک درخواست پروبیٹ وصیت نامہ سے جو حسب دفعہ ۸۳ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء پیش کی گئی پیدا ہوا ہے۔ بابو پران ناتھ گھوس سائل و بابو جادو ناتھ بشاچارجی فریق مخالف واوصیے وصیت نامہ مسماۃ سونا منی داسی کے ہین۔ جادو ناتھ نے پروبیٹ وصیت نامہ عدالت جج ضلع بنارس سے بتاریخ ۹۔ مئی ۱۸۹۶ء حاصل کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پران ناتھ نے بہ تعمیل اپنے فرائض کے بہ حیثیت وصی شریک ہونے سے انکار کیا اور فی الحقیقت معلوم ہوتا ہے کہ نامبردہ پر جادو ناتھ نے بعدالت مطالبہ جات خفیفہ واسطے دلا پانے روپیہ متعلقہ ترکہ موصی کے جو اوسکے قبضہ مین تھا نالش کی۔ بعد ازان بتاریخ ۱۷۔ مارچ ۱۸۹۷ء پران ناتھ نے بعدالت صاحب جج ضلع درخواست پیش کی کہ اوسکو پروبیٹ وصیت نامہ مسماۃ سونا منی کا عطا کیا جاوے نسبت درخواست ہذا منجانب جادو ناتھ عذر کیا گیا اور اوسکو صاحب جج نے ظاہرا خاصکر اس بنا پر مسترد کیا کہ سائل پر منجانب فریق مخالف بحیثیت اوسکے وصی کے نالش کیگئی تھی اور ڈگری اوسپر عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس سے صادر ہوئی تھی بنا برضی اس حکم کے سائل نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

بابو جوگندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹ۔

بابو ستیش چندر بنرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

ایکمن صاحب جسٹس - اپیل ہذا اوس درخواست سے پیدا ہوا ہے جو بموجب ایکٹ پروبیٹ و چٹہیات اہتمام مصدرہ ۱۸۸۱ء واسطے پروبیٹ وصیت نامہ کے پیش کی گئی تھی بتاریخ ۲۰۔ دسمبر ۱۸۹۵ء مسماۃ سونا منی (ایک ہندو عورت) نے ایک وصیت نامہ تحریر کیا جسمین اوس نے پران ناتھ گھوس اپیلانٹ اور جادو ناتھ بشاچارجی رسپانڈنٹ کو اوسکا وصی نامزد مقرر کیا۔ بتاریخ ۹۔ مئی ۱۸۹۶ء شخص آخر الذکر نے درخواست حصول پروبیٹ وصیت نامہ کی عدالت ضلع بنارس مین پیش کی اور پروبیٹ حاصل کیا۔ بتاریخ ۱۷۔ مارچ ۱۸۹۷ء اپیلانٹ نے بھی واسطے پروبیٹ وصیت نامہ کے درخواست کی۔ اس درخواست کو فاضل صاحب جج ضلع نے نامنظور کیا اور سائل نے عدالت ہذا مین اپیل کیا یہ اپیل سرسبز ہونا چاہیے۔ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۱۹۱

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۹۵

۱۸۹۶ء
پران ناتھ گھوس بنام جادو ناتھ بسّا چارجی

مین یہ حکم ہے کہ جب چند اوصیا مقرر کئے گئے ہون تو پروبیٹ کل کو ایک ہی وقت یا مختلف اوقات مین دیا جا سکتا ہے۔ اگر سائل وصیت نامہ مین بطور وصی کے نامزد کیا گیا ہے اور کوئی ناقابلیت قانونی دربارہ عمل کرنے کے نہین ہے تو عدالت کو کوئی چارہ بجز اسکے نہین ہے کہ نامبردہ کو پروبیٹ عطا کرے۔ دفعہ ۵۰ ایکٹ مذکور مین یہ حکم ہے کہ یہ امر اختیار تمیزی عدالت کے ہے کہ درخواست شہبات اہتمام کو نامنظور کرے لیکن ایسا اختیار تمیزی نسبت درخواست پروبیٹ ایسے شخص کے نہین دیا گیا ہے جسکو موصی نے واسطے انتظام اپنی جائداد کے منتخب کیا ہو۔ مقدمہ ہیرا کمار سرکار بنام درگا منی داسی (۱) متعلق ہے۔ مین اپیل کو مع خرچہ عدالت ہذا و عدالت ماتحت کے ڈگری کرتا ہون اور صاحب جج ضلع کو منظور کرنے درخواست کی ہدایت کرتا ہون۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

۱۸۹۶ء ۲۳ دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی ۱۹۱

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

رگھوناتھ کنوری و یک کس دیگر (مدعا علیہما) بنام منان مصر (مدعی) (۲)

دہرم شاستر۔ متاکشرا۔ وراثت۔ پسر ہمشیرہ۔

تجویز ہوئی کہ بعدم موجودگی رشتہ داران قریب ترکے بھانجہ وارث اپنے ماموں کی اوس جائداد کا ہوسکتا ہے جس سے قانون متاکشرا دربارہ وراثت متعلق ہو۔ مقدمات ٹھکراین صاحبہ بنام موہن لال (۲) و راؤ کرن سنگھ بنام نواب محمد فیض علی خان (۳) و امرت کماری دیبی بنام لکھمی نراین چکرورتی (۴) و گردھاری لال رائے بنام گورنمنٹ بنگال (۵) و نراینی کنور بنام چندی دین (۶) و امید بہادر بنام اودے چند (۷) کا حوالہ دیا گیا۔

نالش ہذا واسطے فسخ کرانے ایک ہبہ نامہ کے ہے۔ مدعی بھانجہ ایک شخص نندگوپال پانڈے کا ہے۔ نندگوپال قریب بیس سال قبل نالش کے فوت ہوا اور اوسکی بیوہ رگھوناتھ کنوری اوس جائداد کی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۵

(۲) اپیل دوم نمبر ۳۰۶ بابت ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری کنور جوالا پرشاد جج ضلع مرزاپور مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری رائے پنڈت اندر نراین جج ماتحت مرزاپور مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۴ء۔

(۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۳ (۳) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۷

(۴) ویکلی رپورٹر اجلاس کامل جلد ۱۰ صفحہ ۷۶ (۵) ایضاً جلد ۱۲ صفحہ ۲۲

(۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۶۷ (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۱۱۹

۱۸۹۶ء

رگھوناتھ کنوری بنام منان مغر

جو نامبردہ نے چھوڑی تھی وارث ہوئی۔ ۲۹ - اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو بیوہ نے ایک ہبہ نامہ دس جائداد
کا جو نند گوپال نے چھوڑی تھی بحق ایک شخص جب لال کے جسکو خاندان سے کچھ تعلق نہ تھا
تحریر کیا بطبق اسکے مدعی نے نالش فسوخی ہبہ نامہ نوشتہ بیوہ مذکور اس بنا پر دائر کی کہ جائداد جسکا اوس مین
ذکر ہے موروثی ہے اور ہبہ کنا مبردہ (مدعی) وارث عودی متروکہ نند گوپال کا ہے عدالت مرافعہ اولی جج ۱۹۲
ماتحت مرزاپور نے مدعی کے حق مین جہانتک کہ جائداد غیر منقولہ مندرجہ دستاویز ہبہ کو تعلق
تھا ڈگری صادر کی لیکن نالش کو نسبت جائداد منقولہ مندرجہ دستاویز کے ڈسمس کیا مدعاعلیہما
نے اپیل کیا۔ عدالت اپیل ماتحت (قائم مقام جج ضلع مرزاپور) نے اپیل ڈسمس کیا۔

بطبق اسکے مدعاعلیہما نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر ڈبلیو وک منجانب اپیلانٹان۔

منشی رام پرشاد و بابو ستن چندر منجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

مسماۃ رگھوناتھ کنوری اپیلانٹ بیوہ مسمی نند گوپال کی ہے جو تمہ برس ہیشتر کچھ جائداد غیر منقولہ چھوڑ کر فوت ہوا - نند گوپال لاولد
فوت ہوا - ۲۹ - اپریل سنہ ۱۸۹۰ء کو مسماۃ رگھوناتھ کنوری نے ایک دستاویز تحریر کی جسمین بعد بیان
اس امر کے کہ وہ تنہا و بلا شرکت غیرے قابض جائداد غیر منقولہ مندرجہ بالا کی ہے اوس نے
یہہ قرار دیا کہ بعد اوسکی وفات کے مسمی جب لال نابالغ جسکو تعلق خاندان سے نہ تھا مالک کامل جائداد
مذکورہ و بعض جائداد منقولہ کا ہوگا۔ اس دستاویز کی رجسٹری ۷ - مئی سنہ ۱۸۹۰ء کو کی گئی۔ مدعی جو
اس اپیل مین رسپانڈنٹ ہے پسر ہمشیرہ نند گوپال کا ہے۔ اوس نے عدالت مین یہہ بیان
کیا کہ دستاویز مذکورہ بالا ناجائز ہے کیونکہ مسماۃ رگھوناتھ کنوری ازیوہ لاولد کو کوئی اختیار منتقل
کرنے جائداد کا نہ تھا اوس نے منسوخی دستاویز کی بھی استدعا کی اوس نے ایک ڈگری جج
ماتحت سے بدین مضمون حاصل کی کہ دستاویز کا جہانتک کہ وہ جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہے بعد
وفات مسماۃ رگھوناتھ کنوری کے کوئی اثر نہو دستاویز مذکور جہانتک کہ وہ جائداد منقولہ سے متعلق
تھی بحال رکھی گئی - بطبق اپیل اس ڈگری کو ذیعلم صاحب جج ضلع نے بحال رکھا - یہہ اپیل دوم
منجانب مسماۃ رگھوناتھ کنوری و جب لال نابالغ کے جو نالش مین مدعاعلیہ بنایا گیا تھا دائر
ہوا ہے -

کونسل ذیعلم نے جس نے منجانب اپیلانٹان مقدمہ مین بحث کی دو حجتین پیش کین - اول یہہ ۱۹۳

۱۸۹۵ء
رگھوناتھ کنوری
بنام
منان معر

اول یہ ہے کہ تحریر دستاویز متنازعہ سے مدعی کو کوئی حق نالش حاصل نہین ہوا ہماری یہ رائے
ہے کہ یہ حجت قائم نہین رہ سکتی ہم اس امر کو کہ آیا دستاویز مذکور ہبہ نامہ خیال کی جاے یا
وصیت نامہ غیر ضروری خیال کرتے ہین اس دستاویز مین مسماۃ رگھوناتھ کنوری نے بلاشبہ
ملکیت کامل اوس جائداد کی ظاہر کی جسکی نسبت مدعی دعوی اپنے وارث ہونیکا بعد وفات
مسماۃ کے کرتا ہے دستاویز مذکور کی رجسٹری مسماۃ نے ایک دفتر سرکاری مین کرائی ہم خیال
کرتے ہین کہ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ ازروے فعل مسماۃ رگھوناتھ کنوری کے حق مدعی منتفی
ہو گیا اور یہ کہ عدالت کو حسب احکام دفعہ ۴۴ قانون دادرسی خاص مجریہ ۱۸۷۷ء اختیار تھا کہ ایسی
ڈگری صادر کرے جیسی کہ اوس نے بنام مسماۃ رگھوناتھ کنوری صادر کی ہے لیکن کونسل ذیعلم
سے ہم یہانتک اتفاق کرتے ہین کہ ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ کوئی وجہ نالش مدعی کو بمقابلہ
جب لال نابالغ کے حاصل نہ تھی کیونکہ اوس نے کوئی امر واسطے پیش کرنے کسی حق یا دعوی کے
حسب اوس دستاویز کے نہین کیا جو اوسکے متعلق مین تھی ہم خیال کرتے ہین کہ ڈگری عدالت ماتحت بذریعہ
خارج کرنے نابالغ کے نالش سے ترمیم کی جانی چاہیے

دوسری بحث جسپر کونسل ذیعلم اپیلانٹ نے بہ تردید ڈگری عدالت ہاے ماتحت استدلال
کیا یہ ہے کہ پسر ہمشیرہ مطابق قانون شاستر کے جسکے تابع فریقین ہین وارث نہین ہے
عدالت ہاے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ نندگوپال متوفی نے کوئی وارث قریب تر مدعی سے نہین
چھوڑا۔ کونسل ذیعلم اپیلانٹ نے بسند دو نظائر پریوی کونسل کے یعنی مقدمات ٹھکرائن ہما
بنام موہن لال (۱) و راؤ کرن سنگھ بنام نواب محمد فیض علی خان (۲) کے یہ بحث کی ہے کہ پسر ہمشیرہ
مطابق دھرم شاستر کے وارث نہین ہے۔ ان نظائر مین سے اول نظیر پر اجلاس کامل ہائیکورٹ
کلکتہ نے بمقدمہ امرت کماری دیبی بنام لکھی نراین چکربتی (۳) غور کیا تھا اور یہ تجویز ہوئی
تھی کہ نظیر مذکور بطور فیصلہ مستند خلاف حقوق پسر ہمشیرہ کے متصور نہونی چاہیے تھی ہم کلیتًا ۱۹۳
اوس راے سے اتفاق کرتے ہین جو ہائیکورٹ کلکتہ نے نسبت تاثیر فیصلہ حکام عالی مقام
پریوی کونسل کے قائم کی تھی۔ یہ سچ ہے کہ بمقدمہ ثانی جسپر کونسل ذیعلم نے استدلال کیا ہے
حکام عالی مقام نے بصفحہ ۱۹۶ اپنی تجویز کے یہ تحریر کیا ہے کہ "یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمشیرہ اور اوسکی

(۱) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۳۰۶ (۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۸۰

(۳) بنگال ریپورٹ اجلاس کامل جلد ۲ صفحہ ۲۸

۱۸۹۶ء
رگہوناتہ کنور جی
بنام
منان مصر

اولاد فہرست ورثا مین مطابق قانون متاکشرا کے داخل نہین ہے" لیکن تجویز سے بوضاحت ظاہر
ہے کہ پریوی کونسل کے سامنے بمقدمہ مذکور یہہ ضرور نہ تہا کہ نسبت حقوق پسر ہمشیرہ کے فیصلہ
کرے کیونکہ امر مذکور بعدالت ماتحت پیش نہین کیا گیا تہا ہماری راے مین یہہ فیصلہ بطور ایسے
فیصلہ مستند کے تصور نہین کیا جا سکتا جو بخلاف حقوق پسر ہمشیرہ کے واجب التعمیل ہو یہہ سچ ہے کہ پسر ہمشیرہ کا ذکر
متاکشرا مین ہمراہ دیگر رشتہ داران کے جنکو جائداد ہندو متوفی کی بترجیح راجہ کے پہونچ سکتی ہے نہین ہے لیکن
جیسی کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے بمقدمہ گردہاری لال راے بنام گورنمنٹ بنگال (۱)
تجویز فرمائی ہے عبارت مندرجہ متاکشرا سے یہہ نہین پایا جاتا کہ اوسمین کل بندہون کا جنکو حق
وراثت حاصل ہے ذکر ہے نہ اوسکا حوالہ اسطرح پر بایں غرض مذکور مصنف متاکشرا نے دیا ہے وہ
صرف بطور ثبوت یا تشریح مقولہ مصنف کے تحریر کی گئی ہے یعنی بندہون کے درجے تین قسم کے
ہین" - اوس مقدمہ مین جسکا ابہی حوالہ دیا گیا ہے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ماموں ایک وارث ہے -
حکام عالی مقام نے کلیتہً یہہ راے ظاہر فرمائی کہ یہہ استنباط کہ ماموں ہندو متوفی کی جائداد لینے
کے ناقابل ہے" بموجب اون عبارات کے جنمین یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ راجہ صرف اوس صورت
مین ورثہ پا سکتا ہے کہ متوفی کے کوئی رشتہ دار نہو بیجا اور غیر صحیح ہے" ہماری دانست مین یہہ
راے بطور مساوی پسر ہمشیرہ سے متعلق ہے اوس تجویز مین جسکا ابہی حوالہ دیا گیا حکام عالی
مقام نے بہرحال اگر پسند کر کے نہین تو بلا اظہار ناپسندیدگی کے فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ
کلکتہ کا جو اوپر بیان کیا گیا ہے حوالہ دیا بمقدمہ نراینی کنور بنام چندی دین (۲) عدالت ہذا نے
بحوالہ مقدمہ اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ اور ایک اور مقدمہ کے دامید بہادر بنام اودے چند ۱۹۵
(۳)) یہہ راے ظاہر کی جو کچہ کہ ہماری دانست مین ان اسناد سے ثابت ہوتا ہے وہ یہہ ہے
کہ مطابق متاکشرا کے جو قانون مروجہ ممالک ہذا نسبت وراثت اہل ہنود کے ہے پسر ہمشیرہ اپنے
ماموں کا وارث ہو سکتا ہے یہہ ایک ایسا مقولہ ہے جسکی نسبت کسی وقت مین شبہہ ہونا پایا جاتا
بمعاینہ جملہ اسناد کے ہمکو یہہ نتیجہ اخذ کرنے مین کچہ تامل نہین ہے کہ بعدم موجودگی رشتہ داران
قریب تر کے بہانجہ اپنے ماموں کی اوس جائداد کا وارث ہو سکتا ہے جس سے قانون وراثت متاکشرا
متعلق ہے اس سے دوسری بحث کونسل ذی علم اپیلانٹ کی منفصل ہوتی ہے نتیجہ یہہ ہے کہ حکم ڈگری

(۱) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۴۳۸ و ۴۴۸ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۶۷
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۱۹

۱۸۹۶ء
رگھوناتھ کنوری
بنام
عثمان عصر

عدالت اپیل ماتحت کو بذریعہ ڈسمس کرنے نالش کے بمقابلہ جب لال نابالغ کے ترمیم کرتے مین چونکہ اپیل فی التحقیقت ساقط ہوا لہذا رسپانڈنٹ کو خرچہ عدالت ہذا ملیگا۔

ڈگری ترمیم کی گئی

۱۸۹۶ء
۲۳ دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی
۱۹۵

باجلاس سرجان ایج صاحب نیت چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

شنکردت دوبے (سائل) بنام راد ہا کرشن (ڈگریدار)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۰ ڈگری یکطرفہ - حاضری - وکیل جو نالش مین مقرر کیا گیا ہو لیکن جسکو ہدایت نہ کی گئی ہو۔

ایک مدعا علیہ نے وکیل بغرض کرنے جواب دہی نالش کے جسکے نام کی گئی تہی مقرر کیا اور وکیل نے وکالت نامہ داخل کیا اور کچہ کام منجانب مدعا علیہ کیا۔ مگر جب نالش بغرض سماعت پیش ہوئی تو وکیل حاضر عدالت ہوا اور اوسنے یہہ بیان کیا کہ اوسکو ہدایات نہین کی گئین اور وہ مقدمہ مین کارروائی نہین کرسکتا اور فی التحقیقت وہ مقدمہ سے دست کش ہوا۔ عدالت نے نالش مین کارروائی کی اور ڈگری بحق مدعی صادر کی۔

تجویز ہوئی کہ یہہ ڈگری حسب معنی دفعہ ۱۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک ڈگری یکطرفہ ہے مقدمات بھگوان دیئی بنام ہیرا (۱) و جنارون دوبے بنام رام دہن سنگہ (۲) کا حوالہ دیا گیا۔ و مقدمہ صاحبزادہ زین العابدین خان بنام احمد رضا خان (۳) متمیز کیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کامل طور پر تجویز عدالت مین بیان کئے گئے ہین۔

۱۹۶ پنڈت سندر لال و منشی کالندی پرشاد منجانب اپیلانٹ۔

مسٹران ٹی کالمین و ڈی این بنرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس - رائے رادہا کرشن نے ایک نالش بنام شنکردت دوبے جو اوسوقت راجہ جون پور تہا بربناے ایک تمسک کے دائر کی جسکی نسبت یہہ بیان کیا گیا تہا کہ جو اوسکا ان متوفی راجہ نے تحریر کیا تہا راجہ حاضر عدالت ہوا اور ایک بیان تحریری

اپیل اول نمبر ۔۔۔ ۱۸۹۵ء بنارا منشی حکم منشی ماتا پرشاد جج ماتحت بنارس مورخہ ۔۔۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۰

(۳) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۵ صفحہ ۲۳۳

۱۹۰۶ء
شنکروت دوبے
بنام
رادھا کرشن

داخل کیا اور اپنی طرف سے کارروائی کرنے کے لئے وکلا مقرر کئے ۔ منجملہ وکلاے مذکور کے ایک شخص ستیش چندر وکیل تھا جو بنارس مین کام اپنے پیشہ کا کرتا تھا ۔ نالش مذکور عدالت جج ماتحت بنارس مین دائر کی گئی تھی اور از روے اوس وکالت نامہ کے جو راجہ نے تحریر کیا تھا ستیش چندر اور دیگر وکلا کو جنکا نام اوسمین درج تھا واسطے پیروی نالش کے منجانب راجہ کے جواب اور سوالات وغیرہ کے دینے اور کرنے کا اختیار دیا گیا تھا ۔ ستیش چندر نے ایک مرتبہ سے زیادہ مقدمہ ملتوی کرایا اور بتاریخ ۳۰ ۔ جنوری ۱۹۰۶ع اوس نے مقدمہ ۱۹ ۔ مارچ سنہ مذکور تک ملتوی کرایا ۔ بتاریخ ۱۹ ۔ مارچ جب نالش واسطے سماعت اور فیصلہ کے پیش کی گئی ستیش چندر نے یہہ بیان کیا کہ کوئی شخص اوسکے پاس راجہ کی طرف سے نہین آیا اور یہہ کہ اوسکو کوئی ہدایات نہین کی گئین ۔ برطبق اسکے جج ماتحت نے بموجب شہادت موجودہ مسل کے نالش کو فیصل کیا اور بحق مدعی تجویز کرکے ڈگری بحق مدعی صادر کی ۔ بعد ازان راجہ شنکروت دوبے نے جج ماتحت سے حسب دفعہ ۱۰۸ ۔ ایکٹ نمبر ۱۴ ۔ سنہ ۱۸۸۲ع واسطے صدور حکم منسوخی ڈگری کے درخواست کی ۔ جج ماتحت نے بلحاظ اسکے کہ آیا راجہ شنکروت دوبے بوجہ کافی بوقت سماعت بتاریخ ۱۹ ۔ مارچ ۱۹۰۶ع حاضر نہو سکا اور جوابدہی نہ کر سکا درخواست مذکور کو اس بنا پر خارج کیا کہ ڈگری مابہ البحث جو اونہون نے بنام راجہ شنکروت دوبے صادر کی تہی ڈگری یکطرفہ نہ تہی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف نے نتیجہ مذکور بدینوجہ اخذ کیا کہ اونہون نے یہہ خیال کیا کہ بتاریخ ۱۹ ۔ مارچ ۱۹۰۶ع ستیش چندر منجانب راجہ مع ہدایات حاضر ہوا تھا ۔ یہہ اپیل بنا راضی حکم مذکور کے ہے ۔

گو ستیش چندر ہنوز وکیل راجہ کا تھا اور حسب اپنے وکالت نامہ کے اختیار کلی رکھتا تھا ۱۹۷
کہ نالش مین اندر حدود وکالت نامہ مذکور منجانب راجہ کام کرے مگر اوس نے بیان کیا کہ اوسکو کوئی ہدایات نہین کی گئین بیان مذکور سے ہم یہ سمجھتے ہین کہ وہ فی الحقیقت مقدمہ سے دست کش ہوا ۔ یہہ سمجھنا مشکل ہے کہ وکیل عدالت جج ماتحت بنارس کا بھی منجانب مدعا علیہ بغیر ہدایات مقدمہ مین کیونکر پیروی کر سکتا ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ بھگوان دئی بنام ہیرا (۱) و فیصلہ ہائی کورٹ کلکتہ بمقدمہ جناردن دوبے بنام رام دہن سنگہ (۲) اسناد بنا پذیرائی بحجت اپیلانٹ کے ہین کہ درخواست حسب دفعہ ۱۰۸ ۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع بمقدمہ ہذا ہو سکتی تہی ۔ بخلاف اسکے وکیل فاضل کونسل مدعی ڈگریدار نے فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۵۵ ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۷

۱۹۰۱ع
شنکر دت دوبے
بنام
رادھا کرشن

صدورہ مقدمہ صاحبزادہ زین العابدین خان بنام صاحبزادہ احمد رضا خان (۱) پر استدلال کیا جج ماتحت کو ہماری رائے مین ضابطہ دفعہ ۵۰۱۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع پر عمل کرنا چاہئے تھا۔ از روے دفعہ مذکور جہان تک کہ ممکن ہو ضابطہ متعلقہ باب ہفتم مجموعہ مذکور اون مقدمات سے متعلق کیا گیا ہے جو دفعہ مذکور مین داخل ہون۔ دفعہ ۵۰۱ ظاہرا نسبت اون دفعات کے جو باب ہفتم مین مندرج مین نوبت مابعد مقدمہ سے متعلق ہے لیکن کوئی مشکل اوس قاعدہ کے دریافت کرنے مین بلاحظہ باب ہفتم نہین ہے جسپر اون مقدمات مین عمل کرنا چاہئے جو حسب دفعہ ۵۰۱ کے ہون۔ منجانب مدعی ڈگریدار یہہ بحث کی گئی ہے کہ اثر فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل بمقدمہ صاحبزادہ زین العابدین خان بنام صاحبزادہ احمد رضا خان (۱) کا یہہ ہے کہ کوئی ڈگری جسکو ڈگری یکطرفہ کہہ سکتے ہین بمقابلہ اوس مدعاعلیہ کے نہین ہو سکتی ہے جو کسی وقت اور کسی موقع پر قبل صادر ہونے ڈگری کے نالش مین حاضر ہوا ہو گو بوقت سماعت وہ غیر حاضر ہو اور اوسکی جانب سے کوئی حاضر ہوا ہو یا محض وکیل حاضر ہوا ہو جسکو کوئی ہدایات نگئی ہون ہماری رائے مین فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل محض فقرہ ابتدائی دفعہ ۱۱۹۔ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ع سے متعلق ہے خود دفعہ مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ ڈگریات یکطرفہ بنام مدعاعلیہم ہو سکتی ہین حالانکہ وہ نالش مین حاضر ہو چکے ہون یا ہوئے ہون۔ جزو اول دفعہ ۱۱۹ مین اشتمال اپیل (اگر ہم فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل کو متعلق کرین) اوس صورت پر محدود ہے جسمین مدعاعلیہ بالکل حاضر نہوا ہو۔ ہماری رائے مین فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل کو کچھ تعلق اوس مقدمہ سے نہین ہے جو بعدالت ہذا ہمارے روبرو ہے۔

ہم تجویز کرتے ہین کہ یہہ ڈگری یکطرفہ بمقابلہ مدعاعلیہ حسب منشاے دفعہ ۱۰۰ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کے تھی کیونکہ گو وکیل مدعاعلیہ بذات عدالت مین حاضر تھا وہ اوس موقع پر نالش مین منجانب مدعاعلیہ حاضر نہ تھا ہم حکم زیر اپیل کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ ہذا کو حسب دفعہ ۵۶۲۔ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع بعدالت جج ماتحت واپس کرتے ہین کہ اوسکا فیصلہ حسب روئداد کیا جاے۔ ہم حکم ہذا مع خرچہ بحق قائم مقام راجہ شنکر دت دوبے صادر کرتے ہین۔

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس کیا گیا

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۵ صفحہ ۲۳۳ و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۰

باجلاس سرجان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس وبرکٹ صاحب جسٹس

مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۹۷ء
صفحہ کتاب انگریزی ۱۹۸

اودت نراین سنگھ وغیرہ (مدعاعلیہم) بنام شب رائے (مدعی) *

وجہ نالش - نالش ہرجہ واسطے اوٹھا لیجانے فصل کے - مدعاعلیہ کا مستحق قبضہ ہونا بموجب ڈگری ایک عدالت مجاز صیغہ مال کے - مدعی کا بموجب ایک ڈگری خلاف قانون صادرہ عدالت دیوانی کے واقعی قابض ہونا - مداخلت بیجا -

عمرو کے پاس ایک ڈگری عدالت مجاز صیغہ مال کی واسطے قبضہ ایک قطعہ اراضی کے بنام بکر تھی اور اوس نے بموجب ڈگری مذکور کے قبضہ باضابطہ اراضی کا حاصل کیا تھا لیکن بکر کو اراضی مذکور پر ایسا قبضہ ضروری رکھنے کی اجازت ملی جس سے عمرو بری تھا کہ وہ اوس فصل کو جو اراضی پر تھی اوٹھا لیجانے - بکر اپنی فصل اوٹھا لے گیا اور اوس نے بعد اسکے عدالت دیوانی مین واسطے استقرار اس امر کے نالش کی کہ وہ اراضی متنازعہ کا اسامی دخیلکار منجانب عمرو کے ہے عمرو نے نالش مین جوابدہی نہین کی اور عدالت دیوانی نے ڈگری استقراریہ بحق مدعی صادر کی اور مزید بران تعمیل ڈگری استقراریہ مذکور کی اس طرح پر کی کہ بکر کو قبضہ دلایا بعد ازان بکر نے عمرو پر نالش ہرجہ بابت اوٹھا لیجانے دوسری فصل کے جو اوس نے بیان کیا کہ اوس نے دیگر نے اراضی مذکور مین بوئی تھی دائر کی

تجویز ہوئی کہ بکر کو کوئی وجہ نالش حاصل نہین تھی اور یہ کہ اگر فی الحقیقت اوس نے فصل مذکور جسکی نسبت ہرجہ کا دعوی کیا گیا بوئی بھی ہوتا ہم اوس نے بذمہ داری خود اور بحیثیت مداخلت بیجا کنندہ کے کاشت کی -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت مین بیان ہوئے ہین - ۱۹۹

مسٹر لے ای رایوز منجانب اپیلانٹان -

منشی گلزاری لال منجانب رسپانڈنٹ -

ایج صاحب چیف جسٹس وبرکٹ صاحب جسٹس - یہ ایک نالش ہرجہ کی اس بیان سے ہے کہ مدعاعلیہم نے بطور بیجا مدعی کی فصل کاٹ لی اور تصرف کی - واقعات مقدمہ جہانتک کہ وے ضروری ہین حسب ذیل ہین - اصل مدعاعلیہ یعنی راجہ اودت نراین سنگھ نے عدالت مجاز صیغہ مال سے ایک حکم یا ڈگری باستقرار اپنے حق قبضہ اراضی مذکور کا اور باستقرار

---

* اپیل اول نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۵ء بناراضی حکم جے ڈبلیو میور صاحب جج ضلع فرخ آباد مورخہ ۱۲ - مئی ۱۸۹۶ء

۱۸۹۹ء
اودت نراین سنگھ
بنام
شب رائے

اس امر کے حاصل کی کہ مدعی کو کوئی حق حاصل نہ تھا اور چونکہ مدعی قابض تھا لہذا عدالت مال سنے ڈگری قبضہ بحق راجہ کے صادر کی اور اوسکو قبضہ ضابطہ دلایا - اوسوقت مدعی کی فصل اراضی پر موجود تھی اور امین نے نظرانداز اس امر کو کہ دفعہ ۱۴۴ قانون لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) مقدمہ سے متعلق نہین ہے نظرانداز کر کے مدعی کو ایسے قبضہ ضروری کے قائم رکھنے کی اجازت دی جو واسطے جمع کرنے اور لے جانے فصل مذکور کے ضروری تھا اور قبضہ اراضی راجہ کو دیا گیا - مدعی نے فصل جمع کی اور اوسکو اوٹھا لے گیا اور بعد ازان عدالت دیوانی مین واسطے استقرار اس امر کے نالش دائر کی کہ وہ اراضی متنازعہ کا اسامی دخیلکار منجانب راجہ کے ہے - نالش مذکور عدالت دیوانی مین نہین ہوسکتی تھی اور اوسکو کچھ اختیار اوسکی سماعت کا نہ تھا نالش مذکور ایسی نالش تھی جو داخل دفعہ ۹۵ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہوتی تھی - نیز نالش مذکور بسبب ساقط ہونیکے ایک اور بنا پر تھی یعنی اس بنا پر کہ اگر مدعی مستحق تھا اور وہ قابض نہ تھا تو اوسکو چاہیے تھا کہ چارہ کار مستلزمہ کی استدعا کرتا کسی وجہ سے نالش کی جوابدہی نہین کی گئی غالبًا بوجہ غلطی کے یا بوجہ بے اعتنائی بسبب اس امر کے کہ جو کچھ عدالت دیوانی ایسی نالش مین جو اوسکے اختیار سماعت مین نہ تھی کرے بے فائدہ ہوگا - مدعی نے ایک ڈگری بابت استقرار حاصل کی کہ وہ بطور اسامی دخیلکار کے مستحق ہے - عدالت دیوانی نے نامبردہ کو استقرار حق ایسی نالش مین جسمین اوسکو اختیار دست اندازی کا نہ تھا عطا کر کے بعدہ اپنی ڈگری استقراریہ کا اجرا بذریعہ دلانے قبضہ کے مدعی کو کیا اور اس امر کو نظرانداز کیا کہ ڈگری استقراریہ صرف ایسے خرچہ کے واسطے جاری ہوسکتی ہے جسکی ڈگری ہوئی ہو اور ادا نہ کیا گیا ہو - مدعی یہ بیان کرتا ہے کہ اوس نے وہ فصل بوئی تھی جسکی بابت نالش ہذا دائر کی گئی ہے اگر نامبردہ نے فصل بوئی تو اوس نے بطور مداخلت بیجا کنندہ کے بوئی تھی اوسکو نہ تو حق تھا اور نہ قبضہ جائز حاصل تھا - عدالت مرافعہ اولی نے نالش ڈسمس کی - عدالت اپیل اول نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا اور حکم بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا - بناراضی حکم مذکور کے یہ اپیل دائر کیا گیا ہے - مدعی کو کوئی وجہ نالش نہین تھی - اگر مدعی نے فی الحقیقت فصل ما بہ النزاع جسکی بابت تنازعہ ہے بوئی تھی تو اوس نے اپنی ذمہ داری پر بحیثیت مداخلت بیجا کنندہ کے بوئی تھی - ہم اس اپیل کو منظور کرتے ہین اور منسوخی حکم عدالت اپیل اول کے ہم اوس اپیل کو جو عدالت موصوف مین کیا گیا ڈسمس اور حکم عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتے ہین اپیلانٹ مدعا علیہ ہذا پانا خرچہ اس اپیل کا اور اپیل مرجوعہ عدالت اپیل اول کا پاویگا -

۱۸۹۵ء

اودت نراین سنگھ بنام شب راگے

۱۸۹۸ء ۱۴ - جنوری

صفحہ کتاب انگریزی ۲۰۰

اپیل ڈگری کیا گیا -

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

میونسپل بورڈ کانپور (مدعاعلیہ) بنام **للو و دیگر** (مدعیان)*

حق رواجی - قدامت - گھاٹ جو عوام کے لئے مخصوص کیا گیا ہو حق قبضہ کسی جزو خاص گھاٹ کا جو بذریعہ قدامت کے حاصل نہین ہوتا - گنگا پتران

تجویز ہوئی کہ کوئی حق قبضہ بلا شرکت بذریعہ قدامت کے کسی خاص جزو نہانے کے گھاٹ مین جو عوام کے فائدہ کے لئے وقف کیا گیا ہو حاصل نہین ہوتا - مقدمہ حسین علی بنام شنکر داس (۱) کی تقلید کی گئی - مقدمات ٹیرن بنام اسمتھ (۲) و ٹرز بنام رنگ اوڈ ڈاک ٹرسٹ بورڈ (۳) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا پورے طور پر تجویز عدالت مین بیان کئے گئے ہین

وکیل سرکار (مسٹر ای شیمس) و بعد ازان قائم مقام گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر اے ای رایوز) منجانب اپیلانٹان -

پنڈت موتی لال منجانب رسپانڈنٹان -

بلیر صاحب جسٹس - یہ نالش للو اور رحمن دہرو و برادران نے واسطے اس دادرسی کے دائر کی ہے کہ بذریعہ استقرار حقوق مدعیان اور دفع کرنے مزاحمت ناجائز مدعاعلیہم اور ناجائز قرار دئے ۲۰۱
جانے احکام میونسپل بورڈ کانپور کے ڈگری بحق مدعیان صادر کی جاے کہ اونکو اجازت اپنی قدیم جگہہ مندرجہ ذیل بمقام سرسیا گھاٹ پر بہ کنارہ دریاے گنگ واقع شہر کانپور بیٹھنے کی اور بحیثیت ان کا بوقت اشنان اور دیگر مذہبی کامون کے کام کرنے کی اور لینے اپنے رسوم اور دچھنا وغیرہ کی اون لوگون سے حسب دستور برضامندی اونکے ہے

مدعیان گنگا پتر ہین اور اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ وہ خود مثل اپنے مورثان کے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اپنے کاروبار منصبی سرسیا گھاٹ پر انجام دیتے رہے ہین - اسی قسم کے دیگر اشخاص نے بھی ایسا ہی کیا ہے - نامبردگان نے جس امر کا دعوی کیا ہے وہ یہہ ہے کہ بحیثیت گنگا پتران اونکو

---

* اپیل دوم نمبر ۹۹ ۱۸۹۶ء بنام اپیل ڈگری بابو ماہو داس اڈیشنل جج ماتحت کانپور مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۹۶ء بمنسوخی ڈگری بابو بانکے بہاری لال منصف کانپور مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۹۵ء - (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۹

(۲) رپورٹ ایوانس اپیلس صاحبان جلد ۹ صفحہ ۲۰۶ - (۳) لا رپورٹ صیغہ ایکوٹی جلد ۹ صفحہ ۱۰۴

میونسپل بورڈ کانپور بنام للو

حق قبضہ بمجردی بجملہ دیگر اشخاص کے خاص مقامات معین اوپر پیالیشی کا گھاٹ مذکور پر ہے۔ دعوی نامبردگان صرف قدامت پر منحصر ہے۔ مدعا علیہ میونسپل بورڈ کانپور ہے اور بصورت نہونے ثبوت خلاف کے یہ قیاس کیا جاتا چاہئے کہ اوس نے اپنے اختیار کے اندر متعلق اون معاملات کے عمل کیا جنکی شکایت کی گئی ہے بجز اسکے کہ حق نگرانی اور دست اندازی بورڈ مذکور کا از روے کسی ایسے حق کے محدود ہو گیا ہو جو مدعیان نے حاصل کیا ہو ہمارے روبرو کوئی دلیل خلاف عام اختیار بورڈ مذکور کے نہین کی گئی۔ تواریخ اس گھاٹ کی مطلقًا معلوم نہین ہے لیکن بیانات اور اقبالات فریقین سے ہم اسقدر مستنبط کر سکتے ہین کہ کسیوقت پر غالبًا بعید زمانہ مین یہ گھاٹ واسطے فائدہ جاترون کے جو دریاے مقدس مین اشنان کرنا چاہین وقف کیا گیا تھا اسمین کچھ شبہ نہین ہے کہ واسطے کرنے اشنان اور بجا لانے اون رسوم کے جو اونکے ساتھہ ہوتی ہین گنگا پترون کا موجود ہونا واسطے کرنے کام کے ضروری ہے ہمارے روبرو کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ مدعیان دعوی کسی حق کا اوس اراضی مین جسپر گھاٹ ہے رکھتے ہین اونکا بیان صرف اسقدر ہے کہ ہم اور ہمارے مورثان بحیثیت گنگا پتر واسطے بجا آوری اپنے کار منصبی گنگا پتران کے برابر اور مدت غیر معین سے بمعروی بجملہ دیگر گنگا پتران اور بجملہ دیگر اشخاص قسم کے خاص مقامات متدعویہ پر قابض رہے ہین لہذا ہم اب اور آئیندہ استحقاقًا مستحق استعمال کرنے مقامات مذکور کے اوسطرح پر ہین کہ جسطرح پر ہم ابتک کرتے رہے ہین اسی بنا پر جج ماتحت نے بذریعہ اپیل اونکی نالش کو ڈگری کیا جسکو عدالت مرافعہ اول نے بوجہ سماعت کے ڈسمس کیا تھا۔ ۲۰۲

وہ تجویز بنا راضی جسکے ہم اس اپیل کی سماعت کرتے ہین ایک نہایت ناکافی اور بے پروایانہ تجویز ہے کہ جیسی ہمارے روبرو کبھی نہین آئی فیصلہ مذکور مین تجویز اور بحث نسبت کسی امور قانونی کے نہین کی گئی گو وہ قابل لحاظ اور اہم مقدمہ ہذا مین تھے اور ہمین یہ فرض کیا گیا ہے کہ استعمال متنازعہ مدعیان اگر ثابت ہو بناے کافی حق کی بزمانہ حال استقبال ہوگی۔ مدعا علیہم نے اپنے بیان تحریری مین یہ بیان کیا (اور اوس سے کہین انکار نہین کیا گیا ہے) کہ اراضی گھاٹ گورنمنٹ کی ملکیت ہے اور یہ کہ انتظام اور حفاظت اون اراضیات کی جو اندر حدود میونسپلٹی واقع ہین باختیار میونسپلٹی ہے۔ وہ دست اندازی جسکے مدعیان شاکی ہین حسب قول مدعا علیہ ایک انتظام منجانب میونسپلٹی اون مقامات کا ہے جنپر گنگا پتران مذکور اون موقعون پر بیٹھتے جسکو مدعا علیہ نے مناسب خیال کیا اور مدعا علیہ یہ بحث کرتا ہے کہ مدعیان کو کوئی حق اعتراض کرنے کا

۱۸۸۱ء
میونسپل بورڈ کانپور بنام للو

نسبت انتظام مذکور کے شمہ نہین ہے۔

نیز مدعاعلیہ بجواب دعوی برمنائے قدامت یہی بیان کرتا ہے کہ مدعیان بلاتفاوت یا استحقاقاً گہاٹ پر متصرف نہین رہے بلکہ مدعاعلیہ نے وقتاً فوقتاً سال مین ایک روز اونکو ۱۸۵۸ء سے زمانہ حال تک ممانعت کی ہے

امر مذکور منجملہ اون عذرات کے جو جج ماتحت کو نا قابل التفات معلوم ہوئے ایک اہم عذر ہے اور اگر امر مذکور ثابت ہو جاتا تو بشمول عدم ثبوت اس امر کے کہ نسبت ایسے عمل کے کسی شخص متعلق نے کبھی عذر نہین کیا یہ قیاس مستحکم پیدا ہو سکتا تھا کہ قبضہ مدعیان اوس جزو گہاٹ کا جسپر نا سپردگان قابض تھے صرف اجازتی تھا اور ایسا قبضہ نہ تھا جو استحقاقاً ہو فی الحقیقت بر بنائے
۲۰۳ اس عذر واحد کے منسوخ کرنا نالش مدعیان کا ممکن تھا لیکن مقدمہ ہذا مین ایسے امور پیش کئے گئے ہین جو اوس سے زیادہ وسیع تر ہین اور جنکا فیصل کرنا اس اپیل مین مناسب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دیگر ہم قسم دعاوی پر موثر ہون جنمین وہ امور خاص نہون جو مقدمہ ہذا مین پائے جاتے ہین یہہ کہنا مناسب ہے کہ مسٹر موتی لال نے منجانب ریسپانڈنٹان صاف طور پر یہہ تسلیم کیا کہ دعوی مدعیان قانوناً بطور ایک حق آسایش کے بیان نہین کیا جا سکتا ہے پس یہہ کہنا کافی ہے کہ چونکہ دعوی مدعیان کسی ایسے حق پر بہ نسبت اراضی گہاٹ یا کسی دیگر اراضی پر جس سے اونکا استعمال گہاٹ کا متعلق ہے مبنی نہین ہے اور چونکہ قانون انگلستان یا قانون ہند مین اس قسم کا حق آسایش تسلیم نہین کیا گیا ہے لہذا مدعیان کو اپنا دعوی کسی دیگر بنا پر ثابت کرنا چاہئے۔

بعد ازان مسٹر موتی لال نے یہہ بحث کی کہ مدعیان کے حق کی نوعیت حق رواجی کی ہے اور وہ منشا اور معنی دفعہ ۱۸ - ایکٹ حق آسایش ۱۸۸۲ء مین داخل ہے۔ ہماری دانست مین دفعہ مذکور واقعات مقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ تمثیلات مندرجہ سے کسی قسم کا حق ملکیت یا قبضہ یا سکونت کسی خاص مقام کی لازم آتی ہے۔ مقدمات کثیر التعداد کی جانب ہماری توجہ مائل کی گئی ہے کہ جنمین سے شاید سب سے زیادہ اہم مقدمہ ٹیرن بنام اسمتھ (۱) ہے۔ وہ ایک ایسی نالش تھی جسمین مالک تعلقہ نے بابت مداخلت بیجا ایسے شخص کے نالش کی تھی جس نے اوسکے کسی جزو جائداد پر سائبان تعمیر کر لیا تھا یا تعمیر کرنا شروع کیا تھا۔ جہان مدعاعلیہ بالا انحصار

(۱) رپورٹ ایڈوافس وایلس صاحبان جلد ۹ صفحہ ۲۰۲

۱۹۰۵ء
میونسپل بورڈ کانپور
بنام
للو

یہ تھا کہ از روے رواج قدیم کے تعلقہ مذکور مین ایک عام میلہ ہوتا تھا اور یہ کہ واسطے آسایش آنے والون
کے زمانہ قدیم سے کل کھانا بیچنے والون کو یہ اجازت تھی کہ واسطے مہیا کرنے شراب وغیرہ کے
سائبان بنالین - یہ تجویز ہوئی کہ رواج مذکور ثابت ہے اور یہ کہ وہ ایک رواج معقول ہے -
مقدمہ مذکور سے کسی طرح پر حجت رسپانڈنٹ کی تائید نہین ہوتی - وہ حق کہ جسکا عذر کیا گیا تھا واقع
ایک حق عوام الناس تھا کہ اونکے لئے شراب وغیرہ کی دکانات قائم کی جائین اور نہ کوئی
حق بلا شرکت غیرے جسکا دعوی منجملہ کھانا بیچنے والون کے کسی ایک نے کسی خاص جگہ پر قبضہ
کرنے کا کیا ہو اور یہ بالعموم تصور کیا جا سکتا ہے کہ قانون انگلستان مین کوئی حق از قسم
حق آسایش تسلیم نہین کیا گیا یعنی ایسا حق آسایش جو عوام کا ہو اور جو حقوق خاص سے ممیز
۲۰۴ ہو سکتا ہو گو حقوق مذکور باشندگان کسی تعلقہ یا قصبہ پر محدود ہون لیکن اندر اوس حد کے حقوق
مذکور عام ہین اور نہ خاص بمقدمہ حال یہ امر عیان معلوم ہوتا ہے اور فی الحقیقت اوس سے انکار
نہین کیا گیا گھاٹ واسطے استعمال عوام کے وقف کیا گیا ہوگا جو مطابق اپنے مذہب کے
آب دریا کو استعمال کرنا چاہین اور جو حق کہ ایسے وقف سے عطا کیا گیا ظاہرا وہ نہین کوئی قید نسبت
تعداد گنگا پتران کے نہین لگائی گئی تھی جو اپنے ججمانون کا کام کرنا چاہین اور نہ اوسکی رو سے
کوئی حق کسی خاص گنگا پتر کا نسبت قبضہ بلا شرکت دیگر گنگا پتران کے کسی خاص مقام کا مستنبط
ہوتا ہے - ایک مقدمہ عدالت ہذا مین وہ حکم ہوا جسمین فیصل کیا جو ہماری دانست مین ایک سند
کافی واسطے تائید حجت اپیلانٹان کے ہے - وہ مقدمہ حسین علی بنام مشک مین (۱) کا ہے نالش
مدعی او مقدمہ مین اس بنا پر دائر کیگئی تھی کہ مدعی لے کوئی حق کسی قسم کا نسبت اراضی گھاٹ یا اوسکے کسی
جزو کے بیان یا ثابت نہین کیا - راے مذکور جو عام طور پر بیان کیگئی ہماری راے مین مساوی طور سے
واقعات مقدمہ حال سے متعلق ہے جبکہ فی الحقیقت واقعات مقدمہ مطبوعہ رپورٹ سے مختلف نہین ہین - اس مقدمہ
مین بھی مدعیان نے کوئی حق نسبت اراضی گھاٹ یا اوسکے کسی جزو کے بیان یا ثابت نہین کیا ہے
اور اندرین حالات مذکورہ کے ہم بہ پیروی فیصلہ مندرجہ بالا یہ تجویز کرتے ہین کہ مدعیان کوئی دعوی بلا شرکت
استعمال گھاٹ کا بغرض وصول کرنے خیرات یا دچھنا کے بمقابلہ دیگر اشخاص کے نہین کر سکتے ہین
وجہ تجویز بمقدمہ حسین علی بنام مشک مین ہماری دانست مین کسیطرح پر قابل اعتراض نہین ہے علاوہ
ہماری راے مین اس امر کا کچھ مضائقہ نہین ہے کہ دعوی بمقدمہ ہذا صرف ایک جزو گھاٹ سے متعلق

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۹

۱۸۹۰ء
میونسپل بورڈ کانپور بنام تلو

بے اور تائید رائے مذکور کی بذریعہ اسناد کے بخوبی ہوتی ہے مجھکو یہ تجویز کرنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اصول مین درمیان وقف کرنے کسی گہاٹ کے بغرض استعمال عوام اور وقف کرنے کسی شارع عام کے کوئی فرق ہے۔ یہ تجویز ہوچکی ہے اور یہ اصول غیر متنازعہ معلوم ہوتا ہے کہ جس صورت مین وقف کسی شارع عام کا ثابت ہو اور صرف ایک جزو اراضی موقوفہ کا واسطے غرض مذکور کے استعمال کیا گیا ہو تو کوئی شخص بذریعہ مخالفت یا کسی دوسرے استعمال کسی جزو شارع کے کوئی حق بمقابلہ عوام الناس نسبت کسی جزو اراضی مذکور کے ثابت نہین کرسکتا گو وہ اوس غرض کے لیے جسکے لئے وہ وقف کیا گیا ہو کبھی استعمال مین نہ آیا ہو مین مقدمہ ٹرنر بنام رنگ وڈ ہائی وے بورڈ (۱) کا حوالہ دیتا ہون یہ فیصلہ ایک حاکم کا ہے جو منجملہ نہایت مشہور حکام اس صدی کے تہا اور تجویز نفس اوس دلیل پر مبنی ہے جو بالعموم جہانتک کہ مجھکو علم ہے اس قسم کے جملہ مقدمات سے متعلق کیگئی ہے مقدمہ حال مین وقف عام بذریعہ دست اندازی چند خاص شخص کے عوام مین سے محدود نہین کیا جاسکتا اور نہ اشخاص مذکور بذریعہ ایسی دست اندازی کے گو کتنے ہی عرصہ دراز تک وہ رہی ہو کوئی حق نسبت اراضی یا استعمال بلاشرکت غیرے اراضی کے جسپر دست اندازی کی گئی ہو حاصل نہین کرسکتے اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے یعنی استعمال مذکور منجانب نامبردگان ایک استعمال اجازتی تہا نامبردگان کو وہان رہنے کا حق تہا لیکن ساتہہ اونکے حق استعمال کے کوئی حق محروم کرنے دیگر اشخاص کا یعنی لنگا پترون یا جاتریون یا دیگر اشخاص کو محروم کرنے کا جنکے استعمال کے لئے گہاٹ مذکور ابتداءً وقف کیا گیا تہا نہین ہوتا

نتیجہ یہ ہے کہ مین اپیل ہذا کو منظور اور بہ منسوخی فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کے نالش مدعیان کو مع خرچہ کے ڈسمس کرونگا

ایکمن صاحب جسٹس — مین یہ خیال کرنے مین متفق ہون کہ اپیل ہذا منظور کیا جانا چاہیے ڈی ہلم ایڈوکیٹ نے جو منجانب مدعیان حاضر ہوا ہے یہ تسلیم کیا کہ حق متدعویہ مدعیان یعنی اونکے موکلان کا ایک حق آسائش نہین ہے وکیل موصوف نے کہا کہ اگر حق مذکور کی تعریف کی جائے تو مین اوسکو اظہار ایک حق رواجی کا بیان کرونگا۔ لیکن وہ چارہ کار جسکی مدعیان نے استدعا کی اور وہ ڈگری جو اونہون نے حاصل کی ہے اس سے زیادہ نہین ہے ازروے ڈگری مذکور نامبردگان کو قبضہ چند مقامات واقع گہاٹ عام کا بہ محرومی جملہ دیگر عوام الناس کے عطا کیا گیا ہے کوئی مثال عطا کئے جانے ایسے چارہ کار کی ہمارے روبرو پیش نہین کی گئی۔ یہ صحیح ہے کہ ایسے مقدمات مین نہین

(۱) لا رپورٹ مقدمات ایکوٹی جلد ۹ صفحہ ۴۱۸

۱۸۹۹ء
میونسپل بورڈ کانپور بنام لغو

مدعیان نے استحقاق اپنا نسبت قاعدہ اوسکے نے حقوق رواجی کے بکامیابی ثابت کئے ہین لیکن اون مقدمات کی ڈگریات سے تصرحت دیگر عوام الناس یا فرقہ عوام الناس مین جنکو حق رواجی حاصل ہو وست اندازی نہین کی گئی - میری رائے مین مقدمہ ہذا مقدمہ حسین علی بنام منگ سین (۱) سے قابل تمیز نہین ہے کیونکہ جیسا کہ میرے جلیس ہیر صاحب نے ثابت کیا ہے مطابق اوس قاعدہ کے ہے جو انگلستان مین قرار پایا ہے مین ڈگری مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون -

۲۰۶ از عدالت - ڈگری عدالت یہ ہے کہ اپیل منظور کیا گیا اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ کی گئی اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی بحال رکھی گئی - اپیلانٹان کو خرچہ اونکا عدالت اور عدالت اپیل ماتحت ملیگا -

اپیل ڈگری کیا گیا -

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سر جان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس

۱۸۹۹ء
۱۲ - جنوری
صفحہ کتاب انگریزی
۲۰۶

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رحیم بخش*

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۱۰ و دفعات مابعد ضمانت نیک چلنی بمقصد طلب کرنے ضمانت کا - اختیار تمیزی مجسٹریٹ کا اس بارہ مین کہ اون ضامنان کو جو پیش کئے گئے ہون منظور یا نامنظور کرے -

مقصد طلب کرنے ضمانت نیک چلنی کا حاصل کرنا زر نقد واسطے سرکار کے بذریعہ ضبطی مچلکون کے نہین ہے بلکہ یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہو جائے کہ وہ خاص شخص ملزم میعاد مندرجہ حکم تک نیک چلن رہیگا - لہذا بعد امید رکھنا اور حکم دینا قرین عقل ہے کہ ضامنان جو پیش کئے جائین ایسے فاصلہ کے نہ ہون جس سے یہ امر خلاف قیاس ہو کہ نامبردگان کوئی اختیار نسبت اوس شخص کے جنکے وہ ضامن ہوئے ہین راستی برعمل مین لاینگے - مقدمہ ملازن سو اودہی (۲) کی تقلید نہین کی گئی

جنٹ مجسٹریٹ سہارنپور نے بموجب دفعہ ۱۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری عمل کرتے تجویز کی کہ رحیم بخش عادتاً نقب زن اور مال مسروقہ کا لینے والا ہے اور نامبردہ کو ہدایت کی کہ ایک مچلکہ ضمانت کا مع دو ضامنان ہر ایک بابت مبلغ ۱۰۰ روپیہ کے اس بات کا تحریر کرے کہ وہ ایک سال تک نیک چلن رہیگا - بنا راضی حکم ہذا نامبردہ نے مجسٹریٹ ضلع کے روبرو اپیل کیا جس نے بعد حوالہ دینے اوس شہادت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۹۰۳
(۲) ویکلی رپورٹر فوجداری جلد ۲۲ صفحہ ۴۰

۱۸۹۵ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رحیم بخش

کے جسپر حکم جنٹ مجسٹریٹ مبنی تہا اور بعد پسند کرنے حکم مذکور کے یہہ تحریر کیا ضمانت جو پیش کی گئی ایسے اشخاص کی ہے جو سہارنپور سے جہان کہ سائل رہتا ہے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ اگر ضمانت واسطے اوس غرض کے جسکے لئے وہ طلب کی گئی ہے کارآمد ہو تو یہ ضرور ہے کہ وہ ایسے شخص کی ضمانت ہو جو مکان اپیلانٹ کے قریب رہتا ہو کہ جہان وہ نگرانی مناسب نسبت اوسکے کر سکے۔ اگر ایسی ضمانت پیش کی جاوے تو وہ قبول کی جائیگی"۔ بنا برانہی اس حکم کے رحیم بخش نے بصیغہ نظرثانی بحضور ہائی کورٹ درخواست پیش کی۔

مسٹر این ایل ہیلیورگس منجانب سائل۔

وکیل سرکار (منشی رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہ درخواست بصیغہ نظرثانی ہے۔ ایک حکم بدین مضمون صادر کیا گیا کہ ایک شخص جسکے مقابلہ مین مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۱۱۰ اور دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی کی تہی خود اپنی ضمانت دے اور دو ضامنان واسطے اپنی نیک چلنی کے ایک سال کے لئے پیش کرے۔ یہہ ظاہر ہے کہ رحیم بخش ایک ایسا شخص تہا جسکی نسبت حکم مذکور دیا جانا چاہیے تہا۔ خود اوسکے گواہ نے جو ایک شریف آدمی ہے اوسکو نہایت بدچلن بیان کیا حسب اطمینان مجسٹریٹ کے یہ ثابت ہوگیا کہ نامبردہ پیشہ ور اشخاص نقب زن کا ہمنشین اور مال مسروقہ کا لینے والا ہے نامبردہ شہر سہارنپور مین رہتا تہا اور نمائشی کاروبار دودہ بیچنے کا کرتا تہا جو فی نفسہ ایک غیر ضرر رسان پیشہ اس قسم کے آدمی کے لئے ہے۔ جو ضامنان کہ اوس نے پیش کئے وہ تحصیل رڑکی مین بستے تہے ایک شخص کی ضمانت جبکہ وہ اولاً پیش کیا گیا نامنظور کی گئی تہی خود اپنے اظہار مین اوس نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ فی الحقیقت اوس شخص کی بابت کچہہ نہیں جانتا تہا جسکے واسطے وہ رڑکی سے بطور ضامن کے حاضر ہوا تہا مجسٹریٹ نے یہہ خیال کیا کہ ضامنان رڑکی کا غالباً بہت کم دباؤ ایسے شخص پر ہوگا جو مثل رحیم بخش کے سہارنپور مین رہتا ہو۔ میری راے مین مجسٹریٹ نے مناسب نتیجہ اخذ کیا ہے۔ مقصد طلب کرنے ضمانت نیک چلنی سے یہ مراد نہیں ہے کہ زر نقد واسطے سرکار کے بذریعہ ضبطی مچلکون کے حاصل کیا جاوے بلکہ یہ ہے کہ یہ امر یقینی ہو جاوے کہ وہ خاص شخص ملزم میعاد مندرجہ حکم تک نیک چلن رہیگا یہ امید رکہنا اور حکم دینا مجکو قرین عقل معلوم ہوتا ہے کہ ضامنان جو پیش کئے جائین ایسے فاصلہ کے نہون کہ جس سے یہ امر خلاف قیاس ہو کہ نامبردگان کوئی اختیار نسبت اوس شخص کے جسکے واسطے وے ضامن ہونے کو راضی ہین عمل مین لاسکینگے۔ بے شک صاحبان مجسٹریٹ کو ان صورتون مین خود رائی

نمبر ۱۰۹۵ ء
حکم معطلی قبضہ جائداد
بنام
بحکم جسٹس

سے منع کرنا چاہیئے انکو چاہیئے کہ ہر ایک مقدمہ مین بلحاظ واقعات مقدمہ کے عمل کرین۔ بمین جیب فیصلہ عدالت کلکتہ مصدرہ مقدمہ غزائین سو بودہی (۱) کی تقلید کرنے کو آمادہ نہیں ہون مین درخواست بلاڈگری مسترد کرتا ہون

صیغہ اپیل دیوانی

نمبر ۹۷ ء
۱۷ جنوری
صورت کتاب انگریزی
۲۰۰

باجلاس سر جان ایج صاحب نیشیف جسٹس و بر کٹ صاحب جسٹس

شرف الدین خان (مدیون ڈگری) بنام فتح یاب خان (ڈگریدار)

واصلات اجراء ڈگری۔ اعتراض نسبت تشخیص زر واصلات کے۔ مداخلت بیجا کنندہ کو اخراجات حاصل کرنے ڈگریات لگان کے بزمانہ اوسکے قبضہ کے نہین دلائے گئے۔

تجویز ہوئی کہ مداخلت بیجا کنندہ کو جو بعد کچھ عرصہ تک قابض رہنے کے جائداد غیر منقولہ پر بہ اجراء اوس ڈگری کے بیدخل کیا گیا جو مالک حقدار نے حاصل کی بہ منہائی زر واصلات کے وہ اخراجات مجرا نہین دلائے جا سکتے جو اوسنے حاصل کرنے ڈگریات لگان مین بمقابلہ اسامیان جائداد متنازعہ کے کئے

رسپانڈنٹ اپیل ہذا نے ایک ڈگری واسطے قبضہ جائداد غیر منقولہ و زر واصلات کے بنام اپیلانٹ حاصل کی جسمین یہ حکم تھا کہ تعداد زر واصلات بصیغہ اجراء ڈگری تحقیق کیجائے۔ ڈگریدار نے عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین واسطے تحقیق کرنے زر واصلات کے بدعوی مبلغ ..... روپیہ کے درخواست کی مدیون ڈگری نے اعتراضات نسبت اس درخواست کے بدین بیان داخل کئے کہ ڈگریدار نے زر واصلات کا حساب غلط کیا اور یہ کہ بعض اخراجات تحصیل اور اخراجات جو بزمانہ اوسکے قبضہ اراضی کے اسامیان پر نالشات رجوع کرنے مین ہوئے رقم زر واصلات سے جو دلائی گئی ہے منہا ہونے چاہئین۔ عدالت ججی ماتحت مرادآباد نے اعتراضات مدیون ڈگری نامنظور کئے اور زر واصلات بقدر اوس رقم کے تشخیص کیا جسکا ڈگریدار نے دعوی کیا تھا۔ بنا راضی اس حکم کے مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

منشی رام پرشاد و مولوی غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ

منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہین ہوا۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ اپیل ہذا تشخیص زر واصلات سے پیدا ہوا ہے۔ اپیلانٹ اول اس امر کا شاکی ہے کہ وہ اوس شہادت سے فائدہ اوٹھانے سے محروم

---

(۱) وکلی ریپورٹر کلکتہ جلد ۳۴ صفحہ ۵۰ .... اپیل اول نمبر ... سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم ... ایچ ... صاحب

جج ماتحت مرادآباد مورخہ ... نومبر سنہ ۱۸۹۵ء

۱۹۰۰ء

۲۰۹ شرف الدین خان بنام فتح یاب خان

کیا گیا جو اوس مقدمہ مین تہی جسکی مسل ہائی کورٹ مین بوقت تشخیص زر و اصلات کے موجود تہی بہ نظر تائید وجہ مذکور یہہ ثابت کرنا ضرور ہوگا کہ شہادت جسکو وہ پیش کرنا چاہتا تہا ضروری تہی اور اونکے یہان تکلیف پیش کرنے مسل مذکور کی گوارا نہین کی اور وہ یہ ثابت کرنے سے قاصر رہا کہ ایک لفظ بہی شہادت مذکور کا اہم تہا اوسکو یہہ بہی شکایت ہے کہ زر و اصلات کے حساب لینے مین اوسکو ایک رقم ناکافی بابت اخراجات کے دلائی گئی۔ اور اوسکے دعوی اخراجات مین منجملہ دیگر اشیا کے دعوی تنخواہ دو کارندون کا شامل ہے۔ صرف دعوی کے اس جزو سے اخراجات و وصول شدہ بقدر ۱۰ فیصدی کے پہونچتے ہین اور اسقدر رقم کبہی ہم مداخلت بیجا کنندہ کو دلانا منظور نہین کر سکتے۔ وہ ہر صورت مین نہایت زیادہ ہوگی لیکن اوسکی خاص شکایت دربارہ اخراجات اس امر سے تعلق رکہتی ہے کہ نامبردہ کو وہ اخراجات نہین دلائے گئے جو اوسکو اون اسامیان علاقہ پر نالش کرنے مین کرنے پڑے جو اوسکے اسامی نہ تہے اور جنسے اوسکو کوئی لگان واجب نہ تہا لیکن جنکے نام اوسنے ڈگریات لگان حاصل کین۔ نتیجہ سے ثابت ہے کہ اپیلانٹ ڈگریات مذکور کا ہرگز مستحق نہ تہا۔ وہ ایک شخص بیجا کنندہ تہا۔ نامبردہ قبضہ اراضی کا مستحق نہ تہا وہ مستحق پانے لگان کا منافع کا تہا۔ یہ بخوبی ممکن ہے اور در حقیقت خلاف اسکے ثابت نہین کیا گیا ہے کہ اگر وہ ڈگریدار یعنی مالک حقدار کے قبضہ مین اپیلانٹ مخل نہ ڈالتا اور وہ قابض ہوتا تو اوسکے کل اسامیان اپنا لگان ادا کرتے اور کوئی ضرورت ایک نالش کی بہی اونمین سے کسی کے نام نہ ہوتی اخراجات ڈگریات لگان جو اندر حالات مذکور ایسے شخص بیجا کنندہ نے حاصل کی تہین جو اونکا مستحق نہ تہا بلا شبہ بوقت تشخیص زر و اصلات اوسکو نہین دلائے جا سکتے۔ ہم اپیل بلا ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

پریوی کونسل

پریوی کونسل +
سنہ ۱۸۹۹ء
۱۶ نومبر و ۱۵ دسمبر
صفحہ کتاب انگریزی
۲۰۹

نراین داس (مدعی) اپیلانٹ بنام رام گنج دیال (مدعا علیہ) رسپانڈنٹ

برطبق اپیل بنا راضی فیصلہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی

ارادہ جو نسبت کارروائی آیندہ کے مابین فریقین ظاہر کیا گیا ہو معاہدہ کی حد تک نہین پہونچتا۔

اظہار ارادہ باہمی فریقین سے ہر دو جانب یہ امید پیدا ہوئی کہ اوس ارادہ پر عمل کیا جایگا لیکن کوئی معاہدہ نہین کیا گیا

۲۱۰ ایک شخص لاولد نے جو بعدہ فوت ہو گیا اپنی ہمشیرہ کے پسر نابالغ کے باپ سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ لڑکا کو اپنا وارث بنائے گا اور اگر خود واہب کے جسکا یہ ارادہ تھا اولاد ہو تو وہ اوس لڑکا کو ایک حصہ اپنی جایداد کا دیگا باپ اسبات پر رضامند ہوا اور اوسنے لڑکے کو سپرد کیا۔

متوفی کی بیوگان اور مان نے جنکو اوسکی جایداد تا زمانہ اونکی حیات کے ملی لڑکا کو اپنے ساتھ مشترکہ قابض ہونے دیا اور جب وارثان مابعد جایداد خاندانی نے جنکو امید وراثت اونکی وفات پر تھی نالش دایر کی مستاتان مذکور نے بطور مدعا علیہم بشمول لڑکا کے اس بنا پر جوابدہی کی کہ اونھون نے بہ تعمیل خواہشات معلومہ متوفی کے لڑکا کو بطور اوسکے وارث کے تسلیم کیا۔

تجویز ہوئی کہ وارثان مابعد بعد وفات بیوگان کے جو کسی حقیت کو اپنی حیات سے زیادہ زمانہ کے لئے منتقل نہین کر سکتی تھین صرف بذریعہ اس کارروائی متوفی کے کہ اوسنے لڑکا کے باپ سے یہ معاہدہ کیا ہو کہ وہ لڑکا کو اپنا وارث بنائے گا بشرطیکہ ایسا معاہدہ ہوا ہو محروم ہو سکتے ہین اور اصلی بحث یہ تھی کہ جو گفتگو مابین دو اشخاص کے ہوئی وہ اس قسم کے معاہدہ کی حد تک پہونچتی تھی یا نہین۔

+ باجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہاب ہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر رچرڈ کوچ صاحب

۱۸۹۷ء
نرائن داس
بنام
رامانج دیال

ازروے شہادت کے جو کلیتاً زبانی تہی یہ دریافت ہوا کہ کوئی ایسا معاہدہ عمل مین نہین آیا تہا صرف اسیقدر مابین دو اشخاص کے گفتگو ہوئی تہی کہ جس سے ہر دو جانب یہ امید ہوئی کہ اگر اوس ارادہ پر جو اوسوقت تہا عمل کیا جاے تو اوسکا کو ورثہ ملے گا۔

اپیل بناراضی ڈگری (مورخہ ۹- فروری ۱۸۹۳ء) معدودہ ڈویزن بنچ ہائیکورٹ مشعر منسوخی ڈگری (۹- ستمبر ۱۸۹۲ء) معدودہ جج ماتحت میرٹھ۔

یہ نالش ۱۳- جولائی ۱۸۹۱ء کو چند مدعیان نے جنمین اپیلانٹ ہذا داخل تہا واسطے حصول ڈگری استقرار اپنے حق کے بحیثیت ورثاے عودی بعد وفات دو بیوگان مسمی درگاپرشاد اپنے یکجدی کے جو زمیندار اور حصہ دار ایک موضع کا ضلع میرٹھ مین تہا اور جو ایک ہنگامہ مین ۱۲- اگست ۱۸۶۲ء کو بعمر ۲۹- سال مارا گیا وایرکی اوسکے کوئی اولاد نہ تہی اور نہ اوس نے وصیت نامہ تحریر کیا تہا مدعیان نے دعوی استقرار اس امر کا کیا کہ اونکے حقوق کو مضرت افعال بیوگان سے نہین پہونچی جنہون نے رامانج دیال پسر نابالغ ہمشیرہ درگاپرشاد متوفی کو وارث جایداد متوفی ظاہر کیا تہا اور اوسکو مشترکاً اپنے ساتہہ قابض کرایا تہا۔

بیوگان اور مان متوفی کی بشمول رامانج کے مدعاعلیہ بنائی گئی تہین مگر اب وہ تنہا اس اپیل مین رسپانڈنٹ ہے۔ اپیلانٹ صرف لالہ نراین داس مدعی پنجم ہے جو قایم مقام کشن سہاے مدعی اول کا ہے اور شخص اخرالذکر کی نسبت ہائیکورٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ وہ قایم مقام متوفی کے یکجدیون بعید کا ہے

اصل امر جو اس اپیل مین پیش کیا گیا ہے یہ تہا کہ آیا درگاپرشاد متوفی نے رسپانڈنٹ کے باپ کے ساتہہ جو منجانب رسپانڈنٹ جب وہ نابالغ تہا عمل کرتا تہا یہ معاہدہ کیا تہا یا نہین کہ رسپانڈنٹ کو اپنا وارث اگر وہ (درگاپرشاد) لاولد فوت ہوجاویگا لیکن اگر وہ لاولد نہو بلکہ اوس کے اولاد ہو تو وہ ایک جزو اپنی جایداد کا لڑکا کو دے گا اور آیا اس قسم کا انتقال ورثہ کا اپیلانٹ پر قابل پابندی تہا یا نہین۔

عرضیدعوی مین استدعا استقرار اس امر کی تہی کہ رامانج وارث

سنہ ۱۸۹۷ء
نراین داس
بنام
رامانج دیال

درگاپرشاد باستحق قبضہ اوسکی جایداد کا نہ تہا اور استدعا ر اس حکم کی کیگئی تہی کہ بیوگان آمدنی زاید جایداد کو واسطے فائدہ مدعیان کے کسی کام منافع خیز مین لگادین۔

عرضیدعوی مین یہہ بہی تسلیم کیا گیا تہا کہ مالک متوفی مالک قطعی اپنی کل جایداد کا تہا اور اسوجہہ سے اوسکو اختیار تہا کہ جسطرح چاہے اپنی جایداد کو بذریعہ دستاویز یا وصیتنامہ کے منتقل کرے۔

مدعاعلیہم نے بیانات تحریری داخل کئے جو دراصل ہم مضمون مین اونکا بیان یہ تہا کہ درگاپرشاد نے رامانج دیال کو زمانہ طفولیت سے اپنے گہر مین پالا تہا اور اوسکے باپ سے یہہ وعدہ کیا تہا کہ وہ اوسکو اپنا وارث بنایگا مگر وہ بیچارہ قبل اسکے کہ وہ اپنے ارادہ کو پورا کرسکے فوت ہوا اور بیوگان نے بتعمیل اوسکی خواہشات معلومہ کے لڑکا کو جایداد پر قابض کرایا اور اوسکو بطور وارث کے تسلیم کیا۔

راے بیارے لعل جج ماتحت نے ایک امر تنقیح طلب نسبت کئے جانے معاہدہ کے مابین درگاپرشاد اور گنگا سرن باپ لڑکا کے حسب مندرجہ بالا اور نسبت قانوناً جائز ہونے معاہدہ کے قایم کیا اونہون نے شہادت اور قانون معاہدہ پر غور کیا اور چند مقدمات کا حوالہ دیا جسکا ذکر بعد اس کے مباحثہ اپیل ہذا مین کیا گیا اور بالاخر یہ نتیجہ نکالا کہ کوئی ایسا معاہدہ نہین ہوا تہا حاکم موصوف کی راے مین معاہدہ قابل پابندی کے اجزا موجود نہ تہے اونہون نے یہ تجویز کی کہ جہانتک کہ لڑکا کو تعلق ہے کوئی فرض یا ذمہ داری
٢١٢ اوسپر درگاپرشاد کے ساتہہ رہنے کی عاید نہین ہوئی اوسکی حالت مین کوئی تبدیل کبہی واقع نہین ہوا اور اسوجہ سے یہ مقدمہ تقدیر ہالا ناہن بنام پرہوہری (۱) سے قابل امتیاز ہے اور تعلق پدر او پسر کا مابین گنگا سرن اور لڑکا کے کبہی منقطع نہین ہوا درگاپرشاد باپ کو لڑکا کے لے جانے سے نہین روک سکتا تہا حاکم موصوف نے یہ بہی تجویز کی کہ اگرچہ بیوگان نے رجسٹر ملکیت مین نام رامانج دیال

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۹۰ (سنہ ۱۸۷۷ء)

۱۸۹۶ء
نراینداس بنام رام ابج دیال

کا سعد اپنے ناموں سے درج کرایا مگر اونھوں نے اپنے حقوق حین حیاتی بذریعہ
کسی کارروائی ضابطہ کے منتقل نہین کئے۔

چنانچہ حاکم موصوف نے ڈگری استقرار اس امر کی صادر کی کہ وارثان
عودی درگاپرشاد کے بعد وفات اوسکی بیوگان کے اوسکی جایداد کے پانیکے
مستحق ہونگے اور باقی دعوی ڈسمس کیا۔ رام ابج دیال نے ہائیکورٹ مین اپیل بناراضی
تجویز جج ماتحت کے بطور ایک امر قانونی کے کہ کوئی ایسا معاہدہ نہین ہوا تھا جو
قانوناً قابل پابندی ہو اور اوسکا اثر وراثت پر پہونچے دایر کیا مگر کوئی اپیل بناراضی
تجویز واقعات مندرجہ فیصلہ حاکم موصوف کے نہین کیا گیا۔

تحریرات ڈویزن بنچ (ڈرل صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس) جہانتک
وہ واسطے اغراض اس رپورٹ کے اہم ہین تجویز حکام عالیمقام مین مندرج ہین۔
تجویز جج ماتحت کی منسوخ کی گئی۔

برطبق اپیل ہذا۔

مسٹر اے کوہن کونسل اور مسٹر سی ڈبلیو آرا تھون نے منجانب اپیلانٹ
یہ بحث کی کہ کل دعوی رسپانڈنٹان ایک وعدہ منظرہ پر مبنی ہے جسکی نوبت معاہدہ
کی حد تک پہونچنے کی کبھی نہین آئی بلکہ اظہار اوس ارادہ سے جو اوسوقت
درگاپرشاد کا تھا کوئی امر زیادہ نہین ہوا کوئی شہادت اس امر کی نہ تھی کہ درگاپرشاد
نے لڑکا کو بطور اپنے وارث کے جملہ حالات مین قبول کرنے کا اپنے آپکو پابند
کیا تھا یا یہ کہ وہ اپنی جایداد یا اوسکے کسی جز کو اسطرح پر منتقل کریگا کہ وہ اوسکی وفات
پر رام ابج کو پہونچے۔

نہ یہ ثابت کیا گیا کہ گنگا سرن پدر لڑکا نے اپنے لڑکا کو کلیتاً علحدہ کیا تھا یا
اوس نے کلیتاً استحقاق نگرانی پسر مذکور سے دست برداری کی تھی نتیجہ یہ تھا کہ
صرف وہ ارادہ ظاہر کیا گیا تھا جو اوسوقت طرفین کا تھا جج ماتحت نے یہ تجویز صحیح کی تھی
کہ اپیلانٹ منجملہ دیگر عیان کے مستحق اس ڈگری کا تھا کہ اوسکا حق وراثتاً پانے جایداد خاندان
کا برطبق وفات بیوگان درگاپرشاد کے قرار دیا جاوے کوئی وجہ کافی تجویز ہائیکورٹ ۴۱۳
مین واسطے منسوخی اوس ڈگری کے جو بحق اپیلانٹ حال صادر ہوئی تھی

۱۸۹۷ء
نرائن داس
بنام
رانی دیال

بیان نہین کی گئی دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی خاص نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء کا حوالہ دیا گیا کہ اوسکی روسے اپیلانٹ کو بطور شخص حقدار کے استحقاق ہے اور اسوجہ سے وہ از روے دفعہ مذکور اختیار ارجاع نالش بنام اوس شخص کے رکھتا ہے کہ جسکو حق مذکور سے انکار ہو یہ صحیح ہے کہ عدالت کو اختیار تہا کہ ڈگری استقراریہ کے صادر کرنے سے انکار کرے لیکن اس صورت مین کوئی وجہ انکار کرنے کی نہ تہی -

حوالہ مقدمات جارڈن بنام منی (۱) و الیڈرسن بنام ٹڈیسن (۲) اوشی نہ نشن نبک آف لوشیانہ بنام فرسٹ نیشنل نبک آف نیو آرلینس (۳) کا جنمین نظیر مقدمہ جارڈن بنام منی دربارہ فرق اثر مابین اظہار ارادہ اور اظہار امر واقعہ کے پسند کی گئی تہی اور مقدمہ کورڈیل بنام ایسٹ اوڈ (۴) کا جسمین یہ فیصلہ ہوا تہا کہ اظہار ارادہ معاہدہ ہبہ کی حد تک نہین پہونچا اور مقدمہ رانی انند کنور بنام کورٹ آف وارڈس (۵) کا جسمین اپیل قریب ترین وارث مابعد کے وارث نے پیش کیا تہا دیا گیا -

مسٹر ایم کرکمن تہارپ کونسل و مسٹر جے ڈی مین نے منجانب رسپانڈنٹ یہ بحث کی کہ از روے شہادت منجانب درگا پرشاد یہ عہد کیا گیا تہا کہ وہ لڑکا کو اپنا وارث کریگا اور وہ ایک معاوضہ پر مبنی تہا جو گنگا سرن پدر کی جانب سے دیا گیا تہا اور اوسکی تکمیل اوسوقت ہو گئی جب لڑکا درگا پرشاد کے حوالہ کیا گیا یا امر کہ عہد مذکور کیا گیا تہا عدالت ہاے ماتحت نے تجویز کیا ہے گو عدالت مرافعہ اولی نے یہ قرار دیا ہے کہ اوس سے کوئی ذمہ داری پیدا نہین ہوتی ہیہ گذارش ہے کہ بدل سے تائید عہد کی ہوتی ہے اور وہ عہد قانوناً قابل پابندی تہا پس اوس عہد کی بجا آوری بیوگان پر لازم تہی جو اس غرض کے لیے جایداد کی نگران تہین گنگا سرن نے نہ صرف اقرار لڑکا کے اپنی نگرانی سے باہر رہنے کا

(۱) رپورٹ مقدمات ہوس آف لارڈس جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ (سنہ ۱۸۵۴ء) (۲) رپورٹ اکسچیکر ڈویزن جلد ۵ صفحہ ۲۹۳ (سنہ ۱۸۸۰ء) بر طبق اپیل رپورٹ کوئنس بنچ ڈویزن جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ (سنہ ۱۸۸۱ء) و بر طبق اپیل مقدمات اپیل (ہوس آف لارڈس) جلد ۸ صفحہ ۴۶۷ (سنہ ۱۸۸۳ء) (۳) لا رپورٹ مقدمات اپیل (ہوس آف لارڈس) جلد ۶ صفحہ ۳۵۲ (سنہ ۱۸۷۴ء) (۴) لا رپورٹ صیغہ انکویٹی جلد ۱۵ صفحہ ۱۱ (سنہ ۱۸۷۲ء)

(۵) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۸ صفحہ ۱۴ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۷۶۴ (سنہ ۱۸۸۰ء)

سنہ ۱۸۹۶ء
نرائنداس بنام راماجی دیال

گیا تھا بلکہ اوسکو برسون تک اسطرح رہنے دیا اور لڑکا کی پرورش اور تعلیم اول درگاپرشاد نے اور بعدۂ بیوگان نے کی گنگاسرن نے اپنا اختیار اور ذمہ داری پدری اسطور پر ترک نہین کی تہی کہ وہ بدل جو گنگاسرن کیجانب سے تہا نا جائز ہو جاے۔ حوالہ مقدمہ لائنس بنام بلنگین (۱) کہ یہ مقدمہ اون مقدمات مین سے ہے جنمین اطفال کی حراست پدر کے سپرد کرنے سے انکار کیا گیا تہا اور مقدمہ بہالاناہن بنام پربہوہری (۲) کا جسمین لڑکا اوسکے والدین نے اس صریح وعدہ پر دیا تہا کہ جایداد اوسکے نام ہبہ کیجاے حوالہ دیا گیا اور اس امر سے کہ (مقدمہ آخر الذکر مین) اوسنے اونکی اجازت سے اپنی حالت تبدیل کی تہی اور اپنا دعوی وِرثہ پانے والدین کا ترک کیا تہا یہ مقدمہ کلیتاً غیر متعلق نہین ہو گیا نیز حوالہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام امتثمہ بمعاملہ بوریم (۳) دیا گیا۔

مسٹر اے کوہن کونسل نے جواب دیا۔

بعدہ ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو تجویز حکام عالیمقام کو سر آر کوچ صاحب نے صادر فرمایا درگاپرشاد جو یکم اگست سنہ ۱۸۷۲ء کو دو بیوگان رام دیی و ہیرادیی چھوڑکر فوت ہوا پوتا بختاور سنگہ پسر جواہر کا تہا جسکے تین اور لڑکے دلاور سنگہ وکشن سہاے و ہر سہاے تہے۔ دلاور سنگہ ایک متبنی مسمی چندالال چھوڑکر فوت ہوا ہر سہاے نے انند سروپ و جوگل کشور و نرائنداس و رام سرنداس چار لڑکے چھوڑے یہ نالش کشن سہاے و چندالال اور ہر سہاے کے چار بیٹون نے بنام رسپانڈنٹ اور بیوگان اور مان درگاپرشاد کے دایر کی عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا کہ بغرض سقوط حقوق وارثان مابعد کے بیوگان نے نام رسپانڈنٹ کا نسبت اکثر جایداد متروکہ درگاپرشاد کے مع اپنے نام کے اور نسبت بعض جایداد کے صرف اوسیکا نام ان بیات غلط کے ذریعہ سے تحریر کرایا اور درگاپرشاد نے اونکو اور راماجی دیال پسر نابالغ اپنی بہن کو بطور اپنے ورثہ کے چہوڑا اور یہ کہ بوجہ نہونے اولاد کے اوسنے راماجی دیال کو اپنے پاس بطور متبنی اور وارث کے رکہا

(۱) رپورٹ جیکب صاحب صفحہ ۲۴۴ (سنہ ۱۸۲۱ء) (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ سنہ ۱۸۷۶ء
(۳) لا جرنل کونسل بنچ جلد ۲ صفحہ ۱۱۶ (سنہ ۱۸۵۳ء)

۱۸۹۷ء
نراین داس بنام رامانج دیال

اور یہہ عہد کیا تہا کہ بصورت نہونے اولاد ذکور کے وہ اور اوسکی اولاد بطور
مالک کے اوسکی کل جایداد متروکہ پر قابض ہون مگر اونکو استحقاق اتلاف جایداد
کا نہو اور اگر اوسکا خاص لڑکا ہو تو رامانج دیال کو حصہ مساوی اوسکے ساتھہ ملے
اور اوسنے اوسکی پرورش اور تعلیم اور اوسکی شادی بطور اپنے لڑکے
کے کی تہی اور بیوگان خود اپنے حق سے اور بطور ولی نابالغ کے اوسکے
ترکہ پر بطور وارث قابض ہین اور مدعیان نے یہ استدعا کی کہ یہ قرار دیا جاے
کہ یہ بیانات غلط ہین اور استقرار جایداد درگا پرشاد جو برنباے اون بیانات
بحق رامانج دیال کے گئے بمقابلہ مدعیان یا اون اشخاص کے جو بوقت
وفات بیوگان وارثان مابعد ہون کالعدم ہین اور یہ کہ یہ بیان کہ رامانج دیال
یا اوسکی اولاد مستحق ترکہ درگا پرشاد کے بوجہہ کسی قرار داد کے جو غلط طور پر
اوس سے منسوب کیا گیا ہین بے اثر اور جہوٹ ہے بیوگان نے اپنے
بیان تحریری مین یہ لکہا کہ چونکہ اونکا شوہر یکایک مارا گیا لہذا وہ کوئی دستاویز
بحق رامانج دیال تحریر نہ کرسکا اسلئے اونہون نے مطابق اوسکے عہد اور
حکم کے کل جایداد رامانج کے سپرد کی مان نے بہی اپنے بیان تحریری مین بہی
تحریر کیا۔ رامانج دیال نے اپنے بیان تحریری مین یہ لکہا کہ درگا پرشاد کو اوس سے
اوس کے عہد طفولیت سے بڑی محبت تہی اور وہ اوسکو ہمیشہ اپنے
پاس رکہتا تہا اور بالآخر اوسنے اوسکے ساتھہ بذریعہ اوسکے باپ کے
جو اوسکا ولی تہا یہ وعدہ کیا کہ اوسکو مالک و وارث کل اپنی جایداد کا کریگا
اور اوسوقت سے وہ درگا پرشاد کے ساتھہ بطور اوسکے پسر کے رہا اور
بیوگان نے مطابق عہود اور ہدایات اپنے شوہر کے اوسکی پرورش اور پرداخت
زمانہ اوسکی نابالغی مین کی اور اوسکو کل جایداد متروکہ درگا پرشاد پر قابض کرایا
برنباے ان بیانات کے جج ماتحت نے امور تنقیح طلب مندرجہ ذیل قایم کیے
"آیا لالہ درگا پرشاد نے مدعا علیہ کے باپ سے واسطے فائدہ مدعا علیہ
کے یہ معاہدہ کیا کہ مدعا علیہ کو وہ اپنا وارث اور مالک جایداد کریگا اور اگر
اوسکے کوئی اولاد ہو تو ایک جزو جایداد کا مدعا علیہ کو دیگا۔ آیا اس قسم کا

۱۸۸۷ء

نرائینداس بنام رامانج دیال

معاہدہ اگر ثابت ہو جایز اور مدعی پر قابل پابندی ہے یا نہین -

یہ اصلی بحث اس نالش مین تھی چونکہ درگاپرشاد لاولد فوت ہوا لہذا بیوگان مستحق اوسکی جایداد کی اپنی حیات تک تھین اور اوس حق کو جو اونکا تھا بیوگان مذکور بحق رامانج دیال منتقل کر سکتی تھین مگر اس سے زیادہ وہ کچھ نہین کر سکتی تھین اگر وارثان عودی پر پابندی تھی تو وہ فعل درگاپرشاد سے ہو سکتی تھی کوئی امر تنقیح طلب اس بارہ مین نہ تھا کہ آیا بیانات بیوگان غلط تھے یا نہین وہ ضروری نہ تھا کیونکہ اگر بیانات صحیح تھے تو کارروائی بیوگان کی بصورت ہونے معاہدہ درگاپرشاد حسب مظہرہ رامانج دیال کے جایز تھی شہادت بیوگان کی نسبت گفتگو درگاپرشاد اور گنگا سرن کے بوقت معاہدہ یا اقرار مظہرہ کے محض سماعی ہے اور باستعمال عبارت ایکٹ شہادت ہند کے وہ غیر متعلق ہے یہ شہادت جج ماتحت نے قبول کی اور مسل مین موجود ہے لیکن اب اوسپر لحاظ ہونا چاہیے شہادت جوالا پرشاد دوسرے گواہ کی مبہم اور غیر معین ہے اور اوسکی کوئی وقعت نہین ہو سکتی اصل گواہ گنگا سرن جلد رسپانڈنٹ ہے جس کے بیان کی تائید دیوان سنگھ کے بیان سے ہوتی ہے لیکن بلالحاظ اوس بیان کے اوسکی شہادت قابل اعتبار متصور ہو سکتی ہے حکام عالیمقام نے اوسکی کل شہادت پر جو نسبت بحث معاہدہ کے کارآمد ہے غور کیا لیکن اوس جزو کا بیان کرنا کافی ہے جو صریحاً اوس سے متعلق ہے درگاپرشاد نے اوس سے یہ کہا (دیکھو صفحہ ۵۵۴ مسل) - میری جایداد اوس لڑکے کے لئے ہے میرا کوئی زیادہ عزیز رشتہ دار بہ نسبت اوس لڑکے کے دنیا مین نہین ہے مین اپنی جایداد اوس لڑکے کو دونگا وہ میری طرف سے برادری مین جاتا ہے اور میرے گھر کا کام کرتا ہے اگر آپ اوسکو اپنے ساتھ لیجاینگے تو مین کس طرح سے اپنے کاروبار کا انتظام کرونگا بالآخر درگاپرشاد نے یہ الفاظ کہے مین اوسکو اپنا وارث کرونگا اور اوسکو کافی تعلیم بمقام میرٹھ میرے کاروبار کے لئے دیجاوےگی مین نے اوس سے کہا - آپکی شادی ہوئے دو برس گذر گئے یہ امید کیجاتی ہے کہ آپکے اولاد ہو گی اور آپکا خاص لڑکا آپکے کاروبار کرنے کے لایق ہوگا اس کے بعد اوس نے یہ کہا - اگر کوئی لڑکا بھی پیدا ہو تو یاد رہے کہ مین رامانج دیال کو حصہ دونگا میرا ہرگز ارادہ نہین

۱۸۹۷ء
نراین داس
بنام
لالہ رابج دیال

کہ مین اوسکو کسیطرح محروم کرون مگر یہ امید نہ رکھئے کہ مین کبھی اوسکو علٰحدہ کرونگا اور
اوسکو آپکے ساتھ جانے کی اجازت دونگا"۔ لالہ جوالا پرشاد نے مجھکو سمجھایا کہ میری
غرض لڑکا کے بہبودی سے ہے اور وہ میرے پاس نہین رہ سکتا کیونکہ اگر مین اوسکو
کالج مین داخل کرونگا یا انگلستان کو بھیجونگا تو وہ مجھسے علٰحدہ ہوجائیگا اور مجھکو درگاپرشاد
کی خاطر کرنی چاہیے مین نے یہ خیال کرکے کہ اوسکو تعلیم انگلستان کا معاوضہ یہان
ملجائیگا اور یہ کہ لڑکا کو بالکلیتاً ناراض کرنے درگاپرشاد کے لیجانا لاممکن ہے اور مین
اونکو ناراض کرنا نہین چاہتا ہون درگاپرشاد سے یہ کہا کہ اگر وہ اوسکو رکھنا چاہتے ہین
تو وہ لڑکا اونکا ہے اور مین اس معاملہ مین دست اندازی نہین کرنا چاہتا۔ اوس وقت تک
میرا کوئی اور لڑکا نہ تھا مین یکہ لڑکا کو چھوڑ آیا کہ مین نے دعویٰ لڑکا کا بالکل چھوڑ دیا اور
میرے دل مین خیال اوسکے لینے کا نہین رہا۔ ذکر کالج اور انگلستان کی توضیح اسطرح
ہوتی ہے کہ گنگا سرن نے ایک جزو قبل اپنی شہادت مین یہ بیان کیا تھا کہ اوس نے
درگاپرشاد سے یہ کہا کہ وہ لڑکا کو اگر وہ یہان کالج ہے لے جانا چاہتا تھا اور اوسکو وہان تعلیم دینا چاہتا تھا اور وہ
یہ چاہتا تھا کہ لڑکا کو تعلیم انگلستان مین خواہ واسطے ملازمت کے خواہ واسطے وکالت کے دیجاسکے جس وقت
رسپانڈنٹ کی عمر نو سال کی تھی اور چونکہ وہ بہن کا لڑکا تھا اسلئے درگاپرشاد حسب دہرم شاستر اوسکو متبنیٰ
نہین کرسکتا تھا۔ رسپانڈنٹ اوسکا وارث صرف بذریعہ ہبہ نامہ یا وصیت نامہ کے ہو سکتا
تھا۔ دیوان سنگھ نے اپنی شہادت مین یہ بیان کیا کہ درگاپرشاد نے قریب دو ماہ
پیشتر اپنی وفات کے مجھسے استدعا تحریر کرنے ہبہ نامہ کی بحق رابج دیال کے کی
اور جب مین نے یہ کہا کہ ایسا کرنا مناسب نہین ہے اور یہ دریافت کیا کہ آیا مین وثیقہ
تحریر کرون اونے مجھسے یہ کہا کہ تحریر کرو اور یہ معاملہ وقتاً فوقتاً گفتگو کیا گیا اور وثیقہ
تحریر نہین ہوا۔

برنباے شہادت موجودہ مقدمہ حکام عالیمقام کی یہ راے ہے کہ کوئی معاہدہ
یا اقرار نہین ہوا محض ایک امید ہر دو جانب تھی درگاپرشاد کو یہ امید تھی کہ اگر رسپانڈنٹ
اوسکے ساتھ رہے اور اوسکی تعلیم اور تربیت اوسکی حفاظت اور نگرانی مین ہو تو
رسپانڈنٹ بامید ہونے اوسکے وارث کے اوسکے ساتھ رہیگا اور گنگا سرن کو یہ امید تھی
کہ اگر وہ لڑکا سے دست برداری کریگا تو درگاپرشاد اوسکو تعلیم دیگا اور اپنا وارث کریگا

۱۸۹۰ء
نرائن داس
بنام
رامانج دیال

بہر حال گنگا سرن ریسپانڈنٹ کو صرف تا زمانہ اوسکی نابالغی کے پابند کر سکتا تہا اور یہ باور کرنا دشوار ہے کہ اونکا منشا ر یہ تہا کہ درگا پرشاد جملہ صورتون مین اونکا کو وارث کر نیکا پابند ہو حالانکہ درگا پرشاد کو بوقت بلوغ ریسپانڈنٹ کے کوئی اختیار اوسپر نہ ہے اور وہ شاید اوسکو چھوڑ جانے کا قصد کرے اگر ریسپانڈنٹ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اوسکو جایداد ضرور ملے گی تو خیال احسان سے پابندی بہت ضعیف ہوتی جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ درگا پرشاد نے گنگا سرن سے یہ وعدہ کیا کہ وہ ریسپانڈنٹ کو اگر اوسکے کوئی اولاد ذکور نہو اپنا وارث بناویگا یا اگر اوسکے اولاد ہو تو وہ ریسپانڈنٹ کو اپنی جایداد کا حصہ دیگا لیکن یہ امر معاہدہ کی حد تک نہین پہونچتا اور اوسکی پابندی وارثان عودی پر نہین ہے۔ حاکم موصوف نے ڈگری باستقرار اس امر کے صادر کی کہ وارثان عودی درگا پرشاد متوفی کے بعد وفات ہوگان اور مان متوفی کے مستحق پانے ترکہ متوفی کے بحق وراثت ہونگے اور باقی دعوی مدعیان ڈسمس ہو۔ رامانج دیال نے ہائیکورٹ الہ آباد مین اپیل کیا اور عدالت موصوف نے یہ حکم دیا کہ ڈگری جج ماتحت منسوخ اور نالش ڈسمس ہو۔ حکام عالیمقام مطلقاً دلایل دو حکام ذیعلم ہائی کورٹ سے بجوبت صادر کرنے اس ڈگری کے بیان کئے گئے اتفاق نہین کرتے حکام عالیمقام کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکام موصوف نے کلیتاً امر مابہ البحث مقدمہ کو (یعنی یہ کہ آیا جو کہ بابین درگا پرشاد اور گنگا سرن کے گفتگو ہوئی معاہدہ کی حد تک پہونچتی تہی یا نہین) نظر انداز کیا بلکہ اول جزو اپنی دلایل مین اونہون نے اصل بحث مقدمہ ہذا کو غلط سمجہا اور آخر جزو مین یہ تسلیم کیا کہ معاہدہ ہوا تہا اور صرف اس امر پر غور کیا کہ آیا معاہدہ مذکور خلاف قانون یا خلاف مصلحت عامہ کے تہا یا نہین پس حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ کو سودبانہ یہہ مشورہ دینگے کہ ڈگری ہائیکورٹ منسوخ کیجاے اور یہ حکم دیا جاے کہ اپیل ہائی کورٹ مع خرچہ ڈسمس ہو اور ڈگری جج ماتحت کی بحال کیجاے۔ ریسپانڈنٹ خرچہ اپیل ہذا ادا کرے۔

اپیل منظور ہوا۔

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران ٹی ایل ولسن وکمپنی۔
سالیسٹران منجانب ریسپانڈنٹ مسٹران بیرو و راجرس

اجلاس کامل

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکت صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

۱۰ اپریل ۱۸۹۷ء
صفحہ کتاب انگریزی ۲۱۹

کاشی پرشاد (مدعاعلیہ) بنام کیدار ناتھ ساہو وغیرہ (مدعیان)* ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعہ ۲۳ معاہدہ کالعدم - اقرار ترک حقوق اسامی ساقط الملکیت تقسیم - ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۷ و ۹ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۲۵ -

ازروے قرارداد باہمی مابین اون اشخاص کے جنمین تقسیم خانگی بعض مواضع کی جنپروہ مشترکا قابض تھے عمل مین آئی یہ قرار پایا تھا کہ اگر بوقت تقسیم کوئی شخص اونمین سے اراضی سیر پر ایسے موضع مین قابض ہو جو ازروے تقسیم دوسرے فریق کے حصہ مین آوے تو وہ اپنے حقوق بابت اراضی سیر کے اوس شخص کے حق مین ترک کریگا جسکے حصہ مین موضع مذکور آوے -

تجویز ہوئی کہ تقسیم خانگی مذکور کی روسے قابض اراضی سیر بوقت عمل مین آنے تقسیم کے اسامی ساقط الملکیت اوس اراضی کا ہوگیا جو پیشتر اوسکے قبضہ مین بطور سیر کے تہی اور اسوجہ سے اقرار ترک اوسکے حقوق کا اراضی سیر مین قانوناً قابل نفاذ نہین ہے -

یہہ بہی **تجویز ہوئی** کہ دفعہ ۱۲۵ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء ایسی تقسیم سے متعلق نہین ہے جو خانگی طور پر عمل مین آوے مقدمہ گیا سنگہ بنام اودوت سنگہ (۱) کا حوالہ دیا گیا مقدمہ رام شنکر بنام ودیا کنور (۲) سے ناکس صاحب جسٹس اور بنرجی صاحب جسٹس نے اختلاف کیا -

حالات اس مقدمہ کے حسب ذیل ہین -

* اپیل اول نمبر ۱۸۲ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری کنور موہن لال جج بعدالت گورکھپور مورخہ ۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۱۵

۱۸۹۶ء

کاشی پرشاد بنام کیدارناتھ ساہو

فریقین حصہ داران چند مواضع کے تھے۔ ازروے دستاویز مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء
فریقین نے اپنے حصص تقسیم کئے اور بعض مواضع مسلم مدعیان کے حصہ مین اور دیگر مواضع
مدعاعلیہ کے حصہ مین آ گئے یہ قرار پایا تھا کہ ہر فریق بحق دوسرے فریق کے ارضیات سیر جنپر
وہ ایسے مواضع مین قابض ہو جو دوسرے فریق کے حصہ مین آوین ترک کرے مدعیان نے
اپنے حصہ معاہدہ کی تعمیل کی اور مدعاعلیہ کے حق مین وہ اراضی سیر ترک کی جو اونکے قبضہ مین
موضع سہری مین تھی جو مدعاعلیہ کے حصہ مین آیا لیکن مدعاعلیہ نے گو اونے ارضیات سیر
مدعیان اپنے قبضہ مین رکھین مگر مدعیان کو اون ارضیات سیر کے دینے سے انکار کیا جنپر
۲۴۰ وہ مواضع بارگماٹ مین قابض تھا کہ یہ موضع بوقت تقسیم مدعاعیان کو دیا گیا۔ مدعیان نے
نالش حال واسطے دلا پانے ارضیات سیر واقع موضع بارگماٹ مدعاعلیہ سے دایر کی مدعاعلیہ
نے یہ بیان کیا کہ اوسکو حقوق اسامی ساقط الملکیت ان ارضیات مین حاصل ہوئے اور یہ کہ اقرار
ترک کالعدم ہے کیونکہ قانوناً اوسکی ممانعت ہے۔ عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت گورکھپور)
نے دعوی مدعیان ڈگری کیا برطبق اسکے مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

پنڈت سندرلعل بجانب اپیلانٹ۔ ازروے دستاویز تقسیم مدعاعلیہ کے حقوق ملکیت
واقع موضع مابہ البحث حسب مراد دفعہ ۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء ساقط ہوگئے اسلئے وہ بابت
اون ارضیات کے جو اوسکے قبضہ مین موضع مذکور مین تھین اسامی ساقط الملکیت ہو گیا
چونکہ وہ اسامی ساقط الملکیت تھا لہذا اوسکا اقرار منتقل کرنے اپنے حقوق ساقط الملکیت کا ازروے
دفعہ ۹ ایکٹ مذکور ایک امر ممنوع تھا دفعات مذکور (دفعہ ۷ و ۹) اون حقوق ملکیت سے بہی
متعلق ہین جو بوجہ تقسیم باہمی شرکار کے زایل ہوگئے ہین دفعہ ۱۲۵ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء صرف اون
تقسیمون سے متعلق ہے جو حکام مال نے واسطے اغراض مالگذاری کے کی ہون اور وہ ایسی
صورت سے متعلق نہین ہے جیسی کہ یہ ہے جسمین تقسیم بذریعہ اقرار خانگی کے عمل مین آئی علاوہ
مقدمہ رام پرشاد بنام دنیا کنور (۱) کے جسکا حوالہ تجویز نسٹ صاحب جسٹس مین دیا گیا ہے اپیلانٹ
کے اڈوکیٹ نے دیگر مقدمات اندر بنام خوشی (۲) و ہنومان راے بنام کریمن (۳) و گلاب راے
بنام اندر سنگہ (۴) کا دیا۔

مسٹر ڈبلیو والاک بجانب رسپانڈنٹان۔ اقرارنامہ تقسیم بنفسہ ایک اقرارنامہ جایز تھا جو قانوناً
نافذ ہو سکتا تھا۔ شرط تبدیل باہمی اراضی سیر بعد تکمیل کی اصل شرائط اقرارنامہ کے پہر سوچ کر اضافہ

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۵ (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۲ء دو صفحہ ۱۷۸ (۳) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۸۵
(۴) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۴۵

سنہ ۱۸۹۵ء
کاشی پرشاد
بنام
کیدارناتھ ساہو

لیکن تاکہ سہولت ہو اور ہر فریق کل اوس موضع پر قابض رہے جو اوسکے حصہ میں بوقت تقسیم آیا ہو یہ کل معاملہ محض خود اختیاری تھا اور کوئی معاوضہ زر نقد ایک فریق سے دوسرے فریق کو ادا نہیں کیا ہر فریق قبل اقرار نامہ کے ۵۰ فیصدی جایداد پر قابض تھا اور از روے اقرار نامہ کے فریقین نے بعض اپنے حقوق کا تبادلہ کیا اور اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہنوز ۵۰ فیصدی کل جایداد پر قابض ہیں اور بموجب دفعہ ۹ ایکٹ لگان سنہ ۱۸۸۱ء کے انتقال برضامندی مابین اون اشخاص کے جایز ہے جنکے حق مین بحیثیت شرکا رحق مذکور ابتداءً پیدا ہوا بموجب دفعہ ۱۲۵ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے اراضی سیر جو ایک شریک کی ہو دوسرے شریک کو بذریعہ تقسیم دیجا سکتی ہے بشرطیکہ وہ شریک جو اوسکو کاشت کرتا ہو رضامند ہوا عدالت مین شریک نے بذریعہ قرار کے رضامندی ظاہر کی لیکن ایکٹ مذکور مین ایسا نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ فقرہ شرطیہ مندرجہ دفعہ ۱۲۵ کی مراد یہ تھی کہ وہ تقسیم ہاے خانگی سے متعلق ہو کونسل رسپانڈنٹان نے نقدمات ابھے پانڈے بنام بھگوان پانڈے (۱) و امد سین بنام نوبت سنگہ (۲) و گیا سنگہ بنام اودت سنگہ (۱) پر استدلال کیا۔

پنڈت سندر لعل جواب دیا۔

تجاویز ذیل صادر ہوئین۔

نرجی صاحب جسٹس (ناکس صاحب کے اتفاق الراے مین) اپنے بجلیسان ذیعلم سے یہ تجویز کرنے مین اتفاق کرتا ہون کہ مدعاعلیہ نے حقوق اسامی ساقط الملکیت اوس اراضی مین حاصل کیے جو اوسکے قبضہ مین بطور سیر کے اون مواضع مین تھی جو از روے تقسیم مدعیان کے حصہ مین آئے فریقین چند مواضع مین شریک تھے از روے دستاویز مورخہ ۴ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کے اونہون نے اپنے حصص تقسیم کیے اور بعض مواضع مسلم مدعاعیان کے حصہ مین اور دیگر مواضع مدعاعلیہ کے حصہ مین آئے یہ قرار پایا تھا کہ ہر فریق بحق دوسرے فریق کے اون اراضیات سیر کو ترک کرے جو اوسکے قبضہ مین ایسے مواضع مین ہو جو دوسرے فریق کے حصہ مین آیا ہو۔ مدعیان نے اپنے معاہدہ کی تعمیل کی اور اراضیات سیر جو اوسکے قبضہ مین موضع سہری مین تھین جو مدعاعلیہ کے حصہ مین آیا تھا بحق مدعاعلیہ ترک کین لیکن مدعاعلیہ نے گو اراضیات سیر مدعیان پر قبضہ رکھا مگر مدعیان کو اون اراضیات سیر کے حوالہ کرنے سے انکار کیا جو وہ موضع بارگمات مین قابض تھا جو بذریعہ تقسیم حصہ مدعیان مین آیا وہ یہ بیان کرتا ہے کہ اوسکو حقوق اسامی ساقط الملکیت بابت اراضیات مذکورہ کے حاصل ہوے اور یہ کہ اقرار ترک اراضیات مذکورہ کالعدم ہے کیونکہ اوسکی قانون مین

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۴۲ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۳۰۶

کاشی پرشاد بنام کیدارناتھ

مخالفت ہے بمطابق اس بحث کے دو امور تنقیح طلب پیدا ہوتے ہین اول یہ کہ آیا مدعاعلیہ
کو حقوق اسامی ساقط الملکیت بابت اوسکی اراضی سیر کے حاصل ہوتے یا نہین دوم آیا اگر اوسکو ۲۲۲
ایسے حقوق حاصل ہوئے تو اقرار ترک اراضی جو اونہون نے کیا قانوناً قابل نفاذ ہے یا نہین۔
میری دانست مین یہ دونون امور کا فیصلہ بحق مدعاعلیہ ہونا چاہیے۔ بموجب تقسیم
۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۱ء کے وہ حصہ جو مدعاعلیہ کا اوس محال مین تھا جسمین وہ اراضیات سیر پر قابض تھا
مدعیان کو دیا گیا اور اوسنے بمعاوضہ اوس حصہ کے مواضع دیگر محال مین پائے پس اوسکے
حقوق ملکیت واقع محال جسمین وہ اراضیات سیر پر قابض تھا جاتے رہے یا منتقل ہوگئے ازروے
دفعہ ۷۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہر شخص جسکے حقوق مالکانہ کسی محال مین بعد ازین زایل یا منتقل
ہو جاوین وہ اوس اراضی پر جو محال مذکور کے اندر زایل یا منتقل ہونے کی تاریخ کو بطور سیر اوسکے
قبضہ مین ہو بشرح لگان رعایتی داخل رکھنے کا مستحق ہوگا اور وہ اسامی ساقط الملکیت کہلاویگا پس مدعاعلیہ
کو حسب دفعہ ہذا حقوق اسامی ساقط الملکیت اون اراضی مین حاصل ہوئے جو اوسکے قبضہ مین بطور سیر کے
اون مواضع مین تھی جو ازروے تقسیم مدعیان کے حصہ مین آئے۔ عبارت دفعہ ۷ کی اسقدر
وسیع ہے کہ وہ ہر قسم کے انتقالات سے متعلق ہوسکتی ہے جسکی روسے کسی مالک کا حق زایل
ہوسکتا ہے یا وہ اپنے حقوق ملکیت کو منتقل کرسکتا ہے اور اوسمین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے
اوسکے اثر سے ایسی تقسیم خارج ہو جو شرکا نے برضامندی باہمی کی ہو یہ بحث کی گئی ہے کہ
واضعان قانون کا ہرگز یہ منشا نہ تھا کہ دفعہ ۷ تبادلہ حصص سے جو ازروے تقسیم کیا جاوے متعلق
ہو اور چنانچہ اس بحث کے حوالہ احکام دفعہ ۱۲۵ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی
مصدرہ سنہ ۱۸۷۳ء کا دیا گیا ہے منشاء واضعان قانون کا اوس عبارت سے مستنبط ہوتا ہے
جو اونہون نے استعمال کی اور مجھکو کوئی امر احکام دفعہ ۷ مین ایسا نہین معلوم ہوتا کہ جس سے
یہ قیاس جایز ہو کہ دفعہ مذکور کا تقسیم خانگی سے متعلق ہونا مقصود نہ تھا الفاظ مستعملہ دفعہ مذکور
مطابق اوس مصلحت کے ہین کہ جسکے لئے دفعہ مذکور بنائی گئی یعنی کوئی مالک جس کے حقوق
ملکیت اوسکے پاس سے نکل جاوین کلیتاً ہر شے سے جو اوسکے محال مین ہو جسمین اوسکو حقوق
مذکور حاصل تھے محروم نہو جاوے اور اوسکا قبضہ اراضیات سیر کا جو اوس محال مین ہو محفوظ رہے
یہ مصلحت میری راے مین اوسقدر انتقال ملکیت سے جو ازروے تقسیم خانگی ہو متعلق ہے کہ جسقدر وہ ۲۲۳
انتقال دیگر قسم حقوق مذکور سے متعلق ہے پس میری راے مین کوئی وجہ یہ تجویز کرنے کی نہین ہے

۱۸۹۶
کاشی پرشاد
بنام
کیدارناتھ ساھو

۱۲۵
کہ واضعان قانون کا یہ منشا رہا تھا کہ احکام دفعہ ۱۲۵ تقسیم ہاے خانگی سے متعلق ہوں یہ صحیح ہے کہ دفعہ
ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے فقرہ دوم میں یہ حکم ہے کہ اگر بموجب تقسیم کسی محال کے اراضی سیر ایک شریک
دوسرے شریک کو دیجاوے تو شخص اول الذکر کو حقوق اسامی دخیلکار بابت اراضی مذکور کے اگر وہ اوسکو کاشت کرتا رہا ہے
حاصل ہونگے اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ بموجب ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی کے
حقوق محض اسامی دخیلکار کے بلحاظ لوازم حقوق مذکورہ اسامی ساقط الملکیت سے مختلف ہیں اور یہ
معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون نے اوس ایکٹ میں قبضہ شخص ساقط الملکیت کو بمقابلہ قبضہ محض
اسامی دخیلکار کے درجہ اعلیٰ کا سمجھا ہے پس میں اون حکام ذیعلم سے اتفاق نہیں کر سکتا
جنہوں نے مقدمہ رام پرشاد بنام دیناکنور (۱) یہ تجویز کی کہ وہ شریک جسکا حصہ کسی دوسرے شریک
کو دیا گیا ہو بموجب دفعہ ۱۲۵ کے حقوق اسامی ساقط الملکیت بابت اراضی اپنی سیر کے حاصل
کرتا ہے میری راے میں دفعہ ۱۲۵ ایک استثنا اوس قاعدہ عام کا ہے جو دفعہ ۷ ایکٹ لگان
ممالک مغربی و شمالی مصدرہ سنہ ۱۸۸۱ء میں قرار دیا گیا ہے وہ دفعہ بجاے دفعہ ۷ مضمون ایکٹ ۱۸
سنہ ۱۸۷۳ء کے تھی جو اوسی روز صادر ہوا تھا کہ جس روز ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء صادر ہوا دونوں
ایکٹ کے یکجا پڑھنے اور اس امر پر لحاظ کرنے سے کہ وہ دونوں ایکٹ ایک ہی وقت میں واضعان
قانون کے روبرو واسطے غور کے تھے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ قاعدہ
عام دفعہ ۷ ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء میں منضبط کیا جاوے اور ایک استثنا قاعدہ مذکور ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء میں
اوس صورت میں رکھا جاوے کہ جس سے دفعہ ۱۲۵ ایکٹ مذکور متعلق ہے یہ دریافت کرنا آسان
نہیں ہے کہ واضعان قانون کے منشا میں کیا مصلحت اس امر میں تھی کہ شخص ساقط الملکیت کو بابت
اوسکی اراضی سیر کے محض حقوق اسامی دخیلکار بصورت تقسیم حسب ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء عطا کریں اور حقوق
اسامی ساقط الملکیت بصورت تقسیم خانگی از روے رضامندی باہمی عطا کیے جاویں لیکن میں یہ تجویز نہیں ۴۲۲
کر سکتا کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ دفعہ ۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کا اثر ایسی تقسیم پر جاری نہو جو شرکا نے
از روے انتظام خانگی کی ہو بہرحال میری یہ راے ہے کہ مدعاعلیہ کو حقوق اسامی ساقط الملکیت اوس اراضی
میں حاصل ہوئے جو اوسکے قبضہ میں اوس موضع میں تھی جو مدعیان کے حصہ میں آیا۔

بموجب شرط دستاویز تقسیم کے مدعاعلیہ نے اقرار ترک اپنی اراضیات سیر کا بحق مدعیان اس شرط سے کیا کہ
مدعیان بھی ایسا ہی بابت اپنی خاص سیر کے کریں۔ شرائط حسب ذیل ہیں۔ مطابق اس تقسیم کے اراضیات
سیر و مکانات ایک فریق واقع موضع کے دوسرے فریق کے حصہ میں موضع کے ساتھ جس میں وہ واقع ہیں منتقل ہونگے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۵۱۰

۱۸۹۶ء
کاشی پرشاد بنام کیدار ناتھ ساہو

اسلئے وہ فریق جسکو قبضہ موضع کا ملیگا بوجہ موضع کے اوسکے قرعہ مین آنیکے مالک اراضیات سیر و مکانات
موضع مذکور متصور ہوگا اگر کوئی فریق قبضہ مکانات اور اراضیات سیر کا ترک نہ کرے تو مالک موضع اوسکو
مکانات اور اراضیات سیر سے بیدخل کرے بتعمیل اوس معاہدہ کے مدعیان نے اپنی اراضیات سیر کا قبضہ
مدعاعلیہ کو دیا اور بلا شبہ یہ امر خلاف ایمان مدعاعلیہ کیجانب سے ہے کہ وہ اراضیات سیر مدعیان پر خود قابض ہے
اور اوسکے بدلے مین اپنی اراضیات سیر کے دینے سے انکار کرتا ہے لیکن جس امر پر کہ ہمکو غور کرنا ہے وہ یہ ہے کہ
آیا مدعاعلیہ قانوناً اپنی اراضی سیر کے ترک کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے یا نہین اقرار محولہ بالا بجز اقرار ترک کرنے حقوق ساقط الملکیت
کے جو بموجب احکام دفعہ ۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے پیدا ہونگے اور کچھ نہین ہے میری رائے مین ایسے اقرار سے منشاے
دفعہ مذکور ساقط ہوگا اور وہ منشاء یہ ہے کہ کوئی مالک بوجہ اپنی بے احتیاطی کے ہر ایسے حق سے محروم ہوجاے
جو اوسکو اپنی زمینداری مین حاصل تھا اور وہ نتیجہ انتقال کامل اپنے حقوق زمینداری سے کسیقدر محفوظ رہے بلا شبہ
اسامی ساقط الملکیت مثل دیگر اسامی دخیلکار کے مجاز ترک کرنے اپنے حقوق ساقط الملکیت کا بعد اسکے ہے کہ اوسنے
حقوق مذکور حاصل کئے ہون لیکن اقرار آیندہ ترک کرنے حقوق ساقط الملکیت کا جو اوسکو بعد انتقال اوسکے حقوق
۲۲۵ ملکیت کے حاصل ہونگے در اصل ایک اقرار انتقال حقوق ساقط الملکیت ہے اس قسم کا اقرار داخل ممانعت دفعہ ۹
ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے ہے پس وہ اقرار ایسا ہے جو از روے قانون ممنوع ہے اور وہ اس قسم کا بھی ہے کہ اگر وہ
روا رکھا جاے تو احکام قانون ساقط ہوجاوینگے پس منشاے اقرار مذکور بموجب دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ ہند کے ناجایز
اور اقرار مذکور کالعدم ہے یہ مقدمہ مقدمہ مہکر یا سنگ بنام اودت سنگ (۱) سے تمیز ہوسکتا ہے کیونکہ تجویز ایک کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اسمقدمہ مین کاشت پیشتر سے ترک کیگئی تھی اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس بنا پر ترک کرنا جایز رکھا گیا تھا لیکن اگر یہ تجویز کرنا
اوس مقدمہ مین مقصود تھا کہ اقرار ترک کاشت ساقط الملکیت بزمانہ آیندہ ایک اقرار جایز ہے تو مجھکو ادب سے یہ کہنا لازم ہے کہ مین اوس
رائے سے اتفاق نہین کرسکتا اگر ایسا اقرار جایز رکھا جاے تو اوس سے یقیناً مراد دفعہ ۹ کی ساقط ہوگی اور وہ بطور ایک حیلہ
کے تاثیر دفعہ مذکور سے بچنے کے لئے استعمال کیا جاویگا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسصورت مین غرض دفعہ ۹ کی مفقود نہین ہوتی ہے کیونکہ
مدعاعلیہ اراضیات سیر مدعیان سے علیحدگی اور وہ اراضیات مذکور چھوڑ چکا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ امر نہایت مشتبہ ہے کہ آیا وہ اراضی جو
ایک وقت پر سیر مدعیان تھی بقبضہ مدعاعلیہ کے اراضی سیر رہیگی بحسب مفہوم الفاظ اراضی سیر کی تعریف ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء مین مندرج ہے
چنانچہ میری یہ رائے ہے کہ اقرار مستدلہ مدعیان بموجب دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ ہند کالعدم ہے اور
وہ نافذ نہین ہوسکتا اور ان وجوہ سے دعوی قبضہ اراضیات جو ایک وقت مین مدعاعلیہ کی سیر تھین ساقط
ہوتا ہے مین یہ بھی تحریر کرسکتا ہون کہ مدعیان اپنے بیان کو نسبت دعوی اراضیات موضع اہرولہ
کے ثابت نہین کرسکے کہ یہ موضع مدعاعلیہ کے حصہ مین بموجب تقسیم کے آیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہآباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۶

۱۸۹۷ء
کاشی پرشاد
بنام
کیدارناتھ ساہو

نسبت دعوی کے جس سے دادرسی نمبر ۲ مندرجہ عرضی دعوی متعلق ہے جابجا اون وجوہ سے جو میرے مجلیس الکمین صاحب نے بیان کیے ہین قابل پذیرائی ہے۔

مین اوس ڈگری سے اتفاق کرتا ہون جو میرے مجلیس الکمین صاحب نے تجویز کی ہے

بلیر صاحب جسٹس۔ مدعیان مالکان نصف حصہ ایک موضع زمینداری کے تھے اور مدعا علیہ دیگر نصف حصہ کا مالک تہا ایک دستاویز تقسیم فریقین نے تحریر کی اور رجسٹری کرائی جسکا نتیجہ یہ تہا کہ ہر فریق بجائے نصف حصہ کے مواضع زمینداری مین تنہا مالک بعض مواضع کا ہوجائے اور بجا وفعہ اسکے کل حقوق نسبتا اون مواضع کے ترک کرے جو دوسرے فریق کو دیے جائین دو مواضع مین جنمین سے ایک ازروے دستاویز تقسیم مدعیان کو دیا گیا تہا اور ایک مدعا علیہ کو بعض اراضی ایسی تہی جسپر فریقین بطور اراضی سیر کے مع مکانات موقوعہ اراضی قابض تہے ایک شرط منجملہ شرائط اقرارنامہ کے یہہ تہی کہ اراضیات سیر و مکانات ایک فریق کے جو کسی موضع میں واقع ہون دوسرے فریق کے حصہ مین اوس موضع کے ساتھ آوینگے جسمین وہ واقع ہون اسلیئے وہ فریق جسکو موضع پر دخل دیا جائیگا بوجہ اوسکے حصہ مین آنے موضع مذکور کے مالک اراضیات سیر و مکانات واقع موضع مذکور متصور ہوگا اگر کوئی فریق مکانات اور اراضیات سیر پہ دخل نہ دے تو مالک موضع اوس شخص کو مکانات اور اراضی سیر سے بیدخل کرسکتا ہے" مدعا علیہ نے قبضہ موضع یا مواضع کا جو اوسکو دیے گئے تہے حاصل کیا اور اوسنے قبضہ اراضی سیر و مکانات متعلقہ سیر کا بہی حاصل کیا جنکو مدعیان نے ترک کیا تہا مدعیان نے قبضہ جا مکمل زمینداری کا جو اونکے حصہ مین آئی تہی حاصل کیا مگر مدعا علیہ نے دینے قبضہ اراضی سیر اور مکان سے جو جزو ملکیت زمینداری تہا انکار کیا اور یہہ دعوی کیا کہ وہ مستحق قابض رہنے کا بحیثیت اسامی ساقط الملکیت کے ہے یہ نالش واسطے دلاپانے قبضہ سیر و مکان مذکورہ مطابق شرائط دستاویز تقسیم اور واسطے بعض دادرسی ضمنی کے دائر کی گئی ہے مدعا علیہ نے اپنی جوابدہی مین اپنا حق دخیلکاری بحیثیت اسامی ساقط الملکیت کے حسب مراد دفعہ ۷ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء کے ظاہر کیا وہ دفعہ بعبارت ذیل ہے

۲۲۷ "ہر شخص جسکے حقوق مالکانہ کسی محال مین بعد ازین زائل یا منتقل ہوجائین وہ اوس اراضی پر جو محال مذکور کے اندر زائل یا منتقل ہونے کی تاریخ کو بطور سیر اوسکے قبضہ مین ہو دخل رکھنے کا استحقاق اوس شرح لگان سے فی روپیہ چار آنہ کم شرح پر رکھے گا جو شرح لگان

۱۸۹۶ع
کاشی پرشاد بنام کیدار ناتھ صاحب

اسامیان جو مالک کی مرضی پر موقوف ہون اوسی قسم اور اوسی طرح کے فوائد کی زمین کی بابت ادا کرتی ہون۔

"اشخاص جو ایسے حقوق ذخیلکاری کے قابض ہون اسامیان ساقط الملکیت کہلاوینگے اور اونکو تمام حقوق اسامیان ذخیلکار کے حاصل ہو جاوینگے"۔

دفعہ مذکور بالفاظ صحیح ہر ایسے شخص سے متعلق ہے جسکے حقوق ملکیت زائل یا منتقل ہوئے ہونگے بلا شبہ مین کوئی ایسی قسم کا انتقال خواہ وہ حسب مرضی یا خلاف مرضی ہو بیان نہین کر سکتا جو ان الفاظ مین داخل نہو سکے مدعا علیہ کی حجت یہ ہے کہ معاہدہ ترک اوسکے حق متقابضت کا بحیثیت اسامی ساقط الملکیت کے جو اوسکو از روے دفعہ مذکور حاصل ہوا خلاف قانون اور ناقابل نفاذ بموجب قانون کے ہے اس امر مین شبہ نہین معلوم ہوتا کہ اوسنے یہہ وعدہ اقرارنامہ تقسیم مین کیا تھا اور نیز یہہ کہ وعدہ مذکور جزو اوسکا ایک جزو اصلی اور ناقابل علیحدگی معاہدہ مدعیان کے عہود باہمی کا تھا میری دانست مین کوئی اختلاف راے نسبت اس امر کے نہین ہے کہ آیا بطور امر واقعی کے مدعا علیہ نے اپنے حقوق ساقط الملکیت چھوڑ دیے یا اونکو ترک کیا بلکہ یہہ نالش بر بناے قبضہ مسلمہ کے جسکو وہ جائز بیان کرتا ہے دائر ہوئی ہے امر تنقیح طلب اب صرف یہ ہے کہ آیا احکام دفعہ ۷ و دفعہ ۹ ۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع مانع ارجاع نالش ہذا ہین یا نہین اگر الفاظ دفعہ ۷ کے صاف اور اصلی معنی لئے جائین تو بلا شبہ بلا کسی فرق کے الفاظ مذکور مین جملہ انتقالات داخل ہین خواہ اونکی نوعیت کچھ ہی ہو بلحاظ اس عبارت کے مجھکو کوئی وجہ فرق کرنے کی مابین انتقال بذریعہ تقسیم اور انتقال برضامندی بذریعہ بیع یا بذریعہ تبادلہ یا بذریعہ کارروائی خلاف مرضی صیغہ اجراے ڈگری کے معلوم نہین ہوتی الفاظ حقوق ملکیت مین حقوق حصہ دار اور نیز حقوق مالک تنہا بلا شرکت غیرے داخل ہین مجھکو یہہ نہین معلوم ہوتا کہ نوعیت معاوضہ سے کوئی اثر دفعہ مذکور کے متعلق ہونے پر پہونچتا ہے ۔ زمیندار کے حقوق ملکیت واقع محال ہر صورت مین بدرجہ مساوی زائل یا منتقل ہوتے ہین خواہ معاوضہ انتقال
۲۲۸ زر نقد ہو یا اراضی واقع کسی دوسرے محال کی ہو یا کسی اور شخص کا حصہ واقع محال ہو ان جملہ صورتون مین نتیجہ ٹھیک ایک ہی ہوگا اوسکا کل حق واقع محال اگر دفعہ ۷ اثر پذیر نہوتی زائل ہو جاتا اور اگر اراضی یا حصہ جو منتقل یا زائل ہوا ۔ ۰ م محالات

۱۸۹۶ع
کاشی پرشاد
بنام
کیدارناتھ ساہو

مین واقع ہوتا آہم ہر محال مین حق اسامی ساقط الملکیت بابت اراضی سیر واقع محال کے فوراً پیدا ہوگا میری دانست مین صاف اور صحیح تعبیر ان الفاظ صریح کی یہی ہے جسکا جامع اور عام ہونا میری دانست مین بلاشبہہ مقصود و مفہومہ واضعان قانون کا تہا میری راے مین بار ثبوت ہونے ایسے استثنار کا جو ظاہر نہین کیا گیا عبارت وسیع دفعہ مذکور مین اون اشخاص پر ہے جو استثناء مذکور پر استدلال کرتے مین مجھکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ منجانب رسپانڈنٹان یہہ عذر کیا گیا ہے کہ احکام متعلق تقسیم داخل منشار او رنجواے ایکٹ لگان اور داخل منشاء او رنجواے ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع معرمہ کے نہین ہین منشار ایکٹ لگان کا عام طور پر اسطرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ حقوق اور جارہ ہاے کاربار لگان اراضی اور اسامیان کے جو تعلق مذکور سے پیدا ہوں معین کئے جائین اور اونکی نگرانی کیجاے پیدا ہونا ایک جدید تعلق مالک اراضی اور اسامی کا بوجہ ساقط ہونے حق ملکیت کے ظاہرا داخل منشاے ایکٹ مذکور ہوگا خواہ سقوط ملکیت مذکور بذریعہ تقسیم کے جو رضامندی سے کی گئی ہو یا بذریعہ فروخت کے یا بذریعہ کارروائی اجبرا کے عمل مین آوے کسی طریق سے ایکٹ مالگذاری اراضی مین جو احکام متعلق تقسیم کے ہین اونمین ذکر کار منصبی حکام مال کا ہے جنہون نے تقسیم کی ہو کہ رقبہ جات واسطے وصول مالگذاری کے بنا دین اور اون رقبہ جات کی ترمیم کرین جب تقسیم وقوع مین آوے یا بوجہ اوسکے ضروری ہو جملہ دفعات متعلقہ امر ہذا مین ابتداے دفعہ ۱۰۰ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع لغایت دفعہ ۱۲۵ باستثناے دفعہ آخر الذکر متعلق ایسی تقسیم کے ہین جو حکام مال نے کی ہو اور مجھکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقسیم جو تنہا برضامندی خانگی فریقین کے عمل مین آئی ہو اون دفعات سے خارج ہے الفاظ دفعہ آخر الذکر محض اوس اراضی سے متعلق ہین جو بوقت تقسیم اور برضامندی شرکا منتقل کی گئی ہو دفعہ مذکور مین بعد ازان نسبت اوس اراضی کے جو منتقل کی گئی ہو جسکی نسبت رضامندی ظاہر کیگئی ہو یہہ تحریر ہے کہ اوسپر شریک بحیثیت اسامی دخیلکار کے قابض رہیگا یہہ کوئی حکم عام نسبت حیثیت شریک کاشتکار کے بعد تقسیم کے نہین ہے اور میری دانست مین ۲۲۹
وہ کسی ایسی صورت سے متعلق نہین ہے جسمین تقسیم عہدہ داران مال نے نہ کی ہو اگر یہہ تعبیر دفعہ ۱۲۵ کی صحیح ہو تو مین کسی ایسے حکم موجودہ قانون سے واقف نہین ہون کہ جسمین حیثیت ایسے شخص کی بیان کی گئی ہو جس نے بذریعہ تقسیم خانگی کے جو برضا و

۱۸۹۶ء
کاشی پرشاد بنام کیدار ناتھ ساہو

رغبت عمل مین آئی ہو اپنے آپ کو حقوق ملکیت اراضی سیر سے جسکا وہ قبل تقسیم کے حصہ دار
تھا محروم کیا ہو بچا سکے کہ وہ دفعہ ۷ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی مین مندرج ہو میری
دانست مین یہ حجت کرنا ممکن نہین ہے کہ کوئی حصہ دار بذریعہ تقسیم خود اختیاری کے
کلیتاً اور بلا کسی استثنا کے قطعی طور پر اپنا حق ملکیت منتقل کر سکتا ہے حالانکہ مقدمات
تقسیم مین جو بذریعہ حکام کے عمل مین آوے قانوناً اوسکے لئے حق خیلکاری ناقابل انتقال
محفوظ رکھا گیا ہے اسمین میری دانست مین بہت زیادہ بے قاعدہ ہونا پایا جاتا ہے بہ نسبت اس خیال
کے کہ واضعان قانون کا منشا دفعہ ۲۵ ایکٹ مالگذاری اراضی سے یہ تھا کہ اوس حصہ دار کی حیثیت
مین جو بذریعہ حکام مال کے تقسیم کرائے اور حیثیت اوس کاشتکار ساقط الملکیت مین فرق کیا جاوے جو بموجب
دفعہ ۷ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی کے قائم کئے گئے ہین اگر یہ دفعہ ایکٹ لگان کی تقسیم خود اختیاری سے
متعلق نہین ہے تو ممکن ہے کہ دو حصہ داران جائداد کو اسطرح پر تقسیم کرین کہ کل سیر ایک حصہ دار کے قبضہ مین
ہے اور دوسرا قابض جائداد زمینداری ہے جسکو وہ خود منتقل کیا جس سے وہ بذریعہ اجراے ڈگری کے محروم
بلا باقی رہنے ذرا سے بھی حق کے ہو سکتا ہے بغرض انسداد ایسے نتیجہ کے میری دانست مین واضعان قانون
نے اسامی ساقط الملکیت کا وجود قائم کیا جو راے کہ مین نے اس بارہ مین قائم کی ہے کہ سقوط ملکیت
بذریعہ تقسیم منشاے دفعہ ۷ ایکٹ لگان مین داخل ہے زیادہ تر اس خیال پر مبنی ہے کہ قبضہ مشترک
اراضی خاندان مشترکہ کا معمولی اور اصلی صورت قبضہ مالکانہ کی ہندوؤن مین ہے تعداد اور مقدار کثیر
اوس جزو آبادی ملک کی مانع اس خیال کی ہے کہ طریقہ روزانہ حصہ کرنے جائداد کا بذریعہ تقسیم کے کلیتاً
منشاے واضعان قانون سے بوقت منضبط کرنے دفعہ ۷ ایکٹ لگان کے خارج تھا مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ سمجھا جاسکے کہ الفاظ صریح مشعر خارج کرنے یا مستثنی کرنے سقوط ملکیت بذریعہ تقسیم کے منشاے اور اثر دفعہ ۲۳۰
مذکور سے موجود ہون ہمکو یہ جائز نہین ہے کہ اوس دفعہ کے مقدمہ حال سے متعلق کرنے سے انکار کرین
پس مین یہ تجویز کرونگا کہ معاہدہ باہمی فریقین جسکے ذریعہ سے ہر ایک نے اپنے آپ کو کل حقوق خیلکاری
اراضی سیر سے محروم کیا جہانتک کہ اس وعدہ کو تعلق ہے قانوناً ناقابل نفاذ ہے نتیجہ یہ ہے
کہ مین اپیل کو منظور اور نالش مدعی کو بجز نسبت رقم ۱۱ روپیہ کے ڈسمس کرونگا مگر
خرچہ نہ دلاؤنگا۔ مین مدعیان کا خرچہ ہر دو عدالت کا بقدر اوسکی کامیابی کے
دلاؤنگا۔

برکٹ صاحب جسٹس ۔ اسمین شبہہ نہین کہ الفاظ دفعہ ۷ ایکٹ لگان ممالک

۱۸۹۷ء
کاشی پرشاد
حاکم
کیدار ناتھ ساہو

سفربی و شمالی اسقدر وسیع ہین کہ اونمین مقدمہ حال داخل ہو سکتا ہے لیکن باوجود
اسکے مجھکو شبہہ عظیم نسبت اس امر کے تھا کہ آیا واضعان قانون کے ذہن مین صورت
انتقال بذریعہ تقسیم بھی آیا تھا یا نہین لیکن مین نے بہت تامل کے ساتھہ یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ میرے شبہات
بنا ے مستحکم پر مبنی نہ تھے اور مین باقی حکام عدالت سے یہہ تجویز کرنے مین اتفاق کرتا
ہون کہ اپیلانٹ کو حیثیت اسامی ساقط الملکیت نسبت اراضی سیر کے جو پیشتر
اوسکی تھی اور جواب اوس موضع مین شامل ہے جو کلیتًا بذریعہ تقسیم کے رسپانڈنٹان
کو ملا حاصل ہے مین نے یہہ نتیجہ نہایت تامل کے ساتھہ اخذ کیا کیونکہ صریح بدویانتی
سے اپیلانٹ نے بمقابلہ رسپانڈنٹان کے عمل کیا ہے مین اوس تجویز سے جو ابھی
میرے ہمجلیسان ناکس صاحب و بنرجی صاحب نے صادر کی ہے اتفاق کرتا ہون
ایکمن صاحب جسٹس ۔ فریقین نالش ہذا یا اونکے پیشروان باعتبار
استحقاق مالکان شریک چند مواضع کے اضلاع بستی اور گورکھپور مین تھے
۲۰ ۔ مئی [illegible] کو اونہون نے یہہ انتظام کیا کہ شراکت ملکیت ختم ہو جاے اور
ہر فریق کو ملکیت تنہا بعض مواضع کی حاصل ہو جاے باہم اونکے یہہ قرار پایا کہ
اگر کسی فریق کی اراضی سیر کسی ایسے موضع مین موجود دوسرے کے حصہ مین آوے
تو اراضی سیر وہ فریق ترک کرے کہ جسکی اراضی مذکور تھی ۔ مدعیان مالک اراضی سیر
موضع موسومہ سہری مین تھے اور یہہ موضع مدعا علیہ کے قرعہ مین آیا مدعیان نے
اپنے جزو معاہدہ کی بذریعہ ترک کرنے قبضہ اراضی سیر کے بحق مدعا علیہ تعمیل کی
ایک موضع موسومہ بارگہاٹ جسمین مدعا علیہ مالک اراضی سیر تھا مدعیان کے قرعہ
مین آیا لیکن مدعا علیہ نے گو وہ حسب مندرجہ بالا مدعیان سے اراضی سیر واقع
موضع سہری پا چکا تھا نہایت عجیب بد دیانتی سے اپنے جزو معاہدہ کی تعمیل بذریعہ
ترک کرنے اراضی سیر موضع بارگہاٹ کے بحق مدعیان انکار کیا چنانچہ مدعیان
نے یہہ نالش واسطے دلاپانے قبضہ اراضی سیر مذکور اور وصلات اوس زمانہ
کے جسمین قبضہ نہین دیا گیا تھا دائر کی عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان صادر
کی اور بنا راضی اوسکے مدعا علیہ نے اپیل کیا ۔ منجانب اپیلانٹ یہہ حجت کی گئی ہے
کہ جس قرارداد کو مدعیان نافذ کرانا چاہتے ہین وہ ایسا ہے جسکو عدالتین بلحاظ احکام

۱۸۹۶ء
کاشی پرشاد بنام کیدار ناتھ صاحب

دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کے نافذ نہین کر سکتین مین نے مجبوراً یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہہ حجت ضرور قابل پذیرائی ہے مدعاعلیہ ایک وقت مین مدعیان کے ساتھہ مالک مشترک موضع بارگھاٹ کا تھا دستاویز تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ کل موضع مذکور بنام مدعیان منتقل ہوا اور اسوجہ سے مدعاعلیہ نے بذریعہ تقسیم کے حقوق ملکیت جو اوسکو سابق مین اس موضع مین حاصل تھے زائل یا منتقل کئے لہذا اوسکو حسب احکام دفعہ ۷۔ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی مصدرہ ۱۸۸۱ء فوراً حق دخیلکاری اوس اراضی سیر کا حاصل ہوا جو اوسکے قبضہ مین موضع مذکور مین تھی اور وہ اسامی ساقط الملکیت اوس اراضی کا ہو گیا۔

یہہ تجویز کرنا فضول ہے کہ کوئی اسامی ساقط الملکیت اگر وہ چاہے اپنی کاشت سیر بعد اسکے ترک نہین کر سکتا کہ اوس نے ازروے دفعہ ۷ حق مقابضت اراضی حاصل کیا اگر یہہ تجویز کیجاے تو وہ ایک غلام متعلق اراضی ہو جایگا اور مزید بران یہہ امر خلاف دفعہ ۳۱۔ ایکٹ لگان کے ہوگا جسکی روسے حق ترک کرنے کا جملہ اسامیان کو جو بذریعہ کسی پٹہ کے قابض نہون دیا گیا ہے لیکن وہ امر جسپر ہمکو غور کرنا ہے یہہ ہے کہ آیا عدالت تعمیل مختص ایسے معاہدہ کی جبر مدعیان کو استدلال ہے بغرض ترک کرنے حق مقابضت کے جو ازروے دفعہ ۷۔ ایکٹ لگان کے قائم اور عطا کیا گیا ہے کرا سکتی ہے میری راے مین جواب اس سوال کا نفی مین دیا جانا چاہیئے یہہ صحیح ہے کہ بظاہر ایک راے خلاف بمقدمہ گیا سنگہ بنام اودت سنگہ (۱) قائم کی گئی تھی اور تعمیل اس قسم کے معاہدہ کی جبراً کرائی گئی تھی لیکن باوجود ادب اون حکام ذیعلم کے جنہون نے مقدمہ مذکور فیصل کیا میری یہہ راے ہے کہ حکام موصوف نے اوس وقت کو خیال نہین کیا جو دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کے بلحاظ دفعہ ۷ و ۹۔ ایکٹ لگان کے پڑہنے سے ہوتی ہے اثناے مباحثہ مقدمہ ہذا مین یہہ بحث کی گئی کہ ہرگز یہہ منشا نہ تھا کہ دفعہ ۷۔ ایکٹ لگان ایسے مقدمہ سے جیسا کہ یہہ ہے متعلق ہو مدعاعلیہ کا مقدمہ بلاشبہہ داخل دفعہ ۷ پورے طور پر ہوتا ہے اگر مجھکو کوئی صریح اظہار اس امر کا پایا جاتا کہ واضعان قانون کا یہہ ۴۳۳

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۹۶

۱۸۹۶ء
کاشی پرشاد بنام کیدارناتھ ساہو

منشا رتھا کہ دفعہ ۷ ایسے مقدمہ سے متعلق ہو جیسا کہ یہ مقدمہ ہے تو مین بخوشی بیان مذکور کی حجت کو قبول کرتا لیکن مجھکو کوئی ایسی بات معلوم نہین ہوتی جتا ئید اس حجت کے دفعہ ۱۲۵ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی صدر ۱۸۷۳ء پر نہایت استدلال کیا گیا ہے اوسکے فقرہ دوم مین یہہ حکم ہے کہ جس حالت مین تقسیم کرنے مین اراضی سیر ایک حصہ دار کی اوس محال مین شامل ہو جو دوسرے حصہ دار کو دیا گیا ہو تو حصہ دار اول الذکر اسامی دخیلکار اراضی مذکور کا ہوگا و ضوابط قانون نے ایک فرق مابین اسامی ساقط الملکیت اور اسامی دخیلکار کے رکھا ہے دیکھو دفعہ ۱۰ ایکٹ لگان۔ اگر دفعہ ۱۲۵ ایکٹ مالگذاری مین یہہ حکم ہوتا کہ وہ حصہ دار جسکی سیر بوجہ تقسیم کے منتقل ہوئی ہو اسامی ساقط الملکیت ہوگا تو یہہ حجت کہ دفعہ ۷ کا مقدمات تقسیم سے متعلق ہونا مقصود نہ تھا کسیقدر با وقعت ہوتی کیونکہ اگر یہہ منشا ہوتا کہ دفعہ ۷ عام طور پر متعلق ہو تو اس قسم کا حکم جیسا کہ فقرہ دوم دفعہ ۱۲۵ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء مین مندرج ہے غیر ضروری ہوتا لیکن کسیطرح پر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ یہہ منشا ء نہ تھا کہ فقرہ دوم دفعہ ۱۲۵۔ استثنا سے قاعدہ عام ہو اگر یہہ تجویز کیجاے کہ اس تجویز کا کرنا میری دانست مین ضروری ہے کہ اپیلانٹ بذریعہ اوس انتظام کے جو ۲۰ - جنوری ۱۸۹۰ء کو کیا گیا اسامی ساقط الملکیت اپنی اراضی واقع موضع مذکور کا ہوگیا جسمین اوس نے اپنا حق ملکیت بذریعہ انتظام مذکور منتقل کیا تو اوس سے میری دانست مین کلیتاً احکام دفعہ ۷۔ اور دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان کے ایسی حالت مین بیکار ہو جاینگے کہ عدالت معاہدہ ترک حقوق مخالفت کو جو اس طور پر حاصل کئے گئے ہون نافذ کرے اگر ایسا معاہدہ نافذ کیا جاے تو احکام دفعہ ۷۔ ایکٹ لگان کا فائدہ میری دانست مین قریب قریب کلیتاً زائل ہو جائیگا۔

بوجوہ مذکورہ بالا میری یہہ راے ہے کہ وہ جزو ڈگری عدالت ماتحت جسکی روسے مدعیان کو قبضہ اراضی سیر واقع موضع بارگہاٹ مع و اصلات اراضی مذکور دلایا گیا ہے منسوخ ہونا چاہئے۔ مدعیان نے نیز دعوی دلاپانے قبضہ اراضی سیر ایک اور موضع موسومہ اہرولہ کا کیا ہے او نہون نے عرضی دعوی مین کوئی بناے مخاصمت نسبت اراضی سیر اس موضع کے بیان نہین کی ملاحظہ کاغذات مقدمہ تقسیم سے یہ ظاہر ہوتا

۱۸۹۰ء

کاشی ناتھ بنام کیدارناتھ ساہو

کہ باستثناے ایک قطعہ اللہ للہ گر کے کل اہرولہ مدعا علیہ کو دیا گیا کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ شرط مندرجہ اقرارنامہ مورخہ ۲۰ - مئی ۱۸۹۰ء جسپر مدعیان نے استدلال کیا ہے اہرولہ سے متعلق ہے صرف اس بنا پر دعوی نسبت اہرولہ کے ڈسمس ہونا چاہئے لیکن اگر شرط مذکور متعلق ہوتی تو وہ جیسی کہ صورت اراضی سیر بارگھاٹ کی ہے ایک معاہدہ ایسا تھا جس سے احکام دفعہ ۷ ایکٹ لگان کے بیکار ہو جاتے اور اسلئے وہ نافذ نہین کیا جا سکتا تجاویز مصرحہ بالا سے اول پانچ عذرات مندرجہ یادداشت اپیل طے ہوتے ہین - آخر عذر اپیل ایک جزو دعوی مدعیان سے متعلق ہے جسمین مدعیان نے اوس روپیہ کے دلاپانے کی استدعا کی ہے جو اونھون نے مدعا علیہ کی طرف سے ادا کیا تھا مدعا علیہ نے ایک دعوی مخالف بابت ایک تمسک کے جو منجانب مدعیان قابل ادا تھا اور جسکا روپیہ مدعا علیہ نے ادا کیا تھا پیش کیا ہے - عدالت ماتحت نے مدعا علیہ کو وہ روپیہ مجرا دیا جو بطور زر اصل تمسک اور سود ایک سال کے اوسنے ادا کیا تھا لیکن مدعا علیہ کو وہ روپیہ مجرا نہین دیا جو اوس نے بابت سود بعد تاریخ وعدہ کے ادا کیا تھا اور یہ تجویز کی کہ سود مذکور بموجب تمسک کے قابل وصول نہ تھا بلحاظ عبارت تمسک و فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ مانہ حال یعنی متھرا داس بنام راجہ نرندر بہادر پال[1] کے سود بعد تاریخ وعدہ بموجب تمسک کے واجب تھا لہذا مدعا علیہ مستحق مجرا پانے اوس رقم کا تھا جو اوس نے اوسکی بابت ادا کی جب مدعا علیہ کو یہ رقم مجرا دیجائیگی تو رقم یافتنی مدعیان کم ہو کر بقدر ۱۴ ما معہ ۔ کے باقی رہیگی - نتیجہ تجاویز مندرجہ بالا کا یہ ہے کہ مدعیان کی نالش قبضہ اراضی سیر اور دلاپانے واصلات کی ڈسمس ہونی چاہئے اور ڈگری ۱۴ ما معہ ۔ کی بجاے ۔ ۔ ۔ کے مع خرچہ بقدر کامیابی صادر ہونی چاہئے -

مین اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو حسب مصرحہ بالا ترمیم کرونگا لیکن بغرض ظاہر کرنے اس امر کے کہ مدعا علیہ نے بددیانتی سے عمل کیا ہم اوسکو خرچہ عدالت ہذا یا عدالت ماتحت نہین دلاوینگے - ۲۳۴

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۲۳ صفحہ ۱۳۸ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۹

۱۸۹۶ء کاشی پرشاد بنام گیندا رانی صاحبہ

از عدالت۔ اپیل منظور ہو ڈگری عدالت ماتحت ترمیم اور مدعیان کی نالش بجز نسبت رقم ۲۱۳۱ روپیہ کے ڈسمس ہو مدعیان خرچہ عدالت ہذا و خرچہ عدالت ماتحت بقدر اپنی ناکامیابی کے ادا کرینگے۔ مدعا علیہ اپنا خرچہ جملہ عدالتون کا خود ادا کریگا

ڈگری ترمیم کی گئی

ضمیمہ اپیل دیوانی

۱۸۹۶ء ۱۸ جنوری

صفحہ کتاب انگریزی ۲۳۲

باجلاس سر جان ایج صاحب ایج چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

اوچی و یکسس و دیگر (مدعا علیہما) بنام الفت وغیرہ (مدعیان)

مہابرہمنان۔ اقرار نسبت تقسیم چڑہاوا کے۔ معاہدہ۔ بنائے مخاصمت۔

باہم مہابرہمنان ایک موضع خاص کے یہ قرار داد تہا کہ چند اشخاص ان مین سے بعض مہینون مین چڑہاوا جمع اور وصول کرین اور اون مہینون مین باقی اشخاص اوس قوم کے کوئی چڑہاوا نہ لین اور بعض دیگر مہینون مین دیگر مہابرہمنان چڑہاوا جمع اور وصول کرین اور وے چڑہاوا کے جمع کرنے سے باز رہین۔

تجویز ہوئی کہ یہ ایک معاہدہ جائز اور کافی بہ ثبوت نالش ہر جہ بجانب اون اشخاص کے ہے جو مستحق چڑہاوا کے اون خاص مہینون مین تہے بنام اون اشخاص کے ہے جنہون نے چڑہاوا خلاف قرار داد مذکور کے وصول کیا تہا۔

نالش ہذا از قسم نالش ہرجہ بابت خلاف ورزی معاہدہ کے ہے فریقین نالش مہابرہمنان تہے مدعیان کا بیان حسب ذیل تہا۔ اونہون نے بیان کیا کہ بہت عرصہ

۲۳۵ پیشتر نالش کے ایک انتظام باہم مہابرہمنان مین پوری کے ہوا تہا جسکی روسے ہر ایک اپنی باری سے چڑہاوا آپکا وشہ دگیا۔ جو دین ون کی رسم کو لیتے تہے یعنی اگر اس قسم کی رسم بزمانہ باری کسی خاص مہابرہمن کے واقع ہوتی تہی تو وہ چڑہاوا لیتا تہا مدعیان کے ناناکی باری بطور مہابرہمن کے جنہیہ

اپیل اول نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی حکم مولوی محمد حسین خان جج ماتحت مین پوری مورخہ ۲۹ جون ۱۸۹۴ء

۱۸۸۹ء

اوجی جلد الف

اور بہاودون اور اگہن اور بہاگن مین ہوئی اور اوسکو مہابرہمن کے حقوق بابت
یکادشہ کے جو اون دنون مین واقع ہوتا تہا ملتے تہے بعد اوسکی وفات کے اوسکی
بیوہ متہوا اون حقوق کو لیتی رہی جو اوسکے حصہ کے تہے بذریعہ ایک ہبہ نامہ مورخہ
۹ - دسمبر ۱۸۸۵ء کے اوس نے حق مہابرہمن کا مدعیان کو جو اوسوقت سے اوجتک
قابض مین عطا کیا مدعیان نے مزید بران یہہ بیان کیا کہ موضع دیوپورہ مین جو متصل
مین پوری کے واقع ہے ایک ٹہاکر تربہون سنگہ نے وفات پائی اور اوسکا یکادشہ
جیٹھہ بدی ۱۲ ستمبر ۱۸۸۵ء کو مطابق ۵ - مئی ۱۸۸۵ء کے ہوا وہ دن مدعیان کی باری کا
بحیثیت مہابرہمنان کے تہا لیکن مدعاعلیہم نے بلا کسی استحقاق کے وہ چڑہاوا
جو اوس موقع پر قیمتی قریب ۱۰ کے تہا وصول کیا لہذا مدعیان نے نالش واسطے
ولاپانے چڑہاوا یا اوسکی قیمت کے دائر کی -

مدعاعلیہم نے منجملہ دیگر امور کے یہہ حجت کی کہ ایسی نالش نہین ہوسکتی ہے -

عدالت مرافعہ اولی (منصف مین پوری) نے یہہ حجت منظور کی اور نالش کو اس
بناپر کہ وہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے ڈسمس کیا -

مدعیان نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت مین پوری) نے یہہ تجویز کی
کہ نالش ہوسکتی ہے اور حکم واپسی کا حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر
کیا بناراضی اس حکم کے مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

بابو جوگندرناتہہ چودہری منجانب اپیلانٹان -

پنڈت سندرلعل منجانب ریسپانڈنٹان -

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

مدعیان نے
نالش مدعاعلیہم پر واسطے ولاپانے روپیہ اور چڑہاوا کے جو مدعاعلیہم نے بخلاف ورزی
قرارداد باہمی فریقین کے لیا تہا دائر کی فریقین مہابرہمنان ہین یہہ بیان کیا گیا ہے
کہ ایک معاہدہ مابین پیشروان فریقین کے وقوع مین آیا تہا جسکا نتیجہ جسطرح کہ ۴۳۶
فریقین حال سے اب متعلق کیا گیا ہے یہہ ہے مدعیان بعض مہینون مین چڑہاوا جمع اور وصول
کرین اور اون مہینون مین مدعاعلیہم کوئی چڑہاوا نلین اور بعض دیگر مہینون مین مدعاعلیہم
جمع اور وصول کرین اور مدعیان اوسکے جمع کرنے سے باز رہین عدالت مرافعہ اولی

۱۸۹۰ء

اوجی بنام الفت

سے نالش کو اس بنا پر کہ اس قسم کی نالش نہین ہو سکتی ڈسمس کیا عدالت دوم نے ڈگری عدالت اول کو منسوخ کیا اور حکم واپسی کا حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا بنا راضی اس حکم کے اپیل ہذا پیش کیا گیا ہے۔

اثناے بحث مین ہمارے روبرو حوالہ مقدمات درگاپرشاد بنام بدری (۱) و لالہ بنام گنیشی (۲) و درگاپرشاد بنام گیندا (۳) وجیبن پانڈے بنام شیوناتھ پانڈے (۴) و برلال بنام جیودکہن لال (۵) و دیوناتھ بنام مسماۃ گنیشی (۶) و بندھولال بنام دہمپت مصر (۷) و من موہن گھوسال بنام دنیورام چکروتی (۸) کا دیا گیا۔

ان اسنادون سے کوئی مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے باقی فیصلہ جات جہانتک کہ وہ اس مقدمہ سے متعلق ہین محض اظہار راے تہے مقدمہ ہذا ایک معاہدہ مظہرہ پر مبنی ہے جو بلا شبہہ ثابت ہونا چاہئے واسطے اغراض حال کے اور محض اوس غرض کے لئے ہم فرض کرتے ہین کہ معاہدہ مظہرہ ثابت کیا جا سکتا ہے خلاف مصلحت عامہ کے یہ امر نہین ہے کہ ایسا معاہدہ کیا جاے اور ہمکو کوئی وجہ قانونی ایسی معلوم نہین ہوتی جسکی رو سے اس قسم کا معاہدہ ناجائز قرار دیا جاے بناے مخاصمت ظاہرا واسطے ہرجہ خلاف ورزی معاہدہ کے پیدا ہو گئی مقدار ہرجہ کی غالبا وہ تعداد ہو گئی جو مدعاعلیہم نے بہ خلاف ورزی معاہدہ وصول کی ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۱۸۹
(۲) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی جلد ۲ صفحہ ۳۰۴
(۳) ویکلی نوٹس بابت ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۶۹
(۴) ویکلی رپورٹر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱
(۵) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۰۳
(۶) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۰ء صفحہ ۸۰
(۷) ویکلی نوٹس ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۹۳
(۸) ویکلی رپورٹر صیغہ نظائر دیوانی جلد ۷ صفحہ ۹۶۔

۱۸۹۰ء ۱۹ جنوری
صفحہ کتاب ڈگری ۳۴۷

باجلاس سرجان ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

کرشن سہاے مدعا علیہ بنام بختاور سنگہ وغیرہ (مدعیان)[*]

نالش واسطے دلاپانے معاوضہ بابت اوس جائداد کے جو از روے ڈگری نیلام ہوئی ہو۔ ڈگری منسوخ یا خارج نہین کی گئی۔

ایک زمیندار نے حاکم مال سے درخواست تبدیل کرنے لگان کی جو اوس وقت تک اوسکے چند اسامیان جنس مین ادا کرتے تھے لگان زر نقد مقررہ مین جو آیندہ ادا کیا جاوے کی اسسٹنٹ کلکٹر نے حکم حسب دعا کیا اور لگان زر نقد جو آیندہ ادا کیا جاوے اونکا مقرر کیا بعد صدور حکم کے زمیندار نے نالش بقایاے لگان کی بنام اسامیان عدالت مال مین دائر کی اور ڈگری بابت لگان کے اوس شرح سے جو اسسٹنٹ کلکٹر نے بذریعہ حکم کے مقرر کی تھی حاصل کی بنا بر اجرای اس ڈگری کے اسامیان نے اپیل نہین کیا اور وہ قطعی ہوگئی ڈگری جاری کرائی گئی اور جائداد اسامیان کی قرق اور نیلام ہوئی اور ڈگری کا ایفا جزو از زر نیلام سے ہوا بعد صادر ہونے ڈگری لگان کے بورڈ مال نے اسسٹنٹ کلکٹر کے حکم جو واسطے تبدیل لگان جنس کے زر لگان مقررہ مین تھا منسوخ کیا بر طبق اسکے اسامیان نے نالش واسطے دلاپانے معاوضہ بابت نیلام اپنی جائداد کے جو بموجب ڈگری لگان کے نیلام ہوئی تھی دائر کی۔

تجویز ہوئی کہ نالش نہین ہوسکتی کیونکہ ڈگری لگان جسکی رو سے مدعیان کی جائداد نیلام ہوئی تھی کسی عدالت مجاز نے اوسکو منسوخ یا خارج نہین کیا تھا مقدمہ میرٹ بنام ہمیشن (۱) و شاما پرشاد راے چودھری بنام ہر پرشاد راے چودھری (۲) و جگیش چندر دت بنام کالی چرن دت (۳) و راجہ بہلیمنی سنگہ دیو بہادر بنام سرود اپرشاد مکرجی (۴) کا حوالہ دیا گیا

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین

مدعیان اسامیان ذخیلکار قریب ۳۰ بیگہہ ۶ بسوہ اراضی مدعا علیہم کے شہر میرٹھ مین تھے مدعیان اپنا لگان جنس مین ادا کرتے تھے مدعا علیہ نے اونپر نالش

---

[*] اپیل اول نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۸۸ء بنا بر اپیل حکم بابو بے لال قائم مقام جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۸۸ء

(۱) ٹرم رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۶۹ و مقدمہ مذکور مقدمات ہدایتی مولفہ اسمتہ صاحب جلد ۲ صفحہ ۴۰۹ و جلد ۲

(۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳ - (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۰

(۴) ویکلی رپورٹر نظائر دیوانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۲

۱۸۹۵ء
گنیش رہما
بنام
بختاور سنگھ

اضافہ لگان دلاس بیان سے کہ اونکی نالش واسطے تنقیح لگان کے تھی جو مدعیان کو دلانا چاہئے اور داسکی اور ڈگری ۱۳ ستمبر ۱۸۸۹ء کو حاصل کی ہے ڈگری برطبق اپیل بورڈمال سے ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو منسوخ کی بابت سن ۱۳۰۳ - ستمبر ۱۸۹۵ء و ۱۳ - اکتوبر ۱۸۹۵ء کے مدعاعلیہ کے نالش مدعیان واسطے اضافہ لگان بشرح اضافہ جو از روے ڈگری ۱۳ ستمبر ۱۸۸۹ء کے منظور ہوا تھا دائر کی اور ڈگری

۲۳۸ اب کمانے کی ۱۸ جون ۱۸۹۰ء کو حاصل کی باوجود حکم بورڈمال مورخہ ۱۴ - اکتوبر ۱۸۹۰ء کے مدعاعلیہ نے اپنی ڈگری لگان جاری کرائی اور ... روپیہ وصول کیا

مدعیان نے نالش بغرض منسوخی ڈگری مورخہ ۱۸ جون ۱۸۹۰ء کے دائر کی اور بحقہ برطبق اپیل روبرو بورڈمال کے پیش ہوا بورڈ نے یہ تجویز کی کہ ڈگری مورخہ ۱۸ جون ۱۸۹۰ء منسوخ نہیں ہو سکتی اور مدعیان کو یہ ہدایت کی کہ اپنی دادرسی کی چارہ جوئی عدالت دیوانی میں کریں مدعیان نے بموجب اسکے نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ ڈگری مورخہ ۱۸ - جون قابل اجرا نہیں ہے دائر کی لیکن اونکی نالش سب جج نے ۲۸ - ستمبر ۱۸۹۰ء کو ڈسمس کی -

مدعیان نے برطبق اسکے نالش حال دائر کی جسمیں کہ اونھوں نے دعوی دلاپانے اوس روپیہ کا جو اجراے ڈگری مورخہ ۱۸ - جون ۱۸۹۰ء میں وصول کیا گیا تھا اس بیان سے کیا کہ ڈگری مذکور از روے حکم بورڈمال مورخہ ۱۴ - اکتوبر ۱۸۹۰ء کے منسوخ ہو گئی تھی -

مدعاعلیہ نے منجملہ دیگر امور کے یہ عذر کیا کہ ڈگری مابہ البحث ابتک قائم ہے اور اسلئے مدعاعلیہ کوئی چیز جو از روے اوسکے وصول کی گئی ہو واپس نہیں پا سکتا -

اس امر تنقیح طلب کی نسبت عدالت مرافعہ اولی (منصف میرٹھ) نے یہ تجویز کی کہ ڈگری بحق مدعاعلیہ بابت لگان بشرح اضافہ منسوخ نہیں ہوئی تھی اور مدعیان کی نالش کو ڈسمس کیا -

برطبق اپیل مدعیان کے عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت میرٹھ) نے یہ تجویز کی کہ اصل ڈگری مورخہ ۱۳ - ستمبر ۱۸۸۹ء کو بورڈمال نے منسوخ کیا تھا اور چونکہ وہ بنا ڈگری ۱۸ جون ۱۸۹۰ء کی تھی لہذا ڈگری آخر الذکر جو اس ڈگری پر منحصر تھی منسوخ متصور ہوئی چاہئے چنانچہ جج ماتحت نے متعدد کی ڈگری کو منسوخ کیا اور حکم واپسی کا حسب دفعہ ۵۲۳ مجموعہ

۱۸۹۵ء

ضابطہ دیوانی کے صادر کیا بنا راضی اس حکم کے مدعا علیہ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔ کشن سہائے

پنڈت موتی لال منجانب اپیلانٹ بنام

پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹان بجنادر سنگ

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ مدعیان نے جو ۲۳۹

رسپانڈنٹ ہین نالش بنام اپنے مالک اراضی کے جو زمیندار اپیلانٹ مقدمہ ہذا ہے واسطے دلاپانے معاوضہ بابت اوس جایداد کے دائر کی جو ڈگری لگان مصدورہ عدالت مجاز کے اجرا مین نیلام ہوئی تھی عدالت اول نے نالش کو اس تجویز سے کہ نالش نہین ہو سکتی ڈسمس کیا عدالت اپیل اول نے ڈگری عدالت اول کو منسوخ کیا اور حکم واپسی کا حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا بنا راضی اس حکم کے اپیل ہذا پیش کیا گیا ہے۔

واقعات مقدمہ کے یہ ہین۔ زمیندار نے حاکم مال سے واسطے تبدیل کرنے لگان کے جو اب تک مدعیان بطور اونکے اسامیان کے جنس مین ادا کرتے تھے ساتھ لگان زر نقد معین کے جو آیندہ ادا کیا جاے درخواست کی اسسٹنٹ کلکٹر نے حکم صادر کیا اور زر لگان جو آیندہ ادا کیا جایگا مقرر کیا بعد صدور اس حکم کے زمیندار نے نالش بقایاے لگان بنام اپنے اسامیان یعنی مدعیان کے دائر کی اور ڈگری لگان اوس شرح سے جو اسسٹنٹ کلکٹر کے حکم سے مقرر ہوئی تھی حاصل کی ڈگری مذکور جاری کی گئی اور جایداد مدعیان اپیلانٹان کی قرق اور نیلام ہوئی اور زر ڈگری جزواً زر نیلام سے ادا کیا گیا نالش ہذا واسطے دلاپانے روپیہ کے جو اسطور پر وصول کیا گیا دائر کیگئی ہے بورڈ نے قبل آغاز نالش ہذا اور بعد صادر ہونے ڈگری لگان کے حکم تبدیل لگان کا جنس سے زر نقد معین مین منسوخ کیا۔

منجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے اصول فیصلہ مقدمہ میر جٹ بنام ہمپٹن (۱) پر استدلال کیا گیا اور یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ بورڈ مال کو کوئی اختیار روست اندازی کا اپیل مین یا اور طرح پر ڈگری لگان مین نہین ہے لہذا فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل مصدورہ مقدمہ شیاما پرشاد راے چودہری بنام ہری شاد راے چودہری (۲) اور فیصلہ اکثر حکام اجلاس کامل ہائی کورٹ کلکتہ مصدورہ مقدمہ جوگیش چندر دت بنام کالی چرن دت (۳) و عدالت کلکتہ

(۱) ٹرم رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ و مقدمہ مذکور مقدمات ہدایتی اسمتہ صاحب جلد ۲ صفحہ ۹۰۹ طبع دہم

(۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۳ - (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۰

۱۸۹۴ء
کرشن سہاے
بنام
مختار سنگھ

مصدورہ مقدمہ راجہ نیلمنی سنگھ دیو بہادر بنام سرودہ اپرشاد مکرجی (۱) متعلق نہیں ہے
کیونکہ کل ان مقدمات مین عدالت کو جسنے ڈگری مابعد صادر کی جسکا اثر فسخ یا مسترد کرنے
اوس ڈگری کا تھا جسکی رو سے کہ روپیہ ادا کیا گیا اور جسکے دلاپانے کی استدعا کی گئی تھی
اختیار سماعت اوس نالش کا حاصل تھا جسمین ڈگری آخرالذکر صادر ہوئی تھی۔

بخلاف اسکے منجانب مدعیان رسپانڈنٹان کے حجت کی گئی تھی کہ اثر منسوخی حکم
اسسٹنٹ کلکٹر کا جو واسطے تبدیل لگان جنس کے زر نقد معین مین تھا جو بصیغہ نظرثانی
صادر ہوا تھا یہ تھا کہ ڈگری لگان مصدورہ عدالت مال مسترد ہو گئی کیونکہ وہ ڈگری بحکم
بورڈ مال کے حکم اسسٹنٹ کلکٹر پر جو واسطے تبدیل لگان کے تھا مبنی تھی۔

بطور امر واقعہ کے یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا مقدمہ ہذا مین اسسٹنٹ کلکٹر کو اختیار صادر کرنے حکم تبدیل لگان
جنس کا لگان نقد معین مین حاصل تھا بورڈ مال کو پورا اختیار نظرثانی کرنے حکم اسسٹنٹ کلکٹر کا
حاصل تھا چونکہ ڈگری لگان مصدورہ عدالت مال ماہ سے زیادہ تعداد کی تھی لہذا بورڈ مال کو
کوئی اختیار کسی قسم کا نہ تھا اور وہ اس قسم کی تھی جسکا اپیل صرف روبرو صاحب جج ضلع کے
ہو سکتا تھا کوئی اپیل درحقیقت بنا راضی ڈگری لگان آخر نہین کیا گیا تھا ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ حکام عالی مقام پریوی کونسل نے اوس مقدمہ مین جو اونکے روبرو تھا اور جسکا کہ ہمنے حوالہ دیا ہے
بتذکرہ منسوخی یا مسترد ہونے ڈگری کے بلاشبہ فقرہ منسوخی کا بحکم عدالت مجازہ کے اور ڈگری مسترد
ہونے کا بہ تعلق اوس مسترد ہونے کے فرمایا تھا جو اوس مقدمہ مین وقوع مین آیا تھا جو حکام
ممدوح کے روبرو تھا اوس مقدمہ مین روپیہ جسکے دلاپانے کی استدعا تھی از روے وفق ڈگری ان
کے ادا کیا گیا تھا بعض ایسی ڈگری پر جو اون مین فریقین کے مبنی تھی جو بعد ازان حضور
حکام عالی مقام پریوی کونسل سے منسوخ ہوئی تھی ہم خیال کرتے ہین کہ مسترد ہونا جسکا ذکر
حکام عالی مقام نے کیا ہے مسترد ہونا بذریعہ ڈگری ایسی عدالت کے تھا جسکو اختیار منسوخی اوس
ڈگری کا تھا جسکے بموجب روپیہ ادا کیا گیا تھا بشرطیکہ وہ اونکے روبرو پیش کیجاتی ہمارے
(۲) خیال مین بالکل صحیح ہے کہ اگر کوئی حکم تبدیل لگان کا جنس سے بشرح زر نقد معین صادر
نہ کیا جاتا بلکہ عدالت مال نے غلطی سے ڈگری زر نقد صادر کی ہوتی اور وہ ڈگری جاری کرائی جاتی

(۱) دیکھو رپورٹ صدر دیوانی جلد ۲ صفحہ ۳۲۳

۱۸۹۸ء
کشن سہائے بنام بختاور سنگھ

اور اپیل سے منسوخ یا ایسی عدالت سے مسترد ہوتی جو مجاز دیکی منسوخی کی تھی تو وہ اسامی جسکا مال بذریعہ ڈگری لگان کے اجرا میں نیلام ہوگیا تھا یا جسنے ڈگری کا ایفا بذریعہ ادا کرنے روپیہ کے کیا تھا زر مذکور کو اوسوقت تک وصول نہیں کرسکتا تھا جب تک کہ ڈگری لگان منسوخ یا بحکم ایسی عدالت کے مسترد نہوتی جو اس بارہ میں مجاز ہو مدعا علیہم کو بنا راضی اس ڈگری لگان سے چارہ کار بذریعہ اپیل کے حاصل تھا اور اس چارہ کار سے وہ مستفید نہیں ہوسکے اور یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر نے بظاہر حکم تبدیل لگان کا بلا اختیار جاری کیا لہذا مدعا علیہم کو ایک معقول وجہ اپیل کی تھی اس امر سے کہ بورڈ مال نے بصیغہ نظر ثانی حکم اسسٹنٹ کلکٹر جو دربارہ تبدیل لگان کے تھا منسوخ کیا ہماری رائے میں مدعیان ہر حالت میں اوس سے زیادہ نہیں ہیں کہ وہ اوس صورت میں ہوسکے کہ اسسٹنٹ کلکٹر کو کوئی اختیار صادر کرنے حکم تبدیل کا جیسا کہ ہم قرین قیاس تصور کرتے ہیں حاصل نہوتا ہماری رائے میں ڈگری عدالت مال عدالت مجاز نے منسوخ یا مسترد نہیں ہوئی لہذا نالش ہذا ساقط ہونی چاہئے ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ جو عدالت ہذا اور عدالت ماتحت میں ہوا منظور کرتے ہیں اور بمنسوخی حکم زیر اپیل کے ہم اپیل عدالت اول کو ڈسمس کرتے ہیں اور ڈگری عدالت اول کو بحال اور قائم رکھتے ہیں -

اپیل ڈگری کیا گیا

باجلاس ایکمن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء
۱۹ جنوری
صیغہ اپیل ڈگری
۲۲۲

دولت رام (مدعا علیہ) بنام انوار حسین (مدعی)*

اختیار سماعت - عدالتہاے دیوانی و مال - نالش بغرض منسوخی معاہدہ جو ایک زمیندار سابق نے واسطے چھوڑنے اراضیات سیر کے کیا تھا بربناے تشدد -

بوتوسط ایک معاہدہ کے بائع نے مشتری سے یہ اقرار کیا تھا کہ وہ اپنی اراضی سیر پر بطور اسامی مشتری کے ایک میعاد تک قابض رہیگا اور بعد اسکے اراضی کو مشتری کے لئے چھوڑ دیگا تجویز ہوئی کہ کوئی امر ایسا نہیں ہے جس سے مشتری عدالت دیوانی میں واسطے استقرار اس امر کی نالش کرنے سے ممنوع ہو کہ میعاد مذکورہ ناجائز اور ناقابل

* اپیل دوم نمبر ۶۹ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری مسٹر ای سی پگٹ صاحب ایڈیشنل جج علیگڑھ مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۶ء مشعر ترمیم ڈگری منشی اچل بہاری منصف اٹہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء

دولت رام بنام انوار حسین

نفاذ تہا اور اوس سے جبریہ و بذریعہ داب ناجائز کے حاصل کیا گیا تہا مقدمات مہیش رائے بنام چندر رائے (۱) و اجودہیا رائے بنام پرمیشر رائے (۲) و حسین شاہ بنام گوپال رائے (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کے پورے طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر ڈبلیو والک و منشی بدری داس منجانب اپیلانٹ

مولوی غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ۔

ایکمن صاحب جسٹس ۔ بتاریخ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء دولت رام اپیلانٹ نے رسپانڈنٹ انوار حسین سے اوسکے حقوق ملکیت ایک موضع کے خرید کئے اور اوسکے دوسرے دن انوار حسین نے ایک قبولیت بحق دولت رام کے تحریر کی جسکی روسے اوس نے اپنی اراضی سیر بطور اسامی دولت رام کے واسطے ۳ سال تک بہ لگان ۸ ما/ کے قابض رہنے کا اور بعد ازان اوسکے چھوڑنے کا وعدہ کیا یہ معلوم ہوا کہ لگان جو قبولیت مین درج ہے اوس شرح سے بہت زیادہ ہے جو انوار حسین کو از روے احکام دفعہ ۷ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی کے ادا کرنا لازم تہا منشا معاہدہ کا او سکے دیکہنے سے صاف یہ معلوم ہوتا تہا کہ احکام دفعہ مذکور کی خلاف ورزی کیجاے اور اسلئے معاہدہ حسب احکام دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ ہند کے ناجائز اور کالعدم تہا دوسرے سال مین دولت رام نے نالش انوار حسین پر واسطے دلاپانے لگان بشرح معاہدہ کے دائر کی نالش کو اسسٹنٹ کلکٹر نے ڈسمس کیا لیکن جبکہ اپیل کے صاحب جج ضلع مین پیش ہوئی تو اونہون نے ڈگری کیا مجہکو ضرور ہے کہ اپنا تعجب ظاہر کرون کہ صاحب جج ضلع نے ایسے معاہدہ کو اثر پذیر کیا جسکا منشا صریحاً ناجائز تہا نالش بقایاے لگان مین انوار حسین مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ قبولیت ناقابل نفاذ تہی کیونکہ وہ جبریہ اور بذریعہ داب ناجائز کے بابت لگان زائد کے حاصل کی گئی تہی صاحب جج ضلع نے اپنی تجویز مین یہ تحریر فرمایا ہے مین خیال کرتا ہون کہ آیا وہ (یعنی قبولیت) بذریعہ داب ناجائز کے تحریر کی گئی تہی مقدمہ ہذا مین اس امر کا فیصلہ مناسب طور پر فیصل نہین کیا جا سکتا اگر رسپانڈنٹ اوسکو منسوخ کرانا چاہتا ہے تو عدالت دیوانی مین نالش کر سکتا ہے بتاریخ ۶ ستمبر ۱۸۹۵ء انوار حسین نے نالش دائر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۴۰۴

۱۸۸۵ء ۳۴۲ دولت رام بنام انوار حسین

کی جس سے یہ اپیل پیدا ہوا وہ دو وادرسی کی استدعا کرتا ہے اول یہ کہ قبولیت اور ڈگری جو عدالت
مال سے بربنائے قبولیت مذکور کے صادر کی گئی منسوخ اور ناقابل نفاذ قرار دیجائیں دوم یہ
کہ اسامیان سے بابت مظفر و قیمت اور سکے علاقہ زمینداری کی اوسکو دلائی جاے عدالت مرافعہ
اولی منصف اٹیہ نے مدعی کے حق میں ڈگری امر کی بابت دادرسی دوم مندرجہ بالا کے صادر کی اور
باقی دعوی کو ڈسمس کیا بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے قبولیت کو منسوخ کرکے ڈگری بحق مدعی
باستقرار اس امر کے کہ وہ ناقابل نفاذ ہے عطا کی نسبت دیگر امور کے فیصلہ منصف بحال رکھا
گیا دولت رام مدعا علیہ نے اپیل دوم بیان پیش کیا ہے اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت پر بربنا
دو وجوہ کے اعتراض کیا اول یہ کہ دعوی منسوخی قبولیت مین دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی عارض
ہے دوسرے یہ کہ دعوی منسوخی قبولیت کا ناقابل سماعت عدالت دیوانی ہے اپیلانٹ کے مقدمہ
مین کونسل ذی علم نے جو تائید اپیل کے حاضر ہوا لیاقت سے بحث کی لیکن بعد بخوبی غور
کرنے کے ہمنے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اپیل ساقط ہونا چاہیئے۔

عدالت ماتحت نے قبولیت کو چند وجوہ پر منسوخ کرکے ڈگری بحق مدعی صادر کی اول وجہ
یہ تھی کہ وہ مدعی سے جبریہ بذریعہ داب ناجائز کے حاصل کی گئی تھی بحوالہ انتخاب تجویز ما قبل مندرجہ
بالا مین یہ تجویز نہیں کر سکتا کہ اس امر تنقیح طلب کی کہ آیا قبولیت بذریعہ داب ناجائز کے حاصل
کی گئی تھی سماعت اور فیصلہ قطعی طور پر نالش سابق میں ہوا تھا

بتائید عذر دوم اپیل کے کونسل ذیعلم نے دو فیصلہ جات اجلاس کامل عدالت ہذا یعنی مقدمہ
مہیش رائے بنام چندر رائے (۱) واجودھیا رائے بنام پرمیشر رائے (۲) پر استدلال کیا ہے
منجانب رسپانڈنٹ فیصلہ عدالت ہذا صادرہ مقدمہ حسین شاہ بنام گوپال رائے (۳) پر
استدلال کیا گیا ہے اگر مقدمات جنپر کونسل ذی علم منجانب اپیلانٹ نے استدلال
کیا ہے متعلق ہین تو مجبور بلاشبہ اونکی تقلید کرنا اور اپیلانٹ کی حجت کو منظور کرنا لازم ہے

لیکن مین خیال کرتا ہون کہ یہ مقدمات مقدمہ حال سے قابل امتیاز کے ہین اول مقدمہ ۳۴۳
مین عدالت ال نے یہ تجویز کی تھی کہ معاملہ بہم اسامیان وخیلکار مین مدعیان نے نالش
عدالت دیوانی مین بہ استدعاے استقرار اس امر کے دائر کی تھی کہ تجویز عدالت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۰۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۴۰

۱۸۹۰ء

دولت رام بنام انور حسین

جہانتک کہ مدعی کے حق مین مضر ہے فسوخ اور غیر موثر قرار دیجاے اور یہہ فیصلہ کیا جاوے کہ قبضہ مدعاعلیہم کا بطور اسامیان شکمی کے تھا یہہ مقدمہ صریحًا ایسا تھا جسکی سماعت مین دفعہ ۹۵ فقرہ (الف) ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی عارض تھی مقدمہ دوم اجلاس کونسل مین عدالت بندوبست نے مدعاعلیہ کو بطور اسامیان شرح معین کے اور مدعیان کو بطور مرتہنان اراضیات کے درج کیا تھا مدعیان نے ڈگری بجالی قبضہ کی بذریعہ ناجائز قرار دینے کارروائی خانہ پری بندوبست حال کے استدعا کی یہہ تجویز ہوئی کہ اگر عدالت دیوانی مقدمہ مین اختیار سماعت استعمال کرکے استقرار اس امر کا کرے کہ مدعیان اور نہ مدعاعلیہم اراضی مابہ البحث کے اسامیان شرح معین ہین تو اس قسم کا اختیار سماعت استعمال کرنا استعمال ایسے اختیار سماعت کا ہوگا جو عدالت دیوانی کو حسب دفعہ ۲۴۱ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے ممنوع ہے ۔

مقدمہ ہذا مین یہہ صحیح ہوسکتا ہے کہ آخر نتیجہ ڈگری کا جو مدعی حاصل کرے یہہ ہوگا کہ وہ بذریعہ مناسب طریق اختیار کرنے کے اپنا حق بطور اسامی ساقط الملکیت کے ثابت کرنے مین کامیاب ہو لیکن ڈگری جو عطا کی گئی میری راے مین عدالت ہاے مال کے اختیار سماعت مین خلل انداز نہین ہوتی فرض کرو کہ زمیندار اپنے اسامی کو بذریعہ داب ناجائز کے کاوش اراضی کی قبولیت کے تحریر کرنے پر مجبور کرے جسپر وہ قابض ہے اور جسمین لگان زائد کے ادا کرنے کی ذمہ داری ہو اسامی کو میری راے مین تاوقتیکہ وہ نالش بربناے قبولیت دائر نہ کرے منتظر رہنا چاہیے اور اوسوقت یہ جوابدہی پیش کرنی چاہیے کہ اوس سے قبولیت بذریعہ داب ناجائز کے حاصل کیگئی تھی اور اوس صورت مین عدالت مال کو یہہ تجویز کرنا لازم ہوگا کہ آیا مدعاعلیہ کا عذر معقول تھا یا نہین لیکن میری راے مین اسامی کو اوسوقت تک منتظر رہنا لازم نہین ہے کہ جب تک وہ نالش بقایاے لگان مین مدعاعلیہ نہ بنایا جاے مین تجویز کرتا ہون کہ وہ نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ قبولیت کی پابندی اوسپر لازم نہین ہے دائر کرسکتا ہے اگر وہ ایسی نالش دائر کرسکے جہانتک کہ مجھکو معلوم ہے کوئی حکم ایکٹ لگان مین ایسا نہین ہے کہ جسکی رو سے عدالت مال اوسکی سماعت کرسکے اور وہ ضرورتًا اسلیئے عدالت دیوانی ۲۳۵

مین پیش ہوسکتی ہے مقدمہ ہذا مین اسامی نے قبولیت تحریر کی جسکی رو سے اوس نے اراضی کو

۱۸۹۰ء

دولت رام بنام انوار حسین

کچھ عرصہ بعد چھوڑنے کا وعدہ کیا ہے بیان کیا گیا ہے کہ زمیندار نے ہنوز کوئی کارروائی واسطے
نافذ کرنے اقرارنامہ ترک کاشت کے نہین کی ہے مجھکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیا امر
اسامی کو نالش حال کے دائر کرنے کا واسطے استقرار اس امر کے مانع ہے کہ معاہدہ کی
پابندی اوسپر لازم نہین ہے بلحاظ اس امر کے کہ صاحب جج ضلع نے اپنی تجویز مورخہ ۔
نومبر ۱۸۸۹ء مین (جسکے معنی اوسکے ہم سمجھتے ہین) اس امر کے فیصلہ کرنے سے کہ آیا مدعی
اوراکسنے اضافہ لگان کا بذریعہ دباؤ ناجائز کے حاصل کیا گیا تھا یا نہین اجتناب کیا
کوئی امر مانع رجوع نالش ہذا بغرض منسوخی کل قبولیت کے میری رائے مین نہین ہے
مقدمہ مین جسپر رسپانڈنٹ نے استدلال کیا ہے یہ تجویز ہوئی تھی کہ نالش بغرض منسوخی
پٹہ دائمی اراضی زراعتی کے اس بنا پر کہ لفظ دائمی پٹہ اس پٹہ مین فریباً تحریر کیا گیا تھا
خاصکر اندر اختیار سماعت عدالت دیوانی کے تھی مجھکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیوں یہ
رائے نالش منسوخی قبولیت سے اس بنا پر کہ وہ بذریعہ دباؤ ناجائز کے حاصل کی گئی تھی
متعلق نہ کی جاوے بوجہ مذکورہ بالا مین اپیل کو مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون ۔
اپیل ڈسمس کیا گیا

۱۸۹۰ء

۲۵ جنوری

صفحہ کتاب انگریزی ۲۲۵

باجلاس سر جان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

عبدالمجید خان (مدعاعلیہ) بنام **قادری بیگم** (مدعیہ)*

تعبیر دستاویز کی ۔ فیصلہ ۔ فیصلہ از قسم انتظام خاندانی مشعر اس ہدایت کے کہ وظیفہ سالانہ تاحیات والدین ادا کیا جاوے ۔

ایسے فیصلہ کی تعبیر جو کسی ثالث نے جو اہل پیشہ نہو ہندوستان مین تحریر کیا ہو مطابق اون اصول کے نہونی چاہئے کہ جنپر ایسے فیصلہ کی تعبیر ہوتی ہے جو کسی کونسل یا سالیسٹر نے انگلستان مین مرتب کیا ہو بلکہ بموجب اوسکے جو حسب حالات مقدمہ مناسب طور پر منشاے ثالث خیال کیا جاوے

جب فیصلہ جسکی نوعیت از قسم انتظام خاندانی مابین باپ اور مان اور پسر کے بابت
اوس جائداد کے تھا جو باپ نے بعوض دین مہر کے مان کو دی تھی اور بعد ازان مان نے

---

* اپیل نمبر ۲۱ ۱۸۹۰ء حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی

۱۸۹۸ء

عبدالمجید خان بنام قادری بیگم

پسر کو یہ ہدایت دی تھی کہ وظیفہ سالانہ جائداد سے باپ کو اور ماں کو تاحیات والدین کے ادا کیا جاوے یہ **تجویز ہوئی** کہ وظیفہ تاحیات دونوں ماں باپ کے ادا کیا جانا چاہئے اور نیز تاحیات اوس شخص کے جو ادن میں سے باقی رہے۔

اپیل ہذا ایک نالش سے پیدا ہوا جو واسطے دلاپانے روپیہ کے بربناے ایک فیصلہ کے تھا مدعیہ بیوہ نواب رشید خان کی تھی اور مدعا علیہ عبدالمجید خان اوسکا پسر تھا رشید خان نے بعوض اراضیات بنام اپنی زوجہ یعنی مدعیہ کے بعوض اوسکے مہر کے منتقل کی تھیں اور اوس نے زمانہ نابالغی مدعا علیہ میں جائداد اوسکے نام ہبہ کی بعد ازان ظاہرا مدعا علیہ کے مزاج سے یہ معلوم ہوا کہ وہ فضول خرچ ہو گیا اور بر طبق اسکے باپ اور ماں اور پسر اس امر پر رضامند ہوے کہ جائداد کا انتظام بذریعہ ایک ثالث کے ہونا چاہئے ثالث مقرر کیا گیا اور اوس نے ۶ فروری ۱۸۸۵ء کو ایسا فیصلہ صادر کیا اور بعدہ اوسکی رجسٹری ہوئی اس فیصلہ کی رو سے یہ قرار پایا کہ مدعا علیہ جائداد سے سالانہ اپنے باپ اور ماں کو اوس جائداد سے جسکی بابت فیصلہ تھا ادا کرے اور اوس میں یہ قرار پایا تھا کہ اوسکو تاحیات والدین روپیہ ادا کرنا چاہئے جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ جب تک ماں باپ دونوں زندہ رہیں وظیفہ سالانہ ٹھیک طور پر تاحیات باپ کے اور کچھ عرصہ تک بعد اوسکی وفات کے ادا کیا گیا بعد ازان مدعا علیہ نے اپنی ماں کو بالکل روپیہ دینا بند کر دیا جسپر اوس نے نالش بغرض دلاپانے ایک قسط وظیفہ سالانہ کے بذریعہ نیلام جائداد ما بہ النجش کے دائر کی۔

عدالت مرافعہ اولی منصف بریلی نے مدعیہ کے حق میں نصف تعداد متدعویہ کی ڈگری صادر کی اور یہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت بریلی) نے در اپیل بحال رکھی مدعا علیہ نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا اور اوسکا اپیل روبرو حاکم واحد کے پیش ہو کر مسترد ہوا بنا راضی اس تجویز حاکم واحد کے مدعا علیہ نے حسب دفعہ ۱۰ قانون خاص اپیل کیا۔

مسٹر ای ریو بیر و مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ

مسٹر ڈی کانٹین منجانب رسپانڈنٹ۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

مقدمہ ہذا میں مسماۃ قادری بیگم نے نالش اپنے پسر عبدالمجید خان پر بربناے فیصلہ ثالثی کے واسطے حصول ڈگری نیلام کے دائر کی واقعات مقدمہ ہذا کے کسیقدر خاص قسم کے ہیں مدعیہ زوجہ ۲۴۷

۱۸۹۰ء

عبدالمجید خان بنام قادری بیگم

نواب شیفخان کی تھی جو کہ مالک جائداد نیلام طلب کا تہا اوس نے جائداد بنام اپنی زوجہ مدعیہ
کے بغرض ایفاے دین مہر کے جو سماۃ کو اوس سے واجب تہا منتقل کی اور اوس نے بزمانہ
نابالغی مدعا علیہ کے جائداد مدعا علیہ کے نام ہبہ کی جبکہ مدعا علیہ سن بلوغ کو پہونچا اوسکا
مزاج فضول خرچ معلوم ہوا اور بطیق اسکے باپ اور ماں اوسپر اس امر پر رضامند ہوئے
کہ ثالث اس امر کا فیصلہ کرے کہ کیا انتظام واسطے خاندان کے ہونا چاہئے ثالث نے فیصلہ
صادر کیا اور اوس فیصلہ پر نالش ہذا دائر کی گئی ہے اوس نے یہ فیصلہ کیا کہ سا /سالانہ جائداد
مابہ البحث سے ماں اور باپ کو ادا کیا جاے اور یہ حکم دیا کہ روپیہ تاحیات والدین جس کا
یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ جب تک ماں باپ زندہ رہیں ادا کیا جاے نواب رشید خان شوہر نے
وفات پائی اور بعد اوسکی وفات کے کچہ عرصہ تک پسر اپنی ماں کو برابر روپیہ دیتا رہا اب
اوس نے مخالفت یعنی اپنے قانونی اور فرزندانہ فرائض کے قائم سے کئے اور اب وہ اپنی
ماں کو بالکل روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے بلاشبہ گو وہ قانوناً مستوجب روپیہ ادا کرنے کا اپنی
ماں کو نہیں ہے تو اس امر سے کہ وہ اوسکا پسر ہے اور اس امر سے کہ جائداد مابہ البحث سماۃ
کی تھی اور سماۃ مذکور کو جائداد مذکور کے دینے کی کچہ ضرورت نہ تھی لوئی ذمہ داری کا قانوناً امر مذکورہ پر
ادا کرنے کسی قسم کی عائد نہیں ہو سکتی بحث کی گئی ہے کہ ثالث کا اوس فیصلہ سے یہ منشا تہا کہ زر
سالانہ یعنی سا /تاحیات باپ اور ماں دونوں کے ادا کیا جاے اور بعد وفات اونمیں سے کسی ایک
کے پسر ذمہ وار ادا کرنے کسی رقم کا شخص باقیماندہ کو نہ رہے یہ خیال کرنا دشوار ہے کہ ثالث کا
اوس وقت خاندان کے خواہش کے مطابق عمل کرتا تہا ایسا منشا ہونا سمجھنا دشوار ہے کیونکہ
اوسکا یہ منشا ہو سکتا تہا کہ بعد وفات ماں کے اوسکے باپ کو اوسکا پسر صاحب تمند مفلس چھوڑدے
اور اگر اوسکا یہ منشا بحالت وفات ماں الا زندہ رہنے باپ کے نہ تہا تو اوسکا یہ
منشا ضرور تہا کہ تاحیات ماں اور باپ دونوں کے اور بزمانہ حیات شخص باقیماندہ ۲۴۸
کے روپیہ ادا کیا جاے اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ عبارت جو فیصلہ میں استعمال
کی گئی ہے کسیقدر مبہم ہے اور مسٹر براؤن نے ہمارے روبرو فیصلہ کنندہ سلی صاحب
وائس چانسلر مصدرہ مقدمہ گرانٹ بنام ون بولٹ (۱) پر استدلال کیا ہے

(۱) لا جرنل چانسری جلد ۳۰ صفحہ ۴۴۴

۲۹ مئی ۹۹ء
عبد المجید خان
بنام
قادری بیگم

اوس مقدمہ مین وائس چانسلر نے بہت مشکل سے وہ نتیجہ اخذ کیا جو اونھون نے بیان کیا ہے ہمکو اوس فیصلہ کی تعبیر اوس طور پر کرنا چاہیے کہ جیسے کہ ہمکو اوس فیصلہ کی جو کہ کونسل یا سالیسٹر نے انگلستان مین مرتب کیا ہو بلکہ بطور ایسے فیصلہ کے کرنی چاہیے جو ایک سادہ آدمی ساکن بریلی نے جو غالباً بہت عادت کارروائی کی نہین رکھتا تھا اور جو بہت کم یا مطلقاً باریکی انگریزی ہبہ دستاویز انتقال کی نہین جانتا تھا ہمکو اوسکی تعبیر اوسی طور پر کرنی چاہیے جیسی کہ ہماری دانست مین اوسکے تعبیر کیے جانے کا منشا ثالث تھا اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ اوسکی یہ منشا تھی کہ ذمہ داری ادا کرنے کی تاحیات والدین قائم رکھی جاوے۔

ہم بیان کر چکے ہین کہ نالش ہذا واسطے نیلام کے تھی ڈگری بغرض نیلام جائداد حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائداد کے مرتب کی گئی تھی اور فیصلہ کی نسبت یہ تصور کیا گیا کہ گویا وہ ایک رہننامہ یا ایسی دستاویز تھی کہ جس سے مطالبہ اراضی پر قائم کیا گیا تھا کسی امر سے جو ہمارے روبرو پیش کیا گیا یہ ظاہر نہین ہوتا کہ ثالث کو کوئی اختیار اراضی مابہ النجث پر مطالبہ قائم کرنے کا تھا لہذا ڈگری نیلام ناجائز ہے لیکن مدعیہ مستحق ڈگری زر نقد کی ہے ہم ڈگری نیلام منسوخ کرتے ہین اور مدعیہ کے حق مین ڈگری زر وظیفہ سالانہ کی بابت سال مابہ النجث کے مع سود تاریخ نالش سے تا تاریخ وصول بحساب ۶ سیکڑہ سالانہ کے صادر کرتے ہین۔ ہم اوسکا خرچہ اپیل ہذا بھی دلاتے ہین۔

اوس حد تک جو ہمنے ظاہر کی ہم ڈگری عدالت ماتحت کو ترمیم کرتے ہین نسبت دیگر مراتب کے ہم اپیل کو ڈسمس کرتے ہین

ڈگری ترمیم کی گئی

باجلاس سرجان ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۱۸۹۵ء ۲۰ ماہ جنوری

سری گرد ہاری جی مہاراج (مدعی) بنام چھوٹے لال وغیرہ (مدعا علیہم)* صفحہ کتاب انگریزی ۲۴۰

زمیندار و اسامی - حقوق زمینداروں کے اراضی مین جو جزو آبادی کا ہے - رواج - رواجی قانون ممالک مغربی و شمالی -

بموجب اوس رواج عام کے جو ممالک مغربی و شمالی مین رائج ہے کاشتکار یا اسامی زراعت

پیشہ کو جسکو زمیندار نے مکان تعمیر کرنے کی اجازت واسطے اوسکے سکونت کے آبادی مین دی ہو ۲۴۹

محض یہ استحقاق حاصل ہے سوا اسکے کہ کوئی خاص معاہدہ اسکے خلاف ہو کہ وہ مکان کو واسطے اپنے اور اپنے خاندان کے اوس وقت تک استعمال کرے کہ وہ اوس مکان کو قائم رکھے یعنی اوسکو گرنے نہ دے اور اوسکو بذریعہ چھوڑنے گاؤن کے ترک نہ کرے بحیثیت ایسے قابض مکان واقع آبادی کے جو بذریعہ زمیندار کے قابض ہوا اوسکو سوا اسکے کہ اوس نے زمیندار سے بذریعہ خاص عطیہ کے ایسا حق حاصل کیا ہو جسکو وہ بیع کر سکتا ہو کوئی حق ایسا نہین ہے کہ جسکو وہ بذریعہ بیع خانگی کے فروخت کر سکے یا جو ڈگری کے اجرا مین جو اوسپر صادر ہوئی ہو نیلام ہو سکے بجز اسکے کہ حق متعلقہ لکڑی اور چھت اور لکڑی کے کام کے جو مکان مین ہو مقدمہ نرائن پرشاد بنام ڈھر (۱) و چجو سنگھ بنام کنہیا (۲) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین -

مدعی عدالت مین حاضر ہوا اور یہ بیان کیا کہ ۲۶ سال پیشتر مسمی نند کشور نے اوسکے یعنی مدعی کے کارندہ سے اجازت مکان تعمیر کرنے کی ایک قطعہ اراضی موقوعہ موضع پر جسکا مدعی زمیندار ہے اس شرط سے حاصل کی تھی کہ اوسپر نند کشور اور اوسکے ورثا سکونت کرین اور مزید بران یہ بیان کیا کہ مکان جو تعمیر کیا گیا جائز طور پر منتقل نہین ہو سکتا مدعی نے فقرہ واجب الغرض پر بھی استدلال کیا مکان جو اسطرح پر نند کشور نے تعمیر کیا ڈگری کے اجرا مین جو بنام پسر نند کشور کے تھی نیلام ہوا اور اوسکو چھوٹے لال نے خرید کیا مدعی زمیندار نے واسطے استقرار اپنے حق کے نسبت اراضی کے جسپر مکان واقع تھا استدعا کی مزید بران یہ استدعا کی کہ اوسکو قبضہ اراضی پر دلایا جاوے اور مشتری نیلام کو یہ حکم دیا جاوے کہ مصالحہ مکان کا اوٹھا لیجائے اور عدالت اگر مناسب خیال کرے تو یہ حکم دے کہ مدعی سے

* اپیل نمبر ۹ ۔ ۲ سنہ ۱۸۵۹ء حسب فقرہ ۱۰ فرمان شاہی (۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۲۵

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۱۴

۱۸۹۰ء

سری کرد ہاری جی
مہاراج
بنام
چھوٹے لال

البتہ مصالحہ کی ہے۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف متہرا) نے ڈگری بحق مدعی صادر کی اور یہ قرار دیا اسکی نسبت کبھی یہ استدلال عذر نہیں کیا گیا تھا کہ زمین مکان کی چھوٹے لال کی ڈگری کے اجرا میں نیلام نہیں ہوئی تھی اور نہ ہو سکتی تھی اور مدعی کے مقدمہ کے باقی جزو کو ڈسمس کیا ڈگری ہذا بر طبق اپیل روبرو جج ماتحت آگرہ کے بحال رکھی گئی۔

مدعی نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا اور اوسکا اپیل روبرو حاکم واحد کے پیش ہوکر اس بنا پر ڈسمس ہوا کہ کوئی رواج ناقابل انتقال ہونے اور یا خاص معاہدہ نکرنے انتقال مکان کا ثابت نہیں کیا گیا تھا۔ بنا بریں اس تجویز کے مدعی نے حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی (۵۰ اپیل کیا

مسٹر بی ای اوکانر منجانب اپیلانٹان

پنڈت سندر لال و پنڈت بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۔ اپیل ہذا ایک نالش سے پیدا ہوا جو کہ زمیندار نے بنام قابضان ایک مکان واقع آبادی اوسکے کانون کے اور بنام مسمی چھوٹے لال کے دائر کی تھی جس نے نیلام میں جو بر بنائے ڈگری موسومہ قابضان کے ہوا تھا وہ حقوق خرید کئے تھے جو قابضان کو مکان میں حاصل تھے قابضان نے جوابدہی نالش نہیں کی مگر چھوٹے لال نے نالش کی جوابدہی کی مدعی نے ایک خاص معاہدہ بیان کیا جسکے بموجب مکان ابتداءً تعمیر کیا گیا تھا اور اوس نے نیز واجب العرض پر استدلال کیا اوس نے بالتخصیص نہ اپنے عرضی دعوی میں اور نہ ظاہرا اپنی بحث میں روبرو ہمارے بجلیس ایکمن صاحب کے عدالت ہذا میں وہ اصلی عذرات پیش کیا جسکی بنا پر مقدمہ ہذا کا فیصل ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ بموجب عام اور مشہور رواج ان ممالک کے کہ وہ ایک ایسا رواج قائم ہو گیا ہے کہ اوسکو بطور قانون رواجی ان ممالک کے خیال کرنا چاہیے کاشتکار یا اسامی زراعت پیشہ کو جسکو زمیندار نے مکان بنانے کی اجازت واسطے اوسکے سکونت کے آبادی میں دی ہو محض یہ استحقاق حاصل ہے سوائے اسکے کہ کوئی خاص معاہدہ خلاف اسکے ہو کہ وہ مکان کو واسطے اپنے اور اپنے خاندان کے اوس وقت تک استعمال کرے کہ وہ اوس مکان کو قائم رکھے یعنی اوسکو گرنے نہ دے

۱۸۹۹ء

سری گردھاری جی مہاراج بنام چھوٹے لال

اور اوسکو بذریعہ چھوڑنے گانون کے ترک نہ کرے بحیثیت ایسے قابض مکان واقع آبادی کے جو بذریعہ زمیندار کے قابض ہو جیسی کہ مقدمہ ہذا مین صورت ہے اوسکو سوائے اسکے کہ اوس نے زمیندار سے بذریعہ عطیہ کے ایسا حق حاصل کیا ہو جسکو وہ بیع کر سکتا کوئی حق ایسا نہین ہے کہ جسکو وہ بذریعہ بیع خانگی کے فروخت کر سکے یا جو ڈگری کے اجرا مین جو اوسپر جاری ہوئی نیلام ہو سکے بجز اسکے کہ اوسکا حق متعلقہ لکڑی او چھپت اور لکڑی کے کام کے مکان مین ہو معقول وجہ اس امر کی ہے کہ کیون ایسا رواج پیدا او رقائم ہو گیا اگر یہ ضرورت نہوتی تو کاشتکار یا اسامی زراعت پیشہ جنکو بغرض کاشتکاری اراضیات زراعتی موضع کے اجازت زمیندار نے مکان آبادی خاص موضع مین بنانے یا اوسمین سکونت کرنے کی دی

۲۵۱ ہوتی تو سکونت مکان کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کر سکتے جسکو کاشتکاری اراضی زراعتی موضع سے کوئی تعلق نہوتا اور اسیطرح رفتہ رفتہ مین آبادی جسکو زمیندار نے واسطے استعمال اون لوگون کے جو اوسکی اراضیات کی کاشت کرین مخصوص اور مہیا کی تھین اون اشخاص کے قبضہ مین آجاتین جنکو کاشت اراضیات زراعتی گانون سے کچھ تعلق نہ تھا ایسی صورت مین زمیندار کے حقوق آبادی مین خلل انداز ہو جاتا وہ مجبور ہوتا کہ وسعت اراضیات قابل کاشت موضع کو محدود کرے اور زمین واسطے مکانات جدید کاشتکاران کے مہیا کرے ایسا ہو سکتا تھا کہ موضع زراعتی مین ہر ایک موقع آبادی جو محض زمیندار کا تھا وہ ایک گانون (مثلاً) فوربا فان کا ہو جاتا جو لگان زمیندار کو ادا کرتے ہین اور نہ وہ اراضیات کاشت کی گانون مین ترقی کرتے ہین۔

یہ حجت کی گئی ہے کہ مدعی پر یہ فرض تھا کہ کسی خاص معاہدہ کو ثابت کرے ہماری رائے مین مدعی کو صرف رواج ان ممالک پر استدلال کرنا چاہئے تھا اور خریدار نیلام کو جسنے نالش مذکور جوابدہی تھا کی تھی یہ ظاہر کرنا چاہئے تھا کہ کوئی خاص معاہدہ مابین زمیندار او وراوس شخص کے جو اوسکے پیشرو کے جسکا اوس نے حق خرید کیا تھا جس سے ایسا حق خلاف عام رواج کے پیدا ہوا جو اجرا ڈگری ہو سوجہ قابض مین نیلام ہو سکتا ہے اگر مدعا علیہ خریدار نیلام بجائے خاص معاہدہ کے کسی رواج مقامی گانون مابہ البحث کا عذر کرتا جسکی رو سے قابض مکان واقع آبادی کو جو از روئے خاص معاہدہ کے قابض نہو لیکن صرف مکان مین سکونت رکھتا ہو جسکی اراضی ملکیت زمیندار کی ہو اختیار فروخت کرنے اپنے حق سکونت کا یا جو ڈگری کے اجرا مین جو اوسپر صادر ہوئی ہو دینے کا حاصل ہو تو ہم یہ تجویز کرنے کے لئے آمادہ ہین کہ یہ خاص قسم کا رواج ناجائز ہے۔

۱۸۹۰ء
مسری گردہاری جی مہاراج
بنام
چھوٹے لال
۲۵۲

ہماری توجہ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ نراین پرشاد بنام ذہر ولا پر مائل کی گئی ہے جہانتک کہ فیصلہ اس قیاس پر مبنی ہے بقطع نظر خاص معاہدہ کے قابض مکان واقع آبادی کو جو بذریعہ زمیندار کے قابض ہو کوئی ایسا حق سکونت مکان کا حاصل ہے جو بطور خانگی یا نیلام کے فروخت ہو سکتا ہے تو ہماری رائے بالکل اسکے خلاف ہے قابض کا محض حق ذاتی سکونت کا ہے ایک اور مقدمہ جسکا ہمکو حوالہ دیا گیا ہے جھو سنگہ بنام کنہیا سنگہ (۱) ہے اوس مقدمہ مین اجلاس کامل نے یہہ تجویز کی تھی کہ زمینداران گانون کے عموماً اور قیاساً مالکان کل اراضیات مکانات موضع کے ہین اور جو کسی اسامی نے خالی چھوڑا ہو وہ بعدم موجودگی ورثا یا دیگر منتقل الیہ قانونی آخر قابض کے زمیندار کو پہونچتا ہے دیگر منتقل الیہ قانونی کے یہ معنی نہ سمجھنا چاہئے کہ اوس سے مراد منتقل الیہ بذریعہ بیع خانگی یا نیلام کے ہیں بلکہ مراد وہ شخص ہے جسکو قابض مذکور یا اوسکے وارثان نے خالی کیا ہو۔ جیسا کہ فیصلہ مذکور یا مشتہران نیلام سے ہے۔

چھوٹے لال مدعا علیہ نے کہ صرف اوسی نے اس مقدمہ کی جوابدہی کی ہے اپنا بیان ثابت نہین کیا اپیل ہذا منظور ہونا چاہئے ہم مدعی کے حق مین ڈگری باستقرار اس امر کے صادر کرتے ہین کہ قابضان مکان کو کوئی حق سوائے نسبت لکڑی اور لکڑی کے کام اور چھپر کے ایسا نہ تھا جو ڈگری کے اجرا مین جو اونپر صادر ہوئی تھی نیلام ہوسکے اور یہ کہ حق سکونت مکان قابل انتقال بذریعہ بیع خانگی یا اجرائے ڈگری کے نہین ہے اور ہم یہہ ڈگری صادر کرتے ہین کہ مدعی کو قبضہ اوس زمین متدعویہ کا دلایا جاوے چھوٹے لال کو اوسوقت سے جب کہ عدالت ماتحت ڈگری ہذا کی اطلاع کرے میعاد تیس یوم کی ملیگی کہ اس قسم کی اشیا جو چند ورختن نہین ہین اوٹھا لیجاوے یعنی یہ کہ وہ مکان کی دیوارون کو اگر وہ اوسی مٹی سے جو گانون کی ہے بنائی گئی ہے نہین اوٹھا لیجا سکتا ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کل عدالتون کے منظور کرتے ہین۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

باجلاس سر جان ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۰ء
۳۱ جنوری
صفحہ کتاب انگریزی
۲۵۴

دیوان سنگہ وغیرہ (مدعا علیہم) بنام جادو سنگہ (مدعی) *

ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ رجسٹری ہند) دفعہ ۵۰ - دستاویزات رجسٹری شدہ و غیر رجسٹری شدہ تقدم اسلام

تجویز ہوئی کہ از روئے دفعہ ۵۰ ایکٹ رجسٹری ہند سنہ ۱۸۷۷ء کے قابض بدستاویز

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۲۵ - (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۱۳ - * اپیل نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۸ء حسب دفعہ ۱۰ قواعد ہائیکورٹ

۱۸۹۰ء
دیوان سنگھ بنام جادو سنگھ ۲۵۲

رجسٹری شدہ مابعد کو قابض دستاویز غیر رجسٹری شدہ ماقبل جسکی رجسٹری لازمی تھی تقدم بابت اپنی دستاویز کے اوس صورت مین حاصل ہوگا کہ واقعی قابض دستاویز رجسٹری شدہ کو وقت اوسکی تحریر کے اطلاع دستاویز غیر رجسٹری شدہ ماقبل کی ہو۔

نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ایک نالش واسطے دلاپانے روپیہ کے تھی جو اوسکو ازروے ایک رہننامہ کے واجب تھا جو مدعی کے پاس ہو مورخہ ۳۱ جنوری ۱۸۶۹ء کا تھا رہننامہ مذکور ما سے زیادہ تعداد کا نہ تھا اور رجسٹری نہین ہوئی تھی بعد تاریخ رہننامہ کے مرتہن نے جائداد مرہونہ کو بذریعہ بیعنامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۸۹ء کے بیع کیا۔ مدعا علیہم نالش ہذا راہن اور مشتریان ہین۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف پھپھوند) نے مدعی کے دعوی کو بمقابلہ صرف راہن کے یہ تجویز کرکے ڈگری کیا کہ یہ امر ظاہر نہین ہوتا ہے کہ بوقت تحریر ہونے بیعنامہ کے مشتریان کو اطلاع رہننامہ غیر رجسٹری شدہ ماقبل کی تھی

مدعی نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت مین پوری) نے یہ تجویز کرکے کہ مشتریان کو واقعی اطلاع مدعی کے رہن کی تھی اور اسلئے وہ دعوی تقدم حسب دفعہ ۵۰ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء کے نہین کر سکتے مدعی کے دعوی کو نیز بمقابلہ مدعا علیہم مشتریان کے ڈگری کیا۔

مدعا علیہم مشتریان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور اونکا اپیل روبرو حاکم واحد کے پیش ہوا اور ڈسمس کیا گیا (دیکھو انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۵۰۳) بنا راضی اس تجویز کے مدعا علیہم مشتریان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

منشی مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر محمد اسحاق خان منجانب رسپانڈنٹ۔

اج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - مقدمہ ہذا مین برطبق اپیل یہ حجت کی گئی ہے کہ قابض بیعنامہ رجسٹری شدہ جائداد غیر منقولہ کو جسکو بوقت معاہدہ بیع کے اطلاع بیعنامہ غیر رجسٹری شدہ ماقبل کی تھی جسکی رجسٹری ضروری نہ تھی استحقاق تقدم کا ازروے دفعہ ۵۰ ایکٹ رجسٹری ہند سنہ ۱۸۷۷ء کے بمقابلہ قابض رہننامہ غیر رجسٹری شدہ کے حاصل تھا۔ قاعدہ انصاف کا ایسے معاملہ مین جسکی ہمیشہ عدالت ہذا مین

۱۸۹۹ء
دیوانی سنگھ بنام جادو سنگھ

نقلیں کی گئی ہے ہمارے مجلیس ایکمن صاحب نے اوس ڈگری میں جسکی ناراضی سے اپیل ہذا پیش ہوا ہے متعلق کیا ہے۔ ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

۱۸۹۹ء
۳۱ - جنوری
صفحہ کتاب ہذا نمبر ۲۵۴

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

جے کرن بہاری (مدعی) بنام رگھناتھ سنگھ (مدعا علیہ)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ و ۲۵۸ - اجرائے ڈگری - نالش بغرض منسوخی نیلام بربنائے تصفیہ ڈگری بیرون از عدالت - تصفیہ غیر تصدیق شدہ - نالش کا ناقابل پذیرائی ہونا

تجویز ہوئی کہ کوئی نالش جداگانہ بغرض منسوخی نیلام جو ڈگری کے اجرا میں کیا گیا ہو اس بنا پر نہیں کیجا سکتی کہ ڈگری کا تصفیہ بیرون عدالت ہو اتھا درحالیکہ واقعی کسی تصفیہ ڈگری کی اطلاع اوس طریق سے جیسا کہ دفعہ ۲۵۸ ضابطہ دیوانی میں محکوم ہے نہیں کی گئی تھی مقدمات شادی بنام گنگا سہاے (۱) و کلیان سنگھ بنام کاستا پرشاد (۲) سے اقتباس کیا گیا مقدمات ایشان چندر بندوپادھیا بنام اندر نرائن گوسامی (۳) و نپت داسی بنام سروپ چند مالا (۴) کی تقلید نہیں کی گئی و مقدمات پرسنکمار سینال بنام کالی داس سینال (۵) و عزیزن بنام مٹک لال ساہو (۶) و پیر اگلو بنام ہیانا (۷) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز ایکمن صاحب جسٹس سے ظاہر ہوتے ہیں

مسٹر روشن لال و مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ

مسٹر عبد المجید منجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس - یہ مدعی کا اپیل دوم ہے اوسکی نالش عدالت مرافعہ اولی نے

(۱) اپیل دوم نمبر ۹۹۹ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری ڈبلیو ایف ولیس صاحب جج ضلع سہارنپور مورخہ ۱۱ - جون ۱۸۹۶ء مشعر بحالی ڈگری رائے بہاری لال جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۱۰ - فروری ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۰۳ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۹

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۸۰۰۔

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۶ - (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۸

(۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۷ - (۷) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۲

سنہ ۱۸۹۰ء

جے کرن بہاری بنام رگھناتھ سنگھ

نیز عدالت اپیل ماتحت نے دو مسں کی نالش منسوخی نیلام دائر کی گئی جو اجرا ڈگری نالش نیلام مین وقوع مین آیا تھا وہ امر جو متعلق اپیل پیش کیا گیا ہے یہ ہے کہ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کرنے مین غلطی کی کہ از روے دفعات ۲۴۴ و ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی نالش ہذا ممنوع السماعت ہے۔

اثناے کارروائی اجرا ڈگری مین فریقین اس امر پر راضی ہوئے کہ اپنے نزاعات سپرد ثالثی کرین اور اوس فیصلہ کے پابند ہون جو صادر کیا جاے اس قسم کا فیصلہ صادر کیا گیا مگر اوسکی اطلاع عدالت کو جیسا کہ دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین بحکم ہے نہین کی گئی تھی کارروائی اجرا باوجود کیے جانے اعتراض کے شروع ہو گئی اور جائداد نیلام ہوئی اور ڈگریدار نے اوسکو خرید کیا مدیون ڈگری اوس نالش مین مدعی تھا ۲۵۵
اور اب اپیلانٹ ہے۔

منجانب اپیلانٹ ہمارے روبرو ایک بحث بربناے ترمیم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو ازروے ایکٹ مرمم مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۸۸ء کے کی گئی ہے پیش کی گئی الفاظ ایکٹ ۱۸۸۲ء کے یہ ہے کہ ایسے مبلغ کا ادا ہونا یا ایسے تصفیہ کا وقوع مین آنا اوسوقت تک کوئی عدالت تسلیم نہ کریگی جبتک کہ تصدیق حسب مذکورہ بالا نہو جاے ایکٹ مرمم مین بجاے اوسکے یہ الفاظ ہین معینہ تا وقتیکہ ایسے مبلغ کے ادا ہونے یا ایسے تصفیہ کے وقوع مین آنے کی تصدیق حسب مذکورہ بالا نہو جاے کوئی عدالت اجرا کنندہ ڈگری کسی ایسے ادا یا تصفیہ ڈگری کو تسلیم نہ کریگی بحث یہ تھی کہ ایک معقول نتیجہ الفاظ قید کے جو بذریعہ ترمیم کے داخل کئے گئے یہ نکل سکتا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ مبلغان کے ادا ہونے اور تصفیہ کے وقوع مین آنے کو بجز عدالتہاے اجرا کنندہ مابہ البحث کے دیگر عدالتین تسلیم نکرین میری توجہ چند مقدمات کی جانب مائل کی گئی ہے جنمین سے دو کا فیصلہ ان ممالک مین ہوا ہے اول مقدمہ شادی بنام گنگا سہاے (۱) ہے اس مقدمہ مین مدیون ڈگری نے ڈگری کے ایفا مین روپیہ ادا کیا تھا لیکن ایسے ادا کی اطلاع عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو نہین کی گئی تھی عدالت نے ڈگریدار کی درخواست پر ڈگری کے اجرا کی کارروائی کی بعد ازان مدیون ڈگری نے ایک نالش نمبری واسطے واپاے اوس روپیہ کے دائر کی جو بغرض انسداد کارروائی اجرا کے ادا کیا گیا تھا یہ تجویز ہوئی تھی کہ نالش ہو سکتی ہے لیکن دادرسی مطلوبہ نالش مذکورہ مین استدعا اس امر کی نہ تھی کہ کارروائیاے اجرا نالش ماقبل منسوخ کیجائین یا اوسکے صریح دست اندازی کیجاے وہ ایک اہم امر مین قابل امتیاز اوس مقدمہ سے ہے جو کہ اب ہمارے روبرو پیش ہے ایک اور مقدمہ کلیان سنگھ بنام کامتا پرشاد (۲) مین حاکم واحد نے یہ تجویز کی تھی کہ نالش حالات مندرجہ ذیل مین ہو سکتی ہے دوران اجرا ڈگری مین تصفیہ بذریعہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۳۸ ۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۳۹

۱۸۹۵ء

بےکرن جماری
بنام
رگھناتہ سنگھ

انتقال بعض درختان کے بنام ڈگریدار عمل مین آیا تھا لیکن اوسکی اطلاع نہین کی گئی تھی نالش بوجہ
مین جو دیگر مدعی نے بنام اوسی مدیون ڈگری کے دائر کی تھی یہ استدعا کی گئی تھی کہ درختان نابحصہ
اجرا مین قرق کئے جائین ڈگریدار نے نالش ماقبل مین یہ عذر کیا کہ درختان بوجہ اوس تصفیہ
کے جسکی اطلاع نہین دی گئی تھی اوسکے ہین یہ حجت نامنظور کی گئی عذردار نے نالش نمبری
واسطے ثبوت اپنے حق کے نسبت درختان کے دائر کی یہ تجویز ہوئی کہ نالش قابل پذیرائی ہے
نیز مقدمہ ہذا مین کوئی استدعا منسوخی یا ترمیم کارروائی اجرا نالش اول مین کی گئی تھی لیکن
منجانب اپیلانٹ دو مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے جو بظاہر اوسکی حجت کی تائید مین ہین مقدمہ
ایشان چندر بندوپادھیا بنام اندر نرائن گوسامی (۱) و مقدمہ پٹ داسی بنام سرپ چندر لالا
(۲) نالشات بغرض منسوخی کارروائی اجرا جنکے دوران مین تصفیہ و قرق مین آیا تھا لیکن جسکی
اطلاع نہین کی گئی تھی قابل پذیرائی تجویز ہوئین میری رائے مین فیصلہ جات مقدمہ مذکور
اب قانون متصور نہین ہو سکتے اونکی بابت فیصلہ از روے تجویز پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ
پرسنو کمار سنیال بنام کالی داس سنیال (۳) ہو گیا اوس مقدمہ مین نالش واسطے منسوخی
نیلام صیغہ اجرا بعض زمینداری کے اس بنا پر کی گئی تھی کہ ڈگری دار نے معاہدہ چند شرکاے
زمیندار سے کیا تھا کہ اونکے حصص اجرا سے بری کئے جائین اس معاہدہ کی اطلاع عدالت
اجرا کنندہ ڈگری کو نہین دی گئی تھی اور وہ حصص نیلام ہو گئے تھے برطبق اپیل نالش منسوخی
نیلام مین جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ از روے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی
مدعی کی نالش ممنوع السماعت ہے کیونکہ جو بحث کہ پیدا ہوئی تھی وہ ایک بحث مابین فریقین
نالش کے جسمین کہ ڈگری صادر ہوئی تھی حسب منشاے دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صحیح
تھی فیصلہ حکام عالی مقام کی تقلید اکثر اون حکام نے کی جنہون نے کہ فیصلہ مقدمہ مظہران بنام
شنکر لال ساہو (۴) کا کیا میری راے مین تجویز جوڈیشل کمیٹی پریوی کونسل نے مقدمہ پرسنو کمار
سنیال بنام کالی داس سنیال صادر کی ہے مقدمہ ہذا سے متعلق ہے اور مستغیث اپیل ہذا
ہے مین اپیل کو ڈسمس کرتا ہون۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۰۲
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۷۶
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۸۳ و مقدمہ مذکور اپیلیا سے ہند جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۱
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۳۷

ایکمن صاحب جسٹس - میری بہی یہی رائے ہے امرت گروالد مدعی نے رگھناتھ سنگھ ۱۸۹۰ء ۲۵۷
مدعا علیہ کے پاس بعض اراضیات رہن کین بعد وفات امرت گر کے مرتہن نے نالش بنام مدعی بجے کرن بھارتی
بہ بنائے اپنے رہن نامہ کے دائر کی اور ڈگری حاصل کی اور اوسکے اجرا مین جائداد مکفولہ بنام
کو نیلام کرایا مقدمہ اجرا کلکٹر کے پاس منتقل کیا گیا جسنے جائداد کو نیلام کیا اوسکو مرتہن رگھناتھ سنگھ
ڈگریدار نے خرید کیا مدعی جبکرن گر نے دوران کارروائی اجرا مین ایک عذر اس بنا پر داخل
کیا کہ تصفیہ ڈگری کا باہر عدالت کے وقوع مین آیا تھا اوسکا عذر نامنظور ہوا اور جیسا
کہ پیشتر بیان کیا گیا جائداد نیلام ہوئی اور اوسکو ڈگریدار نے خرید کیا مدعی نے اب ایک
نالش نمبری واسطے منسوخی نیلام کے اس بنا پر کہ تصفیہ ڈگری کا باہر عدالت کے ہوا تھا
دائر کی اوسکی نالش کو جج ماتحت نے ڈسمس کیا جسکی ڈگری بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے
بحال رکھی عدالت ہائے ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش ہذا حسب احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ
ضابطہ دیوانی ممنوع السماعت ہے مدعی نے اپیل دوم اس حجت سے پیش کیا کہ دفعہ
مذکور کی رو سے اوسکی نالش ممنوع السماعت نہین ہے حسب احکام دفعہ مذکور فیصلہ کل امور تصفیہ
طلب مابین فریقین نالش کے جسمین ڈگری صادر ہوئی ہو اور بابت اوسکے اجرا
یا ادائے زر ڈگری یا بیباقی زر ڈگری یا التواے اجراے ڈگری بحکم اوس عدالت کے ہوگا جو ڈگری
کا اجرا کرے نہ بذریعہ نالش جداگانہ کے اب اس امر سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ بحث
نالش ہذا مین مابین فریقین نالش ماقبل کے جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی پیدا ہوئی اور
یہہ ظاہر ہے کہ یہ بحث متعلق اجراے ڈگری کے ہے لہذا سماعت نالش کی حسب احکام
دفعہ ۲۴۴ ممنوع ہے بجز اسکے کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ کوئی اور حکم قانونی ہے جسکی رو سے
دفعہ مستثنی ہو کونسل ذیعلم کو جو کہ اپیل کی تائید کے لئے حاضر ہوا ہے آخر فقرہ دفعہ ۲۵۷
مجموعہ ضابطہ دیوانی پر استدلال ہے میری رائے مین فقرہ مذکور صریح احکام دفعہ ۲۴۴
پر غالب نہین آ سکتا نسبت اس امر کے مین حکام ذیعلم سے جنہون نے فیصلہ مقدمہ ہیرا لال
بنام بہانا (۱) کیا اور اکثر حکام اوس بنچ کے جنہون نے فیصلہ مقدمہ عزیزان بنام ۲۵۸
مٹک لال ساہو (۲) کا کیا اتفاق کرتا ہون مدعی نالش ہذا کو چاہئے تھا کہ اگر کوئی تصفیہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۳۰۲
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۷

۱۹۰۹ء
بجے کرن بمقابلہ رگھناتھ سنگھ

ڈگری کا باہر عدالت کے وقوع میں آیا تھا تو عدالت سے تصفیہ کی تصدیق ہونے کے لئے کارروائی کرتا ہم خیال نہیں کرتے ہیں کہ اوسکی غفلت سے جو کارروائی کے ڈگری کرنے میں سرزد ہوئی عدالت کو وہ اختیار سماعت کا حاصل ہوا جو صریح از روے احکام دفعہ ۲۴۴ کے ممنوع ہے یہ ممکن ہے کہ اوسکو کوئی اور دادرسی بمقابلہ اپنے ڈگریدار کے حاصل ہو مثلاً بذریعہ نالش ہر جہ کے لیکن میری دانست میں وہ نالش جسکا اثر کالعدم کرنے ڈگری کا ہے جو ضابطہ نالش میں مابین اوسکے اور مدعا علیہ حال کے حاصل کی گئی نہیں کر سکتا ان وجوہ سے میں اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتا ہوں۔

از عدالت۔ حکم عدالت کا یہ ہے کہ اپیل ڈسمس کیا جاے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

۱۹۰۹ء
یکم۔ فروری
صفحہ کتاب انگریزی ۲۵۹

باجلاس سر جان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و بیرکٹ صاحب جسٹس

برج بھوکن (مدعی) بنام درگا دت وغیرہ (مدعا علیہم)*

اختیار سماعت۔ عدالتہاے دیوانی و مال۔ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ع ایکٹ دادرسی خاص دفعہ ۴۲۔ فرمان شاہی دفعہ ۱۰۔ اپیل۔ اپیلانٹ کا بیان بابت اون امور کے نہیں سُنا جا سکتا جنکا مباحثہ روبرو حاکم واحد کے نہ کیا گیا ہو عمل درآمد۔

مدعی نے اپنی نالش عدالت دیوانی میں باستدعاے استقرار اپنے حق قبضہ بعض اراضیات کے بطور اسامی شرح معین یا فی نسل البعل واسطے قبضہ کے اس بیان سے دائر کی کہ اراضیات مذکور جائداد مشترک ایک ہندو خاندان کی ہیں جسکا کہ وہ شریک ہے اور یہ کہ خاندان ہنود مشترک ہے اور بوجہ ہونے شریک ہندو خاندان مشترک کے وہ مستحق ایک ثلث حصہ غیر منقسمہ کا اوس جائداد موروثی میں ہے۔

تجویز ہوئی کہ عدالت دیوانی مدعی کے حق میں ڈگری کرنے کی مجاز ساتھ اس استقرار کے ہے کہ وہ شریک ایک ہندو خاندان مشترک کا ہے اور خاندان ہنود مشترک اور جائداد متنازعہ موروثی جائداد غیر منقسمہ ہے اور الحقیقہ مدعی ایک ثلث حصہ غیر منقسمہ کا مستحق ہے مزید بران دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص نالش سے متعلق نہیں ہے کیونکہ اگر مدعی یہ دخل تجویز ہوتا تو عدالت دیوانی اس امر کی مجاز نہ ہوتی کہ دادرسی متنازعہ یعنی ڈگری بحیثیت اسامی شرح معین کے عطا کرتی۔

* اپیل نمبر ۴۰ سنہ ۱۹۰۸ء حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی

۱۸۹۹ء
برج بھوکن بنام ورنگا وت

یہ بھی تجویز ہوئی کہ مقدمات اپیل مین جو حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہون اپیلانٹ اس امر کا مستحق نہین ہے کہ اوسکا بیان بابت اون امور کے سنا جاے جو کہ اوس نے روبرو اوس حاکم کے پیش نہین کئے جہان اراضی جسکی ڈگری کے اوس نے اپیل دائر کیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

منشی برجبس سہاے منجانب اپیلانٹ

منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ زمیندار موضع نے جسمین کہ برج بھوکن پانڈے مدعی نالش ہذا دعوی اسامی ہونے کا کرتا ہے نالش برج بھوکن اور دیگر اسامیان پر بقایاے لگان کی دائر کی دیگر مدعا علیہم نے جو برج بھوکن کے ساتھ مدعا علیہ تھے اس امر سے انکار کیا کہ وہ اسامی اوس کاشت کے ہین جو ظاہرا ایک کاشت بشرح معین تھی اس امر کا فیصلہ ہم نہین کرتے عدالت اول مال نے دعوی بقایاے لگان کا بمقابلہ دیگر مدعا علیہم کے ڈگری کیا لیکن دعوی بمقابلہ برج بھوکن کے اس وجہ سے ڈسمس کیا کہ اوسکا نام کاغذات مال مین ٹھیک طور پر بطور اسامی درج نہ تھا اور کچھ ڈگری لگان کی اوسکے خلاف اوسوقت تک صادر نہین کی جا سکتی کہ وہ ترمیم کاغذات حقوق کی نہ کراوے اور اوسکا نام کاغذات مین بطور اسامی کے درج نہو یہ ظاہر ہے کہ عدالت مال نے فی الواقع یا کنایۃً اس امر کا فیصلہ نہین کیا کہ برج بھوکن واقعی اسامی اوس اراضی کا نہین ہے جسکی بابت لگان کا دعوی کیا گیا تھا اپیل کلکٹر کے روبرو پیش کیا گیا جو ڈسمس ہوا لیکن کلکٹر نے اس امر کا فیصلہ نہین کیا کہ آیا برج بھوکن اسامی تھا یا نہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاکم موصوف نے مقدمہ کو اوس طریق پر فیصل کیا جیسا کہ عدالت اول نے کیا تھا برج بھوکن نے نالش ہذا عدالت دیوانی مین اس بیان سے کی کہ اراضیات جسکی بابت نالش واسطے بقایاے لگان کے عدالت مال مین دائر کی گئی تھی اراضیات موروثی ایک ہندو خاندان کی ہین جسکا کہ وہ ایک شریک ہے اور یہ کہ خاندان مشترک ہے اور وہ بوجہ شریک ہونے اوس خاندان مشترک کے ایک ثلث جائداد موروثی کا مستحق ہے اوس نے یہ استقرار اس امر کے استدعا کی کہ وہ اسامی اراضیات بشرح معین کا تھا اور وہ اراضیات پر ساتھ دیگر مدعا علیہم نالش عدالت مال کے جو اس مقدمہ مین مدعا علیہم ہین مشترکًا قابض تھا اور واسطے بحالی قبضہ مذکور کے اور درصورت یہ تجویز ہونے کے کہ وہ بیدخل تھا اوس نے واسطے ڈگری قبضہ مشترک کی حیثیت

١٨٩٥ع
بیجناتھ کن بنام درگادت

اسامی شرح معین کے کی عدالت اول نے نالش کو ڈسمس کیا عدالت اپیل اول نے ٢٦٠
جزواً بر بنائے تجویز واقعات اور جزواً بر بنائے اقبالات فریقین یہ تجویز کی کہ اراضی مابہ البحث
ایک جزو جائداد موروثی ایک ہندو خاندان مشترک کی ہے جسمیں مدعی اور مدعا علیہم شریک ہیں اور تو
جائداد مذکور تقسیم نہیں ہوئی تھی اور بہ الفاظ عام عدالت نے مدعی کے دعوی کو ڈگری کیا یہ کہنا
شاید عدالت اپیل اول کو مشکل ہوگا کہ وہ ڈگری بابت کس امر کے صادر کی گئی تھی کیونکہ دادرسی
متدعویہ علی سبیل البدل تھی اور مدعی کا دعوی بعض عام طور پر ڈگری کیا گیا ہے یہ طریقہ صادر
کرنے ڈگری کا نہیں ہے

مدعا علیہم نے عدالت ہذا میں بنا راضی ڈگری اپیل اول کے اپیل کیا اپیل روبرو حاکم واحد عدالت ہذا
کے پیش ہوا اور بجانب مدعی اپیل میں رسپانڈنٹ ہے اس بنا پر بحث کی گئی کہ وہ مستحق ڈگری استقرار اپنے حق
کا بطور اسامی کے اور بحالی قبضہ کا بطور اسامی کے یا دلانے قبضہ کا بطور اسامی شرح معین کے ہے جب
مقدمہ پیر روبرو ہمارے بھائی جسٹس بلیر صاحب کے پیش ہوا اونہوں نے مناسب طور پر فیصلہ مقدمہ ایودہیا
بنام مہیسر رائے [illegible] متعلق کیا اور اپیل منظور کیا مقدمہ سیطرح پھر ہمارے بھائی جسٹس بلیر صاحب
کے روبرو پیش کیا گیا ہو حاکم موصوف کے نزدیک ہر ایک صورت میں یہ امر ضروری تھا کہ کس
حد تک اپیل کو منظور کرنے کیونکہ ڈگری عدالت اپیل اول کی با استقرار حق مدعی ہو کہ وہ بطور اسامی
شرح معین کاشت مذکور اور اوسکے حق قبضہ کے بطور ایسی اسامی کے اور مشعر دلانے قبضہ کے
بطور ایسی اسامی کے ایک ایسی ڈگری تھی جسکے صادر کرنے کا عدالت دیوانی کو اختیار نہ تھا ہمارے
بھائی جسٹس بلیر صاحب نے اپیل کو منظور کیا اور ڈگری عدالت اپیل اول کو منسوخ کرکے ڈگری عدالت
اول جسکی رو سے نالش ڈسمس کی گئی تھی بحال رکھی مدعی نے اپیل ہذا حسب فرمان شاہی
بنا راضی ڈگری ہمارے بھائی جسٹس بلیر صاحب کے پیش کیا ہے

ممکن ہے کہ ہماری رائے اپیل ہذا کو ڈسمس کرنے میں صحیح ہو اور بلا شبہہ یہ امر ضروری ہوگا
کہ نالش ہذا جہانتک کہ وہ مبنی اوپر اون دلائل کے ہے جو روبرو ہمارے بھائی جسٹس بلیر صاحب
کے کی گئی تھیں ڈسمس کیجائے بہت سال پیشتر کلکتہ ہائی کورٹ نے فیصلہ اس امر کا کیا تھا ٢٦١
اور ہماری رائے میں صحیح طور پر کہ اپیل میں جو بموجب فرمان شاہی پیش کئے جائیں اپیلانٹ کا بیان

(١) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ١٠ صفحہ ٣٠٣

۱۸۹۰ء

بج ہوکن بنام درگا دت

بابت اون امور کے سنا نہین جا سکتا جو اوس لے رو برو اوس حاکم کے پیش نہین کئے جسکی ڈگری کی نا رضی سے اوس نے اپیل دائر کیا ہے یعنی یہ کہ اپیل جو حسب فرمان شاہی پیش کئے جائین اونسے یہ منشا نہین ہے کہ اپیلانٹ نیا مقدمہ تیار کرے مستحق ہو یہ وہ قاعدہ ہے جو کل حکام عدالت ہذا نے پسند کیا ہے اور اوسپر عمل بلا شبہہ جب تک عدالت اس طور پر قائم رہیگی جیسی کہ اب ہے کیا جاویگا۔

لیکن اپیل ہذا مین بج ہوکن کا مقدمہ غالبًا بالکل نئے مقدمہ کے طور پر نہین بلکہ مختلف طریق پر اوس طریق سے پیش کیا گیا جسمین اوسکو دوسرے وکیل نے جو اوسکی جانب سے رو برو ہمارے ہمجلیس بلیر صاحب کے حاضر ہوا تھا پیش کیا ہوگا مسٹر ہر برنس سہائے نے یہ حجت کی اور وہ ہماری رائے مین صحیح ہے کہ اجلاس کامل کا فیصلہ بمقدمہ اجودھیا رائے بنام پرمیشر رائے (۱) مانع اسکا نہین ہے کہ عدالت دیوانی اس قسم کے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے ڈگری کسی شریک ہندو خاندان مشترک کو عطا کرے کہ خاندان مشترک کا وہ ممبر ہے اور وہ اوسکا شریک ہے اور کہ اراضیات یا جائداد متنازعہ بقبضہ خاندان جائداد موروثی ہے اور وہ تقسیم نہین کی گئی ہین اوس نے یہہ بھی حجت کی کہ یہہ غیر اہم ہے کہ اوسکا مؤکل قابض ہے یا نہین کیونکہ فقرہ شرطیہ دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کی رو سے بج ہوکن کا دعوی استقرار حق ممنوع نہین ہوتا عدالت دیوانی صرف وہ عدالت ہے جو اس قسم کا استقرار کر سکتی ہے اور عدالت دیوانی اس امر کی مجاز نہین ہے کہ دادرسی لازمہ بشکل ڈگری قبضہ بحیثیت اسامی عطا کرے ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ یہہ دلیل مستحکم ہے ہم اپیل ہذا کو منظور کرتے ہین اور ڈگری عدالت ہذا کو منسوخ کرتے ہین اور ڈگری عدالت اپیل اول کی بذریعہ مدعی کو عطا کرتے اوس استقرار کے ترمیم کرتے ہین کہ اراضی خواہ اوسکی کوئی نوعیت ہو ایک جزو جائداد موروثی ایک ہندو خاندان مشترک کی ہے اور یہہ کہ اوسکی تقسیم نہین ہوئی ہے اور مدعی اور مدعا علیہم شرکائے ہندو خاندان مشترک کے ہین اور یہہ کہ مدعی کا بقدر ایک ثلث حصہ غیر منقسمہ جائداد موروثی مین ہے نسبت دیگر مراتب کے نالش مدعی ۲۶۲ ڈسمس کیجاتی ہے چونکہ نالش ہذا کی ضرورت بوجہ فعل اون مدعا علیہم کے ہوئی جنہون نے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳

۱۸۹۸ء برجنا ہوکمن بنام درگا دت

عذر اصطلاحی عدالت مال مین کیا جو درحقیقت ایسا عذر تھا جسکی اصلیت یا روئداد نیتجی ہمیں بیج ہو کمن باٹنڈے مدعی کا خرچ جو کل عدالتون مین اور نالش ہذا مین ہوا دلاتے ہین -

اپیل ڈگری کیا گیا

۱۸۹۸ء یکم فروری — صفحہ کتاب انگریزی ۲۶۲

باجلاس سر جان ایج صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

ہادی علی (مدعا علیہ) **بنام** **اکبر علی** (مدعی) *

شرع محمدی - مہر - بیوہ کی کفالت بابت دین مہر کے محض ذاتی ہے اور قابل ارث نہین ہے -

کفالت جو مسلمان بیوہ جسکا مہر ادا نہ کیا گیا ہو اون اراضیات پر جو اوسکے شوہر مرحوم کی ہون حاصل کرے وہ محض حق ذاتی ہے اور اوسکے ورثا کو اوسکی وفات کے بعد نہین پہونچتا

مقدمہ علی محمد خان بنام عزیز اللہ خان (۱) و مجیدہ بیگم بنام نظیر احمد (۲) کا حوالہ دیا گیا -

یہ ایک اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی بنا راضی ایک تجویز بنرجی صاحب جسٹس کے ہے جو اپیل دوم مین صادر ہوئی تھی - واقعات مقدمہ تجویز سے ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے اپیلانٹ نے یہ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا واسطے دلا پانے قبضہ حصہ جائداد کریم بخش اپنے چچا متوفی کے جسکے ورثا مین سے وہ ایک وارث تھا دائر کی نالش ہذا بنام جوہرن بی بی بیوہ کریم بخش و ہادی علی موہوب لہ ایک جزو جائداد جوہرن بی بی کے دائر کی گئی تھی ہادی علی پسر ایک دختر کریم بخش کا ہے جو کریم بخش سے پیشتر فوت ہو گیا تھا عدالت مرافعہ اولی نے دعوی کو ڈگری کیا جوہرن بی بی اور ہادی علی نے اپیل پیش کیا جوہرن بی بی کا اپیل متعلق اوس جزو جائداد کے تھا جو ہادی علی کے ہبہ مین شامل نہ تھا دوران اپیل مین جوہرن بی بی نے وفات پائی قائم مقامان قانونی اوسکی تین دختران تھین جو سلسلہ زندہ ہین اور نہ ہادی علی پسر چوتھی دختر کا ہے جو اوس سے پیشتر فوت ہو چکی تھی تو نسبت اوس جائداد کے جو ہبہ مین شامل نہ تھی ہادی علی کو نہین پہونچا اور اس لئے

* اپیل نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۸ء حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۵

(۲) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۱۵

۱۸۹۰ء

ہادی علی بنام اکبر علی

وہ تنہا اس اپیل کو نہیں کر سکتا چونکہ وہ قائم مقامان قانونی جوسن بی بی کا نہ تہا پس اوسکا نام بجاے جوسن بی بی کے مسل مین درج نہین ہو سکتا اور چونکہ اوس کے قائم مقامان قانونی نے اپیل مین فریق ہونے کے لئے اندر میعاد قانونی کے درخواست نہین کی لہذا اپیل جوسن بی بی کا ساقط ہوا اور جہانتک کہ اوس جائداد کو تعلق ہے جسکی بابت یہ اپیل ہے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی قطعی ہوگئی۔

نسبتاً اوس جائداد کے جو داخل ہبہ مظہرہ ہادی علی کے تہی عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ جوسن بی بی کا قبضہ جائداد پر بعوض اوسکے مہر کے تہا اوسکو یہ استحقاق حاصل تہا کہ اوس جائداد کو بذریعہ ہبہ یا اور کسی طرح سے منتقل کرے اور یہ کہ ہبہ قانوناً جائز نہ تہا اوسکو قبضہ بعوض مہر کے دیا گیا تہا اوسکو یہ استحقاق حاصل تہا کہ قبضہ اوس جائداد پر جبتک کہ دین مہر ادا نہ کیا جاے قائم رکہے اور یہ کہ اوسکا حق ذاتی تہا اور بعد اوسکی وفات کے زائل ہو گیا ہادی علی کو یہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ اوس جائداد پر جو کریم بخش نے چہوڑی قابض ہے نتیجہ یہ ہے کہ مدعی مستحق اوس ڈگری کا ہے جو عدالت مرافعہ اولی نے اوسکو عطا کی۔

مین اپیل ہذا کو مع خرچہ منظور کرتا ہون اور ڈگری عدالت ماتحت کو مع خرچہ منسوخ کر کے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکہتا ہون۔

ہنا راضی اس تجویز کے ورثا علیہ ہادی علی نے اپیل کیا۔

بابو دوگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ہذا حسب فرمان شاہی ہنا راضی ڈگری ہمارے بہائی ٹیلیس بنرجی صاحب کے ہے حاکم موصوف نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو کفالت کہ مسلمان بیوہ اراضیات اپنے شوہر پر بابت اپنے دین مہر کے حاصل کرے وہ محض ایک حق ذاتی ہے اور وہ بعد اوسکی وفات کے اوسکے ورثا کو نہین پہونچتا اس فیصلہ کی تائید مقدمہ علی محمد خان بنام عزیز اللہ خان (۱) و مجو بہ بیگم بنام نظیر احمد (۲) سے ہوتی ہے حجت کی گئی ہے کہ مقدمہ اخر الذکر کوئی سند نہین ہے کیونکہ یہ ظاہر نہین ہوتا کہ بیوہ نے برضامندی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۵۰۔

(۲) ویکلی نوٹس ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۱۵

۱۸۹۸ع
ادہی علی بنام اکبر علی

اپنے شوہر کے ورثا کے کفالت حاصل کی تھی ہماری راے مین یہ ایک نہایت صریح سند ہے محمود صاحب جسٹس نے صحیح بالفاظ یہ تجویز کی کہ بیوہ نے کفالت حاصل کی تھی اس معاملہ مین اونکی یہ راے صحیح ہو یا نادرست مگر اونھون نے یہ تجویز کر کے کہ مسماۃ کو کفالت حاصل تھی یہ تجویز کی کہ وہ بعد اوسکی وفات کے باقی نہین رہی ہم اپنے جلیس بنرجی صاحب سے اتفاق کرتے ہین کہ اس قسم کی کفالت بعد وفات کے باقی نہین رہتی بلکہ محض ذاتی ہے اور ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس کیا گیا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ناکس صاحب جسٹس

۱۸۹۹ع
یکم فروری
صفحہ کتاب انگریزی ۲۶۳

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام احمدی *

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۸ - شہادت - ضابطہ - مجسٹریٹ پر جو کسی ایسے مقدمہ مین تحقیقات کرتا ہو جو عدالت سشن مین قابل تجویز کے ہو اون گواہان کی شہادت لینا فرض ہے جو ملزم نے پیش کیے ہون -

مجسٹریٹ کو جو کسی مقدمہ مین تحقیقات ازروے باب ۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کر رہا ہو اوسوقت تک فرد قرارداد جرم کے مرتب کرنے یا حکم سپردگی قلمبند کرنے کا اختیار نہین ہے کہ وہ کل شہادت جو ملزم اوسکے روبرو سماعت کے لیے پیش کرے لے چکا ہو -

اس مقدمہ کے واقعات کافی طور پر عدالت کے حکم سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر الستن و مدنموہن مالوی منجانب اپلانٹ -

ناکس صاحب جسٹس - مسماۃ احمدی بیگم کی نسبت ارتکاب جرم قتل عمد کا شبہ پیدا ہوا تھا - اس مقدمہ مین اس غرض سے تحقیقات ہو رہی تھی کہ اگر ضرورت ہو مقدمہ عدالت سشن مین سپرد کیا جاوے - شہادت بتائید استغاثہ بظاہر ۲۴ دسمبر تک پیش کی گئی تھی - بتاریخ مذکور مسماۃ احمدی بیگم نے ایک درخواست بدین استدعا پیش کی کہ عدالت قبل لینے اوسکے اظہار کے اوسکے گواہان کی شہادت ازروے دفعہ ۲۰۸ مجموعہ ضابطہ

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۲۰ ۱۸۹۹ع

۱۸۹۰ء

ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند بنام احمدی

فوجداری کے لیے۔ اس درخواست کی نسبت پہلا حکم جو صادر کیا گیا مورخہ ۴- دسمبر حسب ذیل ہے۔ اب قریب ۵ بجے شام کا وقت ہے اسوجہ سے حکم صادر نہین کیا جا سکتا بظاہر کارروائیات ۴- دسمبر اس حکم پر ختم ہوئین- مین یہہ سمجھتا ہون کہ اوس روز ملزمہ کے گواہان عدالت مین موجود تھے جو فوراً اوسی وقت پیش کئے جا سکتے تھے اور اونکا اظہار لیا جا سکتا تھا مجھکو معلوم نہین ہوتا ہے کہ ایسی صورت مین مجسٹریٹ ذیعلم کو اوس حکم کے صادر کرنے مین کیا دقت تھی جو نظر بحالات مقدمہ صرف حکم مناسب تھا یعنی- گواہان مذکور کا اظہار یا تو آج لیا جاویگا یا کل عدالت کھلنے پر لیا جائیگا۔ یہہ حکم میری ۲۶۵ راے مین مطابق نہایت صریح عبارت مجموعہ کے ہوتا اور اوس سے افسدادا ون کل دقتون کا ہوتا جو بوجہ اوس طریقہ کے پیدا ہوئین جسپر مجسٹریٹ نے بعد نسبت مقدمہ مذکور کے عمل کیا-

ملزمہ نے بتاریخ ۵- دسمبر ایک اور درخواست مشعر اس امر کے پیش کی کہ اگر عدالت یہ فیصلہ کرے کہ اوسکا مقدمہ سشن سپرد کیا جانا چاہئے تو ملزمہ اپنی جوابدہی ملتوی رکھنا چاہتی ہے اور عدالت مذکور مین اون سوالات کے جواب دیگی جو اوس سے بغرض انکشاف اوس امر کے کئے جائین جو شہادت سے اوسکے خلاف معلوم ہوتا ہو- اس قسم کی درخواست پیش کرنا اوسکی مرضی پر منحصر اور کلیتاً اوسکے اختیار مین تھا اس امر سے کہ مسماۃ نے درخواست مذکور پیش کی تھی مجسٹریٹ اپنے غرض تعمیل کرنے احکام قانون اور لینے اظہار ملزمہ سے خواہ وہ جوابدہی یا جواب دینے سے انکار کرتی سبکدوش نہین ہو جاتا مین یہ امر بوجہ اوس حکم کے بیان کرتا ہون جو بعدہ مجسٹریٹ ذیعلم نے صادر فرمایا تھا جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ جبی وقت ملزمہ نے اپنی جوابدہی ملتوی کی تو نہ صرف مجسٹریٹ اس فرض سے کہ اوس سے دریافت کرے کہ اوسکا کیا بیان ہے بلکل ایسی شہادت کے لینے سے جو ملزمہ کی جانب سے پیش کی گئی کہ یہہ کام ہی بطور صفائی لازمی ہے سبکدوش ہو گیا-

بتاریخ ۵- دسمبر مجسٹریٹ نے یہہ تحریر کیا کہ وہ خود ملزمہ سے پوچھینگے کہ کیا بیان وہ کرنا چاہتی ہے گو بعبارت مجسٹریٹ مذکور ہر سہ ملزم نے یہہ کوشش کی تھی کہ عدالت کا اختیار نسبت لینے اظہار ملزمہ کے جو عدالت کو از روے دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری

۱۸۹۸ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
احمدی

عطا کیا گیا ہے زائل ہو جاوے۔ مگر اونھون نے اوس شہادت کے سننے سے انکار کیا جو ملزمہ کی جانب سے پیش کی گئی تھی اور ملزمہ کو فوراً اوسیوقت عدالت سیشن کے واسطے تجویز کے سپرد کیا مجسٹریٹ کو اختیار درتب کرنے فرد قرارداد جرم یا قلمبند کرنے حکم سپردگی کا اوسوقت تک حاصل نہ تہا کہ وہ کل شہادت جو ملزمہ نے اوسکے روبرو واسطے سماعت کے پیش کرنی
۲۶۶ قلمبند کرلے۔ پس مین حکم سپردگی منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ ڈپٹی مجسٹریٹ گورکہپور کے پاس بدین ہدایت واپس کرتا ہون کہ مستغیث و ملزمہ کو یوم مناسب کی اطلاع دین اور اوس روز کل شہادت جو منجانب ملزمہ کے پیش کیجاوے سنین اور بعدہ تحقیقات مطابق قانون کے ختم کرین۔ مسل واپس کیجاوے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر جان ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
۴ - فروری
صفحہ کتاب اسٹار یجی
۲۶۶

مظفر علی خان (مدعا علیہ) بنام کیدار ناتھ (مدعی)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۸ - درخواست بحر قائم کرنے اپیل کی جو یکطرفہ ڈسمس کی گئی ہو۔ شہادت۔ عملدرآمد۔

جبکہ ایک درخواست بحر قائم کرنے اپیل کی جو بوجہ نہ حاضر ہونے سائل کے یکطرفہ ڈسمس کی گئی ہو پیش کیجاوے سائل کو چاہئے کہ کل شہادت بتائید اپنی درخواست کے اوس عدالت مین پیش کرنے جسکے روبرو درخواست پیش کی گئی اگر وہ اس امر کے کرنے سے قاصر رہے اور درخواست ڈسمس کیجاوے وہ اس امر کا مجاز نہو گا کہ تتمہ شہادت مذکور کا روبرو عدالت اپیل کے بر طبق اپیل بنا راضی اوس حکم کے جسکی روسے اوسکی درخواست نامنظور ہوئی پیش کرے۔ ہری داس بکری بنام رادا کشن داس (۱) کی تقلید کی گئی۔

مقدمہ ہذا مین اڈیشنل جج مرادآباد نے بوجہ نہ حاضر ہونے وکیل اپیلانٹ کے اوسوقت جبکہ اپیل واسطے سماعت کے پیش ہوا ڈسمس کیا۔ ایک درخواست واسطے بحر قائم کرنے اپیل کے فہرست اپیلہائے متدائرہ مین پیش کی گئی لیکن کوئی بیان حلفی بتائید درخواست مذکور کے اوسکے ساتھ شامل نہین کیا گیا۔ اڈیشنل جج ضلع نے درخواست کو بر بنائے وجوہ کے ڈسمس کیا

* اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۸ء بنا راضی حکم ایف ای ٹیلر صاحب اڈیشنل جج ضلع مرادآباد مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۹۸ء

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۹۸ صفحہ ۱۹۲

۱۹۰۹ء

مظفر علی خان بنام کیدار ناتھ۔

اول یہ کہ درخواست کے ساتھ بیان حلفی منسلک نہ تھا دوم یہ کہ کافی وجہ عدم پیروی اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے نہ حاضر ہوسکنے کی ظاہر نہیں ہوتی تھی بنا برانکے اس حکم ڈسمسی کے اپیلانٹ نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا اور ایک بیان حلفی تائید اپنی درخواست پھر قائم ہونے اپیل کے پیش کیا۔

مولوی عبد المجید منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ کوئی بیان حلفی تائید درخواست کے عدالت ماتحت مین پیش نہین کیا گیا بیانات حلفی کا داخل ہونا نہ صرف واسطے اطلاع عدالت کے بلکہ واسطے اطلاع فریق مخالف کے ضروری ہے اور بیان حلفی عدالت ماتحت مین داخل کرنا چاہئے تھا ہم اوس رائے سے اتفاق کرتے ہین جو عدالت نے بمقدمہ ہری کشن بنام رادھا کشن داس (۱) قائم کی اور اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔ ۲۶۷

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

---

(۱) دیکھئے نوٹ سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۶۶

پریوی کونسل* ۲۹ و ۳۰ دسمبر ۱۸۹۷ء ۱۹ فروری ۱۸۹۸ء صفحہ کتاب انگریزی ۲۶۷

پریوی کونسل

بلونت سنگھ (مدعی اپیلانٹ) بنام رانی کشوری (مدعاعلیہا رسپانڈنٹ)

بر طبق اپیل نبارانضی فیصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی الہ آباد

دہرم شاستر۔ متاکشرا۔ اختیار ایک شریک خاندان مشترک کا دربارہ انتقال جایداد غیر منقولہ مکسوبہ خود۔ تعبیر الفاظ سند جسکی روسے حق قطعی قابل وراثت عطا کیا گیا۔ تبدیل نوعیت موروثی جایداد غیر منقولہ۔ رہن و بیعبات۔ نیک نیتی سے بہر حاصل کرنا بعوض قیمت کسی ایسے شخص کا جو راہن کی اولاد مین سے ہو۔

باپ جو شریک ایک خاندان تابع متاکشرا ہو اختیار کامل انتقال کا حسب اپنی مرضی کے نسبت اوس جایداد غیر منقولہ کے استعمال کر سکتا ہے جو خود اوسنے حاصل کی ہو اور جو جایداد موروثی نہو جایداد غیر منقولہ مین جو باپ نے بذریعہ ہبہ کے منتقل کی تھی جسکی نسبت اوسکے پسران نے اعتراض کیا تھا جزو احقوق زمینداری مواضع داخل تھے جو ایک وقت مین جایداد موروثی خاندان کے تھے مگر جو بالیفاے قرضہ ایک مورث کے منتقل کیے گئے تھے اور جنکو واہب نے جو مورث مذکور کی اولاد مین سے تھا پھر حاصل کیا تھا۔ نسبت ایک موضع مشمولہ مواضع مین سے مابین مدعا علیہا کے نسبت اس امر کے اختلاف تھا کہ آیا جایداد مذکور حقیقۃً واہب مکسوبہ ذاتی تھی یا نہین اوسکو مورثان نے رہن کیا تھا اور وہ حسب آئین ۱۰ سنہ ۱۸۵۹ء قبل اسکے بیعبات ہو گئی تھی کہ واہب نے اوسکو پھر حاصل کیا۔

یا امور کہ بیعبات اور پھر حاصل ہونا امور اصلی تھے بر بناے شہادت بطور واقعات تجویز ہوئے اوس شہادت مین ڈگریات ماقبل جو بالاتفاق صادر ہوئی تہین اور جنکی روسے بیعبات باہم دیگر فریقین کے بحال رکھی گئی تھی داخل تہین۔

تجویز ہوئی۔ کہ پھر حاصل کرنا بمنزلہ انفکاک ایسی حقیت کے نہ تھا جو مورثان سے وراثتاً پہونچی ہو اور جو محض مکفول ہو بلکہ ایک مرتبہ نوعیت موروثی اس موضع کی بذریعہ بیعبات کے زائل ہو چکی تھی مثل دیگر مواضع کے جو بذریعہ ہبہ پدر کے منتقل کیے گئے یہ موضع مکسوبہ خاص

* باجلاس لارڈ ہاب ہوس صاحب و لارڈ میکناٹن صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب

۱۸۹۶ء
بلونت سنگھ ۲۶۸
بنام
رانی کشوری

خاص واہب کے تھا۔

دیگر جایداد غیر منقولہ مندرجہ ہبہ نامہ مین مالکانہ جو دیگر مواضع سے واجب الادا تھا جو واہب کو لنکہ سنگھ نونہٹ عطا کئے گئے تھے داخل تھا کہ جس ہبہ کی روسے ایک معافی سات مواضع مین تاحیات اوسکو عطا کیگئی تھی اور یہ قرار دیا گیا تھا کہ زمینداران جو اب مالگزاری سرکار ادا کرتے ہین اوسکو اور اگر نگے اور بعد اوسکے ہمیشہ تا ہبردگان عہ فیصدی بطور وظیفہ مالکانہ اوسکے وارث کو بعد وضع مالگزاری سرکار کے نسلاً بعد نسلاً ادا کرینگے۔

تجویز ہوئی کہ عطاے مالکانہ بحق سنگھ لنکہ قطعی تھا اور وہ ہبہ عمل مین نہین آئین ایک تاحیات موہوب لہ اور دوسری ایک علحدہ ہبہ بعد اوسکی وفات کے بنام ایسے شخص کے جو اوسوقت اوسکا وارث ہو مالکانہ ایک جزو واہب کی جایداد قابل ارث کا تھا اور اوسکو واہب نے منتقل کیا تھا۔

نیز بحوالہ ایکٹ عدالتہاے ہائیکورٹ مصدرہ ۱۸۶۱ء جسمین کوئی وقت واسطے تقرر قایم مقام جج کے خالی ہونے کسی عہدہ پر مقرر نہیں ہے **یہ تجویز ہوئی** کہ نسبت ایسے تقرر کے اعتراض اس بنا پر نہین کیا جاسکتا کہ وہ اوسوقت تک نہین کیا گیا کہ جب تک ایک زمانہ نامناسب گذر چکا تھا۔

اپیلہاے مجموعی بنا راضی دو ڈگریات (مورخہ ۱۴- اگست ۱۸۹۲ء) مصدرہ ہائیکورٹ- ازروے اول ڈگری کے رسپانڈنٹ کا اپیل جو بنا راضی ایک ڈگری (۲۸ جنوری ۱۸۹۰ء) مصدرہ صاحب جج ضلع مین پوری کے تھا ڈگری ہوا تھا ازروے دوسری ڈگری کے اپیلانٹ کا اپیل متخالف جو بنا راضی اوسی ڈگری کے تھا ڈسمس ہوا تھا نتیجہ دو ڈگریات عدالت اپیل کا یہ تھا کہ نالش ڈسمس ہوئی تھی۔

وہ نالش کہ جس سے یہ اپیل پیدا ہوئے اپیلانٹ نے دایر کی تھی جو اکلوتا بیٹا راجہ جسونت راؤ سی ایس آئی متوفی کا تھا جو ۲۴- اگست ۱۸۷۹ء کو فوت ہوا- دعوی جایداد مملوکہ راجہ متوفی کا تھا جو اب رانی کشوری مدعا علیہا اوسکی بیوہ کے قبضہ مین ہے جس نے اپنا استحقاق نسبت اوسکے بذریعہ ایک ہبہ نامہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۷۵ء کے بیان کیا ازروے اوس دستاویز کے راجہ نے بنام رانی کشوری دراصل کل اپنی جایداد بجز وہی مدعی اپنے پسر کے جو ایک دوسری زوجہ سے تھا جو اوسوقت فوت ہوچکی تھی منتقل کی اور اس پسر کیلئے راجہ نے صرف ایک وظیفہ للعہ روپیہ ماہواری کا چھوڑا اور وہ وظیفہ اس امر پر منحصر تھا کہ مطابق مرضی بیوہ کے اوسکا چال وچلن رہے- نالش مین ہبہ مذکور ناجایز بیان کی گئی تھی-

جملہ واقعات جو اس رپورٹ کے لئے ضروری ہین حکام عالیمقام کی تجویز سے واضح ہوتے ہین-

صفحہ
بلونت سنگھ
بنام ۲۶۹
رانی کسلری

دو عدالتہائے ماتحت نے بالاتفاق تجاویز نسبت واقعات کے کین کر جنکی رو سے مدعی ایک جزو کثیر جایداد متدعویہ سے محروم ہوتا تھا جسمین زمینداری و معافی مالکانہ و حقوق واقع مواضع اور جایداد منقولہ داخل تھین۔

اصل امر منجملہ اون امور کے جواب پیش کئے گئے تھا کہ اگر جایداد مندرجہ ہبہ نامہ ۱۸۹۵ء اوس خود راجہ نے حاصل کی تہی تو آیا وہ اوسکو حسب مرضی خود منتقل کر سکتا تھا یا نہین۔ مدعی کی یہ حجت تہی کہ ہبہ منسوخ ہونی چاہیئے عام اس سے کہ جایداد موروثی ہو یا مکسوبہ۔ دوسری بحث متعلق اس امر کے تہی کہ آیا جو جایداد از روے ہبہ نامہ کے دی گئی وہ داخل تعریف جایداد مکسوبہ کے ہے یا وہ موروثی تہی۔ تیسری بحث یہ تہی کہ آیا مالکانہ جو از روے سند راجہ اور اوسکے وارث کو دیا گیا بلحاظ قانون متعلقہ وراثت کے خود راجہ کی ملکیت تھا جسکو وہ ہبہ کر سکتا تھا یا عطیہ مابعد بحق وارث کے تھا جسکی نسبت راجہ کو کوئی اختیار نہ تھا اور نیز یہ کہ آیا ایک حاکم منجملہ اون حکام کے جنہون نے اپیل کی سماعت کی تہی باضابطہ مقرر ہوا تھا ایک امر نزاعی تھا۔

اصل امر متعلقہ دہرم شاستر مذکورہ بالا بعد تجاویز متفقہ واقعاتی عدالتہائے ماتحت کے نسبت جزو کثیر جایداد متدعویہ کے صرف پانچ مواضع سے متعلق تھا اور یہ بحث ذیلی کہ آیا مواضع مذکور صحیح طور پر داخل جایداد مکسوبہ تھے یا نہین جہانتک اپیل ہذا کو تعلق ہے صرف ایک موضع سے متعلق ہے کیونکہ دو عدالتہائے ماتحت نسبت اون واقعات کے متفق الرائے تھین جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ چار مواضع اوس قسم کی جایداد مین داخل ہین اور اونہون نے یہ تجویز بالاتفاق کی کہ وہ چار مواضع ایسے ہین۔

یہ امر مسلمہ فریقین تھا کہ حقوق زمینداری واقع پانچ مواضع ایک زمانہ مین جزو جایداد موروثی خاندان تھے اور وہ راو کمان سنگھ کو جو پدر راجہ جسونت سنگھ متوفی کا تھا ورثہ پہونچے تھے اور یہ امر ہر دو عدالت نے تجویز کیا تھا کہ بایفاے قرضجات کمان سنگھ کے جایداد موروثی فروخت یا منتقل کیگئی تہی ہر دو عدالت نے یہ بہی تجویز کی تہی کہ چار منجملہ پانچ مواضع کے راجہ جسونت نے علاوہ وسائل موروثی کے حاصل کئے تھے لیکن صاحب جج ضلع کی یہ رائے ہوئی تہی کہ پنجم موضع یعنی بکیور کی نسبت ایسا علاوہ تعین ہوا تھا کہ اوسکی نوعیت جایداد موروثی کی جب وہ بقبضہ راجہ متوفی کے تھا اور جب اوسکو راجہ نے ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ہبہ کیا زائل ہو جاے۔ لیکن ہائی کورٹ نے خلاف اسکے یہ تجویز کی کہ راجہ متوفی نے بکیور کو خود اپنے سرمایہ سے اوسطور پر حاصل کیا تھا کہ جسطرح

۲۷۰

۱۸۹۶ء
بلونت سنگھ بنام رانی کشوری

دیگر چار مواضع کو اوسکے موضع مذکور شامل دیگر مواضع کے جایداد مکسوبہ راجہ موصوف تھا۔

بحث نسبت اس امر کے کہ آیا مالکانہ بذریعہ ہبہ راجہ کے بحق اوسکی زوجہ کے بوجہ ہونے ملکیت واہب کے منتقل ہوا بغیر سند جاگیر مورخہ ۶ - اپریل سنہ ۱۸۶۱ء مجریہ گورنمنٹ جو موسوم راجہ سے پیدا ہوئی ازروے اس سند کے راجہ کو معافی یعنی برأت اداے مالگذاری سات مواضع کی حاصل ہوئی جنمین پانچ مواضع مذکورہ بالا داخل تھے اور اوسمین یہ اعلان کیا گیا تھا کہ بعدہٗ اوسکے زمینداران ہمیشہ ۵۰ فیصدی بطور وظیفہ مالکانہ کے اوسکے وارث کو بعد منہائی مالگذاری سرکار نسلاً بعد نسلاً ادا کرینگے۔"

اول نسبت اس بحث کے کہ آیا کسی شریک خاندان غیر منقسمہ کو اختیار انتقال کرنے جایداد مکسوبہ کا حسب مرضی اپنے حاصل ہے یا نہین تجویز صاحب جج ضلع حسب ذیل تھی - اسناد متعلقہ امر مذکور پر دفعہ ۲۱۸ کتاب مین صاحب موسومہ دہرم شاستر ورواج طبع چہارم مین غور کیا گیا ہے اور اوس سے یہ واضح ہوگا کہ فیصلجات زمانہ حال کا میلان بجانب اس تجویز کے ہے کہ باپ اپنی جایداد مکسوبہ کو جسطرح چاہے منتقل کر سکتا ہے بپابندی نظایر زمانہ قریب ترین کے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ اگر جایداد مندرجہ ہبہ نامہ جایداد مکسوبہ راجہ جسونت راؤ کی تھی تو وہ نسبت اوسکے جسطرح مناسب سمجھتا عمل کر سکتا تھا اور اوسکے منتقل کرنے پر مدعی بکامیابی اعتراض نہین کر سکتا پس یہ لازم آتا ہے کہ جہانتک کہ یہ ثابت ہو سکے کہ جایداد مندرجہ ہبہ نامہ موروثی ہے اوس حد تک دستاویز مذکور ناجایز اور مدعی مستحق کامیابی تجویز ہونا چاہیے بخلاف اسکے دستاویز مذکور بابت اوس کل جایداد کے قایم رہیگی جو مکسوبہ ثابت ہو۔

ثانیاً۔ مدعی نے عدالت مین یہ بیان کیا ہے کہ انتقالات پانچ مواضع کے جنمین اوسکے باپ کو حقوق زمینداری حاصل تھے فرضی تھے اور اوسکا باپ ہمیشہ اونپر قابض رہا اوسکو یہ بیان ثابت کرنا ضروری تھا اور مین یہ تجویز کرتا ہون کہ وہ یہ امر نسبت چار مواضع لکھمن وہیری کمیڑ اوا ہیری پورواند راؤکہی کے ثابت کرنے سے قاصر رہا ۲۷۱
لہذا اوسکا دعوی نسبت ان چار مواضع کے ڈسمس ہونا چاہیے نسبت موضع پنجم یعنی بکھیور کے مقدمہ کی صورت بلحاظ دیگر مواضع کے مختلف ہے شہادت دستاویزی مدخلہ مقدمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکو راؤ کہان سنگھ نے

سنہ ۱۸۹۶ع
بلونت سنگہ
بنام
رانی کشوری

پاس کنجبہاری لال کے بذریعہ ایک دستاویز بیع بالوفا مورخہ ۱۹- اگست
سنہ ۱۸۳۵ء کے رہن کیا تہا۔ موضع مذکور پیشتر مہنت لچھمن داس کے پاس
سنہ ۱۸۳۶ء مین رہن کیا گیا تہا بوقت وفات کہمان سنگہ متوفی سنہ ۱۸۴۵ء باہم مرتہنان
مخالف کے نزاع ہوا یہ نزاع باہمی اونکا سپرد ثالثی کیا گیا اور اوسکا فیصلہ ۱۱- مئی
سنہ ۱۸۴۶ء کو ہوا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کنجبہاری لال نے زر باقیی مرتہن ماقبل ادا
کیا اوسنے ۲۰- مارچ سنہ ۱۸۵۴ء کو ڈگری ادخال اپنے نام کی بطور مالک کے اور اخراج نام
جسونت راؤ کی حاصل لیکن ایک نالش مین جو مابین اوسکے اور جسونت راؤ
کے تہی اور جو ۱۹- اگست سنہ ۱۸۶۹ء کو فیصل ہوئی یہ تجویز ہوئی کہ یہ ڈگری کبہی جاری
نہین کرائی گئی اور اوسمین تمادی عارض تہی اور کنجبہاری کا قبضہ صرف بحیثیت مرتہن کے رہا۔
شہادت منجانب مدعاعلیہ بہ ثبوت اس امر کے دی گئی کہ ۲۲- جون سنہ ۱۸۵۵ء
کو بعوض اداے [illegible] کے جو ٹہکراین آدہار کنور نے معرفت اپنے کارندہ عام
یعنی جسونت راؤ اور شیوچرن لال اپنے مختار کے ادا کئے کنجبہاری لال نے
اپنی ڈگری سے دست برداری کی اور اپنی کارروائیات جیعبات کو منسوخ قرار دیا (دیکہو
کاغذ نمبر ۴۰ دستاویزات مدعاعلیہا) کونسل مدعاعلیہا نے یہ حجت کی کہ حقوق ملکیت
موضع بیع ہو سکے لیکن یہ حجت ایسی ہے کہ جسکو مین پذیرا نہین کر سکتا نالش مذکورہ بالا
مین جو ۱۹- اگست سنہ ۱۸۶۹ء کو فیصل ہوئی یہ تجویز ہوئی تہی کہ کنجبہاری لال موضع پر
صرف بطور مرتہن قابض تہا اور وہ رقم جو ادا کی گئی اور جو آمدنی سالانہ موضع سے کم
ہے بتائید حجت مدعی کے ہے یعنی یہ کہ ۲۲- جون سنہ ۱۸۵۵ء کو جو کچھ کہ وقوع مین آیا وہ
محض بیباقی ایک بار کی تہی جو اوس موضع پر تہا۔ ایک درخواست مین جو روبرو
عدالت مال کے ۱۰- مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کو گذری جسونت راؤ نے یہ بیان کیا کہ موضع ۲۴۲
مذکور اوسکے قبضہ مالکانہ مین اوس سال تک تہا اور ہمیشہ اوسکا نام درج ہوتا رہا
گو اوس نے دستاویز ہبہ مین یہہ بیان کیا کہ اودہار کنور نے یہ موضع اوسکو بخشا
تہا لیکن یہ امر مجکو بے بنیاد معلوم ہوتا ہے یہ موضع دستاویز سنہ ۱۸۱۴ء مین داخل نہین ہے
جسکی روسے مسماۃ نے جسونت راؤ کے نام مواضع لکہمن ومبری کہیڑا واہیری کالپور و
اندر راؤ کہی منتقل کئے تہے اور کوئی وجہ اوسکے خارج کرنے کی بیان نہین کی گئی

بلدیت سنگھ ۱۸۹۰ع بنام رانی اشوری کنور

"شہادت جو ہبہ کے ثابت کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے نہایت ضعیف ہے + + + + یہ تجویز کرنا کہ اس قسم کے معاملہ کا یہ اثر ہے کہ لوعیت جایداد موروثی کی زائل ہو جاوے گی ایک نہایت خطرناک مسئلہ ہو گا کیونکہ اوس سے ہر ہندو باپ کو یہ اختیار حاصل ہو جایگا کہ اپنی اولاد کے حقوق بذریعہ انتقال چند روزہ جایداد کے جسکو اوس نے خود وراثتاً پایا زائل کرے پس جو نتیجہ کہ مین اخذ کرتا ہون وہ نسبت اس موضع کے یہ ہے کہ جبونت راؤ نے حقوق ملکیت اس موضع کے اپنے باپ سے وراثتاً پائے لہذا اوسکو کوئی اختیار نہ تھا کہ ان حقوق کو بحق اپنی زوجہ کے منتقل کرے اور نسبت اس موضع کے مدعی مستحق ڈگری کا ہے"۔

دوسری قسم کی جایداد موہوبہ کی نسبت یعنی نسبت معافی مالگذاری سات مواضع کے صاحب جج ضلع نے یہ تحریر کیا۔ نتیجہ اوس سند کا نسبت سات مواضع کے جنمین راجہ کو حق ملکیت حاصل نہ تھا یہ ہوا کہ زمینداران مواضع مذکور کو مالگذاری اپنی اراضی کی راجہ کو جب تک کہ وہ زندہ رہے بجاے سرکار کے اداکرنی قرار پائی اور بعد اوس کی وفات کے کسی قدر فی صدی وہ اوسکے جانشین کو ادا کرینگے میری یہ رائے ہے کہ اس قسم کی حقیت جایداد مکسوبہ ہے اور اس راے کی تائید اوس راے سے ہوتی ہے جو دفعہ ۲۶۲ کتاب ہندو لا مصنفہ صاحب ہندو شاستر ورواج مین صاحب مین ظاہر کی گئی ہے جہان یہ تحریر ہے کہ جو جایداد کہ گورنمنٹ باستعمال اپنے اختیار شاہی کے عطا کرے وہ جایداد مکسوبہ موہوب لہ کی ہو جاتی ہے عام اس سے کہ اس قسم کے عطیات محض عطیات جدید ہون یا ایک اہل خاندان کو وہ جایداد دی گئی ہو جو بقبضہ دوسرے کے تھی مگر ضبط ہوئی تھی + + + + + + نسبت ۷۵ فیصدی زر مالکانہ کے جو دیگر مواضع سے ملتا ہے مدعی کو یہ ثابت کرنا لازم تھا

۲۷۲ کہ مدعی کے باپ کو اوسکے منتقل کرنے کا اختیار نہ تھا اور وہ یعنی بیٹا اوسکے وراثتاً پانیکا مستحق بموجب عبارت سند کے تھا یہ حجت بھی میری راے مین نادرست ہے" چنانچہ فیصلہ یہ ہوا کہ مدعی کا دعوی نسبت معافی مالگذاری کے بھی ساقط ہوا۔

برطبق اپیل و اپیل متخالف بعدالت ہائیکورٹ تین اصل امور کی تجویز فیصلہ دو ویژن بنچ ٹامکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ہین حسب ذیل کیگئی اول نسبت بحث عام

۱۸۹۵ء
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

حق انتقال جائداد مکسوبہ غیر منقولہ کے عدالت نے بحال فرمایا۔

ایک "عذر آخر یادداشت اپیل میں اس مضمون کا ہے کہ راجہ جسونت راؤ کو یہ منصب نہ تھا کہ اپنے اکلوتا بیٹا یعنی اپیلانٹ کو وراثت سے محروم کرے اس عذر کا کونسل ذیعلم اپیلانٹ نے کوئی ذکر بجز یہ بیان کرنے کے نہیں کیا کہ اوس نے عذر مذکور سے دست برداری نہیں کی رسپانڈنٹ کے کونسل نے جواب عذر مذکور کا نہیں دیا منجانب اپیلانٹ میں آخر جواب پر کوشش ہمارے روبرو گفتگو کرنے کی نسبت امر مذکور کے کی گئی تھی لیکن ہم نے حکم دیا کہ نظر بحالات کونسل ذیعلم مجاز نہ تھا کہ اوس وقت اول ہی مرتبہ کوئی دلیل ہمارے روبرو پیش کرے اس عذر کی نسبت ہماری تجویز اپیل ہذا کے آخر میں فیصلہ کیا جاویگا"

لیکن آخر پر یہ اضافہ کیا گیا۔ "بلحاظ واقعات مندرجہ بالا کوئی ضرورت اس امر پر غور کرنے کی معلوم نہیں ہوتی"

ثانیاً حکام موصوف نے نسبت بحث متعلق موضع بکیور کے غور کیا اور یہ تجویز کی کہ عدالت ماتحت نے غلط نتیجہ نسبت اوسکے بوجہ نظر انداز کرنے اس امر کے اخذ کیا کہ اس موضع کی حیثیت موروثی اوس وقت باقی نہ رہی جبکہ ایک سال کی مہلت جو ازروے آئین ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ء دی گئی تھی سنہ ۱۸۸۵ء میں ختم ہوئی حکام موصوف نے بعد ازاں یہ فرمایا "اوس تاریخ سے کنجہاری لال مالک قطعی ہوگیا بفرض اس امر کے بھی کہ ڈگری مورخہ ۱۹۔ اگست سنہ ۱۸۷۹ء مصدرہ نالش مابین کنجہاری لال و جسونت راؤ کا جسکا ذکر بعد ازیں ہم کرینگے اور جس میں یہ تجویز ہوئی تھی کہ کنجہاری لال محض بطور مرتہن کے قابض تھا یہ اثر تھا کہ جسونت راؤ کو حیثیت مالک معہ حق انفکاک حاصل ہوئی تاہم وہ مالک جائداد مکسوبہ کا اور نہ جائداد موروثی کا ہوا۔

"جب کنجہاری لال نے اپنے حقوق واقع موضع بکیور بنام ٹھکرائن تاکنور منتقل کئے اوسکو یہ معلوم تھا کہ وہ مالک تھا اور نہ کوئی مراد یا منشا ظاہر اسمیں اوس کا لعدم کرنے کارروائی بیعنامہ کا نہ تھا اور یہ ایک ایسا فعل تھا کہ جسکے کرنے کا اوسکو مطلقاً اختیار نہ تھا۔ بحیثیت مالک کامل اوس نے انتقال بنام ٹھکرائن اوما کنور

۱۸۹۸ء
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

کیا اور اوس کے ذریعہ سے سماۃ کو مالک کامل بنایا ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دستاویز کی وہ تفسیر اور وقعت نہین کی گئی جو اوس کی عدالت ماتحت کو کرنی چاہئے تھی اوس سے شہادت گوسہاے کی تائید و تکمیل ہوتی ہے۔

سنہ ۱۸۷۹ء مین بابت اس موضع کے پھر نزاع ہوا اس مرتبہ مابین کنجبہاری لال اور راجہ جسونت راؤ کے ہوا اور اوس مقدمہ مین یہ عجیب فیصلہ صادر ہوا کہ چونکہ کنجبہاری لال نے کبھی اپنی ڈگری ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کی جاری نہین کرائی اور اوسمین تمادی عارض ہوگئی لہذا کنجبہاری لال محض بطور مرتہن کے قابض رہا عدالت مرافعہ اولی نے ظاہرا اس نتیجہ کو قبول کیا اور یہ تجویز کی کہ بکیور کبھی کہان سنگہ یا اوسکے خاندان کے قبضہ سے باہر نہین گیا اور یہ کہ کنجبہاری لال کو کوئی استحقاق اعلیٰ نسبت جائداد کے بجز حق مرتہنی کے حاصل نہ تھا اس نتیجہ پر اپیلانٹ نے اعتراض کیا اوس نے ہمارے روبرو یہ حجت کی کہ کنجبہاری لال بذریعہ اپنی ڈگری ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کے مالک کامل موضع کا ہوا اور اول درجہ اوس تاریخ پر بکیور جائداد موروثی نہ رہا۔

ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حجت بہت باوقعت ہے حسب آئین [illegible] سنہ ۱۸۵۹ء عدالتاً نہ طور پر رہن یا بیع بالوفا قطعی ہوگیا کسی اور امر کی ضرورت کنجبہاری لال کے مالک کامل ہونے کے لئے باقی نہین رہی وہ بطور مرتہن قابض تھا لیکن تاریخ ڈگری ۲۰۔ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء سے اوس کا قبضہ مالکانہ فوراً بمقابلہ جسونت راؤ کے مخالفانہ ہوگیا اور جائداد جسونت راؤ کی موروثی یا کسی اور طور کی کسی معنی مین نہین رہی یہ امر غیر اہم ہے کہ بذریعہ تحریر ظاہری متذکرہ بالا کے یعنی تحریر مورخہ ۲۲ جون سنہ [illegible] ء کے کنجبہاری لال نے بیعیات کو منسوخ کرنا چاہا اور کل کارروائیات کو باطل اور ۳۷۵
کالعدم کیا کوئی لفظ یا کوئی دستاویز کنجبہاری لال کا اس امر کے لئے کارآمد نہین ہوسکتا تھا اور نہ بکیور حالت ابتدائی پر عود کرسکتا تھا یعنی یہ کہ وہ بقبضہ جسونت راؤ جائداد موروثی ہوجاے۔

عبارت دفعہ ۸۔ آئین ۷ سنہ ۱۸۶۹ء بہت صاف اور صحیح ہے اور اوسمین یہ حکم ہے کہ اگر راہن جو اس صورت مین راجہ جسونت راؤ تھا جائداد کو انفکاک نہ کراوے

۱۸۹۷ء
بلونت سنگھ
بنام
رانی شورکی

نوجاہئدا ور مرہونہ بطریق مندرجہ دفعہ ۷ آئین مذکور بیعبات ہو جاویگی اور بیع شرطیہ قطعی ہو جاویگا۔ مُنگرائن اور ہارکنور موضع پر چند ماہ تک قابض رہی اور بعد ازاں اوس نے اوسکو جسونت راؤ کے سپرد کیا سنہ ۱۸۶۰ء مین جسونت راؤ نے موضع مذکور شیو نرائن کے ہاتھہ فروخت کیا اور فوراً بعد بیع کے نزاع ۱۸۶۱ء کا مابین کنجبہاری لال و راجہ جسونت راؤ کے پیدا ہوا اور بالآخر وہ فیصلہ صادر ہوا جسکا ذکر پیشتر کیا گیا۔

"رسپانڈنٹ تجویز اور ڈگری ۱۸۶۶ء پر استدلال کرتا ہے جو مقدمہ مذکورہ بالا مین صادر ہوئی تھین جسکو کنجبہاری لال نے واسطے استقرار اپنے حق اور بحالی قبضہ موضع بکھورا اور منسوخی بیعنامہ کے دائر کیا تھا جسکے ذریعہ سے جسونت راؤ نے ۱۵۔ فروری ۱۸۶۰ء کو موضع مذکور بدست شیو نرائن بیع کیا تھا تجویز مذکورہ پیچیدہ اور اکثر مقامات پر مبہم ہے لیکن اسمین شک نہین کہ بموجب اُسکے کنجبہاری لال کا دعوے ڈسمس ہوا تھا اور یہ تجویز ہوئی تھی کہ کارروائیات بیعبات فرضی تھین اور اونکی غرض صرف محفوظی جائداد تھی۔

اس تجویز کی وقعت پر لحاظ کرنے کے وقت یہہ فراموش نکرنا چاہیئے کہ جہانتک اپیلانٹ کو تعلق ہے یہہ فیصلہ باہم فریقین کے نتہا اور رعایت درجہ تجویز مذکور قطعی متصور نہین ہو سکتی بلکہ محض بطور شہادت کے بھی جا سکتی ہے اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ اپیل ہذا دونون قایمقامان راجہ جسونت راؤ کے ہین جو اوس مقدمہ مین مدعا علیہ تھا کوئی شخص اس اپیل مین بوجہ کنجبہاری لال کے جو اوس مقدمہ مین مدعی تھا مستحق نہین ہے مزید بران کسی طرح پر وہ عدالت جسنے مقدمہ کو ۱۸۶۶ء مین فیصل کیا مجاز منسوخ کرنے تجویز و ڈگری بیعبات مصدورہ ۱۸۵۸ء کی نہ تھی۔

صدر دیوانی عدالت نے ۱۸۶۰ء مین یہ تجویز کی تھی کہ رہنامجات بحیثیت دستاویزات اصلی تھے اور دستاویز بیع مالونا کنجبہاری لال و کنجبہاری لال دونون کے دستاویزات اصلی تھے اور دستاویز بیع مالونا کنجبہاری لال کی اوسوقت نافذ خیال کی گئی تھی اور یہہ کہ اوسکی ترمیم کسی طرح پر بذریعہ فیصلہ ثالثی کے نہین ہوئی تھی اور ان دونون امور کی نسبت اس تجویز مین بلا لحاظ فیصلہ مقدمہ کے جو عدالت صدر دیوانی سے ہوا تھا اعتراض کیا گیا تھا تجویز مابہ البحث در اصل ۲۷۶

۱۸۹۶ء
بلونت سنگھ بنام رائی کنوری

مشمولہ منسوخی تجویز مذکورہ بالا کے ہے۔

نسبت استدلال خلاف قیاس ہونے اس امر پر کیا گیا تھا کہ ایسا قیمتی موضع جیسا کہ بکیور تھا بعوض للعہ صاحب کے منتقل کیا جاوے لیکن یہ خیال لائق بہت وقعت کے نہیں ہے یہ معاملہ تحقیق بعد غدر کے واقع ہوا اور ایسے وقت مین کہ جب کنجہاری لال (اگرچہ وقت تجویز ۱۸۹۵ء کی جو بہت ممنون راجہ جسونت راؤ کا اسوجہ سے تہا کہ اوسنے اوسکو حراست سے رہا کرایا تہا معاملہ اسوقت پر جہانتک کہ کنجہاری لال کو تعلق تھا نہایت اندیشہ ناک حالت مین تہا اور اگر معاملہ متعلقہ بکیور سے کنجہاری لال پھانسی سے بچگیا تو وہ جہانتک کہ اوسکو تعلق ہے ایک نہایت قیمتی معاوضہ تہا۔ تجویز مذکور مین یہہ تحریر ہے اور دیگر ثبوت بہ تائید اوسکے موجود ہے کہ کنجہاری لال گرفتار کیا گیا تہا اور اوس کی تجویز بموجب قانون جنگی کے ہونے والی تہی اور مطابق تجویز اسپیشل کمشنر کے وہ پھانسی دینے کے لائق تہا قیمت جبایداد کی ایسے وقت مین جیسا کہ وہ تہا اوس قیمت سے بہت مختلف ہوگی جو زمانہ امن و امان مین ہوتی۔

کل اس شہادت کو یکجا کرنے اور اس امر پر خیال کرنے سے کہ رسپانڈنٹ کو یہہ ثابت کرنا چاہیے تہا کہ انتقال بکیور کا فرضی تہا ہماری دانست مین اوسنے اپنے بیان کو ثابت نہین کیا ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ ۲۰ مارچ ۱۸۵۹ء کو بکیور جائداد موروثی نہین رہی یہہ امر غیر اہم ہے کہ کس طرح سے بعدہ راجہ جسونت سنگہ نے اوسکا قبضہ حاصل کیا وہ صرف بطور جائداد مکسوبہ اوسکے قبضہ مین ہو سکتا تہا اور وہ اوسکو حسب مرضی اپنے منتقل کر سکتا تہا + + + + + + + + + + +

موضع بکیور اوسوقت کہ جسکی ہمکو اطلاع ہے پاس اشخاص غیر کے رہن تہا یہہ صحیح ہے کہ حق راہنی راجہ جسونت راؤ کو حاصل تہا مگر وہ بالآخر اوسکے ہاتھ سے نکل گیا اور اوسکو کوئی اختیار بعد انقضاے مہلت ایکسال کے جو حسب آئین ہفتم ۱۸۰۶ء دی گئی اوسکی واپسی کا باقی نہین رہا یہہ امر ۱۸۵۹ء سے پیشتر وقوع مین آیا بس اس امر کا ثابت کرنا ذمہ بلونت سنگہ کے تہا کہ جائداد کی نوعیت موروثی باقی ۲۷۷

[illegible]

رہی اور انتقال بحق گنجہاری لال بذریعہ کارروائی بیعجات اور انتقالات مابعد سنہ ۱۸۷۱ء کے کل فرضی تھے"۔

[illegible]

ثالث تجویز مذکور سے فیصلہ بحث مالکانہ مشمولہ ہبہ کا جو راجہ نے کی تھی بجاوت تبدیل کیا گیا تھا۔

نسبت تعبیر اوس سند کے جو گورنمنٹ نے بتاریخ ۶- اپریل سنہ ۱۸۶۱ء عطا کی اول امر قابل بلحاظ تعلق اوسکے یہہ ہے کہ اوسمین کوئی ذکر کسی قسم کا اپیلانٹ کا نہیں ہے اور نہ کسی کام کا جو اوسنے کیا ہو سند کی روسے بعض مواضع راجہ جسونت راے بہادر کو نسلاً بعد نسلاً عطا کیے گئے نسبت باقی مواضع کے یہہ تحریر ہے کہ وہ تا حیات اوسکے عطا کیے گئے اور مالگذاری سات مواضع کی جو اوسکی حیات تک عطا کیے گئے اوس کی زندگی تک معاف رہیگی اور بعد اوسکی وفات کے زمینداران حق فی صدی مالکانہ جسونت راے کے ورثا کو بعد منہائی مالگذاری سرکار نسلاً بعد نسلاً ادا کرینگے تمام عبارت دستاویز مذکور سے ظاہر ہے کہ وہ بعوض خیرخواہی ذاتی گورنمنٹ کے عطا کی گئی تھی دستاویز مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے ہم یہ تجویز کر سکین کہ وہ جائداد جو اوسکی روسے دی گئی ایسی جائداد نہ تھی جسکے انتقال کا راجہ جسونت راؤ کو پورا استحقاق نہو۔

جو تعبیر کہ ہمنے اس دستاویز کی کی ہے اور جو عدالت ماتحت نے کی تھی مطابق اوس راے کے ہے جو حکام پریوی کونسل نے بمقدمہ گلاب داس بجیون داس بنام کلکٹر سورت (۱) کی تھی- حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی کہ بادی النظر مین جاگیر کو حیثیت مین حیاتی تصور کرنا چاہیے گو ممکن ہے کہ وہ ایسے الفاظ سے عطا کی گئی ہو کہ جس سے وہ قابل وراثت ہو جاے-

۲۷۸ ہماری راے مین جسونت راؤ کو اوسی قدر استحقاق اور اختیار اس جائداد پر حاصل تھا جو اوسکو دی گئی تھی کہ گویا وہ اوسکی کسبیہ ذاتی تھی

انروسے ڈگریات ہائیکورٹ کے نالش کلیتاً ڈسمس ہوئی اور یہہ دو اپیل

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۵ صفحہ ۱۵۴ (سنہ ۱۸۷۸ء) و مقدمہ مذکور انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۸۶

۱۸۹۱ع — سونت سنگھ بنام رانی سنوری

منجانب مدعی پیش کئے گئے۔

مسٹر جی ای اے راس نے منجانب اپیلانٹ یہہ بحث کی کہ اگرچہ صاحب جج ضلع نے نسبت فیصلجات زمانہ حال عدالتہاے ہند کے یہہ صحیح بیان کیا ہے کہ یہہ یکسان طور پر تجویز ہوئی ہے کہ مطابق متاکشرا کے شریک خاندان غیر منقسمہ کو اختیار قطعی انتقال کرنے اپنی جائداد مکسوبہ کا ہے لیکن یہہ امر کہ آیا استعمال اختیار مذکور مطابق دہرم شاستر کے ہے یا نہین کبہی واقعی حضور جوڈیشل کمیٹی سے فیصل نہین ہوا پس اوس کی نسبت ہنوز بحث ہو سکتی ہے اور تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا خاندان غیر منقسمہ تابع متاکشرا مین باپ اپنی جائداد غیر منقولہ مکسوبہ کی نسبت اس طرح پر عمل کر سکتا ہے یا نہین کہ اوسکا اکلوتا بیٹا ورثہ سے محروم ہو جاے حوالہ مقدمہ بابو پرتاب ساہی بنام مہاراجہ راجندر پرتاب ساہی (۱) یعنی مقدمہ ہنسا پور کا نسبت ثبوت اس امر کے دیا گیا کہ نسبت اختیار بزرگ خاندان کے اسبارہ مین کبہی بذاتہ مصلحتاً کوئی تجویز نہین کی تہی متاکشرا مین اقوال متناقض نسبت اختیار شریک خاندان غیر منقسمہ کے اسبارہ مین بین کونسل نے حوالہ متاکشرا باب فصل ۱- اشلوک ۲۷ اور باب ۱ فصل ۵- اشلوک ۱۰ کا اس حجت کے ساتہہ دیا کہ خلاف فیصلجات عدالتہاے ہند کے ان اقوال مختلف کا فیصلہ یہہ ہونا چاہیے کہ اختیار ثابت نہین ہے حوالہ کتاب دہرم شاستر اسٹرینج صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۶۱ و جلد ۲ صفحات ۳۳۹ و ۳۴۲ و ۴۴۱ و ۲۵۰ و ویوادچنتامنی کا جسکو کونسل موصوف نے مجموعہ قانون مروجہ متھلا بیان کیا جو دراصل متاکشرا سے مختلف نہین ہے اور جسمین فقرات متخالف ہین (دیکہو صفحات ۲۷۸ و ۳۰۹ و ۳۲۰ و ۲۲۹) کا دیا گیا ہیوبار مپوکہہ کا بہی حوالہ دیا گیا ایک مقدمہ جو ڈیشل کمیٹی نے مطابق قانون متہلا کے جیسا کہ وہ ایک قول مندرجہ ویوادچنتامنی مین بیان ہوا ہے فیصل کیا تہا وہ اس مضمون کا ہے کہ مالک جائداد مکسوبہ کو اختیار کامل اوسکے منتقل کرنیکا ہے۔ دیکہو مقدمہ راجہ لچہمی کانت نراین سنگہ بنام ۲۷۹ بابا مصر (۲) کونسل موصوف نے حوالہ مقدمہ مشہور یعنی نانا نراین راو بنام ہری پنت بہاو (۳) کا

(۱) اپیلہاے ہند مور صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۲۹ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۲۳ (۱۸۶۹ع)

(۳) اپیلہاے ہند مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۹۶ (۱۸۶۲ع)

سنہ ۱۹۱۰ء
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

ویاہ فیصلجات ممالک مغربی و شمالی متعلقہ امر غیر امین کونسل نے حوالہ مقدمہ راجہ بلدیو سنگھ بنام کنور مہابیر سنگھ (۱) منفصلہ سنہ ۱۸۶۶ء اجلاس اسپنکی صاحب و ٹرنر صاحب جسٹس و مقدمہ مہا سنگھ بنام مہری (۲) و ستیل بنام ماو مہو (۳) کا دیا مقدمہ تارا چند بنام ریب رام (۴) کا حوالہ بطور فیصلہ مراس کے جواو نکے مفید تھا دیا گیا۔

نسبت دوسرے امر کے کہ آیا صاحب جج ضلع کا یہ فیصلہ صحیح ہے یا نہین کہ بکمو کی حیثیت ابتدائی حقیت موروثی کی قائم رہی کونسل نے مفصل شہادت کی جانچ کی اور یہ بحث کی کہ کارروائی کنجہاری لال مرتہن سے جو واسطے بیعیات کے کی گئی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس کی راجہ متوفی سے سازش تھی وہ انتظام مہ ام بغرض فریب دہی دانیان کہمان سنگھ کے تھا جنکے دعوی مین اب تمادی کا قاعدہ عائد ہے اور وہ خلاف حقوق اپیلانٹ بحیثیت وارث جائداد مرہونہ تھا۔

اسقدر عرصہ کے بعد بھی نسبت بیعیات کے بحث ہوسکتی ہے کونسل نے حوالہ دفعات ۱۰۔ آئین بمقدمہ سنہ ۱۸۷۷ء و مقدمہ فاربس بنام امیر النسا بیگم (۵) کا دیا۔ ایک مقدمہ ماقبل یعنی موسلی بنام الیونیہ (۶) مین یہ ثابت کیا گیا تھا کہ واقعات پر بغرض فسخ بیعیات کے لحاظ کیا جاسکتا ہے اور عدالت بہ ثبوت فریب کے فریقین کو اونکی حالت ابتدائی پر واپس لاسکتی ہے۔

نسبت تیسرے امر یعنی تعبیر سند سنہ ۱۸۶۱ء کے بحث نسبت مالکانہ کے یہ تھی کہ جاگیر جسونت کو صرف تا حیات دی گئی تھی اور بعد ازان اوسکے وارث کو جسکے حق مین وہ عطیہ قطعی تھا اور وارث پسر یعنی اپیلانٹ ہے جسکے حق مین صاف طور پر عطیہ قطع نظر اوس انتقال کے کیا گیا جو بحق اوسکے باپ کے جین حیاتی تھا پس مالکانہ ..... کی نسبت جسونت کو یہ اختیار نہ تھا کہ اپنی زوجہ کو عطا کرے۔

بالآخر یہ عرض کیا گیا کہ تقریر برکٹ صاحب جسٹس کا بلحاظ حاکم انگلیورٹ

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۱ صفحہ [illegible] (سنہ [illegible]ء) (۲) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] (سنہ [illegible]ء)
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۰۹ (سنہ [illegible]ء) (۴) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۳ صفحہ [illegible] (سنہ ۱۸۶[illegible]ء)
(۵) [illegible] جلد [illegible] صفحہ [illegible] و صفحہ [illegible] (سنہ [illegible]ء) (۶) رپورٹ چانسری جلد [illegible] صفحہ [illegible] (سنہ ۱۸۶۶ء)

۱۸۹۸ء
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

کے وقت مناسب پر بموجب ایکٹ ہائیکورٹ معدودہ سنہ ۱۸۶۱ء کے نہین کیا گیا اور نتیجہ یہ ہے کہ کوئی عدالت مناسب واسطے سماعت ان اپیلون کے نہین تھی یہہ دلیل اوسی قسم کی تھی جیسی کہ بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گنگا رام (۱) کی گئی تھی اوس مقدمہ مین فیصلہ بتائید جایز ہونے تقرر کے کیا گیا تھا لیکن تجویز اجلاس کامل اوس تاریخ کے بعد کی ہے جو تجویز زیر اپیل کی ہے حوالہ اسٹیٹوٹ ۲۲ و ۲۵ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۴ کا دیا گیا۔

مسٹر جے ڈی مین و مسٹر ایچ کاول مستجانب رسپانڈنٹ بعض اقوال مین جنین خاندان کا بلا ذریعہ پرورش چھوڑنا معیوب بیان کیا گیا ہے ظاہرا اعتراض نسبت انتقال جائداد مکسوبہ ذاتی کے بھی کیا گیا ہے لیکن ۲۵ سال گذشتہ سے فیصلجات ہند متفقہ المضمون کے ہوئے ہین کہ مالک کو موجب متاکشرا کے اختیار قطعی انتقال جائداد مکسوبہ ذاتی کا ہے تجویز ہائیکورٹ بنگال معدودہ مقدمہ مدہو گوپال بنام رام بخش پانڈے (۲) سے کل بحث نسبت اقوال مختلف کے جو متاکشرا مین پائے جاتے ہین طے ہو چکی ہے۔

حوالہ مقدمہ ہنساپور (۳) اور مقدمہ بھوور (۴) کا دیا گیا جنمین نسبت اس اختیار کے اعتراض کیا گیا تھا مقدمہ آخر الذکر مین تجویز بابت فیصلہ ایک امر واقعاتی کے اس بنا پر کی گئی تھی کہ قاعدہ مذکور بخوبی قرار پا چکا ہے یعنی جس شخص نے کہ جائداد حاصل کی ہو وہ کو اختیار کامل اوسکے منتقل کرنے کا ہے حوالہ مقدمہ راجہ لیشن پرکاش نراین سنگھ بنام بابا مصر (۵) کا دیا گیا۔

نسبت تکمیل کے فیصلہ ہائیکورٹ کا صحیح ہے آئین ہشتدہم سنہ ۱۸۷۷ء اور اوسکے اثر کا بلحاظ انقضاے سال مہلت کے ذکر کیا گیا نہ تو عرضیہ دعوی مین اور نہ کسی کارروائی مین یہ بحث پیش ہوئی کہ آیا بغرض صحیح ہونے رہن کے بیعیات سازشی تھی یا نہین عرضیہ دعوی سے صرف یہہ بحث پیدا ہوتی تھی کہ آیا وہ رہون جو کہ مان سنگھ نے کئے جایز تھے یا نہین اوس نزاع سے جو بعد بیعیات کے ہو سازش کا ہونا پایا نہین جاتا تجویز صاحب جج ضلع

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۲۳ (۱۸۹۴ء)
(۲) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۹۴ (۱۸۶۹ء)
(۳) ویکلی رپورٹر جلد ۶ صفحہ ۱ (۱۸۶۶ء)
(۴) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۹ (۱۸۶۱ء)
(۵) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۳ (۱۸۶۹ء)

۱۸۹۶ء

بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

مین پوری مندرجہ رپورٹ ہاے ضلع ممالک مغربی و شمالی بابت ستمبر ۱۸۶۸ء (مین پوری) و رپورٹ ہاے عدالت صدر آگرہ ۱۸۶۵ء صفحہ ۱۱۹ سے کوئی ایسا امر پایا نہین جاتا مقدمہ مابعد مین جسمین کنجہاری لال فریق تھا نسبت ہبہ جات کے اعتراض نہین کیا گیا بلکہ امر تنقیح طلب یہ تھا کہ آیا عبارت ظاہری انتقال کی صحیح تہی یا نہین۔ نوعیت موروثی جائداد کی اوسوقت زائل ہو گئی جبکہ وہ پر حاصل کی گئی نسبت امر سوم یعنی تعبیر سند مورخہ اپریل ۱۸۶۱ء کے یہ صاف ظاہر ہے کہ نو حصے منجملہ ۱۰ حصے معافی مالگذاری کے پہر بجانب سرکار عود کرنے کو تہے اور دسوان حصہ یعنی ایکانہ بعد وفات راجہ کے جاری رہنے والا تھا لیکن اوسکے وارث کو کوئی حق اوس حقیت قابل وراثت سے علٰحدہ ملنے والا نہ تھا جو خود راجہ کو قطعی طور پر دی گئی تہی۔

نسبت جواز تقریر برکٹ صاحب جسٹس کے واضح ہو کہ یہ امر عدالت ماتحت مین پیش نہین کیا گیا اور کوئی واقعات مسل مین ایسے نہین ہین جنسے کوئی بحث نسبت امر مذکور کے پیدا ہو۔

مسٹر جی ای اے راس نے جواب دیا۔

بعد ازان ۱۰ فروری ۱۸۹۶ء کو حکام عالیمقام کی تجویز لارڈ ہابہوس صاحب نے صادر فرمائی۔

اوس نالش مین جس سے یہ اپیل پیدا ہوا مدعی اپنے جواب اپیلانٹ ہے بطور وارث قانونی راجہ جسونت راؤ کے دعوی استحقاق نسبت جائداد کا مالیتی ۴ لاکھ روپیہ کے کیا جسپر کشوری مدعا علیہا عدالت ماتحت و رسپانڈنٹ عدالت ہذا بیوہ جسونت قابض ہو گئی تہی نسبت جزو کثیر اس جائداد کے جو خاصکر منقولہ ہے مدعی ہر دو عدالتہاے ماتحت مین ناکامیاب رہا اور کوئی بحث مزید نسبت اوسکے نہین کرتا ہے وہ ہنوز دعویدار (اول) حق ملکیت پانچ مواضع کا ہے جو بذریعہ ہبہ جسونت نے بنام کشوری از روے دستاویز مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۶۸ء کے منتقل کئے (ثانیاً) حقوق ملکیت دو دیگر مواضع کا ہے جو مدعا علیہا نے بعد وفات جسونت کے خرید کئے ثالثاً ایک مطالبہ دائمی بطریق مالکانہ کا جو دس فیصدی مالگذاری سات دیگر مواضع کا ہے جو گورنمنٹ ہند نے جسونت کو از روے سند مورخہ ۲۶ اپریل ۱۸۶۱ء عطا کئے تہے۔ صاحب جج ضلع نے فیصلہ خلاف مدعی کے نسبت ان کل جائدادون کے باستثناے ایک موضع موسومہ بکیور کے منجملہ پانچ مواضع کے کیا نسبت موضع مذکور کے صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی

۱۸۹۷ بلونت سنگھ بنام رانی کشوری

کہ وہ جائداد موروثی تہا جسکے منتقل کرنیکا بذریعہ ہبہ کے جسونت کو اختیار نہ تہا اور حاکم موصوف نے واسطے دخل مواضع مذکورہ کے بحق مدعی ڈگری صادر کی۔ ہر دو فریق نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور احکام جداگانہ ان دونون اپیلون مین صادر ہوئے مدعی کا اپیل ڈسمس اور مدعاعلیہا کا اپیل منظور ہوا پس مدعی کی نالش بابت جملہ دعاوی کے ڈسمس ہوئی مدعی نے بناراضی ان دونون احکام کے اپیل کیا اور نسبت ان دونون احکام اور مدعی کے اپیلون کے جو بطریق ضابطہ دو مگر در اصل ایک ہین اب بحث کی گئی ہے۔

بجز نسبت مواضع بکیورہ کے جسکی نسبت مابین دو عدالتہاے ماتحت کے اختلاف ہے واقعات مقدمہ مختصر طور پر تحریر ہو سکتے ہین۔ جملہ مواضع متنازعہ ایک وقت مین ملکیت کہمان سنگھ پدر جسونت سنگھ کی تہے بوجہ فضول خرچی یا بدقسمتی کے کہمان مفلس ہوا اور اوسنے مواضع علحدہ کیے آیا اوسنے واقعی یا بظاہر طور پر ایسا کیا ایک امر تنازعی مقدمہ ہذا مین ہے جسونت سنگھ نے کاروبار کامیابی سے کیا اور اوسنے خدمات بیش بہا عمداً گورنمنٹ کی اوسوقت کین جبکہ سپاہیون نے غدر کیا۔ اسطور پر وہ بہ اون حقیتیون پر قابض ہوا جو کہمان کے قبضہ مین تہین اور گورنمنٹ نے باجر اوسکی خدمت کے عطیات مابہ البحث کئے کہمان دسمبر ۱۸۶۲ء مین فوت ہوا اوسکے پسر کلان لال مریان نے اودہارکنور سے شادی کی جسکے پاس دولت کثیر اپنے گہر کی تہی اور وہ لاولد فوت ہوا۔ جسونت نے جو خورد پسر تہا کشوری سے شادی کی جو اوسکی زوجہ سوم تہی وہ اگست ۱۸۹۰ء مین فوت ہوا۔

مدعی کا دعوے بموجب سند کے کلیۃً مختلف بنا پر اوسکے دیگر دعاوی سے ہے اور اوسکا فیصلہ فوراً ہو سکتا ہے سند اپریل ۱۸۶۱ء مین ذکر خدمات جسونت کا ہے اور خدمات مذکورہ کے انعام مین خطاب راجہ کا عطا کیا گیا اور وہ لایق اسکے تصور کی گئین جاگیر بہی عطا کی گئی۔ سند مین بعد ازان یہ تحریر ہے۔ واضح ہو کہ قبضہ اور جمع مالگذاری پانچ مواضع کی نسلاً بعد نسلاً عطا کئے گئے اور وہ ہمیشہ معاف اور مرفوع القلم رہینگی اور مالگذاری سات مواضع کی جو تاحیات عطا کیے گئے اوسکی حیات تک معاف رہیگی یعنی دعیداران واضع مذکور جواب مالگذاری سرکار انگریزی کو ادا کرتے ہین اونکو

سنہ ۱۹۰۶ء

بلونت سنگھ بنام رانی کشوری

۴۰۳

مالگذاری مذکور ادا کرینگے اور بعد اونکے زمینداران ہمیشہ ۵ فیصدی بطور مالکانہ اونکے وارث کو بعد منہائی مالگذاری سرکار نسلاً بعد نسلاً ادا کرینگے پانچ مواضع وہی پانچ موضع ہین جنکا دستاویز ہبہ مین مندرج ہونا پیشتر بیان کیا گیا۔

مسٹر راس کی یہ حجت نہین ہے کہ الفاظ نسلاً بعد نسلاً سے کوئی حق جو ملکیت قطعی سے کم ہو عطا کیا گیا اور نہ وہ اس حجت کی جو عدالت ہاے ماتحت مین پیش کی گئی تھی تائید کرتے ہین کہ حق پانچ مواضع کی کل ملکیت کا حق جسونت کو نہین ملی اونکی حجت یہ ہے کہ نسبت ان سات موضعون کے دو علیحدہ عطیے کئے گئے ایک بنام جسونت تاحیات اونکے اور دوسرا بعد اونکی وفات کے اور اونکی وفات پر مالکانہ بحق ملکیت قطعی اوس شخص کو عطا کیا گیا جو اوسوقت اتفاقاً اوسکا وارث ہو اس امر سے گورنمنٹ سے یہ منشاے عجیب منسوب ہوتا ہے کہ جسونت سنگھ کی کارگذاری ذاتی کا انعام بذریعہ عطا کرتے فایدہ کے کسی وارث کے غیر معلوم کو جسکو شاید وہ ناپسند کرے یا نکر سے دیا گیا ہے یہ تعبیر جسکا مرافعہ عالیمقام کی راے مین غیر صحیح اور خلاف قیاس ہے مسٹر امیر علی کی راے مین صریح معنی اس عبارت کے اوسکا وارث نسلاً بعد نسلاً یہ ہین کہ مالکانہ ایک جزو جایداد قابل ارث جسونت کا تھا اور گو اوسکو کل تمدنی تا زمانہ اونکی حیات کے ملی گر اوسکو ۵ فیصدی مالکانہ بطور مالک قطعی کے دیا گیا ہر دو عدالتہاے ماتحت نے دراصل یہی راے قایم کی ہے اور اپیل نسبت اس امر کے ساقط ہوتا ہے۔

دوسری بحث یہ ہے کہ آیا جسونت جائز طور پر جایداد مابہ النزاع اپنی زوجہ کو دیسکتا تھا یا نہین صاحب جج ضلع نے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ امر ایسا ہے کہ جسکی نسبت بہت اختلاف راے ہے اور بلا بحث مزید کرنے کے نسبت امر مذکور کے اونہون نے یہ تحریر کیا ہے کہ وہ پیروی نظائر زمانہ قریب ترین کی کرکے یہ تجویز کرتے ہین کہ اگر جایداد مندرجہ ہبہ نامہ کسب ذاتی جسونت کی تھی تو وہ اوسکو جسطرح مناسب سمجھے منتقل کر سکتا تھا ہائیکورٹ نے کوئی راے نسبت اس امر کے بجز اوسقدر کے کہ جسقدر کہ ڈگری صاحب جج ضلع سے لازم آتی ہے ظاہر نہین کی اور نہ بحث نسبت اونکے سماعت کی یہ ایک امر منجانب مدعی اپیل مین پیش کیا گیا تھا مگر اوس کے کونسل نے اوسکا ذکر تا وقت عین اختتام اپنے جواب کے نہین کیا اور اوس وقت عدالت نے یہ تجویز کی کہ

سنہ ۱۸۶۹

بلونت سنگھ بنام رانی کشوری

وہ نسبت اوسکے بحث کرنیکا مجاز نہیں ہے بوقت صدور فیصلہ حکام ہائی کورٹ نے اپنی
یہ رائے بیان کی کہ چونکہ مدعی نے اوسکے روبرو تائید اس حجت کے کوئی تقریر نہیں کی ۳۸۴
لہذا یہ متصور کرنا چاہیے کہ حقیقت مین اوس نے اوس سے دست برداری کی ۔

مسٹر راس نے بیروہ بحث اپیل ہذا مین پیش کی اور روبرو حکام جالسیقام کے ایک
دلیل معقول بیان کی جسپر غور کرنا ضروری ہے کونسل نے یہ قاعدہ بیان کیا کہ کوئی شخص
خاندان غیر منقسمہ تابع متاکشرا اختیار انتقال جایداد مکسوبہ ذاتی غیر منقولہ کا حسب مرضی
اپنے نہین رکھتا عدالتہائے ہند مین بنسبت اس امر کے اختلاف ہے اور کوئی فیصلہ
اجلاس ہذا کا ایسا نہین ہے جسمین بعد لغو ملاحظہ اسناد کے اختیار مذکور بالفاظ غیر مشروط
تسلیم کیا گیا ہو ۔

کوئی تعجب اسمین نہین ہے کہ اختلاف رائے پیدا ہوا کیونکہ خود متاکشرا کے اقوال جسطرحپر کہ
اونکا ترجمہ کولبروک صاحب نے کیا جنکا ترجمہ بہت عرصہ سے صحیح خیال کیا جاتا ہے ظاہرا او لفظا
ایک دوسرے سے مختلف ہین وہ فقرہ جسکا حوالہ مسٹر راس نے دیا باب اول فقرہ ۱ اشلوک ۲۷ مین
پایا جاتا ہے یہ تذکرہ پدر خاندان کے اوسمین یہ تحریر ہے "وہ تابع نگرانی اپنے پسران وغیرہ
کی نسبت جایداد غیر منقولہ کے ہے عام اس سے کہ وہ خود اوس نے حاصل کی ہو یا اوسکو اپنے
باپ یا دیگر پیشرو سے ملی ہو کیونکہ یہ حکم ہے کہ گو جایداد غیر منقولہ یا دوپایون کو خود کسی شخص نے
حاصل کیا ہو لیکن اونکو ہبہ یا فروخت بلا مشورہ جملہ پسران کے نکرنی چاہیے جو کوئی پیدا ہو
اور جو ہنوز پیدا نہین ہوئے ہین اور جو ابتک رحم مین ہین محتاج ذرایع پرورش کے ہین
پس ہبہ یا بیع کرنا نہین چاہیے" اور عین بعد اسکے شارح نے اس امر پر استدلال کیا ہے
کہ آدمی پر فرض ہے کہ اپنے خاندان کو بلا ذریعہ پرورش کے نہ چھوڑے ۔ مسٹر راس نے
مزید بران یہ ظاہر کیا ہے کہ قاعدہ متعلقہ جایداد غیر منقولہ جو اسطرحپر بیان کیا گیا بطور قانون
کے سر تامس اسٹرینج صاحب نے قبول کیا ہے دیکھو جلد اول صفحہ ۱۹۴ و جلد ۲ صفحات ۳۴۲ و ۴۳۴
بخلاف اسکے ہم اوسی مجموعہ قانون مین بالکل مخالف نتائج پاتے ہین فقرہ ۲۱ باب ۱
فصل مذکور مین شارح نے دو قول نقل کئے ہین ایک فقرہ یا گوتم کا جو اوسی مضمون
کا فقرہ ۲۷ مین مندرج ہے اور بعد ازان مصنف نے یہ تحریر کیا ہے ۔ "یہ دونون متعلق ۳۸۵
ایسی جایداد غیر منقولہ کے ہین جو دادا سے وراثتا پہونچی ہو" فقرہ ۲۸ فصل ۵ باب مذکور مین

سنہ ۱۸۸۲ ع
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

شارح نے دربارہ وجوہات کے جو پیدا ہونے کی ہون یہ تحریر کیا ہے۔ "پسر کو کوئی حق دست
اندازی کا نہین ہے اگر مال باپ نے حاصل کیا ہو اور وہی حکم فقرہ ۱۰ مین مکرر زیادہ
تصریح کے ساتھ مندرج ہے اسیطرحپر دفعہ ۲ مین جہانکہ ظاہر شارح نے ذکر اوس اصول کا
کیا ہے جو بنیاد قاعدہ جایداد مشترکہ خاندان کی ہے وہی بات بیان ہوئی ہے شارح
نے اس موقع پر تشریح اون اشیا کی کی ہے جو تقسیم نہین ہوسکتین اور فقرہ ۱ مین اوس
نے یہ بیان کیا ہے ۔ اور جو کچھ کہ خود شریک نے پیدا کیا ہو × × × × × وہ ملکیت ورثا
نہین ہے اور نہ اوس شخص پر جسنے جایداد موروثی کو جو ہاتھ سے نکل گئی تہی پہر حاصل
کیا ہو لازم ہے کہ ایسی جایداد شریک کو دے" فقرہ ۲ مین صراحت امر مذکور کی کی ہے
اب اس موقع پر نسبت اسناد کے جو علاوہ فیصلجات کے ہین حکام عالیمقام غور کرکے
یہ راے ظاہر کرتے ہین کہ قاعدہ جو فصل اول فقرہ ۲۸ متاکشرا مین مندرج ہے وہ ایک
وجہ علیحدہ پر مبنی ہے کیونکہ یہ حکم دیا گیا ہے" الخ اور وجہ اوس قاعدہ سے اسقدر علیحدہ ہے
کہ اوس سے تائید ایک قاعدہ مجلکی کی نہین ہوسکتی ضرور پرورش اطفال کی اصولاً انتقال جایداد
منقولہ سے اوسیقدر متعلق ہے کہ جسیقدر جایداد غیر منقولہ سے اور اون اشخاص کے حقوق بیان کرنا
کہ جو ہنوز پیدا نہین ہوئے ہین تناقض اس اصول کے ہے (جسکی تردید جیسا کہ حکام عالیمقام کو
دریافت ہوا کسی مفید سے نہین کی گئی) کہ ہر شخص اپنی جایداد خود پیدا کردہ کو بشرطیکہ تاپیدا نہوئی ہو بصورت
ہونے اولاد کے یا اقل درجہ بصورت ہونے کسی شریک کے منتقل کرسکتا ہے دیکھو مقدمات
جو بتائید اس مسئلہ کے مین صاحب کی کتاب دہرم شاستر دفعہ ۳۱۰ مین مندرج ہین۔
ان جملہ اقوال قدیم اور تشریحون مین مذہبی اور اخلاقی امور جو قانون لازمی نہین ہین
ساتھ اون قواعد کے جنکا بطور قانون لازمی کے منضبط کرنا مقصود تھا مخلوط ہین سر ولیم میکناٹن
صاحب نے اپنے دیباچہ کتاب دہرم شاستر مین جو بیش بہا ہے یہ فرمایا ہے۔ "یہ کسیطرحپر لازم
نہین ہے کہ اگر کوئی فعل ممنوع ہو تو وہ خلاف قانون متصور کیا جاے ہمیشہ فرق مابین امور
قانونی اور امور اخلاقی کے نہین رکہا گیا ہے" دیکھو کتاب اصول و نظائر دہرم شاستر مصنفہ
۲۸۶ تحریرات ابتدائی مصنف موصوف نے اس مسئلہ کی تصریح بذریعہ مثال خاص اوس امر کے
کی ہے جسکی بابت اب بحث ہے حکام عالیمقام کی دانست مین یہ نتیجہ نکالنا نہایت قرین
عقل ہے کہ فقرہ موقوم فصل ۱ - اول قسم کے احکام مین اور فقرات موقومہ فیصلہ چہارم

سنہ ۱۸۹۶ع
بلونت سنگہ بنام رانی کنوری

پونجم آخر قسم کے احکام مین داخل ہین۔

نسبت سند سر ٹامس اسٹرینج کے جو بلا شبہ بہت بڑی سند ہے حکام عالیمقام یہ راے ظاہر کرتے ہین کہ گو مصنف موصوف نے اقوال مختلف متاکشرا کا باہم مقابلہ نہین کیا لیکن اونہون نے اوسی قسم کے اختلافات اپنی خود کتاب کے متن مین داخل کیئے ہین اپنے تتمہ مین اونہون نے اپنی خاص راے کی تصحیح بسند رسالہ موسومہ کنسیڈریشنس آن ہندو لا مصنفہ سر فرانسس میکناٹن صاحب کہ اس کتاب کو اونہون نے بعد تحریر کرنے خود اپنی کتاب کے ملاحظہ کیا تھا کی ہے اونہون یہ تحریر فرمایا ہے کہ اونہون نے میکناٹن صاحب کی کتاب بغرض تکمیل یا تصحیح یا تائید اپنی کتاب کے استعمال کیا ہے (دیکھو تتمہ صفحہ ۴)

منجملہ اون فقرات کے کہ جو اونہون نے منتخب کیئے ہین فقرہ ذیل بجنسہٖ "مناسب ہے کہ یہ امر تحقیق کیا جاے کہ کس حد تک کوئی ہندو اپنے حین حیات اپنی جایداد کو ہبہ کر سکتا ہے یا اوسکی تقسیم غیر مساوی کر سکتا ہے میری دانست مین یہ صاف ظاہر ہے کہ اوسکو استحقاق منتقل کرنے اپنی جایداد مکسوبہ کا خواہ وہ منقولہ یا غیر منقولہ ہو مطابق اپنی مرضی کے حاصل ہے اور اوسکو وہی حق نسبت جایداد موروثی منقولہ کے ہے" (دیکھو صفحہ ۲)

پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسٹرینج صاحب کا یہ مقصود تھا کہ راے میکناٹن صاحب کی بابت مدراس کے قبول کرین اور گو میکناٹن صاحب بنگال مین حاکم تھے مگر اونہون نے بابت دہرم شاستر بنارس اور نیز بنگال کے اپنی کتاب تحریر کی ہے میکناٹن صاحب کی راے جو صاف طور پر قانون متاکشرا سے متعلق ہے یہ ہے کہ پدر خاندان کو نسبت جملہ قسم کی جایداد کے جو خود اوس نے حاصل کی ہو اختیار انتقال جسطرح وہ مناسب سمجھے حاصل ہے اور وہ صرف روحانی طور پر ذمہ دار ہے۔

اب مقدمات منفصلہ کا ذکر کیا جاتا ہے کوئی فیصلہ بورڈ ہذا کا خلاف اختیار انتقال سند جو یہ مدعا علیہا نہین ہے مسٹر راس نے عبارت مستعملہ بورڈ ہذا مقدمہ نمبر (۱) کا حوالہ دیا جو سنہ ۱۸۱۲ع مین فیصل ہوا تھا سر جیمس کالول صاحب نے بعد ظاہر کرنے اس امر کے کہ اوسوقت اختیارات وصیتی جنکی نسبت عرصہ سے مباحثہ تھا دہرم شاستر مین پائے گئے تھے یہ فرمایا "چنانچہ یہ قرار پا چکا ہے کہ ان اجزاے ہند مین بھی

(۱) ایلیاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۰ (سنہ ۱۸۱۲ع)

۱۸۹۰ء
بلونت سنگھ وغیرہ
بنام
رانی کشوری

جن سے قانون بحث متناکشر متعلق ہے ہر ہندو جسکے اولاد ہو بذریعہ وصیت کے
اپنی علٰحدہ اور مکسوبہ جایداد خواہ وہ منقولہ یا غیر منقولہ ہو منتقل کرسکتا ہے اور اگر کوئی
شخص اولاد ذکور رکھتا ہو تو وہ جایداد مکسوبہ خود اگر منقولہ ہو منتقل کرسکتا ہے شاید
اس قید کے ساتھ کہ وہ کلیتہً کسی شخص کو اپنی اولاد میں سے محروم الارث نہیں کرسکتا
یہ بحث کی گئی ہے کہ اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ لبر محمد ہذا کی راے میں اختیار انتقال
بذریعہ وصیت اراضی سے متعلق نہیں ہے اور بصورت ہونے اولاد ذکور کے اوس اختیار
کا وجود نہیں ہے لیکن اوسمقدمہ میں لبر محمد ہذا نے کوئی راے عدالتی نسبت اس امر کے
ظاہر نہیں کی کیونکہ حکام عالیمقام نے یہ تصور کیا کہ جایداد متنازعہ ایک راج ناقابل تقسیم
تھا جسمیں رواج جانشینی پسر کلان کا جاری تھا اور چونکہ وارث نے انتقال متنازعہ
کو منظور کیا تھا لہذا بحث اختیار موصی پیدا نہیں ہوتی تھی یہ صحیح ہے کہ حکام ممدوح نے
اوس مسئلہ کو منظور نہیں فرمایا جسپر مدعاعلیہ کو استدلال ہے۔

مقدمہ مشہور (۱) بحث نسبت جایز ہونے ایک وصیتنامہ کے تھی جسکی رو سے بابت جایداد
مکسوبہ کے وصیت کی گئی تھی مباحثات طویل اور پیچیدہ نسبت اصلیت وصیتنامہ کے ہوئے
تھے جو بالآخر ثابت قرار دیا گیا تھا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نسبت اختیار قانونی موصی
کے اعتراض کیا گیا تھا لیکن یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کس بنا پر اس امر کی نسبت مباحثہ ہوا
تھا صرف ایک فقرہ تجویز کا اس امر سے متعلق ہے اور وہ حسب ذیل ہے۔ "باقی شہادت
اظہارات پنڈتون کے ہیں منجملہ یہ بیان ہے کہ صوبہ دار ہمیشہ شاستروں کو مانتا تھا اور
شاستر میں یہ منع ہے کہ باپ جسکے چند لڑکے ہوں بذریعہ وصیتنامہ کے ایک لڑکا کو وہ
جایداد دے جو بموجب شاستر کے اون سب میں مساوی تقسیم ہونی چاہیے یہ صاف ظاہر
ہے کہ اس ضلع میں برہمان نسبت انتقال وصیتی کے نہایت مخالفت رکھتے ہیں
اور گو وہ بالآخر از روے قانون کے بابت جایداد مکسوبہ کے رائج ہے مگر وہ
خلاف عملدرآمد اور خیالات اس ملک کے ہے"۔ یہ فیصلہ مویداختیار کرنے اس قسم کے
وصیت کے ہے مگر اوسکے وجوہ ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ توجہ اس بورڈ
۲۸۹ کی بحث عام اختیار وصیت کیجانب مائل تھی اور نہ بجانب فرق موروثی اور غیر

(۱) اپیلہائے متدعو لاؤ مور صاحب جلد ۲ صفحہ ۹۰ و ۲۱۰

موروثی جایداد کے اور مقدمہ ہذا پر اس امر کی نسبت بورڈ ہذا نے یہ تصور کیا کہ اوسکی بابت ہنوز بحث ہو سکتی ہے اور قیود لگائی جا سکتی ہیں۔ سنہ ۱۸۹۶ء بلونت سنگھ بنام رانی کشوری

حکام عالیمقام ہنوز تصور نہیں کرتے کہ سلسلہ فیصلجات متعلقہ امور ہذا پر غور کرین لیکن حکام ممدوح بعض نہایت اہم اور زمانہ قریب ترین کے فیصلجات کا ذکر کرینگے اونکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ منجملہ اون معاملات کے ہے جنکی نسبت قدیم زمانہ سے دو مختلف اصول قانون رہے ہین ایک بجانب ہمیشہ کے لئے جایداد قائم رکھنے اور خاندان مین وراثت بطریق سینہ بسینہ پہنچنے کے اور دوسرا بجانب آزادانہ استقبال جایداد کے حسب حالات موجودہ مائل ہے ہر شخص کو جسکو مقدمات ہند سے جو نصف صدی گذشتہ مین یا قریب اوسکے ہوئے واقفیت ہے مباحثات اور فیصلجات مختلف کا خیال گذریگا جو نسبت اختیارات پدر دربارہ رہن و بیع اور دربارہ ادائے قرضجات پدر ترکہ سے اور نسبت اختیار وصیت کے ہوئے ہین ان امور مین سے ہر امر کی نسبت تجارت کی ترقی کے ساتھ میلان طبع زیادہ تر اصول آخر الذکر کو زیادہ نافذ کرنے کیجانب ہوتا جاتا ہے یعنی بجانب اسکے کہ اشخاص موجودہ یا اونکے سرگروہ جایداد کو استعمال کر سکتے ہین حکام عالیمقام کی رائے مین لارڈ ونگٹن نے مقدمہ مشہور مین اسی قسم کی تبدیل کا ذکر کیا ہے۔

سب سے پہلا مقدمہ جسمین حکام عالیمقام کو صحیح مقابلہ اقوال متاکشرا کا ملاحظہ و وزن کرنا پڑا ... فل بنچ ہائیکورٹ کلکتہ نے سنہ ۱۸۶۶ء مین فیصل کیا تہا دیکھو مقدمہ مدہو گوپال بنام رام بخش (۱) اوس مقدمہ مین مدعی کے باپ نے مدعا علیہ کے ہاتھ وہ جایداد فروخت کی تہی جو مکسوبہ ذاتی دادا کی تہی حکام ذیعلم نے باحتیاط مقابلہ اقوال مندرجہ متاکشرا کا کیا اونہون نے اقوال مندرجہ فصل ۱ دفعہ ۲۷ کو قابل پابندی تصور کیا اور اونہون نے بالآخر یہ تحریر کیا مجھکو یہ تحریر کرنا لازم ہے کہ مطابق قانون مندرجہ متاکشرا اسکے باپ غیرمجاز فروخت کرنے جایداد غیر منقولہ مکسوبہ ذاتی کا نہین ہے۔

سنہ ۱۸۶۷ء مین اسی امر کی نسبت روبرو اجلاس کامل کلکتہ (۲) کے بحث ہوئی ایک پسر نے اپنے پدر کے انتقال وصیتی اوس جایداد کی نسبت عذر کیا جو پدر نے ایک اپنے برادر عم زاد سے اور دادا سے وراثتاً پائی تہی۔ سر رچرڈ کوچ صاحب نے ۴۸۹

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۵ صفحہ ۱۰۱ (۲) بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۲

۱۸۸۶ء
بلونت سنگھ
بنام
رائی کشوری

اقوال کا مقابلہ کیا اور مقدمات کا حوالہ دیا جنسے حسب بیان اونکے شارحین کی بہتر راے ظاہر ہوتی ہے اونھون نے یہ نتیجہ اخذ کیا "صرف نسبت اوس جایداد کے جو ایرث بندہ ہو واضح ہو کہ مال باپ یا دادا کا جایداد اور اوسکے پسران یا نبیرگان کی بذریعہ پیدایش کے ہو جاتی ہے" اس صورت مین وہ جایداد جو بدرستے ایک برادر عمزاد کے ورثا پاتی تھی دربارہ وراثت ایرث بندہ تجویز ہوئی۔

ممالک مغربی و شمالی مین اصل یہ باحتیاط و تجربہ کار حکام متعدد نے ۱۸۷۰ء مین غور کیا تھا (مقدمہ [illegible] بنام [illegible] (۱)) حکام ذیعلم موصوف نے اپنے آپکو پابند فیصلہ ماقبل مصدرہ ہائی کورٹ ۱۸۶۶ء کا تصور نہین کیا جسکی رو سے باپ کو اختیار انتقال ہونا تجویز ہوا تھا لیکن اسناد کا حوالہ نہین دیا گیا تھا حکام موصوف نے اپنی تجویز مفصل مین ایک زیادہ طریقہ مطابقت اقوال مختلف کا بیان کیا اونھون نے یہ فرمایا کہ عدالتون نے یہ اصول تسلیم کیا ہے کہ امتناع بعض افعال کی ضمنی طور پر ہو لیکن جس صورت مین کہ یہ قرار نہین دیا گیا ہے کہ قطعی اختیار کرنے اون افعال کا نہین ہے اور افعال مذکور اگر کئے جائین خواہ مخواہ کالعدم نہین ہوتے اور آخر مین حکام موصوف نے سرولیم میکناٹن کی اس راے کو پسند کیا ہے کہ نسبت جایداد منقولہ کے خواہ وہ موروثی ہو یا مکسوبہ ہو اور نسبت جایداد غیر منقولہ مکسوبہ کے یا ایسی جایداد کے جو قابض نے پھر حاصل کی ہو باپ کو اختیار کرنے انتقال کا جو وہ مناسب سمجھے صرف تابع ذمہ داری روحانی کے ہے (دیکھو کتاب اصول وغیرہ صفحہ ۳) یہ وہی راے ہے جو سر فرانسس میکناٹن نے ظاہر کی ہے اور جسکو سر ٹی اسٹرینج صاحب نے فقرہ مذکورہ بالا مین اختیار کیا ہے۔

حکام عالیمقام پورے طور پر اون دلایل کو منظور کرتے ہین جو تجاویز محولہ مین مندرج ہین اور حکام ممدوح کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین بلاشبہ صاحبان نظائر عدالت بجانب اوس اختیار کے ہے جسکا حاصل ہونا جبوت کو اسمقدمہ مین بیان کیا گیا ہے۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۰۹۔

۱۸۹۶ء
بونت کشور بنام رانی کشوری ۲۹۰

ایک فیصلہ بورڈ ہذا صادر ۱۸۶۸ء کا ذکر کرنا باقی رہا گو فیصلہ مذکور مطابق قانون متعلاک تھا لیکن حکام عالیمقام کو وہ مقدمہ حال سے نہایت مشابہ معلوم ہوتا ہے وہ مقدمہ بنگال لارپورٹ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ میں طبع ہوا ہے (راجہ کشن بنام بابا المعصر) قانون متعلق بعض امور میں قانون متاکشرا سے مختلف ہے لیکن امر بابہ البحث کے وہ نہایت مطابق ہے اصل کتاب وواد چنتامنی ہے اور حکام عالیمقام اوس ترجمہ کو نقل کرتے ہیں جو ۱۸۶۳ء میں کیا گیا تھا صفحہ ۴۰ میں اور بعد ازان صفحہ ۴۱ میں وہ فقرات ہیں جنکی رو سے اختیار انتقال مالکان جایداد مکسوبہ کو دیا گیا ہے صفحہ ۳۹ میں یہ تحریر ہے "وہ جایداد جو پدر نے بلامدد جایداد موروثی کے حاصل کی ہو یا اپنی ہو حسب مرضی اوسکے بطور مساوی یا غیر مساوی تقسیم کیجائیگی یا مطلقاً تقسیم نکیجائیگی باپ کو پورا اختیار اوس جایداد پر ہے جو اوس نے بذریعہ ہنر یا شجاعت وغیرہ کے حاصل کی ہو وہ حسب اپنی مرضی کے اوسکو دیسکتا ہے الخ صفحہ ۴۰ میں یہ فقرہ ہے "رسالہ موسومہ پرکاش میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جایداد غیر منقولہ اور بردہ پایا اگر وہ مکسوبہ ذاتی بھی ہو بلا رضامندی پسران کے فروخت یا ہبہ نہیں ہوسکتی وہ جو پیدا ہوگئے ہون یا ہو اور وہ بھی جو ابھی حمل میں نہیں آئے جایداد پدری واسطے اپنی پرورش کے چاہتے ہین اور انکو اوس سے محروم کرنا نامناسب ہے" فیصلہ بورڈ ہذا مطابق اول قسم اقوال کے تھا یہ صحیح ہے کہ صفحہ ۴۰ کا ذکر تجویز مین نہیں ہے لیکن بدشواری یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ایسے مقدمہ مین جو اعلی ترین عدالت تک لڑا صفحہ مذکور نظر انداز ہوا ہو۔

بوجوہ متذکرہ بالا حکام عالیمقام کو کوئی تامل اس امر کے قرار دینے مین نہیں ہے کہ قانون متاکشرا بعد اختلاف آراے کے جو بوجہ تناقض نوعیت اصل اقوال کے تھی وہ ثابت ہوا ہے جو سر ولیم میکناٹن صاحب کی تحریر کے مطابق عدالتہاے کلکتہ واله آباد نے منظور کیا۔

چونکہ یہ صورت قانون کی ہے لہذا اب اوسکا مقدمہ ہذا سے متعلق کرنا باقی رہتا ہے مدعی کی یہ حجت ہے کہ جایداد متنازعہ موروثی تھی نسبت چار مواضع کے نزاع امور واقعاتی پر منحصر ہے اور عدالتہاے ماتحت نے بالاتفاق خلاف مدعی کے تجویز کی ہے وہ نزاع اب از سر نو قایم نہیں کیا جاسکتا نسبت بکمپور کے باہم عدالتون کے

۱۸۷۰ع
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

اختلاف ہے اور مدعی حکام عالیمقام سے مستدعی ہے کہ یہ قرار دیا جاے کہ ہائی کورٹ کی یہ تجویز
غلط ہے کہ یہ موضع جایداد مکفولہ جسونت تھا یہ بحث اون معاملات پر منحصر ہے جو ۱۸۴۰ء مین واقع ۲۹۱
ہوے ۱۸۴۳ء مین کمان پر جسونت نے دستاویز رہن سادہ بکیور کی بنام جمین و اس تحریر
کی ۱۸۴۸ء مین اوسنے ایک دوسرا رہنامہ بطریق بیع بالوفا بنام کنجبہاری کے تحریر کی نزاعات
مابین دو مرتہنان پیدا ہوے اور بموجب ایک فیصلہ ثالثی کے ہر ایک نصف جایداد پر قابض
ہوا ۱۸۵۱ء مین کنجبہاری نے جمین سے خریداری کی اور اوس نے تنہا دخل حاصل کیا ۱۸۵۵ء
مین مسمی ہربنس رائے نے جو ایک داین جسونت کا تھا جسنے جایداد اوسوقت پر ورثا پائی تھی ایک
ڈگری اوسکے نام حاصل کی اوسی سال کنجبہاری نے درخواست بیبات حسب آئین ہفتم ۱۸۰۶ء
پیش کی سال مہلت منقضی ہوگیا اور بیبات عمل مین آئی ہربنس نے اپنی ڈگری بکیور پر جاری کرانے
کی کوشش کی مگر کنجبہاری نے مزاحمت کی اور اوسنے باظہار اپنے حق کے نالش بنام جسونت و
ہربنس دونون کے دائر کی عدالت مرافعہ اولی نے اوسکے خلاف ظاہرا اس بنا پر تجویز کی کہ اوسکا
استحقاق جمین کے استحقاق سے بہتر نہ تھا جسکو اپنے رہن سادہ کے ذریعہ سے استحقاق بیبات
یا قبضہ کا حاصل نہ تھا صاحب جج ضلع کی راے مختلف تھی اور اونہون نے یہ تجویز کی کہ رہن ساقط ہوکر
بیبات ہوگئی ہربنس نے صدر عدالت دیوانی مین اپیل کیا اور عدالت موصوف نے صاحب
جج کی ڈگری کو بحال رکھا اور کنجبہاری کے دعوی قطعی کیے جانے بیع محال بکیور کو بذریعہ خارج کیے
جانے نام جسونت اور درج کیے جانے خود اوسکے نام کے منظور کیا وہ ڈگری آخر مورخہ ۱۴ فروری
۱۸۵۷ء ہے کنجبہاری اوسوقت قابض تھا اور وہ قابض رہا لیکن اوسنے داخل خارج نہین کرایا
واقعات مابعد کسیقدر مبہم ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کنجبہاری زمانہ غدر مین وقت مین مر گیا اور
اوسپر الزامات سنگین جرائم کے لگائے گئے اور اوسکے پھانسی دیے جانیکا اندیشہ تھا جسونت
نے اوسکی طرف سے پیروی کی اور اوسکی جان بچائی اور اوسکو معاوضہ بھی اون نقصانات کا جو
اوسکی جایداد کو پہونچا تھا بقدر چند ہزار روپیہ کے دلوایا (دیکھو صفحہ ۲۰۷ مسل) اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے
کہ کنجبہاری نے بے ضابطہ طور پر ڈگری فروری ۱۸۵۷ء پر ایک تحریر ظہری شعر منسوخی ڈگری
بحق اودہار کنور زوجہ کی معاوضہ مندرجہ رقم ۱۵۰۰۰ کی ہے جو ظاہرا ایک سال کی مالگذاری سے ۲۹۲
کم ہے وہ عبارت ظہری مورخہ ۲۲ جون ۱۸۵۸ء ہے مدعا علیہا کا یہ بیان ہے کہ تھوڑے ہی
عرصہ بعد اودہار کنور نے بھی بہ زبانی جایداد کی بنام جسونت بے ضابطہ طور پر کی (دیکھو صفحہ ۲۰۰)

۱۸۹۶ء بلونت سنگھ بنام رانی کنوری

مسل) امر تحقیق یہ ہے کہ قریب اسوقت کے جسونت سنگھ نے پھر قبضہ حاصل کیا اور وہ تا وقت اپنی وفات کے قابض رہا یا امر کہ کہاں تک اوسکا استحقاق او بار کنور کی ہبہ پر اور کسقدر کنجبہاری کے ترک قبضہ اور عملاً واپس دینے جایداد پر منحصر تہا اور کسقدر کنجبہاری کا وہ رقم خفیف بطور زرشن منظور کرنا بوجہ جسونت کے اوس سلوک کے تہا جو اوس نے اوسکے ساتھہ کیا یا یہ کہ کس وجہ سے اوس نے یہ رقم خفیف قبول کی صاف نہین ہے اور نہ اوسکے صاف ہونے کی ضرورت ہے۔

سنہ ۱۸۵۶ء مین کنجبہاری نے نالش اثبات اپنے حق کی نسبت بکیو رکے دار کی جسونت اور شیو نراین جسکے ہاتھہ جایداد کا فروخت کیا جانا بجانب جسونت کے بیان کیا گیا تہا علیہم تہے کنجبہاری نے یہ بیان کیا کہ تحریر ظہری ڈگری جعلی تہی اور اوس معاملہ کی جو اوسنے اوبار کنور کے ساتھہ کیا تہا مختلف صورت بیان کی لیکن اوسنے یہ تسلیم کیا کہ اوسنے مسماۃ سے روپیہ لیا اور اوسے حسب بیان اپنے ڈگری کو منسوخ کیا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ معاملہ ۲۴ جون سنہ ۱۸۵۵ء کا نیک نیتی سے ہوا اور جسونت کو واقعی قبضہ مالکانہ جایداد کا ملا (دیکھو صفحہ ۴۰ مسل)۔

نسبت ایک امر تنقیح طلب کے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ بیعیات از روے ڈگری متعدوہ فروری سنہ ۱۸۵۵ء اور دیگر معاملات ماقبل مابین کنجبہاری اور جسونت کے کلیتاً فرضی اور سازشی تہے اس قسم کی تجویز کو باوقعت تصور کرنا ناممکن ہے کسی شخص کو انکار نہین ہے کہ کنجبہاری نے کہمان سنگہ سے اصلی رہن حاصل کیا یا یہ کہ جایداد اور مطالبات ڈگری جایداد جسونت سنگہ کو وراثتاً پہونچے اور خود جج ماتحت نے یہ تحریر کیا ہے کہ نسبت جائز ہونے بیعیات کے مدعی نے اعتراض کیا جسکا نہایت فایدہ اوسکی منسوخی سے تہا لیکن حاکم موصوف نے بعد ازان یہ تحریر کیا۔ افسوس ہے کہ ان عذرات کو کسی عدالت نے سماعت نہین کیا (دیکھو صفحہ ۴۰۳ مسل)۔

ایک اور تجویز نسبت ایک امر تنقیح طلب جداگانہ کے نہایت عجیب قسم کی ہے۔ جج ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ اس وجہ سے کہ کنجبہاری نے داخل خارج نہین کرایا اوسکی ڈگری بیعیات کالعدم ہوگئی اور وہ بطور مرتہن قابض رہا۔ ۳۹۳

خاصکر بوجہ ان دو تجاویز کے جنکی نسبت مسٹر راس نے بہت مفصل گفتگو کی یہ طویل اور پیچیدہ اور مبہم تجویز جج ماتحت متعدوہ ۱۸۵۶ء پیش کی گئی ہے بہرحال تجاویز مذکور کا کوئی اثر قانونی مابین وارث اور موہوب لہ جسونت

سنہ ۱۸۹۹ء
بلونت سنگھ
بنام
رانی کشوری

کے نہین ہے اور نہ اونکا کوئی نتیجہ مابین فریقین مقدمہ ہذا کو رہتا کیونکہ وہ مقدمہ مع خرچہ ڈسمس
کیا گیا تھا (دیکھو صفحہ ۲۰۳ مسل) ۔

فیصلہ صاحب جج ضلع مقدمہ ہذا مین بظاہر بجز اخر الذکر بیع ماتحت مصدرہ ۱۸۶۴ء کہ جو مبنی
ہے جسکا انتخاب حاکم موصوف نے اسطور پر تحریر کیا ہے کہ گویا وہ قطعی تہی حکام عالیمقام کی
دانست مین یہ امر ظاہر ہے کہ جسوقت اور جس واقعہ پر لحاظ کرنا چاہیے وہ بیبیات ۱۸۵۹ء ہے
اگر بیبیات محض کانیشی ہو تو اس نتیجہ کی کہ رہن قائم رہا اور بوقت ادائے زر رہن جسونت نے
صرف وہ جایداد انفکاک کرائی جو اوس نے کہ کمان سے وراثتا پائی تہی کسی قدر گنجایش ہے
لیکن نالش ۱۸۵۳ء مین وہ عدالتہائے اپیل نے یہ تجویز کی کہ بیبیات اصلی اور جائز تہی یہ
تجویز اوس اپیل مین ہوئی تہی جو ڈگر بہادر نے دائر کیا تھا جسکا دعوی بیبیات سے متاثر
ہوتا تھا یہ فیصلہ مابین فریقین مقدمہ ہذا کے نہ تھا لیکن وہ ثبوت قوی ہے اور حکام عالیمقام
کو کوئی شہادت معقول اوسپر اعتراض کرنیکے لئے معلوم نہین ہوتی اگر بیبیات عمل مین آئی
تو استحقاق سابق نسبت بکیور کے ساقط ہو گیا اور اوسکی نوعیت موروثی زائل ہو گئی ٹہیک وہ
طریقہ کہ جس سے اوہارکنور اور جسونت نے اس جایداد کو پہر حاصل کیا اہم نہین ہے خواہ
بعوض روپیہ کے یا بعوض سلوک کے حاصل کیا ہو وہ گنجہاری سے بجانب جسونت منتقل
ہوئی اور اسطرح جایداد نے اوسکو حاصل کیا ہر چند مذکورہ بالا حکام عالیمقام ہائیکورٹ سے
نسبت اس امر کے اتفاق کرتے ہین ۔

صرف ایک اور امر جو بجانب اپیلانٹ پیش کیا گیا ہے نہایت غیر معمولی قسم کا ہے
یہ بیان کیا گیا ہے کہ ڈگری ہائیکورٹ کی اسوجہ سے کالعدم ہے کہ ایک حکام مین سے یعنی
مسٹر برکٹ جائز طور پر مقرر نہین کیا گیا تھا یہ عذر عدالت ماتحت مین نہین کیا گیا تھا اور نہ اوسکی
نوعیت کی توضیح مقدمہ مطبوعہ اپیلانٹ مین کی گئی ہے حکام عالیمقام یہ تصور کرتے ہین کہ نسبت
تقرر کے اس بنا پر اعتراض کیا گیا ہے کہ وہ فورًا یا اندر ایک عرصہ مناسب کے بعد خالی ۲۹۴
ہونے عہدہ کے نہین کیا گیا حکام عالیمقام کو کوئی وجہ اعتراض کی دریافت نہین ہوتی ہے جب
ایکٹ عدالتہائے ہائیکورٹ سے لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی کو اختیار مقرر کرنے
قائم مقام جج کا بصورت خالی ہونے عہدہ کسی جج عدالت موصوف کے حاصل ہے کوئی
زمانہ محدود کا ذکر نہین ہے کہ جسکے اندر تقرر ہونا چاہیے یہ امر اختیار تمیزی لفٹنٹ گورنر پر

۱۸۹۶ء بلونت سنگھ بنام رانی کشوری

چھوڑ گیا ہے اور عدالت قانون مجاز اسکی نہیں ہے کہ کوئی ایسی قید اختراع کرے جو دخل منشاے واضعان قانون ہو۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیل نسبت جملہ امور کے ساقط ہوتے ہیں اور حکام عالیمقام حضور ملکہ معظمہ کو مودبانہ یہ مشورہ دینگے کہ اپیلہاے مذکور ڈسمس کئے جائیں۔ اپیلانٹ خرچہ ادا کریگا۔

اپیل ڈسمس کیا گیا

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ مسٹران ربیک و ہیرٹ

سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ مسٹران رینکن و فورڈ و فورڈ و چیسٹر

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۹۰۱ء ۳ فروری صفحہ کتاب انگریزی ۲۹۴

جرنجی لال (مدعی) بنام گنگا نند لال وغیرہ (مدعا علیہم)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۵۶ و ۵۵۸ - اپیل۔ ڈسمسی اپیل بہ غیر حاضری

جب ایک اپیل واسطے سماعت کے پیش ہوا وکیل نے جسکے پاس اپیلانٹ کے کاغذات تھے یہ بیان کیا کہ وہ مقدمہ میں گفتگو نہیں کر سکتا اور وجہ یہ تھی کہ کاغذات اسکے ہاتھ میں مقدمہ دیر سے پہونچے کہ وہ مقدمہ کے لئے تیار نہیں ہو سکا اور اسوجہ سے اپیل ڈسمس ہوا۔ تجویز ہوئی کہ یہ ڈسمسی بوجہ عدم حاضری کے نہ تھی۔ مقدمہ رشنگر و دبے بنام راداکشن (۱) سے فرق ظاہر کیا گیا۔ مقدمہ رام چندر پانڈورنگ نائک بنام مادہو پرشوتم نائک (۲) کا حوالہ دیا گیا۔ مقدمہ رکمل راے چودہری بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند اجلاس کونسل (۳) سے اختلاف کیا گیا۔

یہ اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی بنا راضی حکم ڈسمسی ایک درخواست کے تھا جو واسطے

۲۹۵ پیر فہرست مقدمات متدائرہ پر ایک اپیل کے قائم کرنے کے لئے جو ڈسمس ہوا تھا پیش کی گئی تھی۔ اپیل مذکور اپیل دوم تھا جو حسب قواعد عدالت واسطے سماعت کے روبرو ایک حاکم واحد کے پیش ہوا تھا وہ حالات جنمیں اپیل مذکور ڈسمس ہوا حکم ذیل سے ظاہر ہونگے

* اپیل نمبر ۔۔ سنہ ۱۹۰۰ء حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۹۵

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۳

[illegible]
بیجنتی لال
بنام
کنندلال

مین اس اپیل کی تائید نہین کی گئی وکیل اپیلانٹ نے اپنے کاغذات ایک دوسرے وکیل کو اوس وقت سپرد کئے جبکہ اپیل دوسری مرتبہ پیش ہوا وکیل آخرالذکر کا یہ بیان ہے کہ وہ مباحثہ نہین کر سکتا۔ مین اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون"۔ اپیلانٹ نے اوس حاکم سے جسنے حکم مذکورہ بالا صادر کیا تہا پہر قائم کرنے اپیل کی بطور ایسے اپیل کے جو عدم پیروی مین ڈسمس ہوا تہا استدعا کی یہ درخواست بموجب حکم مندرجہ ذیل کے نامنظور رہی "یہ مقدمہ پہر قائم نہین کیا جا سکتا وہ عدم پیروی مین ڈسمس نہین ہوا۔ نامنظور"۔ بر طبق اسکے اپیلانٹ نے حسب دفعہ ۱۰ قانون شاہی اپیل کیا۔

مسٹر بی آئی او کانر و پنڈت موتی لال منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر روشن لال منجانب رسپانڈنٹ۔

ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ بوقت پیش ہونے ایک اپیل دوم کے واسطے سماعت کے اوس وکیل نے جو منجانب اپیلانٹ حاضر ہوا عدالت سے یہ بیان کیا کہ وہ مقدمہ مین تقریر نہین کر سکتا چنانچہ اپیل ڈسمس کیا گیا بعد ازان ایک درخواست روبرو اوس حاکم ذیعلم کے پیش کی گئی جسنے سماعت اور فیصلہ مقدمہ کا کیا تہا۔ اوس درخواست مین یہ استدعا کی گئی تہی کہ اپیل بازیہ نمبر سابق قائم کیا جاے اور اوسکی سماعت بطریق معمولی کیجاے جو حکم کہ صادر کیا گیا وہ یہ تہا "یہ مقدمہ پہر قائم نہین کیا جا سکتا کیونکہ وہ عدم پیروی مین ڈسمس نہین ہوا"۔ ہمارے روبرو آج یہ حجت کی گئی ہے کہ بلحاظ حالات یہ مقدمہ ایسا ہے جو عملاً عدم پیروی مین ڈسمس ہوا تہا اور وہ ایسا ہی متصور رہنا چاہیے بتائید اس حجت کے مقدمہ شنکردت دوبے بنام رادہا کشن (۱) کا حوالہ دیا گیا۔ لیکن حالات مقدمہ مذکور مراتب اہم مین حالات اوس اپیل سے مختلف تہے جو اب ہمارے روبرو پیش ہے اوس مقدمہ مین وکیل نے جسکو مدعاعلیہ نے مقرر کیا تہا روبرو عدالت کے حاضر ہوکر یہ بیان کیا کہ کوئی شخص کبہی اوسکے پاس منجانب اوسکے موکل کے نہین آیا اور اوسکو کسی قسم کی ہدایت نہین کی گئی اوسکا مقدمہ صحیح طور پر بطور ایسے مقدمہ کے سمجہا گیا جسمین وکیل مقررہ نے مقدمہ سے استعفا
۲۹۶ دیا اوس اپیل مین کہ جو ہمارے روبرو ہے کوئی استعفا نہین دیا گیا وکیل ذیعلم جو مقرر

(۱) انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۹۵

سنہ ۱۸۹۰ع
برجی لال بنام کنہیا لال

کیا گیا تہا کاغذات ہدایت کو اپنے ہاتہہ مین لیگیا یا اور یہ کہا کہ وہ مقدمہ مین گفتگو نہین کرسکتا بیان حلفی تحریری سے جو ساتہہ درخواست بحال قائم کرنے مقدمہ کے داخل کیا گیا تہا وجہ معقول بہی معلوم ہوتی ہے کہ کاغذات وکیل کے ہاتہہ مین اسقدر دیر سے آئے کہ وہ مقدمہ مین گفتگو کرنیکے لئے تیار نہو سکا جیسا کہ مقدمہ رامچندر پانڈورنگ نائک بنام مادہو پرشوتم نایک (۱) مین ظاہر کیا گیا یہ ایک وجہ معقول واسطے درخواست التواء کے تہی مگر یہ مقدمہ سے استعفا نہ تہا اور نہ غیر حاضری تہی ۔ ہمارے روبرو حوالہ مقدمہ کمل چندر راے چودہری بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ہند اجلاس کونسل (۲) کا بہی دیا گیا بلا شبہا اس مقدمہ سے تائید حجت اپیلانٹ کی ہوتی ہے لیکن ہم اوسکی تقلید نہین کرسکتے ہم نظیر عدالت بمبئی کی تقلید کرنا پسند کرتے ہین اور اوس سے ہمکو اتفاق ہے ۔ ہم اس اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈسمس ہوا

صیغہ نظر ثانی دیوانی

باجلاس سرجان اج صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

دیبی سنگہ (مدعی) بنام محمد اسمعیل خان (مدعا علیہ)

۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۰ع
صفحہ کتاب انگریزی ۲۹۶

اختیار سماعت ۔ عدالتہاے دیوانی و مال ۔ نالش بنام اسامی بید خل بطور ہرجہ بابت استعمال وقبضہ کے ۔ زمیندار و اسامی ۔

اگر کوئی زمیندار لگان کسی اسامی اپنی اراضی زراعتی سے وصول کرنا چاہے تو اوسکو لازم ہے کہ بزمانہ قائم ہونے کاشت کے یا تو اسامی سے نسبت لگان کے جدا گانہ معاملہ کرے یا لگان کو بذریعہ درخواست حسب ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع مقرر کرائے اگر کوئی لگان مقرر نہین کیا گیا تو زمیندار بعد ختم ہونے کاشت کے نالش اوس شخص پر جو ایک وقت مین اوسکا اسامی تہا عدالت دیوانی مین واسطے ہرجہ کے بابت استعمال اور قبضہ اراضی کے نہین کرسکتا مقدمات رام پرشاد بنام دینا کنور (۳) در ادیا پرشاد سنگہ بنام جوگل داس (۴) و دیبی سنگہ بنام جہنو کنور (۵) کا حوالہ دیا گیا مقدمات برج بہون سنگہ بنام صدیلی (۶) و رنجیت سنگہ بنام دیوان گنگا (۷) منسوخ کئے گئے ۔

(۱) مقدمہ نظر ثانی دیوانی نمبر ۶ سنہ ۱۸۹۰ع (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۳۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۳ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۸ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۰ (۵) ایضا جلد ۷ صفحہ ۲۰۹ (۶) ویکلی نوٹس بابت سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۴۰ (۷) ایضا بابت سنہ ۱۸۸۵ع صفحہ ۱

۱۸۹۰ع ۲۹
دیبی سنگھ
بنام
محمد اسمٰعیل خان

یہ ایک درخواست واسطے نظرثانی ایک ڈگری کے تہی جو جج ماتحت میرٹھ نے ایک اپیل میں جو بنا راضی ایک فیصلہ منصف مقام مذکور کے تہا صادر کیا تہا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی سائل نے ایک نیلام میں اراضیات مملوکہ پدر مدعاعلیہ خریدکین اور سے کارروائی حسب دفعہ ۲۰۹ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کرکے مدعاعلیہ کو اراضی سے بیدخل کرادیا اوسنے بعد ازان ایک نالش عدالت منصف مین مدعاعلیہ پر واسطے دلاپانے معاوضہ استعمال اور قبضہ اوس اراضی کے جو اوس نے اسطرح خرید کی تہی مدعاعلیہ نے اس بیان سے دائر کی کہ چونکہ لگان اراضی ابتک تجویز نہین ہوا لہذا دعوی قابل سماعت عدالت مال نہین ہے مدعاعلیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ دعوی قابل سماعت عدالت دیوانی نہین ہے ۔ عدالت مرافعہ اولی المنصف میرٹھ نے یہ تجویز کی کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی ہے اور مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی ۔ مدعاعلیہ نے اپیل کیا ۔ عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت میرٹھ) نے یہ تجویز کی کہ نالش عدالت دیوانی مین نہین ہو سکتی اور منسوخی ڈگری منصف کے مدعی کی نالش کو ڈسمس کیا بنا راضی اس ڈگری کے درخواست نظرثانی حال منجانب مدعی پیش ہوئی ۔

بابو جیون چند رمکرجی منجانب سائل ۔

فریق مخالف جوابدہ نہین ہوا ۔

اینج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ یہ نالش واسطے معاوضہ استعمال اور قبضہ اراضی زراعتی کے تہی بلحاظ روئداد مسل کے مدعی نے حقوق زمینداری پدر مدعاعلیہ کے خرید کئے تہے مگر یہ معلوم نہین ہے کہ آیا اراضی جسکے قبضہ کی بابت معاوضہ کا دعوی کیا گیا ہے اراضی سیر زمیندار سابق کی تہی یا نہین ۔ ایک امر صاف ظاہر ہے کہ مدعی نے بذریعہ کارروائی حسب دفعہ ۲۰۸ ۔ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کے مدعاعلیہ کو اراضیات سے جنسے یہ دعوی متعلق ہے بیدخل کرایا تہا وہ حکم بیدخلی بموجب ایسی کارروائی کے حاصل نہین کرسکتا تہا بجز اسکے کہ مدعاعلیہ اوسکا اسامی اوس اراضی کا شت کا تہا اگر مدعی یہ چاہتا تہا کہ ڈگری لگان حاصل کرے اور مدعاعلیہ سے معاملہ بابت لگان قابل ادا کے اوسوقت نہین ہوا تہا جبکہ مدعاعلیہ اوسکا اسامی تہا تو اوسکو چاہئے تہا کہ تشخیص لگان کی اوسوقت بذریعہ درخواست حسب ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کرالیتا جب کہ کاشت قائم تہی ۔ مسٹر جیون چند رنے یہ بحث کی کہ چونکہ
۲۹۸ لگان کی تشخیص بزمانہ کاشت نہین کی گئی اور نہ اوسکی بابت معاملہ باہمی ہوا تو اب عدالت

سنہ ۱۸۹۹ع
دیبی سنگھ
بنام
محمد اسمٰعیل خان

مال لگان کی تنقیح نہ کریگی بلاشبہ عدالت مال کا تنقیح لگان ایسی کاشت کا کرنا جواب موجود
نہین ہے قرین عقل ہے کیونکہ اوسعدالت کو اوسکام کرنیکے لیے ہین مسٹر جیون چند رنے
یہ بھی حجت کی کہ بسند فیصلجات ٹرل صاحب جسٹس معدودہ مقدمہ برج بھون سنگھ
بنام مہدی علی (۱) و رنجیت سنگھ بنام دیوان سنگھ (۲) عدالت دیوانی مجاز اسکی نہی کہ مدعیکو معاوضہ
واسطے استعمال اوسکی اراضی کے جو مدعا علیہ نے استعمال کی دلا وے گو وہ دعوی از
نام لگان ڈگری نہین کرسکتی ظاہرا ٹرل صاحب جسٹس نے یہ فراموش کیا کہ اونہون نے
تجویز جلسہ دو حکام کی سنہ ۱۸۷۸ع مین صادر کی تہی جو صریحا مخالف اوس راے کے تہی جو اونہون
نے سنہ ۱۸۸۲ع و سنہ ۱۸۸۳ع مین ظاہر کی سر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس اور ٹرل صاحب
جسٹس نے بمقدمہ رام پرشاد بنام دینا کنور (۳) یہ تجویز کی اور ہماری دانست مین صحیح طور پر
کہ ایسے مقدمہ مین زمیندار نالش بابت استعمال اور قبضہ کے نہین کرسکتا اگر وہ لگان اپنی اسامی
سے بذریعہ عدالت وصول کرنا چاہتا ہے تو وہ بابت لگان کے اپنے اسامی سے معاملہ
کرے بشرطیکہ ایسی صورت ہو جسمین ایسا معاملہ کرنا جائز اور نہ خلاف احکام ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع
کے ہو اور اوسکا نفاذ بموجب ایکٹ مذکور کے ہوسکتا ہو یا اوسکو لازم ہے کہ تنقیح لگان بموجب
ایکٹ کے کرائے اور تب وہ نالش واسطے باقیات لگان کے جو اسطرحپر اسامی نے قبول کیا
ہو یا جو بموجب ایکٹ کے قرار دیا گیا ہو کرسکتا ہے اور وہ نالش عدالت مال مین کرسکتا ہے
کہ صرف اوسی عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے اس راے قانونی کی تائید تجویز عدالت
ہذا معدودہ مقدمہ رادہا پرشاد سنگھ بنام جگل داس (۴) سے ہوتی ہے بعض فیصلجات
متعلقہ امر ہذا کا حوالہ مقدمہ دیبی سنگھ بنام جنوبیگم کنور (۵) مین دیا گیا ہے زمینداروں کو لازم
ہے کہ قانون مندرجہ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع کی تعمیل کرین ورنہ اونکو چارہ کار نہ صرف عدالت
مال مین بلکہ عدالت دیوانی مین بہی بابت معاوضہ قبضہ اراضی کے حاصل نہوگا یہ مقدمہ ہمارے ۲۹۹
روبرو بطور ایک درخواست نظرثانی بنا راضی تجویز عدالت دیوانی مشعر ڈسمسی نالش کے
پیش ہوا ہم اس درخواست کو ڈسمس کرتے ہین۔

درخواست ڈسمس کی گئی

(۱) ویکلی نوٹس بابت سنہ ۱۸۸۲ع صفحہ ۱۳۰ (۲) ویکلی نوٹس بابت سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۱۰۱ (۳) انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۳ صفحہ ۵۱۵ (۴) انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۵ (۵) انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۹

۱۹۱۰ء
۴ - فروری
صفحہ کتاب انگریزی
۲۹۹

باجلاس سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

کمر کہنا تھہ (سائل) بنام سندر ناتھہ (فریق مخالف)[*]

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۰۳ و ۴۰۷ و ۴۰۴ ۔ درخواست اجازت نالش بصیغہ مفلسی مین ۔ سائل کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اوسکو معقول اور موجودہ بنائے مخاصمت حاصل ہے ۔

فقرہ ج دفعہ ۴۰۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف امر اختیار سماعت سے متعلق نہین ہے بلکہ سائل کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اوسکو بنائے مخاصمت معقول اور موجودہ قابل نفاذ بحکم عدالت جو اور جسکی چارہ جوئی مطلوب ہو حاصل ہے مقدمات جتر پال سنگہ بنام راجہ رام (۱) و دولاری بنام بلبھہ داس پرا گجی (۲) و جگندر تیرتھا سامی بنام سودھیندر تیرتھا سامی (۳) کا حوالہ دیا گیا ۔ مقدمہ گوکار نگ ناتھ اماں بنام گوکا و نکٹا جیلا پتی نیو دن (۴) سے اختلاف کیا گیا ۔ مقدمہ و نیکو بائی بنام لکشمن وکرم کو ت (۵) ممیز کیا گیا ۔

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین ۔

مسٹر ایس ایس سنگہ و پنڈت مدن موہن مالوی منجانب سائل ۔

منشی رام پرشاد و پنڈت سندر لال منجانب فریق مخالف ۔

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ یہ ایک درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس استدعا سے ہے کہ عدالت ہذا نظر ثانی ایک حکم جج ماتحت گورکھپور کی کرے جسکی روسے درخواست اجازت نالش بصیغہ مفلسی نا منظور کی گئی سائل نے یہ بیان کیا کہ وہ سب سے بڑا چیلہ مہنت مشوق کا تھا اور جس وقت کہ وہ زیارت کرنے گیا تھا مہنت فوت ہوا اور اوس شخص نے جسکو مدعا علیہ نالش بنانا منظور تھا ناجائز طور پر گدی اور عہدہ مہنت سندر پر دخل کر لیا اور سائل نے یہ بیان کیا کہ بموجب قانون اور رواج کے وہ مستحق گدی ہے ہم اس جگہ پر یہ رائے ظاہر کر سکتے ہین کہ یہ بیان نہایت ۳۷۰

[*] نظر ثانی دیوانی نمبر ۶۰ سنہ ۱۹۰۹ء ۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۶۰ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۱۹۷ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۲۱۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۶۱۷ ۔

سنہ ۱۸۹۶ع
گومہ نامگ
بنام
سند ناتھ

مبہم ہے قریب قریب جملہ ان مقدمات وراثت گدی مندرون مین توریث حسب رواج اولین
فرزند کے ہوئی ہے جسکو مندر وقف کیا گیا ہو بعض صورتون مین مہنت اپنا جانشین نامزد
کرتا ہے اور وہ جانشین بوقت وفات مہنت بوجہ اپنی نامزدگی کے مستحق ہو جاتا ہے دوسری
صورتون مین قائم مقام بانی مندر کا جانشین مقرر کرتا ہے اور صورتون مین جانشین کو
مہنت مندر یا سے عمر رسیدہ چیلہ ارسے مقرر کرتے ہین لیکن تحقیقات جو ہم نے بیان کین
جامع نسبت اون رواج کے نہین ہین جنکا ایسی صورتون مین متعلق ہونا تجویز ہوا ہے
پس محض یہ بیان کہ ازروے قانون و رواج کے دعویدار مستحق گدی کسی مندر کا ہے
ہماری راے مین واسطے اظہار استحقاق کے کافی نہین ہے کوئی چیز زیادہ علاوہ بیانات
عام کے عرضی دعوی مین ضروری ہے جسمین دعوی قبضہ جایداد کا کیا گیا ہو جو بقبضہ دیگر
شخص کے ہو لیکن ہمیشہ شرط یہ ہے کہ مقدمہ داخل دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کے نہو تا
ہو مقدمات فلپس بنام فلپس (۱) و ڈاکنس بنام لارڈ پنزین (۲) بنسبت قانون متعلق
امر ہذا کے جو انگلستان مین جاری ہے قابل لحاظ ہین ۔

جج ماتحت نے حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اظہار سایل کا نسبت روداد
اوسکے دعوی کے لیا۔ اس امر سے انکار نہین کیا گیا تھا کہ وہ ایک مفلس ہے۔ اظہارات
سے یہ ظاہر ہوا کہ اول درجہ مطابق ایک رواج کے جو خاصکر اس مندر سے متعلق ہے
ایک گھڑا پانی کا گدی پر بصورت مرجانے مہنت کے بزمانہ غیر حاضری اوس شخص کے
رکھا جاتا ہے جو مستحق اوسکی جانشینی کا گدی پر ہو یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ ایسا اسمقدمہ
مین کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مدعا علیہ گدی پر بلا مزاحمت کثیر منجانب مندر کے
پنچون کے قابض ہوا بلحاظ ان واقعات کے جج ماتحت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سایل نے
بادی النظر مین کوئی بناے مخاصمت معقول ثابت نہین کی اور درخواست اجازت نالش
بصیغہ مفلسی نامنظور کی ۔

۳۰۱ یہ حجت کی گئی ہے کہ یہ مقدمہ داخل نظیر ہائیکورٹ بمبئی مصدرہ مقدمہ دینکو بائی
بنام لکشمن وتکو باکھوٹ (۳) ہے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ اسصورت سے متعلق

(۱) لارپورٹ کوئنس بنچ ڈویزن جلد ۴ صفحہ ۱۲۰ (۲) لارپورٹ مقدمات اپیل جلد ۴ صفحہ ۵۵
(۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۲۱۰ ۔

سنہ ۱۸۹۹ء
گر گرمدہ نامنہ
بنام
سندہ نامنہ

نہیں ہے اسقدر مین صاحب جج نے بنسبت اس امر کے غور کیا کہ آیا سائل نے ایسی وجوہ پیش کی تھین کہ جنسے یہ معلوم ہو کہ اوسکو ایک بناے مخاصمت قرین قیاس حاصل ہے یا نہین یہ صریح ظاہر ہے کہ محض بیانات مندرجہ عرضی دعوی جو درخواست اجازت نالش بصیغہ مفلسی کے ساتھہ شامل کیجاتی ہے بطور تنہا ثبوت اوس امر کے کہ جسپر فیصلہ اس بات کا منحصر ہے کہ آیا سائل کے بیانات سے حق نالش ثابت ہوتا ہے یا نہین قبول نہین کیجا سکتی اگر بیانات عرضی دعوی تنہا وہ امور ہون جنکو دیکھنا چاہیے اور سائل مسلمۂ مفلس ہو تو منظوری درخواست نالش بصیغہ مفلسی اس امر پر منحصر نہوگی کہ آیا روئداد اوسکے مقدمہ کی کیسی ہے بلکہ لیاقت اوس شخص پر منحصر ہوگی جسنے اوسکی درخواست اور عرضی دعوی کا مسودہ مرتب کیا ہو اور دیکھنا روئداد کا حسب دفعہ ۴۰۷ فضول ہوگا۔

عدالت ہذا نے مقدمہ چترپال سنگہ بنام راجہ رام (۱) یہ تجویز کی کہ فقرہ ج دفعہ ۴۰۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی تنہا امر اختیار سماعت سے متعلق نہین ہے بلکہ سائل کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اوسکو بادی النظر مین بناے مخاصمت معقول اور موجودہ حاصل ہے جسکی نفاذ عدالت سے ہو سکتا ہے اور جسکا جواب طلب کیا جا سکتا ہے اوس تجویز اجلاس کامل کا حوالہ جارڈین صاحب جسٹس نے پسند کر کے مقدمہ دولاری بنام [illegible] پراگجی (۲) دیا تھا اور اگرچہ ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ کو کارنگا نائک امّل بنام کوکا ونکیا چیلا پتی نیودو (۳) کوئی راے مختلف قائم کی تاہم ہمیں لازم ہے کہ نظیر اجلاس کامل خود اپنی عدالت کی پیروی کرین ہم کہہ سکتے ہین کہ ہم کلیتاً اوس نظیر اجلاس کامل کو پسند کرتے ہین مزید بران عدالت مدراس نے مقدمہ چھندر تھاسامی بنام سودھندر تھاسامی (۴) تقلید مقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ کی نہین کی بالفرض اسکے کہ نظیر اجلاس کامل صحیح ہے اور ہم یہی فرض کرتے ہین تو اس امر کا فیصلہ کرنا کہ آیا سائل کے بیانات سے حق نالش ظاہر ہوتا ہے یا نہین امر اختیار سماعت کے تحت کے تھا احکام عالیجاہ پریوی ۳۰۲
کونسل نے مقدمہ راجا امیر حسن خان بنام شیو بخش سنگہ (۵) یہ تجویز کی کہ جب کسی عدالت کو اختیار

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۱۹۹ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۳ صفحہ ۱۲۲
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۶
(۵) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۷

سنہ ١٩٠٥ع
کمر گہند ناتھ
بنام
سند ناتھ

فیصل کرنے کسی امر کا ہو اور وہ اوسکا فیصلہ کرے تو ہائی کورٹ حسب دفعہ ٦٢٢ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے محض اس وجہ سے دست اندازی نہیں کر سکتی کہ عدالت نے اوس امر کا فیصلہ غلط کیا۔ مقدمہ مین کوئی بحث خلاف قانون ہونے یا بیضابطگی اہم کی نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جج ماتحت کو اختیار فیصل کرنے اس کا تھا اور اونہوں نے اوسکو فیصل کیا اونہوں نے کوئی امر خلاف قانون یا خلاف ضابطہ نہیں کیا اور اس امر پر غور کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا اونسے فیصلہ امر مذکور کا صحیح یا نادرست کیا۔ ہم دست اندازی نہیں کر سکتے۔ ہم اس درخواست کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

درخواست ڈسمس کی گئی

صیغہ اپیل دیوانی

سنہ ١٩٠٥ع
٧ فروری
منقولہ کتاب انگریزی
٣٠٢

باجلاس سر جان ایج صاحب نائٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

چنی لال (مدیون ڈگری) بنام ہرنا مداس (ڈگریدار)[*]

اجرائے ڈگری۔ ایکٹ نمبر ٤ سنہ ١٨٨٢ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ٨٩۔ حکم قطعی نیلام۔ حد سماعت۔ ایکٹ نمبر ١٥ سنہ ١٨٧٧ع (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ٢ مد ١٧٩

اوس درخواست سے جو واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے حسب دفعہ ٨٩ ایکٹ انتقال جایداد مصدرہ سنہ ١٨٨٢ع ہو مد ١٧٩ ضمیمہ ٢۔ ایکٹ حد سماعت سنہ ١٨٧٧ع متعلق ہے۔ مقدمہ رادہ بہاری لال بنام نگمیس لال (١) کا حوالہ دیا گیا۔ مقدمہ زبیر سنگہ بنام درگپال سنگہ (٢) منسوخ کیا گیا۔

یہ اپیل ایک درخواست سے پیدا ہوا جو واسطے حکم قطعی نیلام کے حسب دفعہ ٨٩۔ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ١٨٨٢ع پیش کی گئی تھی۔ ریسپانڈنٹ نے ڈگری نیلام حسب دفعہ ٨٨۔ ایکٹ انتقال جایداد کے ٣٠ مارچ سنہ ١٩٠٣ع کو بنام اپیلانٹ حاصل کی از روے ڈگری کے چھ ماہ کی میعاد واسطے ادائے زر ڈگری کے دی گئی میعاد مذکور ٣٠ ستمبر سنہ ١٩٠٣ع کو ختم ہوئی ١٠ مارچ سنہ ١٩٠٤ع کو ڈگریدار ریسپانڈنٹ نے حکم نیلام کی حسب دفعہ ٨٩۔ ایکٹ ٣٠٣

[*] اپیل اول نمبر ٢٨ سنہ ١٩٠٤ع بنارا ضی حکم بابو بیجناتھ جج ماتحت شاہجہانپور مورخہ ٤ اجون سنہ ١٩٠٤ع

(١) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ٢٣ صفحہ ٢٨٨۔

(٢) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ١٧ صفحہ ٢٣

سنہ ۱۸۹۶ء
چھنی لال
بنام
ہرنام داس

انتقال جایداد کے درخواست کی یا اول درخواست واسطے اجراے ڈگری با تقریر معاون اجراے ڈگری سے کے پیش کی گئی۔ عدالت مرافعہ اولی (منصف ببولی) نے یہ تجویز کی کہ درخواست مین تمادی عارض ہے بر طبق اپیل منجانب ڈگریدار عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت بجھیا) نے یہ تجویز بتقلید فیصلہ زبیر سنگہ بنام درگپال سنگہ (۱) کی کہ درخواست مین تمادی عارض نہین ہے اور بعنوخی ڈگری منصف کے حکم واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا۔ بنا راضی حکم واپسی مدیونڈگری نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ڈی این بنرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

اِج صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۳۰ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا نے ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کے بنام اپیلانٹ عدالت ہذا حاصل کی از روے ڈگری کے مہلت چھ ماہ کی واسطے ادا ے زر ڈگری کے دی گئی وہ میعاد ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو ختم ہوئی ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو رسپانڈنٹ ڈگریدار نے درخواست حکم نیلام حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد کے پیش کی یہ اول درخواست واسطے اجراے ڈگری یا کئے جانے تقریر معاون اجراے ڈگری کے پیش کی گئی۔ عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ درخواست مین ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء عارض ہے اور اوسکو ڈسمس کیا۔ بر طبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے بتقلید فیصلہ مقدمہ زبیر سنگہ بنام درگپال سنگہ (۱) یہ تجویز کی کہ کوئی میعاد سماعت واسطے ایسی درخواست کے مقرر نہین کی گئی اور حکم عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا اور حکم حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے واپسی مقدمہ کے صادر کیا۔ بنا راضی اوس حکم واپسی کے یہ اپیل دائر ہوا ایک اجلاس کامل عدالت ہذا نے مقدمہ مراو دہ بہاریلال بنام جگیشر لال (۲) یہ تجویز کی کہ درخواست صدور حکم حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد ایک کارروائی اجراے ڈگری اور تابع قواعد ضابطہ متعلقہ ایسے معاملات کے ہے فیصلہ اجلاس کامل کو متعلق کر کے ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ درخواست صدور حکم حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد ایک ایسی درخواست ہے جس سے مد ۱۷۹ ضمیمہ دوم ۳۰۴

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۱۰۴۔

سنہ ۱۸۹۹ء
جنی لال
بنام
ہیرا مراس

ایکٹ حد سماعت ہند مصدرہ سنہ ۱۸۷۷ء سے متعلق ہے اور اسوجہ سے بلحاظ دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور کے اوسکو عدالت مرافعہ اولی نے صحیح طور پر ڈسمس کیا - اگر ہم یہ تجویز کریں کہ کوئی میعاد ایسے مقدمہ کے لئے جیسا کہ یہ ہے نہیں ہے تو ڈگریدار بلا زائل کرنے کسی حقوق کے اپنی درخواست حسب دفعہ ۹۰ کا پیش کرنا بجائے اس سال تک بعد اوس تاریخ کے ملتوی کر سکتا ہے کہ جسکو اوسنے اپنی ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جایداد کے حاصل کی کیونکہ ایکٹ حد سماعت مین کوئی امر مانع اوسکی درخواست کا نہوگا اور دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہوگی - ہم یہ اپیل معہ خرچہ عدالت ہذا و عدالت ماتحت منظور اور حکم زیر اپیل کو منسوخ اور اپیل عدالت ماتحت کو ڈسمس کرکے ڈگری مرافعہ اولی کو بحال و منظور کرتے ہین -

اپیل ڈگری ہوا

باجلاس سرجان اجّ صاحب نئٹ چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۰ فروری سنہ ۱۸۹۱ء
مطابق کتاب انگریزی صفحہ ۳۰۲

دیاکشن (فریق مخالف) بنام ننہی بیگم وغیرہ (سائلان)*

اجراے ڈگری - حد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ - درخواست عدالت مناسب مین - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۴

درخواست حسب دفعہ ۲۰۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے کوئی میعاد جدید حد سماعت کی شروع نہین ہوتی اور وہ بطور ایک ایسی درخواست کے جو عدالت مناسب مین واسطے کرنے تدبیر بطاون اجراے ڈگری کے پیش کی گئی ہو متصور نہین ہو سکتی مقدمات کشن سہاے بنام کلکٹر الہ آباد (۱) قرسی رام بنام مان سنگہ (۲) و کالو راے بنام فہیمن (۳) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات اس مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

بابو جوگندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹ -

منشی غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹان -

اجّ صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہ اپیل اوس کارروائی

* اپیل اول نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۰ء بنا راضی حکم مولوی محمد سراج الدین احمد جج ماتحت آگرہ مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۹۰ء
(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۹۲ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۴

۳۰۵ سنہ ۱۸۹۵ء وبالشن بنام منی بیگم

سے پیدا ہوا جو واسطے اجراء ڈگری کے کی گئی ہے ایک ڈگری نیلام حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء کے ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کو حاصل کی گئی۔ حکم قطعی نیلام کا ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ مذکور کے صادر ہوا۔ ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو درخواست اجرا پیش کی گئی یکم جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کو مدیون ڈگری نے عدالت میں زر ڈگری شدہ ادا کیا جسمیں خرچہ داخل تھا۔ ۲ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کو ڈگریدار نے یہ دریافت کرکے کہ از روے تجویز کے وہ مستحق ایک رقم قریب الــــ کا علاوہ اوس رقم کے تھا جو از روے ڈگری دلائی گئی تھی حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہ درخواست کی کہ ڈگری مطابق تجویز کے بنائی جاوے کسی وجہ سے جو بیج ہنس کو کبھی معلوم ہوگی داگر کوئی وجہ مطلق اونکو معلوم ہوا جسکے رو برو وہ درخواست پیش کی گئی تھی اونھون نے درخواست مذکور کو تاریخ ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء داخل دفتر کیا ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو ڈگریدار نے ایک دوسری درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ اوسی مضمون کی جیسی کہ پہلی درخواست تھی پیش کی اور ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء کو ڈگری مطابق تجویز کے بنائی گئی ڈگریدار نے اپنی درخواست مابعد کے پیش کرنے مین ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء تک توقف کیا درخواست مذکور واسطے اجراء ڈگری مرتمہ کے تھی وہ درخواست اس بنا پر ڈسمس کی گئی کہ اوسمین تمادی عارض ہے بنا راضی حکم ڈسمسی درخواست مذکور یہ اپیل دایر کیا گیا بجز اسکے کہ ڈگریدار مستحق اسکا ہو کہ اوسکی درخواست مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء و درخواست مورخہ ۲۸ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء بطور ایسی درخواستون کے متصور ہون جو عدالت مجاز مین بغرض تدبیر معاون اجراء ڈگری پیش کی گئین اجراء ڈگری پر حسب ۱۷۹ ضمیمہ دوم ایکٹ حد سماعت بعد صدرہ ۱۸۷۷ء تمادی عارض ہے کیونکہ آخر درخواست اجراء ڈگری مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء تھی۔

بمقدمہ کشن سہاے بنام گلگن (الہ آباد) (۱) یہ تجویز ہوئی تھی کہ درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض مطابق کرنے ڈگری کے تجویز سے دراصل ایک درخواست تجویز ثانی تھی اور اوسکی روسے حسب دفعہ ۱۷۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایک میعاد جدید سماعت کی شروع ہوتی ہے۔ ہم کاروائی مقتضیہ دفعہ ۲۰۶ کو کسیطرح پر اوس قسم کی تصور نہین کرسکتے ۳۰۶ کہ جیسی کارروائی حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے ہے بصورت اول الذکر یعنی کارروائی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

دفعہ ۲۰۶ مین بنسبت صحت تجویز کے اعتراض نہین ہوتا اوسکا صحیح ہونا فرض کیا جاتا ہے بلکہ سنہ ۱۹۰۸ء
اختیار عدالت سماعت اس امر سے پیدا ہوتا ہے کہ حسب طور کہ ڈگری مرتب اور دستخط کی گئی وہ دیکشن
مطابق تجویز کے نہین ہے صورت آخرالذکر یعنی کارروائی دفعہ ۲۴۴ مین نہ صرف بنسبت بنام
صحت ڈگری بلکہ صحت تجویز کے بہی اعتراض کیا جاتا ہے اور اگر درخواست حسب دفعہ نبی بیگم
۲۴۴ منظور ہو تو نالش یا اپیل کی جس سے وہ متعلق ہو سماعت مکرر ضروری ہوجاتی ہے
صورت اول الذکر مین سماعت مکرر نہین ہوتی اوس جزو فیصلہ مصدرہ مقدمہ کرشن سہاے
بنام کلکٹر الہ آباد کی جسکا ہم نے حوالہ دیا اسٹریٹ صاحب جسٹس نے توضیح مقدمہ
کالو راے بنام فہیمن (۱) اس بنا پر کی تہی کہ گو ظاہرا درخواست مقدمہ کرشن سہاے
بنام کلکٹر الہ آباد حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے کی گئی تہی لیکن وہ کارروائی جو کی گئی صرف حسب
دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے عمل مین آسکتی تہی ہمکو اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا توضیح
مذکور صحیح تہی یا نہین فیصلہ مقدمہ کالو راے بنام فہیمن سے ظاہر ہوتا ہے کہ درخواست حسب
دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے کوئی جدید میعاد سماعت شروع نہین ہوتی اور اوس
درخواست کی نسبت یہ تصور نہین کیا جاسکتا کہ وہ ایک درخواست بعدالت مناسب
واسطے تدبیر معاون اجرا کے تہی یہ بات کہ یہ صورت ہے ملاحظہ دفعہ ۱۷۹ فقرہ ۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ
۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء سے ظاہر ہے درخواست حسب فقرہ مذکور مطابق قانون کے عدالت مناسب
مین واسطے اجرا کے یا کسی تدبیر معاون اجراے ڈگری کے گذرانی جانے از رو ے
تشریح ۲ دفعہ ۱۷۹ کے عدالت مناسب سے مراد اوس عدالت سے ہے جسکا کام اجرا کرنے
ڈگری کا ہے عدالت جاری کنندہ ڈگری ممکن ہے کہ ایسی عدالت ہو یا نہو جسکو اختیار
کرنے کارروائی کا برطبق درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے حاصل ہو اور اگر وہ عدالت
وہی عدالت ہو جسنے ڈگری صادر کی تو اوسکا کام بحیثیت عدالت جاری کنندہ ڈگری کے
وہی نہین ہے جو اوسکا کام بطور عدالت صادر کنندہ ڈگری کے تہا اجراے ڈگری مین عدالت ۳۰۷
جاری کنندہ کو ڈگری جیسی کہ وہ جاری کرتی جاے وہ کسی طریق سے ڈگری کو ترمیم یا تبدیل
نہین کرسکتی اوسے بہرحال ڈگری کی تعبیر کرنا لازم ہے ڈگری اجرا طلب ممکن ہے کہ ڈگری
ہائیکورٹ ہو اور عدالت مناسب واسطے اجراے ڈگری مذکور کے ممکن ہے کہ عدالت

(۱) انڈین لا ریورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۲

سنہ ۱۹۰۵ء وتیاگ شن بنام نبی بیگم

منصف ہو جسنے ابتدائے نالش فیصل کی تہی منصف حسب دفعہ ۲۰۶ بابت کسی ڈگری مصدرہ عدالت اپیل کے کارروائی نہین کرسکتا اور اوسکو بحیثیت عدالت جاری کنندہ ڈگری کے یہ لازم ہے کہ ڈگری کو جاری کرے عام اس سے کہ وہ اوسکو پسند یا ناپسند کرتا ہو گو وہ ڈگری خود اوسکی صادر کی ہوئی ہو ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ درخواستہا مورخات ۵- جولائی سنہ ۱۹۰۳ء و ۲۰- نومبر سنہ ۱۹۰۵ء ایسی درخواستین نہ تہین جو عدالت مناسب مین حسب مراد دفعہ ۱۷۹ واسطے تدبیر معاون اجرائے ڈگری کے پیش کی گئی ہون اور اسوجہ سے اجرائے ڈگری مین تمادی عارض ہے یہ تجویز بعد رتن رام بنام مان سنگہ (۱) ہوئی تہی اور وہ بدالنسبت میرے صحیح ہے کہ درخواست مقتضیہ دفعہ ۲۰۶ مجموعہ سے کوئی میعاد جدید بمقصد سماعت کی حاصل نہین ہوتی - ہم اپیل ہذا کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس ہوا

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سرجان اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۵ء ۱۱- فروری محمد شاہ خان بنام [illegible]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد شاہ خان ایکس و دیگر ہا

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۲۱۰- ۲۱۸ ملازم سرکاری نے غلط نوشتہ مرتب کیا - عوام کو نقصان - اہلکار پولیس نے جہوٹی رپورٹ مرتب کی -

ایک ڈکیتی کے ارتکاب کی رپورٹ ایک تہانہ مین کی گئی - اہلکار پولیس مہتمم تہانہ نے اور

وہ رپورٹ جو اوسکے روبرو کی گئی تہی تحریر کی لیکن بعد کو اوس رپورٹ کو تلف کیا اور ایک اور

جہوٹی رپورٹ دربابت ارتکاب بلکہ مختلف جرم کے تحریر کی اور اوسپر مستغیث کے دستخط لیے

اور یہ کوشش کی کہ یہ رپورٹ بنائی اور صحیح رپورٹ تصور کیجاوے جو اوسکے روبرو مستغیث نے

لکہائی تہی -

تجویز ہوئی کہ بربناے واقعات مذکورہ بالا کے اہلکار پولیس مجرم ان جرائم

کا ہوا جو مندرجہ دفعہ ۲۱۸ و ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہین -

اسمقدمہ کے واقعات عدالت کی تجویز مین پورے طور پر بیان کیے گئے ہین -

---

سنہ ۱۹۰۹ع

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
محمد شاہ خان

مسٹر ان ڈبلیو ایم کالون وسی سی ڈوئن منجانب اشخاص ملزم
قائم مقام گورنمنٹ ایڈووکیٹ و مسٹر اے ای رائیونر منجانب سرکار۔

ایچ صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ محمد شاہ خان تھانہ ودولی کا محرر اور قطب الدین تھانہ دار تھے اون کی تجویز بابت اون جرایم کے ہوئی تھی جو ازروے دفعات ۴۰۳ و ۴۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہین قطب الدین بری کیا گیا تھا۔ بنا راضی اس حکم برات کے گورنمنٹ نے اپیل کیا اور اپیل مذکور ہمارے روبرو پیش ہے۔ محمد شاہ خان کی نسبت وہ جرم ثابت قرار دیا گیا تھا جو ازروے دفعہ ۴۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور اوسکی بابت دو سال قید (سخت) کا حکم دیا گیا تھا۔ اوس نے اپیل کیا ہے اور اوسکا اپیل اب ہمارے روبرو پیش ہے۔

گو اسمقدمہ مین شہادت طویل لی گئی تھی واقعات مقدمہ بہت نہایت آسان ہین۔ ۲۴-۲۵ مئی کی شب مین ایک ڈکیتی کا ارتکاب کیا گیا تھا اور اوس ڈکیتی مین ایک شخص عبد الوحید کو جو زمیندار کا کارندہ تھا کسیقدر ضرب پہونچا تھا۔ اولاً وہ تھانہ امروہہ مین بظاہر اسوجہ سے رپورٹ کرنے گیا کہ اوس سے یہ کہا گیا تھا کہ اوس موضع کے ایک شخص روشن کو ایک پہلی ڈکیتی کی رپورٹ تحریر کرلینے مین دقت واقع ہوئی تھی جو حسب مظہرہ اوسی موضع مین ۲۳- کی شب مین واقع ہوئی تھی۔ امروہہ مین اوسکو یہ ہدایت کی گئی کہ اپنی رپورٹ تھانہ ودولی مین کرے جسکے حلقہ مین وہ موضع واقع تھا وہ تھانہ مین بہت رات گئے پہونچا اور اوس نے تھانہ دار کے روبرو بیان کیا اور علی الصباح دوسرے روز ایک رپورٹ کی اوس نے اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ اوس نے یہ ذکر کیا تھا کہ دو ڈکیتیون کا ارتکاب کیا گیا تھا اور یہ کہ اوسنے ایک کتاب پر تین مرتبہ دستخط کئے اور اوسکے کچھ عرصہ بعد پھر اوسکے روبرو ایک کتاب دستخط کرنے کے لیے پیش کی اور اوسنے اوسپر دو یا تین مرتبہ دستخط کئے وہ یہ کہتا ہے کہ اوسکو کوئی چک رسید نہین ملی تھی۔ ایک چک بک جو مطبع سرکاری
۳۰۹ مین سنہ ۱۹۰۱ء مین طبع کی گئی تھی عدالت مین پیش کی گئی اور اوس چک بک مین ایک مثنیٰ ایک ایسی چک بک کا تھا جو مطبع سرکاری مین سنہ ۱۹۰۲ء مین طبع ہوئی تھی اور جسکے دیکھنے سے دیگر نہج پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چک بک سنہ ۱۹۰۱ء کے ساتھ طبع نہین ہوئی تھی۔ اس مثنیٰ مصنوعی پر بظاہر عبد الوحید کی ایک رپورٹ بابت سرقہ کے جسکا ارتکاب موضع مین تین

سنہ ۱۹۰۲ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
محمد شاہ خان

اشخاص سے کیا تھا تحریر تھی بموجب رپورٹ مذکور کے جب ان تین اشخاص نے اپنے گھرون مین اناج وغیرہ رکھدیا عبدالوحید اور اوسکا ملازم بیدار ہوا اور ان اشخاص کو گرفتار کرنے کی کوشش مین زخمی ہوئے ساتھ اس رپورٹ پر عبدالوحید کے اصلی دستخط ہین وہ یہ کہتا ہے کہ اوس نے یہ رپورٹ نہین کی تھی اور ہمکو اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ یہ وہ رپورٹ نہین ہے ضرور کوئی وجہ قوی ہوگی جسکی وجہ سے تھانہ دار اور محرر نے سنہ ۱۸۹۴ء کی چھپی ہوئی چک بک سے ایک تختہ پر جعلی رپورٹ تحریر کی تھی اور اوس رپورٹ پر عبدالوحید کے دستخط کرائے تھے اور وہ رپورٹ بجائے اوس رپورٹ کے رکھی تھی جو پہلے عبدالوحید نے لکھائی تھی اور جسپر اوسنے دستخط کئے تھے۔ محمد شاہ خان یا قطب الدین نے کوئی وجہ اس امر کی بیان نہین کی ہے کہ یہ امر کس طرح پر واقع ہوا کہ سنہ ۱۸۹۴ء کی چھپی ہوئی چک بک مین سنہ ۱۸۹۱ء کی چھپی ہوئی کتاب کا ایک تختہ لگا ہوا تھا۔ کوئی معقول شخص یہ باور نہین کر سکتا ہے کہ جب چک بک سنہ ۱۸۹۱ء مجلد کی جاتی تھی اوس چک بک کا ایک تختہ جو آیندہ حال مین طبع ہوئی تھی غلطی سے لگا دیا گیا تھا اور بوجہ اتفاقات کے وہ رپورٹ جسکی بابت اسقدر مین نزاع ہے اوس ورق پر لکھی گئی جو غلط کتاب مین بوقت جلد بندی غلطی سے لگ گیا علاوہ برین سنہ ۱۸۹۱ء کی چھپی ہوئی کتاب کے جملہ دیگر اوراق پر تین سوراخ کا نشان اوس مقام پر ہے جہان پر ہو کر سلائی کی ڈورا اونھین گذرتی ہے سنہ ۱۸۹۴ء کی کتاب کے ورق مین تین سوراخ مطابق سوراخ سنہ ۱۸۹۱ء کی کتاب کے اور علاوہ برین تین اور سوراخ ہین جو سنہ ۱۸۹۱ء کی کتاب کے سوراخون سے نہین ملتے ہین جو نتائج ان واقعات سے نکلتے ہین اون کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے۔

جو رپورٹ چک بک مین کی گئی تھی اوسکا تحریر کرنا بموجب قواعد محکمہ پولیس کے محرر پر صحیح صحیح لفظ بلفظ بطور اوس آدمی کے جسنے رپورٹ کی تھی بیان کیا تھا قلمبند کرنا فرض تھا اور بموجب اونھین قواعد محکمہ پولیس کے ۳۱۰
اوس رپورٹ پر دستخط کرنا مستغیث پر فرض تھا تاکہ رپورٹ مذکور کے صحیح ہونیکی نسبت وہ اشخاص ذمہ دار ہو جائین۔ اسوجہ سے ہماری راے مین یہ تصور ہونا چاہیے کہ اس رپورٹ کو ان دو اشخاص نے تحریر کیا تھا علاوہ برین چونکہ رپورٹ پر رپورٹ کنندہ یعنی عبدالوحید نے دستخط کئے تھے پس وہ دستاویز جسپر اوسکے دستخط تھے عدالت مین بغرض تکذیب کسی ایسے بیان کے قابل پذیرائی ہوتی جو وہ خلاف اوس رپورٹ کے کرتا اور رپورٹ مذکور اسغرض کے لیے بذریعہ سفینہ طلب کیجا سکتی تھی اور اگر ضرورت ہوتی تو بذریعہ شہادت تھانہ دار اور محرر کے جنکی موجودگی مین وہ تحریر کی

سنہ ۱۹۱۰ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
محمد شاہ خان

گئی تہی اور اوسپر دستخط کئے گئے تہے ثابت کیجا سکتی تہی۔ بلاشک جہوٹی رپورٹ کے مرتب کرنے اور اوسکو بجاے صحیح رپورٹ کے قائم کرنیکی غرض یہ تہی کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع اور مجسٹریٹ ضلع کو علم اس امر کا نہو کہ اوس ضلع کے ایک موضع مین دو ڈکیتیون کے ارتکاب کی رپورٹ کی گئی تہی۔ ہماری رائے مین یہ جرم نہایت سنگین ہے۔ عوام کے فائدہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اہلکاران پولیس رپورٹین ٹہیک اور صحیح طور پر قلمبند کرین یہ امر باعث نقصان عام ہے کہ پولیس جرائم کو مخفی رکہے اور جہوٹی رپورٹ تحریر کیجاے محمد شاہ خان کی اپیل کا فیصلہ کرنے مین ہم یہ خیال رکہینگے کہ وہ نوعمر شخص ہے اور جو کچہہ اوسنے کیا تہا بلاشک بموجب تحریک اور احکام تہانہ دار کے کیا تہا لیکن ہم اوسکے جرم کو خفیف تصور کر کے درگذر نہین کر سکتے ہین۔ ہم اوسکا اپیل ڈسمس کرتے ہین مگر حکم سزا تبدیل کر کے اوسکی نسبت سزاے قید سخت بارہ ماہ کا صادر کرتے ہین جو اوس روز سے محسوب کئے جاوینگے جبکہ اوسکی نسبت عدالت سشن مین تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی تہی۔ بنسبت قطب الدین کے واضح ہو کہ وہ تہانہ مین اہلکار ذمہ دار تہا اوسپر نہ صرف یہ فرض تہا کہ مطابق قانون کے عمل کر کے عمدہ نمونہ دکہلاتا بلکہ حتی الامکان اس امر کی احتیاط رکہنا فرض تہا کہ تہانہ مین اوسکے تحت مطابق قانون کے عمل کرتے ہین۔ ہماری راے مین درمیان اوسکے اور اوسکے ماتحت محمد شاہ خان کے فرق عظیم ہے۔ ہم قطب الدین کی نسبت وہ جرم ثابت قرار دیتے ہین جو ازروے دفعہ ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے بلاشک اوسنے وہ رپورٹ جسپر پہلے دستخط کئے گئے تہے چہپائی یا تلف کی تہی اور ہم اوسکی نسبت ازروے دفعہ مذکور کے حکم سزاے قید سخت دو سال کا صادر کرتے ہین۔ ہم اوسکو اوس جرم کا مجرم بہی قرار دیتے ہین جو ازروے دفعہ ۲۱۸ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے۔ اوس نے ایسا نوشتہ مرتب کیا تہا جسکو وہ غلط جانتا تہا اور یہ جانتا تہا کہ اوس سے احتمال عوام کو نقصان پہونچنے کا ہے۔ وہ نوشتہ جسکی بابت ہم اوسکو ازروے دفعہ ۲۱۸ مجرم قرار دیتے ہین جہوٹا نوشتہ تہا جسپر اوسنے دوسری مرتبہ عبد الوحید کے دستخط کرائے تہے۔ ہم ازروے دفعہ ۲۱۸ قطب الدین کی نسبت حکم سزاے قید سخت دو سال کا صادر کرتے ہین۔ حکم سزاے آخر الذکر بعد انقضاء پہلی میعاد سزا کے نافذ ہوگا۔ قطب الدین کی گرفتاری کے لئے فوراً وارنٹ جاری کیا جاے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرجان اسٹینلی صاحب نائب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۹ء ۱۲۔ فروری

شاہ محمد خان وغیرہ (مدعاعلیہم) بنام ہنونت سنگہ (مدعی) *

صفحہ کتاب انگریزی ۳۱۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۰۸ - درخواست منسوخی ڈگری جو یکطرفہ صادر ہوئی - حد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۱۶۴ - نالش تقسیم - نوعیت ڈگری جو ایسی نالش مین صادر ہو - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۹۶ - اجرائے حکم مرد واسطے تقسیم تجویز کے

کارروائی امین جو حسب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کسی نالش تقسیم مین واسطے حد بندی اون حصص کے مقرر ہو جو مختلف اشخاص فریق نالش کو دلائے گئے ہون اجرائے حکم کا واسطے نفاذ تجویز کے حسب مراد مد ۱۶۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء کے نہین ہے مقدمہ دوارکا ناتھ سمر بنام برندا ناتھ مصر (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

اس مقدمہ مین ریسپانڈنٹ نے ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کو ڈگری تقسیم بعض جایداد غیر منقولہ جسکی بابت مالگذاری ادا نہین کیجاتی تھی بنام شاہ محمد خان وغیرہ حاصل کی یہ ڈگری از قسم ڈگری درمیانی تھی جو قابل اجرا اوسوقت تک نہ تھی کہ واقعی حصص فریقین نالش مناسب طور پر بذریعہ کارروائی محکومہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بذریعہ حدبندی کے علحدہ کیے جائین۔ ایک درخواست جسکو عدالت صادر کنندہ ڈگری (جج ماتحت میرٹھ) نے بطور درخواست اجرائے ڈگری کے بیان کیا ریسپانڈنٹ نے ۳ فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو پیش کی اور مطابق اوسکے ایک امین واسطے تیاری قرعہ جات تقسیم کے بھیجا گیا امین نے ۳ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کو پیمایش جایداد کی اور قرعہ جات تیار کیے اور ۱۰ مارچ کو عدالت مین رپورٹ ارسال کی جسکی بنا پر اطلاعنامہ بنام مدعاعلیہم بہ تقرر ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء واسطے مخصوص کرنے اون قرعون کے ما بین فریقین کے جو امین نے تیار کیے تھے جاری ہوا اوس تاریخ پر بعض مدعاعلیہم نے حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست منسوخی ڈگری ۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء اس بنا پر پیش کی کہ وہ یکطرفہ بلا تعمیل اطلاعنامہ مناسب کے اون پر صادر ہوئی تھی یہ درخواست جج

* اپیل اول نمبر ۵۹ سنہ ۱۹۰۸ء بجانب حکم پنڈت رائے اندر نراین جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۹۰۸ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۴

سنہ ۱۹۰۹ء
شاہ محمد خان بنام ہمونت سنگھ

نے اس بنا پر ڈسمس کی کہ اوسمین تمادی عارض ہے کیونکہ اونکی یہ راے ہوئی کہ امین کا واسطے حد بندی قرعہ جات کے بھیجنا مساوی تعمیل حکمنامہ نفاذ فیصلہ کے حسب مراد مد ۱۷۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت ۱۸۷۷ء کے ہے - بنا راضی اس حکم ڈسمسی کے سائلان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹان -

پنڈت موتی لال منجانب رسپانڈنٹ -

ایچ صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - یہ اپیل ایک نالش تقسیم جایداد غیر منقولہ مین جو مالگذار سرکار نہ تھی پیدا ہوا عدالت نے جسمین وہ نالش ہوئی تھی ڈگری تقسیم صادر کی جسکو ضرور ہے کہ ہم بطور ڈگری درمیانی کے تعبیر کرین مگر با انیہمہ حسب مراد دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے وہ ایک ڈگری تھی جس کی روسے حقوق فریقین نالش مین کئے گئے تھے یعنی دراصل وہ ایک ڈگری درمیانی مشعر استقرار حقوق فریقین تھی - واضح ہو کہ نالشات تقسیم جایداد غیر منقولہ مین جسکی مالگذاری سرکار ادا نہ کی جاتی ہو - عدالت بلا شبہہ اگر اوسکے روبرو ایسا ثبوت ہو کہ جسکی روسے وہ ڈگری نہ صرف مشعر استقرار حقوق فریقین بلکہ واقعی بتعین خاص رقبہ جات اراضی یا کمرون یا اجزاے مکانات کے جیسی کہ صورت ہو جسکا قبضہ فریقین کو بعد تقسیم کے
۳۱۳ دلایا جائیگا صادر کر سکے تو وہ ایسی ڈگری بلا استعمال ضابطہ معینہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کر سکتی ہے اور ڈگری جو اسطرحپر صادر کیجاے صیغہ اجرا مین نافذ کیجاسکتی ہے اور قبضہ رقبہ او کمرون وغیرہ کا فریقین کو باجراے ڈگری دلایا جاسکتا ہے لیکن جبکہ (جیسی کہ صورت اکثر واقع ہوتی ہے) عدالت کے روبرو ثبوت ضروری واسطے صادر کرنے ایسی ڈگری کے نہو تو ضرور ہے کہ وہ ایک ڈگری ابتدائی یا درمیانی قسم استقرار یہ صادر کرے اور بعد ازان ضابطہ مندرجہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر بذریعہ تقرر کمشنر یا کمشنران کے عمل کرے جسکا کام یہ ہوگا کہ دخلدہانی کرین کیونکہ اوس وقت کوئی ایسی ڈگری نہوگی جسکا اجرا بذریعہ دخل دینے کے ہو سکے بلکہ اوسکو چاہیے کہ فریقین کو حصے دے یا ایسی رقمین دلاوے (جبکہ روپیہ دلایا جاوے) اور بعد اسکے ایک رپورٹ نسبت تقرر حصص کے تیار کرے اور اوسپر دستخط کرے اور حصص کو بذریعہ پیمایش اور

سنہ ۱۸۹۰ء

شاہ محمد خان
بنام
ہونت سنگھ

حدود کے اگر اوسکو ایسا حکم دیا گیا جو متغیر کرے کمشنر یا کمشنران کو لازم ہے کہ رپورٹ
مذکور عدالت مین ارسال کرے اور عدالت بعد فریقین کو موقع اعتراض دینے کے نسبت
رپورٹ کے رپورٹ اور کارروائی کمشنر یا کمشنران کو منسوخ کرے اور کمیشن جدید جاری
کرے یا ڈگری مطابق رپورٹ کے صادر کرے جو ڈگری کہ مطابق رپورٹ مذکور کے
صادر ہو وہ ایسی ڈگری ہوگی جسکی روسے خاص حصص یا رقبہ جات یا کمرے وغیرہ دلائے
گئے اور اگر جسصورت مین کہ ممکن ہو یہ چیزین بذریعہ پیمایش اور حدود یا دیگر بیانات
مناسب کے متمیز کیجائینگی اور ہر فریق کو قبضہ اوس جایداد کا دلایا جائیگا جو اوسکے قسمہ
مین آئی ہو صورت آخر الذکر مین جو ہم نے بیان کی ڈگری قطعی صادر ہوگی یہ صحیح ہے
کہ ڈگری درمیانی بتقلید اوس اصول کے جو حکام پریوی کونسل نے قرار دیا ہے
قابل اپیل ہوگی مگر باوجود اسکے وہ ڈگری آخر یا ایسی ڈگری نہوگی جو قابل اجرا نہ ہو
بجز شاید اوس خرچہ کے جو اوسکی روسے دلایا گیا ہو وہ محض از قسم ڈگری درمیانی
اور استقراریہ کے ہے ایسی صورت مین جیسی کہ یہ ہے جو دوسری قسم مین داخل
ہے تقرر کمشنر خواہ وہ امین عدالت ہو یا کوئی اور شخص اجراے حکمنامہ اجراے ڈگری
نہین ہے اور نہ کوئی کارروائی کمشنر مذکور تعمیل حکمنامہ اجرا ہے ہنوز وقت اجراے ڈگری ۳۱۴
نہین آیا ہماری راے مین ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ دوار کا ناتھ مصر بنام برندا نامہ مصر
(۱) یہ صحیح تجویز کی کہ کارروائی دفعہ ۳۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض کرنے تقسیم کے داخل
کارروائی مقدمہ ہے اور نہ کارروائی اجراے ڈگری۔

اسمقدمہ مین ایک ڈگری جسکو ہم ضرور محض ڈگری استقراریہ اور درمیانی تصور
کرینگے بغیر حاضری مدعا علیہم صادر ہوئی جو اسمقدمہ مین اپیلانٹان ہین جملہ اپیلانٹان
باستثناے ایک شخص کے نابالغ تھے اونھون نے درخواست حکم منسوخی ڈگری
حسب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کی عدالت نے یہ تصور کرکے کہ تقرر امین
حسب دفعہ ۳۹۶ کہ صرف اس دفعہ کی بموجب اس نوبت مقدمہ پر وہ واسطے کام
کرنے کے مقرر ہو سکتا تھا اجراے حکمنامہ نفاذ ڈگری ہے اور یہ کارروائی
امین کہ وہ موقع پر گیا اور قرعے بناے تعمیل حکمنامہ نفاذ ڈگری ہے مدعا علیہم

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۲۶

سنہ ۱۸۹۰ء | شاہ محمد خان بنام ہنونت سنگھ

ایکٹ حد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء کو متعلق کیا اور درخواست کو ڈسمس کیا۔ اس مقدمہ میں تعمیل
کسی حکمنامہ نفاذ ڈگری کی نہیں کی گئی یہ درخواست بین المیعاد گذری۔ ہم حکم عدالت
ماتحت کو معہ خرچہ منسوخ کرتے ہیں اور مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے عدالت موصوف میں واسطے فیصلہ رویدادی کے واپس بھیجتے ہیں۔

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

اجلاس کامل

باجلاس سر جان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس و بیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۲۶ فروری ۱۸۹۵ء
صفحہ کتاب انگریزی ۳۱۵

تبول بیگم (مدعیہ) بنام **منصور علیخان** وغیرہ (مدعا علیہم)[*]

حق شفع - نالش شفع بربنائے رہن بیع بالوفا - حد سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ دفعات ۱۰ و ۱۲۰ - دخل آرزی -

تجویز ہوئی (۱) کہ دیگر شرائط کے موجود ہونے پر جزو ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے متعلق کرنے کے لئے ضروری ہیں مدا ایسی بیع سے متعلق ہوگی جو ابتداءً ایک رہن بیع بالوفا ہو لیکن جو خواہ بذریعہ نفاذ آئین نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۰۶ء کے خواہ بذریعہ نفاذ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء در اصل بیع قطعی بوجہ حق انفکاک ہو جائے -

(۲) یہ کہ ایسی صورت میں جیسی کہ صورت مذکورہ بالا ہے میعاد سماعت جبکہ آئین نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۰۶ء متعلق ہو بعد گذشتہ سال مہلت کے شروع ہوتی ہے -

(۳) یہ کہ حد محال زمینداری غیر منقسم پر دخل آرزی حسب مراد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے نہیں ہو سکتا -

(۴) یہ کہ قبضہ تعمیری شفلا بذریعہ وصول لگان اسامیان سے حسب منشاء مذکور قبضہ واقعی نہیں ہے مقدمات ملا عباس بنام کالکا پرشاد (۱) اشرف النسا بنام رام ملک بنام (۲) گوبردھن سنگھ بنام بیر سنگھ (۳) گنیش لعل بنام توارام (۴) جگیشر سنگھ بنام جواہر سنگھ (۵) و لالا رس بنام نرائن (۶) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہیں -

ایک شخص ظہور علی نے بعض حصص چار مواضع کے رہن بیع بالوفا کے ذریعہ سے دو مواضع خرید کیں

---

[*] اپیل اول نمبر ۱۶۸ سنہ ۱۸۹۳ء بار اضی ڈگری گنور موہن لعل جج ضلع مورخہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۰۴ - (۲) " " " جلد ۳ صفحہ ۱۰۲ -

(۳) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۱۰۲ - (۴) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۵۶ - (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۱۱ - (۶) " " " جلد ۴ صفحہ ۴۰ -

سنہ ۱۹۰۵ء

بتول بیگم بنام منصور علیخان

زمینداری خالص اور دیگر مواضع از قسم پٹیداری ناکمل تصرف میں سنہ ۱۸۸۱ء میں حسب آئین
۱۷ سنہ ۱۸۸۱ء کارروائی شروع کی سال مہلت کا جو حسب دفعہ ۸ آئین مذکور دیا جاتا ہے سنہ ۱۸۸۲ء میں
ختم ہوا قبل اختتام سال مہلت کے وارثان راہن نے اوسقدر روپیہ جو اونہوں نے واسطے
بیباقی زر رہن کے کافی سمجھا عدالت میں جمع کیا اونہوں نے بعدازان نالش واسطے انفکاک
رہن کے دائر کی جو پریوی کونسل سے اس بناپر کہ روپیہ کافی جمع نہیں کیا گیا تہا ڈسمس ہوئی برطبق ۳۱۶
اسکے وارثان راہن نے نالش واسطے قبضہ کے دائر کی اور ڈگری عدالت اول سے بتاریخ ۱۶
جولائی سنہ ۱۹۰۱ء حاصل کی جو برطبق اپیل ہائیکورٹ سے ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء کو بحال رکھی گئی
قبضہ باضابطہ ۲۰ - نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کو دیا گیا یہ امر کہ آیا قبضہ واقعی اندر روے ڈگری ۷ - جولائی سنہ ۱۹۰۲ء
کے دیا گیا تہا یا نہیں ایک ایسا معاملہ تہا جسکی بابت باہم فریقین کے نزاع تہا اندر روے رہن
بیع بالوفا کے مرتہنان مستحق قبضہ تا قیام رہن کے نہ تہے مدعی نے اپنی نالش شفعہ ۴ - جولائی سنہ ۱۹۰۲ء
کو دائر کی عدالت واقعہ اول ازیچ ماتحت گورکھپور ہا سنے بلحاظ احکام دفعہ ۲ ضمیمہ ایکٹ عدالت ہند سنہ ۱۸۹۱ء
وحمید علی عباس بنام لالکا پرشاد (۱) کے نالش بوجہ عارض ہونے عدم سماعت کے ڈسمس کیا مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا

جب اپیل روبرو دو حکام ڈویژن بنچ کے واسطے سماعت کے پیش ہوا ایک امر تنقیح طلب
عدالت ماتحت میں حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی ارسال کیا گیا کہ آیا جائداد متنازعہ قابل
دخل مادی کے تہی یا نہیں عدالت ماتحت نے یہ تجویز ارسال کی کہ جائداد قابل دخل مادی کے
نہی بعد پہونچنے اس تجویز کے جسپر اپیلانٹ نے حسب دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اعتراضات
کیے اپیل روبرو اجلاس کامل کے پیش کیا گیا۔

پنڈت سندرلال نے (معہ غلام مجتبٰی کے) بجانب اپیلانٹ یہ حجت کی کہ نالش میں تمادی
عارض نہیں ہے مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کل معاملات بیع جائداد سے متعلق ہے وہ
یکسان طور پر اوس بیع سے جو ابتداءً صرف ایک رہن بیع بالوفا تہا اور جو پختہ ہو کر بیع قطعی
بذریعہ بیعنامہ ہوگیا متعلق ہے بربنائے واقعات کے عدالت ماتحت نے بابت اوس امر تنقیح
طلب کے جو ہائیکورٹ نے حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ارسال کیا تہا یہ تجویز
کی کہ کل جائداد مبیعہ قابل لینے دخل مادی کے ہے ہر ایک حصہ دار اپنا حصہ لگان کا خود
اسامیان سے وصول کرتا ہے اور اسطرح اپنے حصہ زمینداری پر قابض ہے وہ نیز اراضیات مشترکہ پر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۰۵۔

۱۸۹۶ء
جنول بیگم
بنام
منصور علیخان

قابض تہا جبکہ اسامیان کا قبضہ نہ تہا اور جو زمینداری کے متعلق ہین لفظ واقعی سے کئے
جاتے کسی مادی یا قابل حس فعل سے مراد ہے کہ جس سے کسی شخص کے دل مین یہ خیال گذرے یا
گذرنا چاہیے کہ اوسکے حق کو نقصان پہونچا دیکہ مقدمہ شیام سندر بنام امانت بیگم (۱) وصول کرنا اپنے
حصہ لگان کا اسامی سے ایک ایسا فعل ہے اور اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشتری نے قبضہ مادی
حاصل کیا چونکہ نالش ہذا اندر سال کے اوس تاریخ سے جبکہ قبضہ واقعی حاصل کیا گیا دائر کیگئی لہذا وہ میعاد مین ہے۔
مسٹر فی کالن وکیل منشی جوالا پرشاد وکلا رسپانڈنٹان سے خاص جواب نہین طلب کیا گیا۔
تجویز عدالت (ایج صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب
جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس) ایج صاحب چیف
جسٹس نے صادر فرمائی۔
یہ نالش واسطے حق شفع کے ہے۔ عدالت مرافعہ اولیٰ نے نالش کو اسوجہ سے کہ اوس مین
اندروے مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ مدت سماعت ہند ۱۸۷۷ء کے تمادی عارض ہے ڈسمس کیا واقعات مقدمہ ہذا
مختصراً یہ ہین ۱۸۶۵ء مین منصور علیخان نے بعض حصص چار مواضع کے رہن بیع بالوفا کئے
جنمین سے دو مواضع حقیقت زمینداری خالص اور دیگر مواضع از قسم پٹیداری نامکمل تہے۔
مرتہن نے ۱۸۸۱ء مین کارروائی حسب آئین نمبر ۱ سنہ ۱۸۰۶ء کے کی سال مہلت کا جو از روے
دفعہ آئین مذکور کے دیا جاتا ہے ۱۸۸۲ء مین ختم ہوا قبل اختتام سال مہلت کے وارثان
راہن نے اوسقدر روپیہ جو اونہون نے واسطے بیباقی زر رہن کے کافی سمجھا عدالت مین
جمع کیا اونہون نے بعدازان نالش واسطے انفکاک رہن کے دائر کی چونکہ پریوی کونسل
سے ۱۳ جولائی ۱۸۸۶ء کو اسوجہ سے کہ کافی روپیہ جمع نہین کیا گیا تہا ڈسمس ہوئی بر طبق
اسکے وارثان مرتہن نے نالش واسطے قبضہ کے دائر کی اور عدالت اول سے بتاریخ ۲۰
جولائی ۱۸۹۱ء ڈگری حاصل کی جسکو بر طبق اپیل عدالت ہذا نے ۱۰ جولائی ۱۸۹۳ء کو بحال
رکہا ایک جانب سے یہ بیان اور دوسری جانب انکار کیا گیا ہے کہ وارثان مرتہن نے بإجراے
۳۱۸ ڈگری ۷ جولائی ۱۸۹۳ء کے ۲ نومبر ۱۸۹۳ء کو قبضہ حاصل کیا بہرحال قبضہ بلحاظہ تاریخ مذکورہ جو
دیا گیا تہا رہن بشکل بیع بالوفا سے مرتہنان کو زمانہ رہن مین استحقاق قبضہ کا حاصل نہین
ہوا نالش ہذا واسطے حق شفع کے ۳ جولائی ۱۸۹۳ء کو دائر کی گئی تہی منجانب مدعی جو

(۱) انڈین لاء رپورٹ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۴۳۹۔

۱۸۹۶ء

بتول بیگم بنام منصور علیخان

عدالت ہذا مین اپیلانٹ سے یہ بحث کی گئی کہ مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے یہ بحث اس دلیل پر مبنی تہی کہ جایداد مبیعہ جسکی بابت دعوی حق شفع کیا گیا قابل حصول قبضہ واقعی کے تہی اور اوسیکا دخل واقعی حاصل کیا گیا تہا عدالت ماتحت نے اوس امر کو جو اجلاس کامل سے بمقدمہ علی عباس بنام کالکا پرشاد (۱) واقعی فیصل ہوا غلط سمجھکر مد ۱۲۰ نالشس سے متعلق کی اور چونکہ سال مہلت کا ۶ سال قبل نالش کے ختم ہو گیا تہا لہذا اوسنے نالش کو بوجہ عارض ہونیکے حد سماعت کے ڈسمس کیا۔ مجھکو اسجگہ یہ امر ظاہر کرنا چاہئے کہ نسبت نظیر اجلاس کامل کے کسطرحپر عدالت موصوف کو غلطی ہوئی اجلاس کامل کو اوسمقدمہ مین یہ فیصل کرنا تہا کہ کونسی مد ایکٹ حد سماعت کی متعلق ہے درحقیقت جو کچھ اجلاس کامل کو فیصل کرنا تہا یہ تہا کہ کب شفیع کو حق نالش کا جبکہ وہ دعوی شفع کا بابت رہن بیع بالوفا کے جو قطعی ہو گیا ہے کرے پیدا ہوتا ہے اگرچہ اوس اجلاس کو جسنے مقدمہ سپرد اجلاس کامل کے کیا امر حد سماعت کی نسبت فیصلہ کرنا تہا لیکن امر مذکور جہانتک کہ اجلاس کامل کو تعلق تہا بحث حد سماعت سے علحدہ تہا اصل بحث جو ہمارے روبرو پیش ہے اس امر پر منحصر ہے کہ الفاظ دخل مادی کے کیا معنی ہین پہلا سوال یہ ہے کہ آیا مد ۱۰ ایسی بیع سے جو اشتمال از رہن بیع بالوفا ہو مگر جو بالآخر بیع قطعی ہو جاے متعلق ہوسکتی ہے یا نہین بمقدمہ ناتہہ پرشاد بنام رام پلٹن رام (۲) اجلاس کامل سے یہ فیصلہ ہوا تہا کہ حد سماعت متعلق اوس نالش کے جو واسطے نفاذ حق شفع بابت رہن بیع بالوفا حصہ غیر منقسمہ محال کے ہو وہ حد سماعت ہے جو مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین محکوم ہے جہانتک کہ ہم مسل سے دریافت کرسکتے ہین اجلاس کامل نے اوس امر کے فیصل کرنے مین اوس سے زیادہ فیصلہ کیا جو واسطے طے کرنے اوسمقدمہ کے ضروری تہا جو اونکے روبرو پیش تہا حکام ذیعلم نے یہ فرمایا ہماری دانست مین بیع جسکا ذکر مد ۱۰ مین ہے بیع قطعی ہونی چاہئے کہ جسکا اثر و نفاذ فوراً اون صورتون مین کہ جن مین جائیداد منتقل شدہ قابل دخل مادی کے ہو بذریعہ دخل مادی کے ہو اور جن صورتون مین کہ وہ قابل دخل مادی کے نہو بذریعہ پیدا کئے جانے کسی استحقاق کے از روے کسی دستاویز باضابطہ رجسٹری شدہ کے ہو"۔ ۳۱۹

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۵۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۱۲۔

۱۸۹۸ء

بتول بیگم
بنام
منصور علیخان

ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ کسطرح کوئی بیع اسوجہ سے غیر قطعی ہو سکتا ہے کہ اوسکا اثر اور نفاذ فوراً شروع نہ ہو در حقیقت مد ۱۰ مین کوئی امر ایسا نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال ہو کہ بیع متذکرہ مد مذکور محض ایسی بیع ہے جسکا فوراً اثر اور نفاذ ہو ہماری راے مین جبکہ دیگر شرائط جو مد کے متعلق کرنے کے لئے ضروری ہین موجود ہون تو مد ۱۰ ایسی بیع سے متعلق ہوگی جو ابتداءً ایک رہن بیع بالوفا ہو لیکن جو خواہ بذریعہ نفاذ آئین ۱۷ ۱۸۰۶ء خواہ بذریعہ نفاذ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے در اصل بیع قطعی بذریعہ زوال حق انفکاک ہو جاے ایسی صورت مین جبکہ دیگر شرائط موجود ہون مد ۱۰ اوسی وقت متعلق ہوگی کہ مرتہن کو پورا حق راہن کا حاصل ہو جاے بلاشبہ اوس مقدمہ مین جو روبرو اجلاس کامل کے تھا اور جسکا ہمنے حوالہ دیا ہے صرف مد ۱۲۰ اوس خاص نوبت معاملہ پر اوسوقت جبکہ وہ عدالت کے روبرو پیش ہو متعلق ہو سکتی تھی ہم اوس مسئلہ قانون سے اختلاف کرتے ہین جو مقدمہ مذکور مین تذکرتاً بیان کیا گیا۔

مقدمہ ہذا مین اگر کل جائداد مبیعہ اس قابل تھی کہ مرتہن مشتری اوسکا دخل مادی لے سکے تو ہمکو یہ تجویز کرنی چاہیے کہ مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء متعلق ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین بحث در اصل اس امر پر منحصر ہے کہ الفاظ دخل واقعی کے جسطرح کہ وہ مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ ۱۸۷۷ء مین استعمال کئے گئے ہین کیا معنی ہین اونکے معنی کسیقدر مختلف قبضہ واقعی سے ضرور ہین اور اونکے معنی کسیقدر مختلف معمولی قبضہ سے ہین فقرہ (۱) دفعہ ۱۔ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء مین کہ اس فقرہ مین نالشات شفع کی بابت میعاد محکوم ہے لفظ قبضہ استعمال کیا گیا تھا اور مد میعاد قبضہ کے وقت سے جبکہ مشتری نے حاصل کیا ہو شروع ہوئی تھی بمقدمہ گوروہن بنام بیر سنگھ (۱) اجلاس کامل صدر دیوانی سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ قبضہ ۳۲۰
متذکرہ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء قبضہ مادی اور نہ قبضہ تعبیری ہونا چاہیے ۱۸۶۶ء مین یہ بحث پھر روبرو اجلاس کامل عدالت ہذا کے پیش ہوئی اور مقدمہ گنیش لال بنام تولارام (۲) اجلاس کامل سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ قبضہ متذکرہ ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۵۹ء مین قبضہ تعبیری اوسیطرح پر داخل ہے جیسا کہ قبضہ واقعی یہ قرین قیاس ہے کہ بوجہ فیصلہ مذکور کے عبارت اوس

---

(۱) رپورٹ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۳ء صفحہ ۱۰۱۔
(۲) رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء صفحہ ۳۰۶۔

۱۸۹۰ء
بتول بیگم بنام منصور علیخان کی

مد کی جو متعلق حد سماعت نالشات شفیع کے تہی ایکٹ حد سماعت مابعد مین تبدیل کی گئی مد ۱ ضمیمہ ۲
ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین یہ محکوم تہا کہ حد سماعت اوس تاریخ سے جبکہ قبضہ مادی اندروے
بیع حاصل کیا جاے شروع ہو بعدازان اجلاس کامل عدالت ہذا کا ایک مقدمہ جوگیشر بیگم بنام انگنا (۱) مین اکثر حکام
اجلاس کامل نے یہ تجویز کی کہ قبضہ واقعی متذکرہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء سے وہی مراد تہی جو لفظ قبضہ
مندرجہ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء سے تہی اور اوسمین قبضہ تعبیری داخل تہا ہماری راے مین سر رابرٹ
اسٹوارٹ صاحب کی راے جو اوسوقت چیف جسٹس عدالت ہذا کے تہے بقیہ حکام اجلاس
کامل کی راے سے اختلاف کرتے مین صحیح تہی اونہون نے یہ تجویز کی کہ مشتری کو قبضہ واقعی جایداد
مبیعہ کا اوسوقت تک حاصل نہین ہوتا ہے جبتک کہ وہ قبضہ مادی اور قابل حس حاصل نہ کرے
امر دیگر جسکا کہ ہمکو ذکر کرنا ہے یہ ہے کہ جب ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء صادر کیا گیا پہر بہی واضعان
قانون نے ہماری راے مین یہ تجویز کرکے کہ قبضہ تعبیری یا اوس قبضے جس سے حد سماعت
اندروے مد ۱۰ اشمار ہو خارج کیا جاے الفاظ دخل مادی استعمال کئے اور اونہون نے ایک
مختلف انتہا حد سماعت کی بابت اوس جایداد کے اضافہ کی جسکا کہ قبضہ مادی نہین لیا جاسکتا
ہے جیسا کہ ہم کہہ چکے ہین اس مقدمہ مین دو مواضع حقیت زمینداری خالص تہے یعنی ایسے
مواضع تہے جنکی بین زمینداران کو کوئی حصہ بذریعہ پیمایش اور حدود کے نہین دیا جاتا تہا
بلکہ وہ حصص کسرانی پر جنکی بابت اونکو تعداد متناسبہ منافع موضع کی ملتی تہی قابض ہوتے
تہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ راہن اسامیان سے جو زمینداروں کی تہین اپنا حصہ متناسبہ لگان ٣٢١
کا جو اونکے واجب الادا تہا بلا توسط پاتا تہا اس امر سے ہماری راے مین صورت مقدمہ
تبدیل نہین ہوتی مقدمہ اونکار رداس بنام نراین (۲) مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ حصہ غیر
منقسمہ محال زمینداری حسب مد ۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء قابل دخل مادی کے نہین
ہے ہم اوس فیصلہ پر قایم ہین واضعان قانون کی یہ مراد تہی کہ لفظ قبضہ مین باستعمال لفظ
مادی کے قید لگادین مثلاً ہماری راے مین نسبت ایسے مالک مکان کے جسنے مکان کسی
اسامی کو کرایہ پر دیا ہو جب تک کہ حق اسامی باقی ہے اور اوسکا اسامی اوس مکان مین جو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۱۱ -
(۲) ” ” ” جلد ۴ صفحہ ۴۴ -

۱۸۹۰ء
بتول بیگم
بنام
مسعود علی خان

کرایہ پر دیا گیا ہو تنہا قابض ہو یہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ قبضہ مادی رکھتا ہے ایسی صورت مین مالک سے قبضہ مادی بحق اپنے اسامی کے تا زمانہ اوسکے قبضے کے منتقل کیا اور صرف اسامی کو قبضہ مادی حاصل ہے دوسری طرح پر تجویز کرنا ہماری دانست مین زبان انگریزی کی تاویل بیجا ہوگی اور وہ صریح خلاف منشاے واضعان قانون کے ہوگی اس مقدمہ خاص مین مد ۱۰ متعلق نہین ہوسکتی کیونکہ کل جایداد مبیعہ قابل دخل مادی کے حسب مراد مذکور نہین ہے اور کسی بیعنامہ کی رجسٹری نہین ہوئی نتیجہ یہ ہے کہ مد ۱۰ متعلق نہین ہے مد ۱۲ مقدمہ ہذا سے ضرور متعلق ہونی چاہئے چونکہ مد ۱۲۰ متعلق ہے لہذا ہمکو دیکھنا چاہئے کہ کب حق نالش شفیع کو پیدا ہوا یہ امر نظیر اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ علی عباس بنام کالکا پرشاد (۱) سے طے ہو چکا ہے جو ہماری راے مین صحیح طور پر فیصل ہوا تھا لیکن اوسکی نسبت ہمیشہ یہ تصور ہونا چاہئے کہ اوس سے وہ امر طے ہوا جو سپرد اجلاس کامل ہوا تھا اور بحث حد سماعت طے نہین ہوئی اس نالش مین جبکہ وہ دائر کی گئی حد سماعت عارض تھی اور ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین خرچہ ترجمہ اور چھاپنے کا اپیلانٹ ادا کرے -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۰ -

باجلاس سرجان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس وبلیر صاحب جسٹس وبنرجی صاحب جسٹس وبرکٹ صاحب جسٹس وایکمن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۰ء ۱۷- فروری صفحہ کتاب انگریزی ۳۲۲

سندر سنگہ وغیرہ (مدعیان) بنام مجھولو وغیرہ (مدعاعلیہم)[*]

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۵ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ - بنائے مخاصمت - رہن - اوس شخص کا جسکے پاس دو رہن ایک ہی جایداد پر ہون نالش جداگانہ بابت ہر رہن کے کرنا -

مجموعہ ضابطہ دیوانی یا ایکٹ انتقال جایداد مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ وہ شخص جسکے پاس دو رہن جداگانہ ایک ہی جایداد پر ہون اور جسکو بذریعہ کسی معاہدہ مندرجہ ہر دو رہن ناجات کے ممانعت اس امر کی نہو ڈگری نیلام بر بنائے ہر ایک رہن کے نالش جداگانہ مین حاصل کر سکے

مدعیان مقدمہ ہذا کے پاس کچھ جایداد ایک شخص بھولو کی ۱ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ء کو رہن ہوئی جنوری سنہ ۱۸۸۳ء مین اونھون نے حقوق مرتہن بابت ایک رہن کے جو بھولو نے اوسی جایداد کا اگست سنہ ۱۸۸۱ء مین کیا تھا حاصل کئے دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء مین مدعیان نے ڈگری نیلام بابت رہن اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ء کے حاصل کی اوس نالش مین جسمین ڈگری مذکور حاصل کی گئی تھی مدعیان نے کوئی ذکر اپنے دعوی کا بموجب رہن نامہ اگست سنہ ۱۸۸۱ء کے نہین کیا تھی سنہ ۱۸۹۳ء مین مدعیان نے ہنوز اپنی ڈگری جو اونھون نے بابت رہن ماقبل کے دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء مین حاصل کی تھی جاری نہین کرائی تھی کہ اونھون نے نالش حال باستدعائے ڈگری نیلام کے بذریعہ اپنے دوسرے رہن اگست سنہ ۱۸۸۱ء کے دائر کی -

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت علیگڈہ) نے نالش کو اسوجہ سے ڈسمس کیا کہ وہ حسب احکام دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے مدعیان نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع علیگڈہ) نے اپیل کو یہ تجویز کر کے ڈسمس کیا کہ نالش ہذا ازروے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کے ممنوع السماعت ہے بناراضی اس ڈگری کے مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

[*] اپیل دوم نمبر ۳۰۱ سنہ ۱۸۹۴ء بابت ناراضی ڈگری اپیل جی ایونس صاحب صاحب جج ضلع علیگڈہ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۳ء مشعر بحالی ڈگری بابو گنگا سرن جج ماتحت علیگڈہ مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء -

۱۹۰۲ء
سندر سنگھ
بنام
بھولو گر ۳۲۲

مسٹر ڈبلو کے پورٹر منجانب اپیلانٹان - ان دفعات مین سے کوئی جنپر کہ تجویز اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی مبنی نہین واقعات مقدمہ سے متعلق نہین ہے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق نہین ہے کیونکہ مدعیان کے دو رہن سے دو جداگانہ بناہا سے مخاصمت پیدا ہوئین دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد متعلق نہین ہو سکتی - کیونکہ کل فریق ہاے ضروری کا نام مسل مین درج تھا تا وقتیکہ مدعیان نے تعمیل اپنی ڈگری اول کی بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے نہ کی ہو کوئی امر قانون مین ایسا نہین ہے کہ وے ڈگری بربناے دوسرے رہن کے حاصل کرنے اور دونون کو ایک ساتھ جاری کرانے سے ممنوع ہون -

پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹان - دفعہ ۸۶ - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء مین نیلام جایداد کا ذکر ہے اور محض تہا حقوق و مرافق راہن سے فرق ہے مدنظر ہے اور دفعہ ۸۵ مین باصرار یہ حکم ہے کہ نالش نیلام مین جملہ اشخاص جنکو دعوی بربناے رہن جایداد نیلام طلب کے ہو اس غرض سے شامل کئے جاوین کہ یا تو وہ انفکاک یا بیعبات کراوین تا کہ جایداد رہن اوس شخص سے جو اسطرح پر شامل کیا گیا ہو مبرا ہو کر نیلام کیجاے - مقدمہ ماتاویں کسو دہن بنام کاظم حسین (۱) ملاحظہ طلب اگر رہن متنازعہ کسی شخص ثالث کے پاس منتقل کیا جاتا تو مدعیان پر یہ لازم ہوتا کہ اوس شخص کو اپنی نالش مین جو بربناے دستاویز ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء کے تہی مدعا علیہ بناے اور نیلام باجراے ڈگری جو بربناے رہن مورخہ ۱۲ - اکتوبر ۱۸۹۱ء کے ہوتا مطالبہ رہن متنازعہ سے بری ہوتا چونکہ مدعیان مرتہن دو رہون کے تہے لہذا یہ تصور کرنا چاہئے کہ جب اونہون نے ڈگری بربناے رہن نامہ ۱۲ - اکتوبر ۱۸۹۱ء حاصل کی تو اونہون نے اپنا دعوی بربناے اپنے دوسرے رہن کے ترک کیا -

تجویز عدالت (ایج صاحب چیف جسٹس وبلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس) ایج صاحب چیف جسٹس نے صادر فرمائی یہ اپیل بپیر اجلاس کامل کیا گیا مدعیان مرتہن از روے ایک رہن ۱۲ - اکتوبر ۱۸۹۱ء کے تہے بربناے اوس رہن کے اونہون نے ایک ڈگری ۲ - دسمبر ۱۸۹۷ء کو واسطے نیلام کے حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے حاصل کی قبل دائر کرنے نالش کے جسمین اونہون نے وہ ڈگری حاصل کی تہی مدعیان منتقل الیہم ایک رہن مورخہ یکم اگست ۱۸۹۲ء کے ہو گئے تہے جو کہ ایک شخص ثالث کے پاس اوسی راہن نے کیا تہا اور جسکی رو سے وہی جایداد

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۲۴ -

۱۸۹۶ء
سندر سنگھ
بنام
سیولو

رہن ہوئی تھی جو ازروے رہن ۲۰ اکتوبر ۱۸۸۰ء کے رہن کی گئی تھی رہن ۱۸۸۲ء کا ۳۲۴
ایسا رہن تھا جسکی روسے یہ قرار پایا تھا کہ زر رہن بوقت طلب کرنے کے قابل ادا ہوگا نالش
حال جو ۱۰ مئی ۱۸۹۳ء کو دائر کیگئی تھی واسطے نفاذ رہن ۱۸۸۲ء کے دائر کی گئی تھی اور نالش ہذا مین
مدعیان نے استدعا ڈگری نیلام کی حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے کی تھی عدالت اول
نے دفعہ ۴۳ - ایکٹ نمبر ۱۴ ۱۸۸۲ء و دفعہ ۸۵ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کو متعلق کرکے نالش کو
ڈسمس کیا دفعہ ۴۳ کا متعلق کیا جانا بحوالہ نالش سابق کے تھا یہ کہنا ناممکن ہے کہ کیا تعلق دفعہ ۸۵
ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کو اسمقدمہ سے تھا کل فریق ضروری روبرو عدالت کے موجود تھے مدعیان
نے اپیل کیا اور عدالت اپیل اول نے انہین وجوہ پر اپیل کو ڈسمس کیا بناراضی اوس ڈگری
کے جس سے اونکا اپیل ڈسمس ہوا اپیل ہذا پیش کیا گیا ہے -

ہر ایک نالش واسطے نفاذ اوس کفالت کے تھی جو بابت زر قرضہ کے کی گئی تھی لہذا ہر ایک
نالش ایسی نالش ہے جسمین بناے مخاصمت دیگر بناے مخاصمت سے مختلف ہے دفعہ ۴۳ مجموعہ
ضابطہ دیوانی ایسے مقدمہ سے جیسا کہ یہ ہے متعلق نہین ہے یہ ایڈوکیٹ وکیل نے منجانب
رسپانڈنٹان کے تسلیم کیا ہے جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے مجموعہ ضابطہ دیوانی یا ایکٹ انتقال
جایداد مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے وہ شخص کہ جسکے پاس دو رہن جداگانہ ایک ہی
جایداد کے ہون اور جسکو بذریعہ کسی معاہدہ کے جو اون مین سے کسی رہن مین ہو ممانعت اس
امر کی نہو کہ ڈگری نیلام بابت ہر ایک رہن کے نالش جداگانہ مین حاصل کرے اسمقدمہ مین مدعیان
مستحق حاصل کرنے ڈگری نیلام کے بربناے رہن ۱۸۸۰ء کے تھے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ اونکا ڈگری کا حاصل کرنا مانع اونکے اس حق کا نہین ہے کہ ڈگری نیلام بربناے رہن نامہ
۱۸۸۲ء کے حاصل کرے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ مدعیان کو دو ڈگریون سے کیا فائدہ حاصل
ہوگا بجز اسکے کہ مدعیان ایک ڈگری ان مین سے بذریعہ نیلام جایداد کے جاری کرادین
اگر کچھ نیلام سے فاضل بچے تو وے غالبا اوس رقم فاضل کو دوسری ڈگری کے اجرا مین
قرق کرادین ایک امر صریح ظاہر ہے کہ مدعیان جایداد کو دوبارہ نیلام نہین کرا سکتے اور وے
اوسکو ازروے دوسری ڈگری کے تابع ڈگری اول کے نیلام نہین کرا سکتے ایسا کرنا حق انفکاک
کا نیلام کرانا ہے اور یہ ایسا حق ہے جو ازروے ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے قبول اور تسلیم ۳۲۵
نہین کیا گیا ہے اور اوس سے وہ نقصان ہوگا جو ازروے دفعہ ۹۹ ایکٹ مذکور کے

۱۸۹۵ء

سندر سنگھ بنام بھولو

رفع کیا گیا ہے عدالت ہذا نے مقدمہ ماتادین کسودہن بنام کاظم حسین (۱) مین جسکی تقلید بہت سے مقدمون مین کی گئی ہے یہ تسلیم کیا ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تھا کہ وہ خرابیان جو قبل نافذ ہونے ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے تھیں رفع کیجائین اور یہ کہ نیلام حق انفکاک کا علحدہ خود جائداد سے مرتہن کی استدعا پر نہین ہو سکتا۔

ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کے منظور کرتے ہین اور ہم ڈگریان عدالت اپیل ماتحت اور عدالت اول کی مع خرچہ کے منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ ہذا کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت مرافعہ اولی کے پاس اسلئے واپس کرتے ہین کہ وہ اوسکا فیصلہ مطابق رویداد کے کرے۔

اپیل ڈگری کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۵ء
یکم اپریل
صفحہ کتاب انگریزی
۳۲۵

بھاگیرتھی مصر (مدعی) بنام شیو بھیک وغیرہ (مدعا علیہم)*

دہرم شاستر۔ ہندو خاندان مشترک۔ حقوق پسر کی جائداد موروثی مشترک مین۔ رہن کسی شریک ہندو خاندان مشترک کو اپنے باپ کی حیات مین کوئی جزو جائداد موروثی خاندان کے رہن کرنے کا اختیار نہین ہے مقدمات بالگو بند داس بنام نراین لعل (۱) اور مہو پرشاد بنام مہربان سنگھ (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہین۔

اراضی متنازعہ نالش ہذا جائداد موروثی ایک شخص متو اور اوسکے پسر دولت کی تھی متو نے جزو کثیر جائداد کا بدست مدعیان اندروے دستاویز مورخہ ۱۵ جنوری ۱۸۹۰ء کے فروخت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۹۔

* اپیل نمبر ۱۱۰۵ سنہ ۱۸۹۵ء بابت اراضی ڈگری بابو موہن لعل جج ماتحت جونپور مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۸۹۵ء مشعر ترمیم ڈگری مولوی شاہ احمد اللہ منصف جونپور مورخہ ۱۳ جون ۱۸۹۵ء۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۹۔

(۳) " " کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۷۔

کیا۔ متو سے نے بقیہ جایداد مدعیان کے پاس اندوے ایک دستاویز رجسٹری شدہ کے ۳۲۶ ۱۸۹۵ء
مکفول کی جسکی بابت جایداد مرہونہ نیلام کی گئی اور اوسکو مدعیان نے ۴۔ جون ۱۸۹۲ء بھاگیرتی مصر
کو خرید کیا یکم ستمبر ۱۸۹۱ء کو بزمانہ حیات متو کے اوسکے پسر دولت نے ایک تمسک بحق شیو بھیک بنام
و بالکرن کے تحریر کیا اور جسمین کچھ حصہ جایداد متنازعہ کا رہن کیا بعد وفات متو کے مدعیان شیو بھیک
نے نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ اونکا حق کل جایداد مین ہے اور رہن جو دولت نے
شیو بھیک اور بالکرن کے حق مین کیا تھا جانتک کہ اوسکو تعلق ہے بے اثر تھا دائر کی۔
عدالت مرافعہ اولیٰ (منصف جونپور) نے مدعی کے دعویٰ کو یہ تجویز کرکے ڈگری کیا کہ دولت کو
اپنے باپ کی حیات مین کسی جزو جایداد کے اسطرح پر رہن کرنے کا اختیار نہ تھا کہ وہ انتقالات
جو متو اوسکے باپ نے کئے باطل ہوجائین مدعاعلیہم شیو بھیک اور بالکرن نے اپیل کیا
عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت جونپور) نے اپیل کو یہ تجویز کرکے کہ دولت کو کوئی استحقاق
رہن کرنے اپنے حصہ جایداد موروثی کا نہ تھا ڈگری کیا بنا راضی اس ڈگری کے مدعیان نے
ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

پنڈت سندر لعل بجانب اپیلانٹ۔
منشی گوبند پرشاد بجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ جسٹس۔ یہ نالش ایک مدعی مرتہن کی واسطے استقرار
حق بربناے اپنے رہننامہ و نیز بربناے بیعنامہ اراضی کے جو ایک شخص متو نے تحریر کئے تھے
ہے جو ابہی یہ تھی کہ راہن کے پسر نے اوسکی حیات مین یکم ستمبر ۱۸۹۱ء مدعاعلیہم کے حق
مین ایک جزو جایداد کا رہن نامہ تحریر کیا تھا عدالت مرافعہ اولیٰ نے دعویٰ مدعی کو ڈگری کیا
عدالت اپیل اول نے یہ تجویز کی کہ مدعاعلیہم کا رہن صحیح اور موجود تھا یہ۔ تجویز ایک جزو اوس
فیصلہ کا ہے جسپر اپیل مین اعتراض کیا گیا ہے اپیلانٹ کا مقدمہ سادہ ہے وہ بیان کرتا ہے
کہ دولت کو بطور ایک اہل ہنود خاندان مشترک کے جو وہ تجویز ہوا ہے یہ اختیار نہ تھا کہ بزمانہ
حیات اپنے باپ کے کوئی جزو جایداد موروثی خاندان کا رہن کرتا مدعیان کی حجت کی تائید
دو مقدمات سے جو پریوی کونسل سے فیصل ہوئے ہین ہوتی ہے ایک مقدمہ انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۳۹ مین دوسرا انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵۷ ۳۲۷
مین درج رپورٹ ہوا ہے۔ ہماری دانست مین مقدمات مذکورہ سے حجت اپیلانٹ کی پورے

۱۸۹۵ع
بماہ مئی مصر
بنام
شیو بیگ

طور پر تائید ہوتی ہے منجانب مدعا علیہم رسپانڈنٹان کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ دستاویز
جو دولت سے تحریر کی تھی محض قابل انفساخ تھی اور کالعدم نہ تھی اور چاہیے تھا کہ اوسکے مرتہنان
نالش ماقبل میں جو اپیلانٹ نے بربناے اپنے رہننامہ کے دائر کی تھی مدعا علیہ بنائے جاتے
کوئی سند بتائید اوس مسئلہ کے جو مطلق مطابق واقعات مقدمہ ہذا کے ہو بیان نہیں کی گئی
وہ نظیر کہ جسپر مسٹر گوبند پرشاد کو استدلال ہے انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۱۲
میں درج ہے وہ ایک مقدمہ خاص تھا اور ہماری راے میں واقعات اوس مقدمہ کے مقدمہ ہذا کے
واقعات سے بالکل مطابق نہیں ہیں۔ اپیل ذریعہ خرچہ کے منظور ہو گا نتیجہ یہ ہوگا کہ ڈگری عدالت
مرافعہ اولی بہ منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے بحال ہوگی۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

۱۸۹۵ع
یکم مارچ
منقولہ کتاب انگریزی
۳۲۷

پھول چند (مدعا علیہ) بنام چھوٹے لعل وغیرہ (مدعیان)*

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۵۵-۱۳۔ دعوی قابل ارجاع نالش شخص
جو دعوی فایدہ دفعہ ۱۳ کا کرے اسبات پر مجبور نہیں ہے کہ قبل تجویز کے وہ رقم ادا کرے جو
منتقل الیہ نے ادا کی تھی۔

تجویز ہوئی کہ وہ شخص جو مستحق دعوی فایدہ دفعہ ۱۳ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ع کا ہے
دفعہ مذکور کے فایدہ سے اگر وہ منتقل الیہ سے ثبوت اوس قیمت کا جو منتقل الیہ نے ادا کی طلب کرے اور
تا وقت عدالت سے تجویز اور قرار دئے جانے تعداد قیمت کے منتظر رہے محروم نہیں ہوتا دفعہ مذکور میں کوئی
امر ایسا نہیں ہے کہ مدعی قبل ادا کرنے زرڈگری کے اپنی رہائی حاصل نہ کر سکے دیکھو مقدمات مسماۃ بنام
اجودھیا پرشاد (۱) نجی رام بنام باسد کرابنام ایشان چندر چکربتی (۲) بھاو بیگم بنام حسام الدین خان (۳) اکبر الضیا
بنام دیو نراین (۴) ریل کنٹھ بنام کرشنا سامی (۵)۔
واقعات مقدمہ ہذا پورے طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں۔

* اپیل نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۹۵ع بابت ڈگری ابو محسن بہاری کرجی جج ماتحت علیگڈھ مورخہ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ع
(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۵ (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۵۵ (۳) انڈین لارپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۰۴ (۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۳ (۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس

۳۲۴ ۱۹۰۶ء

بھول چند بنام چھوٹے لال

پنڈت سندر لعل و منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹ۔
منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹان۔

بنرجی صاحب جسٹس (نائٹس صاحب جسٹس متفق (الہ آباد)) نالش ہذا واسطے نیلام کے بربناے رہن نامہ مورخہ ۳۔ ستمبر ۱۸۷۳ء کے تھی جو ایک شخص موہن سنگہ نے بعوض للعہ کے بحق فسکر داس اور اوسکے پسر ڈونگر مل کے تحریر کیا تہا بعد وفات مرتہنان مذکورے بیوہ ڈونگر مل اور تین پسران فسکر داس اور ایک اور پسر کی بیوہ نے اپنے حقوق متعلقہ رہن بدست اول چار مدعیان کے بعوض دس ہزار روپیہ کے ۴۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو منتقل کئے منجملہ اوس رقم کے ساڑہ روپیہ پچہتر کے ادا کئے گئے اور الامد صہ بغرض بیباقی ایک ڈگری کے جو راو بلونت سنگہ کی بنام بیوہ ڈونگر مل و بلدیو داس کے جو ایک پسر فسکر داس کا تہا باقی رکہے گئے لیکن ڈگری مذکور ادا نہین کی گئی اور اوسکو کشن داس مدعی پنجم نے بلونت سنگہ سے خرید کیا اوسنے ڈگری مذکور جاری کرائی اور بلدیو داس اور ڈونگر مل کی بیوہ کا جو رہن مذکور مین تہا نیلام کرایا اور اوسکو خود خرید کیا پانچون مدعیان نے اسطرحپر حقوق مرتہنان کے حاصل کرکے نالش ہذا رجوع کی اور بربناے رہن نامہ کے دعوی عسماۓ کا کیا جایداد مرہونہ ایک ڈگری کے اجرا مین جو رہن مابعد کی بابت حاصل کی گئی تہی نیلام ہوئی اور اوسکو تہان سنگہ اور ناتہو رام نے جواب بہولچند اپیلانٹ کے قایمقام ہین خرید کیا مدعا علیہم نالش ہذا قایمقامان قانونی راہن اور منتقل الیہم مابعد جایداد مرہونہ کے ہین جوابدہی جو منجانب مدعا علیہم کی گئی جنکا قایمقام بہولچند اپیلانٹ ہے یہ تہی کہ زر رہن بیباق ہوگیا اور رہننامہ راہنان کو واپس کیا گیا اور کہ مدعیان نے اپنی خریداری کا معاوضہ ادا نہین کیا اور یہ کہ خریداری بغرض دائر کرنے مقدمہ کے کی گئی تہی اور کہ مدعیان مستحق دلاپانے کسی جزو زر متدعویہ کے نہ تہے مدعا علیہم نے رہن نامہ جسپر تحریر ظہری ادا کی تہی پیش کیا اگر وہ تحریر اصلی ہو تو اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زر رہن کلیتاً ۱۸۸۹ء مین بیباق ہوگیا عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی کہ عذر ادا ثابت نہین ہوا عدالت نے یہ تجویز کی کہ رہن نامہ کسی طرحپر راہنان کے قبضہ مین آگیا اور عبارت ظہری اوسپر اصلی نہین ہے اور راہنان اور اونکے ورثا کو استطاعت ادا ے مطلوبہ کی نہ تہی اور یہ بہی تجویز کی کہ انتقال ۳۲۵
رہن نامہ کا بحق اول چار مدعیان کے انتقال ایک دعوی قابل ارجاع نالش کا نہ تہا جس سے

سنہ ۱۹۰۹ء
پھول چند بنام چھوٹے لال

دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال جائداد متعلق ہے اور خریداری رہن نامہ کی درحقیقت کشن لعل نے دیگر مدعیان کے نام سے کی تھی اور صرف سار بطور معاوضہ اوس خریداری کے ادا کئے گئے تھے۔ اور از روے اوس خریداری کے مدعیان اوس تعداد سے زیادہ مع اخراجات لازمی کے نہیں دلا پا سکتے نسبت حصہ زر رہن کے جو کشن لعل نے نیلام مین خرید کیا عدالت ماتحت کی یہ راے تھی کہ بوجہ فقرہ (د) دفعہ ۲ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے جزو اول دفعہ ۱۳۵ ایکٹ مذکور کا متعلق نہیں ہے اسلئے عدالت موصوف نے ڈگری ⅓ حصہ زر رہن کی مع سود و سار کی بابت اخراجات لازمی اور سود کے صادر کی۔

ہردو فریق نے بنا راضی اس ڈگری کے اپیل کیا اپیل ہذا مین جو پھولچند مدعا علیہ نے پیش کیا ہے منجانب اپیلانٹ دو حجتین پیش کی گئی ہین اول یہ کہ یہ ثابت ہو گیا کہ زر رہن بذریعہ ادا کے بیباق ہو گیا دوم یہ کہ جب سے یہ معلوم ہوا کہ کشن لعل مدعی اصلی خریدار رہننامہ کا از روے انتقال ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے تمام و بجاے مدیونان ڈگری بلونت سنگھ کے ہو گیا اور اونکی خریداری ڈگری مذکور کا یہ اثر ہوا کہ ڈگری بیباق ہو گئی اسلئے بذریعہ خرید نے نیلام مین حقوق ڈونگر مل و بلدیو داس کے اونسے کوئی حق رہن مابہ البحث مین حاصل نہیں کیا اور وہ صرف مستحق دلا پانے رقم کا جو اونسے بابت انتقال ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے ادا کی مع اخراجات لازمی اور سود کے ہے منجانب مدعی یہ حجت کی گئی ہے کہ کسیطرح یہ ثابت نہین ہے کہ کشن لال اصلی خریدار از روے بیعنامہ مورخہ ۸ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کے ہے اور زر ثمن کامل کا ادا کیا جانا بابت اوس بیع کے ثابت ہے اور دفعہ ۱۳۵ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایسے مقدمہ سے جیسا کہ یہ ہے متعلق نہین ہے۔

۳۳۰ نسبت بیباقی رہن بذریعہ ادا کرنے زر رہن کے ہم اوس نتیجہ سے جو ذیلی جج ماتحت نے اخذ کیا ہے اتفاق کرتے ہین رہن نامہ بلا شبہ سوہن سنگھ راہن کے ورثا کے قبضہ مین تھا جنہے اوسکو پیش کیا ہے اوس پر عبارت ظہری ادا کی تحریر ہے ان حالات سے قیاس یقیناً بحق مدعا علیہم پیدا ہوتا ہے لیکن شہادت اور قیاسات جنکا کہ جج ماتحت نے بہ تفصیل ذکر کیا ہے غالباً قیاس مذکور کے خلاف ہین بموجب تحریر ظہری رہننامہ کے روپیہ بابت اوسکے مابین ۴ جون سنہ ۱۹۰۲ء و ۴ جون سنہ ۱۹۰۳ء کے ادا کیا گیا تھا اور پانچ مرتبہ کر کے ادا کیا گیا تھا یہ کسیقدر تعجب انگیز ہے کہ دس سال تک تاریخ رہن سے

[illegible]

پہول چند بنام چھوٹے لال

ایک حبہ مرتہنان کو ادا نہین کیا گیا تہا مگر اثنا ے ۸ سال آیندہ یعنی اسقدر رقم کثیر یعنی معہ سود رزرہنان نے ادا کیے اور رہن نامہ واپس لیا شہادت موجودہ مسل سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ راہنان کو استطاعت اسقدر رقوم کثیر کے ادا کرنے کی نہ تہی اور کہ وے بہت تنگ حالت مین تہے اور وے اس قابل نہ تہے کہ مالگذاری سرکاری ادا کرین اور اونکی جایداد منقولہ واسطے وصول مالگذاری کے نیلام ہوئی تہی اور حصہ زمینداری واسطے وصول بقایاے مالگذاری کے مستاجری پر دیا گیا تہا یہ نہایت خلاف قیاس ہے کہ اون اشخاص نے جو ایسے تنگ استطاعت تہے حسب منظورہ روپیہ ادا کیا ہو لالہ لوکمن داس ایک معزز وکیل عدالت ضلع علیگڈہ کی شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کچہ عرصہ پیشتر فروری ۱۸۶۸ء کے ڈونگرمل ایک مرتہن نے رہن نامہ اوسکو اس غرض سے دکہلایا تہا کہ روپیہ بغرض دائر کرنے نالش بربناے رہن نامہ کے قرض لے اور جہانتک کہ لالہ لوکمن داس کو یاد ہے اوپر عبارت ظہری اوسکی تحریر نہین تہی اگر عبارت ظہری جواب رہن نامہ پر موجود ہے اصلی ہے تو جملہ تحریرات بجز آخر کے ضرور اوسوقت رہن نامہ پر ہونگی جب کہ وہ لالہ لوکمن داس کو دکہلایا گیا تہا اور اوسکی توجہ بلاشبہ اوس جانب مائل ہوئی مزید بران وہ رقم جو بابت زررہن کے اوسوقت باقی رہتی صرف ایک ایسی رقم ہوتی جو آٹہ سو روپیہ سے کم ہوتی اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوسکے ادا کرنے پر قریب ۱۰ ماہ ۳۳۱
بعد زررہن بیباق ہوگیا یہ ہمکو نہایت خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بغرض ادا ے اخراجات ارجاع نالش واسطے دلاپانے اس رقم قلیل کے ڈونگرمل کوشش قرض لینے روپیہ کی لالہ لوکمن داس سے معاملہ کرنے کے ذریعہ سے کرتا ایک اور جزو شہادت کا ہے جس سے ہماری راے مین صاف طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرتہنان کو بابت رہن نامہ مابہ البحث کے کچہ روپیہ ادا نہین کیا گیا تہا ۱۶ - دسمبر ۱۸۶۹ء کو ڈونگرمل نے درخواست اجراے ڈگری کی جو اوسکے پاس بنام چتر سنگہ وغیرہ ورثاے موہن سنگہ راہن کے تہی پیش کی اور اوسنے واسطے نیلام ... البسوہ مندرجہ رہن نامہ متنازعہ الحال کے تابع اوس رہن کے استدعا کی اوسنے اپنی درخواست کے ساتہ ایک بیان حلفی داخل کیا جس مین کہ اوسنے یہ بیان کیا کہ اوسکے پاس صرف ... پر وہ جایداد رہن ہے یعنی

۱۹۰۹ء
پھول چند بنام چھوٹے لعل

زر رہن جسکی بابت دعوی حال پیش کیا گیا ہے اگر زر رہن ماہ جون ما قبل مین ادا ہو جاتا
تو ڈونگرمل کا یہ بیان کہ جایداد بابت [illegible] کے ہنوز زیر رہن تھی مدیونان بلا تردید
کے نہ ہونے دیتے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے اعتراضات نسبت ڈونگرمل کی درخواست
اجرا کے پیش کیے لیکن اونہون نے اوسکے اس بیان کی تردید نہین کی کہ اونکی جایداد
[illegible] پر رہن تھی۔

ان واقعات اور دیگر واقعات سے جو تجویز عدالت ماتحت مین مندرج ہین یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ زر رہن کبھی بیباق نہین ہوا اور اوسکی بابت روپیہ کبھی ادا نہین کیا گیا ہم
جج ماتحت ذیعلم کی اس راے سے اتفاق کرتے ہین کہ شہادت زبانی جو بابت اس
امر کے پیش ہوئی بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ جج ماتحت نے بھی ہماری راے مین
قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ خریداری رہن نامہ متنازعہ کی جو چار مدعیان اول کے
نام سے ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کو عمل مین آئی تھی درحقیقت خریداری منجانب کشن لعل
کے تھی اور جو روپیہ بطور بدل کے بابت خریداری مذکور کے قبل یا بوقت فروخت کے
ادا کیا گیا بقدر [illegible] کے تھا کہ یہ رقم روبرو عہدہ دار رجسٹری کے ادا کی گئی تھی ہم نے
۳۳۲ شہادت متعلقہ اوس امر پر جسکی طرف ہماری توجہ مایل کی گئی ہے بخوبی غور کیا ہے
اور یہ ہم غیر ضروری خیال کرتے ہین کہ اوسکو بہ تفصیل بیان کرین بجز اسکے کہ یہ کہین
کہ ہم عدالت ماتحت سے شہادت کی وقعت کی نسبت اور بابت اون نتایج کے جو
عدالت مذکور نے اخذ کیے ہین اتفاق کرتے ہین اول چار مدعیان کی بے استطاعتی
سے اور نہ پیش کرنے کتب حساب اور حسابات جعلی بنانے اور نہ پیش کرنے اون
دستاویزات سے جنکی رو سے وہ قرضجات لیے گئے تھے جنکا بیباق کیا جانا زر ثمن
سے بیان کیا گیا ہے اور اس امر سے کہ زر ڈگری یافتہ بلونت سنگھ مدعیان
مذکور نے ادا نہین کیا صاف طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل زر معاوضہ بیعنامہ ۲۰ نومبر
۱۹۰۱ء کا ادا نہین کیا گیا اور چار اول مدعیان نے خریداری اپنے لیے نہین
کی اگر وہ واقعی خریدار تھے تو کیون اونہون نے بلونت سنگھ کی ڈگری کا روپیہ ادا
نہین کیا کیون اونہون نے کشن لعل کو ڈگری مذکور خرید لینے دی اور کیون اونہون
نے رقم قلیل [illegible] مدیونان ڈگری مذکور کے حصص نیلام ہونے دیے اور خود

کشن لال کو خرید نے دئے امر واقعی جیسا کہ جج ماتحت ذیعلم نے بیان کیا ہے ۱۹۰۸ء پھول چند بنام چھوٹے لعل
یہ ہے کہ از روے رہن نامہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۱ء کے کشن لعل نے خود حقوق مرتہنان
کے خرید کئے اور چونکہ اوسکو اندیشہ تہا کہ خریداران مابعد جایداد مرہونہ کے
دعوی فایدہ احکام دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جایداد کا کرینگے لہذا اوسنے ڈگری
جو راو بلونت سنگہ کے پاس تہی اپنے نام منتقل کرائی اور ڈگری مذکور کو جاری
کرا کے حصص ڈونگرمل اور بلدیوداس کے جو رہن مذکور مین تہے نیلام
مین خرید کئے تاکہ دفعہ مذکور کے اثر سے محفوظ رہے ہم عدالت ماتحت کی راے
سے اتفاق کر کے یہ تجویز کرتے ہین کہ کشن لعل مدعی اصلی خریدار حقوق مرتہنان کا
از روے بیعنامہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۱ء کے تہا اور کہ دیگر مدعیان صرف اوسکے بینامی
تہے اور اونکا فایدہ خریداری مذکور سے نہ تہا چونکہ یہ صورت ہے لہذا یہ حجت کونسل
ذیعلم اپیلانٹ کی کہ دعوی اول چار مدعیان کا ڈسمس ہونا چاہئے تہا منظور ہونی
چاہئے۔

۳۳۳ مزید بران منجانب اپیلانٹ یہ حجت کی گئی کہ چونکہ کشن لعل خریدار اصلی از روے
بیعنامہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۱ء کے تہا اور اسطرح اوسنے حقوق ڈونگرمل اور بلدیوداس
کے رہن [illegible] ۱۸۸۱ء مین حاصل کئے تہے جنکو کہ راو بلونت سنگہ نے ڈگری کے
اجرا مین جو اوسکے پاس بنام بلدیوداس وبیوہ ڈونگرمل کے تہی قرق کرایا تہا لہذا
وہ قایم مقام مدیونان ڈگری مذکور کا ہوگیا اور چونکہ اوسنے بعدازان ڈگری مذکور
راو بلونت سنگہ سے خرید کی لہذا وہ ڈگری معدوم اور ناقابل اجرا ہوگئی اور
اسوجہ سے اوسکو خریداری نیلام سے جو بعدہ حسب اوسکی درخواست کے
ڈگری کے اجرا مین عمل مین آئی کچہہ حاصل نہین ہوا صحت اوس مسئلہ کی جو از روے
اس حجت کے پیش کیا گیا ہے ہمکو مشتبہ معلوم ہوتی ہے اسلئے ہماری راے بربناے
دیگر وجوہ کے یہ ہے کہ کوئی حق کشن لعل کو از روے نیلام مذکورہ بالا کے حاصل
نہین ہوا ہمنے یہ تجویز کی ہے کہ وہ اصل خریدار اوس جایداد کا تہا جو از روے
بیعنامہ ۵۔ نومبر ۱۸۹۱ء کے منتقل کی گئی تہی اور اسلئے اوسنے حقوق بلدیوداس
ڈونگرمل کے رہن [illegible] مابہ البحث مین بذریعہ خریداری مذکور کے حاصل کئے بحیثیت

سنہ ۱۹۰۸ء

پھول چند بنام چھوٹے لعل

منتقل الیہ ڈگری راؤ بلونت سنگھ سوسوا اشخاص مذکورہ حقوق اون اشخاص کے جو ابتداءً بطور مرتہن حقدار تھے اور جو اونہونے خود قبل تاریخ انتقال ڈگری کے خرید کئے تھے نیلام نہین کرا سکتا تہا اور نہ خود خرید کرسکتا تہا وہ حقوق بتاریخ نیلام ملکیت مدیون ڈگری کی نہین رہے تھے اور وہ خود اوسکی ملکیت ہو گئے تھے وہ بطور قابض راؤ بلونت سنگھ کی ڈگری کے خود اپنی جایداد کو ڈگری مذکور کے اجرا مین نیلام نہین کرا سکتا اور چونکہ وہ جایداد جیسا کہ ہم بیشتر کہہ چکے ہین مدیونان ڈگری کی نہین رہی تھی لہذا نیلام حقوق مدیونان ڈگری واقع جایداد مذکور سے جو بوقت نیلام باقی نہین رہے تھے کوئی استحقاق نسبت جایداد کے خریدار نیلام کو حاصل نہین ہوسکتا تہا اور نہ ہوا نیلام صرف ایک ایسی تدبیر تھی جو کشن لال نے بغرض محفوظی کے تاثیر دفعہ ۱۳۵ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء سے کی تھی اور ہماری راے

۳۳۴ مین اوسکو کوئی حق خریداری نیلام سے حاصل نہین ہوا اسلئے اوسکا حق نسبت رہن متنازعہ کے صرف بیعنامہ مورخہ ۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۱ء پر مبنی ہے معاوضہ بیع مذکور کا نہ صرف ساڑہے ... تہا جو بوقت رجسٹری بیعنامہ کے نقد ادا کیا گیا تہا بلکہ وہ رقم بھی تھی جو راؤ بلونت سنگھ کو بطور قیمت ڈگری کے جو اوس سے خرید کی گئی تھی ادا کی گئی تھی جزو زرثمن متصور ہونا چاہئے اقرار مندرجہ بیعنامہ یہ تہا کہ راؤ بلونت سنگھ کی ڈگری زر معاوضہ سے ادا کیجاے کشن لعل نے بجاے اسکے کہ اوسکو زر ڈگری ادا کرے اوس سے انتقال ڈگری کا حاصل کیا اور یہ طریقہ اوسکے مطالبہ کے ایفا کا اختیار کیا پس وہ رقم جو اوسکو ادا کی گئی ہماری راے مین بطور جزو زرثمن بیعنامہ ۸ - نومبر سنہ ۱۸۹۱ء کے متصور ہونی چاہئے رقم مذکور یہ ثابت ہوگئی ہے کہ ایکہزار آٹھ سو بیچ کی تھی اسطرح پر کل تعداد جو بطور قیمت زر رہن متنازعہ کے ادا کی گئی تھی بقدر ... روپیہ کے تھی اور اگر دفعہ ۱۳۵ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء متعلق ہے تو کشن لعل صرف اس رقم کے ولا پانے کا علاوہ سود زر مذکور اور اخراجات لازمی بیع کے مستحق ہے لیکن وکیل ذیعلم ریسپانڈنٹ نے یہ حجت کی ہے کہ دفعہ ۱۳۵ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مقدمہ ہذا سے متعلق نہین ہے -

اس حجت سے ہمکو صرف اوس امر پر جسکا تجویز کرنا باقی ہے غور کرنا لازم آتا ہے یعنی آیا اپیلانٹ مستحق فایدہ احکام دفعہ ۱۳۵ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کا ہے یا نہین یہ تسلیم

۱۸۹۰ء
سیول چند بنام چھوٹے لعل

کیا گیا ہے کہ ۲۰ نومبر ۱۸۸۰ء کو جبکہ زر رہن متنازعہ حال مرتہنان سے منتقل کیا تہا
زر رہن نالش سے قابل وصول تہا اور پختہ ہوکر ایک دعوی قابل نالش ہوگیا تہا
یہ بہی تسلیم کیا گیا ہے کہ احکام باب ۸ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایسے قرضہ سے جو بذریعہ
رہن محفوظ کیا گیا ہو متعلق ہین یہ نتیجہ نظیر اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ
رالی بنام اجودھیا پرشاد (۱) ہے لیکن یہ حجت کی گئی ہے کہ مدیون دعوی فایدہ دفعہ
۱۳۵ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کا نہین کر سکتا بجز اسکے کہ وہ قبل تجویز کے وہ رقم جو منتقل
الیہ دعوی قابل ارجاع نالش نے ادا کی ہو ادا کرے اور بتائید اس حجت کے نظیر
اجلاس ہائی کورٹ کلکتہ مصدورہ مقدمہ مچی رام پلاک بنام ایشان چندر چکربتی ۳۳۵
(۲) کا حوالہ دیا گیا وہ نظیر بلاشبہ ایک سند مفید رسپانڈنٹان کے ہے لیکن ایک
مختلف راے عدالت ہذا نے بمقدمات جانی بیگم بنام جہانگیر خان (۳) و حکیم النساء
بنام دیونراین (۴) اور اجلاس کامل ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ نیلکنٹھ بنام کرشنا
سامی (۵) قایم کی تہی ہم اون حکام ذیعلم سے جنہون نے فیصلہ مقدمات آخر الذکر کا
کیا اتفاق کرتے ہین جس غرض سے دفعہ ۱۳۵ منضبط کی گئی تہی ظاہرا یہ تہی کہ مقدمہ
لڑانے کی تجارت کی ترغیب اسطور پرہو کہ خریدار دعوی قابل ارجاع نالش بجز قیمت
واقعی کے جو اوسنے ادا کی ہو اور اخراجات لازمی بیع معہ سود کے اور کچہہ وصول نکر سکے
اگر ہم یہ تجویز کرین کہ منشا واضعان قانون کا یہ تہا کہ مدیون احکام دفعہ ۱۳۵ سے اگر وہ
منتقل الیہ سے ثبوت اوس قیمت کا جو اوسنے ادا کی طلب کرے اور تا وقت عدالت
سے تجویز اور قرار دیے جانے تعداد قیمت کے منتظر رہے فایدہ نہین اوٹھا سکتا تو یقیناً
یہ منشا واضعان قانون کا ساقط ہو جائیگا یہ صحیح ہے کہ دفعہ مذکور مین یہ مندرج ہے کہ مدیون
منتقل الیہ کو قیمت اور اخراجات لازمی اور سود اوس قیمت پر ادا کرنے سے سبکدوش

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۵ -
(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۵۶۰ -
(۳) " " الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۰۴ -
(۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۳ -
(۵) انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۵ -

۱۸۹۵ء

پھول چند بنام چھٹے لال

ہو جاتا لیکن اوس مین کوئی میعاد محدود نہین ہے جسکے اندر رقم مذکور بغرض حصول بیباقی کے ادا کیجاوے جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے دفعہ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے مدیون کو ممانعت ہو کر بذریعہ ادا کے بعد صدور ڈگری اپنے آپکو سبکدوش کرے فقرہ (د) دفعہ مذکور کے منشا مین ہماری راے مین صورت فروخت ایسے دعوی قابل ارجاع نالش کی داخل ہے جسکی بابت بوقت بیع تجویز مشعر منظوری دعوی صادر ہو چکی ہو یا دعوی شہادت سے صاف ثابت ہو گیا ہو چار فقرات دفعہ ۱۳۵ کا ظاہرا یہ منشا تھا کہ اون صورتون کے لیئے جنمین فروخت ایسے دعاوی قابل ارجاع نالش کی ہو جنپے احکام فقرہ اول دفعہ مذکور متعلق نہون قاعدہ مقرر کیا جاے کیونکہ اون صورتون مین امکان مقدمہ بازی کا بہت بعید ہوگا دعوی جسکا ذکر فقرہ (د) مین کیا گیا ہے ہماری دانست مین وہ دعوی ہے جو فروخت کیا گیا اور جو بتاریخ
۳۳۶ فروخت کسی تجویز سے منظور یا قریب منظور ہونے کے ہے ایسا دعوی اگر فروخت کیا جاے معمولی صورتون مین اوسکی قیمت مناسب ملے گی اور اسلیئے مثل دعاوی قابل ارجاع نالش کے جنکا ذکر فقرات ماقبل مین ہے وہ اثر دفعہ مذکور سے خارج کیا گیا ہم پورے طور پر اون تحریرات سے جو تجویز شیپرڈ صاحب جسٹس مین بمقدمہ اجلاس کامل نیلکنٹھ بنام کرشنا سامی مین جسکا کہ پیشتر حوالہ دیا گیا اتفاق کرتے ہین اور ہماری یہ راے ہے کہ اگر ہم یہ تجویز کرین کہ مدیون دفعہ مذکور کے فایدہ سے اگر وہ منتقل الیہ سے ثبوت اوس زر قرضہ کا جو منتقل الیہ نے ادا کیا طلب کرے محروم رہیگا تو نامناسب تعبیر دفعہ ۱۳۵ کی ہوگی جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین اس قسم کی تعبیر سے ہماری راے مین وہ خاص منشا جسکی وجہ سے دفعہ مذکور منضبط کی گئی تھی ساقط ہوگا ہم مقدمہ حال کو بطور تمثیل اس امر کے بیان کر سکتے ہین منتقل الیہ نے قیمت عـــہ بیان کی مدعا علیہ نے اس امر سے کہ کوئی قیمت ادا کی گئی انکار کیا ہم نے یہ تجویز کی کہ صحیح قیمت اعـــ ادا کی ـــہ ہے ہماری راے مین واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا کہ اس قسم کا مقدمہ داخل منشاے دفعہ ۱۳۵ کے ہو اور کہ مدعا علیہ کل رقم جو ازروے رہن نامہ کے واجب ہو یعنی لعـــہ سے زیادہ ادا کرے حالانکہ مدعی نے کو حقیقت بوقت اپنی خریداری کے ایک قلیل رقم ادا کی ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ دفعہ ۱۳۵ مانع اس امر کی ہے کہ منتقل الیہ

۱۸۹۶ء
پھول چند
بنام
چھوٹے ٹھکل

دعوی قابل ارجاع نالش کا مدیون سے کوئی رقم زائد اوس قیمت سے جو اوسنے ادا
کی ہو معہ سود اور اخراجات لازمی بیع کے وصول کرے چونکہ یہ صورت ہے لہذا
کشن لعل مدعی مستحق ڈگری صرف ۱۲۸۱/۔ کا جو اوسنے بطور قیمت ادا کئے اور سود
کا رقم مذکور پر اوس شرح سے جو از روے رہن نامہ کے ۸۔ نومبر ۱۸۹۱ء سے واجب
ہے اور لعہ اخراجات لازمی کا ہے۔

چنانچہ ہم ڈگری عدالت ماتحت کو ترمیم کے ڈگری بحق کشن لال مدعی ۱۲۸۱/۔ کی معہ
سود رقم مذکور بشرح لعہ روپیہ سیکڑہ سالانہ ۸۔ نومبر ۱۸۹۱ء سے ۲۰۔ اگست ۱۸۹۶ء تک
صادر کرتے ہیں اور ہم اوس تاریخ کو بطور ایسی تاریخ کے مقرر کرتے ہیں کہ جسکو یا جس سے
قبل زر ڈگری اور نیز لعہ اخراجات لازمی بیع مذکور اوسکو ادا کئے جائیں ہم اوسکو
خرچہ رسدی عدالت ہذا و نیز عدالت ماتحت کا دلاتے ہیں اور ہم یہ ہدایت کرتے ہیں
کہ بصورت نہ ادا ہوتے اوس رقم کے جو بموجب ڈگری کی اوس تاریخ پر یا اوس سے
بیشتر جو بموجب بیان کی جایداد مرہونہ یا اوسکا جزو کافی نیلام کیا جاوے ہم کشن لال کے ۳۳۷
بقیہ دعوی کو اور دعوی دیگر مدعیان کو معہ خرچہ کے کلیتاً ڈسمس کرتے ہیں اپیلانٹ اپنا
خرچہ کشن لال سے بابت عدالت ہذا و عدالت ماتحت کے بقدر اپنی کامیابی کے دلا پاوے۔

ڈگری ترمیم کی گئی۔

صیغہ نظر ثانی دیوانی

باجلاس سر جان ایج صاحب نٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

لکھو بی بی (مدعا علیہا) بنام **سلامت علی** (مدعی)٭

۵ - مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ کتاب انگریزی ۳۳۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - درخواست اس امر کی کہ ڈگری مطابق تجویز کے صادر کیجائے - ڈگری غلط لیکن مطابق تجویز کے جو ڈگری قابل ترمیم نہین ہے -

جبکہ ڈگری درحقیقت مطابق تجویز کے ہو جسپر کہ وہ مبنی ہے اسکی قسم کی ڈگری گو کیسی ہی غلط ہو بر طبق درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کہ ڈگری مطابق تجویز کے صادر کیجائے ترمیم نہین ہو سکتی -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت مین پورے طور پر مندرج ہین -

پنڈت دتی لعل و بابو بدیا ناتھ داس منجانب اپیلانٹ -

مولوی غلام مجتبٰی منجانب فریق مخالف -

ایج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - یہ درخواست صیغہ نظر ثانی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے یہ ایک ایسے حکم سے پیدا ہوتی ہے جو جج ماتحت الہ آباد نے اوس درخواست پر جو حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے پیش کی گئی تھی صادر کیا تھا واقعات یہ ہین سید سلامت علی جو رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا ہے مرتہن ثانی موضع سوندہیا کا تھا مسماۃ لکھو بی بی جو اپیلانٹ مقدمہ ہذا ہے مرتہنہ سوم موضع سوندہیا و کھورا و گورا کی تھی اوسکا زر رہن بغرض رہن اول کے ادا کرنے مین جسمین تین مواضع رہن تھے صرف کیا گیا تھا سلامت علی نے نالش حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے واسطے نیلام موضع سوندہیا کے بہ ایفاے اپنے زر رہن کے دائر کی صرف اسی دادرسی کی اوسنے استدعا کی تھی مسماۃ لکھو بی بی نے عذر اپنے تیسرے رہن اور بیباق کرنے رہن اول کا بطور سپر واسطے محفوظی موضع سوندہیا کے نیلام سے تا وقت ادا ہونے اوس روپیہ کے جو اوسنے بیباقی رہن اول مین ادا کیا تھا پیش کیا

۲۰۳۸

۱۸۹۵ء
لکھو بی بی بنام سلامت علی

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ لکھو بی بی مستحق ہے کہ بیباقی رہن اول سے بطور سپر کے فایدہ اوٹھاوے اور حاکم موصوف نے اپنے فیصلہ مین تجویز کی کہ سلامت علی پر لازم ہے کہ لکھو بی بی کو عـــه ادا کرے یہ وہ رقم ہے جو واسطے بیباقی رہن اول کے ادا کی گئی تھی اور نیز حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ اگر سلامت علی روپیہ ادا کرے اور لکھو بی بی انفکاک رہن نکراوے تو سلامت علی مستحق اپنی ڈگری کا ہوگا ڈگری جیسی کہ مرتب کی گئی تھی ہماری راے مین مطابق تجویز کے تھی اوسمین یہ حکم تھا کہ سلامت علی عـــه لکھو بی بی کو ادا کرے اور اگر لکھو بی بی وقت معینہ پر انفکاک نکراوے تو موضع سوندہیا نیلام کیا جائیگا ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اسبارہ مین ہماری راے مین تجویز اور ڈگری غلط تھین برطبق اسکے تجویز کے کہ لکھو بی بی مستحق ہے کہ بیباقی رہن اول سے بطور سپر کے اس نالش مین فایدہ اوٹھاوے جج ماتحت کو یہ تحقیق کرنا چاہیے تھا کہ کیا حصہ متناسب عـــه کا واسطے بیباقی رہن اول موضع سوندہیا کے جاتنک کہ اوس سے تعلق تھا مقرر کرنا چاہیے اور حاکم موصوف کو چاہیے تھا کہ مدعی کے حق مین ڈگری بلاشبہ تابع انفکاک رہن منجانب لکھو بی بی واسطے نیلام موضع سوندہیا کے بادا ے زر حصہ رسدی لکھو بی بی کو صادر کرتے کسی فریق نے اپیل نہین کیا لیکن بعد اسکے کہ ڈگری مرتب ہوچکی اور اوسپر دستخط ہوئے سلامت علی نے حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے درخواست کی کہ ڈگری کی ترمیم اسطور پر کیجاے کہ وہ ڈگری نیلام نہ صرف موضع سوندہیا کی بلکہ نیز مواضع کھورا اور گورا کی ہوجاے جج ماتحت نے درخواست کو منظور کیا اور ڈگری اوسکے مطابق ترمیم کی بابت اوس حکم کے یہ درخواست نظر ثانی پیش کی گئی واضح ہو کہ ڈگری جیسی کہ اول صادر کی گئی تھی ہماری راے مین ٹہیک مطابق تجویز کے تھی تجویز مذکور بابت اون مراتب کے غلط تھی جنکا ہمنے ذکر کیا۔ لیکن تاہم ڈگری مذکور ایسی ڈگری تھی جو مطابق تجویز کے تھی خواہ وہ تجویز قانوناً صحیح ہو یا غلط ڈگری جو برطبق درخواست ۳۳۹
حسب دفعہ ۲۰۶ ترمیم کی گئی ایسی ڈگری نہین ہے جو مطابق تجویز کے ہو تجویز مین یہ فیصلہ نہین ہوا تھا کہ مواضع کھورا اور گورا نیلام کئے جائین سلامت علی نے اپنی عرضی دعوی مین یہ استدعا نہین کی تھی کہ وے نیلام کئے جائین مطابق قانون

۱۸۹۰ء
لکھو بی بی
بنام
سلامت علی

کہ وہ مستحق ڈگری نیلام اون مواضع کا نہ تھا۔ وہ مرتہن اون مواضع کا نہ تھا اور مرتہن اون مواضع کا اوس رقم کے ادا کرنے سے جو لکھو بی بی نے بیباقی رہین اول کے ادا کی نہیں ہو گیا تھا اگر یہ نتیجہ ہوا کہ اوسنے اوس سے زیادہ روپیہ ادا کیا کہ جسکے دینے پر وہ مجبور کیا جاتا تو چاہیے تھا کہ وہ موضع سونڈیہا کو نیلام کرا سکے تو وہ اس نتیجہ سے بچ سکتا تھا لیکن یہ اوسکے خود ادا کرنے سے ہوا وہ خود یہ نتیجہ اوپر لایا قانون واسطے محفوظی کسی شخص کے از خود اپنی غفلت سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ درخواست حسب دفعہ ۶۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس ہونی چاہیے تھی اور منظور نہ ہونی چاہیے تھی از روے دفعہ ۶۲۲ کے ہم حکم حسب ذیل صادر کرتے ہیں ہم اس درخواست کو مع خرچہ کے منظور کرتے ہیں ہم اوس حکم کو جو برطبق درخواست حسب دفعہ ۶۲۰ مجموعہ کے صادر کیا گیا تھا مع خرچہ کے منسوخ کرتے ہیں ہم درخواست مذکور کو نامنظور کرتے ہیں اور ہم ڈگری کو جیسی کہ ابتداءً مرتب کی گئی تھی اور دستخط ہوئے تھے بحال رکھتے ہیں۔

درخواست منظور کی گئی۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۰ء
۱۲ مارچ
صفحہ کتاب انگریزی
۳۳۹

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام اجودھیا و یک کس دیگر*

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۶ - حکم تحقیقات مزید - حکم خلاف شخص ملزم کے - اطلاعنامہ اظہار وجہ -

شخص ملزم کے خلاف کوئی حکم صادر کئے جانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ شخص مذکور کے نام اطلاعنامہ بغرض حاضر ہونے اور وجہ اس امر کی ظاہر کرنے کے کہ کیوں حکم مذکور صادر نہ کیا جاے جاری کیا جاوے۔ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جھونو (۱) کا حوالہ دیا۔

اس مقدمہ میں اجودھیا اور ہنی سایلان پر مجسٹریٹ چھاونی الہ آباد کے روبرو الزام جرم
۳۴۰ بچانے ضرر شدید کا بوقت ارتکاب نقب زنی کے حسب دفعہ ۴۵۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے

* نظر ثانی فوجداری نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۹۰ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۸۔

۱۹۰۳ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
اجودھیا

لگایا گیا تہا۔ مجسٹریٹ چہارمی نے ملزمان کو رہا کیا اور مستغیث نے بنا راضی اس حکم کے درخواست نظر ثانی روبرو مجسٹریٹ ضلع کے پیش کی۔ مجسٹریٹ ضلع نے یہ خیال کیا کہ ہر دو ملزمان کے خلاف شہادت کافی موجود تہی اور اونکی تجویز از سر نو کیے جانیکا حکم دیا۔ صاحب سشن جج نے یہ حکم بحال رکہا۔ بمطابق اسکے اشخاص ملزم نے ہائیکورٹ مین درخواست نظر ثانی اس بنا پر پیش کی کہ مجسٹریٹ کو قبل صادر کرنے حکم تجویز جدید کے سایلان سے وجہ اس امر کی دریافت کرنی چاہیے تہی کہ کیون حکم تجویز جدید کا صادر نہ کیا جاے۔

مسٹر ڈبلیو والاک منجانب سایلان۔

گورنمنٹ پلیڈر (منشی رام پرشاد) و بابو پاربتی چرن منجانب سرکار۔

برکٹ صاحب جسٹس۔ مین یہ خیال کرتا ہون کہ اگر مجسٹریٹ ضلع نے اون متعدد نظائر عدالت ہذا کے مطابق عمل کیا ہوتا جنمین یہ تجویز کی گئی ہے کہ کسی شخص ملزم کے خلاف کوئی حکم صادر کیے جانے سے پہلے شخص مذکور کے نام اطلاعنامہ بغرض حاضر ہونے اور وجہ اس امر کی ظاہر کرنے کے کہ کیون حکم مذکور صادر نہ کیا جاے جاری کیا جانا چاہیے تو مناسب ہوتا۔ یہ بالکل صحیح ہے جیسا کہ صاحب سشن جج ذیعلم نے فرمایا ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ایسا کوئی حکم صریح مندرج نہین ہے لیکن عدالت ہذا کے متعدد اور لایق تجربہ کار حکام نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اس قسم کے اطلاعنامہ کا جاری کیا جانا نہایت مناسب ہے مین مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چھوٹو (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام مشتاق حسین (غیر رپورٹ شدہ) نظر ثانی فوجداری نمبر ۳۰۱ سنہ ۱۹۰۱ء منفصلہ ۲۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کا حوالہ دیسکتا ہون۔ بلاشک وہ حکم جو اس مقدمہ مین صادر کیا گیا تہا شخص ملزم کے مضر تہا کیونکہ بلالحاظ اس امر کے کہ تحقیقات مزید کا کیا نتیجہ ہوگا شخص ملزم کو اوس تحقیقات مزید کی کاوش اور تکلیف برداشت کرنا پڑیگی۔ مین حکم مجسٹریٹ ضلع مشعر تجویز جدید فسخ کرونگا اور یہ ہدایت کرونگا کہ اگر اونکی راے مین اس مقدمہ مین کارروائی مزید کی ضرورت ہو تو شخص ملزم کے نام اطلاعنامہ جاری کیے جانے کے بعد کیجاوے مین مجسٹریٹ ضلع کو یہ بہی بتلاونگا کہ اونہون نے مقدمہ کی تجویز جدید کی ہدایت غلطی سے کی تہی
۳۴۱ اونکو ازروے مجموعہ کے صرف یہ ہدایت کرنے کا اختیار ہے کہ تحقیقات مزید کیجاے۔ مین مطابق اسکے حکم دیتا ہون۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۲۔

۱۸۹۸ء
۱۳- مارچ
صفحہ کتاب انگریزی
۳۴۱

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

ترجھون سندر کنور (مدعیہ) بنام سری نراین سنگھ (مدعا علیہ)

دہرم شاستر - ہندو بیوہ - وراثت - قایم مقامان قانونی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۶۵ -

وارث معمولی ترکہ شخص متوفی بعد وفات اوسکی بیوہ کے پابند اوس ڈگری کا ہوگا جو بمقابلہ بیوہ حاصل کی گئی ہو بشرطیکہ نالش کی تجویز جسمین ڈگری صادر ہوئی تھی منصفانہ ہوئی ہو لہذا بیوہ کا حق نالش کرنے کا اوسکے شوہر کے ترکہ کے وارث کو بعد اوسکی وفات کے باقی رہتا ہے اور ورثا کو پہونچتا ہے اور وارث مذکور اور نہ اوسکے ذاتی ورثا قایم مقام قانونی واسطے اغراض دفعہ ۳۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قرار پاویگا مقدمات کتھانجیار بنام راجہ شیو گنگا (۱) دمری دتم چٹرجی بنام سترموہن گوسامی (۲) و پریم سکھ جودہرانی بنام پرپوناتھ دہر (۳) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا حکم عدالت مین پورے طور پر مندرج ہین -

مسٹر ڈبلو ایم کالون و منشی رام پرشاد و منشی جوالا پرشاد منجانب سایل -

مسٹر ڈی کالین و پنڈت سندر لال و بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹ -

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - رانی تربھون سندر کنور اپیلانٹ اپیل ہذا بعد رجوع ہونے اپیل کے فوت ہوئی دو درخواستین پیش کی گئین ایک منجانب رانی براج کنور کے باستدعاے اس امر کے کہ اوسکا نام مسل مین بجاے نام اپیلانٹ متوفیہ کے درج کیا جاے اور دوسری منجانب بابو سری نراین سنگھ رسپانڈنٹ کے باستدعاے اس امر کے کہ اپیل اور نالش ساقط قرار دیجاتین اس قسم کی درخواستین اپیل نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۶ء مین جو اس اپیل سے متعلق ہے پیش کی گئین -

---

(۱) پریوی کونسل ہندو لفرو صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۴۵ -
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۹ -
(۳) " " جلد ۱۳ صفحہ ۷۲۳ -

۱۸۹۰ء
تربہون سندر کنور
بنام
سری نراین سنگہ

نالش کہ جس سے یہ دو اپیل پیدا ہوئے رانی تربہون سندر کنور نے واسطے استقرار
اس امر کے دائر کی تہی کہ جایداد متنازعہ جایداد علیحدہ اوسکے شوہر متوفی راجہ شنبہو نراین
کی تہی اور وہ بوجہ ہونے ہندو بیوہ کے اوسکی مستحق تہی بابو سری نراین سنگہ ۳۴۲
مدعا علیہ کو کوئی استحقاق اوسمین دست اندازی کرنیکا نہ تہا اور اقرار نامہ مورخہ ۷ نومبر ۱۸۹۲ء
کالعدم تہا اور وہ اوسکی پابند نہ تہی اور اوسنے مزید بران یہ استدعا کی کہ اگر عدالت یہ تجویز کرے
کہ وہ قابض نہین ہے اور جایداد بقبضہ مدعا علیہ ہے تو اوسکو قبضہ دلایا جاے۔

دعوی کی جوابدہی اس بنا پر کی گئی کہ مدعا علیہ اور راجہ متوفی اہالیان ایک ہندو خاندان
مشترکہ کے تہے اور کہ مدعا علیہ مستحق جایداد کا بہ ترجیح بیوہ کے ہے عدالت ماتحت نے
دعوی کو جزوءً ڈگری کیا اور برطبق اسکے دونون اپیل متذکرہ بالا دائر کی گئین ایک
منجانب مدعیہ اور دوسری منجانب مدعا علیہ کے۔

رانی برلاج کنور ماں راجہ شنبہو نراین سنگہ کی ہے اور یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر یہ جایداد
جایداد منقسمہ راجہ کی تہی جس سے معمولی قاعدہ وراثت دہرم شاستر کا متعلق ہو تو رانی موصوفہ
عین وارث مابعد بعد وفات بیوہ کے ہوگی۔

منجانب بابو سری نراین سنگہ کے یہ حجت کی گئی ہے کہ بناے مخاصمت جسپر کہ رانی
تربہون سندر کنور نے نالش دائر کی ہے ایک بناے مخاصمت اوسکی ذاتی تہی اور وہ رانی برلاج
کنور کے لئے باقی نہین رہی اور وہ کسی معنی مین قایم مقام قانونی رانی تربہون سندر کنور
متوفی کی نہین ہے۔

کل بحث ہماری راے مین اس امر پر منحصر ہے کہ آیا بعد وفات رانی تربہون سندر کنور
کے حق نالش باقی رہا یا نہین اور فیصلہ اس امر کا مزید بران تجویز اس امر مزید پر منحصر ہے کہ
آیا ڈگری جو بیوہ کی نالش مین صادر کی گئی ایسی ہے جو بعد بیوہ کے وارث عودی پر قابل
پابندی ہو کیونکہ اگر ڈگری وارث عودی پر قابل پابندی ہو تو حق نالش اوسکو باقی رہیگا یہ
دونون امور ہماری راے مین نظیر حکام عالیمقام پریوی کونسل سے بمقدمہ کتما چیار بنام
راجہ شیو گنگا (۱) طے ہو چکے مین حکام عالیمقام نے یہ تجویز کی تہی کہ "ہندو بیوہ کی وفات پر ۳۴۳

(۱) اپیلہاے ہند سولفہ مور صاحب جلد ۹ صفحہ ۳۳۵۔

۱۰۹۰ء
تربہون سنده کنده
بنام
سری نراین سنگھ

حق نالش جو پیشتر اوسکو حاصل تہا مساۃ کے ورثا کو نہین بلکہ اوسکے شوہر کے ورثاے قریب ترین کو پہونچتا ہے نسبت اس امر کے کہ آیا وہ ڈگری جو ایسی نالش مین صادر ہو جو بیوہ نے واسطے جایداد اپنے شوہر کے دائر کی ہو اون اشخاص پر جو دعوی اوسکی حقیت کا بوراثت اوسکے کرین قابل پابندی ہوگی یا نہین حکام عالیمقام کی یہ راے تہی کہ بجز اسکے کہ یہ ثابت کیا جاے کہ نالش مذکور مین استحقاق کی نسبت تجویز انصافانہ نہین ہوئی تہی یا بالفاظ دیگر بجز اسکے کہ ڈگری مذکور پر اعتراض بہ کامیابی بربناے کسی خاص وجہ کے کیا جاسکے وہ قطعا مانع کسی نالش جدید کی سنجانب اوس شخص کے ہوگی جو بسلسلہ وراثت بیوہ مذکور کے دعوی کرے کیونکہ اگر مساۃ کی نسبت یہ فرض کیا جاے کہ وہ مستحق زمینداری کی ہے تو بہی کل حقیت زمانہ موجودہ کے واسطے اوسکو قطعی بعض اغراض کے لیے پہونچیگی گو بلحاظ بعض مراتب کے اوسکا استحقاق محدود ہوگا اور تا وقت اوسکی وفات کے یہ تحقیق نہین کیا جاسکتا کہ کون شخص وارث ہونے کا مستحق ہوگا یہی اصول جو عدالت ہاے ملک ہذا مین نسبت وارثان کے جو باستحقاق محدود قابض ہون مروج ہے وہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت ہندو بیوہ سے متعلق ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بہت بڑی وقت یہ تجویز کرنے مین ہوگی کہ ورثاے جانشین پر پابندی اوس ڈگری کی نہ تہی جو انصافا و واجبا بمقابلہ بیوہ حاصل کی گئی تہی (صفحہ ۶۰۴) اس راے پر حکام عالیمقام بہ مقدمہ مابعد ہری ناتہ چٹرجی بنام مترموہن گوسامی (۱) قایم تہے بربناے ان اسناد کے یہ قاعدہ طے شدہ متصور ہونا چاہیے کہ وارث عودی جو جایداد متوفی کی بعد وفات بیوہ شخص مذکور کے مداشتا پاوے پابند اوس ڈگری کا ہوگا جو بمقابلہ بیوہ کے حاصل کی گئی ہو بشرطیکہ تجویز اوس نالش کی جسمین ڈگری صادر ہوئی تہی انصافانہ عمل مین آئی ہو لہذا بیوہ کا حق نالش اوسکے شوہر کے ورثا کو جو جایداد کے مستحق ہون باقی رہتا ہے اور ورثا پہونچتا ہے وارث مذکور اور نہ اوسکے ذاتی ورثا قایم مقام قانونی واسطے اغراض دفعہ ۳۶۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قرار پانا چاہیے بناے مخاصمت بیوہ بمقابلہ مدعاعلیہ نالش ہذا ایک بناے مخاصمت ذاتی مساۃ کی نہین ہے اسلیے شوہر کا وارث اور نہ اوسکا وارث ذاتی ایسا شخص ہے جو نالش کی پیروی کرنے کا مستحق ہو اس راے

۳۴۴

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۸

۱۸۹۵ء
تربھون سندر کنور
بنام
سری نراین سنگھ

کی تائید ہائی کورٹ کلکتہ مقدمہ پریم مئی چودھرائن بنام پریو ناتھ دھر سے ہوتی ہے چونکہ رانی برراج کنور وارث قریب ترین راجہ شیو نراین سنگھ کی ہے لہذا وہ ہماری راے مین قایم مقام قانونی رانی تربھون سندر کنور کی واسطے اغراض نالش کے ہے۔

مسٹر کانلین نے یہ حجت کی ہے کہ رانی برراج کنور کو رانی تربھون سندر کنور کی نالش یا اپیل کو قایم رکھنے کی اجازت دو وجوہ سے نہ ہونی چاہیے یعنی اول یہ کہ وہ نالش دایر نہین کر سکتی تھی کیونکہ وہ قابض نہ تھی اور دوسرے یہ کہ وہ دعوی جایداد حسب شرایط اقرار نامہ مورخہ ۔ نومبر ۱۸۹۲ء مذکورہ بالا کے ممنوع ہے نسبت امر اول کے ہم یہ تحریر کرتے ہین کہ جایداد رسیور کے سپرد ہے جسکو عدالت نے مقرر کیا تھا اور کسی فریق کے قبضہ واقعی مین نہین ان حالات مین وہ شخص جو مستحق جایداد ہے قابض متصور ہونا چاہیے اور اگر رانی برراج کنور مستحق جایداد ہو تو وہ قابض قرار پانی چاہیے نسبت دوسرے امر کے واضح ہو کہ اس نوبت کارروائی پر ہم اس امر کا تصفیہ کرنا کہ آیا مدعا علیہ مستحق پیش کرنے اقرار نامہ کا بطور ایک امر مانع دعوی رانی برراج کنور نسبت استحقاق جایداد کے ہے یا نہین ضروری خیال نہین کرتے ہماری راے مین باوجود موجودگی اقرار نامہ کے مسماۃ قایم مقام قانونی رانی تربھون سندر کنور کی واسطے اغراض نالش ہذا کے ہے اسلیے ہم یہ ہدایت کرتے ہین کہ نام رانی برراج کنور کا عذرات دونون اپیل مین جو ہمارے روبرو ہین بجاے رانی تربھون سندر کنور متوفیہ کے درج کیا جاے رانی برراج کنور کو خرچہ اوسکی درخواستون کا ملیگا۔

درخواست منظور کی گئی۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۳۶ -

۱۹۰۸ء
۲۴ مئی
صفحہ کتاب انگریزی
۳۴۵

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

حاجی سید محمد (مدعا علیہ) بنام گلاب رائے (مدعی)

حکم امتناعی۔ اختیار عدالت نسبت عطاے حکم امتناعی تاکیدی۔ توقف مدعی کی جانب سے اپنی نالش کے دائر کرنے مین۔

مدعی نے نالش واسطے قبضہ مالکانہ ایک قطعہ اراضی کے دائر کی اور دوم واسطے حکم امتناعی تاکیدی کے کہ مکانات جو مدعا علیہ نے قطعہ اراضی مذکور پر تعمیر کئے ہین منہدم کئے جاوین لیکن نالش اوسوقت سے دو سال سے زیادہ عرصہ بعد جبکہ مکانات جنکی شکایت کی گئی تعمیر ہو چکے تھے دائر کی گئی **تجویز ہوئی** کہ مدعی مستحق قبضہ مالکانہ اپنی اراضی متدعویہ کا ہنین ہے لیکن اوسکو استحقاق اوسکے استعمال کرنے کا ہے اور مدعا علیہ اراضی پر تعمیر کرنے کا مستحق نہ تھا لیکن عدالت نے اس وجہ سے کہ مدعی نے نالش دائر کرنے مین توقف کیا حکم تاکیدی مستدعیہ کے عطا کرنے سے انکار کیا مقدمہ چودری کاری داسی بنام سدامنی داسی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت مین بپورے طور پر مندرج ہین۔

مولوی غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ۔

بابو جوگندر ناتھ چودہری (جنکی جانب سے بابو ستیش چندر بنرجی حاضر ہوئے) منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس - اپیل ہذا اور اپیل متعلقہ نمبر ۱۲ سنہ ۱۹۰۶ء دو نالشات ترتیب سے جو ایک فریق نے دوسرے فریق پر دائر کی تہین پیدا ہوئے نالشات مذکور دو قطعات اراضی کی بابت جو ایک دوسرے کے متصل تھے متعلق ہین جنپر ہر ایک فریق نے کچھ تعمیرات کی ہین دعوی گلاب رائے کا جسنے وہ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا دائر کی تھی یہ تھا کہ اراضی جسپر حاجی سید محمد مدعا علیہ نے مکانات تعمیر کئے ہین اوسکی (گلاب رائے کی) جایداد ہے اور حاجی سید محمد کو کوئی استحقاق اوسپر تعمیر کرنے کا نہ تھا بخلاف اسکے حاجی سید محمد نے اپنے آپ کو مالک نہ صرف اوس قطعہ اراضی کا کہ جسپر اوسنے مکانات تعمیر کئے تھے جنکی گلاب رائے نے شکایت کی تہی بلکہ قطعہ متصلہ اراضی کا بھی جسپر گلاب رائے نے چند مکانات بنائی تہین بیان کیا گلاب رائے نے
۳۴۶ اوس قطعہ اراضی کے مالک ہونے کا بھی دعوی کیا ہر فریق نے علاوہ دعوی قبضہ کے مکانات

* اپیل دوم نمبر ۵ سنہ ۱۹۰۶ء بناراضی ڈگری رائے ساملول سبجج ضلع آگرہ مورخہ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء منسوخ ڈگری بابو ہری موہن بنرجی

منصف آگرہ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۳ء۔ (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۵۲۔

۱۸۹۵ء

حاجی سید محمد
بنام
گلاب راے

کے منہدم کرنے کی استدعا کی ہر دو فریق نے ڈگری ۱۳ اگست سنہ ۱۸۴۶ء پر استدلال کیا عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری مذکور کی تعبیر کی کہ اوسکی رو سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ اراضی متدعویہ ہر دو نالشات کی ملکیت حاجی سید محمد کی تھی اسلیئے اوسنے گلاب راے کی نالش کو ڈسمس اور حاجی سید محمد کی نالش کو ڈگری کیا عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا عدالت موصوف نے ڈگری اور تجویز سنہ ۱۸۴۶ء کی اوس تعبیر سے مختلف تعبیر کی جو عدالت مرافعہ اولی نے اونکی کی تھی یہ ظاہر ہے کہ حاکم ذیعلم عدالت اپیل ماتحت کے ذہن مین نسبت اسکے کہ ڈگری سنہ ۱۸۴۶ء کی رو سے فیصل ہوا تھا غلط فہمی تھی ایکجا جنہون تجویز مین صاحب جج ذیعلم نے یہ تحریر فرمایا کہ ڈگری سنہ ۱۸۴۶ء سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مورث حاجی سید محمد کا مالک اون کل اراضیات کا جو بجانب شمال اوس خط کے تھین جو چبوترہ مذکور سے بجانب مغرب گلاب راے مورث کی دکان تک اور پورب کی جانب خود اوسکی دکان تک جو متصل پورب کی دکان کے مجملہ چار دکانات متصلہ کے تھی کھینچا گیا ہے قرار پایا تھا" حاکم موصوف کا ظاہرا یہ منشا تھا کہ اراضی متنازعہ حال جو بجانب شمال خط مذکورہ بالا کے واقع ہے از روے تجویز سنہ ۱۸۴۶ء کے ملکیت حاجی سید محمد کی قرار دی گئی تھی۔ اور چند سطر بعد حاکم موصوف نے یہ تحریر کیا ہے کہ تجویز سنہ ۱۸۴۶ء سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل اراضی جو بجانب شمال خط مذکورہ بالا کے واقع ہے اراضی گلاب راے کی تھی یہ مشکل ہے کہ اس تناقض کی کوئی وجہ بیان کیجاے بجز اس قیاس کے کہ صاحب جج ذیعلم نے کبھی تجویز سنہ ۱۸۴۶ء کو احتیاط سے نہین پڑھا چونکہ دونون فریق کو تجویز مذکور پر استدلال ہے اور چونکہ دونون یہ بیان کرتے ہین کہ اونکے حقوق متعلقہ اراضی متنازعہ اوسکی رو سے فیصل ہوئے تھے لہذا امر اول جو اپیل ہذا مین فیصلہ طلب ہے یہ ہے کہ کیا صحیح تعبیر اوس تجویز کی ہونی چاہیے اور کیا حقوق فریقین کے اوسکی رو سے قرار دیے گئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نالش جسمین یہ تجویز صادر کی گئی تھی علی رضا مورث حاجی سید محمد نے بنام پیشروان استحقاق گلاب راے کے واسطے استقرار اپنے حق کے نسبت ایک قطعہ اراضی کے جسپر کہ اوسنے چند دکانات تعمیر کیے تھے دائر کی تھی اوس نالش مین فریقین نے مصالحت کی اور تجویز مذکورہ بالا بموجب مصالحت کے صادر کی گئی تھی یہ بخوبی ظاہر ہے کہ تنازعہ مابین فریقین ۳۴۷
مقدمہ سنہ ۱۸۴۶ء کے اون قطعات اراضی کی بابت تھا جنکی نسبت نالشات حال دائر کی گئی تھین۔ جائیداد متدعویہ نالش مذکور ایک قطعہ اراضی تھا جو بجانب شمال ایک احاطہ مملوکہ حاجی سید محمد مورث کے شارع عام تک واقع تھا اور یہ وہی اراضی ہے جسکی بابت دعوی اون دو نالشات

۱۸۹۰ء
حاجی سید محمد
بنام
گلاب راے

مین کیا گیا ہے جو ہمارے روبرو ہین یہ صریح طور پر تجویز ۱۳ اگست ۱۸۷۳ء مین بیان کیا گیا تھا کہ اراضی متنازعہ از روے صلحنامہ کے ملکیت علی رضا مدعی کی قرار دیگئی تھی اور مزید بران تجویز مذکور سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ علی رضا مکانات بجانب شمال ایک خط تک تعمیر کرے جو مغربی حد اوسکی دکان موجودہ سے شرقی حد عمارات گلاب راے مورث کے مکانات تک بجانب دیگر کھینچا گیا تھا اور اراضی جانب شمال خط مذکور سڑک تک گلاب راے کا مورث بطور پٹر کے استعمال کرسکتا ہے یعنی بطور ایسی اراضی کے کہ جسپر وہ اپنا غلہ جمع کرے اور کوئی فریقین مین سے اوس اراضی پر تعمیر نکرے اسمین کچھ شبہ نہین ہوسکتا کہ یہ امر از روے ڈگری ۱۸۷۳ء کے قرار پایا تھا از روے اوس ڈگری کے ملکیت اراضی متنازعہ حال کی جیسا کہ مین نے بیان کیا ہے حاجی سید محمد کی قرار پائی تھی لیکن گلاب راے کے پیشرو کو استحقاق طرح کا استعمال اراضی بغرض سکھانے غلہ کے عطا کیا گیا تھا اور کسی فریق کو اوسپر تعمیر کرنے کا اختیار نہ تھا چونکہ یہ صورت تھی لہذا نالش جو حاجی سید محمد نے بنام گلاب راے کے دائر کی اور جس سے اپیل دوم نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۰ء متعلق ہے خواہ مخواہ قابل سرسبز ہونے کے تھی گلاب راے مالک اراضی متدعویہ نالش مذکور کا نہین ہے اور اوسکو کوئی حق اوسپر تعمیر کرنے کا نہین ہے نسبت دیگر نالش کے یعنی وہ جو گلاب راے بنام حاجی سید محمد کے دائر کی گلاب راے مستحق نہ تھا کہ وہ مالک اوس اراضی کا جسکا اوسنے دعوی کیا ہے قرار دیا جاے لیکن ایک سوال مزید اوس مقدمہ مین پیدا ہوتا ہے یعنی آیا گلاب راے مستحق حکمنامہ امتناعی تاکیدی کا جسکی درخواست استدعا مقدمہ مذکور مین واسطے انہدام مکانات کے جو حاجی سید محمد نے تعمیر کیے ہین کی ہے یا نہین منجانب اوسکے یہ حجت کی گئی ہے کہ از روے ڈگری ۱۸۷۳ء کے اوسکو حق استعمال اراضی کا بطور پٹر کے عطا کیا گیا تھا اور حاجی سید محمد کے مورث ۳۴۸
کی نسبت یہ قرار دیا گیا تھا کہ اوسکو حق اوسپر تعمیر کرنے کا نہین تھا اور اسوجہ سے گلاب راے مستحق تھا کہ استدعا انہدام مکانات کی جو حاجی سید محمد نے تعمیر کیے ہین کرے منجانب حاجی سید محمد کے یہ حجت کی گئی ہے کہ گلاب راے بربناے دو وجوہ کے مستحق حکمنامہ امتناعی تاکیدی کا جسکا اوسنے دعوی کیا نہین ہے اول یہ کہ اوسنے انہدام مکانات کا بربناے حق مالکانہ کے دعوی کیا اور وہ اس امر کے ثابت کرنے سے کہ اوسکو ایسا حق حاصل ہے قاصر رہا اور ثانیاً چونکہ عمارات خود حسب بیان گلاب راے کے ۳ سال سے زیادہ پیشتر قبل رجوع اوسکی نالش کے مکمل ہوچکی تھین لہذا عدالت کو استعمال اپنے اختیار تمیزی کے جو اوسکو دربارہ عطاے حکمنامہ امتناعی

١٩٠٥ء
حاجی سید محمد
بنام
گلاب رائے

تاکیدی کے حاصل ہے حکم امتناعی جسکی اوسنے استدعا کی ہے عطا نہ کرنا چاہیے میری رائے
مین وہ حجت جو منجانب حاجی سید محمد پیش کی گئی ہے منظور ہونی چاہیے یہ صحیح ہے کہ اگر
مدعی حق مالکانہ کا دعوی کرتا لیکن صرف حق آسایش یا اوس سے کم درجہ کا حق ثابت کر سکتا
جس سے وہ مستحق اوس دادرسی کا ہوتا جسکی اوسنے استدعا کی تو اس قسم کی دادرسی سے
عموماً انکار نہونا چاہیے لیکن جب عطاے ایسی دادرسی کی بربناے ایسے حق کے کہ جسکا ابتداءً دعوی
نہ کیا گیا ہو تجویز امور تنقیح طلب واقعات پر منحصر ہو جو کبھی عدالت مرافعہ اولی مین پیش نہین کیے
گئے تھے تو عدالت اپیل کو لازم ہے کہ مدعی کو یہ اجازت نہ دے کہ اپنے بیان کو اسطرح پر تبدیل
کرے کہ جس سے مدعا علیہ کو نقصان پہونچے اگر مقدمہ ہذا مین مدعی نے دعوی حق آسایش کا
عدالت مرافعہ اولی مین کیا ہوتا تو اوس دعوی کی نسبت چند وجوہ سے اعتراض کیا جا سکتا تھا
جسکے فیصل کرنے مین چند امور تنقیح طلب واقعات کا فیصل کرنا لازم آسکتا ہے مزید بران
عرضیدعوی مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ مکانات جنکے انہدام کی مدعی استدعا کرتا ہے جنوری
١٩٠٣ء مین تعمیر کیے گئے تھے اوسنے اپنی نالش نومبر ١٩٠٥ء تک دائر نہین کی اسطرح پر
ظاہر ہے کہ مدعی نے اپنی نالش یا چارہ جوئی قانونی سب سے پہلے موقع پر نہین کی بلکہ
اوسوقت تک انتظار کیا کہ عمارت ختم ہوگئی اگر اندرین حالات وہ استدعائے انہدام مکان کی کرتا ہے
تو حکم امتناعی تاکیدی بجز خاص صورتون کے عطا نہ کیا جائیگا یہ امر ان نظائر مین جو ہائیکورٹ
کلکتہ نے بتجویز مصدورہ مقدمہ ہنود کمار ی بنام سودا منی داسی (۱) مین درج کی ہین قرار
دیا گیا تھا کسی خاص حالات کا اس مقدمہ مین موجود ہونا ظاہر یا بیان نہین کیا گیا اور اسلیے مدعی ۳۴۶
مستحق حکم امتناعی تاکیدی کا جسکی اوسنے استدعا کی نہین ہے مقدمہ مثل مقدمہ ہذا کے ایسی
نالش ہے کہ جسمین استدعا حکم امتناعی تاکیدی کی واسطے انہدام مکانات کے جو ایک شریک
نے منجملہ چند شرکا کے اراضی مشترک پر تعمیر کیے ہون مختلف ہے مدعی کی نالش قطعاً ڈسمس ہونی
چاہیے تھی نتیجہ یہ ہے کہ مین اپیل کو مع خرچہ کے منظور اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو مع خرچہ
کے منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتا ہون۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۶ صفحہ ۲۵۴۔

۱۹۰۵ع ۲۳ مارچ صفحہ کتاب انگریزی ۳۴۹

بہ اجلاس برکٹ صاحب جسٹس

ٹھاکر پرشاد (مدعی) بنام گیا ساہو وغیرہ (مدعا علیہم)*

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۵۲ - انتقال دوران مقدمہ - پٹہ جایداد کا جسکی بابت ڈگری نیلام حسب دفعہ ۸۸ صادر ہوئی تھی -

تجویز ہوئی کہ پٹہ جایداد کا جو کسی مدیون ڈگری نے جسکے مقابلہ میں ڈگری نیلام حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے واسطے نیلام جایداد مذکور کے صادر ہو چکی ہو داخل منشاء کے دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد کے ہے -

واقعات مقدمہ ہذا حسب ذیل ہیں -

ٹھاکر پرشاد مدعی مرتہن ۲ پائی حصہ ایک موضع کا تھا جسکا رہننامہ چندی پرشاد نے اپریل سنہ ۱۸۸۵ع میں تحریر کیا تھا جنوری سنہ ۱۸۹۳ع میں ٹھاکر پرشاد نے ڈگری نیلام بربنائے رہننامہ مذکور حاصل کی ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۳ع کو چندی پرشاد راہن نے پٹہ ایک جزو جایداد مرہونہ کا ایک شخص گیا ساہو کو دیا ۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ع کو ٹھاکر پرشاد نے اپنی ڈگری نیلام جاری کرائی اور جایداد مرہونہ کو ۳۵۰ نیلام کرا کے خود اوسکو خرید کیا لیکن وہ قبضہ اوس جزو جایداد کا جسکو چندی پرشاد نے بعد ازان پٹہ پر دیا تھا حاصل نکر سکا اسلئے اوسنے نالش منسوخی پٹہ اور حصول قبضہ جایداد کی جسکا پٹہ دیا گیا تھا دایر کی عدالت مرافعہ اولی (منصف گورکھپور) نے نالش کو ڈسمس کیا مدعی نے اپیل کیا اور عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع گورکھپور) نے اپیل کو ڈسمس کیا بر طبق اسکے مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا -

پنڈت سندر لعل منجانب اپیلانٹ -

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس - ملاحظہ حکم جج ماتحت سے یہ واضح ہوگا کہ یا تو جج ماتحت ذیعلم کل روئیداد مقدمہ کو جو اپیل میں اونکے روبرو پیش کیا گیا تھا بخوبی نہیں سمجھے یا یہ کہ اپیل میں روبرو اونکے مناسب طور پر بحث نہیں کی گئی لیکن مجھکو یہ معلوم ہوا کہ یادداشت اپیل میں جو روبرو ذیعلم جج ماتحت کے تھی کل سندات جو آج روبرو ہمارے پیش کئے گئے ہیں داخل اور درج تھے واقعات مسلمہ

* اپیل دوم نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۹۰۳ع بجا رامضی ڈگری بابو بیل ہو وہب رائے قایم مقام جج ضلع گورکھپور مورخہ ۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۳ع مشمولہ بحالی ڈگری مولوی احمد علی خان منصف گورکھپور مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۳ع -

سنہ ۱۸۹۴ء
شانکر پرشاد بنام گیا ساہو

یہ رہن کر اپریل سنہ ۱۸۸۸ء مین چندی پرشاد نے ۳/۴ پائی حصہ ایک موضع کا مدعی کے پاس رہن
کیا ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۹۲ء کو مدعی نے ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کی ایک نالش مین جو بربناے رہن نامہ
تہی حاصل کی اور ۲۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء کو مدعی مرتہن نے جایداد مذکور خرید کی اور عدالت نے اوسکو قبضہ
دلایا لیکن وہ کل جایداد پر قبضہ حاصل نہ کرسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء کو یعنی ایک سال
سے زیادہ عرصہ بعد اوس وقت سے کہ جب مدعی نے ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کی حاصل کی تہی چندی
پرشاد نے ایک جزو جایداد مذکور کا مدعا علیہ رسپانڈنٹ کو پٹہ پر دیا نالش ہذا مین مدعی اپیلانٹ یہ
استدعا کرتا ہے کہ پٹہ منسوخ کیا جاے اور قبضہ جایداد کا جسکی بابت پٹہ تحریر ہوا دلایا جاے وہ زر واصلات کے
دلا پانے کی بہی استدعا کرتا ہے جہان جارہاے کا سکی استدعا بوقت سماعت اپیل ہذا کی گئی نسبت پٹہ کے
یہ حجت کی گئی ہے کہ وہ حسب احکام دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد کے ناجائز ہے میری راے مین یہ حجت
صحیح ہے یہ پٹہ بلا شبہہ زمانہ پیروی مستعدی ایک نالش نزاعی کے تحریر کیا گیا تہا اور وہ نالش مدعی نے
ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء مین دائر کی تہی اور اوسمین مدعی نے جنوری سنہ ۱۸۹۲ء مین ڈگری نیلام جایداد مرہونہ
جسمین وہ اراضی جو رسپانڈنٹ کو پٹہ پر دی گئی تہی شامل تہی حاصل کی تہی انتقال زیر کوے پٹہ
مذکور کے جو ۱۵ سال سے کم میعاد کے لیے نہین تہا بلا شبہہ مضر حقوق خریدار نیلام تہا خریدار نیلام
میری راے مین ضرور داخل الفاظ دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد کے ہے کیونکہ وہ فریق ایک
ایسے حکم کا ہے جو نالش مین صادر ہوسکتا تہا کسیقدر مشکل مقدمہ مین گو بلا شبہہ ایسے مقدمہ مین
جو حسب مجموعہ ضابطہ دیوانی اور نہ حسب ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے تہا یعنی بمقدمہ دیبی پرشاد بنام
بلدیو (۱) یہ تجویز ہوئی تہی کہ معمولی پٹہ زراعتی بہی جو بزمانہ قیام کسی فریقی کے تحریر کیا گیا ہو
داخل اوس نقص کے ہے جسکی اصلاح حسب دفعہ ۵۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرنا مقصود تہا
میری دانست مین بدلیل قوی تر پٹہ جایداد کا جو میان ڈگری نے جسکے مقابلہ مین ڈگری حسب
دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد واسطے نیلام جایداد مذکور کے صادر کی گئی ہو تحریر کیا ہو داخل احکام
دفعہ ۵۲ ایکٹ مابعد کے ہے پٹہ جو چندی پرشاد مرتہن … ڈگری نے تحریر کیا خواہ اوسکی کوئی
غرض ہو ضرور کسیقدر مضر خریدار نیلام جایداد مذکور کے ہے اسلیے میری یہ راے ہے کہ اپیلانٹ
عدالت ہذا مستحق ڈگری کا ہے مین ڈگریات ہر دو عدالتہاے ماتحت کو بجز جسقدر التماسے موصوف
کے منسوخ کرتا ہون اور اپیل ہذا کو منظور کرکے مین مدعی کے حق مین ڈگری قبضہ اراضیات متعلقہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۳ -

سنہ ۱۹۰۹ء ٹھاکر پرشاد بنام گیا ساہو

جسکا ذکر ضمیمہ اوسکے عرضیدعوی مین ہے بجز نمبر ۵ و ۱۰ کے جنپر وہ قابض ہے صادر کرتا ہون مین مزید بران مدعی کے حق مین ڈگری واصلات کی اوس تاریخ تک کہ اوسکو بموجب ڈگری کے قبضہ دلایا جاے صادر کرتا ہون تعداد واصلات کی اجراء ڈگری مین تحقیق کیجائیگی مدعی اپیلانٹ خرچہ اپیل ہذا کا دلا پاوے۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

سنہ ۱۹۰۹ء ۲۰ - مارچ صفحہ کتاب انگریزی ۳۵۲

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

رام کنور و یک کس دیگر (فریق مخالف) بنام سردار سنگھ (سایل) *

ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء (ایکٹ سارٹیفکیٹ وراثت) دفعات ۲ و ۷ - سارٹیفکیٹ ایصال قرضہ جات - نابالغ -

تجویز ہوئی کہ سارٹیفکیٹ وراثت حسب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء نابالغ کو بذریعہ اوسکے رفیق قریب ترین کے عطا کیا جاسکتا ہے مقدمہ کالی کمار چٹرجی بنام تارا پرسنو مکرجی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

مقدمہ ہذا مین سردار سنگھ نابالغ نے بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین دیپ چند کے درخواست سارٹیفکیٹ بغرض وصول کرنے قرضجات یافتنی مسمی گنگا پرشاد اپنے پدر تبنیت کنندہ متوفی کے حسب دفعہ ۷ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء پیش کی بر طبق اوس درخواست کے اطلاع نامجات بنام دیگر رشتہ داران متوفی کے باضابطہ جاری کئے گئے لیکن اوس روز جو سماعت کے لیے مقرر کیا گیا تھا کوئی حاضر نہین ہوا اور صاحب جج ضلع نے حسب استدعا سارٹیفکیٹ سایل کو عطا کیا بوقت سماعت سایل کا رفیق قریب ترین حاضر ہوا اور اوسنے شہادت اس امر کی دی کہ سایل کو گنگا پرشاد کی زوجہ نے مطابق اجازت کے جو اوسنے مسماۃ کو دی تھی باضابطہ متبنی کیا تھا بعد اسکے کہ سارٹیفکیٹ عطا ہو چکا تھا دو بیوگان گنگا پرشاد یعنی رام کنور و مہتاب کنور نے بناراضی حکم صاحب جج ضلع کے اس بنا پر اپیل کیا کہ کوئی شہادت قانونی سایل کے متبنی کئے جانے کی نہ تھی۔

مسٹر ڈی این بنرجی و بابو جوگندرو ناتھ چودھری منجانب اپیلانٹان -

منشی رام پرشاد و پنڈت موتی لعل منجانب ریسپانڈنٹ -

---

* اپیل اول از حکم نمبر ۱۰ سنہ ۱۹۰۸ء بناراضی حکم مسٹر جی اے رونس صاحب جج ضلع گورکھپور مورخہ ۵ - اگست سنہ ۱۹۰۸ء -

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۵۰ -

۱۸۸۶ء
رام کنور بنام سردار سنگھ

اینج صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - کنور سردار سنگھ نابالغ
نے ایک درخواست سارٹیفکٹ روبرو صاحب جج ضلع علیگڈھ کے بذریعہ اپنے رفیق قریب
ترین کے حسب ایکٹ نمبر ۲۷ ۱۸۶۰ء واسطے ایصال زر قرضہ کے جو یافتنی اوسکے پدر تبنیت کنندہ
مظہرہ متوفی کا بیان کیا گیا تھا پیش کی اطلاعنامہ کی اون اشخاص پر جنکو درخواست کی جوابدہی
کرنے مین تعلق ہو سکتا تھا باضابطہ تعمیل کی گئی ان اشخاص کو تین موقع جداگانہ جوابدہی
کی نسبت عطاے ایسے سارٹیفکٹ کے حاصل تھے کسی نے عطاے سارٹیفکٹ کی نسبت اعتراض
نہین کیا اور صاحب جج ضلع نے حکم عطاے ایسے سارٹیفکٹ کا جسکی استدعا کی گئی تھی صادر کیا ۳۵۲
بعد عطا کیے جانے سارٹیفکٹ کے مسماۃ رام کنور اور مسماۃ مہتاب کنور نے ایک اپیل بناراضی حکم
صاحب جج ضلع کے اس بنا پر پیش کیا کوئی شہادت قانونی اس امر کی نہ تھی کہ داین متوفی نے
اپنی زوجہ کو نابالغ کے متبنی کرنے کی اجازت دی تھی اور یہ کہ سارٹیفکٹ عطا نہ ہونا چاہیے
تھا دوسرا امر جسکی بابت ہمارے روبرو بحث کی گئی یہ ہے - آیا بموجب قانون کے حسب ایکٹ نمبر ۲۷
۱۸۶۰ء نابالغ کو سارٹیفکٹ عطا ہو سکتا ہے یا نہین یہی صرف ایک امر ہے جو ہمارے روبرو
اثناے بحث مین واسطے غور کے پیش کیا گیا ہے بجانب اپیلانٹان یہ حجت کی گئی ہے کہ نابالغ کو
حسب ایکٹ نمبر ۲۷ ۱۸۶۰ء سارٹیفکٹ عطا نہین ہو سکتا گو وہ بذریعہ اپنے رفیق قریب ترین کے
حاضر ہو کر درخواست سارٹیفکٹ پیش کرے مسٹر دوارکا ناتھ بنرجی اثناے اپنی تقریر مین یہ تسلیم کرنے
پر مجبور ہوئے کہ یہ منشا نہ تھا کہ زر قرضہ یافتنی نابالغ مین ایسی صورت مین بوجہ انقضاے میعاد کے
تمادی عارض ہو جاے اور اونہون نے یہ حجت کی کہ کوئی رشتہ دار قریبی ایسے نابالغ کا درخواست
پیش کر کے اپنے نام سارٹیفکٹ ایصال زر قرضہ کا جو یافتنی نابالغ ہو حاصل کر سکتا ہے مسٹر
دوارکا ناتھ بنرجی کو بغرض مذکور مزید بران یہ حجت کرنی لازم آئی کہ عطاے ایسے سارٹیفکٹ
سے پانیدہ ایسے سارٹیفکٹ کو بناے مخاصمت حاصل ہوتی ہے ہماری راے مین عطاے
ایسے سارٹیفکٹ سے نہ کوئی بناے مخاصمت پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ کوئی جزو بناے مخاصمت
کا ہے دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۲۷ ۱۸۶۰ء سے کلیتاً مختلف صورت ظاہر ہوتی ہے دفعہ مذکور کی رو
سے کسی شخص کو جو مستحق نالش کرنیکا ہو اوسوقت تک اسکی ممانعت نہین ہے کہ شخص مذکور نے
سارٹیفکٹ حاصل نہ کیا ہو بلکہ عدالت کو محض امتناع صادر کرنے ڈگری کی ایسے شخص کے حق
مین ہے جب تک کہ وہ سارٹیفکٹ مقتضیہ ایکٹ مذکور یا کاغذات متذکرہ دفعہ مذکور پیش نہ

سنہ ۱۸۹۵ء

رام کنور بنام سردار سنگھ

کرے - اگر عطاے سارٹفکیٹ ایک جزو بناے مخاصمت ہوتا تو یہ لازم آتا کہ کوئی نالش دائر نہ ہوسکتی بجز اسکے کہ قبل ارجاع نالش کے سارٹفکیٹ حاصل کیا جاتا - اب ہماری راے مین واضعان قانون کا اندروے ایکٹ نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء و اندروے ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے یہ منشا تہا کہ وہ شخص جسکو سارٹفکیٹ عطا کیا جاے ایسا شخص ہو جسکو کوئی استحقاق یا تعلق ایصال اوس زر قرضہ سے ہو جسکی بابت سارٹفکیٹ کی درخواست کی گئی ہے اور محض نابالغ یا ایسے شخص سے تعلق ہونا جو مستحق کرنے نالش کا بابت قرضہ کے ہو اسلئے کافی نہین ہے کہ

۳۵۴ شخص غیر یا رشتہ دار بہی مستحق سارٹفکیٹ کا ہوجاے یہ نتیجہ ہے جو ہم دفعہ ۳ - ایکٹ نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء وضمن (د) دفعہ تحتی (۱) متعلقہ دفعہ ۶ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء وضمن (ب) دفعہ تحتی (۱) متعلقہ دفعہ ۷ ایکٹ مذکور و دفعہ تحتی ۲ و ۳ و ۴ متعلقہ دفعہ ۷ ایکٹ مذکور سے اخذ کرتے ہین واضعان قانون نے اندروے ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے ممانعت عطاے سارٹفکیٹ کی نابالغ کو بذریعہ اوسکے رفیق قریب ترین کے نہین کی ہے اور نہ کوئی اس قسم کی ممانعت ایکٹ نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء مین ہے جبکہ واضعان قانون نے یہ خیال کیا کہ پروبیٹ یا چٹہیات اہتمام نابالغ کو عطا نہ ہونی چاہئین تو اونھون نے صاف طور پر یہ بیان کیا ہے کہ اس قسم کی ممانعت دفعات ۱۰۳ و ۱۰۹ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ء و دفعہ ۷ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۱ء مین پائی جاتی ہے بہت عرصہ پیشتر یعنی سنہ ۱۸۶۹ء مین ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ کالی کمار چٹرجی بنام تارا پرسنو مکرجی (۱) یہ فیصلہ استنباط کیا تھا کہ سارٹفکیٹ ایصال زر قرضہ اندروے ایکٹ نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء نابالغ کو بذریعہ اوسکے رفیق قریب ترین کے عطا کیا جاسکتا ہے ہماری راے مین عدالت کلکتہ کی راے صحیح تہی ہم اپیل ہذا کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس کیا گیا -

سنہ ۱۸۹۵ء
۳ - اپریل
صفحہ کتاب انگریزی ۳۵۴

باجلاس مسٹر برکٹ صاحب جسٹس

ہرجس راے و یک کس دیگر (مدعا علیہما) بنام رام ایشر (مدعی) [۲]

اجراے ڈگری - نیلام اجراے ڈگری مین - ملتوی ہونا نیلام کا بر طبق داخل کرنے زر ڈگری

---

(۱) کلکتہ لا رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۰۱ -

[۲] اپیل سوم نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری پنڈت راجنانتہ صاحب جج ماتحت مراد آباد مورخہ ۳ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء و منسوخ بحالی ڈگری منشی شیو پرشاد منصف بجنور مورخہ ۱۹ - اگست سنہ ۱۸۹۳ء -

شـ۱۸۹۵ء

ہرجس رائے بنام رامیشر

اور خرچہ سے کے عدالت میں مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۱ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ -

تجویز ہوئی کہ اندوے دفعہ ۳۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ ۹۰ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء اوسصورت مین مرتہن متصور ہونی چاہئے کہ جبکہ قرضہ اور خرچہ (جسمین خرچہ نیلام شامل ہے) عہدہ دار نیلام کنندہ کے روبرو پیش کیاجاے یا جب حسب اطمینان عہدہ دار موصوف یہ ثابت کیاجاے کہ زر قرضہ اور خرچہ مذکور اوس عدالت مین داخل ہوچکا ہے جسنے حکم نیلام صادر کیا تھا مقدمہ راجہ رام سنگہ جی بنام چھنی لعل (۱) کی تقلید کی گئی -

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین - ۳۵۵

بابو جوگندر ناتھ چودہری و منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹان -

منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ -

برکٹ صاحب جسٹس - ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو ایک شخص چھوسے نے رہننامہ جائداد متنازعہ کا ایک شخص نتھو سنگہ کے حق مین تحریر کیا نالش نیلام جولائی سنہ ۱۸۹۵ء مین دائر کی گئی اور بعد صدور ڈگری کے حکم قطعی نیلام کا ۱۴ - نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کو صادر کیا گیا اندوے حکم قطعی کے راہنان کا حق انفکاک زایل ہوگیا وہ حکم قطعی نیلام اب بذریعہ انتقال کے اپیلانٹ کنور کو حاصل ہوا مین یہ ذکر کرسکتا ہون کہ تین اور رہن اسی جائداد کے بحق رامیشر مدعی حال رسپانڈنٹ کے تھے اور رامیشر مذکور حسب حکم دفعہ ۸۵ ایکٹ انتقال جائداد کے بربنائے رہننامہ سنہ ۱۸۸۷ء کے فریق نالش بنایا گیا تھا بطور کفالت دار مابعد کے وہ انفکاک رہن اندر اوس میعاد کے جو ازروے ڈگری حسب دفعہ ۸۸ عطا کی گئی تھی کراسکتا تھا لیکن وہ ایسا کرنے سے قاصر رہا مین یہ بھی کہہ سکتا ہون کہ اندوے حکم قطعی نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کے ہنوز کوئی نیلام نہین ہوا بعد ازان رامیشر مدعی رسپانڈنٹ حال نے نالش نیلام بربنائے تینون رہن کے جو اوسکے حق مین تھے دائر کی اور حسب دفعہ ۸۵ کنور مدعا علیہ اپیلانٹ کو بحیثیت منتقل الیہ اوس ڈگری کے جسکی روسے رہن ماقبل نافذ کیا گیا تھا مدعا علیہ بنایا اور نیز ہرجس رائے کو جسنے جائداد بذریعہ بیع خانگی کے مئی سنہ ۱۸۹۳ء مین خریدکی تھی مدعا علیہ بنایا اوسی وقت مدعی رسپانڈنٹ نے اسوجہ سے کہ وہ جائداد کو بلا ادا کرنے مطالبہ ماقبل کنور کے نیلام نہین کراسکتا تھا عدالت مین وہ رقم جو بابت کنور کے مطالبہ کے واجب تھی داخل کی اور یہ ظاہر کیا کہ یہ رقم کنور کے لئے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۵۰۴ -

سنہ ۱۸۹۸ء

ہرجس راے بنام رامیشر

۳۵۶

بیباقی اوسکے مطالبہ کے ادا کی گئی کنور کے وکیل نے یہ تسلیم کیا ہے کہ روپیہ اسطرح جو اوسکے لئے جمع کیا گیا تہا عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ دو رہن مدعی کے بیباق ہو گئے اور ڈگری نیلام صرف بابت تیسرے رہن کے صادر کی کنور نے اب اپیل اس حجت سے پیش کیا ہے کہ روپیہ عدالت مین اوسکے لئے نامناسب طور پر جمع کیا گیا وہ مدعی کی نالش مین اور نہ کنور کی نالش مین جمع کیا گیا تہا اور نیز اسوجہ سے کہ وہ بعد اختتام دو ماہ کے جو از روے ڈگری جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کے مقرر کئے گئے تہے جمع کیا گیا تہا اوسکی یہ حجت ہے کہ حق انفکاک زایل ہو گیا آیا کنور اپیلانٹ اب جایداد کو نیلام کرا سکتا ہے یا نہین ایک امر لایق غور نہین ہے کیونکہ اگر وہ ایسا کرے تو اوسکو جواب فوراً اس امر سے ملیگا کہ زر قرضہ جسکے دلا پانے کے لئے جایداد بموجب حکم قطعی کے نیلام کیجا سکتی تہی اب عدالت مین جمع ہو گیا ہے مقدمہ حال راجہ رام سنگہ جی بنام چینی لعل (۱) مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ از روے دفعہ ۲۹۱ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے دفعہ ۹۰ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء والی صورت مین مرہونہ منصور ہوتی چاہئے کہ قرضہ اور خرچہ (جسمین خرچہ نیلام شامل ہے) عہدہ دار نیلام کنندہ کے روبرو پیش کیا جاوے یا حسب اطمینان عہدہ دار موصوف یہ ثابت کیا جاوے کہ زر قرضہ اور خرچہ مذکور اوس عدالت مین داخل ہو چکا ہے جسنے حکم نیلام صادر کیا تہا عدالت ہذا مین یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ کافی روپیہ بغرض بیباقی ڈگری نیلام کنور مدعا علیہ اپیلانٹ کے ادا کیا گیا ہے چونکہ یہ صورت ہے اور بلحاظ اوس نظیر کے جسکا ابہی حوالہ دیا گیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ جج ماتحت نے مدعی رسپانڈنٹ کو ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کے عطا کرنے مین جو اوسکے پاس فروری سنہ ۱۸۹۰ء مین رہن کی گئی تہی غلطی کی اسلئے اپیل نسبت امر مذکور کے ساقط ہوتا ہے منجانب ہرجس راے اپیلانٹ کے ایک اور بحث پیش کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ء مین حسب دفعہ ۸۳ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ۲۰۰ روپیہ جو رامیشر کو بابت رہن فروری سنہ ۱۸۹۰ء کے واجب تہا عدالت مین جمع کیا تہا اطلاعنامجات محکومہ قانون کی رامیشر پر باضابطہ تعمیل کی گئی لیکن اوسنے اوسکو بالکل خیال کیا عدالت نے کسی نامعلوم وجہ سے وہ درخواست جو اوسکے روبرو از روے دفعہ ۸۳ پیش کی گئی تہی نامنظور کی ہرجس راے نے بعد ازان عدالت سے روپیہ واپس لیا اسلئے اصل مطالبہ ساقط ہوا ہرجس راے نے خود اپنی بیوقوفی سے جواب کامل رامیشر کی نالش کا ضایع کیا اور اسلئے اوسکو خود نتیجہ برداشت کرنا چاہئے مین اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۵۔

باجلاس برکت صاحب جسٹس

فیصلہ ۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء
صفحہ کتاب ڈگری ۳۵۷

پرمیشری لعل وغیرہ (مدیونان ڈگری) بنام موہن لعل (ڈگر یدار) ہیو

ایکٹ حد سماعت نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ حد سماعت ہند) ضمیمہ ۱ مد ۱۷۸ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۹ - اجرائے ڈگری - درخواست واسطے حکم قطعی نیلام کے - حد سماعت -

درخواست واسطے حکم تنقیحیہ دفعہ ۸۹ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے مثل درخواست حکم تنقیحیہ دفعہ ۸۹ ایکٹ مذکور کے تابع اوس حد سماعت کے ہے جو مد ۱۷۸ ضمیمہ ۱ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین محکوم ہے مقدمات اودہ بہاری لعل بنام نگیشر لعل (۱) و چھنی لعل بنام ہرنام داس (۲) کا حوالہ دیا گیا -

مقدمہ ہذا مین ایک شخص موہن لعل نے ڈگری ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء کو حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے حاصل کی ۱۱ - جنوری سنہ ۱۹۰۵ء کو ڈگریدار نے عدالت منصف مین پوری مین درخواست واسطے حکم قطعی کے حسب دفعہ ۸۹ پیش کی منصف نے اس درخواست کو بوجہ تمادی عارض ہونے کے ڈسمس کیا ڈگریدار نے روبرو جج ماتحت کے اپیل کیا جنہون نے کہ مقدمات رنبیر سنگھ بنام درگ پال (۳) و تلک سنگھ بنام پرسوتم پرشاد (۴) پر استدلال کر کے یہ تجویز کی کہ کوئی میعاد اس قسم کی درخواستون کے لئے مقرر نہین ہے اور بموجب اسکے اپیل کو ڈگری کیا اور مقدمہ عدالت منصفی مین واپس کیا ڈگریدار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

منشی گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان -

منشی مادھو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ -

برکت صاحب جسٹس - بموجب نظیر عدالت ہذا بمقدمہ چھنی لال بنام ہرنام داس (۲)

اپیل دوم نمبر ۳۳۲ سنہ ۱۹۰۵ء بنا راضی ڈگری مولوی مظفر حسین جج ماتحت مین پوری مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۵ء مشتمر منسوخی حکم مولوی محمد انعام الحق منصف مین پوری مورخہ ۲ - جون سنہ ۱۹۰۵ء -

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۱ - (۲) - جلد ۲۴ صفحہ ۳۰۲ -

(۳) - جلد ۱۶ صفحہ ۲۳ - (۴) کلکتہ جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۹ -

سنہ ۱۹۰۹ء ہیرا مستری لعل بنام سوہن لعل ۳۵۰

بہ تقلید مقدمہ ادوہ بہاری لعل بنام ناگیشر لعل (۱) یہ تجویز ہوئی تھی کہ درخواست واسطے حصول حکم قطعی نیلام بموجب دفعہ ۹۰ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے ایک کارروائی اجرا ہے اور بحیثیت مذکورہ تابع کل قواعد متعلقہ اجرا کے ہے درخواست حال نہ حسب دفعہ ۹۰ بلکہ حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد کے ہے اور کا منشا یہ ہے کہ ایک حکم صادر کیا جاے جس سے مدیون ڈگری جایداد مرہونہ کے حق انفکاک سے کلیتہً محروم ہوجاے میں کارروائی حسب دفعہ ۹۰ کو ان کارروائیات سے جو حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ انتقال جایداد کی جاتی ہیں کافی طور پر ممیز نہیں کرسکتا اور اسوجہ سے یہ نہیں کہ سکتا کہ کارروائیات اول الذکر کارروائیات اجرا ہیں اور کارروائیات آخر الذکر ایسی نہیں ہیں مجھکو بہ تقلید نظیر عدالت ہاے محولہ بالا کے یہ تجویز کرنا چاہیے کہ درخواست حال ایک درخواست اجرا ہے جس سے احکام دفعہ ۱۹ و ۱۷۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہیں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عرصہ تین سال سے زاید درمیان تاریخ ڈگری اور تاریخ درخواست کے گذر چکا ہے لہذا درخواست میں جبکہ پیش کی گئی تمادی عارض تھی میں اپیل ہذا کو منظور کرتا ہوں اور ڈگری عدالت ماتحت کی منسوخ کرکے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال رکھتا ہوں مدعا علیہ کو بیدار کے اپیل عدالت ماتحت کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتا ہوں ۔

اپیل ڈگری کیا گیا ۔

بہ اجلاس ناکس صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۹ء ۵-۱ اپریل صفحہ کتاب انگریزی ۳۵۰

انوار الحسن (مدعی) بنام جوالا پرشاد (مدعا علیہ)*

حق شفع - رہن - میعاد سماعت - تاریخ پیدا ہونے بناے مخاصمت کی - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۹، ۸۷، ۸۶ -

تجویز ہوئی (۱) کہ جبکہ حق شفع بر بناے بیعات کے حسب ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کے پیدا ہو حق دائر کرنے نالش شفع کا اوس تاریخ سے جو ڈگری میں حسب دفعہ ۸۶ واسطے ادا کے مقرر کی گئی بلکہ اوس تاریخ پر جبکہ مرتہن نے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ ایکٹ مذکور کے حاصل کیا ہو پیدا ہوتا ہے مقدمات مہرگیر سنگھ بنام نندو سنگھ (۲) اور علی عباس بنام کالکا پرشاد (۳) اور برشن ناتھ

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۰ -

* اپیل دوم نمبر ۱۲۰۰ سنہ ۱۹۰۷ء بر مرافعہ ڈگری ایف ڈبلیو ناکس صاحب جج ضلع جہانسی مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء بر منسوخی ڈگری مولوی محمد حسین منصف لصلت مورخہ ۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء - (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳۳ -

(۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۵ -

سنہ ۱۹۰۸ع

انوار الحسن بنام جوالا پرشاد

مقدمہ بنام باجود مقدمہ بعدالت (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا پورے طور پر تجویز عدالت میں درج ہیں۔

پنڈت سندر لعل منجانب اپیلانٹ۔

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔

۳۵۹ ناکس صاحب جسٹس۔ بحث جو اس اپیل دوم میں واسطے فیصلہ کے پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ آیا حق شفع اوس تاریخ سے پیدا ہوتا ہے جبکہ راہن ڈگری کی رو سے جو حسب دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء عطا کی گئی ہو قطعاً کل حقوق انفکاک جایداد سے محروم قرار پایا ہو یا اوس تاریخ سے جبکہ مرتہن حکم قطعی بہ الفاظ دفعہ ۸۷ ایکٹ مذکور کے حاصل کرے اسلئے کہ امر نزاعی بخوبی سمجھ میں آوے یہ مناسب ہوگا کہ واقعات جس سے یہ بحث پیدا ہوتی ہے بیان کیے جاویں ہر پرشاد مالک جایداد کا تھا جو منشاے اپیل ہذا ہے اوسنے اپنے حقوق بذریعہ رہننامہ بیع بالوفا کے بنام یدا ایک شخص ماتادین کے منتقل کیے ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو ماتادین نے نالش بیباقی زر رہن کی دائر کی اور ایک ڈگری مشعر اس حکم کے کہ ہر پرشاد مدعی کو یا عدالت میں ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو یا اوسکے قبل زر واجب ادا کرے اور بہ استقرار مزید اس امر کے کہ اگر روپیہ اوس تاریخ پر یا قبل اوسکے ادا نہ کیا جاوے ہر پرشاد قطعاً کل حقوق انفکاک جایداد سے محروم ہو حاصل کی زر مذکور اندر میعاد مقررہ کے ادا نہیں کیا گیا اور ہنوز ادا نہیں ہوا ہے ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کو ماتادین نے اپنا حق متعلقہ اپنی ڈگری مورخہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء کا بدست جوالا پرشاد رسپانڈنٹ حال بیع کیا اور ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء کو جوالا پرشاد نے اپنا نام کاغذات موضع میں بطور مرتہن درج کرایا ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء کو انوار الحق اپیلانٹ حال نے ایک حصہ اوس موضع میں جسمین کہ جایداد زیر اپیل واقع تھی خرید کیا ۶ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو جوالا پرشاد نے عدالت سے درخواست ایک حکم قطعی بہ الفاظ دفعہ ۸۷ ایکٹ انتقال جایداد کی اور حکم مذکور حاصل کیا اور ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کو انوار الحق نے نالش حال دائر کی جوابدہی مقدمہ میں منجملہ دیگر امور کے یہ تھی کہ انوار الحق حصہ دار موضع کا ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کو نہ تھا جبکہ میعاد مقررہ عدالت واسطے ادا ے روپیہ کے منجانب ہر پرشاد ختم ہوئی اور اسلئے اوسکو کوئی حق شفع حاصل نہ تھا اور تاریخ مذکور پر رسپانڈنٹ کا حق بیع بالوفا دار کا مبدل بحق مشتری قطعی ہو گیا تھا اور بیع قطعی ہوگئی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۶۔

۳۶۰ ۔ ۱۸۹۵ء انوار الحسن بنام جوالا پرشاد

تھی صاحب جج ذیعلم نے اس حجت کو منظور کیا حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ مرتہن کا قبضہ
بمابر جایداد مرہونہ پر رہا ہے لہذا اوسکا حق اوسوقت مکمل ہوگیا جبکہ راہن ۱۱- اکتوبر ۱۸۹۳ء
کو روپیہ ادا کرنے سے قاصر رہا اگر مرتہن نے کارروائی مزید کرنا حسب دفعہ ۸۰ پسند کیا تو
اس قسم کی کارروائی محض کارروائی اجرا بغرض صاف کرنے اپنے حق کے تھی خود استحقاق
۱۱- اکتوبر ۱۸۹۳ء کو حاصل ہوا بلحاظ اس راے کے حاکم موصوف نے یہ تجویز کی کہ حق شفع کا
۱۱- اکتوبر ۱۸۹۳ء کو جبکہ اپیلانٹ حصہ دار نہ تھا پیدا ہوا اپیلانٹ اوس بیان پر جو عرضیہ دعوی
مین مندرج ہے قایم ہے یعنی اوسکو کوئی حق شفع کا ۱۶ اپریل ۱۸۹۵ء تک پیدا نہین ہوا اور
اوسکا یہ بیان ہے کہ اوسوقت بیع بحق رسپانڈنٹ تادونا مکمل ہوگئی بتائید اس حجت کے
اوسکو نظیر مقدمہ رگھبیر سنگھ بنام نندو سنگھ (۱) پر استدلال ہے بمقابلہ اسکے وکیل ذیعلم رسپانڈنٹ
نے مجھکو نظیر مقدمہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ علی عباس بنام کالکا پرشاد (۲) کا اور چند دیگر
نظیر عدالت ہذا کا حوالہ دیا جسمین یہ تحریر ہے کہ خواہ استماے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۰ ایکٹ انتقال
جایداد کے تدابیر اجرا مین [illegible] مقدمات محولہ بالا مین سے کوئی ایسا نہین ہے جس سے اسمقدمہ
مین جو میرے روبرو ہے صحیح ہدایت ہو یہ دونون فیصلجات آئین نمبر ۱۷ ۱۸۰۶ء سے متعلق تھے
اور قانون جو متعلق ہوسکتا تھا وہ تھا جو قبل نفاذ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء کے جاری تھا عدالت ہذا
نے مقدمہ علی عباس بنام کالکا پرشاد مین یہ تجویز کی تھی کہ بعد اختتام سال مہلت کے جو حسب
دفعات ۷ و ۸ آئین نمبر ۱۷ ۱۸۰۶ء کے دیجاتی ہے اگرچہ روپیہ بموجب رہننامہ کے ادا ہونے
سے باقی رہے اور کارروائیات بموجب آئین مذکور کے باضابطہ عمل مین آچکی ہون حق
رہن دار کا بطور مشتری بیع قطعی کے ہوجاتا ہے اور بیع اوس تاریخ پر جبکہ سال مہلت کا گذرجاے
قطعی ہوجاتا ہے لیکن ایک اہم تبدل از روے دفعہ ۸۶ ایکٹ نمبر ۴ ۱۸۸۲ء وقوع مین آیا اور
یہ دفعہ اپیل حال سے متعلق ہے اس دفعہ مین یہ محکوم ہے کہ اگر زر [illegible] اوس روز جو عدالت
نے مقرر کیا ہو راہن ادا نکرے تو مدعی کو اختیار ہے کہ عدالت سے یہ درخواست کرے کہ ۳۶۱
یہ حکم صادر کیاجاے کہ مدعا علیہ کا کل حق بابت انفکاک رہن جایداد مرہونہ ساقط ہوگیا جبکہ
اوسنے اسطرح درخواست دی ہو عدالت اوسکے مطابق حکم صادر کریگی اور جبکہ حکم مذکور

(۱) ویکلی نوٹس ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳۴ -

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۵۰۳ -

۱۹۰۸ء

انوار الحسن بنام جوالا پرشاد

صادر ہو تو قرضہ جسکے لئے جایداد مرہون تھی بیان بیباق ہوگا مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ باقی ہیں اور ضابطہ محکومہ دفعہ ۹۰ محض فضول کارروائی ایسی صورت میں ہے جبکہ مرتہن قابض ہو اگر اوسکا حق مکمل اور بیع قطعی اوسیوقت ہوگیا کہ وہ تاریخ جو عدالت نے واسطے ادائے زررہن کے مقرر کی تھی منقضی ہوگئی حسب دفعہ ۹۰ کے عدالت کو اختیار ہے کہ عذر اظہار وجہ معقول کے وقتا فوقتا مبلغ مذکور کے ادا کی تاریخ مقررہ کو ملتوی کرے یہ الفاظ دیگر عدالت تاریخ کو جسپر کہ حق مرتہن کا مکمل ہوجاویگا ملتوی کرسکتی ہے اس قسم کا اختیار از روئے آئین نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے عطا نہیں کیا گیا تھا اور نہ کوئی قاعدہ واسطے ایسی نوبت حکم قطعی کے جیسا کہ دفعہ ۸۹ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء میں محکومہ ہے مندرج تھا ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ پریش ناتھ موزمدار بنام راجمودموزمدار (۱) یہ تجویز کی ہے کہ راہن کسی وقت بہ تا وقتیکہ حکم قطعی صادر نہ ہو جایداد کو حسب دفعہ ۶۰ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء انفکاک کراسکتا ہے میں اسموقع پر اس امر کو فیصل نہیں کرتا ہوں اور نہ مجھکو اسکے کرنے کی اسموقع پر ضرورت ہے لیکن میں مطمئن ہوں کہ کارروائی جو حسب دفعہ ۹۰ محکومہ ہے فضول نہیں ہے اور ضابطہ مذکور محض بغرض صاف کرنے استحقاق کے نہیں ہے اور تا وقتیکہ اس قسم کا حکم قطعی صادر نہ کیا جاوے حق شفع پیدا نہیں ہوتا ہے حق شفع نہ اوس تاریخ کو جو ڈگری میں حسب دفعہ ۸۸ واسطے ادائے روپیہ کے منجانب راہن کے مقرر کی گئی ہو پیدا ہوتا ہے بلکہ اوس تاریخ سے جسپر مرتہن نے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء کے حاصل کیا ہو۔

چنانچہ میں اپیل کو ڈگری اور تجویز و ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو معہ خرچہ بشمول خرچہ عدالت ہذا بحال کرتا ہوں ایڈوکیٹ کی فیس بہ شرح اعلی محسوب ہوگی تین ماہ کی مہلت تاریخ ڈگری سے واسطے ادا کرنے زر شفع کے دیجاتی ہے۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۶۔

سنہ ۱۸۹۶ء
۶ اپریل
صفحہ کتاب انگریزی ۳۶۲

باجلاس بر کٹ صاحب جسٹس

نراین سنگھ وغیرہ (مدعیان) بنام چتر بھوج سنگھ (مدعا علیہ) +

ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء (ایکٹ رسوم عدالت) دفعات ۱۰ و ۱۲ - رسوم عدالت - ضابطہ - اپیلدوم - اپیل پر جو عدالت اپیل ماتحت مین منجانب رسپانڈنٹ ہائیکورٹ لکھے گیا گیا ناکافی اسٹامپ ہونا -

جبکہ بر طبق اپیلدوم ہائیکورٹ مین یہ معلوم ہوا کہ رسپانڈنٹ نے جبکہ وہ عدالت اپیل ماتحت مین اپیلانٹ تھا کافی رسوم یادداشت اپیل اوس عدالت پر ادا نہین کی اور تاریخ سماعت اپیل بعدالت ہائیکورٹ تک کمی پوری نہ کی اگرچہ اوسکو اس امر کی ہدایت کی گئی تھی یہ تجویز ہوئی کہ مناسب طریقہ یہ نہ تھا کہ عدالت اپیل ماتحت اپیل رسپانڈنٹ کو ڈسمس کرے بلکہ ڈگری کو اگر کوئی ہائیکورٹ سے بحق رسپانڈنٹ صادر ہو اوسوقت تک عطا نہ کرے کہ رسوم زاید جو اوس سے واجب ہے ادا نہ کیجاے -

مقدمہ نراین مدعیان نے دعوی اولا واسطے استقرار اونکے حق ملکیت بابت ایک اراضی کے اور ثانیا فسوخ کئے جانے ایک حکم عدالت مال کے دایر کیا اونہون نے اپنی عرضیدعوی پر ۵ عہ کی رسوم ادا کی عرضیدعوی منظور اور داخل ہوئی اور مقدمہ کی سماعت کی گئی اور امر تنقیح طلب جو مدعاعلیہ نے بابت ناکافی ہونے اسٹامپ کے پیش کیا اوسکے خلاف فیصل کیا گیا اور ڈگری بحق مدعی عدالت اول (منصف سہسوان) سے صادر کی گئی -

مدعاعلیہ نے اپیل کیا اور یادداشت اپیل پر وہی رسوم ادا کی جو عرضیدعوی پر کی گئی تھی عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع شاہجہانپور) نے اپیل کو منظور اور نالش مدعیان کو ڈسمس کیا - مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا جب اپیل بغرض رپورٹ نسبت میعاد سماعت و رسوم عدالت کے پیش کیا گیا یہ رپورٹ کی گئی کہ ۵ عہ کی کمی عرضیدعوی پر اور اوسی قسم کی کمی یادداشت اپیل پر تھی جو مدعیان سے واجب الادا تھی اور ۵ عہ کی کمی تھی جو مدعاعلیہ سے اوسکی یادداشت اپیل پر جو عدالت اپیل ماتحت مین پیش کی گئی تھی جب فیس کی کمی مدعیان پوری کر گئی لیکن کمی جو مدعاعلیہ سے واجب تھی وقت سماعت اپیل تک پوری نہین

+ اپیلدوم نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ڈی ایف اڈیس صاحب جج ضلع شاہجہانپور مورخہ ۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء منسوخی ڈگری منشی پریم بہاری منصف سہسوان مورخہ ۱۹ اگست سنہ ۱۸۹۴ء -

۱۸۹۰ء
نراین سنگھ
بنام
چترہج سنگھ

کی کمی ان حالات مین اپیل واسطے فیصلہ کے پیش کیا گیا۔

مسٹر اسپرلنگ سی ہلٹن منجانب اپیلانٹان۔

مسٹر کرامت حسین منجانب رسپانڈنٹ۔

برکٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹ عدالت ہذا نے جو کہ عدالت اپیل ماتحت مین مدعا علیہ اپیلانٹ تہا اور کامیاب ہوا تہا کافی رسوم یادداشت اپیل اوس عدالت پر ادا نہین کی جہانتک کے اوس عدالت کو تعلق ہے یہہ فرض کرنا لازم ہے کہ حسب ایکٹ رسوم عدالت فقرہ ۱ دفعہ ۱ صاحب جج ضلع نے قطعی طور بر درمیان فریقین یہہ فیصلہ کیا کہ رسوم جو ادا کی گئی کافی تہی مگر اس عدالت مین یہہ دریافت ہوا کہ مدعا علیہ رسپانڈنٹ عدالت ہذا نے جب وہ عدالت ماتحت مین اپیلانٹ تہا کافی رسوم اپنی یادداشت اپیل پر ادا نہین کی رسپانڈنٹ عدالت ہذا کو کمی رسوم کے ادا کرنے کی ہدایت کی گئی لیکن اوسنے ادا نہین کی مسٹر ہلٹن نے منجانب اپیلانٹ مجہسے یہہ استدعا کی کہ کارروائی حسب فقرہ ۲ دفعہ ۱۲ اور فقرہ ۳ دفعہ ۱۰ ایکٹ رسوم عدالت کیجاوے اور مدعا علیہ رسپانڈنٹ کا اپیل جو عدالت اپیل ماتحت مین ہوا ڈسمس کیا جاوے مجکو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ مجہکو حسب فقرہ ۲ دفعہ ۱۰ اس قسم کے عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے اوس فقرہ مین نسبت تخمینہ مالیت جایداد متذکرہ دفعہ ۷ فقرہ ۵ و ۶ ایکٹ ہذا یہہ حکم ہے کہ جبکہ اون حالات مین جو فقرہ ۱ دفعہ ۱۰ مین بیان کئے گئے ہین رسوم جو ادا کی گئی ناکافی ہو تو عدالت کو لازم ہوگا کہ مدعی کو کمی رسوم ادا کرنے کی ہدایت کرے اور نالش کو اوسوقت تک ملتوی کرے کہ جب تک رسوم زاید ادا نہ کیجاوے اوسمین یہہ بہی حکم ہے کہ اگر رسوم زاید ادا نہ کیجاوے تو مقدمہ ڈسمس کیا جاوے از روے فقرہ دوم دفعہ ۱۲ وہ ضابطہ جو فقرہ ۲ دفعہ ۱۰ مین مندرج ہے ایسی صورت سے متعلق کیا گیا ہے کہ جب کسی عدالت اپیل یا استصواب یا نظر ثانی کو یہہ معلوم ہوا کہ وہ امر جو حسب فقرہ اول دفعہ ۱۲ فیصل کیا غلط فیصل ہوا اور سرکاری آمدنی کا نقصان ہوا پس مقدمہ ہذا مین یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اوس نالش سے جو تا ادا رسوم زاید ملتوی کیجاوے گی کیا مراد ہے اور یہہ امر قابل غور ہے کہ نالش کا ملتوی کرنا وہ عمل ہے جو کہ عدالت کو قبل اسکے کہ وہ نالش کو ڈسمس کرے کرنا لازم ہے میرے روبرو کوئی نالش نہین ہے بجز اس معنی کے کہ جملہ کارروائیات نالش تا صدور ڈگری اجزاے نالش ۳۶۴
ہین جو کچہہ میرے روبرو ہے وہ اپیل منجانب مدعی بنا راضی ڈگری عدالت اپیل ماتحت مشعر ڈسمسی نالش ہے اپیلانٹ بلا شبہہ کسی طرح سے خطاوار نہین ہے اوس نے جملہ رسوم جو کہ اوس سے عدالت ماتحت

سنہ ۱۸۹۶ء
نراین سنگھ
بنام
چتر بھوج سنگھ

اور اوس عدالت مین واجب تھی ادا کی ہین کیا فقرہ ۲ دفعہ ۱ کا یہ مطلب ہے کہ بوجہ قصور رسپانڈنٹ کے جو عدالت ماتحت مین ہوا اپیلانٹ کا اپیل جو اس عدالت مین ملتوی کیا جاے اور کیا یہ تجویز کیا جا سکتا ہے کہ فقرہ ۲ دفعہ ۱ بشمول فقرہ ۴ دفعہ ۱ کے یہ معنی ہین کہ اگر رسپانڈنٹ عمداً رسوم ادا کرنے سے انکار کرے تو اپیلانٹ کو جو قصوروار نہین ہے بذریعہ اپیل ڈسمس کرنے کے سزا دیجاے مین نہین یقین کرتا کہ واضعان قانون کا ہرگز اس قسم کی ناانصافی کرنے کا مقصد تھا میرے راے مین فقرہ ۲ دفعہ ۱ بشمول فقرہ ۴ دفعہ ۱ کے ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے عمل نہین کیا جا سکتا اگر اپیلانٹ جو کہ قصوروار تھا اور جس نے پوری رسوم جو کہ اوس سے عدالت ماتحت مین واجب تھی ادا کرنے سے قاصر رہتا تو یہ عدالت بلاشبہہ اپیل کی سماعت ملتوی کر سکتی اور اگر کافی رسوم ادا نہو تی تو اوسکے اپیل کو ڈسمس کر سکتی تھی اور بلاشبہہ ایسا کرتی لیکن جبکہ اپیلانٹ قصوروار نہین ہے تو یہ نہایت بے انصافی ہوگی کہ رسپانڈنٹ کو بوجہ ادا نکرنے رسوم عدالت کے جو کہ اوس سے عدالت ماتحت مین واجب تھی یہ اختیار ہو کہ اپیلانٹ کی اپیل سماعت نہونے دے۔

ان وجوہ سے مین مقدمہ ہذا مین حسب فقرہ ۴ دفعہ ۱ عمل کرنے اور اپیل کی بلحاظ واقعات سماعت کرنے سے انکار کرتا ہون۔

کونسل ذیعلم جو کہ منجانب اپیلانٹ حاضر ہوا ہے یہ کہتا ہے کہ بلحاظ روبکار وہ اپیل پر استدلال نہین کر سکتا پس اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے لیکن مین ہدایت کرتا ہون کہ ڈگری اوسوقت تک مرتب نہ کیجاے اور اوسپر دستخط نہ کئے جاوین جب تک کہ رسپانڈنٹ وہ رسوم عدالت جو اوس سے یادداشت اپیل عدالت ماتحت پر واجب تجویز ہوئی ہے ادا نکرے۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

۱۸۹۶ء
۷ اپریل
صفحہ کتاب انگریزی
۳۶۵

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

دیبی داس (مدعی) بنام نرپت وغیرہ (مدعا علیہم)

فریق مقدمہ۔ نالش واسطے قرضہ شراکتی کے۔ قایم مقام ایسے شریک کا جو دوران مقدمہ مین فوت ہوا ہو فریق ضروری نہین ہے۔ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ ہند) دفعہ ۴۵۔

ایک نالش مین جو واسطے دلاپانے قرضہ کے جو ایک کاروبار شراکتی سے واجب تھا جسمین کہ ایک شخص متوفی اپنی وفات تک شریک تھا یہ ضروری نہین ہے کہ کوئی قایم مقام شریک متوفی کا بطور مدعی کے شامل کیا جاوے گوبند پرشاد بنام چندر سیکھر (۱) و رام نراین سنگھ داس بنام رام چندر جانکی لال (۲) و سوتی لال بہار داس بنام گھیلا بھائی ہری رام (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

یہ نالش ایک شخص ابھے سنگھ اور اوسکے پسر متبنی مظہرہ دیبی سنگھ نے بطور شرکاے کارخانہ تجارتی کے واسطے دلاپانے ایک رقم زر نقد کے جسکا بوقت تصفیہ حساب مابین فریقین واجب نکلنا بیان کیا گیا ہے دائر کی دوران نالش مین ابھے سنگھ فوت ہوا اور دیبی سنگھ نے بذات خاص اور بطور قایم مقام قانونی ابھے سنگھ کے نالش کی پیروی کی اور عدالت مرافعہ اولیٰ (منصف جھانسی) نے ایک امر تنقیح طلب کی جو اسمقدمہ مین قرار دیا گیا تھا یہ تجویز کی کہ دیبی سنگھ ابھے سنگھ کا پسر متبنی ہے عدالت مرافعہ اولیٰ نے دعوی بحق دیبی داس ڈگری کیا۔

بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہم عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع جھانسی) نے یہ تجویز کی کہ یہ ثابت نہین ہے کہ دیبی داس ابھے سنگھ کا پسر متبنی ہے۔ عدالت موصوف نے مزید بران یہ بھی تجویز کی کہ دیبی داس بطور شریک باقیماندہ کاروبار کے مستحق وصول کرنے اوس قرضہ کا جو کارخانہ کو واجب ہے بلا حاصل کرنے سارٹیفکٹ وراثت حسب ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء کے نہین ہے اور یہ نقص ایسا نہین ہے جو اب رفع ہو سکے چنانچہ عدالت اپیل ماتحت نے اپیل کو ڈگری اور نالش مدعی کو ڈسمس کیا۔ مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ۔

رسپانڈنٹان کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

اپیل جلد دوم نمبر ۱۱۷ سنہ ۱۸۹۶ء بناراضی ڈگری ایف ڈبلیو فاکس صاحب جج ضلع جھانسی مورخہ ۵ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء منسوخی ڈگری مولوی محمد عباس علی منصف جھانسی مورخہ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء (۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۰۲۔ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۸ صفحہ ۸۶۔ (۳) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۷ صفحہ ۶۔

۱۸۹۰ء

دیبی داس ۳۰۰ بنام ترپت

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ یہ نالش ابہے سنگہ اور دیبی داس
نے واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جو کہ او نکو بطور شریک ایک کارخانہ تجارتی کے بابت حساب
شراکت کے واجب تہا دایر کی قبل صادر ہونے ڈگری کے ابہے سنگہ فوت ہوا اور دیبی داس
جس نے کہ لاولد کے پسر متبنی ہونے کا دعوی کیا کہ فدات مین بطور قایم مقام مدعی متوفی کے مندرج
کیا گیا نالش کی پیروی کی گئی اور منصف نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا اور
عدالت اپیل ماتحت نے نالش کو ڈسمس کیا وجہ اسطرح سے ڈسمس کیے جانے کی یہ تہی کہ دیبی داس
پسر متبنی نہین تہا اور نہ قایم مقام ابہے کا تہا اور وہ ابہے کے قرضہ کے حصہ کے دلاپانے کا بلا
پیش کرنے سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۴ ایکٹ سارٹیفکٹ وراثت نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء کے مستحق نہ تہا۔
دیبی داس مدعی نے اس بنا پر اپیل کیا کہ بحیثیت باقیماندہ شریک کارخانہ کے جسکو قرضہ واجب تہا
وہ بذات خاص نالش کی پیروی کرنے کا بلا شامل کرنے کسی شخص کے بحیثیت قایم مقام شریک متوفی
کارخانہ کے مستحق ہے اور اسوجہ سے پیش کرنا سارٹیفکٹ کا لازم نہین ہے دوسری حجت اپیل پر
استدلال نہین کیا گیا ہم یہ خیال کرتے ہین کہ یہ امر فیصلہ عدالت ہذا مندرجہ مقدمہ گوبند پرشاد بنام چندر شیکہر
(۱) سے طے ہو چکا ہے یہ صحیح ہے کہ اس فیصلہ سے عدالت ہایکورٹ کلکتہ مین بمقدمہ رام نراین نرسنگ
داس بنام رام چندر جانکی لال (۲) اختلاف کیا گیا بخلاف اسکے اس عدالت کے فیصلہ کی بمقدمہ
سونی لال ہیچار داس بنام گیلا بہائی پرم رام (۳) کی تقلید کیگئی ہے اور وہ پسند کیا گیا ہمکو نہین معلوم ہے کہ مقدمہ منفصلہ
اس عدالت سے جس عدالت نے اختلاف کیا ہو اصول جو اوسمین مندرج ہین مطابق قانون انگلستان
ہے اور ہماری راے مین دفعہ ۴۵ ایکٹ معاہدہ کے مخالف نہین ہے یہ بالکل غیر ضروری تہا کہ ابہے
کے قایم مقام کا نام مسل مین درج کیا جاتا ہماری دانست مین ڈگری جو مقدمہ مین صادر ہوئی ہے
ڈگری بخلاف مدیون شخص متوفی کے حسب معنی دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء کے نہوگی بلکہ وہ ایک
ڈگری بخلاف مدیون کارخانہ شراکتی کے ہوگی کیونکہ نالش مین جو واسطے دلاپانے قرضہ کے جو کارخانہ
شراکتی کو واجب ہو جسمین شخص متوفی اپنی وفات کے وقت تک شریک رہا ہو ہماری راے مین
یہ ضروری نہین ہے کہ کوئی قایم مقام شریک متوفی کا بطور مدعی شامل کیا جاے جب ابہے کا ۳۶۰

---

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۰۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۶۔

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۶۔

قایم مقام کارخانہ شرکتی سے اپنے حصہ کی جو ایسے کارخانہ مین رکھتا تھا دلاپانے کی خواہش کرے اگر اوسکو اسی قسم کی کارروائی بتوسط عدالت کرنا ہو تو اوسکو سارٹیفکٹ وراثت حاصل کرنیکی ضرورت قبل اسکے کہ وہ ڈگری کا مستحق ہو ہوگی ہم ڈگری عدالت ماتحت کو جسکی رو سے نالش ڈسمس کی گئی منسوخ کرتے ہین اور چونکہ مقدمہ غلط طور پر ایک امر ابتدائی پر ڈسمس کیا گیا ہم اوسکو عدالت اپیل ماتحت مین واسطے تجویز بنا بر روئداد کے واپس بھیجتے ہین۔ | ۱۸۹۶ء بی داس بنام تربت

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

باجلاس ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

بینی رائے وغیرہ (مدعاعلیہم) بنام رام لکھن رائے وبکس دیگر (مدعیان) | ۱۸۹۶ء ۱۸ اپریل

اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۶۔ ڈگری مشعر بحالی فیصلہ اوس عدالت کے جو عین ماتحت ہو۔ ڈگری ڈسمسی اپیل ہائیکورٹ بعلت عدم پیروی۔ | صفحہ کتاب انگریزی ۳۶۷

تجویز ہوئی۔ کہ ڈگری ہائیکورٹ مشعر ڈسمسی اپیل بوجہ عدم پیروی اسلیے کہ اپیلانٹ نے اپنے کونسل کو وہ مواد مہیا نہین کیا کہ جسکی بنا پر وہ بوقت پیش ہونے اپیل کے واسطے سماعت کے بحث کر سکتا) حسب معنی دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگری مشعر بحالی فیصلہ اوس عدالت کے ہے جو عین ماتحت ہے۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر حکم عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

مسٹر اے ای رایوز و منشی رام پرشاد منجانب اپیلانٹان۔

آنریبل مسٹر کانلین و پنڈت سندر لال منجانب رسپانڈنٹان۔

ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس یہ ایک درخواست واسطے اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل ہے تعین شئے متدعویہ نالش ہذا کا عدد سے زاید ہے لیکن دو امر پیدا ہوتے ہین جنکا فیصلہ کرنا قبل اسکے کہ اپیل کرنے کی اجازت دیجاسکے ضروری ہے اول امر یہ ہے کہ آیا ڈگری جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے مشعر بحالی فیصلہ عدالت عین ماتحت ہے یا نہین ثانیاً یہ کہ آیا کوئی بحث اصلی قانونی عرضی سے ظاہر ہوتی ہے یا نہین امر اول کے متعلق ہمکو اس عدالت کی تجویز کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسب ذیل ہے۔

اس اپیل کی تائید نہین کی گئی پس وہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

۱۸۹۵ء
بینی رائے
بنام
الحسن رضا

درخواست اپیل مین یہہ منسی ہے کہ اپیل واسطے سماعت کے ۴ ماپریل ۱۸۹۵ء کو
پیش ہوا لیکن اوسکی تائید اسوجہ سے نہو سکی کہ کاغذات جو واسطے ترجمہ ہونے اور چھپنے کے
تہے اور جنکے لیئے اپیلانٹ نے درخواست کی تہی طیار نہ تہے مسل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ
نے ۲۵ دسمبر ۱۸۹۴ء کو واسطے ترجمہ کیئے جانے اور چہاپے جانے اون کاغذات کے جنکو اونہون نے
اپنے اپیل اس عدالت کے روبرو کرنے کے تئے ضروری سمجہا پیش کی لیکن اونہون نے کوئی تدبیر اوس
روپیہ کے جمع کرنے کی جو اس غرض کے لیئے ضروری تہا نہین کی اور یہین وجہ درخواست ساقط ہوئی
اونہون نے کوئی فکر مزید اس معاملہ مین ۱۲ فروری ۱۸۹۵ء تک نہین کی اور اوسوقت اونہون نے
ایک دوسری درخواست واسطے ترجمہ اور چہاپنے اون کاغذات کے جنکو اونہون نے اوسوقت ضروری
سمجہا پیش کی اونکی درخواست اس شرط پر منظور ہوئی کہ اپیل کی سماعت کرنے مین اوس غفلت کی
وجہ سے جو اونہون نے قریب دو برس تک بموجب قواعد ہائیکورٹ کاغذات ضروری کے ترجمہ
کرانے اور چہپوانے کی تدبیر نہ کرنے سے ظاہر کی ہے توقف نہو اپیل واسطے سماعت کے
۲۵ اپریل ۱۸۹۵ء کو پیش ہوا اپیلانٹان نے ظاہرا بذریعہ اپنے کونسل کے کوئی وجہ کافی اون
حکام کے روبرو جنکے روبرو اپیل واسطے سماعت کے پیش ہوا تہا ظاہر نہین کی جسکی وجہ سے
وہ حکام ذیعلم التوا منظور کرنا یا کاغذات اردو کا حوالہ دینا جائز قرار دین اس وجہ سے اپیل
کی تائید نہین ہوئی اور ڈگری مشعر ڈسمسی اپیل و بحالی فیصلہ عدالت ماتحت صادر کی گئی ہمارے
روبرو یہہ حجت کی گئی ہے کہ محض حکم ڈسمسی حسب معنی دفعہ ۵۹۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بحالی کی
حد تک نہین پہونچتا اور نہ پہونچ سکتا ہے اور اوس حجت کی تائید مین ہمارے روبرو نظیر مقدمہ
اصغر رضا بنام حیدر رضا (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے یہہ ظاہر ہے کہ اوس نظیر سے ہمکو کوئی مدد
امر متنازعہ موجودہ کے فیصل کرنے مین نہین ملتی وہ ایک ایسا مقدمہ تہا جسمین کہ حکام ذیعلم ہائیکورٹ
کلکتہ کے روبرو چند امور تنقیح طلب واقعاتی واسطے فیصلہ کے پیش تہے اوس عدالت نے جسکی
ناراضی سے اپیل کیا گیا تہا صرف دو امور تنقیح طلب کے فیصلہ پر جنکو اوسنے واسطے فیصلہ مقدمہ
کے کافی سمجہا تہا اکتفا کیا تہا اور دیگر امور تنقیح طلب کی تجویز نہین کی تہی عدالت ہائیکورٹ نے ۳۲۹
دو امور تنقیح طلب کو جنکا کہ فیصلہ کیا گیا تہا خلاف عدالت ماتحت کے تجویز کیا لیکن ہائی کورٹ نے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۱۱ -

۱۸۹۶ء
دتی رائے
بنام
لکمن رائے

امور واقعات مزید کی سماعت کی اور فیصلہ عدالت موصوف متعلق اون امور واقعات سے
اپیل ڈسمس کرنا لازم آیا اسوجہ سے عدالت موصوف نے آخر کار نالش مذکورہ میں وہی نتیجہ اخذ کیا
جو عدالت مرافعہ اولی نے کیا تھا گو حکام نے صاحب جج سے جنھوں نے مقدمہ کی سماعت کی
تھی نسبت اونکی مجملہ تجاویز کے یا اون وجوہ سے جنپر کہ وے مبنی تھیں اتفاق نہین کیا حاکم ذیعلم کو
جس نے کہ اجازت اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل دی تھی یہہ بھی معلوم ہوا کہ اوسمین درحقیقت
ایسے امور قانونی تھے جنکی وجہ سے سائلان مستحق سارٹیفکٹ اس امر کے تھے کہ وہ مقدمہ قابل
اپیل کے ہے نسبت اس مقدمہ کے جو ہمارے روبرو ہے نتیجہ اپیل کا جو کہ ہمارے روبرو کیا گیا تھا
یہہ تھا کہ تجاویز عدالت ماتحت اور وہ وجوہ کہ جنپر وے مبنی ہین بحال رکھے جاوین کوئی تجویز مزید کسی
قسم کی اس عدالت نے نہین کی ان حالات مین ہم کونسل ذیعلم سائل کی حجت کو منظور نہین کر سکتے
اور ہم تجویز کرتے ہین کہ اس عدالت کی ڈگری سے ڈگری اوس عدالت کی جو عین ماتحت ہے
بحال کی گئی اسکے خلاف تجویز کرنے کا یہہ نتیجہ ہوگا کہ اپیلانٹ جس نے بغرض بچانے خرچ ترجمہ
کاغذات ضروری واسطے اس عدالت کے اوس اپیل کی جو ہمارے روبرو پیش تھا تائید کرنے مین
غفلت کی ہو بلا توسط بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل اپیل کرنے کا دعوی بلا فیصلہ اس عدالت کے
نسبت اون امور کے جو پیش کئے گئے تھے کر سکتا ہے فی الواقع اپیلانٹان بحضور ملکہ معظمہ باجلاس
کونسل اوس امر کے استدعا کرنے کی اجازت چاہتے ہین جسکو یہہ عدالت کر سکتی تھی لیکن جسکو
کہ اپیلانٹ نے بوجہ اپنی غفلتون کے عدالت ہذا کو نہ کرنے دیا دوسرا امر جو پیدا ہوتا ہے یہہ ہے
کہ آیا دراصل کوئی بحث قانونی اس اپیل مین پیدا ہوتی ہے یا نہین ہم نے مختلف عذرات
پر جو پیش کئے گئے غور کیا ہے صرف وہ عذرات جسمین کہ بحث قانونی پیدا ہوتی ہے عذرات اول
و دوم ہین اور وہ عذرات اوس صورت مین پیدا نہین ہوتے اور نہ پیدا ہونگے کہ فیصلہ متعلق
بحث واقعاتی کے وہی ہو جو کہ عدالت ماتحت کا تھا ہماری رائے مین یہہ امور قانونی پیدا نہین
ہوتے بدینوجہ ہم اوس اجازت کو جو مانگی گئی ہے نہین دے سکتے اور اس درخواست
کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

درخواست ڈسمس کی گئی۔

۱۸۹۶ء
۱۵-اپریل
صفحہ کتاب انگریزی ۳۷۰

باجلاس ناکس صاحب قائم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

بنسی لال وغیرہ (مدعیان) بنام رام جی لال وغیرہ کس دیگر (مدعاعلیہم) +

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲ - حکم شامل کرنے مدعاعلیہم کا - ذریعہ اعتراض کرنے کا ایسے حکم کا - عملدرآمد - ڈگری مقدمہ سابق جسکی رو سے حقوق کسی فریق نالش مابعد کے معین کئے گئے ہون - ایسے ڈگری کا اثر خلاف فریق مذکور کے جب تک کہ وہ بطریق مناسب فسخ کی جاوے -

جبکہ بنا راضی حکم واسطے شامل کرنے مدعاعلیہم کے حسب دفعہ ۳۲ - مجموعہ ضابطہ دیوانی اپیل نہین کیا گیا اور نہ یادداشت اپیل بنا راضی ڈگری اوس نالش مین جسمین کہ یہ حکم دیا گیا تھا اعتراض کیا گیا زبانی اعتراض جو اپیل مین حکم مذکورہ پر کیا گیا نا منظور ہوا - مقدمہ راج سنگھ بنام ٹھکر دہاری سنگھ (۱) کا حوالہ دیا گیا -

جبکہ کوئی موجودہ ڈگری نالش سابق کی بوجہ ملاحظہ مسئلہ عدم نالش مابعد کے حسب دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اثر پذیر ہو تو اوس فریق کو جسکے حقوق مین ایسی ڈگری مضر ہو یہ اختیار نہیں ہے نالش مابعد مین ایسی ڈگری کے صحیح ہونے پر اعتراض کرے اگرچہ فریق مذکور مجاز ہو تا کہ علیحدہ نالش مین ڈگری منسوخ کرائے - مقدمہ کرم علی رحیم بھائی بنام کریم بھائی حبیب بھائی (۲) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت مین مندرج ہین -

پنڈت سندر لال و پنڈت بلدیو رام دوبے بجانب اپیلانٹان -

بابو جوگندر ناتھ چودھری و پنڈت سندر لال بجانب ریسپانڈنٹان -

ناکس صاحب قائم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - جائداد جسکا دعوی اوس نالش مین جسکی ناراضی سے یہ اپیل پیدا ہوتا ہے کیا گیا تھا ابتدا ایک شخص عشق لال کی تھی وہ جے سنگھ کا لڑکا تھا جو ایک بھائی منجملہ پانچ بھائیون یعنی ہر دیال و سوائی و رام ناتھ و بنسی لال و جے سنگھ کے تھا ہر دیال کا اولاد ... وارث ہم
۳۷۱ پر مدعیان اپیلانٹان تھا ریسپانڈنٹ رام جی لال عشق لال کا بھائی ہے ایک جانب سے یہ بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جانب سے انکار کیا جاتا ہے کہ رام جی لال اپنے چچا سوائی کا متبنی تھا عشق لال سنہ ۱۸۹۰ء مین اپنی بیوہ شامان کنور اور دو دختران ... چھوڑ کر فوت ہوا اوسکی جائداد

+ اپیل اول نمبر ۵۹ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری پنڈت بنسی دھر جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۱۸ - نومبر ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۶ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۷

سنہ ۱۸۹۶ء

بنسی لال بنام راجمی لال

اوسکی بیوہ شامان کنور کے قبضہ مین آئی اور اوسکی وفات پر سنہ ۱۸۸۶ء مین راجمی لال مدعاعلیہ
اور دولت رام پدر مدعیان اوسپر قابض ہوئے سنہ ۱۸۸۹ء مین جے دیئی نے بذات خاص اور بطور
رفیق قریب تر اپنی ہمشیرہ نابالغہ دہیو کے نالش بنام راجمی لال و دولت رام واسطے قبضہ ترکہ
عشق لال کے اس بنا پر دایر کی کہ اونکو بمقابلہ اشخاص مذکور کے حق مرجح حاصل ہے ۱۱- اگست سنہ ۱۸۸۹ء
کو فریقین مقدمہ نے اپنے نزاع کو سپرد ثالثی کرنے کا اقرار کیا اور عدالت نے جے دیئی کو اجازت دی
کہ اقرارنامہ سپردگی ثالثی منجانب اپنی ہمشیرہ نابالغہ دہیو کے تحریر کرے ۲۹- جون سنہ ۱۸۹۰ء کو ثالثان
نے اپنا فیصلہ ثالثی تحریر کیا اور بموجب اوس فیصلہ کے ایک ڈگری ۵- جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کو مرتب
کی گئی جسکے ذریعہ سے ایک جزو جایداد متدعویہ کا بحق دو دختران عشق لال دگری کیا گیا یہ تسلیم کیا گیا ہے
کہ مطابق اوس ڈگری کے دختران نے اوس جایداد کا جو اونکے حق مین ڈگری کی گئی تھی قبضہ پایا
نالش حال واسطے تقسیم باقی جایداد عشق لال کے ہے اور صرف رام جی لال کے نام مدعیان نے
جو کہ دولت رام کے پسران ہین جو بعد ڈگری سنہ ۱۸۹۰ء کے فوت ہوا دایر کی رام جی لال نے جوابدہی
مین حق شخص ثالث یعنی مسماۃ دہیو کا عذر کیا اور جایداد عشق لال کی نسبت اپنا حق مرجح بیان کیا
مسماۃ دہیو نے عذر کیا اور حسب دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدعاعلیہ بنائے جانے کی استدعا کی باوجود
اعتراض مدعیان کے اوسکی درخواست منظور کی گئی اور وہ نالش مین بطور مدعاعلیہا قایم کی گئی جوابدعوی
مین اوسنے یہہ عذر کیا کہ وہ تنہا جایداد عشق لال کی مستحق ہے اور یہہ کہ نہ مدعیان اور نہ کسی اور شخص کو
اوس جایداد مین استحقاق حاصل ہے اور یہہ کہ اوسکی بہن جے دیئی کو جایداد مین بمقابلہ اوسکے حق
مرجح حاصل نہین ہے اور یہہ کہ کارروائیات متعلق نالش سابق اور سپردگی ثالثی فریبی تھے اور وہ کارروائی
بسازش جے دیئی و پدر مدعیان و راجمی لال کے کیگئی تھی اور یہہ کہ اوس نالش کی ڈگری کی پابندی
۳۷۲ اوسپر نہ تھی مدعیان کی طرف سے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ڈگری کی پابندی دہیو پر تھی اور مطابق اوس
رواج کے جو سرائوگیون مین رایج ہے کہ اوس فرقہ کے فریقین مقدمہ ہین دختر کو حق وراثت حاصل نہین ہے
عدالت ماتحت نے تجویز بحق دہیو صادر کی اور دعوی کو ڈسمس کیا مدعیان نے اپیل دایر کیا۔
مسٹر موتی لال نے منجانب اپیلانٹان ہمسے اس عذر کے پیش کرنیکی اجازت چاہی ہے کہ دہیو ناجایز
طور پر نالش مین مدعاعلیہا بنائی گئی کیونکہ اوسکا حق مدعیان اور ابتدائی مدعاعلیہ راجمی لال دونون کے
مخالف تھا چونکہ کوئی اپیل حسب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنا راضی حکم مدعاعلیہ بنائے جانے مسماۃ دہیو
کے اوس نالش مین نہین کیا گیا ہے اور چونکہ یادداشت اپیل مین کوئی عذر نسبت صحیح ہونے

سنہ ۱۸۹۶ء
جیسی لال
بنام
رامجی لعل

اس حکم کے نہیں کیا گیا ہے بمثل بتقلید فیصلہ اس عدالت بمقدمہ تلک رائے سنگھ بنام جگردھاری سنگھ (۱) کے اوس اجازت کے دینے سے انکار کیا جسکی بابت استدعا کی گئی تھی۔

اصل حجت بجانب اپیلانٹان کے یہ ہے کہ ڈگری سنہ ۱۸۹۰ء کی پابندی دہیو پر لازم ہے اور دہیو جواب اوسکو مدعیان کے استحقاق کی نسبت بابت اوس جایداد کے جسکا اب دعوی کیا گیا ہے اعتراض کرنے کا اختیار نہیں ہے اسمین کچھ شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اگر ڈگری مورخہ ۵ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کی پابندی دہیو پر لازم ہے تو وہ جزو دعوی جو اوسکی جانب سے اوس نالش مین کیا گیا تھا جسمین کہ وہ ڈگری صادر کی گئی ضرور بلحاظ تشریح ۲ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس متصور ہونا چاہئے اور اب اوسکو یہ حجت کرنے کا اختیار نہیں ہے کہ وہ بمقابلہ مدعیان کے مستحق اوس جایداد کی ہے جسکا دعوی نالش ماسبق مین کیا گیا تھا لیکن جسکی ڈگری اوسکے حق مین صادر نہین کی گئی لیکن اگر وہ اوس جایداد پر قابض ہے تو شاید وہ دعوی کی جوابدہی اس بنا پر کر سکتی ہے کہ مدعاعیان جایداد دلاپانے کے مستحق بلا اپنا استحقاق نسبت اوس جایداد کے ثابت کرنے کے نہیں ہین لیکن اس امر کے فیصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کسی جگہہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ وہ فی الواقع اسطور پر قابض ہے مدعیان نے اپنی عرضیدعوی مین یہ بیان کیا ہے کہ وے جایداد متنازعہ پر بااشتراک رامجی لال قابض ہین اور اگرچہ اپنی جوابدہی مین رامجی لال نے حق اشخاص ثالث یعنی دختران عشق لال کا عذر کیا تھا مگر اوسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ جایداد متدعویہ پر قابض ہین دہیو نے اپنے بیان تحریری مین یہ بیان نہین کیا ہے کہ وہ قابض تھی چونکہ یہ صورت ہے پس اگر ڈگری نالش ماسبق کی پابندی دہیو پر ہے تو وہ دعوی مدعیان کی جوابدہی نہین کر سکتی پس ہمکو یہ تجویز کرنا ہے کہ آیا ڈگری سنہ ۱۸۹۰ء کی پابندی دہیو پر ہے یا نہین عدالت ماتحت نے تجویز کی کہ ڈگری اور کارروائی نالشان کی جو اوس سے پیشتر ہوئی پابندی دہیو پر اسوجہ سے لازم نہین ہے کہ دہیو دختر ناکتخدا عشق لال کی مستحق ترکہ عشق لال کی بہ ترجیح جیے دیئی اوسکی دختر منکوحہ کے تھی اور اسوجہ سے جیے دیئی کا حق مخالف دہیو کے تھا اور وہ بطور رفیق قریب تر دہیو کے کارروائی نہین کر سکتی تھی اور جملہ کارروائی متعلق اوس نالش کے جو جیے دیئی نے بمخالفت دہیو کے دائر کی تھی لشمول کارروائیات پنچایت بمقابلہ دہیو کے کالعدم اور بے اثر ہین ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ نظیر مقدمہ کلاوتی بنام چھیدی لعل (۲) جسپر کہ جج ماتحت

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۹ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ جلد ۱۰ صفحہ ۵۰۵

۱۸۹۶ء

بنسی لال
بنام
راجی لال

ذیعلیم نے استدلال کیا ہے اوس بحث سے جو ہمارے روبرو ہے متعلق نہیں ہے۔

ہماری راے مین جب تک کہ ڈگری سنہ ۱۸۹۱ء قایم رہے وہ کالعدم متصور نہیں ہوسکتی اگر وہ بذریعہ فریب حاصل کی گئی تہی یا بوجہہ دیگر وہ ایسی ڈگری ہے جو مسماۃ دہپو کے حقوق کے مضر ہے تو اوسکو لازم ہے کہ وہ ڈگری کو منسوخ کرائے قبل اسکے کہ وہ اوسکی تاثیر سے بچ سکے مقدمہ ہذا مین صرف وہ وجہہ جسکی بنا پر ڈگری کے صحیح ہونے کی نسبت اعتراض کیا گیا ہے یہہ ہے چونکہ جے دیٔ کا مفاد دہپو کے حق سے مخالف تہا پس وہ بلحاظ احکام دفعہ ۴۴۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بطور رفیق نابالغ دہپو کے کارروائی نہیں کر سکتی تہی اولاً ہمکو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے کسی خاص حصہ کا اپنے لئے دعوی نہیں کیا ہے ثانیاً وہ فی الواقع ولیہ دہپو کی تہی کیونکہ کوئی اور ولی موجود نہ تہا مزید بران حسب دفعہ ۳۔ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء جو اوسوقت نافذ تہا جبکہ نالش ماسبق دایر کیگئی تہی کوئی ولی نابالغ منجانب نابالغ کے نالش کرنے کا بلا حصول سارٹیفکٹ ولایت یا اجازت عدالت دایر کرنے نالش کی منجانب نابالغ کے مجاز نہ تہا اسمقدمہ مین یہہ فرض کرنا لازم ہے کہ عدالت نے جے دیٔ کو نالش کرنے کی منجانب نابالغ کے اجازت دی تہی (ریمیشر داس بنام بیلا (۱)) مزید بران ۲۸۴
اس امر سے بہی کہ عدالت نے جے دیٔ کو منجانب دہپو فیصلہ پنچایت کے تحریر کرنے کی اجازت دی تہی یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت نے اوسکو ایک شخص مناسب دہپو کے طرف سے بطور رفیق عمل کرنے کے لئے تصور کیا باوجودیکہ مدعاعلیہم نالش مذکور مین اپنے بیان تحریری مین جے دیٔ کے بطور رفیق دہپو کے عمل کرنے پر اعتراض کیا تہا اگر جیسا کہ دہپو کیطرف سے بیان کیا گیا ہے کارروائی ماسبق بذریعہ فریب جے دیٔ کی گئی اوسکو چارہ کار یہہ تہا کہ ڈگری مصدورہ نالش مذکور کو اوس طریقہ سے منسوخ کراتی جو مقدمہ کرم علی رحیم بہائی بنام رحیم بہائی حبیب بہائی (۲) مین بیان کیا گیا ہے ہماری راے مین چونکہ ڈگری سنہ ۱۸۹۱ء منسوخ نہین کی گئی اور اب بہی قایم ہے اوسکی پابندی دہپو پر ہے اور اوسکو یہہ استحقاق نہین ہے کہ خلاف مدعیان کے اپنا حق بیان کرے ہماری راے مین عدالت ماتحت نے اس امر کے تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ مدعیان بنام دہپو نالش کرنے کے مستحق نہین ہین جیسا کہ ہمنے پیشتر بیان کیا ہے اگر دہپو کسی جزو جایداد پر جسکا اب دعوی کیا گیا ہے قابض ہوتی تو وہ مدعیان کو اپنے حق ثابت کرنے پر مجبور کر سکتی تہی اگرچہ وہ بمقابلہ اونکے اپنا دعوی پیش نہین کر سکتی تہی لیکن

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۰۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۷۔

سنہ ۱۸۹۸ء

نبی لعل بنام رامجی لعل

اوسنے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ وہ قابض ہے اور نہ اوسنے اپنا قبضہ ثابت کیا۔

یہ امر تجویز نہیں کیا گیا ہے کہ مدعیان کے حقوق بمقابلہ رامجی لال کے کیا ہین فی الواقع تنقیح اوسکے اور مدعیان کے درمیان کی تجویز بالکل نہین کی گئی اسکا اب ہونا لازم ہے۔

ہم اس اپیل کو منظور کرتے ہین اور منسوخی ڈگری ماتحت ہم مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہدایت واپس کرتے ہین کہ وہ اپنے نمبر سابق رجسٹر مین درج کیا جاوے اور اوسکی تجویز بربناے رویداد بمقابلہ رامجی لال کیجاوے۔ مدعیان اپنا خرچہ اس اپیل کا پاوینگے خرچہ جو ابتک عدالت ماتحت مین ہوا مطابق نتیجہ مقدمہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

سنہ ۱۸۹۸ء ۱۸-اپریل

صفحہ کتاب انگریزی ۳۷۵

باجلاس ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

ہم الہی خان وغیرہ (مدعیان) بنام گھسیٹا وغیرہ (مدعاعلیہم) +

شفع - رہن بیع الوفا - مدت سماعت - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ مدت سماعت ہند) ضمیمہ ۲ - مد ۱۲۰ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۶ و ۸۷

مدعی نے جسکا دعوی بعبارت رہن بیع بالوفا کے حصہ موضع زمینداری غیر منقسم سے پیدا ہوا تھا نالش شفع دایر کی۔

تجویز ہوئی کہ (۱) مد سماعت جو ایسی نالش سے متعلق ہے وہ میعاد ہے جو مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین مندرج ہے اور (۲) یہ کہ میعاد اوس تاریخ سے شروع ہوئی جبکہ مرتہن نے حکم قطعی بیعیات کا حسب دفعہ ۸۷ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء حاصل کیا۔ تبول بیگم بنام منصور علیخان (۱) و لچھمی نرائن بنام رام چند (۲) و انوار الحق بنام جوالا پرشاد (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

٭ اپیل دوم نمبر ۔۔ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری سید محمد سراج الدین ایڈیشنل جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۔ ۔ اگست سنہ ۱۸۹۵ء منسوخ کنندہ ڈگری بابو ۔۔۔ لعل مکو ایڈیشنل منصف سہارنپور مورخہ ۔۔ اگست سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۱۵۔ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۶۔

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۵۷۔

۱۸۹۶ء

رحم الٰہی خان بنام گنگیا

اس مقدمہ مین ایک شخص قمر الدین نے رہن نامہ بیع بالوفا ایک حصہ محال زمینداری غیر منقسم کا بحق سردار خان ۲۰ ستمبر ۱۸۸۲ء کو تحریر کیا سردار خان نے بربناے اس رہن نامہ کے نالش دایر کی اور ڈگری بمعیاد حسب دفعہ ۸۶ - ایکٹ انتقال جایداد ۱۲ - مئی ۱۸۸۴ء کو حاصل کی وہ میعاد جو ڈگری مین واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے مقرر تھی چھ ماہ کی تھی اور وہ ۱۲ - نومبر ۱۸۸۴ء کو ختم ہوئی زر ڈگری ادا نہین کیا گیا لیکن مرتہن نے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ کے حاصل کرنے کی ۱۸۹۰ء تک کوئی تدبیر نہ کی وہ حکم ۱۹ - جون ۱۸۹۰ء کو حاصل کیا گیا ۱۷ - اپریل ۱۸۹۳ء کو وہ نالش جس سے اپیل پیدا ہوا ہے واسطے شفع جایداد مرہونہ کے دایر کی گئی عدالت مرافعہ اولی (اڈیشنل منصف میرٹھ) نے نالش کو بوجہ تمادی عارض ہونے کے ڈسمس کیا اور یہہ تجویز کی کہ میعاد تاریخ اختتام اوس میعاد سے شروع ہوئی جو ڈگری معیادی مین واسطے ادا کرنے زر رہن کے مقرر تھی یعنی ۱۲ - نومبر ۱۸۸۴ء سے - مدعیان نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت میرٹھ) نے اسی قسم ۳۷۶ کے وجوہ پر اپیل ڈسمس کیا مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

مسٹر ایچ سی نیلٹ منجانب اپیلانٹان -

بابو جوگندر ناتھ چودہری منجانب رسپانڈنٹان -

ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس - اس نالش مین جس سے کہ یہہ اپیلیدم پیدا ہوا ہے دعوی شفع ایک حصہ محال زمینداری غیر منقسمہ کا کیا گیا تہا ہر دو عدالتہاے ماتحت نے یہہ تجویز کی کہ اوس حق مین جسکی نالش کی گئی ہے تمادی عارض ہے اور وہ امر جسپر مجکو غور کرنا ہے یہہ ہے کہ آیا اوس دعوی مین تمادی عارض ہے یا نہین -

واقعات جو غیر نزاعی ہین مختصراً حسب ذیل ہین -

ایک شخص قمر الدین نے رہن بیع بالوفا ۲۰ ستمبر ۱۸۸۲ء کو بحق ایک شخص سردار خان کے کیا سردار خان نے نالش کی اور ایک ڈگری بمعیاد حسب دفعہ ۸۶ - ایکٹ انتقال جایداد حاصل کی ڈگری شرطیہ جو اوسکو عطا ہوئی مورخہ ۱۲ - مئی ۱۸۸۴ء تھی اور اوسمین چھ ماہ کی میعاد حسب حکم دفعہ مذکور ادا کے لئے معین تھی وہ زمانہ ۱۲ - نومبر ۱۸۸۴ء کو منقضی ہوا زر ڈگری ادا نہین کیا گیا لیکن مرتہن نے کوئی تدبیر واسطے حاصل کرنے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ کے ۱۹ - جون ۱۸۹۰ء تک نہین کی عرضیدعوی مقدمہ حال شفع مورخہ ۱۷ - اپریل ۱۸۹۳ء ہے عدالتہاے ماتحت نے یہہ تجویز کی کہ حق شفع ۱۲ - نومبر ۱۸۸۴ء کو پیدا ہوا اور اسوجہ سے اونہون نے یہہ تجویز کی کہ

سنہ ۱۸۹۸
رحیم الٰہی خان بنام گھسیٹا

نالش مین تمادی عارض ہے ایک تجویز حال اجلاس کامل عدالت ہذا بہ بحالی فیصلہ اجلاس کامل سابق (بتول بیگم بنام منصور علیخان (۱)) مین یہہ تجویز کی گئی ہے کہ حصہ محال زمینداری غیر منقسم حسب معنی دفعہ ۱۰ ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع قابل قبضہ ماڈی کے نہین اور یہہ بھی تجویز کی گئی کہ میعاد شفع ایسے مقدمون کے لئے دفعہ ۱۲۰ مین مقرر ہے جسمین کہ چھ برس کی میعاد معین ہے مگر دوسرا امر فیصل کرنا باقی رہتا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا وہ زمانہ جس سے کہ حق شفع پیدا
۳۸۷ ہوا حکم شرطیہ ہے جو نالش بیعبات مین حسب دفعہ ۸۶ صادر کیا گیا ہو یا اختتام مہلت چھ ماہ ہے جو حسب دفعہ مذکور عطا کی گئی ہو یا تاریخ حکم قطعی ہے جو حسب دفعہ ۸۷ ایکٹ مذکور صادر کیا گیا ہو شروع ہوتی ہے اپیل دوم نمبر ۱۰۱۴ سنہ ۱۸۹۶ع مین جسکو کہ مین نے ۵ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ع (۲) کو فیصل کیا مین نے یہہ تجویز کی ہے کہ حق شفع اوس تاریخ سے جو ڈگری مین حسب دفعہ ۸۶ بطور اوس تاریخ کے جسپر زر ادا ہونا چاہیے مقرر ہے پیدا نہین ہوتا ہے بلکہ اوس تاریخ کو پیدا ہوتا ہے جسپر کہ مرتہن نے حکم قطعی حسب دفعہ ۸۷ - ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ع کے حاصل کیا ہو میرے وجوہ اوس راے کے جو مین نے قایم کی تہی کامل طور پر اوس تجویز مین مندرج ہین اور مجھکو اس سے زیادہ کہنے کی اس موقع پر ضرورت نہین ہے کہ میری اب بھی وہی راے ہے جو مین نے اوسوقت قایم کی تھی ایڈوکیٹ ذیعلم رسپانڈنٹ نے بحث کی ہے کہ میعاد اوس تاریخ سے شمار ہونی چاہیے جسپر کہ راہن کو بوجہ نہ ادا کرنے زر ڈگری اندر مہلت معینہ کے درخواست مہلت مزید پیش کرنے سے ممنوع ہو یعنی تین برس بعد اختتام مہلت کے یہہ بحث اپیل دوم نمبر ۱۰۱۴ سنہ ۱۸۹۶ع مین پیدا نہین ہوئی تہی اس امر پر ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ پرانشن ناتھ [illegible] بنام [illegible] مندرجہ (۳) مین غور کیا تہا اور یہہ تجویز ہوئی تہی اور مین اوس راے سے جو اوسمین ظاہر کی گئی ہے اتفاق کرتا ہون کہ راہن کسی وقت انفکاک رہن کرا سکتا ہے جب تک کہ حکم قطعی حسب دفعہ ۸۹ صادر نہ کیا جاے یا بالفاظ دیگر اوسکا استحقاق انفکاک اوسوقت تک زایل نہین ہوتا جبتک ایسا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۵ -
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۲۵۹
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶

۱۸۹۹ء
رحیم الٰہی خان بنام گھسیٹا

حکم صادر کیا جاوے اسوجہ سے میری یہ راے ہے کہ راے جو عدالت ماتحت نے ڈیکری کی غلط ہے اور چونکہ اوس عدالت نے غلطی سے ایک امر ابتدائی پر فیصلہ کیا ہے مین ڈگری عدالت موصوف کو منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ کو عدالت مرافعہ اولی مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بھیجتا ہون۔

بنرجی صاحب جسٹس - میری بھی یہی راے ہے۔ اس اپیل مین دو امور پیدا ہوتے ہین پہلا امر نسبت میعاد سماعت کے ہے جو اس نالش سے متعلق ہو دوسرا امر متعلق اوس تاریخ کے ہے جس سے کہ میعاد شمار ہونی چاہیے پہلا امر ایک نظیر حال اجلاس کامل سے جسکا ۳۷۸
چیف جسٹس ذیعلم نے حوالہ دیا ہے طے ہو چکا ہے چونکہ جایداد ایک حصہ محال زمینداری غیر منقسمہ ہے وہ قبضہ مادی کے قابل نہین ہے اور اسوجہ سے مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ مد سماعت متعلق نہین ہے چونکہ کوئی خاص دوسری مد ایسی نہین ہے جو ایسی نالش سے متعلق ہو سکے پس صرف مد جو متعلق ہو سکتی ہے مد ۱۲۰ ہے جسمین کہ چھ سال کی میعاد مندرج ہے۔

نسبت دوسرے امر کے مین اس تجویز سے بھی اتفاق کرتا ہون کہ میعاد اوس تاریخ سے شمار کیجانی چاہیے جبکہ حکم قطعی بعبارت حسب دفعہ ۸۷ - ایکٹ انتقال جایداد صادر کیا گیا ہو جبکہ کہ راہن کا استحقاق انفکاک زایل ہو جایداد مرہونہ قطعی طور پر بیع بالوفادار کو حاصل نہین ہوتی دفعہ ۸۷ مین یہہ ہدایت ہے کہ اگر زر ڈگری جو حسب دفعہ ۸۶ صادر کی گئی ہو اندر میعاد معینہ ادا نکیا جاوے تو مدعی مرتہن اس حکم کی درخواست کر سکتا ہے کہ راہن قطعی طور پر انفکاک سے محروم کیا جاوے اوسمین یہہ بھی ہدایت ہے کہ ایسے حکم صادر کیے جانے پر زر رہن بیباق ہو جاوے گا ان احکام سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک حکم موجب اس دفعہ کے صادر نکیا جاوے راہن کا استحقاق انفکاک اور زر رہن ساقط نہین ہوتا بدینوجہ مرتہن بیع بالوفادار مشتری قطعی جایداد مرہونہ کا صرف بوقت صادر ہونے حکم کے حسب دفعہ مذکور ہوتا ہے چونکہ یہہ صورت ہے حق دعوی شفع نسبت اوس بیع کے جو اسطرح سے قطعی ہوتی ہو صرف تاریخ حکم قطعی بعبارت مصدرہ حسب دفعہ ۸۷ سے پیدا ہوتا ہے تاریخ جس سے کہ میعاد شمار کیجانی چاہیئے وہ تاریخ قرار نہین دیجا سکتی جبکہ بیع بالوفادار اپنی درخواست واسطے حکم حسب دفعہ ۸۷ کے پیش کر سکتا تھا کیونکہ جیسا کہ مین نے کہا ہے جب تک بیع بالوفادار حکم حسب دفعہ ۸۷ حاصل نہ کرے وہ مرتہن رہتا ہے اور صرف اوس صورت مین کہ وہ مرتہن نرہے اور استحقاق قطعی راہن کا حاصل کرے دعوی شفع

سنہ ۱۸۹۵ء
رحم الٰہی خان بنام گمشتیا ۳۷۹

بابت ایسے معاملہ کے پیش ہو سکتا ہے۔

میں وجوہ نامیں اس تجویز کے کرنے میں اتفاق کرتا ہوں کہ دعوی مدعی میں تمادی عارض نہیں تھی اور یہ کہ عدالتہائے ماتحت نے اوسکو ممنوع السماعت قرار دینے میں غلطی کی ہے اور اوس حکم سے بھی اتفاق کرتا ہوں جو میرے ذیعلم جلیس نے تجویز کیا ہے

ازعدالت۔ اس عدالت کا یہ حکم ہے کہ ڈگریات عدالتہائے ماتحت فسخ کیجائیں اور مقدمہ عدالت مرافعہ اولی میں بدین ہدایت واپس کیا جاوے کہ وہ باونمبر سابق رجسٹر میں درج کیا جاوے اور نالش کی تجویز بربنائے رویداد عمل میں آوے اپیلانٹ خرچہ اس اپیل کا پاوے گا اور خرچہ جواب تک عدالتہائے ماتحت میں ہوا مطابق نتیجہ مقدمہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

اجلاس کامل

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

شیام بہاری لال و ٹیک کس و دیگر (مدعا علیہا) بنام روپ کشور وغیرہ (مدعیان)

سنہ ۱۸۹۰ء
۲۰ اپریل
صحیح ترجمہ انگریزی ۳۷۹

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۲ و ۳۲۰ - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۶ء دفعات ۳۰ و ۵۵ -

اجراء ڈگری۔ ڈگری جو کلکٹر کے پاس بغرض اجرا منتقل کیجاے۔ نالش منجانب خریدار نیلام بغرض منسوخی نیلام جسکو کلکٹر نے منسوخ کیا تھا۔

بوقت نیلام جایداد موروثی جسکو کلکٹر نے باجراء ایسی ڈگری کے جو اوسکے پاس حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منتقل کی گئی تھی نیلام کیا تھا مدعیان ڈگریداران خریداران نیلام تھے۔ برطبق درخواست مدعا علیہم مدیونان کلکٹر نے نیلام فسخ کیا مدعیان ڈگریداران خریداران نیلام نے بعدہ ان نالش بغرض استقرار اس امر کے دائر کی کہ نیلام جائز تھا اور یہ کہ حکم کلکٹر فسخی نیلام کا غیر موثر تھا تجویز ہوئی کہ اس قسم کی نالش قابل پذیرائی ہے۔

شب سنگھ بنام گمشٹ سنگھ (۱) مسترد کیا گیا اور گرانتہ تیواری بنام جہوناتھ تیواری (۲) دیوان سنگھ بنام بہارتہ سنگھ (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

اپیل دوم نمبر ۵۳ سنہ ۱۸۹۴ء بنارضی ڈگری لالہ بہاری [illegible] مقام [illegible] جج [illegible] مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۴ء [illegible] ڈگری مولوی مظفر حسین جج [illegible] مورخہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۹۳ء (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۴ - (۲) [illegible] صفحہ ۴ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۰۶ -

۱۸۹۵ء
نیلام بہاری لال ۳۸۰
بنام
روپ کشور

مقدمہ ہذا مین مدعیان نے ڈگری بنام مدعاعلیہم حاصل کی اور اوسکے اجرا مین اونہون نے حکم نیلام جایداد موروثی مدعاعلیہم حاصل کیا مطابق اون قواعد کے جنکو گورنمنٹ نے دربارہ نیلام جایداد موروثی کے بنایا تہا مقدمہ اجرائے ڈگری کلکٹر کے پاس حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منتقل کیا گیا جایداد مدعاعلیہم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء کو نیلام کی گئی اور مدعیان نے باجازت عدالت خرید کی مدعاعلیہم نے اوسوقت درخواست فسخ کئے جانے نیلام کی بربناے بیضابطگی مشتہر کرنے نیلام مین پیش کی کلکٹر نے ازروے حکم مورخہ ۱۶ - نومبر ۱۸۹۳ء نیلام منسوخ کیا بعد اسکے مدعیان نے نالش حال بغرض استقرار اس امر کے دایر کی کہ نیلام جایز تہا اور یہہ کہ حکم عدالت مشعر منسوخی غیر موثر تہا عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت مین پوری) نے دعوی ڈگری کیا مدعاعلیہم نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع مین پوری) نے اپیل ڈسمس کیا مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور اونکو ایسے عذر کے پیش کرنے کی اجازت دی گئی جو اونہون نے اپنی یادداشت اپیل مین نہین کیا تہا یعنی یہہ کہ ایسی نالش جیسی کہ مدعیان نے دایر کی ہے نہین ہوسکتی اس امر کی نسبت استصواب ایک جلسہ تین حکام سے کیا گیا۔

مسٹر روشن لال و منشی گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان۔

پنڈت سندر لال و پنڈت بلدیو رام دیو منجانب رسپانڈنٹان۔

تجویز عدالت دلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

بنرجی صاحب جسٹس نے صادر فرمائی۔

وہ آسان امر جسکی نسبت استصواب اس جلسہ سے کیا گیا ہے یہہ ہے کہ آیا نالش موجودہ قابل پذیرائی ہے یا نہین واقعات جنسے کہ یہ نالش پیدا ہوئی یہہ ہین مدعیان نے ایک ڈگری بنام مدعاعلیہم حال کے حاصل کی اور اوسکے اجرا مین حکم نیلام جایداد موروثی مدعاعلیہم حاصل کیا مطابق اون قواعد کے جنکو گورنمنٹ نے دربارہ نیلام جایداد موروثی منضبط کیا ہے مقدمہ اجرائے ڈگری کلکٹر کے پاس حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منتقل کیا گیا جایداد مدعاعلیہم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۳ء
۳۸۱ کو نیلام کی گئی اور مدعیان نے باجازت عدالت خرید کی بعد ازان مدعاعلیہم نے نیلام کے منسوخ کئے جانے کی درخواست بربناے بیضابطگی مشتہر کرنے نیلام مین پیش کی کلکٹر نے بذریعہ حکم ۱۶ - نومبر ۱۸۹۳ء کے نیلام منسوخ کیا بر طبق اسکے نالش حال مدعیان

سنہ ۱۸۹۰ع

شیام بہاری لال
بنام
روپ کشور

نے بغرض استقرار اس امر کے دایر کی کہ نیلام جائز تھا اور حکم کلکٹر دمشعر فسوخی نیلام
بے اثر تھا عدالت مرافعہ اولی نے دعوی ڈگری کیا اور عدالت اپیل اول نے ڈگری
عدالت اول کو بحال رکھا مدعا علیہم نے یہہ اپیل دایر کیا اور کونسل ذیعلم نے جو
اونکی جانب سے حاضر ہوا ہے ڈویزنل بنچ سے جس نے یہہ مقدمہ عدالت
ہذا کو ارسال کیا اجازت اس امر پر بحث کرنے کی حاصل کی کہ آیا نالش قابل پذیرائی
ہے یا نہین اوس حجت کی تائید مین جو منجانب اپیلانٹان پیش کی گئی ہے نظیر مقدمہ فتح سنگہ
بنام گھمنڈ سنگہ (۱) ہے بخلاف اسکے رائے مخالف کی تائید نظیر مقدمہ اوگرا ناتھہ تیواری
بنام لچھمی ناتھہ تیواری (۲) سے ہوتی ہے بوجہ ان تجاویز متخالف کے اس امر کا استفسار
کہ آیا نالش قسم کی قابل پذیرائی ہے یا نہین اس جلسہ کے روبرو ارسال کیا گیا ہے فیصلہ مقدمہ
آخر الذکر مین فیصلہ کثرت رائے اجلاس کامل مقدمہ دلیوان سنگہ بنام بہارتھہ سنگہ
(۳) کی تقلید کی گئی ہے وہ مقدمہ حسب احکام دفعہ ۳۱۲ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع فیصل کیا
گیا تھا ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع سے کوئی تبدل الفاظ دفعہ ۳۱۲ مین نہین ہوا اسمین کچہ شبہہ
نہیں ہے کہ آخیر فقرہ اوس دفعہ کا اچھی عبارت مین نہین لکھا گیا ہے اوس دفعہ کے مطابق
حکم بالو حکم بحالی نیلام یا حکم فسوخی نیلام ہونا چاہیے حکم قسم آخر الذکر کی فسوخی کی استدعا پر بنا
بیضابطگی کی یعنی وہ بیضابطگی جو نیلام مشتہر کئے جانے یا نیلام کرنے مین ہو ہنین کیجا سکتی
پس وہ نالش جو آخیر فقرہ دفعہ مذکور سے ممنوع ہے نالش مشعر منسوخ کئے جانے کسی حکم
کے بموجب اوس دفعہ کے صادر کیا گیا ہو نہین ہوسکتی بلکہ وہ ایک نالش واسطے منسوخ
کئے جانے اوس حکم کے جو صرف بموجب فقرہ اول دفعہ مذکور صادر کیا گیا ہو ہونی چاہیے
۳۸۲ بدین وجہ جیسا کہ اکثر حکام اجلاس کامل نے اوس مقدمہ مین جسکا حوالہ دیا گیا تجویز کیا ہے کوئی
ممانعت ارجاع نالش منسوخی ایسے حکم کی نہین ہے جسمین نیلام کی منظوری سے انکار کیا گیا ہو
بجز اسکے کہ قانون معدودہ مانع ہے اس قسم کی نالشون کی پذیرائی کی نسبت قانون

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۷ -

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۰ع صفحہ ۴۱ -

(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۰۶ -

سنہ ۱۸۹۵ع
شیام بہاری لال بنام روپ کشور

تبدیل کیا گیا ہو ہمکو فرض کرنا لازم ہے کہ جب واضعان قانون نے احکام دفعہ ۳۱۰ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع کو پھر ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع مین منضبط کیا اونکا مقصد یہہ نہ تہا کہ کوئی تبدیل قانون مین جسطور پر کہ اوسکی تعبیر اکثر حکام اجلاس کامل نے مقدمہ بہولے مین کی تہی کی جاے اون حکام ذیعلم کی راے جنہون نے کہ مقدمہ شب سنگہ بنام بکت سنگہ (۱) فیصل کیا یہہ تہی کہ ازروے ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ع جسکی روسے دفعہ ۳۲۰ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع کی ترمیم ہوئی تہی عدالت دیوانی کا اختیار سماعت نالش منظوری ایسے نیلام کا ساقط کیا گیا جو کلکٹر نے باستعمال اون اختیارات کے مشروع کیا ہو جو اوسکو بموجب اون قواعد کے دئے گئے تہے جو گورنمنٹ نے حسب احکام دفعہ ۳۲۰ مرمہ ازروے ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ع مرتب کئے اس راے سے ہم اتفاق نہین کرسکتے ازروے دفعہ ۳۰ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ع فقرات سوم و چہارم و پنجم دفعہ ۳۲۰ کے جیسے کہ وے اب ہین اضافہ کئے گئے تہے بموجب فقرہ سوم گورنمنٹ کو اختیار منضبط کرنے اون قواعد کا دیا گیا جنکے ذریعہ سے صاحب کلکٹر یا اونکے کسی ایسے ماتحت کو جسکا نام گزٹ مین مندرج ہے وہ اختیارات عطا کئے گئے ہین جو وہ عدالت جس نے ڈگری کو صاحب کلکٹر کے پاس منتقل کی بغرض اجراے ڈگری عمل مین لاسکتی تہی اگر مقدمہ اجراے ڈگری صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہو کر نہ آتا قواعد مذکور گورنمنٹ نے منضبط کئے فقرہ عین ماقبل فقرہ آخر اوس دفعہ مین یہہ حکم ہے کہ اون اختیارات کو جو صاحب کلکٹر کو یا صاحب کلکٹر کے ایسے ماتحت کو جسکا نام گزٹ مین مندرج ہو یا کسی عدالت اپیل یا نظر ثانی کو اسقسم کے قواعد منضبط سے عطا کئے گئے ہین وہ عدالت یا کوئی عدالت اپیل یا نظر ثانی نسبت ڈگریات یا احکام اوس عدالت کے عمل مین نہین لاسکتی لفظ عدالت صاف طور پر اوس عدالت سے متعلق ہے جسکا آخر جزو دفعہ ہذا مین ذکر ہے یعنی اوس عدالت سے جسکے روبرو درخواست بغرض اجراے ڈگری پیش ہوئی اور جس نے بطور ایسی عدالت کے ڈگری کو صاحب کلکٹر کے پاس بغرض اجرا و منتقل
۳۸۳ کیا پس ازروے فقرہ عین ماقبل فقرہ آخر دفعہ ۳۲۰ کے جسطرح وہ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۸ع

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۳۷۔

سنہ ۱۸۹۲ء شیام بہاری لال بنام روپ کشور

سے سرزد ہوئی کسی عدالت کا سوائے اوس عدالت کے جسکا ذکر او سمین ہے اختیار سماعت ساقط نہین کیا گیا اگر ڈگری اوس عدالت مین جاری ہوتی جس نے کہ اوسکو کلکٹر کے پاس منتقل کیا تہا تو نالش از قسم نالش ہذا کے مطابق نظیر اجلاس کامل سعد مدیوان سنگہ بنام بہادر سنگہ (۱) قابل پذیرائی ہوتی اس امر سے کہ صاحب کلکٹر وہی اختیارات عمل مین لاتے ہین جو عدالت دیوانی عمل مین لاسکتی اگر احکام دفعہ ۳۲ اور قواعد منضبط حسب دفعہ مذکور نہوتے معمولی اختیارات عدالت دیوانی نسبت سماعت کرنے ایسی نالش کے ساقط نہو جاتی بوجوہ متذکرہ بالا ہمارا جواب نسبت استصواب کے یہ ہے کہ نالش قابل پذیرائی ہے۔

ہر دو فریق اس امر پر رضامند ہین کہ یہ اپیل جلسہ ہذا سے فیصل ہو چونکہ وہ امر حق الواقع اس اپیل مین پیدا ہوتا تہا وہ عذر تہا جو فیصلہ متذکرہ بالا سے طے ہو گیا اور دیگر عذرات مندرجہ یادداشت اپیل سے دست برداری کی گئی پس نتیجہ یہ ہے کہ یہ اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ڈوکن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۵ء ۲۱-اپریل

صفحہ کتاب انگریزی ۴۰۳

گردہر داس وغیرہ (ڈگریداران) بنام **ہر شنکر پرشاد** (مدیون ڈگری) +

اجراے ڈگری۔ مد سماعت۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۰۔ اجراے ڈگری جایداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کا التواء اسوجہ سے کہ جایداد زیر اہتمام کلکٹر تہی۔

مدعیان نے ایک ڈگری زر نقد سنہ ۱۸۷۹ء مین بنام مدعا علیہ حاصل کی سنہ ۱۸۸۱ء مین بذریعہ حکم حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جایداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کی صاحب کلکٹر کے اہتمام مین دی گئی

+ اپیل اول نمبر ۱۳۴ سنہ ۱۸۹۴ء نبارانی ڈگری بابو نیل مادہب راے جج ماتحت بنارس مورخہ ۱۴ - مارچ سنہ ۱۸۹۴ء۔

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۰۶۔

۱۸۹۶ء

گردہر داس بنام ہرشنکر پرشاد ۳۸۴

قبل اسکے کہ یہہ حکم صادر کیا گیا تہا اور اوس عرصہ مین جبکہ جائداد مدیون ڈگری سپردگی صاحب کلکٹر تہی متعدد درخواستین بغرض اجرا منجانب ڈگریداران پیش کی گئین آخر کار سنہ ۱۸۹۶ء مین قریب دس برس بعد درخواست آخر قبل کے ڈگریداران نے درخواست اجرا ڈگری تہوڑے عرصہ بعد اسکے کہ جائداد اہتمام کلکٹر سے چہوڑی گئی پیش کی تجویز ہوئی کہ درخواست مین جو بابت اجرا جائداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کے تہی تمادی اسوجہ سے عارض نہین ہے کہ ڈگریداران کو نسبت جائداد کے جب تک کہ وہ زیر اہتمام کلکٹر رہی کوئی چارہ کار بذریعہ اجرا حاصل نہ تہا۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

پنڈت بلدیو رام دیو و بابو بیدیا ناتہ داس منجانب اپیلانٹان۔

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔

برکٹ صاحب جسٹس و ڈیلن صاحب جسٹس

یہہ اپیل بنا راضی حکم ڈسمسی درخواست عطا کیے جانے سارٹیفکٹ اس امر کے ہے کہ زر ڈگری کا ادا نہین کیا گیا اور جسمین یہہ استدعا کی گئی تہی کہ ڈگری بغرض اجرا عدالت صاحب جج غازی پور مین بہیجی جاوے واقعات مثل یہہ ہین ڈگری سنہ ۱۸۸۶ء مین صادر کی گئی تہی اور اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء تک متعدد درخواستین بغرض اجرا پیش کی گئین تہین اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء مین بموجب حکم کے جو حسب دفعہ ۳۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا گیا تہا صاحب کلکٹر غازی پور کو اس امر کی اجازت دی گئی تہی کہ وہ اہتمام ایفاے ڈگریات کا جو بابو ہرشنکر پرشاد کے حق مین یا اون کے خلاف تہین کرے حسب احکام دفعہ ۳۲۶ صاحب کلکٹر کو وہ جملہ اختیارات حاصل ہین جو مِن ابتداے دفعہ ۳۲۰ لغایت ۳۲۵ (ج) کے دئے گئے ہین اور جملہ احکام مندرجہ دفعات مذکور ایسی صورت سے متعلق ہین اپیلانٹان عدالت ہذا نے صاحب کلکٹر سے درخواست واسطے ایفا اپنی ڈگری کے کی لیکن اونکی درخواست نامنظور ہوئی جیسا کہ مقدمہ گردہر داس بنام صاحب کلکٹر غازیپور (۱)

(۱) دیکہو نوٹ سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۷۹۔

سنہ ۱۸۹۹ء

گردھر داس بنام ہر شنکر پرشاد

سے ظاہر ہوگا اس عذر پر اون وجوہ کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے جنپر کہ اپیلانٹ
کی درخواست اون کے ڈگری کے ایفا کی نامنظور کی گئی تھی یہہ کہنا کافی ہے
کہ وہ نامنظور کی گئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ نے چند درخواستین اوسکے
بعد سنہ ۱۸۹۳ء مین پیش کین جنکا نتیجہ ہمکو معلوم نہین ہے یہہ درخواست جولائی
سنہ ۱۸۹۵ء مین پیش کی گئی تھی یعنی تھوڑے عرصہ بعد اسکے کہ صاحب کلکٹر
نے اپنے اون فرایض کو انجام دیا جو اونپر حسب دفعات ۳۲۰ لغایت
۳۲۶ عاید کئے گئے ہین عدالت ماتحت مین یہہ عذر کیا گیا تھا کہ درخواست مین ۳۸۵
تمادی عارض ہے اور جج ماتحت ذیلعہ نے اوس حجت کو منظور کیا تھا ہماری
راے مین فیصلہ جسکی ناراضی سے اپیل کیا گیا ہے صحیح نہین ہے ہمکو کچھہ شبہہ
نہین ہے کہ بموجب ضمن آخر فقرہ اول دفعہ ۳۲۵ (الف) کے کوئی عدالت
کوئی حکمنامہ اجرا ے ڈگری اپیلانٹ نسبت کسی جایداد غیر منقولہ مدیون
ڈگری واقع ضلع غازی پور کے اوس وقت تک جاری نہین کر سکتی تھی
جب تک کہ وہ کلکٹر کے اختیار مین تھی یہہ ممکن ہے کہ ڈگری ذات یا جایداد منقولہ
مدیون ڈگری پر جاری کی جاتی لیکن ہمکو اب اس امر سے کچھہ تعلق نہین ہے
اب اخیر فقرہ دفعہ ۳۲۵ کے دیکھنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جب تک صاحب
کلکٹر اون اختیارات یا خدمات کو عمل مین لا سکتے ہین جو اونکو از روے دفعات
۳۲۰ لغایت ۳۲۵ (ج) کرنا لازم ہے (اور وہ زمانہ اس صورت مین
اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء سے لغایت مارچ سنہ ۱۸۹۵ء تھا) جسمین اونہون نے اختیارات
مذکور استعمال کئے وہ زمانہ اوس میعاد سے خارج کیا جاے گا جو اجرا
ایسی ڈگریات سے متعلق ہے جنپر کہ دفعہ ۳۲۵ (الف) کے احکام کا اثر
نسبت کسی ایسے چارہ کار کے پہونچتا ہے جس سے کہ ڈگریداران اوسکے
ذریعے یعنی بموجب اس دفعہ کے عارضی طور پر محروم کئے گئے ہین
اب ہمکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ ڈگری مذکور پر مقدمہ مین حسب الحکم دفعہ ۳۲۵ الف کے اثر پہونچا کیونکہ
ضمن آخر فقرہ اول دفعہ ۳۲۵ سے عدالت دیوانی کو ممانعت تھی کہ اجراے ڈگری
زر نقد مین کوئی حکمنامہ جایداد غیر منقولہ مدیون ڈگری پر جو کلکٹر کے اہتمام مین ہو

[illegible]
گردھرداس
بنام
ہرشنکر پرشاد

جاری کرے اسقدر میں ڈگری زر نقد ہے پس یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ڈگریداران اوسکے ذریعہ سے یعنی بذریعہ ضمن آخر فقرہ اول دفعہ ۳۲۵ (الف) کے عارضی طور پر چارہ کار سے نسبت جایداد غیر منقولہ اپنے مدیون ڈگری واقع ضلع غازیپور کے محروم کئے گئے تھے پس ہم خیال کرتے ہین کہ نسبت اوس جایداد کے جسکے مقابلہ مین ڈگریداران اپنے چارہ کار سے عارضی طور پر محروم کئے گئے تھے اب اجرا کے مستحق ہین لیکن ہم اس امر کو صاف طور پر ظاہر کیا چاہتے ہین کہ اجرا صرف اوسی جایداد کی نسبت ہوسکتا ہے جسکا ذکر ضمن آخر دفعہ ۳۲۵ (الف) مین کیا گیا ہے یعنی وہ جایداد جسکے خلاف چارہ کار اجرا عارضی طور پر برطرف کیا گیا تھا ہم یہہ اپیل منظور کرتے ہین ہم ڈگری عدالت ماتحت کو معہ خرچہ منسوخ کرتے ہین اور ہم یہہ ہدایت کرتے ہین کہ عدالت سارٹیفکٹ عدم ایفا اگر ڈگری کا ایفا نہوا ہو عطا کرے اپیلانٹ اپنا خرچہ اس عدالت کا پاوے گا۔

اپیل ڈگری ہوا۔

۱۸۹۹ء
۱۴ [illegible]
صفحہ کتاب انگریزی
۳۸۶

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

حمید الدین (مدیون ڈگری) بنام کیدار ناتھہ (ڈگریدار)*

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۹۰ - درخواست بغرض عطا کئے جانے ڈگری بمقابلہ جائداد غیر مستغرقہ کے - باقی جو قانوناً قابل وصول ہو - مدسماعت -

درخواست حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء پیش کئے جانے پر وہ وقت جسپر لحاظ نسبت اس امر کے کیا جاوے کہ آیا باقی جسکے وصول کرنے کی استدعا کی گئی ہے قانوناً راہن سے قابل وصول ہے یا نہین تاریخ ارجاع نالش ہے اور نہ وہ تاریخ جسپر درخواست حسب دفعہ ۹۰ پیش کی گئی ہو - بالیشری دیال بنام محمد تقی (۱) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر امیر الدین منجانب اپیلانٹ -

مسٹر عبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - یہ اپیل ایک درخواست سے جو بغرض عطا کئے جانے ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء پیش کی گئی پیدا ہوا مدیون ڈگری ہمارے روبرو اپیلانٹ ہے اور وجوہ جنپر اوس نے استدلال کیا ہے وہ ہین اول یہ کہ درخواست مین تمادی عارض ہے ثانیاً یہ کہ تنازع بوجہ اوس ڈگری کے جو نالش ابتدائی مین صادر کی گئی امر تجویز شدہ ہے وہ نالش واسطے نیلام کے بربنائے رہن نامہ مورخہ ۱۴ - ستمبر سنہ ۱۸۸۲ء کے تھی تعداد جو رہن نامہ مین مندرج تھی عند الطلب واجب تھی اور وہ رہن نامہ ایک دستاویز رجسٹری شدہ تھا نالش نیلام ۲۹ - جنوری سنہ ۱۸۹۱ء دائر کیگئی تھی مدعی نے نہ صرف ڈگری نیلام کئے جانے جائداد مرہونہ کی استدعا کی تھی بلکہ بمقابلہ ذات و دیگر جائداد راہن کے بھی ڈگری چاہتے تھی عدالت ابتدائی نے ڈگری ذات راہن پر اور بمقابلہ

---

* اپیل دوم نمبر ۱۶۵ سنہ ۱۸۹۶ء بنار اضی حکم مصدرہ ... پنڈت راج ناتھہ صاحب جج ماتحت مراد آباد مورخہ ۱۶ - دسمبر سنہ ۱۸۹۵ء مشعر منسوخی ڈگری بابو بھوانی چند رچکرورتی منصف سنبھل مورخہ - ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۳۳۱ -

۱۹۰۶ع

حمید الدین بنام کیدار ناتھ

دیگر جایداد کے صادر کرنے سے انکار کیا اور اپنی ڈگری کو نیلام جایداد مرہونہ پر محدود کیا وہ ڈگری عدالت اپیل اول سے بحال رکھی گئی جسنے یہ تجویز کی کہ دعوی ڈگری کا بمقابلہ ذات و دیگر جایداد راہن کے قبل از وقت تھا مرتہن نے جایداد مرہونہ کو باجرا اوس ڈگری کے جو اوس نے حاصل کی تھی نیلام کرایا چونکہ زر ثمن نیلام اوس تعداد کے ادا کرنے کو کافی نہوا جو اوسکو واجب تھی اوس نے درخواست مؤرخہ ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۹ء کو بغرض عطا کئے جانے ڈگری کے حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء پیش کی یہ حجت کی گئی ہے کہ چونکہ عدالت نے نالش ابتدائی میں ڈگری بمقابلہ ذات راہن و جایداد غیر مستغرقہ کے صادر کرنے سے انکار کیا پس اب ڈگریدار کو اس قسم کی ڈگری کی حسب دفعہ ۹۰ استدعا کرنیکا اختیار نہیں ہے ہم اس حجت کو قبول نہیں کر سکتے ہم اون تحریرات سے جو اس عدالت کی تجویز مقدمہ صاحب زمانخان بنام عنایت اللہ (۱) میں مندرج ہیں اتفاق کرتے ہیں اوس تجویز میں یہ تحریر ہے "ہماری رائے میں دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست ڈگری حسب دفعہ ۹۰ سے متعلق نہیں ہو سکتی خواہ مدعی نے ابتدا اپنی نالش میں دادرسی مابعد کی استدعا کی ہو یا نہیں یا اگر ایسا دعوی کیا تو دادرسی مابعد عدالت سے بر وقت صادر کئے جانے ڈگری حسب دفعہ ۸۸ کے منظور ہوئی ہو یا نامنظور کیونکہ وقت تجویز کرنے دعوی دادرسی مابعد کا اوس وقت تک نہیں آتا جب تک کہ ڈگری حسب دفعہ ۸۸ ختم نہو جاوے" نسبت عذر دوم یعنی تمادی کے ہمکو یہ خیال کرنا ہے کہ آیا حسب دفعہ ۹۰ باقی جسکا قانوناً قابل وصول ہونا ضروری ہے ایسی باقی ہونی چاہیے جو قانوناً تاریخ ارجاع نالش پر قابل وصول ہو سکتی یا اوس تاریخ پر جسپر درخواست بغرض عطا کئے جانے ڈگری حسب دفعہ مذکور کے پیش کی گئی ہو ہماری صاف یہ رائے ہے کہ تاریخ اول الذکر وہ تاریخ ہے جسپر لحاظ کرنا چاہیے اگر ہم اسکے خلاف تجویز کریں تو سخت ناانصافی ہو سکتی ہے ممکن ہے کہ قرضہ ایسا ہو جسمیں تمادی عارض نہو اور
۳۸۸ جو راہن کی ذات سے تاریخ ارجاع نالش پر قانوناً اگر مرتہن ڈگری صرف بمقابلہ اوسکی ذات کے حاصل کرنا چاہتا قابل وصول ہو اگر وہ نالش نیلام دائر کرتا کارروائیات متعلق نیلام بمقدار عرصہ تک رہ سکتی ہیں جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ مرتہن کے چارہ کارروائی ہیں اگر وہ ایسے چارہ کار کی استدعا بعد نیلام کرتا تمادی عارض ہوتی واضعان قانون کا ہرگز یہ منشا نہیں ہو سکتا تھا ہماری رائے کی تائید اون تحریرات مندرجہ نظیر محولہ بالا سے اور نیز تجویز ہمارے ہمجلیس برکٹ صاحب صادرہ مقدمہ بانگیشری دیال بنام محمد تقی (۲) سے ہوتی ہے —

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۳ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۱

سنہ ۱۸۹۹ء
حمید الدین
بنام
کیدار ناتھ

ان وجوہ سے ہماری یہ رائے ہے کہ اگر باقی راہن سے کسی اور طور پر بجز بذریعہ جایداد مرہونہ کے قانوناً تاریخ ارجاع نالش پر قابل وصول ہوتی تو مرتہن حسب دفعہ ۹۰ ڈگری کے مستحق ہوتے اسکے بعد ہمکو یہ خیال کرنا ہے کہ آیا وہ جنوری سنہ ۱۸۹۸ء کو جبکہ ڈگری دارے نے نالش دائر کی تھی باقی جسکے دلا پانے کی اب استدعا کی گئی ہے راہن کی ذات سے قانوناً قابل وصول تھی یا نہیں عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ ۲۴ جون سنہ ۱۸۸۸ء و ۲۶ فروری سنہ ۱۸۸۹ء کو سود ادا کیا گیا تھا چونکہ میعاد سماعت واسطے نالش کے جو مقابلہ ذات مدیون کے ہو چھ برس بوجہ رہنامہ رجسٹری شدہ کے تھی لیں ادا ہونے ان رقوم سے میعاد سماعت حسب دفعہ ۲۰ ایکٹ حد سماعت باقی رہتی ہے اول وہ یہ تاریخ دستاویز سے چھ برس کے اندر ادا کیا گیا اور یہ وہ تاریخ ہے جس سے میعاد شروع ہوئی اور نالش چھ برس کے اندر تاریخ ادائے ثانی سے دائر کی گئی مزید بران عدالت اپیل نے یہ تجویز کی کہ راہن نے ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء و ۱۷ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو خطوط تحریر کئے تھے جنمیں قرضہ کا اقرار تھا اور ان خطوط کی تاریخ سے بھی نالش حسب دفعہ ۱۹ ایکٹ حد سماعت اندر میعاد تھی بوجوہ متذکرہ بالا ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ باقی جسکا اب دعوی کیا گیا ہے قانوناً قابل وصول تھی اور عدالت اپیل ماتحت نے صحیح طور پر مدیون ڈگری کے عذر کو نامنظور کیا۔

ہم اس اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہیں۔

اپیل ڈسمس ہوا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ڈلن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۹ء
۲۵ اپریل

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چتر و مکس دیگر[*]

صفحہ کتاب انگریزی
۳۵۹

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۲۱۵۔ اقرار یا رضامندی نسبت لینے مابہ الاحتفا فوناجائز کے۔ نوعیت اقرار یا رضامندی کی۔

بغرض تکمیل اوس جرم کے جسکی سزا دفعہ ۲۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند میں مقرر کی گئی ہے یہ ضرور ہے کہ وہ شخص جو دیا الاحتفا فوہ جائز کے لینے اور وہ شخص جو مابہ الاحتفا فوناجائز کے دینے پر رضامند ہوں نہ صرف بابت اوس غرض کے جسکے لئے مابہ الاحتفا فوہ دیا جانا منظور ہے بلکہ نسبت اوس شخص یا اشخاص کے بھی جسپر مابہ الاحتفا

[*] نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۵۲ سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۸۹۰ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام چتر

دیا جاوے بشرطیکہ رضامند ہون۔

یہ درخواست واسطے نظرثانی ایک حکم صادرہ ڈپٹی مجسٹریٹ ضلع مظفرنگر پیش کی گئی تھی جسکی رو سے چتر اور شتار سائلان کی نسبت وہ جرم ثابت قرار دیا گیا تھا جو از روے دفعہ ۱۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے اور اون مین سے ہر ایک کی نسبت حکم سزاے قید سخت ۱۰ ماہ صادر کیا گیا تھا۔ اس حکم کو صاحب سشن جج میرٹھ نے بتاریخ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء بر طبق اپیل بحال رکھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسمی بولی کا ایک بیل ۲ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کی شب مین چوری گیا تھا بولی جو موضع بھیساکار رہنے والا تھا اپنے ساتھ چند ساکنان موضع مذکور کو لیکر موضع ملحقہ موسومہ ہریا کھیڑا کو گیا جسکا مقدم چتر اور جسکا نمبردار شتار تھا۔ اس موضع مین پنچایت کی گئی جسمین چتر اور شتار ہر دو اشخاص موجود تھے۔ اس جلسہ مین سائلان نے ۲۵ بطور انعام واپس دلانے بیل کے طلب کیے۔ بولی نے اس قدر کے ادا کرنے سے انکار کیا لیکن ۲۰ دینے پر رضامندی ظاہر کی مگر سائلان نے ۲۰ لینے سے انکار کیا اور اسوجہ سے اس معاملہ کی تکمیل نہوئی۔ چند روز بعد فریقین کے درمیان پھر ملاقات ہوئی اور اسوقت رقم مذکور پھر طلب کی گئی اور پھر رقم مندرجہ بالا ہی کے ادا کرنیکی نسبت رضامندی ظاہر کی گئی اور پھر وہی نتیجہ ہوا۔

ان واقعات کی بنا پر یہ بحث کی گئی تھی کہ کوئی اقرار یا رضامندی نسبت لینے مال اخفا شدہ

۳۹۰ کے حسب معنی دفعہ ۱۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے نہین ہوئی تھی اور نہ اقدام ارتکاب جرم مصرحہ دفعہ مذکور کیا گیا تھا۔

مسٹر ڈبلیو ال کے منجانب سائل

گورنمنٹ پلیڈر (منشی رام پرشاد) منجانب سرکار

ڈلن صاحب جسٹس۔ یہ درخواست واسطے نظرثانی حکم صادرہ پنڈت پریم ناتھ ڈپٹی مجسٹریٹ مظفرنگر کے پیش کی گئی تھی جسکی رو سے سائلان پر جرم حسب دفعہ ۱۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند ثابت قرار دیا گیا تھا اور اونمین سے ہر ایک کی نسبت حکم سزاے قید سخت ۱۰ ماہ کا صادر کیا گیا تھا اور اس حکم کو صاحب سشن جج سہارنپور نے بتاریخ ۳ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء بحال رکھا۔

واقعات جنکی بنا پر تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی تھی حسب ذیل ہین۔ بولی مستغیث مقدمہ ہذا کا ایک بیل ۲ جنوری سنہ رواں کی شب مین چوری گیا تھا۔ بولی جو موضع بھیساکا رہنے والا تھا چند ساکنان موضع مذکور کو اپنے ساتھ لیکر موضع ملحقہ موسومہ ہریا کھیڑا مین گیا جسکا مقدم چتر سائل اور جسکا

سنہ ۱۸۹۶ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جبتر

نمبردار نشار سایل ہے۔ وہان ایک پنچایت ہوئی تہی جسمین یہ دونون ملزم موجود تہے جو کچہ اس
جلسہ ساکنان موضع مین واقع ہوا گواہان مستغیث مقدمہ ہذا نے بیان کیا ہے۔ یہ امر شہادت سے
ثابت ہے۔ اور اوسکو ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے بطور امر واقعی کے تجویز کیا ہے کہ سایلان
نے بطور انعام واپس دلانے بیل کے طلب کئے مستغیث نے اس رقم کے ادا کرنے سے
انکار کیا لیکن ــــ ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن سایلان نے ــــ لینے سے انکار کیا اور
اسوجہ سے اس معاملہ کی تکمیل نہین ہوئی چند روز بعد فریقین کے درمیان پہر ملاقات ہوئی اور
پہر وہی رقم طلب کی گئی اور رقم مندرجہ صدر کے دینے کی نسبت پہر رضامندی ظاہر کی گئی اور پہر
وہی نتیجہ ہوا۔

اس بیان واقعات کی بنا پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا سایلان نے ارتکاب کسی جرم کا حسب
دفعہ ۱۶۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیا یا آیا سایلان اقدام ارتکاب جرم مذکور کے مجرم ہین۔

احکام دفعہ مذکور حسب ذیل ہین "جو کوئی شخص کسی شخص کو کسی ایسے مال منقولہ کی بازیافت مین
۳۹۱ مدد کرنیکے حیلہ یا سبب سے کچہ مابہ الاختفا لے یا لینے پر راضی ہو یا لینا قبول کرے جس سے وہ
شخص کسی جرم کے سبب جسکے لئے اس مجموعہ مین سزا مقرر ہے محروم کیا گیا ہو تو بجز اسکے کہ شخص مذکور
مجرم کے گرفتار کرانے اور اوسکو اس جرم کا مجرم ثابت کرانے کے لئے اپنے حتی المقدور سب
وسیلون کو کام مین لائے اوسکو دونون قسمون مین سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائیگی الخ الخ"
اولاً مین اس امر پر لحاظ کرونگا کہ آیا سایلان نے ارتکاب اوس جرم کا کیا یا نہین جو از روے
دفعہ ہذا قابل سزا ہے۔ آیا سایلان نے مابہ الاختفا لیا تہا یا لینے کا اقرار کیا تہا یا لینے کی رضامندی
ظاہر کی تہی یا نہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ نہین میری راے مین الفاظ "لے یا لینے پر راضی ہو یا لینا
قبول کرے" مستعملہ دفعہ ہذا مین یہ امر مفہوم ہے کہ وہ شخص جو مابہ الاختفا لیتا ہو اور وہ شخص جو مابہ الاختفا
دیتا ہو نہ صرف نسبت اوس غرض کے جسکے لئے مابہ الاختفا دیا جاتا ہو بلکہ نسبت طرز یا شکل
مابہ الاختفا کے بہی رضامند ہون۔ بلاشک اگر کسی شخص نے فی الواقع کسی دوسرے شخص سے
مابہ الاختفا لیا ہو تو یہ فرض کیا جاویگا کہ وہ اوس خاص شکل یا طرز پر لینے کے لئے اور دوسرا
شخص دینے کے لئے رضامند ہو لیکن جبکہ فی الواقع مابہ الاختفا دیا اور لیا نہ گیا ہو اور نسبت شکل
یا طرز مابہ الاختفا کے اختلاف ہو تو اقرار یا رضامندی کا خیال پیدا نہین ہوتا ہے۔ بلحاظ
اس امر کے کہ سایلان نے کوئی مابہ الاختفا نہین لیا اور نہ لینے کا اقرار یا لینے کی نسبت

سنہ ۱۹۰۲ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جتر

رضامندی ظاہر کی بس وہ منشاے دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل نہین ہوتے اب اس امر پر لحاظ کرنا باقی رہا کہ سایلان نے اقدام ارتکاب جرم مندرجہ دفعہ ۱۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند کا کیا ہے یا نہین - میری راے مین حسب منشی دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند اقدام رشوت لینے ما بہ الاحتیاط مین ضرور تھا یہ امر داخل ہے کہ دینے والے اور لینے والے کی راے متفق ہو اور علاوہ برین لینے کے متعلق کوئی فعل ابتدائی کیا گیا ہو - بالفاظ دیگر اقدام ایک نوبت درمیانی ارتکاب جرم کا درمیان اقرار یا رضامندی اور واقعی لینے کے ہے -

چونکہ قانون کی نسبت میری یہ راے ہے نتیجہ یہ ہے کہ میری راے مین سایلان نے اون ۳۹۲ دونون جرائم مین سے کسی جرم کا ارتکاب نہین کیا جو ازروے دفعہ ۱۶۱ مجموعہ تعزیرات ہند یا ازروے دفعہ ۱۶۱ بشمول دفعہ ۱۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہین اور اب صرف یہ کہنا باقی ہے کہ مین اونکو اوس الزام سے جو اون پر ثابت قرار دیا گیا ہے بری کرتا ہون اور مین اونکی تجویز ثبوت جرم اور احکام سزا کو جو اونپر حسب دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند صادر کئے گئے تھے منسوخ کرتا ہون اور چونکہ سایلان ضمانت پر ہین لہذا مین حکم دیتا ہون کہ اونکے ضمانت نامجات منسوخ کئے جائین -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۲۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۹ء
مفوض کتاب انگریزی
۳۹۳

نندکشور لال (مدعا علیہ) بنام سورج پرشاد (مدعی)[۱]

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۱۲۲ و ۱۲۳ - ہبہ - رجسٹری - رجسٹری ہبہ نامہ جایداد غیر منقولہ کی بعد وفات واہب کے -

ہبہ جایداد غیر منقولہ جو باضابطہ بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے کی گئی ہو صرف اسوجہ سے ناجائز نہین ہے کہ ہبہ نامہ کی رجسٹری بعد وفات واہب کے کی گئی تھی ہرد یئی بنام رام لال (۱) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز حکام سے ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر عبد الرؤف و پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ -

منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ -

[۱] اپیل دوم نمبر ۷۰۰ سنہ ۱۹۰۷ء از ڈگری ... صاحب جج ضلع گورکھپور مورخہ ... فروری سنہ ۱۹۰۷ء منسوخ کنندہ ڈگری پنڈت ... راے اندر نراین جج عدالت گورکھپور مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۹

سنہ ۱۸۹۶ ع

نندکشور لعل بنام سورج پرشاد

بلیر صاحب جج بحث ۔ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوتا ہے ایک ایسی نالش تھی جس میں وارث قانونی گیا پرشاد نے دعوی قبضہ جائداد متروکہ گیا پرشاد کا کیا تھا مدعا علیہ نے ایک دستاویز جسکی تکمیل گیا پرشاد نے کی تھی اور جو باضابطہ رجسٹری شدہ بیان کی گئی تھی اور جو ایک ہبہ نامہ تھا جسکی روسے جائداد متنازعہ بنام مدعا علیہ کے منتقل کی گئی تھی پیش کی عدالت مرافعہ اولی نے دعوی مدعی کو ڈسمس کیا اور یہ تجویز کی کہ ہبہ نامہ کی روسے انتقال جائداد متنازعہ کا بحق مدعا علیہ کے ہوا

۳۶۴ تھا عدالت اپیل اول نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ کوئی صحیح اور باضابطہ ہبہ نامہ گیا پرشاد نے کبھی تحریر نہیں کیا اور اوسکی تکمیل واہب نے نہیں کی کیونکہ واہب قبل اسکے فوت ہو گیا کہ دستاویز کی رجسٹری ہو سکے" اس تجویز سے اپیل طے کیا گیا صاحب جج ذیعلم نے دیگر امور پر جو پیش کئے گئے تھے لحاظ نہیں کیا مدعا علیہ نے اس عدالت میں بحجت اپیل کیا کہ بلحاظ واقعات مقدمہ دستاویز متنازعہ صحیح ہبہ نامہ حسب منشاے قانون ہے بنسبت دیگر وجوہ اپیل کے ایڈوکیٹ ریسپانڈنٹ نے بحث نہیں کی کیونکہ اوسکی راے میں ایسی دلایل اس موقع پر غیر ضروری تھیں احکام ایکٹ انتقال جائداد متعلق ہبہ نامہ جات دفعات ۱۲۲ و ۱۲۳ میں پائے جاتے ہیں دفعہ ۱۲۲ میں ہبہ کی تعریف کی گئی ہے اور تعریف مذکور میں کل ہبہ جات خواہ جائداد منقولہ کی ہوں یا غیر منقولہ کی داخل ہیں فقرہ اول دفعہ ۱۲۳ میں ایسی دستاویزات کا ذکر ہے جنکے ذریعہ سے انتقال جائداد غیر منقولہ کا بطریق ہبہ کے کیا جا سکتا ہے دفعہ ۱۲۲ میں ہر ہبہ کے جائز ہونیکی شرط مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ موہوب لہ کو واہب کی حیات میں اور جبکہ وہ ہنوز ہبہ کرنیکی قابلیت رکھتا ہو قبول کرنا لازم ہے واضعان قانون بخوبی یہ ہدایت کر سکتے تھے اگر اونکا ایسا منشا ہوتا کہ ایسا قبول کرنا اوسوقت تک اثر پذیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہبہ نامہ کی رجسٹری ہو جاے مجھکو اوس دفعہ میں کوئی اس قسم کی ہدایت نہیں معلوم ہوتی ہے اور میں ایسے قیود جو بصراحت قانون میں مندرج نہوں قایم کرنا مستحسن نہیں کرتا دفعہ ۴۷ ایکٹ رجسٹری میں یہ حکم ہے کہ دستاویز رجسٹری شدہ اوس تاریخ سے اثر پذیر ہوگی جب سے کہ اوسکا اثر اوس حالت میں شروع ہوتا کہ اوسکی رجسٹری لازمی نہوتی یا نکرائی جاتی اور نہ تاریخ اوسکی رجسٹری سے اس مقدمہ میں بلا شبہہ رجسٹری بعد وفات کی گئی اور نظیر اجلاس کامل مقدمہ ہردئی بنام رام لال (۱) کی موجود ہے کہ ایسی رجسٹری کی نسبت اعتراض نہیں کیا جا سکتا یہ امر کہ آیا صحیح اور جائز طور پر ہبہ جائداد غیر منقولہ

(۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۹

سنہ ۱۸۹۰ء

نند کشور لال بنام سورج پرشاد

۳۹۲

کی قبل رجسٹری کے قبول کیجا سکتی ہے یا نہین صاف طور پر اوس مقدمہ مین فیصل نہین کیا گیا لیکن ظاہر اوس فیصلہ کا اثر قائم رکھنے ہبہ نامہ کا ایسی صورت مین تہا جبکہ ہبہ قبل رجسٹری کے قبول کی گئی تہی نتیجہ یہ ہے کہ مین ڈگری صاحب جج ذیلع کو منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے فیصلہ بر بنائے رویداد کے واپس کرنا چاہتا ہون مین اپیلانٹ کو اس اپیل کا خرچہ بہی دلانا چاہتا ہون ۔

ایڈمن صاحب جسٹس ۔ میری بہی یہی رائے ہے کہ اپیل منظور ہونا چاہئے اور مین اوس حکم سے جو تجویز کیا گیا ہے اتفاق کرتا ہون نالش مدعی بغرض دلا پانے قبضہ جایداد متنازعہ کے تہی اس نالش کی مدعا علیہ نے بر بنائے ایک ہبہ نامہ کے جسکو گیا پرشاد اخیر مالک جایداد نے اوسکے حق مین تحریر کیا تہا جوابدہی کی تہی عدالت مرافعہ اولی نے اس ہبہ نامہ کو منظور کیا اور دعوی مدعی کو ڈسمس کیا مدعی نے صاحب جج ضلع کے روبرو اپیل کیا پہلی وجہ جو یادداشت اپیل عدالت ماتحت مین مندرج ہے حسب ذیل ہے "عدالت ماتحت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہبہ نامہ متنازعہ کی رجسٹری واہب کی حیات مین نہین کی گئی تہی پس اوسکی رجسٹری بعد وفات واہب کے جایداد متنازعہ کے انتقال کے لئے کافی نہین ہے" صاحب جج ذیلع نے اس عذر کو منظور کیا اونہون نے یہ تحریر کیا کہ "فی الواقع ہبہ نامہ کی تکمیل واہب نے نہین کی جو قبل اوسکے فوت ہوگیا کہ اوسکی رجسٹری ہو سکے دستاویز کی رجسٹری بعد ازان بیوہ واہب نے کرائی تہی اور رسپانڈنٹ نے یہ حجت کی ہے کہ اس رجسٹری سے ہبہ کی تکمیل ہوگئی اوس رجسٹری کا یہ نتیجہ ہرگز نہین ہے رجسٹری حسب دفعہ ۵۰ ایکٹ رجسٹری صحیح ہو اور دستاویز بوجہ رجسٹری ہونے کے بخوبی شہادت مین قبول ہو سکتی ہو لیکن رجسٹری سے ہبہ نہین ہوتی موہوب لہ اوسوقت تک قبول نہین کر سکتا جب تک کہ واہب نے اپنا حق ترک نہ کیا ہو واہب اپنے حق کو بذریعہ رجسٹری کے ترک کر سکتا ہے اور جب اس مقدمہ مین واہب فوت ہوگیا کوئی دستاویز رجسٹری شدہ موجود نہ تہی" صاحب جج ذیلع نے بذریعہ فیصلہ مندرجہ بالا کے یہ تجویز کی ہے کہ دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جایداد کا یہ مقصد ہے کہ ہبہ نامہ جایداد غیر منقولہ کے جائز ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اوس کی رجسٹری واہب کی حیات مین ہو میری رائے مین ایسے تجویز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے

سنہ ۱۸۹۶ء
نند کشور لال
بنام
سورج پرشاد

۳۹۵

لفظ رجسٹری شدہ کی تعریف دفعہ ۳۔ ایکٹ انتقال جائداد میں کی گئی ہے اور اس میں کچھ شبہہ نہیں ہے کہ دستاویز متنازعہ حسب معنی تعریف مذکور دستاویز رجسٹری شدہ ہے دفعہ ۴ ایکٹ مذکور میں یہی حکم ہے کہ دفعہ ۵۴ الطیر ترمیم ایکٹ رجسٹری ہند ۱۸۷۷ء کے پڑھی جانی چاہئے پس بلحاظ ان دفعات کے کوئی شبہہ نہیں ہے کہ ہبہ نامہ دستاویز رجسٹری شدہ ہے واضعان قانون اگر اونکو مناسب معلوم ہوتا یہ حکم دے سکتے تھے کہ ہبہ جائداد غیر منقولہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ انتقال بذریعہ ایسی دستاویز کے کیا جائے جس پر واہب کے یا کسی اور شخص کے اوسکی جانب سے دستخط ہوں اور جسکی تصدیق اقل درجہ دو گواہان نے کی ہو اور جسکی رجسٹری حیات واہب میں ہوئی ہو لیکن ایسا قانون میں مندرج نہیں ہے بوجوہ بالا میری یہ رائے ہے کہ رائے جو صاحب جج ضلع نے قایم کی غلط ہے۔

از عدالت۔ عدالت کا یہ حکم ہے کہ اپیل منظور اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت منسوخ ہو اور مقدمہ حسب احکام دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض فیصلہ اون دیگر وجوہ کے واپس کیا جائے جو یادداشت اپیل عدالت ماتحت میں پیش کئے گئے تھے اپیلانٹ اپنا خرچہ اس اپیل کا پاویگا۔

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

باجلاس ایکن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء
۴ مئی

صفحہ کتاب انگریزی
۳۹۵

محمد صفدر حسین (مدعا علیہ) بنام پور نخبند وغیرہ (مدعیان)[۱]

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۔ انتقال۔ درخواست ہائیکورٹ میں بعد اسکے کہ اسیقسم کی درخواست صاحب جج ضلع نے نامنظور کی ہو۔ درخواست نامنظور کی گئی۔

جبکہ صاحب جج ضلع نے درخواست کو جو اونکے روبرو بغرض منتقل کرنے ایسے مقدمہ کے اپنی عدالت میں تھی جو عدالت جج ماتحت میں دایر تھا نامنظور کی ہائیکورٹ نے درخواست انتقال اوس مقدمہ کی عدالت صاحب جج ضلع سے نامنظور کی فریداحمد

[۱] درخواست متفرقہ نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۹۶ء

سنہ ۱۸۹۷ء

محمد صفدر حسین
بنام
پوربچند

بنام دولاری بی بی (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر حکم عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

آنریبل مسٹر کالمین و مسٹر ڈبلیو کے پورٹر منجانب سائل۔

پنڈت موتی لال منجانب فریق مخالف

ایکمن صاحب جسٹس۔ اس درخواست مین عدالت ہذا سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ نالش دیوانی جو اب صاحب جج ضلع کانپور کی عدالت مین دائر ہے ۳۹۷
کسی ہندوستانی جج ماتحت کی عدالت مین منتقل کیجائے درخواست مدعا علیہ نالش ہذا نے کی ہے ایک حکم اظہار وجہ بنام مدعی اس غرض سے حاصل کیا گیا تھا کہ وجہ اس امر کی ظاہر کیجائے کہ کیون انتقال جسکی استدعا کی گئی ہے منظور نہ کیا جائے فریقین آج حاضر ہوئے ہین مین نے بحث کونسل ہردو فریق کی سنی اور بیانات حلفی و بیانات حلفی متخالف مدخلہ مدعیان و مدعا علیہ پر غور کیا ہے میری رائے مین یہ حکم اظہار وجہ منسوخ ہونا چاہیے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نالش ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو عدالت جج ماتحت کانپور مین رجوع کی گئی تھی بوجہ کثرت مقدمات اوس عدالت کے تاریخ سماعت مقدمہ ۱۴ جنوری سنہ ۱۸۹۶ء مقرر کی گئی تھی اسوجہ سے کہ بعض گواہان جنکی شہادت لینی تھی سن رسیدہ تھے مدعیان نے صاحب جج ضلع سے یہ درخواست کی کہ مقدمہ کو اپنی عدالت مین اس غرض سے طلب کرے کہ اوسکی سماعت کسی تاریخ قریب تر کو ہوسکے صاحب جج ضلع نے یہ درخواست منظور کی اور ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء تاریخ پیشی مقدمہ مقرر کی قبل اسکے کہ مقدمہ واسطے سماعت کے پیش ہو حکم محولہ بالا حاصل کیا گیا ایڈوکیٹ ذیعلم مدعیان نے بالاظہار وجہ بربنائے نظیر فیصلہ فرید احمد بنام دولاری بی بی (۱) یہ حجت کی کہ اس عدالت کو درخواست انتقال منظور کرنا چاہیے کیونکہ اس قسم کی کارروائی نظرثانی اوس حکم کی ہوگی جسکو صاحب جج ضلع نے حسب دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر کیا تھا اور جسکی نسبت مقدمہ محولہ بالا مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ یہ عدالت عدالت مجاز نہین ہے میری یہ رائے ہے کہ یہ حجت ناموافق ہے میری یہ بھی رائے ہے کہ بربنائے رویداد اور بلحاظ بیان

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۳

سنہ ۱۸۹۴ء

محمد صفدر حسین بنام پربھ چند

علمی مخالف مدعا علیہ مدعیان سے کافی وجہ انتقال مقدمہ کی عدالت صاحب جج ضلع سے ظاہر نہین کی گئی ہے اگر فریقین خیال کرتے ہین کہ صاحب جج ضلع کافی طور پر اوس خط سے واقف نہین ہین جسمین کہ دستخط متنازعہ لکھے گئے ہین تو اونکو اختیار ہے کہ شہادت ماہرین کی پیش کرین بوجوہ متذکرہ بالا مین حکم مذکور کو معہ خرچہ منسوخ کرتا ہون حسب قاعدہ دفعہ ۳۴ قواعد عدالت مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء مین ایڈوکیٹ کا محنتانہ للعہ مقرر کرتا ہون ۔

حکم اظہار وجہ منسوخ کیا گیا

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ڈلن صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۶ء ۹ مئی

صفحہ کتاب انگریزی ۳۹۶

پربھو نراین سنگھ (ڈگریدار) بنام روپ سنگھ (مدیون ڈگری)

اجراء ڈگری ۔ کام عدالت اجرا کنندہ کا ۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۸۸ ۔ ڈگری نیلام بربناے رہن نامہ جسمین غلط طور پر سود بعد تاریخ معینہ ادا کے دلایا گیا ۔

جبکہ ڈگری نیلام حسب ایکٹ انتقال جائداد جو مرتب کی گئی ہو مبہم ہو تو عدالت اجرا کنندہ کو خود اوسکی تعبیر کرنا لازم ہے اور اگر ممکن ہو تو اوسکی تعبیر اسطور پر کرنا چاہیے کہ وہ مناسب طور پر مطابق قانون کے مرتب کی گئی ہے لیکن جبکہ ڈگری مین کچھ ابہام نہو تو عدالت اجرا کنندہ کو لازم ہے کہ اوسکا اجرا مطابق اوسکی عبارت کے کرے خواہ وہ ڈگری صحیح ہو یا غلط ۔

امولک رام بنام لچھمن نراین (۱) و بادشاہ بیگم بنام ہر دیبی (۲) کا حوالہ دیا گیا ۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین ۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ ۔

بابو پاربتی چرن چٹرجی منجانب رسپانڈنٹ ۔

برکٹ صاحب جسٹس و ڈلن صاحب جسٹس ۔ یہ ایک اپیل بناراضی حکم صدر

یہ اپیل اول نمبر ۱۰۰ سنہ ۱۸۹۵ء بناراضی حکم مولوی محمد مظہر حسین خان جج ماتحت مین پوری مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۸۳ ۔

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۰ ۔

سنہ ۱۸۹۶ء

پرمیشر نراین سنگھ بنام روپ سنگھ

جج ماتحت مین پیش ہوئی ہے جو اونہون نے باجراے اوس ڈگری کے صادر کیا جو مہاراج
پرمیشر نراین سنگھ نے بنام راجہ روپ سنگھ حاصل کی تھی وہ نالش جسمین ڈگری صادر کی گئی
تھی ایک نالش بربناے رہن نامہ بغرض دلاپانے زر مندرجہ رہننامہ کے بذریعہ نیلام
جایداد مرہونہ کے تھی ڈگری حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد ۴ مئی سنہ ۱۸۹۵ء کو صادر
کی گئی تھی اور حکم قطعی حسب دفعہ ۸۹ ایکٹ مذکور ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو حاصل کیا گیا تھا اوس
وقت ڈگری بغرض اجرا کلکٹر کے پاس بھیجی گئی کیونکہ جایداد جسکے نیلام کا حکم ہوا تھا جایداد
موروثی تھی دوران اون کارروائیات مین مدیون ڈگری نے جج ماتحت سے درخواست
کی اور یہ عذر کیا کہ ڈگری واسطے کل رقم مندرجہ حکم قطعی کے جاری ہونی چاہیے عذر
جو اوس نے کیا یہ تھا کہ حسب ڈگری دفعہ ۸۸ کے سود زر رہن پر بعد ۴ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کے
نہین دلایا گیا ہے جج ماتحت نے حکم قطعی پر جو ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو صادر کیا گیا تھا لحاظ
نہ کر کے اعتراض منظور کیا اور بذریعہ حکم مورخہ ۴ جون سنہ ۱۸۹۶ء یہ ہدایت کی کہ کل سود بعد ۳۹۸
۴ نومبر سنہ ۱۸۹۵ء کے نہ دلایا جاے اور پھر اجراے ڈگری کو زر رہن کا صحیح حساب بنانے
کا حکم دیا یعنی جج ماتحت نے عملاً نئے حکم قطعی کے مرتب کیے جانے کی ہدایت کی باوجود اسکے
کہ کوئی اپیل بنا راضی حکم قطعی مرتبہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کے نہین ہوا تھا ہماری راے مین حکم
قطعی آخر الذکر اب اسمقدمہ مین قطعی اور ناطق ہے ریسپانڈنٹ کے وکیل نے یہ حجت
کی ہے کہ اوسکے موکل پر باضابطہ تعمیل اطلاعنامہ اوس درخواست کی نہین کی گئی جسپر
کہ وہ حکم صادر کیا گیا تھا اور یہ کہ اوسکو اوسکی بابت اوسوقت تک اطلاع نہین ہوئی جب
تک کہ اطلاعنامہ کی تعمیل اوسپر حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہین کی گئی یہ بیان
خواہ صحیح ہو یا نہین اسمقدمہ مین غیر متعلق ہے اگر ریسپانڈنٹ اون کارروائیات سے
جو واسطے مرتب کرانے اوس ڈگری کے کی گئی ناواقف تھا تو وہ درخواست حسب
دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض منسوخ کیے جانے حکم قطعی کے پیش کرسکتا تھا
یا وہ تجویز کی نظر ثانی کی استدعا کرسکتا تھا یا اپیل روبرو عدالت اعلی بنا راضی اوسکے
کرسکتا تھا اوس نے ان طرایق مین سے کوئی طریقہ اختیار نہین کیا وہ حکم قطعی جیسا
کہ ہم نے بیشتر بیان کیا ہے اب قطعی اور ناطق ہے اور یہ عدالت بطور عدالت اجراء
کے اس امر پر غور نہین کرسکتی کہ آیا حکم قطعی جو ڈگری اجرا طلب ہمارے روبرو

سنہ ۱۸۹۵ء

پرمیشر نراین سنگھ
بنام
روپ سنگھ

ہے صحیح طور پر مرتب کیا گیا تھا یا نہیں جو کچھ کہ یہ عدالت بطور عدالت اجرا کنندہ کے
کر سکتی ہے یہ ہے کہ وہ ڈگری جیسی کہ وہ اب ہے جاری کیجائے اسمین کچھ شبہ نہیں
ہے کہ حکم قطعی سے ڈگریدار کو بعد ۲۷۔ نومبر ۱۸۹۵ء کے سود دلایا گیا ہے اس تجویز سے
ہمارے سامنے اوس امر پر غور کرنا چندان ضروری نہیں ہے کہ آیا ڈگری حسب دفعہ ۲۰۶
کی رو سے جو ۲۹۔ مئی ۱۸۹۶ء کو صادر کی گئی تھی بعد ۲۷۔ نومبر ۱۸۹۵ء کے سود دلایا گیا
تھا یا نہیں مگر اس امر کی نسبت ہمکو بالکل شبہ نہیں ہے اوس ڈگری میں یہ تحریر تھا کہ تاریخ
اول الذکر پر مبلغ [illegible] مدعیان کو واجب الادا ہوں گے منجملہ اوس رقم کے مبلغ [illegible]
زر اصل مندرجہ رہن نامہ اور مبلغ [illegible] سود تاریخ مندرجہ عرضی دعوی تک اور باقی
[illegible] خرچہ نالش تھا اوس رقم مبلغ [illegible] کسی زمانہ میں کوئی سود بعد تاریخ ارجاع
۳۹۹ نالش کے شامل نہیں تھا بعد ازان ڈگری میں حکم نسبت ادائے سود درمیان تاریخ
ارجاع نالش و ۲۷۔ نومبر ۱۸۹۵ء کے اس ہدایت سے مندرج ہے کہ مدیون ڈگری
مبلغ [illegible] سود دوران مقدمہ کے ۲۷۔ نومبر ۱۸۹۵ء کو ادا کرے بعد ازان اوسمین
یہ ہدایت تھی کہ مدعا علیہ سود آیندہ بشرح ۱۲ فیصدی فی ماہ ادا کرے ان الفاظ مین یہ صریح
تحریر نہیں ہے کہ سود تاریخ ادا تک محسوب ہو لیکن ہمکو اس تجویز کرنے مین کچھ تامل نہیں
ہے کہ ڈگری کے یہی معنی تھے اور منشا تھا پس ہماری راے مین از روے حکم قطعی
مصدرہ ۳۰۔ مارچ ۱۸۹۶ء کے صحیح طور پر سود بعد ۲۷۔ نومبر ۱۸۹۵ء کے دلایا گیا یہ بحث
کی گئی تھی کہ اوس عدالت کو جسنے نالش کی سماعت کی ہے یہ اختیار نہ تھا کہ بعد ۲۷۔
نومبر ۱۸۹۵ء کے سود دلاے اور اوس قول کی تائید مین مقدمہ امولک رام بنام
بھیکھن نراین (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے ہماری راے مین وہ مقدمہ ایسی صورت سے
متعلق نہیں ہے جیسا کہ ہم مین سے ایک نے مقدمہ بادشاہ بیگم بنام مسماۃ ہردئی (۲) ظاہر
کیا ہے اگر ڈگری حسب دفعہ ۲۰۶ مین کوئی ابہام ہوتا اور عدالت اجرا کو اوس مبہم
ڈگری کی توضیح کرنا لازم آتی تو عدالت اجرا کو بلا شبہ یہ قیاس کرنا جائز ہوتا کہ ڈگری
بالکل مطابق شرایط قانون کے ہے اور یہ کہ اوسکی رو سے سود بعد تاریخ مقررہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ
(۲) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ

نہیں دلایا گیا مگر اس مقدمہ میں ایسی صورت نہیں ہے ہماری یہ راے ہے کہ ڈگری حسب دفعہ ۸۹ کے صاف اور غیر مشتبہ طور پر لبعد ۴ - نومبر ۱۸۹۵ء کے سود دلایا گیا ہے بوجوہ متذکرہ بالا ہماری یہ راے ہے کہ حکم جج ماتحت منسوخ ہونا چاہئے پس ہم اس اپیل کو منظور کرتے ہیں اور بمنسوخی حکم جج ماتحت ہم یہ ہدایت کرتے ہیں کہ ڈگری کا اجرا مثل سابق بموجب حکم قطعی مارچ ۱۸۹۸ء کے جسکے ذریعہ سے بعد ۴ - نومبر ۱۸۹۵ء کے سود دلایا گیا عمل میں لایا جاوے اپیلانٹ اپنا خرچہ اس عدالت کا پاویگا۔

اپیل ڈگری ہوا

۲۰ - مئی ۱۸۹۸ء — پربھو نراین سنگھ بنام روپ سنگھ

اجلاس برکت صاحب جسٹس و ڈلن صاحب جسٹس

بندھو پرشاد (فریق مخالف) بنام دھیراجی کنور (سائلہ) ۲۰ - مئی ۱۸۹۸ء — صفحہ کتاب انگریزی ۴۰۰

ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ ولی ونابالغان) دفعہ ۴ - ہندو خاندان مشترکہ - ولی و نابالغ - عدالت مجاز نہیں ہے کہ ولی جایداد ایسے نابالغ کا مقرر کرے جو شریک ہندو خاندان مشترکہ کا ہو۔

عدالت مجاز اس امر کی نہیں ہے کہ نسبت جایداد ایسے نابالغ کے ولی مقرر کرے جو شریک ہندو خاندان مشترکہ کا ہو اور کوئی جایداد بجز اپنے حصہ جایداد خاندان مشترکہ کے نہیں رکھتا ہے جہو سنگھ بنام گنگا بیشن (۱) و گوبر جا بنام موہن سنگھ (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

اس مقدمہ میں صاحب جج ضلع اعظم گڈھ نے ایک شخص بندھو پرشاد کو ولی جایداد ایک رشتہ مند نابالغ شمبھو ناتھ کا مقرر کیا تھا بندھو پرشاد و شمبھو ناتھ شرکاے ہندو خاندان مشترکہ کے تھے شمبھو ناتھ کی ماں نے عدالت صاحب جج میں یہ بیان درخواست پیش کی کہ بندھو پرشاد نسبت جایداد نابالغ کے مخالف حقوق نابالغ کے عمل کرتا ہے اور یہ استدعا کی کہ عدالت نابالغ کے حفاظت کی تدبیر کرے اس درخواست پر عدالت

---

* اپیل اول بنا راضی حکم نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۸ء صادرہ ایچ ڈی گرفن صاحب جج ضلع اعظم گڈھ مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۹۔

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۰۔

سنہ ۱۸۹۰ء
بندھو پرشاد
بنام
دیبی لعل کنور

نے بعد سماعت بیانات فریقین ولی کو حسب دفعہ ۳۴ - ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۰ کی ضمانت داخل کرنیکا حکم دیا اور اوسے عاصمہ ۱۰۰ روپیہ جو اوسکے قبضہ مین فروخت بعض جایداد نابالغ سے آیا تھا عدالت مین جمع کرنے کی ہدایت کی اس حکم کی ناراضی سے بندھو پرشاد نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

پنڈت موتی لال منجانب سائل -

برکٹ صاحب جسٹس و ٹولن صاحب جسٹس - حکم صاحب جج ضلع کا اس مقدمہ مین قائم نہین رہ سکتا جبکہ درخواست تقرر ولی مین اوس ولی نے جو مقرر ہونے والا تھا بیان کیا تھا کہ وہ اور نابالغ شریک ایک ہندو خاندان مشترکہ و غیر منقسمہ کے تھے اور یہ کہ نابالغ کوئی اور جایداد بجز اپنے حصہ جایداد مشترکہ کے نہین رکھتا تھا تو عدالت کو اختیار مقرر کرنے ولی کا نسبت جایداد نابالغ کے نہ تھا اور درخواست جہانتک کہ اوس سے جایداد پر اثر ہوتا ہے نامنظور ہونی چاہیئے تھی یہ قاعدہ نظیر مقدمہ جبو سنگھ بنام گنگا بشن (۱) مین مندرج ہے نیز دیکھو مقدمہ گوردھن بنام موہن سنگھ (۲) اور بعض مقدمات کلکتہ و بمبئی ہائی کورٹ محولہ مقدمہ جبو سنگھ بنام گنگا بشن - ہم اوس حکم کو منسوخ کرتے ہین جو بابت عطا کیے جانے سارٹیفکٹ ولایت جایداد نابالغ شبھو ناتھ کے ہے اور ہم سارٹیفکٹ کو نسبت اسکے منسوخ کرتے ہین اگر سارٹیفکٹ کا مقصد اپیلانٹ کو نابالغ کی ذات کا ولی مقرر کرنا ہے تو ہم اوسمین دخل دینے سے اجتناب کرتے ہین ہم یہ اپیل منظور کرتے ہین -

اپیل ڈگری ہوا

با جلاس ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۰ء
۹ مئی
علی محمد بنام ناکرڈی
۱۰۱

امداد حسین خان (مدعا علیہ) بنام بدری پرشاد و یک کس دیگر (مدعیان)[*]

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۷۲ - مرتہن اوس مالگذاری سرکاری کے ادا کرنے پر مجبور ہوا جو راہن کو ادا کرنی چاہیے تھی - چارہ کار مرتہن کا -

[*] اپیل اول نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۸۸ء بر بنائے اصلی ڈگری پنڈت راج ناتھ جج محکمہ الہ آباد مورخہ ۔ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۵ - (۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۰۱ -

۱۸۹۰ء

امداد حسین خان
بنام
بدری پرشاد

جب مرتہن اوس مالگذاری سرکاری کے ادا کرنے پر مجبور ہو جو راہن کو ادا کرنی چاہیے
تھی تو مرتہن یا تو اوس رقم کو جو اوسکو اس طور پر ادا کرنی پڑی ہو زر رہن مین جب وقت انفکاک یا
انتقال جایداد دفعہ ۷۲ شامل کر سکتا ہے یا راہن کے نام علیحدہ واسطے دلا پانے اوس رقم کے
جو اسطور پر ادا کی گئی نالش کر سکتا ہے لیکن اگر اوس نے علیحدہ نالش کی ہو اور ڈگری بنام راہن
حاصل کی ہو تو وہ اوسوقت اوس رقم کو زر رہن یا فکی مین شامل نہیں کر سکتا کیونکہ اوسکے ہر دو
چارہ کار ایک وقت مین حاصل نہیں کیے جا سکتے۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت مین مندرج ہین۔

مسٹر عبد المجید و مسٹر روشن لال و پنڈت موتی لال منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت سندر لال و منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹان۔

ناکس صاحب قایم مقام چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس۔ یہ نالش بغرض انفکاک
رہن کے تھی جو ۲۹۔ نومبر ۱۸۶۷ء کو ایک شخص ماکھن سنگھ نے بحق امداد حسن مدعا علیہ اپیلانٹ
عدالت ہذا کے کیا تھا یہ رہن انتفاعی تھا اور جیٹھ کے مہینے مین قابل انفکاک تھا مرتہن نے ۴۰۲
بجاے واقعی قبضہ کرنے جایداد مرہونہ کے راہن کو اوسکا پٹہ ۴۔ دسمبر ۱۸۶۷ء کو عطا کیا لگان
جو از روے پٹہ مقرر کیا گیا تھا مساوی اوس سود کے تھا جو از روے رہن نامہ قابل ادا
تھا یعنی سالانہ [illegible] بحساب ۱۱ر فیصدی ماہ تھا ہر دو دستاویزات کی رجسٹری ایک ہی تاریخ
پر ہوئی تھی یعنی ۱۰۔ جنوری ۱۸۶۸ء مطابق ۲۹ جیٹھ ۱۲۷۵ف کو امداد حسن مرتہن نے جایداد کو چودھری
جگن سنگھ اور چودھری مان سنگھ کے پاس رہن فرعی کیا اور ۳۰۔ اگست ۱۸۶۹ء کو اوس نے ایک
اقرارنامہ بحق اشخاص متذکرہ بالا کے کیا اور عـہ فی سال بطور سود کے دینے کا وعدہ کیا
مان سنگھ مرگیا اور انوپ سنگھ مدعا علیہ کو بطور اپنے وارث کے چھوڑا بذریعہ ایک تقسیم خانگی
مابین جگن سنگھ و انوپ سنگھ کے رہن فرعی انوپ سنگھ کے حصہ مین آیا اور جگن سنگھ کو بعد اسکے کوئی
تعلق جایداد مرہونہ سے نہیں رہا ۱۸۷۳ء مین ماکھن سنگھ نے ۲ بسوہ منجملہ ۴ بسوہ کے جسکو
اوس نے رہن کیا تھا ایک شخص عرفان علی کے ہاتھ فروخت کیے منجملہ زر ثمن اوس بیعنامہ
کے جو بحق عرفان علی تحریر کیا گیا تھا زر رہن مذکورہ بالا اوسکے پاس بغرض ادا کرنے امداد حسن
مرتہن کے چھوڑا گیا تھا لیکن اوس نے ادا نہیں کیا موہن لال پدر مدعیان حال کے پاس
کئی سادہ رہننامہ اوس جایداد کے ماکھن سنگھ کی طرف سے تھے اور وہ سب رہننامہ

سنہ ۱۹۰۲ء
امداد حسین خان
بنام
بلدی پرشاد

۴ - نومبر ۱۸۸۱ء کے رہنامہ کے بعد کے تھے اوس نے ۱۸۸۸ء مین بابت زر رہن باجات
کے ڈگری بنام ماکھن سنگھ و عرفان علی حاصل کی اور اوسکے اجرا مین اوس نے جائداد
متنازعہ حال نیلام کرائی اور اسکو ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء مین خود خرید کی۔
مدعیان نے نالش ہذا بغرض انفکاک موقوعہ ۱۸۸۱ء بوجہ ان خریداریون کے دایر
کی بموجب شرائط اوس رہن کے جو امداد حسن نے ماکھن سنگھ کو عطا کیا تھا شخص اول الذکر
کو مالگذاری سرکاری ادا کرنی چاہیئے تھی چونکہ مالگذاری ادا نہ کی گئی امداد حسن نے
۴۰۳ اوسے خود ادا کیا اور نالش نیلام بنام ماکھن سنگھ و عرفان علی دایر کی اور ۴ دسمبر
۱۸۸۵ء کو ڈگری واسطے دلاپانے اوس رقم کے جو ادا کی گئی تھی بذریعہ نیلام
مواضعات مرہونہ کے حاصل کی بااجرا اوس ڈگری کے اوس نے ایک حصہ
۴ بسوہ کا ۱۸۸۶ء مین نیلام کرایا اور اوسکو خود خرید کیا بعد اوس کے اوسنے
دیگر ڈگریات بنام ماکھن سنگھ بابت بقایا مالگذاری کے حاصل کین اور جائداد مرہونہ
کو نیلام کرانا چاہا موہن لال بدر مدعیان نے نسبت نیلام کے عذرات پیش کئے اور وہ
منظور ہوئے اوسوقت امداد حسن نے نالش قبضہ بنام ماکھن سنگھ و عرفان علی و
موہن لال دائر کی اور ڈگری قبضہ ۱۱ دسمبر ۱۸۹۰ء کو حاصل کی ۱۸۹۲ء مین مدعیان
نے نالش بغرض انفکاک رہن ۱۸۸۱ء کے پیش کی لیکن وہ نالش اس بناپر ڈسمس
کی گئی کہ زر رہن حسب شرائط رہنامہ ماہ جیٹھ مین ادا کے لئے پیش نہین کیا گیا
اوسوقت مدعیان نے مبلغ [illegible] زر رہن جمع کئے اور نالش حال بغرض انفکاک
بنام امداد حسن مرتہن اصلی و الوپ سنگھ مرتہن فرعی امداد حسن کے دائر کی۔
نالش کی جوابدہی دو بناپر کی گئی ہے اول یہ کہ حصہ ۴ بسوہ جو امداد حسن نے
نیلام مین خرید کیا تھا قطعی طور پر اوسکا ہوگیا اور یہ کہ مدعیان کو اوس حصہ کے انفکاک
کرانے کے دعوی کرنیکا کوئی حق نہین ہے دوم یہ کہ مبلغ [illegible] بابت رہن
کے واجب تھے اور جب تک کہ وہ رقم ادا نہ کیجاوے مدعیان انفکاک نہین کرا سکتے
یہ بیان کیا گیا تھا کہ علاوہ اصل زر رہن کے [illegible] بابت سرکاری مالگذاری
موضع مرہونہ کے جسکو راہن نے ادا نہین کیا تھا اور جسکو مرتہن نے خود ادا کیا
اور اوسکی بابت ڈگریات بنام راہن حاصل کی تھین واجب الادا تھے

سنہ ۱۹۰۹ء

امداد حسین خان بنام بدری پرشاد

اور ایک رقم مزید مدعا علیہ کی بابت بقایا سود زر رہن بابت سنہ ۱۳۰۹ لغایت سنہ ۱۲۹۵ فصلی کے قابل ادا تھی اور مقدار سود کی مساوی زر منافع کے تھی جو بموجب اوس پٹہ کے قابل ادا تھا جو راہن کو عطا کیا گیا تھا اور یہ کہ ہر دو رقوم معہ سود بقدر مدعا علیہ مندرجہ بالا کے تھین ۔ ۴۰۴

عدالت ماتحت نے دعوی مدعی ڈگری کیا اوس عدالت کی یہ رائے تھی کہ مالگذاری سرکار برابر مالکین سنگر راہن نے ادا کی اور یہ کہ مرتہن مستحق کسی رقم کا بابت مالگذاری کے نہ تھا نسبت منافع کے عدالت نے یہ تجویز کی کہ کوئی بار جائیداد مرہونہ پر بابت منافع کے نہ تھا اور اسوجہ سے مدعیان پر بغرض انفکاک رہن یہ لازم نہ تھا کہ باقی منافع جو مرتہن کو بحیثیت پٹہ دہندہ واجب ہوا ادا کرے ۔

مدعا علیہ مرتہن نے یہ اپیل دائر کیا اور اوسکی طرف سے دو امور پیش کیے گئے ہین اول یہ کہ آیا مدعیان حصہ ہم بسوہ کے جسکو امداد حسن نے خرید کیا تھا انفکاک کے دعوی کرنیکے مستحق ہین یا نہین یعنی یہ کہ امداد حسن کے اوس حصہ کی خریداری کا کیا اثر ہے اور دوم یہ کہ آیا مرتہن بحیثیت مذکور مستحق مالگذاری کا جو اوس نے ادا کی اور منافع جات کا جو ادا نہین کیے گئے ہے یا نہین ۔

نسبت امر اول کے ہماری یہ رائے ہے کہ اپیلانٹ کی حجت نامنظور ہونی چاہیئے خاص وجہ جسپر کہ وہ استدلال کرتا ہے کہ مدعیان کو اب کوئی حقیت دعوی انفکاک حصہ ہم بسوہ کا نہین ہے یہ ہے کہ نالش مین جو امداد حسن نے سنہ ۱۹۰۳ء مین دائر کی تھی اور اوس نے دعوی قبضہ مالکانہ حصہ ہم بسوہ کا کیا تھا اور ڈگری حاصل کی تھی مگر عدالت کو تجویز مصدرہ وہ نالش مذکور کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے (اپیلانٹ کی دوسری کتاب صفحہ ۱۳) کہ بحث حق ملکیت ہم بسوہ کی اوس نالش مین فیصل نہین کی گئی تھی بخلاف اسکے ہماری رائے مین تجویز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت نے اوس امر کے فیصلہ کرنے سے اجتناب کیا تھا اوس مین صرف یہ تجویز کی گئی تھی کہ چونکہ امداد حسن مرتہن

سنہ ۱۸۸۲ع

امداد حسین خاں بنام عیدی پرشاد

کل جایداد کا تھا پس وہ مستحق اوسکے قبضہ کا تھا اور یہ غیر اجمر تھا کہ آیا اوسنے کوئی
دیگر حقوق نسبت کسی جزو اوس جایداد کے حاصل کیے تھے یا نہین اس صورت
مین مدعیان اس امر کے پیش کرنے سے ممنوع نہین ہین کہ یہ حجت پیش کرین
کہ آیا وے مستحق انفکاک کرانے حصہ ۴ بسوہ کے جسکو امداد حسن نے خرید
کیا تھا ہین یا نہین یہ صحیح ہے کہ ڈگری جسکے اجرا مین وہ حصہ نیلام کرایا گیا تھا
۴۰۵ ایک ڈگری تھی جسمین ہدایت نیلام کیے جانے کل جایداد مرہونہ کی تھی لیکن
جسوقت کہ وہ نالش دایر کی گئی تھی جایداد مرہونہ بحق موہن لال پدر مدعیان بذریعہ
نیلامات موقوعہ سنہ ۱۸۶۹ع و سنہ ۱۸۷۱ع کے جسمین کہ اوس نے اوس جایداد کو خرید کیا
تھا منتقل ہو چکی تھی اس وجہ سے وہ فریق ضروری نالش امداد حسین کا تھا اور
چونکہ وہ اوس نالش مین مدعا علیہ نہین بنایا گیا تھا پس اوسکا استحقاق انفکاک
ساقط نہین ہوا ہے مزید بران رہن نامجات جنکے ادا مین موہن لال نے
جایداد خرید کی تھی قبل اوس تاریخ کے تھے جبپر مطالبہ بحق امداد حسن کے
ذریعہ اوس ڈگری کے قایم کیا گیا تھا جو اوسنے سنہ ۱۸۷۳ع مین حاصل کی تھی اور
جسکے اجرا مین اوس نے حصہ ۴ بسوہ مذکور نیلام کرایا تھا۔ اس بنا پر بھی مدعیان
کو امداد حسن پر تقدم حاصل ہے اور ہماری رائے مین وے مستحق دعوی
انفکاک حصہ ۴ بسوہ محولہ بالا کے ہین ان وجوہ سے ہم پہلی حجت کو جو اپیلانٹ
کی جانب سے پیش کی گئی ہے نامنظور کرتے ہین۔

دوسری حجت اپیلانٹ کی جیسا کہ ہم نے بیشتر بیان کیا (۱) تعداد لگان سے
جسکا ادا کرنا بجانب مرتہن واسطے راہن کے بیان کیا گیا ہے (۲) تعداد اوس
منافع سے جو بموجب پٹہ کے جو راہن نے لیا تھا واجب تھا اور جو اوسنے
ادا نہین کیا تھا واجب تھی متعلق ہے ایک جانب سے یہ استدلال کیا
گیا ہے کہ رہن نامہ و پٹہ ایک ہی معاملہ رہن ہے اور یہ کہ تعلق مابین فریقین
جہانتک کہ ان دو دستاویزات کو تعلق ہے راہن و مرتہن کا ہے اور مرتہن
حسب دفعہ ۶۸۔ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع مستحق ہے کہ زر مالگذاری جو اوسنے ادا
کیا زر رہن مین شامل کرے اور زر منافع جو بموجب پٹہ قابل ادا ہے

۱۸۹۵ء

امداد حسین خان
بنام
بدری پرشاد

واقعی زر سود ہے جو بموجب رہن نامہ کے واجب الادا تھا اور رہن کا انفکاک بلا ادا کرنے رقوم مذکورہ بالا کے نہین ہوسکتا بخلاف اسکے یہ حجت کی گئی ہے کہ پٹہ بنفسہ ایک علیحدہ معاملہ ہے اور حقوق ذمہ داری جو اوس سے پیدا ہوئے ہین وہ حقوق اور ذمہ داریان ہین جو باہم پٹہ دار اور پٹہ دہندہ کے ہوتی ہین اور وہ روپیہ جو مرتہن کو بطور پٹہ دہندہ کے واجب ہو اس نالش مین قابل لحاظ نہین ہے پس فیصلہ اس امر کا جو اپیلانٹ کی جانب سے پیش کیا گیا ہے اوس تعبیر پر منحصر ہے جو رہن نامہ اور پٹہ کی جانی چاہیے اوس معاملہ
کی نوعیت خیال کرنے مین جو مابین فریقین بموجب اون دستاویزات کے ہوا تھا ۴۰۴
جس امر پر ہمکو لحاظ کرنا ہے منشاے فریقین ہے یعنی آیا یہ منشا تھا کہ دونون دستاویزات جزو ایک ہی معاملہ کے متصور ہون یا آیا یہ مراد تھی کہ ایک دستاویز کو دوسرے سے کچھ تعلق نہ ہو ہر دو دستاویزات پر نہایت غور کرنے کے بعد ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وے متعلق ایک ہی معاملہ یعنی رہن انتفاعی کے ہین اور شرط اوس رہن نامہ کی وہی شرائط ہین جو ہر دو دستاویزات مین مندرج ہین وجہ ہمارے اوس نتیجہ اخذ کرنے کی یہ ہے کہ ہر دو دستاویزات مین سے کسی دستاویز پر دوسرے سے علیحدہ لحاظ نہین کیا جاسکتا رہنامہ مین پٹہ کا حوالہ اور دستاویز آخر الذکر مین دستاویز اول الذکر کا حوالہ دیا گیا ہے رہنامہ مین سود ادا کرنیکا تذکرہ ہے لیکن تعداد یا شرح سود یا طریقہ ادا کا صاف طور پر مخصوص یا مندرج نہین کیا گیا ہے جو کچھ اوسمین تحریر ہے یہ ہے کہ مرتہن کو اسطرح پر قبضہ دیا گیا ہے کہ راہن سے بذریعہ پٹہ کے اوسکو زر پٹہ ادا کرتا بذریعہ تقرر منافع بشرح ۱۱ فیصد فی ماہ قبول کیا ہے اور یہ کہ بوقت انفکاک کسی کمی سود کی استدعا نہ کیجاے گی مگر پٹہ مین متعلق ان معاملات کے صراحت کے ساتھ شرائط ہین اوس مین اول رہن کا بیان ہے اور بعد ازان یہ تحریر ہے کہ زر رہن یعنی [illegible] چار اقساط مین ادا کیا جاے گا اور ہر رقم جو ادا کیجاے دستاویز کی پشت پر لکھی جاےگی اس قسم کا بیان ایک دستاویز مین جو صریحاً وسادہ پٹہ ہو بے موقع ہے دستاویز مین بعد ازان یہ شرط ہے

۱۹۱۶ء
امداد حسین خان
بنام
جودھری پرشاد

کہ بعد مجرا کرنے اون رقوم کے جو ادا کی جائین زر اصل سے تا منافع
بہ تناسب کمی زر اصل کم ہوتا جائیگا" بعد ازان اوس مین یہ تحریر ہے
کہ کل تعداد واجب الادا جو بحساب ۱۲ فیصدی ماہ شمار کی گئی ہے بقدر [illegible]
کے ہے جسکو مرتہن "(دینہ دہندہ کا)" سال بسال فصل بفصل قسط بقسط ہر سال
کے اندر ادا کریگا اور بصورت عدم ادا منافع کے اندر سال کے بعد ختم
ہونے قسط کے سود بحساب ۱۲ فیصدی ماہ لیا جاویگا"۔

اگر معاملہ پٹہ کا بلا تعلق رہن کے ہوتا تو لگان جو از روے پٹہ مقرر کیا گیا تھا بلحاظ زر رہن
۴۰۶ کے قایم نکیا جاتا اور مستوجب کمی کا بقدر اوسی کمی کے نہوتا جو اوس تعداد مین ہو جاتی پس
بطور معقول یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پٹہ صرف ایک طریقہ بعوض ادا ے
سود زر رہن کے اختیار کیا گیا تھا دوسرا امر جو ہماری راے مین صحیح نوعیت
معاملہ کی ظاہر کرتا ہے یہ ہے کہ پٹہ رہن کے ساتھ ختم ہوتا ہے اور اوس
وقت تک اوس سے دست برداری نہین کیجا سکتی کہ رہن قایم رہے ہر دو
دستاویزات کی تکمیل ایک ہی روز کی گئی تھی اور ایک ہی تاریخ پر بغرض رجسٹری
پیش کی گئی تھین یعنی ۱۰ جنوری ۱۸۹۶ء کو یہ امر صحیح ہے کہ پٹہ رہن نامہ کی تاریخ
کے بعد کا ہے لیکن اس امر سے کہ پٹہ کا حوالہ رہن نامہ مین دیا گیا ہے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ کل معاملہ کا ایک ہی وقت پر انتظام اور اقرار کیا گیا تھا اور ہر دو دستاویز
کی رجسٹری ایک ہی تاریخ پر ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا مقصد ایک ہی
تاریخ سے اثر پذیر ہونے کا تھا ان معاملات سے ہماری راے مین صاف
طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ رہن و پٹہ ایک ہی معاملہ یعنی معاملہ رہن انتفاعی تھے اور پٹہ مین
وہ طریقہ مقرر کیا گیا تھا جس سے کہ زر منافع بعوض سود کے لیا جاوے پس تعلق
مابین فریقین راہن و مرتہن کا ہے اور حقوق و ذمہ داریان جو پٹہ سے پیدا ہوئی
ہین اونکی نسبت یہ تصور کرنا چاہیے کہ تعلق مذکور سے پیدا ہوئی ہین۔

اس راے کے موافق بقایا زر پٹہ بالفعل مرتہن کا بقایا سود متصور ہونا لازم ہے
اور چونکہ بموجب شرایط رہننامہ کے مرتہن مستحق اوس وقت تک قابض رہنے
کا ہے کہ زر اصل وسود وصول ہو جاوے پس وہ مستحق قابض رہنے کا اوس وقت

سنہ ۱۹۰۰ء
امداد حسین خان بنام بدری پرشاد

تک ہے جب تک کہ سود جو اوسکو واجب ہے باقی رہے اور مدعیان بلا ادا کرنے باقی کے مستحق انفکاک کے نہین ہین زر پٹہ کا بار بطور زر پٹہ کے بلا غبہ جایداد مرہونہ پر نہ تھا لیکن بطور سود کے اوسکا بار جایداد پر ہے اور مرتہن جایداد کو بطور ضمانت کے نہ صرف بابت اپنے اصل زررہن کے بلکہ بابت سود کے بھی قبضہ مین رکھنے کا مستحق ہے ہماری راے مین ضرور ہے کہ مدعیان مرتہن کو ۴۰۸ بقایا سود جو اوسکو واجب ہے معہ زراصل ادا کرے اور عدالت ماتحت نے اسکے خلاف تجویز کرنے مین غلطی کی ہے۔

ہماری راے مین زرباقی کا حساب غلط بنیاد پر بنایا گیا ہے مرتہن اپیلانٹ نے دعوی باقی بقدر عہ للعہ سال سے کیا ہے اور یہ وہ رقم ہے جس کے ادا کرنے کا اوس نے مرتہن ذیلی کو اقرار کیا تھا چونکہ راہن اور مرتہن ذیلی کے درمیان کوئی تعلق معاہدہ نہ تھا بس شخص آخرالذکر اور مدعیان کے درمیان بھی جو قایم مقام ماکھن سنگہ راہن کے ہین کوئی تعلق نہ تھا بس مدعیان مستوجب ادس رقم کے ادا کرنے کے ہین جسکے ادا کرنے کا اقرار ماکھن سنگہ نے بذریعہ دستاویز ۳۰ دسمبر ۱۸۸۱ء کے کیا تھا یعنی عہ سالانہ کے اور چونکہ اوس رقم کے ادا کرنے مین قصور واقع ہوا بس وے مستوجب ادا کرنے سود کے زرباقی پر بحساب مر فیصدی ماہ کے ہین اس امر سے انکار نہین کیا گیا ہے کہ رقوم جو سالہاے متذکرہ بیان منسلکہ بیان تحریری امداد حسن مین مندرج ہین ادا نہین کی گئین ہین (صفحہ ۱۱ پیپر بک) ہم تجویز کرتے ہین کہ امداد حسن مستحق باقی سود کا بحساب عہ سالانہ اور نہ بشرح متدعویہ ہے۔

نسبت زرمالگذاری سرکاری کے جسکا ادا کیا جانا بیان کیا گیا ہے ذمہ داری ادا کرنے مالگذاری کی بموجب شرایط مندرجہ دستاویز مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۱ء کے راہن پر تھی اگر راہن نے وہ رقم ادا نہین کی اور وہ مرتہن کو بغرض حفاظت جایداد مرہونہ ادا کرنی پڑی تو وہ حسب دفعہ ۷۲ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مجاز اس امر کا تھا کہ اوس رقم کو جو اوس نے اس طرح سے ادا کی زراصل مین شامل کرے لیکن وہ مستحق اس امر کا بھی تھا کہ وہ راہن پر نالش بربناے اقرارنامہ

سنہ ۱۸۹۰ء
امداد حسین خان
بنام
بدری پرشاد

واسطے اوس رقم کے دایر کرے جو اوس نے بجاے راہن کے اداکی اوس
نے چارہ کار آخرالذکر اختیار کرنا پسند کیا اور وہ دعوی بابت رقم ادن ڈگریات
کے پیش کرتا ہے جو اوس نے مختلف تاریخون پر حاصل کین ہماری یہ راے ہے
کہ چونکہ مرتہن نے ایک چارہ کار پسند کیا پس اب وہ مستحق اوس چارہ کار کا
نہین ہے جو از روے دفعہ ۲۔ ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ء اوسکو حاصل
ہے دفعہ مبدل بہ ڈگریات ہوگیا اور صرف بموجب ڈگریات کے قابل
۴۰۹ ادا ہے ہم کونسل ذیعلم اپیلانٹ کی اس حجت سے اتفاق نہین کرسکتے ہین کہ
مرتہن بوقت انفکاک اوس استحقاق کو عمل مین لاسکتا ہے جو اوسکو از روے
دفعہ ۲ حاصل ہے باوجودیکہ اوس نے دوسرے چارہ کار کو نسبت اوسی
معاملہ کے حاصل کرنا چاہا اور حاصل کیا۔ اور ہمکو کسی نظیر کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جس
سے اس حجت کی تائید ہوتی ہو۔ تجویز حکام پریوی کونسل متعدد مقدمہ ہمپل سنگہ
بنام جواہر سنگہ (۱) سے جسکا حوالہ مسٹر موتی لال نے دیا ہے ہماری راے
مین اوسکو کوئی مدد نہین ملتی ہے۔ تجویز حکام ممدوح کی بہت مختصر ہے۔ لیکن
واقعات اوس مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رقم جو اوس مقدمہ مین پیش کی گئی تھی وہ
پیش کرنا حسب شرایط رہن نامہ کے ناکافی قرار پایا تھا کیونکہ سود دوسرے
سال کا بوقت اختتام اوس سال کے ادا نہین کیا گیا تھا ہماری راے مین
مرتہن مستحق دو چارہ ہاے کار کا ایک ساتھ نہین ہے۔ کسی اور راے کے
قایم کرنے سے نتایج بے معنی پیدا ہونگے اور باعث مضرت سخت کے راہن
کو ہونگے۔ جیسا کہ اس مقدمہ مین واقع ہوا ممکن ہے کہ مرتہن نے ادن ڈگریات
کو جو اوس نے خلاف راہنان حاصل کین اشخاص اجنبی کے پاس منتقل کیا ہو
منتقل الیہ کسی طرح سے ممنوع جاری کرانے ادن ڈگریات سے نہ ہوگا جو
اوسکے نام منتقل کی گئین اور اگر مرتہن زر اصل مین وہ رقوم شامل کرے جنکی
بابت اوسنے ڈگریات حاصل کین تو راہن کو وہی رقم دوبارہ ادا کرنا پڑیگی ہماری
راے مین دعوی مالگذاری جسکا مرتہن کی جانب سے ادا کرنا بیان کیا گیا ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۰۶

۱۸۹۶ع

اعداد حسین خان بنام بدری پرشاد

اور جسکی بابت اوس نے ڈگری بابت حاصل کین قائم نہین رہسکتا - اور یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی دوسری رقم واجب ہے جسکی بابت اوس نے ڈگری حاصل نہین کی -

نتیجہ یہ ہے کہ ہماری راے مین مدعیان مستحق ڈگری انفکاک کے بذمرت ادائے زر اصل رہن نامہ کے بلکہ بابت باقی سود بابت اوس زمانہ کے بھی جسکا دعوی اپیلانٹ نے کیا ہے بشرح حال ۱۲ سالانہ کے معہ سود اوس رقم بشرح ۶ فیصدی ماہ کے تاریخ ادا ڈگری رقم سے تا تاریخ ارجاع نالش کے ہین - ہم ڈگری عدالت ماتحت کو اوس حد مذکورہ بالا تک ترمیم کرتے ہین اور ہم حکم دیتے ہین کہ فریقین خرچہ عدالت ہذا اور خرچہ عدالت ماتحت مطابق اپنی کامیابی اور ناکامیابی کے پاوین اور ادا کرین - ہم یکم ستمبر ۱۸۹۶ء کو وہ تاریخ مقرر کرتے ہین کہ جسپر یا جسکے قبل وہ رقم ادا کیجاے جو ہم نے ڈگری کی ہے - اور ہم ہدایت کرتے ہین کہ رقم مذکور عدالت مین داخل کیجاے - ہم حکم آخر الذکر کو اس وجہ سے صادر کرتے ہین کہ ہم اس نالش مین یہ تجویز کرنا غیر ضروری سمجھتے ہین کہ ہر دو گروہ مدعاعلیہم مین سے کون مستحق زر رہن کا ہے - اوس رقم کا جو ہم نے ڈگری کی حساب بنایا جاے اور وہ ڈگری اس عدالت مین درج کیجاے -

ڈگری ترمیم کی گئی

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ڈلن صاحب جسٹس

۱ مئی ۱۸۹۶ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۱۰

عمدہ بی بی وغیرہ (فریق مخالف) بنام **نعیمہ بی بی** (سائلہ)

نالش بصیغہ مفلسی - تجویز ثانی - رسوم عدالت - ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ایکٹ رسوم عدالت ضمیمہ ا فقرہ (۵) - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۱۰ -

تجویز ہوئی کہ جب درخواست تجویز ثانی کسی نالش مفلسی مین پیش کیجاے تو وہ درخواست مثل عرضی دعوی نالش کے مستوجب کسی رسوم کی نہین ہے -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

درخواست اپیل اول بنارضی حکم نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۵ء صادرہ مولوی سید جعفر حسین خان جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۹۵ء -

سنہ ۱۸۸۰ع

عمدہ بی بی بنام نیمر بی بی

مولوی غلام مجتبیٰ و پنڈت مدن موہن مالوی منجانب اپیلانٹ ثان۔

مسٹر امیر الدین منجانب ریسپانڈنٹ ثان۔

برکٹ صاحب جسٹس و ٹولن صاحب جسٹس - یہ اپیل بناراضی حکم صادرہ جج
ماتحت گورکھپور مشعر منظوری تجویز ثانی کے ہے مدعیہ ریسپانڈنٹ عدالت ہذا نے دعوی ولاپانے
بعض جایداد کا کیا تھا اور باجازت نالش بصیغہ مفلسی دائر کرنیکی حاصل کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ایک درخواست
منجانب مدعیہ اس بیان سے پیش کی گئی تھی کہ مسماۃ نے اور مدعا علیہم نے بعض شرائط پر نالش
مین صلح کر لیا تھا اور یہ استدعا کی کہ ڈگری موافق شرائط صلحنامہ مرتب کیجاوے۔ عدالت نے
حکم ڈگری کے حسب استدعا مرتب کئے جانے کا دیا اور تین ماہ کے مدعیہ نے عدالت مین
درحقیقت اگرچہ باضابطہ طور پر نہین درخواست تجویز ثانی اوس ڈگری کی جو بر طبق صلحنامہ صادر
ہوئی تھی پیش کی اس درخواست مین مدعیہ نے یہ بیان کیا کہ اوسکو خود اوسکے مختار قانونی
نے بسازش مدعا علیہم دھوکہ دیا اور یہ کہ صلحنامہ جیسا کہ وہ مرتب کیا گیا تھا وہ صلحنامہ نہ تھا
جسپر وہ رضامند ہوئی تھی اور یہ کہ وہ اوس صلحنامہ سے جو عدالت مین پیش کیا گیا بالکل واقف نہ تھی۔ ۴۱۱
بعد معمولی کارروائی کے یہ درخواست تجویز ثانی منظور کی گئی۔ اور بناراضی حکم منظوری کے اپیل
حال دائر کیا گیا ہے۔ پہلی حجت جسپر مولوی غلام مجتبیٰ نے بہت زور اور لیاقت کے ساتھ استدلال
کیا ہے یہ ہے کہ بموجب فقرہ دوم ضمیمہ ا۔ ایکٹ رسوم عدالت کے سائلہ کو اپنی درخواست تجویز ثانی
پر بقدر نصف اوس رسوم کے ادا کرنا چاہئے جو عرضی دعوی پر واجب ہوتی اور یہ کہ عدالت
ماتحت نے درخواست کو قبل اسکے کہ وہ فیس ادا کی گئی منظور کرنے مین غلطی کی۔ فی الحقیقت رسوم
جو اس درخواست پر ادا کی گئی صرف بقدر ۱۰ر کے تھی۔ بعد سماعت مولوی غلام مجتبیٰ کی تقریر
کے ضبط کے ساتھ نسبت اس امر کے ہماری یہ رائے ہے کہ اونکی حجت کا جواب دفعہ ۴۱۳ مجموعہ
ضابطہ دیوانی مین پایا جاتا ہے۔ وہ دفعہ ایک دفعہ منجملہ اون دفعات کے ہے جو اوس باب مین
مندرج ہے جسمین تذکرہ نالشات مفلسی کا ہے۔ اوسمین یہ ہدایت ہے کہ جب درخواست نالش
مفلسی دائر کرنے کی منظور ہو تو اوس درخواست پر نمبر ڈالا جائیگا اور وہ داخل رجسٹر کیجائیگی اور
بمنزلہ عرضی دعوی مقدمہ کے متصور ہوگی اور مقدمہ کی کارروائی بجمیع الوجوہ مثل مقدمہ متدائرہ
حسب باب ۵ کے کیجائیگی بعد ازان اوسمین مستثنیات بحق مدعی مفلس کے باین ہدایت ہین کہ
مدعی بابت کسی سوال یا وکالت نامہ یا دیگر کارروائی متعلقہ مقدمہ کے مستوجب ادائے کسی

۱۸۹۰ء
محمد لال
بنام
نیم بابا

رسوم کا ہوگا دیگر اون رسوم کے جو واسطے تعمیل حکمنامہ جات کے واجب الادا ہون۔ ۲۔ اب
لفظ "نالش" کے معنی بلا شبہ اوس نالش سے ہین جو بموجب اجازت نالش بصیغہ مفلسی دائر
کرنے کے پیش کی گئی ہو اوس نالش مین بعد ازان اوسی طور پر کارروائی کیجائیگی جیسی کہ
معمولی نالش مین جب اس ایکٹ کے کیجاتی - ایک لازمہ ایسی نالش کا یہ ہے کہ فریق
جسکو ڈگری یا حکم صادرہ اوس نالش سے مضرت پہونچی ہو بعض صورتون مین درخواست
تجویز ثانی پیش کرسکتا ہے۔ ایسی درخواست ہماری راے مین اوس قسم کی کارروائی
متعلق نالش کے ہے جو چند الفاظ دفعہ ۱۰ مین مدنظر ہے - پس ہم یہ خیال کرتے ہین
کہ جب درخواست تجویز ثانی دوران کارروائی نالش مفلسی مین پیش کیجاے تو وہ درخواست
۴۱۲ مثل عرضی دعوی نالش کے مستوجب کسی رسوم کی نہین ہے اسکے خلاف تجویز کرنے
سے ہماری راے مین بڑی بے انصافی اور سختی ہو سکتی ہے۔ مثلاً مقدمہ حال مین
مدعیہ مفلسہ کو بغرض منظور کیے جانے درخواست تجویز ثانی کے قریب دو ہزار پانسو روپیہ
کے بطور رسوم عدالت کے ادا کرنا لازم ہوتا حالانکہ اوسکی عرضی دعوی مستوجب کسی
رسوم کی نہ تھی ۔ دوسرا امر جسپر منجانب اپیلانٹ اس مقدمہ مین بحث کی گئی ہے یہ ہے
کہ حکم منظوری درخواست تجویز ثانی خلاف احکام دفعہ ۶۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے
صرف وہ حکم مندرجہ دفعہ ۶۲۴ جسپر وکیل فریقین نے استدلال کیا ہے دوسرا حکم ہے اور
اوسکی بابت یہ کہنا کافی ہے کہ اوس نے کوئی امر ایسا ظاہر نہین کیا کہ جسکی وجہ سے
مقدمہ اوس حکم مین داخل ہو بوجوہ متذکرہ بالا ہم یہ اپیل ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس ہوا

پریوی کونسل* ۱۸۹۹ء ۲۰ اپریل و ۳ مئی

صفحہ کتاب انگریزی ۳۱۲

پریوی کونسل

سعادت مند خان (اپیلانٹ) بنام پھول کنور (رسپانڈنٹ)

بر طبق اپیل بنا راضی فیصلہ عدالت ضلع فرخ آباد

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۸۷۔ غلط بیانی قیمت مندرجہ اشتہار نیلام مقصودہ مین نقصان نفس الامری حسب مراد دفعہ ۳۱۱۔

قیمت جائداد جسکے نیلام کا حکم بعیفہ اجرا ے ڈگری ہو گیا جب اشتہار نیلام مقصودہ مین بیان کیجاے تو ایک امر اہم حسب ضمن (ہ) دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے۔

چونکہ قیمت جائداد کی اشتہار مذکور مین کم درج کی گئی جس سے بولی بولنے والون کو مغالطہ ہوسکتا تہا اور وہ قیمت مناسب لگاتے یا بولی بولنے سے باز رہسکتے تہے نتیجہ یہ ہوا کہ نیلام بالکل ناکافی قیمت پر ہوا **تجویز ہوئی** کہ ایسی غلط بیانی ایک بے ضابطگی اہم نیلام کے مشتہر کرنے یا عمل مین لانے مین ہے گو کوئی ایسا قاعدہ نہو جسکی رو سے ضرورت مشتہر کرنے قیمت کی اشتہار مذکور مین ہو اور یہ کہ چارہ کار خاص جسکا حکم دفعہ ۳۱۱ مین ہے متعلق ہے کیونکہ ضرر واقعی پہونچا تہا۔

اپیل بنا راضی حکم (۲۴ جنوری ۱۸۹۵ء) بصدورہ صاحب جج ضلع فرخ آباد و منسوخی حکم (۱۳ جولائی ۱۸۹۴ء) بصدورہ منصف قائم گنج۔

۳۱۳ اپیلانٹ مشتری جائداد کا تہا جو ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء کو باجرا ڈگری مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۰ء محصلہ ایک شخص چنی لال بنام مسماۃ پہول کنور رسپانڈنٹ حال نیلام ہوئی تہی جسکے قبضہ سے جائداد مذکور جو اراضی تہی قرق کی گئی تہی مسماۃ وارثہ اور قابض جائداد اپنے شوہر کی تہی جو ۱۸۸۹ء مین فوت ہوا۔

اوسکی درخواست مورخہ ۱۶ مئی ۱۸۹۱ء منصف نے نامنظور کی تہی مگر صاحب جج ضلع مسٹر آر ایس ایکین نے وہ حکم منسوخ کیا اور نیلام حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس بنا پر منسوخ کیا کہ اشتہار نیلام مقصودہ مین جو حسب دفعہ ۲۸۷ جاری ہوا تہا اصل جائداد کی قیمت اس قدر غلط بیان کی گئی تہی کہ ضرر واقعی سائلہ کو پہونچا صاحب جج ضلع کے حکم کا اپیل حسب دفعہ ۵۸۸

* اجلاس لارڈ واٹسن صاحب و لارڈ ہابہوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب و سر آر کوچ صاحب

سعادت مند خان بنام پھول کنور

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل کورٹ مین نہین ہو سکتا تھا۔

درخواست مین بیان بیضابطگی نیلام کا کیا گیا تھا جسکی وجہ سے جائداد قیمتی [illegible]
سامعہ کو نیلام ہوئی تھی اور جائداد موروثی بطور جائداد غیر موروثی کے نیلام ہوئی اور
یہ کہ اشتہارات بطور مناسب نہین چسپاں کئے گئے اور سائل کو علم کارروائیات اجرا
کا نہ تھا چنی لال ڈگریدار کا نام بطور عذردار کے لکھا گیا تھا اور اوسپر تعمیل کی گئی مگر وہ حاضر نہین ہوا
دوسرے عذردار سعادت مند خان بیلانشحال نے بیضابطگی ہاے مذکورہ و بیانات مندرجہ سے بطور علم انکار کیا
منجملہ ان وجوہ کے جسکی بنا پر منصف نے درخواست نامنظور کی یہ تھیکہ گو اونکی راے مین مبلغ جو
اشتہار نیلام مین بطور قیمت جائداد کے درج کئے گئے غلط تحریر کئے گئے تھے اور اصل قیمت بہت زیادہ تھی
تاہم ڈگریدار پر فرض نہ تھا کہ کوئی اندراج قیمت کا متعلق کیا جاتا یہ امر کہ غلط قیمت فہرست
مین درج کی گئی تھی اونکی راے مین ایک بیضابطگی اہم نہ تھی کہ جسکی بنا پر نیلام منسوخ ہونا چاہیے

تجویز صاحب جج ضلع کی حسب ذیل ہے۔

" یہ اپیل حسب احکام دفعہ ۵۸۸ ضمن (۱۶) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے برخلاف حکم منصف
قائم گنج کے ہے کہ جس نے منسوخی نیلام جائداد غیر منقولہ سے انکار کیا۔

" یہ ثابت اور تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک جائداد مملوکہ اپیلانٹ جو ایک دولتمند عورت
پردہ نشین تھی اجراے ڈگری مین بعوض مبلغ [illegible] کے نیلام کی گئی تھی اور یہ کہ
قیمت جائداد کی مبلغ [illegible] یا مبلغ [illegible] سے کم نہین ہے اور یہ کہ باوجود اس کے
اور اس امر کے کہ اوسپر کوئی بار نہ تھا جائداد مذکور ایک مختار نے جو عدالت کلکٹری مین
کام کرتا ہے مبلغ سامعہ یعنی اوسکی قیمت کے بارہوین حصے سے کم مین نیلام مین خرید کی تھی
جسکی وجہ اپیل کی یہ ہے کہ کل کارروائیات بہ غیبت اپیلانٹ مدیونہ ڈگری کے
ہوئین ڈگریدار جسکی تحریک سے جائداد نیلام کی گئی جوابدہی کے لئے حاضر نہین ہوا
مشتری نیلام کی طرف سے یہ بحث ہوئی کہ محض یہ امر کہ ڈگری صادر ہوئی کافی اطلاع
اپیلانٹ کے واسطے ہے مین اس بحث کو منظور نہین کر سکتا قاعدہ [illegible] فقرہ ۹ - قواعد
احکام دیوانی مین اگر اوسکی بطور مناسب تعمیل کیجائے یہ حکم ہے کہ اطلاع باضابطہ نیلام کی جو ہونیوالا
ہے مدیون ڈگری کو دیجائے مقدمہ ہذا مین اطلاع باضابطہ نہین دی گئی کل جو کچھ کہ کیا گیا
یہ تھا کہ ایک اشتہار دیوار مکان مدیونہ ڈگری کے شوہر متوفی پر چسپان کیا گیا"

۱۸۹۹ء
سعادت محمد خان
بنام
پھول کنور

بعد تذکرہ اس شہادت کے کہ سائلہ اوسوقت وہان نہ تھی اور اظہار اس امر کے کہ عدالت ماتحت کو نا مکمل طریقہ تعمیل رپورٹ چپراسی کا منظور نہ کرنا چاہیے تھا صاحب جج ضلع نے حسب ذیل فرمایا۔

ثانیاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ڈگریدار نے اپنے بیان حلفی مین قیمت جائداد کی مبلغ للعہ درج کی تھی یعنی قریب دسوان حصہ اصلی قیمت کا اور یہ کہ اس قیمت کی اطلاع اشتہار نیلام مین دی گئی مجھکو ضرور ہے تجویز کرنی چاہیے کہ ایک غلط بیانی عظیم از جانب ڈگریدار تھی فقرہ (ہ) دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم ہے کہ بصورت ڈگری زر نقد کے مالیت جائداد مفروقہ کی کیونکہ قریب اوس تعداد کے مطابق ہو جو ڈگری
۴۱۵ کی روسے دلائی گئی ہو مجھکو یہ معلوم ہوا ہے کہ عدالت ابتدائی ماتحت کا یہ خیال ہے کہ تحقیقات متعلقہ قاعدہ ۶ صفحہ ۹ قواعد احکام دیوانی اس تفتیش پر محدود ہے کہ آیا جائداد جسکے نیلام کی درخواست ہے موروثی ہے یا نہین مگر یہ غلطی ہے تحقیقات بغرض دریافت کرنے اون امور کے ہونی چاہیے جنکی تصریح دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کی گئی ہے منجملہ اون امور کے جنکی حسب دفعہ ۲۸۷ تصریح اشتہار نیلام مین حتی المقدور صحت اور صداقت کے ساتھ ہونی چاہیے یہ ہے کہ دوسرا امر جس سے بدریافت عدالت خریدار کو اس غرض سے واقف ہونا ضرور ہو کہ وہ جائداد زیر نیلام کی نوعیت و مالیت تجویز کر سکے اگر تحقیقات جو منصف نے حسب قاعدہ ۶ کی اس قابل ہوئی کہ وہ بلفظ تحقیقات موسوم ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ یہ ممکن نہین ہے کہ حاکم موصوف کو نہایت خاص امر کا خیال نہ گذرتا کہ گو سالانہ مالگذاری جائداد مذکور کی مبلغ عہ/۱۰/۹ تحریر کی گئی تھی مگر اوسکی قیمت تخمینی صرف مبلغ للعہ درج کی گئی تھی محض نامناسبت درمیان تعداد مالگذاری سرکار و قیمت تخمینی مندرجہ اشتہار نیلام کے بنظر مشتریان کو باز رکھنے کے لیے اور یہ خیال پیدا کرنیکے لیے کافی تھی کہ استحقاق مین کچھ نقص ہے اس بنا پر نیلام منسوخ کیا گیا۔

بر طبق درخواست بغرض حصول سارٹیفکٹ حسب دفعہ ۵۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی بحضور صاحب جج ضلع حاکم موصوف نے حوالہ تجویز اجلاس کامل ہائی کورٹ مقدمہ عظیم الدین بنام عبد یو (۱) کا دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ حکم مذکورہ بالا حسب

(۱) الہ آباد ۱۸۹۹ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۵۵۲

۱۸۹۶ء

سعادتمند خان بنام بھول کنور

دفعہ ۵۹۵ کے قطعی ہے

مسٹر آر۔ سی۔ ساندرس نے بجانب اپیلانٹ کے یہ بحث کی کہ وجوہ جنکی بنا پر صاحب جج ضلع نے حکم عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا ناکافی ہیں سعادتمند خان جیسا کہ معلوم ہوتا ہے مشتری نیک نیت اور بعوض قیمت کے تھا اور وہ کسی غلط بیانی میں شریک نہ تھا تا بر وہ کسی طرح ذمہ دار اوس تحریر کا نہ تھا جو بیان حلفی ڈگریدار میں نسبت قیمت جائداد کے درج تھی اور جو وجہ اوس اندراج ڈگری کی ہوئی جو خانہ تفصیل میں نسبت
۳۴۶ نوعیت و قیمت جائداد مندرجہ ضمیمہ منسلکہ اشتہار نیلام کے کیا گیا ہو چاہے جو کچھ بے ضابطگی بسبب کم بیان کرنے قیمت کے ہوئی ہو مگر اس امر کی کوئی شہادت تحریری نہیں ہے کہ بوجہ اوس غلط بیان کے جائداد کم قیمت پر نیلام ہوئی چنانچہ کوئی کافی شہادت ضرر واقعی عظیم کی نہیں ہے جسکی نسبت از روے دفعہ ۳۱۱ یہ حکم ہے کہ ثبوت اس امر کا ہونا چاہیے کہ وہ بوجہ بے ضابطگی کے ہوا اسلئے اندریں حالات نیلام منسوخ نہیں ہونا چاہیے تھا۔

مسٹر ایچ کاول سے بجانب رسپانڈنٹ جواب نہیں طلب کیا گیا۔

تاریخ ۳ مئی حکام عالیمقام کی تجویز لارڈ ہابہاؤس صاحب نے صادر فرمائی۔

رسپانڈنٹ مالک ایک جائداد واقع موضع جیسا رحیمپور ضلع فرخ آباد کی ہے اپریل ۱۸۹۰ء میں مسمی باقی رام نے ایک ڈگری بابتہ مبلغ [illegible] کے نام اوسکے و ایک دیگر شخص کے بطور وارثان ایک مالک کے جو زمانہ حال میں فوت ہوا تھا اور جو باقی رام کا مقروض تھا حاصل کی یہ ڈگری بدست چنی لال منتقل ہوئی ۱۰ دسمبر سنہ مذکور کو چنی لال نے درخواست اجرای و نیلام جائداد کی گذرانی [illegible] بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء نیلام ہوگئی اور اپیلانٹ نے اوسکو بعوض مبلغ [illegible] کے خرید کیا جائداد کی قیمت آٹھ یا نو ہزار روپیہ ہے۔

مئی ۱۸۹۱ء میں اندر میعاد معینہ قانون کے اپیلانٹ نے ایک درخواست بعدالت منصف قائمگنج بغرض منسوخی نیلام حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ کے پیش کی منصف نے یہ تجویز کی کہ باوجود ناکافی ہونے قیمت کے کوئی بے ضابطگی حسب دفعہ مذکور نہیں

سنہ ۱۹۰۹ء
سعادت محمد خان
بنام
پھول کنور

ہوئی تھی جس کی وجہ سے حاکم موصوف نیلام کو منسوخ کر سکین چنانچہ حاکم موصوف
نے درخواست کو ڈسمس کیا۔ بر طبق اپیل صاحب جج ضلع نے رائے خلاف
اسکے قائم کی اور یہ ڈگری صادر کی کہ نیلام منسوخ کیا جاے ڈگری مذکور کی ناراضی
سے یہ اپیل ہے۔

رسپانڈنٹ نے چند بے ضابطگیان کارروائیات اجرا کی بیان
کین جن کے وجود یا اثر کی نسبت ان دو عدالتون نے مختلف آراے
۳۱۷ قائم کین حکام عالیمقام کو ضرورت بیان کرنے ایک سے زیادہ وجہ ناجوازی
نیلام کی نہین معلوم ہوتی درحقیقت یہ اوس قسم کی بے ضابطگی سے کسی قدر زیادہ
ہے جو معمولی طور پر بیان کی جاتی ہے کیونکہ وہ ایک غلط بیانی قیمت جایداد
کی ہے جو تعداد مین اسقدر فاش ہے کہ وہ بمشکل بہ نیک نیتی کی گئی ہوگی
اور چاہے جس طرح پر وہ ہوئی ہو وہ ایسی تھی کہ بولی بولنے والون کو مغالطہ ہوا
اور وہ ٹھیک قیمت لگانے یا بالکل بولی بولنے سے باز رہے۔

دفعہ ۲۸۷ مجموعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ عدالت نیلام مقصودہ کو مشتہر کریگی اشتہار
نیلام مین تصریح حتی المقدور صحت اور صداقت کے ساتھ اون امور کی جاوے گی
جنکا اوس مین ذکر ہے اور بالآخر دوسرا امر تحریر کیا جاوے گا جس سے بدانست
عدالت خریدار کو اوس غرض سے واقف ہونا ضرور ہو کہ وہ جائداد زیر نیلام کی نوعیت
و مالیت تجویز کر سکے"۔

معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا مین اشتہار مطابق بیان حلفی چنی لال ڈگریدار کے
تھا جسمین نامبردہ نے یہ بیان کیا تھا کہ جائداد کی قیمت قریب آٹھ سو روپیہ کے ہے جسمین
منجملہ دیگر امور کے یہ درج ہے کہ نیلام بغرض دلا پانے مبلغ [illegible] اور سود کے
ہے اور یہ کہ امور مصرحہ ضمیمہ کی خانہ پری تا حد علم عدالت کے کی گئی ہے ضمیمہ مین
متعدد خانے ہین ایک سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کل جائداد کی مالیت [illegible] ہے
دوسرے کی خانہ پری مطابق انگریزی ترجمہ کے یہ ہے - "دیگر امور جو کچھ نسبت نوعیت
و مالیت جائداد کے دریافت ہوئے" اور اوسمین رقم کام کی درج ہے اسکے
یعنی یہ ہین کہ جائداد زیر نیلام طلب کی قیمت کا تخمینہ عدالت نے مبلغ [illegible] کا کیا تھا۔

۱۸۹۰ء سعادتمند خان بنام بیدل کنور

منصف نے یہ خیال کیا کہ یہ غلط بیانی قیمت کی ایسی بے ضابطگی اہم نہیں ہے کہ جسکی وجہ سے نیلام منسوخ ہو سکے حاکم موصوف نے جو وجہ بیان کی وہ یہ تھی کہ کسی قاعدہ مین یہ حکم نہ تھا کہ قیمت جایداد کی اشتہار مین درج کی جاے اور چونکہ اندراج غیر ضروری تھا اور قانوناً لازمی نہ تھا لہذا غلط قیمت کا بیان کرنا کوئی وجہ منسوخی نیلام کی نہین ہے۔

یہ ایک نہایت غلط راے ہے یہ صحیح ہے جیسا کہ پہلے تحریر کیا گیا ہے کہ غلط بیانی اوس سے کسی قدر زیادہ سخت ہے کہ جو معمولی بے ضابطگی کارروائی کی ہوتی ہے مگر اس امر سے کہ وہ قسم مذکور کی ہے اور یہ کہ وہ ڈگریدار اور عدالت نے بلا وجہ کی مانع اسکا نہیں ہے کہ وہ ایک بے ضابطگی اہم مشتہر کرنے یا عمل مین لانے نیلام مین ہو کہ جس سے مقصود داخل خاص چار کلام محکومہ دفعہ ۳۱۱ کے ہو جو کچھ امر اہم اشتہار مین بیان کیا گیا ہے اور قیمت جایداد ایک بہت ہی اہم امر ہے اوسکو بطور ایک امر منجملہ اون چیزون کے خیال کرنا چاہیے جسکا جاننا بہ نسبت عدالت خریدار کو ضرور ہے" اور یہ حکم بالفاظ صریح ہے اگرچہ صحیح حکم کی چنداں ضرورت ایک ایسی غرض کے واسطے نہ تھی کہ اون امور کا بیان حتی المقدور صحت اور صداقت کے ساتھ کیا جاے یہ ضرور ممکن تھا کہ قیمت اس جایداد کی بیان بہت زیادہ صحت اور صداقت کے ساتھ بہ نسبت اوسکے کہ جو اشتہار مین درج ہے تحریر کیجاتی صاحب جج ڈسٹرکٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ ایک غلط بیانی عظیم منجانب ڈگریدار ہوئی ہے اور حاکم موصوف نے اپنی یہ راے ظاہر کی ہے کہ عدالت کو تعداد جمع سے یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ قیمت جیسی کہ بیان کی گئی نہین ہو سکتی تھی۔ فی الحقیقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ قابل الزام غفلت اوس عہدہ دار کی ہے جو ذمہ دار عبارت اشتہار کا ہے۔ ۱۸،۱۹

صاحب جج ڈسٹرکٹ نے دو واقعات تحریر کیے ہین کہ جن سے ضرر حق مدیون کا بوجہ غلط بیانی مذکور کے زیادہ ہونا ممکن تھا۔ ایک یہ ہے کہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ مین یہ حکم ہے کہ قیمت جایداد مفروقہ کی اوسی قدر ہو جو قریب قریب اوس تعداد کے برابر ہو جو ڈگری کی رو سے قابل ادا کی ہو اور اس سے جو خریدار ہونا چاہتے تھے

۱۸۹۹ء
سجاد محمد خان
بنام
پھول کنور

ہم آسانی عدالت کے اس بیان یقینی کو باور رکھتے تھے کہ جو جائداد بعوض مبلغ ۵ کے فروخت ہوئی ہے مبلغ لاکھ سے زاید قیمت کی نہیں ہے دوسرا یہ ہے کہ فرق مابین جمع و کل قیمت کے زیادہ تھا جس سے شبہہ نقص استحقاق کا جو مانع بولی بولنے کا تھا پیدا ہوتا تھا ضرور ہے کہ حکام عالیمقام ذیل صاحب جج ضلع سے بالکل اتفاق رائے ظاہر کریں اور حکام ممدوح بحضور دولتمدار ملکہ معظمہ دام اقبالہا کو مشورہ ڈسمسی اپیل کا دیں لیکن اپیلانٹ خرچہ ادا کرے۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

سالیسٹر بجانب اپیلانٹ مسٹر ایچ۔ پی۔ میجر۔
سالیسٹران بجانب رسپانڈنٹ مسٹران ہوپکنس و فورڈ و فورڈ و چیمبر۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ڈیلین صاحب جسٹس

نراینداس و یک کس دیگر (مدعا علیہما) بنام رام سرنداس (مدعی)*

حق شفع - واجب العرض - شرکاے محال خالصہ جو مالکان قطعات جداگانہ اراضیات معافی واقع محال سے علیحدہ ہین - ۳۱۹

شرکاے محال و مالکان علیحدہ قطعات اراضی معافی مشمولہ رقبہ محال کو معمولی طور پر کوئی تعلق ایک دوسرے سے نہین ہے اور یہ نتیجہ ہرگز نہین نکلتا ہے کہ رواج جو گروہ شرکاے خالصہ مین رائج ہے یا اختیار کیا گیا ہو مالکان اراضیات معافی سے متعلق ہوگا - خاص شہادت کی ضرورت ہمیشہ یہ ثابت کرنیکے واسطے ہے کہ کوئی رواج ہر دو سے متعلق ہے مقدمہ کلیان مل بنام مدعو بن (۱) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

پنڈت سندر لال و پنڈت موتی لال منجانب اپیلانٹان -

منشی رام پرشاد و بابو جوگیندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹ -

برکٹ صاحب جسٹس و ڈیلین صاحب جسٹس - یہ اپیل نالش شفع مین ہے یہ نالش از جانب حصہ دار ایک قطعہ منجملہ چند قطعات معافی مضبوطہ واقع موضع بارپرواسطے شفع بیع جزو قطعہ مشکوک کے دائر کی گئی نالش کی جواب دہی اس بنا پر کیگئی کہ کوئی رواج شفع نسبت قطعات معافی ثابت نہین کیا گیا - راے مذکور عدالت مرافع اولی نے منظور کی اور نالش ڈسمس کی مگر صاحب جج ضلع نے بر طبق اپیل یہ تجویز کی کہ رواج ثابت ہے اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واپس کیا بدینوجہ اپیل حال ہوا - علاوہ جماعت کثیر شرکاے موضع ۳۲۰ کے جنمین موضع پانچ پٹیون مین منقسم ہے چند قطعات یا ٹکڑے اراضیات معافی مضبوطہ کے ہین یعنی وہ اراضیات جنپر سابقاً بلا ادا کے مالگذاری قبضہ تھا مگر جو زمانہ حال مین ضبط ہو گئین اور قطعات مذکور واسطے اغراض مالگذاری کے اوس محال مین شامل کئے گئے جسکے رقبہ

* اپیل اول نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۰ء ہنبار اضی حکم مسٹر جی - ہیرس صاحب جج ضلع میرٹھ مورخہ ۴ - فروری سنہ ۱۸۹۰ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۴

۱۸۹۹ء
نرائن داس
بنام
رام سروپ سنگھ

کے اندر وہ واقع ہین معمولی انتظام ایسی صورتون مین یہ ہے کہ مالگذاری معافی منضبط
کی بذریعہ نمبردار محال خالصہ کے ادا کیجاتی ہے کہ جسکے اندر وہ واقع ہو مگر شرکاے
محال و مالکان قطعات معافی کا عام اسطرح کو حصہ داران نامزد کئے جاین یا نہین عموماً
کوئی متعلق کسی قسم کا ایک دوسرے سے نہین ہوتا اور یہ نتیجہ ہرگز نہین نکلتا کہ جو رواج
مابین وہ شرکاے خالصہ کے ہو یا اختیار کیا گیا ہو مالکان اراضیات معافی سے متعلق ہوگا
خاص شہادت کی ضرورت ہمیشہ یہ ثابت کرنیکے واسطے ہے کہ وہی رواج ہر دو سے
متعلق ہے یہان یہ بحث کی گئی کہ صرف حق شفع مندرجہ واجب العرض محال خالصہ
قطعات معافی سے متعلق ہے اس امر مین ہم فیصلہ عدالت ماتحت سے اتفاق نہین
کر سکتے ہین ہم کو کسی جگہہ واجب العرض مین کوئی ایسی شرط نہین معلوم ہوئی جسکی رو سے
یہ قاعدہ شفع معافی سے متعلق ہو چند مباحثات فقرہ دوم واجب العرض پر مبنی تھے
جس مین مالکان معافی و خالصہ بطور شرکا بیان کئے گئے ہین بحث مذکور صحیح نہین ہے
فقرہ ما بہ البحث مین محض ذکر اوس غرض کا بطریق کارروائی کے ہے جو مد نظر تھی یعنی
انتظام اوس طریقہ کا جس سے شرکاے موضع اور معافی داران مالگذاری ادا کرینگے
اگر یہ مقصود ہوتا کہ رواج یا معاہدہ شفع معافی داران سے متعلق ہو تو اس سے زیادہ
اور کچھ آسان نہ ہوتا کہ واجب العرض مین چند الفاظ اضافہ کئے جاتے مگر کوئی امر ایسا
نہین کیا گیا یہ ہمارے ذمہ ہے کہ معنی مختلف فقرات غیر مسلسل واجب العرض سے
۴۲۱ کوئی رواج قائم کرین ہم کو کوئی شرط واجب العرض مین نسبت وجود رواج شفع متعلقہ اراضیات
معافی کے نہین ملی مقدمہ کلیان مل بنام مدن موہن (۱) کا اشارہ بحث مین حوالہ دیا گیا
ہے اگر صحیح طور سے کہا جائے تو وہ مقدمہ برعکس اوس مقدمہ کے ہے جو ہمارے روبرو
ہے وہ ایسا مقدمہ ہے جس مین ایک شریک محال خالصہ نے نسبتاً ایک اراضی معافی
کے دعوی شفع کیا تھا اور یہ تجویز ہوئی تھی کہ واجب العرض محال خالصہ کا اثر معافی پر
نہین پہونچتا ہم اپیل ہذا منظور کرتے ہین ہم فیصلہ صاحب جج ضلع کو جنکے منسوخ کرتے
ہین ہم اپیل مدعی کو جو حضور صاحب جج ضلع کیا گیا تھا ڈسمس کرتے ہین اور ڈگری عدالت
مرافعہ اولی کو بحال کرتے ہین۔

اپیل ڈگری ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۴

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

عبد الرشید (مدعی) بنام کیولال (مدعاعلیہ)

۱۸۹۶ء ۱۱-مئی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۶-انتقال جائداد معروقہ-انتقال اوسوقت تک جایز ہے جب تک کہ اوس سے کسی ایسے دعوی مین خلل نہ پڑے جو قابل نفاذ بذریعہ قرقی موجودہ کے ہو۔ صفحہ کتاب انگریزی ۲۲۱

انتقال جسکے مسدود کرنے کا منشا دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے وہ ایسا انتقال ہے کہ جسکی اگر اجازت دی جاوے تو اوس سے اون دعاوی کا جو قابل تعمیل نفاذ بذریعہ اوس ڈگری کے ہون جسکے اجرا مین جائداد منتقلہ قرق کی گئی ایفا ہوسکیگا جب انتقال خانگی جائداد معروقہ کا ایسے حالات مین کیا گیا ہو کہ اوس سے کسی طرح پر خلل اون حقوق مین نہین واقع ہوتا ہے جو ڈگری کی رو سے ڈگریدار قارق کو حاصل ہین تو دفعہ ۲۷۶ انتقال مذکور کی مانع نہین ہے مقدمات نراین داس بنام شیو عنبر امیر (۱) اور اننداال داس بنام جلودھر شاہ (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

۱۸۹۶ء مدعی مقدمہ ہذا کے پاس جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ایک رہن نامہ مورخہ ۱۲- مارچ بابتہ ۷ حصہ منجملہ کل حق راہن تعدادی ۱ ار ۲ پائی ایک گانون کے تھا مدعا علیہ کے پاس ایک رہن تاریخ سابق کا بابتہ ۴ حصہ منجملہ اوسی ۱ ار ۲ پائی کے تھا مدعا علیہ نے ایک ڈگری برنباے اپنے رہن نامہ کے بتاریخ ۱۲ مئی ۱۸۸۵ء بغرض نیلام ۴ حصہ کے جو اوسکے ۲۲۱ پاس رہن تھا حاصل کی بتاریخ ۲۴ اپریل نامبردہ نے باجراے ڈگری مذکور نہ صرف ۴ حصہ جو اوسکے پاس رہن تھا بلکہ کل ۱ ار ۲ پائی حصہ راہن کا قرق کرایا بعد اس قرقی کے مگر قبل اسکے کہ کوئی تدبیر موثر واسطے اجراے ڈگری کے عمل مین آئی ہو رہن نامہ بحق مدعی تحریر کیا گیا ۲ مئی ۱۸۹۲ء کو مدعی نے درخواست اوس عدالت مین جو ڈگری مدعا علیہ کا اجرا کررہی تھی بغرض اعلان اوس مطالبہ کے جو بحق مدعی ہے پیدا ہوا پیش کی اعلان مذکور کا حکم دیا گیا اور باعلان مذکور کل حق راہن ۱ ار ۲ پائی کا نیلام اجراے ڈگری مدعا علیہ مین ہوا اور خود مدعا علیہ نے خرید کیا ازان بعد مدعی نے نالش نفاذ اپنے رہن مورخہ ۱۲- مارچ ۱۸۸۹ء کی بابتہ اوس جزو حق

٭ اپیل دوم نمبر ۲۴۹ ۱۸۹۵ء بر بنا رامتنی ڈگری مصدرہ ڈی اے استھیہ صاحب جج ضلع گورکھپور مورخہ ۱۹- دسمبر ۱۸۹۵ء مشعر منسوخی ڈگری مولوی احمد علی خانصاحب جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۲۹- جون ۱۸۹۵ء

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ ۳ (۲) اپیلہاے بنگال بعہد حکومت مسٹر صاحب جلد ۲۳ صفحہ ۵۴۳

۱۹۰۵ء
عبدالرشید
بنام
گپھو لال

راہن کے دایر کی جو رہن مدعا علیہ مین داخل نہ تھا مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ بموجب دفعہ ۹۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مدعی کا رہن کالعدم و ناجائز تھا۔

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت گورکھپور) نے یہ تجویز کی کہ چونکہ روپیہ جو مدعی کے پہلے رہن کرکے قرض لیا گیا تھا بادا ایک میر سے رہن کے صرف کیا گیا جو رہن مدعا علیہ سے مقدم تھا لہذا مدعی مستحق استعمال کرنے رہن مذکور کا بغرض اپنی حفاظت کے ہے اور عدالت موصوف نے مطابق اسکے دعوی مدعی جزو ڈگری کیا۔

مدعا علیہ نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع گورکھپور) نے یہ تجویز کی کہ یہ ثابت نہین کیا گیا کہ روپیہ جو بذریعہ رہن موسومہ مدعی قرض لیا گیا تھا وہ واقعی بالیقین ایک میر سے رہن ماقبل کے حسب بیان مظہرہ صرف کیا گیا اور منسوخی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے نالش مدعی ڈسمس کی بہ طبق اسکے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مولوی غلام مجتبی منجانب اپیلانٹ۔

منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔

بلیر صاحب جسٹس یہ اپیل دوم نالش نیلام سے جو بربنائے رہن نامہ مورخہ

۴۲۲ ۱۲ مارچ ۱۸۹۵ء کی گئی تھی پیدا ہوا ہے رہن نالش عہ کا ہے مدعی کے کل جائداد مرہونہ کا ۷ رحصہ منجملہ کل حق راہن کے رہین تھا ایک رہن ماقبل ۴ رحصہ اس کل جائداد کا عمل مین آیا تھا اور مرتہن مقدم مسمی گپھولال مدعا علیہ نالش ہذا و رسپانڈنٹ حال نے اپنی ڈگری واسطے نیلام بربنائے اپنے رہن کے ۱۲ مئی ۱۸۹۰ء کو حاصل کی ڈگری بالتخصیص ۴ رحصہ پر محدود تھی ۲۲ اپریل ۱۹۰۰ء کو اس ڈگری مین ترمیم ۴ رحصہ کی نسبت کی گئی تھی لیکن ۷ رحصہ کل حقیت راہن کی بابت قرقی لگی تھی بعد اس ترمیم کے قبل اسکے کہ کوئی تدبیر اجراء ڈگری کی عمل مین آئی تھی رہن نامہ مدعی کا تحریر کیا گیا تھا اور جس مین یہ ۷ رحصہ رہن کیا گیا تھا پس حق جو دونون رہن ناموں مین داخل ہے اوس سے زیادہ ہے جو گپھو راہن مین تھا مدعی حال نے اس امر کی بابت جو وقت تھی اوسکو اس استدعا سے رفع کیا کہ نیلام صرف اوس حق کا ہو جو راہن کے پاس علاوہ ۴ رحصہ کے جو گپھولال کے پاس رہن تھا باقی رہا ۱۶ مئی ۱۹۰۵ء کو مدعی اپیلانٹ حال نے عدالت ابتدائی مین ڈگری گپھولال سے یہ درخواست کی کہ اعلان اوس مطالبہ کا کیا جائے جو از روئے رہن نامہ

۱۸۹۱ء
عوض اور شیو بنام گپولال

مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۹ء کے قائم کیا گیا تہا اور اعلان مذکور کا حکم دیا گیا اور باعلان مذکور کل حق راہن بقدر ۱۰ ار ۴ پ کے باجراے گپولال کی ڈگری کے نیلام ہوا اور خود گپولال نے خرید کیا مدعی نے اب دعوی نفاذ رہن نامہ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۹ء کا پیش کیا اوسکے دعوی کی نسبت یہ اعتراض کیا گیا کہ حسب دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسکا رہن کالعدم ہونا جائز ہے دفعہ مذکور ابتدا اسطرح مرتب کی گئی تہی کہ جو رہن جایداد مقروقہ کا کیا گیا ہو وہ بالکل ناجائز ہو مگر ایکٹ نافذہ حال مین وہ الفاظ اضافہ کیے گیے ہین جو ہم کو بلاشبہ الفاظ محدودی معلوم ہوتے ہین وہ یہ ہین - بمقابلہ اون تمام مطالبات کے جنکا ایفا اوس قرقی کی روسے ہو سکتا ہو باطل ہوگا ہم کو ہرگز یہ نہین معلوم ہوتا کہ کوئی مطالبہ جو قرقی کی روسے قابل نفاذ ہو مطالبہ جائز ہو لیکن حاکم اجلاس ہذا کے روبرو
۴۲۳ پیش ہو چکا ہے اور اسکی تجویز بمقدمہ مزاین داس بنام شیو برابیر[1] ہو چکی ہے اس امر کی نسبت ایک تعبیر جو اون الفاظ کی گئی ہے صحیح ہے اس اجلاس کو کوئی شبہہ کسی قسم کا نہین ہے منشا دفعہ مذکور کا جو اس طرح پر محفوظ اور محدود کی گئی ہے یہ تہا کہ کوئی انتقال خانگی مابعد قرقی اس طور پر نافذ نہ ہو کہ اوس سے مطالبہ قانونی ڈگریدار مین جسکے حق مین اور جسکی درخواست پر قرقی کی گئی کوئی خلل واقع ہو مدعی نے بوقت سماعت مقدمہ بعدالت مرافعہ اولے ایک حجت مزید پیش کی تہی جو بربناے ایک تجویز اتفاقی کے ساقط ہوئی اوس نے یہ حجت کی تہی کہ اوسکا رہن ۱۸۸۹ء کا اس غرض سے کیا گیا تہا کہ مطالبات بلحاظ مطالبہ مدعا علیہ نالش ہذا کے پیشتر کے تہے ادا کیے جائین وہ یہ ثابت کرنے مین قاصر رہا کہ اس قسم کے مطالبات یقین واقعی بذریعہ اوسکے رہن کے ادا کیے گئے لہذا اوسکو محض اوس تعبیر پر بہروسہ ہے جو دفعہ ۲۷۶ کی کیجاتی ہماری راے مین رہن ۱۸۸۹ء کا کسی طرح پر سد راہ اجراے ڈگری گپولال بقدر اوسکے مطالبہ قانونی کے نہین ہے درحقیقت دلیل گپولال کی ہم کو ایسی معلوم ہوتی ہے جو کسی بناے انصاف پر قائم نہین رہ سکتی اوس نے باعلان کفالت کے خریداری کی اور ہم کو کوئی شبہہ نہین ہے کہ موجودگی کفالت مذکور سے وہ قیمت جو اوس نے جایداد کے لیے ادا کی کم ہو گئی اب وہ اوس جایداد کی جو اوس نے بطور جایداد زیر مواخذہ کے

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۰ء صفحہ ۳

۱۸۹۶ء
عبدالرشید
بنام
گھیولال

اور تقسیط جائداد مکفولہ کے خریدی کی ہے بطور ایسی جائداد کے رکھنا چاہتا ہے جو کلیتاً وتماماً بلا بار کے ہے۔

شنوائی اپیل ہذا بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل باتحت مع خرچہ کے منظور کرونگا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولے بحال کرونگا اور اپیلانٹ کو اوس کا خرچہ اپیل ہذا کا دلاؤنگا

ایکمن صاحب جسٹس میری بھی یہی رائے ہے اور مین حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون اس وقت بھی جب کہ قانون کی وہ صورت تھی جو بزمانہ نفاذ ایکٹ نمبر ۸ سنہ ۱۸۵۹ء کے تھی جسمین اوس دفعہ مین مطابق دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے تھی الفاظ آخر جو کہ اس دفعہ مین پائے جاتے ہین یعنی بمقابلہ اون تمام

۴۲۵ مطالبہ جات کے جنکا ایفا اوس قرقی کی روسے ہو سکتا ہو داخل نہ تھے یہ تجویز کی گئی تھی (دیکھو مقدمہ ... لال داس بنام جلو دہر شاہ (۱)) کہ منشا یہ تھا کہ بیع جہانتک واسطے اجرا ڈگری کے ضروری ہو کالعدم اور ناجائز ہو جائیگے

میری رائے مین الفاظ جنکا ایفا اوس قرقی کی روسے ہو سکتا ہو مندرجہ دفعہ ۲۷۶ کے معنی یہ سمجھنا چاہیئن کہ قانوناً ایفا اوس قرقی کی روسے ہو سکتا ہو اور یہ دیکھنے کے لئے کہ کیا ہو جب قرقی کے قابل ایفا تھا ہم ڈگری ملاحظہ کرتے جاتے جبکہ ڈگری دار کو وہ شے ملے جسکی نسبت اوسکو ڈگری دی گئی ہے اوسکو کچھ کوئی وجہ شکایت کی نہین ہے کسی انتقال خانگی سے جو بزمانہ قیام قرقی کیا گیا ہو حق ڈگریدار کا زائل ہونا روا نہین رکھا جا سکتا لیکن اگر اون حقوق کو کوئی مضرت انتقال سے نہین پہونچتی تو میری رائے مین کوئی ممانعت کسی انتقال خانگی کی نہین ہے

رسپانڈنٹ گھیولال کو بذریعہ اپنی ڈگری کے ایک حق ناقابل انفساخ اس امر کا کہ ...حصہ جائداد اپنے راہن کا اپنی ڈگری کے اجرا مین نیلام کراوے حاصل تھا مگر اوسکو کوئی استحقاق اس امر کا نہ تھا کہ اپنے مدیون ڈگری کو انتقال کرنے کسی جائداد سے بجز اوس جائداد کے جسکا ذکر ڈگری مین ہے او سوقت تک باز رکھے کہ انتقال سے اون حقوق مین ضرر نہ پہونچے جو اوسکو بذریعہ ڈگری کے دئے گئے تھے۔

ان وجوہ سے میری یہ رائے ہے کہ اپیل منظور ہونا چاہئے۔

(۱) اپیلاٹ سیند ورٹ صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۳ صفحہ ۳۹

سنہ ۱۸۹۹ء
عبد الرشید
بنام
گپولال

از عدالت۔ حکم عدالت کا یہ ہے کہ اپیل منظور۔ اور ڈگری عدالت ماتحت مع خرچہ منسوخ اور حکم عدالت مرافعہ اولیٰ بحال ہوا پلانٹف کو اوسکا خرچہ اپیل دلایا جائے گا۔

میعاد داد ایک جانے زر زمین کی ۱۱ نومبر ۱۸۹۹ء تک بڑہائی گئی۔

اپیل ڈگری ہوا

صیغہ نظر ثانی فوجداری

سنہ ۱۸۹۹ء
۱۱ مئی
منقول از انگریزی
۴۲۶

باجلاس ڈیلن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام **تریبنی سہاے***

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۴۴ شہادت۔ اشخاص ملزم جو بابت جرم اصلی اور اعانت جرم مذکور کے زیر تجویز ہوں ایک دوسرے کی جانب سے گواہان ہوسکتے ہیں۔

زید قیدی کی تجویز بابت جرم مندرجہ دفعہ ۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوئی تہی اور اوسپر جرم ثابت قرار دیا گیا تہا لیکن وہ عدالت اوس مجسٹریٹ سے جسنے بعد ثبوت جرم کی تہی واسطے صدور حکم سزا کے اوسی مجسٹریٹ کے پاس بہیجا گیا تہا جسکو اختیارات اعلیٰ ترحاصل تہے جبکہ اوسکا مقدمہ روبرو مجسٹریٹ دوم کے زیر تجویز تہا بکر ملزم نے جسکی تجویز جداگانہ بابت اعانت اوسی جرم کے ہورہی تہی جسکی بابت زید کی تجویز ہوئی تہی یہ درخواست کی کہ زید اوسکی جانب سے بطور گواہ کے طلب کیا جاوے۔ بکر کی درخواست نامنظور کی گئی **تجویز ہوئی** کہ بلحاظ الفاظ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری مانع اس امر کی نہیں ہے کہ زید بکر کی جانب سے شہادت دے اور یہ کہ بکر کی درخواست منظور کی جانی چاہیے تہی۔

ایک شخص مسمی رام نراین نے سو روپیہ کا ایک کرنسی نوٹ جو ایک شخص کے پاس سے جو کرنسی آفس سے لاتا تہا گر گیا تہا اوٹہا لیا اور ایک شخص مسمی تریبنی سہاے کی موجودگی میں اور جیسی کہ عدالت نے تجویز کی تہی اوسکی مدد سے اوس نوٹ کا روپیہ حاصل کیا اور نوٹ مذکور اپنے صرف میں لایا۔ رام نراین کی تجویز بابت اوس جرم کے جواز روے دفعہ ۴۰۳ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا ہے کی گئی اور جرم ثابت قرار دیا گیا لیکن چونکہ مجسٹریٹ مجوز کو صرف اختیارات مجسٹریٹ

* صیغہ نظر ثانی فوجداری نمبر ۲۱۶ سنہ ۱۸۹۹ء

۱۸۹۸ء
ملکہ معظمہ قیصرہند
بنام
ترینی سہائے

درجہ سوم کے حاصل تھے پس اونھوں نے مقدمہ بموجب احکام دفعہ ۳۴۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کے پاس ارسال کیا جبکہ رام نراین کا مقدمہ کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کے روبرو پیش تھا ترینی سہائے کی تجویز روبرو اوسی مجسٹریٹ کے جسنے رام نراین کی تجویز کی تھی بابت اوس جرم کے کی گئی جو ازروے دفعہ ۴۰۳ بشمول دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے۔ اوسنے اثناے اپنی تجویز میں یہ درخواست کی کہ رام نراین اوسکی جانب سے بطور گواہ کے طلب کیا جاے لیکن مجسٹریٹ نے رام نراین کے طلب کرنے سے انکار کیا کیونکہ اوسکی یہ راے تھی کہ اونکو اوسکے طلب کرنے کی امتناع ازروے دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے۔ ترینی سہائے کی نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا صادر کیا گیا۔ اوسکا اپیل عدالت سشن جج سے ڈسمس کیا گیا تھا پس اوس نے ہائیکورٹ مین درخواست نظرثانی خاصکر اس بناپر پیش کی کہ مجسٹریٹ نے غلطی سے اوسکی درخواست نسبت طلب کرنے رام نراین کے بطور گواہ کے نامنظور کی۔ ۴۲۷

مسٹر روشن لال منجانب سائل۔

گورنمنٹ پلیڈر (منشی رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ڈیلن صاحب جسٹس۔ یہ درخواست واسطے نظرثانی ایک حکم صادرہ کنٹونمنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کے پیش کی گئی ہے جسکی روسے سائل کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۳ بشمول دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند صادر کی گئی اور اوسکی نسبت حکم قید سخت تین ماہ صادر کیا گیا تھا۔ اس تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو سشن جج نے بر طبق اپیل بحال رکھا منجملہ دیگر امور کے جنپر سائل کی جانب سے استدلال کیا گیا تھا ایک امر متعلق اوس کارروائی مجسٹریٹ کے تھا جمین اونھون نے ایک شخص مسمی رام نراین کو جسکو مجسٹریٹ درجہ سوم الہ آباد نے اصل جرم مندرجہ دفعہ ۴۰۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیا تھا لیکن جس کے مقدمہ کو مجسٹریٹ موصوف نے واسطے صادر کیے جانے سخت تر حکم سزا کے حسب دفعہ ۳۴۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا تھا طلب کرنے اور اوسکا اظہار بطور گواہ سائل لینے سے انکار کیا تھا۔ رام نراین کا مقدمہ اوس وقت کنٹونمنٹ مجسٹریٹ کے روبرو حسب دفعہ ۳۴۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے زیر تجویز تھا جبکہ درخواست اوسکے طلب کیے جانے کی بطور گواہ کے پیش کی گئی تھی اور اسوجہ سے

یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اوسکی تجویز ختم ہو گئی تھی - علاوہ برین اوپر سائل کے ساتھ مشترکہ ۱۸۹۹ء
کوئی الزام نہین لگایا گیا تھا اور نہ وہ جرم جسکا وہ مجرم تجویز کیا گیا تھا وہی جرم تھا جسکا الزام
سائل پر لگایا گیا تھا - اندرین حالات مین یہ خیال نہین کرتا ہون کہ امتناع مندرجہ فقرہ آخر دفعہ ۳۴۲
مجموعہ ضابطہ فوجداری متعلق ہے - دفعہ مذکور کے باختیاط پڑہنے سے یہ ظاہر ہوگا کہ
شخص ملزم کا اظہار جسکی بابت اس دفعہ مین حکم ہے اظہار متعلق اوس امر کے ہے جسکی
بابت اوسکی تجویز ہو رہی ہو بس یہ نتیجہ عیان ہے کہ امتناع مندرجہ فقرہ آخر دفعہ ۳۴۲
اظہار متذکرہ دفعہ مذکور سے متعلق ہے اور ایسے اظہار سے متعلق نہین ہے جو کسی دوسرے
مقدمہ مین لیا گیا ہو جسمین وہ شخص جسکا اظہار لیا جاتا ہو خود شخص ملزم نہو - اگر مجسٹریٹ ۴۴۸
کی رائے صحیح ہوتی تو نتیجہ یہ ہوتا کہ کسی شخص کا اظہار اوس وقت پر جبکہ اوسپر الزام کسی
جرم فوجداری کا لگایا گیا ہو کسی مقدمہ فوجداری مین اوسکا بطور گواہ کے نہین لیا جا سکتا
ہماری دانست مین واضعان قانون کا یہ منشا نہ تھا - مقدمہ کی نسبت اس رائے کے
لحاظ سے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ سائل کو یہ استحقاق حاصل تھا کہ لم نراین کو طلب کراتے
اور اوسکا اظہار بطور گواہ کے لے اور یہ کہ اس رام نراین کے طلب کرتے اور اظہار
لینے کی نسبت مجسٹریٹ کے انکار سے اوسکو نقصان پہونچا - اندرین حالات مین
تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا صادرہ کنٹونمنٹ مجسٹریٹ الہ آباد کو فسخ کرتا ہون اور
یہ ہدایت کرتا ہون کہ سائل کا مقدمہ اوسکی عدالت مین واپس بھیجا جاوے اور وہ مقدمہ
مذکور کی تجویز اوس موقع سے شروع کرے جبکہ اوس نے ملزم کو اپنی جوابدہی کرنے کا
حکم دیا تھا اور یہ کہ بعدہ مجسٹریٹ مذکور بلحاظ تحریرات مندرجہ بالا مطابق قانون
کے عمل کرے -

امپرس بنام زمین سنگھ

صیغۂ اپیل دیوانی

۱۸۹۹ء
۱۴ اپریل
سلسلۂ کتاب
انگریزی
۳۲۸

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ڈٹلین صاحب جسٹس

اونکار سنگھ و یک کس دیگر (مدیونان ڈگری)

بنام

موہن کنور (ڈگریدار) ٭

اجرای ڈگری ۔ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی دفعات ۳۲۰ و ۳۲۲ ۔ الف ۔ ڈگری نوبتِ اجرا پاس کلکٹر کے منتقل کی گئی ۔

کلکٹر مجاز سماعت عذرات نسبت اجرائے ڈگری کے جو اس طرح منتقل کی گئی ہو نہیں ہے۔

تجویز ہوئی ۔ جبکہ ڈگری زرنقد واسطے اجرا کے پاس کلکٹر کے حسب احکام دفعہ ۳۲۰ مجموعۂ ضابطۂ دیوانی کے منتقل کی گئی ہو تو کلکٹر حسب دفعہ ۳۲۲ (الف) مجاز سماعت کسی عذر اون اشخاص کا جنکا حق جائداد مشتہرہ نیلام میں ہے نسبت نیلام جائداد مذکور کے نہیں ہے اور نہ یہ کوئی جزو کلکٹر کے کام کا ہے کہ یہ تصفیہ کرے کہ آیا جائداد بطور مناسب قرق کی گئی یا نہیں ۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں ۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹان ۔

بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹ ۔

برکٹ صاحب جسٹس و ڈٹلین صاحب جسٹس ۔ یہ مقدمہ اجرای ڈگری زرنقد کا ہے ۔ اصل مدیون ڈگری بعد صدور ڈگری کے فوت ہوا اور اوسکے پسران کا نام بجنسل بطور اوسکے قایمقامان کے کیا گیا ۔ دوران کارروائیات اجرا میں پسران نے بتاریخ ۴ مئی ۱۸۹۶ء عذر نسبت اجرا کے منجملہ دیگر عذرات کے بمضمون پیش کیا کہ جائداد مناسب طور پر بعین حیات اون کے پدر اصل مدیون ڈگری کے قرق نہیں کی گئی ایک تاریخ بغرض سماعت عذر مذکور مقرر کی گئی مگر قبل ...

٭ اپیل اول نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم سید محمد سراج الدین حاکم تحت انتظام گڑھ مورخہ ۲ اگست ۱۸۹۶ء

مدیون ڈگری اور نہ ڈگری دار حاضر ہوا کوئی کوشش کسی قسم کی سماعت و فیصل کرنے عذرات کی نہین کی گئی اور وے خارج کیے گئے چونکہ جایداد موسلی تھی لہذا بموجب حکم بعد مقدمہ صاحب کلکٹر کے پاس بغرض اجرا حسب ان قواعد کے جو مطابق دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مرتب کیے گئے منتقل کیا گیا درخواست اجرا فہرست جج ماتحت سے تاریخ ۹ جولائی ۱۸۹۶ء خارج ہوئی تاریخ ۲۰ ماہ مذکور قائمقام مدیون ڈگری متوفی نے پھر وہی عذر سو بروئے جج ماتحت کے نسبت اجراے ڈگری کے پیش کیا ان عذرات پر جج ماتحت نے حکم بدین مضمون تحریر کیا کہ مقدمہ بغرض اجرا کلکٹر کے پاس منتقل کیا گیا اور کلکٹر ایک اطلاع نامہ حسب دفعہ ۳۲۲ (الف) جاری کریگا اور یہ کہ اوسوقت کوئی شخص جو نسبت جائداد مشتہرہ نیلام کے کوئی عذر کیا چاہتا ہو وہ اوس عذر کو پیش کرسکتا ہے واضح ہو کہ جج ماتحت نے کلیتاً اس حکم کے صادر کرنے مین غلطی کی اور یہ امر ایڈوکیٹ ذیعلم نے جو از جانب ڈگریدار رسپانڈنٹ حاضر ہوا ہے تسلیم کیا ہے کلکٹر حسب دفعہ ۳۲۲ (الف) مجاز سماعت کسی عذر کا جو وہ اشخاص جنکو جائداد مشتہرہ نیلام مین حق ہو نسبت نیلام جائداد مذکور کے پیش کرین نہین ہے جب کوئی ڈگری زر نقد کلکٹر کے پاس بغرض اجرا بذریعہ نیلام کسی جایداد کے منتقل کیجاے تو جائداد مذکور جو قبل ارسال ڈگری کے پاس کلکٹر کے قرق کی جاتی ہے اور اوسوقت کلکٹر حسب دفعہ ۳۲۲ (الف) اون تمام اشخاص کو بدین غرض طلب کرسکتا ہے کہ حاضر ہو کر جو دعوی زر نقد بمقابلہ مدیون ڈگری رکھتے ہون اپنے دعوی ثابت کرین تاکہ کلکٹر انتظام اس بات کا کرے کہ اگر ممکن ہو تو جایداد مقروقہ نیلام نہ کیجاے یہ کوئی جزو کار منصبی کلکٹر کا حسب دفعہ ۳۲۲ (الف) نہین ہے کہ تصفیہ کرے کہ آیا جائداد بطور مناسب قرق کی گئی ہے یا نہین یہ کام اوس عدالت کا ہے جہان درخواست اجرا پیش کی گئی ہو اور جس نے ڈگری پاس کلکٹر کے ارسال کی مگر ایڈوکیٹ ذیعلم نے جانب ڈگریدار کے کوشش تائید حکم جج ماتحت کی ایک دوسری بنا پر کہ وہ اون کارروائیات کے کی جو نسبت عذر ۲۹ مئی ۱۸۹۶ء کو کی گئی تھین اونکی حجت یہ ہے کہ چونکہ قائمقامان مدیون ڈگری متوفی نے اپنا عذر پیش کیا اور اوسکی پیروی کرنے مین قاصر رہے لہذا اونکی سماعت

۱۸۹۶ء اوتار سنگھ بنام موہن سنگھ

۱۸۹۶ء اونکار سنگھ بنام سوہن کنور

مزید اوسی بنا پر ہمین یہ کہتی ہماری رائے مین حجت ہذا صحیح نہین ہے اور وہ بموجب نظیر مقدمہ [illegible] سنگھ بنام [illegible] سنگھ (۱) کے قطع ہوتی ہے جسمین صاف یہ تجویز ہوئی تھی کہ جب درخواست اجرا محض بلا کسی حکم خلاف استحقاق کے جو بربناے رویداد صادر ہوا ہو خارج کیگئی ہو تو وہ درخواست از سر نو بار بار اوسوقت تک دیجاسکتی ہے جبتک کہ اوسکا تصفیہ عدالتانہ خلاف سائل بموجب اصول اوس عذر کے متعلق ہے جو مدیون ڈگری نسبت اجراے ڈگری کے پیش کرے ہماری دانست مین یہ امر کہ درمیان درخواست ۲۹ مئی ۱۸۹۶ء و ۱۰ جولائی ۱۸۹۶ء کے اجرا کلکٹر کے یہان منتقل کیاگیا کسی طرح پر اس مقدمہ مین اہم ہے ہم اپیل ہذا منظور کرتے ہین ہم حکم جج ماتحت منسوخ کرتے ہین اور ہم اب حاکم موصوف کو یہ ہدایت کرتے ہین کہ عذرات جو قائم مقامان مدیون ڈگری متوفی نے بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۹۶ء پیش کئے اونکی سماعت اور فیصلہ عدالتانہ کرین اپیلانٹان مستحق اپنے خرچہ کے ہین۔

اپیل ڈگری ہوا

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۸۹۶ء ۱۳ مئی — مسئلہ کتاب انگریزی ۴۴

پھولچند (ڈگریدار) بنام شنکر سروپ وغیرہ (مدیونان ڈگری)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۳ - واپسی اوس فایدہ کی جو بذریعہ ایسی ڈگری کے حاصل کیاگیا ہو جو بعدازان بطبق اپیل منسوخ ہوئی - سود اوس رقم پر جو بطور خرچہ وصول کی گئی دلایا گیا۔

جب بوجہ منسوخ ہونے ڈگری کے برطبق اپیل ڈگریدار مستحق دلاپانے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس رقم کا ہو جو قبل منسوخی ڈگری مذکورہ کے بذریعہ اجراے ڈگری مذکور ادا کرنے پر مجبور ہوا تھا تو ڈگریدار مذکور نیز مستحق وصول سود اوس رقم کا ہے جو بطور خرچہ ادا و وصول کیگئی (برطابق نظائر [illegible] برس (۲) و جھوت سنگھ بنام دیپ سنگھ (۳) و رام سہاے بنام بنک بنگال (۴) و جگموہن سنگھ بنام رام [illegible] حسین (۵) و [illegible] بنام [illegible] (۶) [illegible]

* اپیل اول نمبر [illegible] ۱۸۹۵ء بنا مراضی حکم پنڈت [illegible] جج ماتحت [illegible] مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ [illegible] (۲) [illegible] (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۲۳۲

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible] صفحہ ۲۹۳ (۵) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ [illegible] (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد [illegible] صفحہ [illegible]

۱۸۹۶ء

سہول چند بنام شنکر سروپ

بنام چیتر پال روپے (۱) کا حوالہ دیا گیا - مقدمہ سیو مکند بنام بنارسی پرشاد (۲) سے اختلاف کیا گیا۔

مقدمہ ہذا رسپانڈنٹان نے نالش بنام اپیلانٹ واگزری ڈگری عدالت جج ماتحت مقام میرٹھ سے حاصل کی اپیلانٹ نے بناراضی ڈگری ہذا ہائی کورٹ مین اپیل کیا مگر قبل اسکے کہ اوسکا اپیل فیصل ہو رسپانڈنٹان نے اپنی ڈگری جاری کرائی اور کل زر ڈگری وصول کیا بعد ازان ڈگری رسپانڈنٹان ہائی کورٹ سے منسوخ ہوئی اور نالش ڈسمس ہوئی تب اپیلانٹ نے عدالت جج ماتحت درخواست بغرض واپسی اوس رقم کے پیش کی جو رسپانڈنٹان سے از روے اپنی ڈگری کے جو ہائی کورٹ سے منسوخ ہوئی تھی مع سود اوس رقم کے جو واسطے جبر وصول کی گئی تھی وصول کی جج ماتحت نے درخواست منظور کی بجز اوس قدر کے جو دعوی سود سے متعلق تھی بناراضی اس نامنظوری سود کے سائل نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

مسٹر عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ۔

بابو جوگندرناتھ چودہری و بابو درگاچرن بنرجی منجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جج و ڈیلن صاحب جج - یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین بر طبق نالش منجانب مدعیان رسپانڈنٹان بنام اپیلانٹ ایک ڈگری مقابلہ شخص آخر الذکر واسطے ادا کرنے ایک رقم زر نقد کے صادر ہوئی مدعا علیہ نے زر مذکور عدالت مین داخل کیا اور وہ عدالت سے مدعیان نے لیا بعد ازان بر طبق اپیل عدالت ہذا ڈگری حاصلہ مدعیان منسوخ ہوئی اور اونکی نالش ڈسمس ہوئی

مقدمہ حال ایک درخواست منجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے جو کامیاب ہوا ہے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس غرض سے ہے کہ اوسکو مع سود
وہ رقم واپس دلائی جاے جو اوس نے عدالت مین بموجب ڈگری کے ادا کی اور ۴۴۲
جو مدعیان رسپانڈنٹان نے وصول کی۔

امر تصفیہ طلب محض یہ ہے کہ آیا سائل مستحق سود کا اپنے روپیہ پر اوس زمانہ

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۰۴

(۲) ویکلی نوٹس ۱۸۹۶ء صفحہ ۷

سنہ ۱۸۹۹ء
سول جج
بنام
اجودھیا

کی بابت ہے یا نہیں کہ جسمین روپیہ بدست مدعیان رسپانڈنٹان ربا نسبت ایسی امر کے کسی نظیرین متناقض عدالت ہذا سے صادر ہوئی ہین ہم حوالہ مقدمات سبحت سنگھ بنام دیپ سنگھ (۱) اور رام سہاے بنام ٹیک بنگال (۲) وبھگوان سنگھ بنام امرت لال (۳) ودیبو اکنور بنام بنارسی پرشاد (۳) و درشنی پرشاد بنام چتر پال دوبے (۵) کا دیتے ہیں اور مقدمہ مایاو یار بنام شاہ شمیم آیار (۶) بھی ہے مگر ہماری رائے مین مقدمہ جو ہمارے ہے وہ از روے نظیر حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ راجہ بنام دی کاپیٹل ڈی اسکائیٹی ڈی کاو پرس (۷) کے طے ہوتا ہے ہم خاص کر حوالہ تحریرات لارڈ برنس صاحب کا دیتے ہین جو اوسمین ہین اور جو مقدمہ جسونت سنگھ بنام دیپ سنگھ (۱) مندرج ہین اور جنکی توضیح مفصل کی گئی ہے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ راے حکام عالیمقام صدر ورہ مقدمہ مذکور کی اطلاع اجلاس ہاے عدالت ہذا کو نہین ہوئی تھی جس یہ تجویز کی کہ سود حسب دفعہ ۵۰۳ نہین دلایا جا سکتا ہے تمام دیگر مقدمات مین صرف ذکر مقدمہ مذکور کا ہے اور اوسکا حوالہ بطور سند دلانے سود کے دیا گیا ہے تقلید نظیر حکام عالیمقام بمقدمہ مذکور ہم اپیل ہذا کو منظور کرتے ہین ہم حکم عدالت ماتحت منسوخ کرتے ہین اور ہم یہ حکم دیتے ہین کہ سود بحساب بارہ سیکڑا سالانہ اوس رقم پر دیا جاے جسکی نسبت حکم دیا گیا ہے کہ اپیلانٹ عدالت ہذا کو واپس کیجاے اپیلانٹ مستحق خرچہ عدالت ہذا کا ہے۔

اپیل ڈگری ہوا گیا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۴۳
(۲) " " " جلد ۸ صفحہ ۶۷۲
(۳) " " " جلد ۱۰ صفحہ ۶۲
(۴) ویکلی نوٹ ۱۸۹۵ء صفحہ ۹۷
(۵) " " ۱۸۹۸ء صفحہ ۸۴
(۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۵۰۶
(۷) رپورٹ پریوی کونسل جلد ۳ صفحہ ۴۶۵

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس و ڈولین صاحب جسٹس

۱۰-مئی ۱۹۰۶ء

صفحہ کتاب انگریزی ۴۴۳

اقبال النساء (سایلہ) بنام انوار السعد (فریق مخالف) ٭

ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۶ء (ایکٹ ولی و نابالغان) دفعہ ۴۷-اپیل-حکم مشعر انکار ہدایت سوقوفی ولی-

جبکہ حاکم سارٹیفکٹ ولایت نے دو قسم کی دادرسی کی درخواست کی نسبت یعنی یہ کہ ولی موجودہ موقوف کیا جاوے اور یہ کہ وہ خود ولیہ مقرر کی جاوے اور اوسکی درخواست ڈسمس ہوئی یہ تجویز ہوئی کہ اپیل بنا راضی حکم ڈسمسی نہیں ہو سکتا کیونکہ حکم مذکور مشعر انکار ہدایت موقوفی ولی کے تھا مقدمات مہاراجہ بہادر بنام تاری مشنگر گوس (۱) رگھونتی دیبی بنام اندر نرائن سنگھ (۲) و بیجا جہاں بی بی (۳) کا حوالہ دیا گیا-

واقعات مقدمہ کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں

مسٹر امیر الدین منجانب اپیلانٹ

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب رسپانڈنٹ-

برکٹ صاحب جسٹس و ڈولین صاحب جسٹس-اس مقدمہ میں ایک عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل ہذا کے مولوی غلام مجتبیٰ نے منجانب رسپانڈنٹ کے پیش کیا ہے اونکا عذر یہ ہے کہ گو حسب دفعہ ۴۷-ایکٹ ولی و نابالغان نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۶ء کے اپیل کی اجازت از روے فقرہ (۸) دفعہ مذکور کے بنا راضی حکم مشعر موقوفی ولی کے دی گئی ہے مگر کسی اپیل کی اجازت بنا راضی حکم مشعر انکار ہدایت موقوفی ولی کے نہیں دی گئی ہے-

مقدمہ ہذا کے سمجھنے کے واسطے چند واقعات و تواریخ کا تحریر کیا جانا ضرور ہے بتاریخ ۱۰-اپریل سنہ ۱۹۰۵ء سارٹیفکٹ ولایت ذات و جایداد نابالغان کا رسپانڈنٹ محمد انوار السعد کو دیا گیا تھا بتاریخ ۲۶-اپریل سنہ ۱۹۰۶ء اپیلانٹ مساۃ اقبال النساء نے نابالغان سے عدالت سے یہ درخواست کی کہ وہ ولیہ اونکے ذات و جایداد کی مقرر کیجاوے اور بذریعہ درخواست

٭ اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۹۰۶ء بنا راضی حکم ایف ڈی عیلر صاحب ڈسٹرکٹ جج مراد آباد مورخہ ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۸۷ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۱

(۳) " " " بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۷

۱۸۹۹ء
امتیاز النسا
بنام
انوار احمد
۴۴۳

مزید مورخہ ۲۳- جون ۱۸۹۶ء کے اوس نے بیان کیا کہ اوسکو کوئی علم تقرر انوار احمد کا بتاریخ ۱۰- اپریل نہ تھا اور یہ استدعا کی کہ اوسکا تقرر بطور ولی کے جو ۱۰- اپریل کو عمل مین آیا منسوخ کیا جاوے اور وہ خود وصی مقرر کیجاوے عدالت ضلع نے بذریعہ اپنے روبکار کے اس درخواست پر انوار احمد کو (جسکو کہا گیا ہے اور اوسکی رضامندی سے) عہدۂ ولایت ذات نابالغان سے موقوف کیا اور مسماۃ امتیاز النسا کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ انوار احمد کے عہدہ ولایت جائداد سے برطرف کرنے یا موقوف کرنے سے انکار کیا اس حکم کی ناراضی سے اب ہمارے روبرو اپیل کیا گیا ہے۔

کونسل دعلیہ اپیلانٹ نے عاقلانہ بحث کی کہ یہ اپیل حسب فقرہ (الف) دفعہ ۴۷ کے ہے اور اوسکی رو سے نسبت انکار تقرر مسماۃ امتیاز النسا کے بطور ولیہ کے بحث ہے مگر ہماری راے مین بحث مذکور غیر صحیح ہے قبل اسکے کہ حکم تقرر مسماۃ امتیاز النسا کا بطور ولیہ جائداد نابالغان کے صادر ہوسکتا یہ ضروری ہوتا کہ انوار احمد اوس عہدہ سے موقوف کیا جاے اپیل کی نسبت یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ناراضی حکم صاحب جج مشعر انکار موقوفی انوار احمد کے عہدہ ولایت جائداد نابالغان سے ہے بناراضی ایسے حکم کے ہماری راے مین کوئی اپیل نہین ہوسکتا ہماری اس راے کی تائید مقدمہ مہا چند رنبو اس بنام تارنی شنکر گھوش[1] سے ہوتی ہے جسمین یہ صاف طور پر تحریر ہے کہ کوئی اپیل بناراضی حکم صاحب جج ضلع مشعر انکار موقوفی ولی کے نہین ہوسکتا اسی مضمون کا مقدمہ کیوتی دیبی بنام مدن سنگھ[2] ہے مقدمہ مذکور مقدمہ ہذا سے بہت مشابہ ہے کیونکہ اوسمین صاحب جج ضلع نے وہ سرٹیفکٹ ولایت منسوخ کیا تھا جسکی رو سے ریسپانڈنٹ ولی ذات نابالغان کا مقرر کیا گیا تھا اور بالآخر مقدمہ سہالہ بائی بنکہ[3] ہے کہ وہ بھی ایسا مقدمہ تھا جسمین بعد تقرر ولی جائداد کے ان نابالغان نے منسوخی تقرر کی استدعا کی تھی صاحب جج ضلع نے تقرر مین دست اندازی کرنے سے انکار کیا اور ہائی کورٹ نے تجویز کی کہ کوئی اپیل بناراضی حکم انکار کے نہین ہوسکتا۔ بتقلید مقدمات متذکرہ بالا کہ اون سب سے ہم کو اتفاق کامل ہے ہم تجویز کرتے ہین کہ مقدمہ مین کوئی اپیل بعدالت ہذا نہین ہوسکتا ہے لہذا ہم اپیل منخرجہ نامنظور کرتے ہین

اپیل ڈسمس ہوا۔

(۱) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۴۷ (۲) انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۰ (۳) انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۶۶

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس ڈٹلن صاحب جسٹس

لچھمن کنور ویک کس وغیرہ مدیونان ڈگری بنام

بنام

دینی پرشاد وغیرہ ڈگریدار) +

۱۸ مئی ۱۸۹۷ء

صفحہ ۴۳۵ انگریزی

دہرم شاستر ہندو خاندان مشترک - جائداد مشترکہ خاندان یا مکسوبہ ذاتی - تعلیم عام جو بصرف سرمایہ خاندان مشترک کے حاصل کی گئی ہو -

تجویز ہوئی - کہ محض اس امر سے کہ کسی شخص ہندو خاندان مشترک نے کچھ تعلیم عام جو ابتدائی درجہ کی تھی بصرف سرمایہ خاندان مشترکہ حاصل کی یہ نتیجہ ہوگا کہ جو کچھ اوس شخص نے بعدہ حاصل کیا ہو وہ کل جائداد مشترکہ خاندان ہو جاوے بلکہ وہ اوسکی جائداد مکسوبہ ہوگی مقدمات بالیسو ورچیٹی بنام بالیسو سوریا چیٹی (۱) و کرشنا جی مہادیو بنام موروامہادیو (۲) کا حوالہ دیا گیا اور تقلید انکی کی گئی -

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہیں -

منشی رام پرشاد و پنڈت موتی لال بجانب اپیلانٹان

انربل مسٹر کالمین و پنڈت سندر لال بجانب رسپانڈنٹان

برکٹ صاحب جسٹس و ڈٹلن صاحب جسٹس اپیل بنا راضی حکم جج ماتحت کانپور کے ہے جسکی رو سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جائداد منقولہ متدعیہ قرقی و نیلام با جراے اوس ڈگری کے ہے جو رسپانڈنٹ نے بنام قائمقامان ایک شخص خورشید جاد متوفی کے حاصل کی تھی ایک مقدمہ سابق عدالت ہذا میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ڈگری کا اجرا کسی مورد فی مشترکہ جائداد خاندان پر نہیں ہو سکتا اب امر تصفیہ طلب یہ ہے کہ آیا جائداد جسکے نیلام کی استدعا ہے اوسی قسم میں داخل ہے یا اوسکو بطور جائداد مکسوبہ ذاتی خورشید جاد مدیون کے خیال کرنا چاہیے -

+ اپیل اول نمبر ۲۵۳ سنہ ۱۸۹۶ء بنا راضی حکم لالہ کشن لال جج ماتحت مقام کانپور مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۸۹۵ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۲

۱۸۹۶ء ۴۳۴
لچھمن کنور
بنام
دیبا پرشاد

شجرہ ذیل سے فریقین کا خاندان معلوم ہوتے ہیں۔

بھولا ناتھ

- جے نرائن — بعد ۱۸[illegible]ء کے فوت ہوا — بلا اولاد ذکور
- شیو نرائن — اگست ۱۸[illegible]ء میں فوت ہوا — بلا اولاد ذکور
- رام نرائن — دسمبر ۱۸[illegible]ء میں فوت ہوا
  - راج بہادر — اکتوبر ۱۸[illegible]ء میں فوت ہوا
    - خورشید بہادر — فروری ۱۸[illegible]ء میں فوت ہوا
      - نول بہاری عرف نونہال ۱۸[illegible]ء میں فوت ہوا
      - جمیل بہاری مدعا علیہ اپیلانٹ (نابالغ)

جایداد متنازعہ میں ایک مکان واقع کانپور اور دو مواضع شامل ہیں مسلما جایداد مذکور شیو نرائن کے نام درج تھی جو بھولا ناتھ کا دوسرا لڑکا تھا بوقت اوسکی وفات کے وہ بنام نول بہاری جو اوسوقت نابالغ تھا منتقل کی گئی اس امر کی نسبت کچھ نزاع ہے کہ وہ انتقال کس طرح پر ہوا رسپانڈنٹ نے بذریعہ اپنے گواہ جیون رام کے ایک وصیت زبانی ظاہر کی جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ شیو نرائن نے کی تھی ہم بیان متعلق وصیت کو یقین نہیں کرتے ہیں ہمکو یقین نہیں ہے کہ کوئی وصیت باضابطہ طور پر عمل مین آیا وصیت زبانی کے بھی کی گئی تھی ہم یقین کرتے ہیں کہ شہادت جیون رام کی اسلئے بنائی گئی کہ یہ ظاہر ہو کہ کیوں بعد وفات شیو نرائن کے جایداد متنازعہ نول بہاری کے نام درج کی گئی شخص آخر الذکر شیو نرائن کے بھتیجے کے لڑکے کا لڑکا تھا بزمانہ حیات اپنے پدر کے اوسکو کسی قسم کا کوئی دعوی وراثتاً پانے شیو نرائن کی جایداد کا نہ تھا مگر ہم یہ یقین کرتے کہ بالکل کی اور وہ ہین کہ شیو نرائن اور اوسکے بھائی رام نرائن سے بعد اوسکے بعد

۱۹۳۰ء

پچھمین کنور بنام دربا پرشاد

تین سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہا) یہ انتظام کیا کہ جایداد بنام نول بہاری منتقل کیجائے دونون بہائیون کو ضرور یہ خواہش ہوگی کہ جایداد خورشید بہادر کے ہاتہ مین نہ آوے جس نے ایک طریقہ زندگی بدکاری و بداخلاقی و عیاشی کا اختیار کیا تہا جیسا کہ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ اپیل اول نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۳ء منفصلہ ۹ جنوری ۱۹۲۶ء مین درج ہے طفل نابالغ یعنی نول بہاری بدقسمتی سے شیو نرائن اپنے دادا ۴۳۷
کے بہائی کی وفات کے بعد عرصہ تک زندہ نہ رہا اور راجہ پراگ نرائن سے پہلے فوت ہوا بوقت وفات طفل مذکور اوسکے پدر خورشید بہادر کو جائداد متنازعہ وراثتاً پہونچی۔

وہ امر جسکا ہمکو فیصلہ کرنا ہے یہ ہے۔ نوعیت اوس جائداد کی بدست شیو نرائن کیا تہی منجانب اپیلانٹان یہ بحث کی گئی ہے کہ جائداد جزو جایداد مشترکہ غیر منقسمہ ایک ہندو خاندان مشترکہ کی تہی جسکے قبضہ مین اس حیثیت سے یہ اور دیگر جائداد تہی بجانب دیگر بحث منجانب رسپانڈنٹ (ایک بحث جسکو عدالت ماتحت نے منظور کیا ہے) یہ ہے کہ جائداد متنازعہ شیو نرائن کی ذاتی مکسوبہ تہی۔ نسبت ابتدائی تواریخ خاندان کے شبہہ کی گنجائش بہت کم ہے اونکا مکان موروثی بمقام ٹہور ضلع کانپور مین ہے اور وہ مکان فی الحال مشترکہ غیر منقسمہ جایداد اولاد وبہولا ناتہ از قسم مذکورکی ہے یہ بالکل صاف ظاہر ہے کہ مکان موروثی کی کوئی تقسیم نہین ہوئی ہے تینون بہائی گہر سے باہر نکل گئے اور محکمہ کمشریٹ مین نوکری حاصل کی اور کچہ زمانہ مین ہر ایک نے بہت دولت پیدا کی اونکی نسبت ثابت نہین کیا گیا ہے کہ اونکو کوئی مدد سرمایہ مشترکہ خاندان سے بجز اونکی پرورش سالہا ابتدائی اور معمولی تعلیم کے ملی یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ کوئی قرضہ مکان موروثی پر اس غرض سے لیا گیا کہ اون مین سے کوئی کاروبار شروع کرے اونہون نے کام مشترکہ نہین کیا اور ہر ایک علحدہ نوکر تہا اور اون مین سے کسی کی نسبت یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ کسی ایک کو باقی دو بہائیون کے زرپس انداز اور اندوختہ سے کچہ تعلق تہا گو بلاشبہہ سرمایہ ایک یا دوسرے نے دوسرون کو بغرض نفع مین روپیہ لگانے کے بہیجا ہو چونکہ یہ صورت ہے لہذا ہمکو کوئی شبہہ نہین ہے کہ جائداد متنازعہ اوس وقت

۱۹۰۹ء شیو
پلمبن کنور
بنام
دیبی پرشاد

جائداد بہت تھوڑی تھی اور اوسکی ذاتی مکسوبہ تھی جسکی نسبت اوسکو اختیارات کامل انتقال کے تھے سماعت اپیل لائی شان میں یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ شیو نرائن کی تعلیم جب وہ لڑکا تھا بصرف خاندان ہوئی لہذا کل روپیہ جو اوس نے حاصل اور جمع کیا مال مشترکہ خاندانی تھا اس بحث کا بیان حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ پولیم والو چیٹی بنام پولیم سوریا چیٹی (۱) اسطور پر کیا ہے کہ وہ کسی قدر تعجب خیز مسئلہ قانونی ہے"

۴۳۸ اور حکام عالیمقام نے اوپنی ناپسندیدگی نسبت چند مقدمات ہائی کورٹ مدراس کے ظاہر کی جو اوس حد تک پہونچ گئی ہیں اور ان کل مقدمات پر جو اسبارہ میں تھے ہائی کورٹ بمبئی نے بمقدمہ کرشناجی مہادیو بنام موروو مہادیو (۲) نہایت غور کامل اور مباحثہ کیا ہے اوس مقدمہ میں نسبت ایک شخص کے جو قریب قریب اوسی حالت میں تھا جو شیو نرائن کی ہے یہ تجویز ہوئی تھی کہ چونکہ اوس نے محض تعلیم ابتدائی سرمایہ مشترکہ خاندان سے پائی تھی لہذا اوسکی آمدنی مکسوبہ ذاتی تھی و نیز جائداد جو اوس نے اوس روپیہ سے خرید کی تھی اوسکی ذاتی مکسوبہ تھی یہ تجویز ہوئی کہ ابتدائی معمولی تعلیم سے جو کچھ حاصل ہو وہ حصول بذریعہ علم تصرف دولت موروثی کے متصور نہیں ہو سکتا۔

بعد کمال غور کامل کے قاعدہ مندرجہ مقدمات محولہ بالا پر ہم بالکل اوس سے اتفاق کرتے ہیں بہ تقلید قاعدہ مذکور ہم مقدمہ حال میں یہ تجویز کرتے ہیں کہ جائداد متنازعہ شیو نرائن کی ذاتی مکسوبہ ہے پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نول اور خورشید دونوں کے قبضہ میں وہ جائداد مکسوبہ ذاتی تھی اور اس طرح مستوجب قرقی بایفاے ڈگری رسپانڈنٹ ہے ہم اپیل بلا ادعاے خرچہ ڈسمس کرتے ہیں جو آمدنی جائداد متنازعہ سے ادا کیا جائیگا۔

اپیل ڈسمس ہوا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۵۲
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۳۲

۱۸۹۶ع ۱۹- مئی
صفحہ کتاب انگریزی ۳۴۸

باجلاس برکٹ صاحب جسٹس

بنسی دہر (مدعی) بنام **دیپ سنگہ وغیرہ (مدعا علیہم)***

نمبردار اور اوسکا شریک - اختیارات نمبردار نسبت انتظام اراضیات مشترکہ پٹہ اراضیات مذکور بابت دس سال کے بلگان غیر کافی

تجویز ہوئی - کہ نمبردار کو کوئی عام اختیار عطا کرنے کسی پٹہ اراضی مشترکہ کا دس سے زیادہ نہیں ہے جو بلحاظ حالات خاص سال یا خاص فصل کے ضروری ہو مقدمہ چگننا تہ بنام ہرد یال (۱) کی تقلید کی گئی -

اس مقدمہ مین مدعی مالک قریب کل دو محالات موسومہ بانگر و کہادر موضع جیتورا ۳۴۹
محی الدین پور کا ہے باقی حصہ قلیل کے مالک مدعا علیہم ہین جن مین سے ایک شخص پورن سنگہ نمبردار رہتا بوجہ نا اتفاقی مابین مدعی و نمبردار کے مدعی نے درخواست تقسیم اپنے حصص ان محالات کی پیش کی پورن سنگہ نے عذرات داخل کئے جو نسبت محال بانگر کے نامنظور مگر نسبت محال کہادر کے منظور ہوتے بعد ازان پورن سنگہ نے ایک پٹہ دس سال کی گہاس موسومہ پیداوار ہر دو محالات کا بلگان سالانہ مبلغ عـــہ کے تحریر کیا بعد اختتام کل کاروائیات تقسیم کے جبکہ فریقین کو واضح ہر فریق حصص منقسمہ کا دینا باقی تہا مدعی نے یہ نالش نسبت منسوخی پٹہ کے جو پورن سنگہ نے دیا تہا دائر کی عدالت مرافعہ اولی (ایڈیشنل سنعف میرٹھ) نے نالش ڈسمس کی مدعی نے اپیل کیا عدالت اپیل ماتحت (ایڈیشنل جج ماتحت میرٹھ) اسنے اپیل ڈسمس کیا مدعی نے اپیل ہائیکورٹ مین کیا -

پنڈت سندرلال بجانب اپیلانٹ -

پنڈت موتی لال بجانب رسپانڈنٹان -

برکٹ صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص پورن سنگہ نے جو نمبردار ایک موضع زیر تقسیم کا ہے اور جسکی تقسیم کی نسبت اوسکے عذرات بتاریخ ۸- اگست ۱۸۹۵ع نامنظور ہو چکے تہے بتاریخ ۲۳- دسمبر سال مذکور ایک پٹہ بابت میعاد دس برس کے چار سو بیگہ سے زیادہ اراضی کا جسکی پیداوار قیمتی گہاس

* اپیل دوم نمبر ۳۳۳ ۱۸۹۶ع بنارضی ڈگری بابو پرگداس ایڈیشنل جج ماتحت میرٹھ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۹۶ع و منسوخی ڈگری ٹہاکر اودت نراین سنگہ ایڈیشنل منصف میرٹھ مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۸۹۵ع - (۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۶ع صفحہ ۲۰

۱۸۹۵ع
جیسی رام
بنام
دیپ سنگھ

موزوں ہے بالکل غیر کافی لگان مبلغ ۶ روپیہ سالانہ ادا کیا جج ماتحت نے یہ تحریر کیا ہے ملاحظو
شاید یہ صحیح ہے کہ کوئی فریب ثابت نہین کیا گیا مگر میری رائے مین مجکو محض خود پٹہ
کو دیکھنا چاہئے اور اوس سے یہ ظاہر ہے کہ وہ ایک ایسے شخص نے جو مقدمہ مین
ہار گیا تھا اور جسکا اختیار بطور نمبردار کے بہت جلد ختم ہونے والا تھا اس نیت سے
دیا تھا کہ اوسکے مخالف کو جو کارروائیات تقسیم مین کامیاب ہوا تھا نقصان پہونچے
حرف بحرف مذکور مین یہ ہدایت کرونگا کہ پٹہ منسوخ کیا جاوے مگر مزید برآن بمقدمہ
ہذا ایک صاف نظیر مقدمہ مطبوعہ بنام ہر دیال (۱) موجود ہے جسمین یہ تجویز صاف طور پر
کی گئی تھی کہ نمبردار کو کوئی عام اختیار عطا کرنے کسی پٹہ اراضی مشترکہ کا اوس سے زیادہ
۴۴۰ نہین ہے جو بلحاظ حالات اوس خاص سال یا خاص فصل کے ضروری ہو بلاشبہ
اوس مقدمہ مین پٹہ دوامی تھا مگر وجوہ فیصلہ مذکور کے مساوی طور پر دس سال
کے پٹہ مقدمہ ہذا سے متعلق ہین مین بالکل اوس قاعدہ قانون سے اتفاق کرتا ہون
جو مقدمہ محولہ حال مین مندرج ہے اور بہ تقلید اصول مندرجہ مقدمہ مذکور مین ڈگریات
ہر دو عدالت ہائے ماتحت کو منسوخ اور اس اپیل کو منظور کرتا ہون مین ڈگری بحق
مدعی اپیلانٹ صادر کرتا ہون مین پٹہ موسومہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۲ع کو جہانتک کہ وہ
رقبہ ما النزاع کی بسوہ بسوانسی بحصہ محال ہا نگر واقع چتورا محی الدین پور سے متعلق ہے
منسوخ کرتا ہون اور مین یہ ہدایت کرتا ہون کہ قبضہ اوس رقبہ کا مدعی اپیلانٹ کو بذریعہ
بیدخلی مدعا علیہ پٹہ دار کے دیا جاوے مدعی اپیلانٹ کو اوسکا خرچہ اس عدالت کا
ملیگا۔

اپیل ڈگری ہوا

(۱) دیکھو نوٹس ۱۸۹۵ع صفحہ ۷۰

صیغہ نظر ثانی فوجداری

۱۸۹۶ء ۲۶ مئی

باجلاس ایکمن صاحب جسٹس

صفحہ انڈین لا رپورٹ ۴۴۰

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نہال چند+

ایکٹ اسٹامپ سنہ ۱۸۷۹ء (ایکٹ اسٹامپ مجریہ ہند) دفعہ ۱۶ - اسٹامپ پرامیسری نوٹ - وہ شخص جو ایسا پرامیسری نوٹ لے جسپر ناکافی اسٹامپ ہو تو زروے دفعہ ۶۱ قابل مواخذہ نہین ہے -

از روے دفعہ ۶۱ ایکٹ سنہ ۱۸۷۹ء کے شخص منظور کرنے والے ایسے پرامیسری نوٹ کے جسپر اسٹامپ باضابطہ نہو مراد ایسے شخص سے ہے جس نے پرامیسری نوٹ پر دستخط بطور سکارنے والے کے کئے ہون ورنہ ایسے شخص سے جس نے محض اوس پرامیسری نوٹ کو لیا ہو - محض لینے والا ایسے پرامیسری نوٹ کا جسپر اسٹامپ نہو یا ناکافی ہو بحیثیت لینے والے اوس پرامیسری نوٹ کے مستوجب کسی تاوان کا از روے دفعہ ہذا بطور مجرم اصلی یا معین جرم کے نہین ہے مقدمات ملکہ معظمہ بنام غلام حسین صاحب (۱) و ملکہ معظمہ بنام ندی چند پودر (۲) و قیصر ہند بنام جاگی (۳) و قیصر ہند بنام گوپال داس (۴) کا حوالہ دیا گیا -

یہ مقدمہ سشن جج سہارنپور نے از روے دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا تھا - واقعات مقدمہ کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

ایکمن صاحب جسٹس - یہ مقدمہ واسطے صدور احکام عدالت ہذا صاحب سشن جج ضلع سہارنپور نے ارسال کیا ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو اشخاص یعنی قنہیا و چندا قرضدار ایک شخص مسمی نہال چند کے تھے - اونھون نے بادا اپنے قرضہ کے ایک پرامیسری نوٹ جسپر اسٹامپ باضابطہ نہ تھا لکھدیا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہال چند نے اس پرامیسری نوٹ کی بنا پر ایک نالش عدالت دیوانی مین دائر کی اور عدالت مذکور مین یہ خلاف ورزی قانون اسٹامپ دریافت ہوئی - اس امر کی اطلاع صاحب کلکٹر ۴۴۱

+ نظر ثانی فوجداری نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱ (۲) ویکلی رپورٹ نظائر فوجداری جلد ۲ صفحہ ۱

(۳) ایضاً ایضاً ایضاً بمبئی جلد ۶ صفحہ ۲ (۴) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۴۵

۱۹۰۹ء
ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند
بنام
خیال چند

کو ہوئی اور سادہ نوں نے یہ ہدایت کی کہ تحریر کنندہ کاغذ پرامیسری نوٹ اور نیز خیال چند پر مقدمہ
فوجداری قائم کیا جاوے۔ اس مقدمہ فوجداری کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہرسہ اشخاص پر وہ جرم ثابت
قرار دیا گیا جو ازروے دفعہ ۱۰ ایکٹ اسٹامپ مجریہ ہند نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء قابل سزا
ہے۔ مجسٹریٹ نے خیال چند پر ۵۰ روپیہ جرمانہ کیا اور بصورت نہ ادا کئے جانے جرمانے کے
قید سخت ۱۵ یوم کا حکم صادر کیا۔

چونکہ وہ جرم جو خیال چند پر ثابت قرار دیا گیا تھا ایسا جرم ہے جسکی بابت صرف
سزاے جرمانہ دیجا سکتی ہے پس قید بصورت نہ ادا کرنے جرمانہ کے بھی محض ہونی چاہیے
دیکھو دفعات ۶۷ و ۶۴ مجموعہ تعزیرات ہند۔ یہ غلطی بعدہٗ خود مجسٹریٹ کو معلوم ہوئی تھی۔

صاحب سشن جج ضلع نے یہ مقدمہ عدالت ہذا میں اس راے کے ساتھ
ارسال کیا ہے کہ حکم ثبوت جرم جو بنسبت خیال چند کے صادر کیا گیا ہے بوجہ ہونے خلاف
قانون کے منسوخ کیا جاوے۔ میری راے میں صاحب سشن جج کی یہ راے صحیح ہے۔
اوس دفعہ کا جزو اہم جسکی بنا پر خیال چند مجرم قرار دیا گیا ہے حسب ذیل ہے جو شخص کوئی
بل آف ایکسچینج چیک یا پرامیسری نوٹ جیپر اسٹامپ باضابطہ نہ لگے ہوں بنائے یا
جاری کرے یا اوسپر فروخت ظہری لکھے یا اوسکو منتقل کرے یا سواے بحیثیت گواہ کے
اوسپر دستخط کرے یا سکارے جانے یا ادا کئے جانے کے لئے پیش کرے یا اوسکو
سکارے یا ادا کرے یا اوسکا روپیہ وصول کرے یا کسی طور سے اوسکی واد ستد کرے
+ + + + وہ ایسے ہر جرم کی بابت ایسے جرمانہ کا مستوجب ہوگا جو پانسو روپیہ
سے زیادہ نہو۔ بظاہر مجسٹریٹ نے یہ خیال کیا ہے کہ یہاں پر لفظ سکارنے کا مساوی
لینے کے ہے۔ لیکن جیسی کہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام غلام حسین صاحب (۱) میں تجویز کی گئی تھی لفظ
سکارنے متعلقہ دفعہ ۱۰ ایکٹ اسٹامپ سے مراد لینے سے نہیں ہے بلکہ بحیثیت سکارنے
والے کے دستخط تحریر کرنے سے ہے۔ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام نیم چند پودردر (۲) میں جیکنس صاحب جسٹس
نے یہ فرمایا۔ اگر کسی دستاویز پر جو پرامیسری نوٹ یا اسی قسم کی کوئی اور دستاویز کہلاتی
ہو اور بدین حیثیت اوسکی نسبت دفعہ سوم متعلقہ ایکٹ کا ادا کرنا لازمہ ہو اسٹامپ باضابطہ
نہو تو مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مستوجب ادا کرنے تاوان کا ہوگا جس نے دستاویز

(۱) انڈین لا رپورٹس سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۔ (۲) اوکلی رپورٹر نظائر فوجداری جلد ۳ صفحہ ۱۔

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
نہال چند

مذکور تحریر کی ہو اور نہ وہ شخص جسکے حق مین دستاویز مذکور تحریر کی گئی ہو اوس مقدمہ مین استغاثہ حسب دفعہ ۶۲ - ایکٹ اسٹامپ مجریہ وقت کے یعنی از روے ایکٹ ۱۸ اسنہ ۱۸۶۹ء کیا گیا تھا جو دفعہ ۶۱ - ایکٹ ہذا سے در اصل مختلف نہین ہے۔ مقدمہ مذکور مین یہ تجویز کی گئی تھی کہ وہ شخص جسکے فائدہ کے لئے ایسی دستاویز جیپر با ضابطہ اسٹامپ نہو تحریر کی گئی ہو مستوجب اس امر کا ہے کہ دستاویز مذکور کو شہادت مین پیش کرنے سے باز رکھا جاے مگر وہ مستوجب تاوانات مندرجہ باب چہارم ایکٹ کا نہین ہے۔ یہ حجت کی گئی ہے کہ ایسی صورتون مین وہ شخص جو ایسی دستاویز کو جیپر باضابطہ اسٹامپ نہو ارتکاب جرم حسب دفعہ ۶۱ مین اعانت کرتا ہے لیکن جیسا کہ مقدمہ قیصر ہند بنام جانکی (۱) مین تحریر کیا گیا تھا کہ کسی ایسی دستاویز کا لینا جیپر اسٹامپ نہو مساوی اعانت تحریر کرنے دستاویز مذکور کے نہین ہے جس طرحپر مال مسروقہ کا قبول کرنا اعانت سرقہ نہین ہے اس مقدمہ کی تقلید عدالت ہذا نے مقدمہ قیصر ہند بنام گوپال (۲) مین کی تھی مین یہ خیال کرتا ہون کہ وہ راے جو صاحب سشن جج ونعلیم نے قائم کی ہے صحیح ہے۔ مین تجویز ثبوت جرم کو جو نہال چند کی نسبت حسب دفعہ ۶۱ - ایکٹ ۱ اسنہ ۱۸۷۹ء کے صادر کی گئی ہے اور حکم سزاے جرمانہ کو جو حسب دفعہ مذکور عاید کیا گیا ہے منسوخ کرتا ہون اور یہ ہدایت کرتا ہون کہ جرمانہ یا اوسکا وہ جزو جو ادا کیا گیا ہو واپس کیا جاے۔

۱۸۹۶ء
۲۰ جون
صلوکناپانگرزیٰ
۴۴۴

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جج

فتح چند وغیرہ (مدعیان) بنام **منصب راے (مدعاعلیہ)** +

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳ - تصدیق عرضی دعوی - عرضی دعوی کی تصدیق اوسوقت کی گئی جبکہ وہ ناکمل حالت مین تھی - ترمیم عرضی دعوی -

جزو اہم عرضی دعوی یعنی بیان دعوی مدعیان کا جسقدر کہ شامل تھی سادہ کاغذ کے دو صفحون پر تحریر کیا گیا تھا اور اوسکی تصدیق مدعیان نے کی بعد ثبت کئے جانے دستخطون

(۱) انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۸۲ (۲) ویکلی نوٹس ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۴۴

+ اپیل دوم نمبر ۵۱۰ ۱۸۹۶ء بنا راضی ڈگری راے ننگر لال جج ماتحت سہارنپور مورخہ ۳ مارچ ۱۸۹۶ء بمنظوری منسوخی

ڈگری منشی شیو سہاے منصف کرانہ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء
فتح چند
بنام
[illegible]

کے ورق اول جو ایک قطع کاغذ اسٹامپ مع نام عدالت و نام و پتہ فریقین کے تھا اضافہ کر لیا گیا اور عرضی ناقص جو اس طرح پر مرتب ہوئی عدالت میں داخل کی گئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ تصدیق ناقص ہے مگر یہ نالش ڈسمس ہونی چاہیے تھی مدعیان کو موقع اس امر کا دیا جانا چاہیے تھا کہ عرضی دعوی کی ترمیم بذریعہ تحریر کرتے تصدیق مناسب کے کرتے۔

واقعات اہم مقدمہ ہذا مسطورہ بر کہ تجویز عدالت اپیل ماتحت میں مندرج ہیں حسب ذیل ہیں۔

"عرضی دعوی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی تصدیق منجانب مدعی فتح چند بمقام کیرانہ بتاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۹۵ء اور منجانب مدعی رنجیت سنگہ بمقام گنگوہی حسین اور بتاریخ ۱۳ جولائی و منجانب سماۃ جیتی رفیق سومت پرشاد مدعی نابالغ بتاریخ ۱۱ جولائی بمقام سہارنپور ہوئی وہ عدالت منصف بمقام کیرانہ میں بتاریخ ۱۷ جولائی ۱۸۹۵ء پیش کی گئی اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے اور ہر دستخط ایک دوسرے جگہ پر ہوئی ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ دستخط کب ثبت کیے گئے تھے عرضی دعوی میں تین اوراق ہیں اور دستخط و عبارت تصدیق ورق آخر پر ہیں اور دستخط مدعیان اول و دو اوراق پر نہیں ہیں گو بموجب قاعدہ ۲۲۴ فقرہ (۲) مجلہ قواعد ۱۵ اپریل ۱۸۹۴ء مرتبہ ہائی کورٹ کے دستخط مدعیان کی ضرورت ہر ایک ورق پر ہے ورق اول کا غذ اسٹامپ ہے جو واسطے ظاہر کرنے کورٹ فیس کے استعمال کیا گیا ہے وہ بمقام تحصیل کیرانہ بتاریخ ۱۷ جولائی ۱۸۹۵ء خرید کیا تھا کاغذ اسٹامپ پر نام عدالت اور نام اور پتہ اور سکونت فریقین کی درج ہے اور ہر ایک جزو اصلی بیان دعوی کا بھی مطابق قواعد مذکور کے درج ہونا چاہیے تھا۔ مگر وہ اوس پر درج نہیں ہے"۔

جج ماتحت نے یہ تجویز کی۔ یہ ظاہر ہے کہ مراتب مندرجہ ورق اول جس کا غذ اسٹامپ کی تصدیق مدعیان نے نہیں کی مجکو معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو عبارت تصدیق اور نہ مدعیان کے دستخط جو کچھ کہ ورق اول پر تحریر ہے متعلق ہیں کیونکہ وہ اوسوقت موجود نہیں تھا جبکہ دستخط ثبت کیے گئے تھے سماۃ جیتی نے یہ اظہار دیا ہے کہ اوس نے اپنی نشانی نہیں کا غذات پر بنائی تھی جسکے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ دو جگہ عرضی دعوی پر اوس کا نشان مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۹۵ء

۱۸۹۶ء

فتح چند بنام منصب ڈگے

برنبائی تھی کہ کسی امر سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دستخط مدعیان ۲۰ اجولائی ۱۸۹۵ء کو بالا وقت تو تاریخ پر جو تاریخ عبارت تصدیق سے مختلف ہیں ثبت کیے گئے عبارت تصدیق قبل ۲ اجولائی ۱۸۹۵ء کے ثبت ہوگئی۔

برنباے ان تجاویز کے عدالت اپیل ماتحت نے بحوالہ نظیر مقدمہ [illegible] بنام اگیان [illegible] یہ نتیجہ اخذ کیا کہ عرضی دعویٰ شروع ہی سے ناجائز اور ناقابل ترمیم تھی اور نالش مدعیان کو ڈسمس کیا بر طبق اسکے مدعیان نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

پنڈت موتی لال بجانب اپیلانٹان —

مولوی عبد المجید بجانب رسپانڈنٹ —

بلیر صاحب جسٹس — واقعات مقدمہ ہذا [illegible] مشابہ تجویز و مقدمات غیر رپورٹ شدہ عدالت ہذا کے ہیں ایک مقدمہ اپیل اول نمبر ۶۹ سنہ ۱۸۹۲ء گنگا سہاے بنام محمد علی جان [illegible] منفصلہ تجویز اس مقدمہ کی حسب ذیل تھی —

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس — نالش میں سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے [illegible] اس نالش کو ڈسمس کر دینے کی علت پر جو بجانب مدعیان داخل کی گئی صحیح طور پر دستخط اور تصدیق نہیں کی گئی تھی جو کچھ واقع ہوا وہ یہ تھا [illegible] دو اوراق سادہ کاغذ تحریر ہوئی گئی اور اوس پر دستخط اور تصدیق ذیل میں مدعیان نے حسب حکم دفعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی ثبت کیے یہ مدعیان نے بمقام [illegible] عرضی نالش ایک وکیل کے پاس بمقام میرٹھ ارسال کی [illegible] عدالت میں [illegible] وکیل سے [illegible] کہ عرضی دعویٰ [illegible] عدالت کے جو عرضی دعویٰ میں [illegible] منسلک کر دے [illegible] اصل [illegible] مضمون کی نقل [illegible] بجانب وکیل کے قابل الزام تھی [illegible] کہ عرضی دعویٰ جو عدالت میں داخل کی جاوے [illegible] نے دستخط اور عبارت تصدیق ثبت کی تھی [illegible] کاغذ [illegible] مضمون تھا پر دستخط اور عبارت تصدیق ثبت ہوگئی تھی [illegible] مضمون تھا جو بعد دستخط و تصدیق کے تحریر کیا گیا تھا اسلئے عرضی نالش [illegible] داخل ہوئی ناقص تھی [illegible] کہ جج ماتحت کو لازم تھا کہ عرضی دعویٰ مدعیان کو [illegible] سے واپس کر دیتے [illegible] ترمیم [illegible] دستخط و تصدیق [illegible] کر دے حاکم موصوف کو نالش ڈسمس کرنی چاہیے تھی عدالت [illegible] کہ عرضی دعویٰ کو [illegible] کے واپس کرانی [illegible] تنقیح طلب مرتب ہو گئے تھے مدعیان [illegible] نقص [illegible] عرضی دعویٰ میں تھا۔

ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہیں اور مقدمہ عدالت ماتحت میں [illegible] واپس کرتے ہیں [illegible] قائم ہے اور عرضی دعویٰ مدعیان کو [illegible] سے واپس کرے [illegible] ترمیم [illegible] دستخط و تصدیق مطابق قانون کے کر [illegible] فریقین اپنے اپنے خرچہ اپیل ہذا کے متحمل ہوں گے

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۶۲

۹ دسمبر ۱۸۹۶ء تیکم چند بنام منصب راے

۹ دسمبر ۱۸۹۵ء اور دوسرا اپیل اول نمبر ۱۳۹ سنہ ۱۸۹۵ء عنوان منشی فقیر چند بنام مہیش داس ۲۲ [illegible] منفصلہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء جنہے کسی مقدمہ رپورٹ شدہ کا حوالہ مجکو نہین دیا گیا ہے جو بالکل مشابہ امر تنقیح طلب اپیل حال کے ہو مجکو کوئی وجہ اختلاف کی اون حکام کی راے سے نہین ہے جنہون نے ان دو غیر رپورٹ شدہ اپیل کا فیصلہ کیا اور مین مطابق اونکے وہی حکم صادر کرتا ہون کہ جو اونہون نے صادر کیا تھا مین ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ کو عدالت ماتحت مین بہدایت واپس کرتا ہون کہ وہ نالش کو نمبر سابق پر رجسٹر مین پھر قائم کرے اور عرضی دعوی مدعیان کو بغرض ترمیم مطابق قانون کے واپس کرے یہ حکم حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر کیا جاتا ہے عدالت مرافعہ اولی فیصلہ مقدمہ کا بعد ازان برنباے روئداد کرے گی۔

تجویز مقدمہ ہذا حسب ذیل تھی

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس — وہ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے عدالت ماتحت سے اس بنا پر ڈسمس کی تھی کہ عرضی دعوی کی تصدیق بطور مناسب نہین ہوئی تھی عبارت تصدیق معہ وجہ سے ناقص قرار دی گئی تھی اول یہ کہ نہین کہا گیا تھا کہ کل عرضی نالش جیسی کہ وہ عدالت مین داخل کی گئی تھی مرتب ہو گئی تھی ورقہ کی تصدیق نہین کی بلکہ جو جزو کہ واقع ہوا تھا عرضی دعوی چار ورق کاغذ فولسکیپ پر تحریر کی گئی اور اوسکے اخیر مین دستخط اور عبارت تصدیق مدعی نے ثبت کی مگر وکیل نے جس نے عرضی دعوی داخل کی بیان کیا ہے کہ اوپر [illegible] کی ضرورت تھی [illegible] عرضی دعوی کے [illegible] چسپان کرنا اول دو ورق نکال لیے اور اونکے مضامین کی نقل کاغذات اسٹامپ پر کی دوسری وجہ جسکی بنا پر جج ماتحت نے عرضی دعوی کو ناقص خیال کیا ہے یہ ہے کہ گو مدعی نے تصدیق کل بیانات مندرجہ عرضی دعوی کی بطور صحیح بعلم خود کی ہے تاہم چند امور کی نسبت [illegible] علم نہ تھا نسبت [illegible] وجہ کے تجویز جج ماتحت کا غلط ہے عرضی نالش بادی النظر مین بطور مناسب مطابق منشاے قانون کے تصدیق کی گئی اور بغرض دریافت کرنے اس امر کے کہ آیا تصدیق مذکور ایک تصدیق بطریق ضابطہ تھی [illegible] صحیح تھی [illegible] تاہم نسبت [illegible] اوسکے جیسی کہ اپیل اول نمبر ۹۶ سنہ ۱۸۹۳ء مین جو ایک مقدمہ بالکل مشابہ مقدمہ حال کے ہے تجویز کی تھی جج ماتحت کو نالش ڈسمس نہ کرنی چاہیے تھی بلکہ عرضی دعوی مدعی کو اس غرض سے واپس کرنی چاہیے [illegible] کی تصدیق بطور مناسب کیا جاوے

ہم اپیل بنا منظور کرتے ہین اور منسوخی ڈگری عدالت ماتحت مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بدین ہدایات واپس کرتے ہین کہ مقدمہ پر مطابق [illegible] رجسٹر مین قائم کیا جاوے اور اوسکا فیصلہ بعد اسکے کہ عرضی کی ترمیم [illegible] تصدیق مناسب کی جاوے مطابق ضابطہ کے عمل مین آوے خرچہ [illegible] تابع نتیجہ کے ہوگا

اپیل ڈگری ہوا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

۱۸۹۶ء
۹ جون
صفحہ کتاب انگریزی ۴۳۶

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

غالی (سائل) بنام محمد حسین وغیرہ (فریق مخالف)

ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۸۸۲ء ایکٹ انتقال جائداد دفعات ۸۶ و ۹۳ — رہن — انفکاک — انفکاک ہر وقت قبل صدور

حکم قطعی حسب دفعہ ۹۳ کے ممکن ہے

راہن جس نے ڈگری انفکاک رہن حاصل کی ہو وہ بھی واسطے انفکاک کے ہر وقت جب تک کہ حکم قطعی حسب دفعہ ۹۳

بمقابلہ اسکے صادر نہ کیا جاوے داخل کر سکتا ہے اور انفکاک کرا سکتا ہے مقدمہ پورن چند بنام محمد یار ۱۱ الہ آباد

خان بنام گنیش (۱) کا حوالہ دیا گیا۔

اپیل ہذا ایک درخواست سے پیدا ہوئی ہے ... مدیون ڈگری نے اثنائے عجالت میں بعید از میعاد ڈگری جو سوتا ہے

ڈگری کی درمیان ہے یعنی ڈگری عبات تاریخ ۱۱ اگست ۱۸۹۱ء حاصل کی از روئے اس ڈگری کے مدیون ڈگری

کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ زر رہن اندر تین ماہ کے تاریخ ڈگری سے ادا کرے ورنہ رہن بیبات ہو جائیگا مدیون ڈگری

روپیہ ... کیا بلکہ ہائی کورٹ میں اپیل کیا یہ اپیل ... ہوا اور حکم عدالت ماتحت کا بتاریخ ۱۲ اگست ۱۸۹۳ء بحال کیا

گیا بتاریخ ... ۱۸۹۵ء مدیون ڈگری نے رقم جو ہو وقت واجب تھی ... بنام ڈگریدار کے عدالت میں داخل کی جس کو

اس وجہ سے انکار کیا کہ مدیون ڈگری کا حق انفکاک اس وجہ سے زائل ہو گیا کہ اس نے تعمیل حکم ڈگری اندر میعاد تین ماہ کے ۱۲ اگست ۱۸۹۳ء

سے تعین کی اور اس حکم پر کوئی اپیل ڈگری ہائی کورٹ کا تعین ہوا اور مزید براں یہ کہ ڈگریدار نے بذریعہ اجرائے ڈگری کے قبضہ

جائداد کا حاصل کیا عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے حجت ڈگریدار منظور کی اور درخواست مدیون ڈگری ... کی بطبق اسکے مدیون ڈگری

نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا۔

بابو درگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ

مسٹر ایس ایس سنگھ منجانب رسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ہم تجویز اور وجوہ تجویز مذکورہ سے جو عدالت کلکتہ نے بمقدمہ

پورن چند بنام محمد یار ۱۱ الہ آباد کے تعلق کرتے ہیں اتفاق کرتے ہیں اور ہم ایک فیصلہ اجلاس عدالت ہذا نے بمقدمہ مرحوم

بنام گنیش داس (۱) عمل کیا تھا ہمارے مقدمہ میں ایک ڈگری حسب دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال جائداد صادر کی گئی مگر ویسی کی تعمیل بذریعہ حکم قطعی

حسب دفعہ ۹۳ نہیں کی گئی روپیہ جو بغرض انفکاک رہن ادا کیا جاتا ہے عدالت میں پیش ہوا اور اپیل کیا گیا ہماری

رائے میں اگر رقم جو پیش کی گئی کافی تھی تو وہ منظور ہونی چاہیے تھی اور انفکاک کا حکم دیا جانا چاہیے تھا اب یہ ہونا

چاہیے ہم اپیل منظور کرتے ہیں۔ اپیلانٹ اپنا خرچہ پاوے گا

اپیل ڈگری ہوا

اپیل نمبر ۳ ۱۸۹۶ء و بنالش حکم ... صاحب جج ضلع شاہجہان پور مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۶ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۴۳۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۵

پریوی کونسل

پریوی کونسل ۱۸۹۵ء
۲۱ - اپریل ۱۸۹۵ء
۲ مئی ۱۸۹۵ء
حصہ کرتا ہے
اکثر ہی
۴۴۷

حکیم محمد اکرام الدین (مدعا علیہ - اپیلانٹ) بنام **نجیبن** (مدعیہ - رسپانڈنٹ)

[بر طبق اپیل از ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی الٰہ آباد]

بیع مواضع منجانب زوجہ بنام اپنے شوہر کے

ایک دستاویز کی نسبت جو بیعنامہ مواضع منجانب ایک مسلمان زوجہ کے بنام اوسکے شوہر کے معلوم ہوتا تھا زر ثمن ادا نہیں کیا گیا تھا لیکن دستاویز مذکور میں یہ اقرار تھا کہ قیمت ادا کی گئی۔ بعد وفات زوجہ کے اوسکے رشتہ مندان میں سے وہ اشخاص نے اس بیعنامہ کے جواز تحریر کئے جانے کی نسبت معترض ہو کر نالش بنام شوہر کے دایر کی جس نے قبضہ حاصل کر لیا تھا اور بیع سبیل البدل یہ استدعا کی کر یا تو اونکو جایداد شخص متوفی میں اونکے حصص کے تجا یا اگر بیع مواضع قایم رکھا جاوے تو اونکو حصہ رسدی قیمت کا جو مسماۃ کے ترکہ کو واجب ہے دلایا جاے

ہر دو عدالتہاے ماتحت نے باتفاق یہ تجویز کی کہ زوجہ جو پردہ نشین تھی اپنے کاروبار کا انتظام کرنے کی قابلیت رکھتی تھی اور یہ کہ اوسکو قیمت نہیں ملی تھی

عدالت مرافعہ اولی نے بلحاظ حالات یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زوجہ نے ایک طرحپر مواضع کو بحق شوہر کے ہبہ کیا تھا۔ ہائیکورٹ نے تجویز مذکور منسوخ کی اور یہ فیصلہ کیا کہ بلحاظ قرینہ اسکے کہ شوہر کا دباؤ زوجہ پر تھا اور زوجہ کو بے غرضانہ مشورہ نہیں ملسکتا تھا اور بلحاظ دیگر حالات کے یہ معاہدہ کالعدم تھا

جوڈیشل کمیٹی نے یہ تجویز کی کہ عرضی دعوی یا امور تنقیح طلب سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ دباؤ ناجایز استعمال کیا گیا تھا حکام عالی مقام نے یہ تجویز کی کہ کوئی شہادت اس امر کی نہ تھی کہ قیمت بیعنامہ کافی تھی یا بیع لا ذاتی طور پر کیگیا تھا یا شوہر ذمہ داری اداے زر ثمن سے بری کیا گیا تھا۔ تجاویز سے جو پیشتر سے شہادت کی گئی ہے صرف قیاس پیدا ہوتا ہے کہ زوجہ جایداد کو کسی غرض کے لئے منتقل کرنا چاہتی تھی اور چونکہ ہبہ کا بیان خارج ہے پس دستاویز مذکور بطور بیعنامہ کے موثر ہوگی جیسی کہ وہ بظاہر معلوم ہوتی ہے۔

۴۴۸

حکام عالی مقام نے اوس عمدہ اصول کی نسبت کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا جو مشتبہ معاملات میں بابت ذمہ داری اون اشخاص کے جو مستورات پردہ نشین سے فائدہ حاصل کریں قایم کیا گیا ہے

* بحلاس لارڈ واٹسن صاحب لارڈ ہابہوس صاحب لارڈ ڈیوس صاحب و لارڈ ڈیوی صاحب سر آر کوچ صاحب

۱۹۱۳ء

حکیم محمد اکرام الدین خان بنام نجیبن

مدعیہ باقیماندہ کو ایک نصف اوس قیمت کا عطا کیا گیا جو شوہر سے واجب الادا تھی کیونکہ باقی قیمت
کا وارث خود شوہر ہوا تھا

اپیلہائے مجتمعہ (جنمین سے ایک باجازت خاص دایر کیگئی تھی) بنا راضی دو ڈگریات (مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۸ء) صادرہ ہائیکورٹ بمقدمہ واحد مشعر ترمیم ڈگری (مورخہ ۳ جنوری ۱۹۰۶ء) جج ماتحت بریلی۔

بر نالش ۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کو مسماۃ نجیبن اور اوسکی ہمشیرہ ظہور بیگم نے دایر کی۔ مسماۃ آخر الذکر ۱۹۰۵ء مین فوت ہوئی اور نجیبن کا نام بطور اوسکی وارثہ اور قایم مقام کے قبل صدور تجویز عدالت مرافعہ اولی درج مسل کیا گیا۔ مدعا علیہ اپیلانٹ مقدمہ ہذا شوہر امامی بیگم ہمشیرہ مدعیات کا تھا جو اوسکی وفات کے بعد تک زندہ رہین اور جنہون نے مسماۃ کی وفات پر اوسکے ترکہ سے سہام پانیکا دعوی کیا تھا۔

یہ اپیل ۳ حصص ان دو مواضع موسومہ جبیدہ و جیری رکھپور واقع ضلع بریلی سے متعلق تھا ایک کی بیع بالوفا اور دوسرے کی رہن تھی۔ ان مواضع کی نسبت ایک بیعنامہ رجسٹری شدہ ۹ نومبر ۱۸۹۸ء کو تحریر کیا گیا تھا جسکی رو سے امامی بیگم نے مواضع مذکور بنام اپنے شوہر کے بیع کئے تھے اور حسب بیان روپیہ ثمن مذکور بقبضہ مدعا علیہ بعوض مہر کے جو واجب ادا کئے گئے تھے عطا کیا تھا شوہر نے واخلخارج کرایا تھا نسبت استحقاق نالش مدعیات کے عدالتہاے ماتحت نے بالاتفاق بلحاظ واقعات کے یہ تجویز کی کہ اوسپر عدالت ہذا مین اعتراض نہین کیا گیا کہ امامی بیگم زوجہ اور مدعیات تینون دختران ایک ہی مان یعنی وزیرن متوفیہ سے تھین۔ بنا راضی اس فیصلہ ہائیکورٹ کے کہ رو سے مسماۃ کی دختران صحیح النسب نہ تھین کوئی اپیل پیش نہین کیا گیا ہائیکورٹ کی راے مین ان امور کی بنا پر دونون مدعیات
مستحق پانے نصف کی بطور اپنے حصص مشترک جایداد امامی بیگم متوفیہ کے تھین اور ۴۴۹
دوسرے نصف کا مستحق شوہر تھا جو بعد مسماۃ کے زندہ رہا عدالتہاے ماتحت نے بالاتفاق یہ بھی تجویز کی کہ وہ روپیہ جسکے ادا کئے جانے کا اقرار دستاویز مورخہ ۹۔ نومبر ۱۸۹۸ء مین ہے ادا نہین کیا گیا تھا

ان اپیلون مین خاص بحث یہ تھی کہ آیا زوجہ پردہ نشین نے دستاویز مذکور کو اوسکے اثر کو بخوبی سمجھکر برضا و رغبت یہ قصد کرکے تحریر کی تھی کہ معاملہ مذکور نافذ کیا جاوے اور نتیجہ یہ کہ اوسکی جایداد بھی اوسکے شوہر کے منتقل ہو جاے

۱۸۸۵ء
حکیم محمد اکرام الدین
بنام
نجیبن

واقعات مقدمہ تجویز حکام عالی مقام مین مندرج ہین۔

جج ماتحت کی یہ راے تھی کہ چونکہ بدل ادا نہین کیا گیا تھا لہذا ہبہ نامہ کا واقعی یہ اثر تھا کہ زوجہ نے قصدًا اپنی جایداد بحق اپنے شوہر کے منتقل یا ہبہ کی تھی اور یہ ازروے شرع محمدی کے جایز ہے۔ حاکم موصوف کی راے مین اس امر سے نجیبن مدعیہ کا کل استحقاق نسبت مواضع یا جزو اوس زر بدل کے جسکے عوض مین مواضع مذکور بظاہر منتقل کئے گئے تھے زایل ہو گیا ہی اونھون نے نالش کو ڈسمس کیا۔ تبارا ضی فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کے ہر دو فریق نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔ نجیبن مدعیہ نے معاملہ ۹۔ نومبر ۱۸۶۸ء کے جایز ہونیکی نسبت اعتراض کیا اور مدعا علیہ نے نسبت دعوی ہونے سہم اوس جایداد کے جو مسماۃ کی ہمشیرگان مظفر سے وراثتًا پہونچی تھی عذر کیا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ہائیکورٹ نے بحث متعلقہ حصہ مناسب جو دختران ایک مان کو قطع بحالات ملنا چاہئے حسب مندرجہ بالا فیصل کی تھی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس بارہ مین فیصلہ ہائیکورٹ کی نسبت بوقت سماعت مقدمہ ہذا اعتراض نہین کیا گیا۔

نجیبن کے اپیل کی نسبت فیصلہ اجلاس حکام سر جان ایج صاحب چیف جسٹس اور ناکس صاحب جسٹس سے ازروے تجویز واحد کے صادر ہوا جسکی روسے دونون امور طے کئے گئے تھے۔ حکام ممدوح نے تجویز عدالت ماتحت کہ جایداد بحق اکرام الدین ہبہ کی گئی تھی منسوخ کی

بعد تذکرہ بیان تحریری شخص آخر الذکر اور شہادت کے چیف جسٹس صاحب کی تجویز اس طرح پر ختم ہوتی ہے

اندرین حالات مین یہ راے قایم کرتا ہون کہ اگر مسماۃ امامی بیگم واقعی معاملہ کو سمجھتی تھی
۳۵۰ تو وہ معاملہ ایسا تھا جو ہبہ نامہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی معاملہ بیع۔ یہ وہ معاملہ نہ تھا جو مدعا علیہ نے بذریعہ
اپنے جواب دعوی اور شہادت کے عدالت کے روبرو پیش کیا تھا مگر اس مسماۃ کی نسبت مناسب طور پر نہین کہا جا سکتا ہے کہ وہ دایم المرض تھی مگر بلاشک وہ کسی قدر سست بوجہ شراب خواری کے زایل ہو گئی تھی وہ ایسی تھی کہ اوسپر اوسکے شوہر کا جو اوس سے عمر مین بیس برس چھوٹا تھا بہت اختیار پہونچ سکتا تھا اور گو یہ ممکن ہے کہ مسماۃ بذریعہ ہبہ ان مواضع کے بحق اپنے شوہر کے یا بذریعہ منتقل کرنے مواضع مذکور کے بنام اوسکے بعوض بدل ناکافی کے فایدہ پہونچانا چاہتی تھی تاہم مین یہ خیال کرتا ہون کہ ہمکو ان مواضع کی نسبت ڈگری بحق اکرام الدین بجز اسکے صادر کرنی چاہئے کہ

سنہ ۱۸۹۵ع
حکیم محمد اکرام الدین بنام نجیبن

بلحاظ حالات مجکو اطمینان اس امر کا ہو کہ اس حسن سعیدہ عورت کو بے غرضانہ مشورہ ملا تھا اور
اوسکو بخوبی یہ معلوم تھا کہ وہ اوسوقت کیا کر رہی ہے۔ مجکو یہ یقین کسلایا گیا ہے کہ مسماۃ کو بیغرضانہ
مشورہ ملا تھا پس نظر برین حالات اور بلحاظ اوس شبہہ اور اخفا کے جو خود اکرام الدین نے معاملہ ہبہ
نامہ کی نسبت پیدا کیا تھا مین یہ خیال کرتا ہون کہ اکرام الدین سے کوئی استحقاق بجز اپنے
استحقاق وراثت اپنی زوجہ امامی بیگم کے نسبت ان مواضع یا اونکے کسی جزو کے ثابت نہین
کیا ہے وہ بطور شوہر پسماندہ امامی بیگم کے مستحق پانے نصف ان مواضع کا ہے اور مسماۃ نجیبن
از روے خود اپنے استحقاق کے اور بحیثیت وارثہ اپنی ہمشیرہ کے مستحق پانے دیگر نصف کی ہے۔"
مسٹر ایچ ایچ کوزنس ہارڈی کونسل و مسٹر ایچ کادل نے منجانب اپیلانٹ یہ بحث کی
کہ یہ دو مواضع جزو متروکہ قابل تقسیم زوجہ کے نہ تھے بلکہ کامل طور پر بحق شوہر کے منتقل کیے گئے تھے
پس اوسکو جایداد مذکور کی نسبت بلا شرکت غیرے حق حاصل تھا۔ اون واقعات کو جنکو
عدالتہاے ماتحت نے بالاتفاق تجویز کیا اثر ضرور کرنا چاہیے یعنی یہ کہ مسماۃ امامی نے ہبہ نامہ بعلم اوسکے اثر
کے تحریر کیا تھا اور مسماۃ لایق عورت تھی جو اس معاملہ کو سمجھتی تھی۔ ان واقعات سے مع اس امر کے
کہ انتقال مقبضہ ہوا یہ نتیجہ لازم آتا ہے کہ مسماۃ امامی اس جایداد کو منتقل کرنا چاہتی تھی واسطے ثابت کرنے ۴۵۱
ہبہ کے ثبوت اداے قیمت کا پیش کیا جانا لابدی نہین ہے۔ اس قاعدہ عام کی نسبت کوئی نزاع نہین
ہے کہ عورت پردہ نشین کو جو اپنی جایداد منتقل کرتی ہو بے غرضانہ مشورہ ملنا چاہیے لیکن مقدمہ
ہذا مین یہ حجت کی گئی تھی کہ اصول مذکور اسوجہ کافی کی بنا پر متعلق نہین ہے کہ شہادت سے یہ ظاہر
ہوتا ہے کہ اس صورت مین مسماۃ امامی اپنے کاروبار کا انتظام بخوبی کر سکتی تھی اس امر سے کہ
زوجہ مذکورہ اپنے شوہر کو فایدہ پہونچانا چاہتی تھی بنفسہ کوئی ثبوت اس امر کا حاصل نہین ہوتا کہ
اوسپر شوہر نے دباؤ ناجایز ڈالا تھا امر آخر الذکر کی نسبت کوئی شہادت موجود نہین ہے۔ مقدمات
ہیٹ بی بی بنام ہیٹ بی بی (۱) ورانی بحیرالنسا بنام مسماۃ روشن جہان (۲) و قمر النسا بی بی بنام حسینی بی بی
(۳) و رو جابائی بنام اسمعیل احمد (۴) و محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (۵) کا حوالہ دیا گیا تھا۔
مسٹر جے ڈی مین و مسٹر جی ای اے راس نے منجانب مسپانڈنٹ یہ بحث کی کہ ہائیکورٹ کی

(۱) رپورٹ ورکلی کیسز اسال ہیٹیٹی صاحبان جلد ۵ صفحہ ۸ سنہ ۱۸۶۶ع (۲) مقدمہ ۱۳ لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۳ صفحہ
۲۹۱ و ۳۰۵ - واشرئیل رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۰۲ - (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ و سنہ ۱۸۹۰ع - (۴) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۷ سنہ ۱۸۸۰ع (۵) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۵
صفحہ ۸۱ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴ سنہ ۱۸۸۸ع

سنہ ۱۹۰۹ء
حکیم محمد اکرام الدین
بنام
نجیبن

تجویز صحیح ہے یہ امر کہ یہ معاملہ بطور ہبہ کے قایم نہین رہ سکتا ہے صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر زوجہ معاملہ سوتوہ(۹)۔ نومبر ۱۸۶۳ء کے سمجھنے کے لئے کافی عقل رکھتی تہی تو اوس نے ضرور یہ سمجھا ہوگا کہ جایداد بعوض شوہر بیع اور نہ ہبہ کی گئی ہے۔ لیکن شوہر نے اس معاملہ پر بطور بیع کے استدلال کیا تہا۔ یہ امر کہ یہ معاملہ اب ہبہ تجویز کیا جاے خلاف اوس اصول عام کے ہوگا جو مقدمہ رایشان چندر سنگہ بنام ستیا ماچرن ہشو(۱) ظاہر کیا گیا تہا اگر یہ معاملہ ہبہ تجویز کیا جا سکتا ہو تو اوسکے خلاف بیان کرنا ضرور ہوگا جو اوسوقت کیا گیا تہا۔ ہائی کورٹ نے بینامہ کے اوسصورت مین بہی نافذ کرنے سے صحیح طور پر انکار کیا کہ وہ کل حالات جنہین شوہر اوسکو قایم رکہنا چاہتا تہا عدالت کے روبرو تہے دربارہ نہ ادا کئے جانے روپیہ کے صریحاً اخفا کیا گیا تہا اوسوقت ستعا قدین دستاویز کے باہم تعلق ملکی تہا کیونکہ شوہر نے بتاریخ سوم ماہ مذکور زوجہ کا مختار نامہ بطور کارندہ اوسکی جایداد کے قبول کیا تہا ہائیکورٹ نے زوجہ کی علالت اور پردہ نشینی اور قطعاً حاصل نہ کرنے بے غرضانہ مشورہ یا نہونے ذرایع حاصل کرنے بے غرضانہ مشورہ پر صحیح طور پر لحاظ کیا تہا اور امور مذکور کو ٹہیک وقعت ۴۵۲
دی تہی بس دعوی نسبت مواضع کے صحیح طور پر منظور کیا گیا تہا اور تجویز بحال رہنی چاہئے۔ نسبت اون معاملات کے جو کسی پردہ نشین عورت نے کئے ہون مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا تہا۔

گریش چندر لاہوری بنام مسماۃ بہگوتی دیبیا(۲) وشا کرودین تیواری بنام نواب سید علی حسین خان(۳) وسود شٹ لال بنام مسماۃ شیو برت کنور(۴)، ومحمد بخش خان بنام حسینی بی بی(۵)

مسٹر ایچ کو نس مارٹن کونسل جواب دہندہ نان ۱۳۔ مئی کو حکام عالی مقام کی تجویز لارڈ ڈیویا صاحب نے صادر فرمائی۔

اکتوبر ۱۸۶۰ء مین اپیلانٹ مقدمہ ہذا کا ازدواج مسماۃ امامی بیگم کے ساتہ ہوا تہا مسماۃ کی عمر اوسوقت ۵۰ سال کی تہی اور اپیلانٹ قریب ۲۶ سال کے اوس سے چہوٹا تہا مسماۃ امامی بیگم کا ازدواج پہلے دو مرتبہ ہو چکا تہا اور اوس نے اپنے ایک پہلے شوہر سے دولت کثیر وراثتاً پائی تہی اور بوقت ازدواج ساتہ اپیلانٹ کے مسماۃ نہایت دولتمند تہی۔ بخلاف اسکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹ بہت کم استطاعت تہا

(۱) اپیلیاسے ہند سوتہرلینڈ صاحب جلد ۱ صفحہ ۳۴ (۱۸۶۲ء)۔ (۲) اپیلیاسے ہند سوتہرلینڈ صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ و ۱۴۰ (۱۸۶۶ء) (۳) لا رپورٹ اپیلیاسے ہند جلد ۵ صفحات ۹۲ و ۱۰۹ (۱۸۷۸ء) (۴) لا رپورٹ اپیلیاسے ہند جلد ۸ صفحات ۳۹ و ۴۳ و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۵ (۱۸۸۱ء)
(۵) لا رپورٹ اپیلیاسے ہند جلد ۱۵ صفحہ ۸۱ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴ (۱۸۸۸ء)

سنہ ۱۸۹۹ع

حکیم محمد اکرام الرحمن بنام نجیبن

مسماۃ اماؔمی بیگم نے ایک مختارنامہ مورخہ ۲۔ نومبر ۱۸۹۲ء بحق اپیلانٹ تحریر کیا تھا جسکی رو سے مسماۃ نے اوسکو اختیار تحصیل کرنے لینے لگان اور عطا کرنے رسیدات کا اور اپنی جایداد کی نسبت دیگر اختیارات کثیر استعمال کرنے کا عطا کیا تھا۔

چند روز بعد مسماۃ اماؔمی بیگم نے ایک بیعنامہ مورخہ ۹۔ نومبر ۱۸۹۲ء تحریر کیا جسکی رو سے اوس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ اوس نے دو مواضع بحق اپیلانٹ بعوض ۔۔۔ کے بیع کئے اور کل زر ثمن مشتری مذکور سے پایا تھا اور او سکو شی اپنے مالکانہ قابض جایداد کرایا تھا۔ جبنا پرشاد اسپیشل سب رجسٹرار نے اپنی رپورٹ مین یہ بیان کیا کہ وہ ۱۱۔ نومبر ۱۸۹۲ء کو مسماۃ اماؔمی بیگم کے گھر پر گیا تھا اور یہ کہ مسماۃ نے مضمون بیعنامہ لفظ بلفظ سُنا تھا اور پردہ کے اندر سے اوسکی تحریر و تکمیل تسلیم کی تھی اور یہ تسلیم کیا تھا کہ مسماۃ کو ۔۔۔ کی اشرفیان ملچکی ہین اور سب رجسٹرار نے ۵۰۳
رپورٹ مین یہ تحریر کیا کہ مشتری اپیلانٹ نے مسماۃ بایع کو اوسکے سامنے دس تھیلیان جسمین ۔۔۔ تہا وی تہین۔ پندرہ روز بعد مسماۃ نے مختارنامہ مورخہ ۲۴۔ نومبر ۱۸۹۲ء بغرض کرانے داخلخارج کے تحریر کیا تھا۔ اس مختارنامہ کے تحریر کئے جانے کی تصدیق بھی ایک کمشنر نے کی تھی۔

مسماۃ اماؔمی بیگم ماہ جنوری ۱۸۹۳ء مین فوت ہوگئی اور کچھ عرصہ بعد اسپاندشتہ متعدد ہوا اور اوسکی بہن نے جو بعدہٗ فوت ہوئی یہ نالش بنام اپیلانٹ بدین بیان دائر کی کہ وہ ہمشیرگان جایز اور ورثاے مشترک مسماۃ کی ہین۔ مدعیاۃ نے اپنی عرضیدعوی مین اس امر سے انکار کیا کہ باہم مسماۃ اور اپیلانٹ کے ازدواج ہوا تھا اور یہ بیان کیا کہ اوس نے مسماۃ کی اکثر جایداد مقبوضہ و غیر منقولہ پر بلا شرکت غیرے قبضہ اور تصرف بلا کسی استحقاق کے کیا ہے۔ اونہون نے نسبت بیعنامہ کے یہ بیان کیا کہ مسماۃ کو اوسکا کچھ علم نہ تھا اور نہ وہ اوسکو پڑھکر سنایا گیا تھا اور نہ وہ اوسکو سمجھ سکتی تھی کیونکہ وہ شراب کے نشہ مین تھی الغرض یہ بیعنامہ ناجایز اور جعلی اور بلا کسی بدل کے کالعدم تھا۔ عرضیدعوی مین استدعا دلاپانے قبضہ مواضع رجنمین دو مواضع متنازعہ داخل تھے اور دیگر جایداد مصرحہ کی تھی اور یہ کہ اگر مدعاعلیہ یہ ثابت کرے کہ واقعی یہ دونون مواضع بیع کئے گئے تھے تو اونکا زر ثمن مدعیات کو مدعاعلیہ سے بجاے قبضہ جایداد کے معہ مال منقولہ کے دلایا جاے اور مسماۃ کے مال منقولہ کا قبضہ یا اوسکی قیمت دلائی جاے۔

اپیلانٹ نے اپنے جوابدعوی مین مدعیات کے استحقاق سے انکار کیا اور بیعنامہ پر استدلال کیا

سنہ ۱۹۰۵ء
علیم محمد اکرام الدین ۴۵۴
بنام
بچھیین

جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ رسپانڈنٹ اور مدعیہ ورثائے قانونی مشترک مسماۃ امامی بیگم کے تھے اور اپیلانٹ اور مسماۃ کے باہم ازدواج ہوا تھا۔ تجویز اول کو ہائی کورٹ نے ترمیم کیا۔ اور یہ تجویز کی کہ رسپانڈنٹ اور مدعیہ بگر مع مسماۃ کے ایک ہی ماں سے پیدا ہوئی تھین مگر دوسرے غیر صحیح النسب تھین۔ اسکا نتیجہ یہ تھا کہ مدعیات مستحق پانے صرف ایک نصف کی ہوئین اور مدعا علیہ (اپیلانٹ) مستحق پانے دوسرے نصف جایداد کا ہوا۔ ان تجاویز کی نسبت جس طرح پر کہ وہ بعد ترمیم ہائی کورٹ کے تھین اب اعتراض کیا گیا ہے۔

امور تنقیح طلب چہارم و پنجم متعلق بیعنامہ کے حسب ذیل تھے

۴۔ آیا مسماۃ امامی بیگم نے بیعنامہ مورخہ ۹ نومبر ۱۸۹۸ء جسکی رو سے بعض مواضع بحق مدعا علیہ منتقل کئے گئے تھے تحریر کیا تھا اور آیا مسماۃ نے بیعنامہ مذکور بحالت صحت عقل تحریر کیا تھا یا جبکہ مسماۃ اپنے ہوش مین نہ تھی بلکہ نشہ مین تھی بلا سمجھے اپنے فعل کے تحریر کیا تھا یعنی یہ کہ آیا مسماۃ نے دستاویزات مذکور کا مضمون سمجھا تھا یا مسماۃ اوسکے سمجھنے کے قابل نہ تھی"

۵۔ جایداد مبیعہ کی قیمت واقعی کیا ہے آیا عــــ جو قیمت لکھی گئی تھی یا وہ واقعی زر ثمن تھا یا رقم عــــ جو بموجودگی سب جسٹرار اور کمشنر کے حسب بیعنامہ ادا کی گئی تھی واقعی ادا کی گئی تھی یا انتقال بلا کسی بدل کے کیا گیا تھا"

ان امور تنقیح طلب کی نسبت جو شہادت ہے اوسپر بحث طویل غیر ضروری ہے کیونکہ ہر دو عدالتہائے ماتحت اوسکے اثر کی نسبت واقعی متفق ہین گو نسبت نتیجہ قانونی یا ماحصل کے اونکی رائے متفق نہین ہے۔ ہر دو عدالتون کو اس امر کا اطمینان ہوا تھا کہ بوقت التصدیق بیعنامہ مسماۃ نشہ مین نہ تھی اور یہ کہ وہ اپنے کاروبار کا انتظام کر سکتی تھی اور واقعی کرتی تھی اور یہ کہ مسماۃ نے بلا شبہہ بیعنامہ اور مختار نامہ پر جو واسطے کرانے داخلہ کے تھا خود دستخط کئے تھے اور یہ کہ گو مسماۃ نے عــــ کا پانا تسلیم کیا تھا مگر واقعی زر مذکور ادا نہین کیا گیا تھا اور یہ کہ وہ تھیلیان جنمین بظاہر روپیہ تھا سب رجسٹرار کے رو برو پیش کی گئی تھین لیکن کوئی شہادت واقعی نسبت اوس شے کے جو اون مین تھی یا نسبت اس امر کے کہ وہ روپیہ (اگر روپیہ تھا) کہان سے آیا تھا یا بعدہ کہان گیا موجود نہ تھی المختصر یہ ثابت نہ تھا کہ اپیلانٹ نے مسماۃ کو زر ثمن کا کوئی جزو ادا کیا تھا

۴۵۵ ان تجاویز واقعاتی کی بنا پر (جنسے حکام عالی مقام کلیتاً اتفاق کرتے ہین) جج

علیم محمد اکرام
بنام
نجیبن

ماتحت نے یہ تجویز کی تہی کہ قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسماۃ نے اپیلانٹ کو یہ جایداد رعایتاً
بوجہ محبت کے دی تہی گو اوسنے معطیتاً ہبہ مذکور کو بیع نامزد کیا تہا اور مسماۃ نے بعوض
ہبہ نامہ کے بیعنامہ واسطے قایم رکہنے اعزاز اور شرافت اپیلانٹ کے جو اوس شہر
کے ایک قدیم شریف خاندان سے تہا اور اوسکو فضیحت سے بچانے کے لئے
تحریر کیا تہا۔ حکام ذیعلم ہائی کورٹ نے اس راے سے اختلاف کیا اور حکام
عالی مقام اونکی راے سے اتفاق کرتے ہین کوئی شہادت منشاے ہبہ کی
موجود نہین ہے اور عرضیدعوی اور جوابدعوی مین یہ مندرج نہین ہے کہ مواضع
مذکور اپیلانٹ کو عطا کئے گئے تہے یا مسماۃ کا یہ مقصود تہا کہ زرثمن کا کوئی جزو
اوسکو معاف کیا جاے یا وہ زرثمن کے کسی جزو کے ادا کرنے سے بری کیا جاے
اس تسلیم سے کہ عطئے پیشتر وصول ہوئے تہے بلاشبہہ بایع کو یہ اختیار
حاصل ہوگا کہ جایداد مشتری دوم کے پاس منتقل کرے کیونکہ مابین مشتری دوم اور
بایع کے بایع کو یہ استحقاق نہوگا کہ ادا سے اوس جزو زرثمن سے انکار کرے لیکن
مابین بایع اور مشتری کے اقرار مذکور کا یہ اثر نہوگا کہ مشتری بری الذمہ ہوجاے۔

گو حکام عالی مقام اس حد تک ہائی کورٹ کی راے سے اتفاق کرتے ہین
حکام ممدوح کلیتاً نسبت نتیجہ کے اتفاق نہین کرتے ہین گو اغلباً اختلاف نسبت
شکل کے اور نہ نسبت کسی امر اصلی کے ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکام ہائیکورٹ
نے یہ خیال کیا تہا کہ نظر بحالات یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اپیلانٹ نے دباؤ ناجائز
ڈالا تہا اور یہ کہ اوسکو یہ ثابت کرنا چاہئے تہا کہ اس مسن عورت کو بے غرضانہ مشورہ
ملا تہا اور وہ بخوبی یہ سمجہتی تہی کہ وہ کیا کررہی ہے چنانچہ عدالت موصوف نے معاملہ
مذکور کو کلیتاً منسوخ کیا۔ حکام عالی مقام کو اس بارہ مین شبہہ ہے کہ یہ امر صحیح
یا بالکل مطابق تجاویز ماقبل عدالت موصوف کے ہے یا نہین مدعیات نے
اپنی عرضیدعوی مین یا اون امور تنقیح طلب مین جنکی بنا پر مقدمہ کی تجویز کی گئی تہی کوئی
بیان نسبت دباؤ ناجائز کے نہین کیا ہے اور کوئی شہادت اس امر کی موجود نہین
ہے کہ عطئے ناکافی قیمت تہی یا اگر قیمت ادا کیجاتی تو بیع ناعاقبت اندیشی کے
ساقط ہوتا بربناے اون تجاویز کے جو شہادت پر مبنی تہین حکام عالیمقام یہ خیال کرنے مین کہ قیاس کرنا لازم ہے کہ مسن

۱۸۹۸ع حکیم محمد اکرام الدین بنام نجیبن

جایداد مذکور کو کسی عرض کے لیے منتقل کرنا چاہتی تھی اور چونکہ قیاس سے یہ خارج ہوا ہے لہذا ہدایت مذکور (اگر وہ مطلقاً نافذ کی جاوے) اوسی طور پر نافذ کی جاویگی جیسی کہ وہ معلوم ہوتی ہے یعنی بطور ہیبنامہ کے اوس مقدمہ مین جو حکام عالی مقام کے روبرو پیش ہے یہ نتیجہ اخذ کرنے سے حکام عالی مقام کا منشا اوس عمدہ اصول کی نسبت ذرہ بھی شبہ پیدا کرنے کا نہ تھا جو ان مقدمات مین نسبت ذمہ داری اون اشخاص کے قرار دیا گیا ہے جو کسی عورت پردہ نشین سے فائدہ اوٹھاوین۔

پس حکام عالی مقام حضور ملکہ معظمہ کو مودبانہ یہ مشورہ دینگے کہ مدعیہ باقیماندہ (ہیبانامہ متنازعہ مقدمہ ہذا) کو وادرسی متدعویہ فقرہ چہارم استدعا جاوے عرضیہ دعوی عطا کی جاوے اور بغرض مذکور ڈگری ہائی کورٹ اس طرح پر ترمیم کیجاوے کہ بجاے الفاظ مصرحہ ذیل کے الفاظ ذیل داخل کیے جائین۔ باستثناے دو مواضع جیبہ چپری (مع باغ و مکانات) اور بچھور پرگنہ نواب گنج کے لیکن بشمول مبلغ عہ للعصہ عہ قیمت دو مواضع مذکور کے جو مدعاعلیہ سے واجب ہے۔ اور بعد الفاظ تاریخ قبضہ کے الفاظ ذیل اضافہ کیے جائین معہ سود بالاے رقم عہ سن ابتداے ۹ - نومبر ۱۸۸۸ع تا تاریخ اداے رقم مذکور اوس شرح سے جو عدالت معمولاً دلاتی ہے۔ اور بعوض الفاظ جسکی تعداد حسب ذیل ہوگی الفاظ مثل زر واصلات اور سود کی تعداد حسب مصرحہ ذیل ہوگی" درج کیے جاوین اور جملہ دیگر امور کی نسبت ڈگری بحال رکھی جانی چاہیے اور اپیل ڈسمس کیا جانا چاہیے۔

چونکہ اپیلانٹ نے حکام عالی مقام کے روبرو دعوی دلاپانے اس جایداد کا بطور ہبہ کے بلا اداکرنے کسی رقم کے کیا تھا اور کبھی اثناے کاروائیات مین قیمت کے ادا کرنے یا مسماۃ امامی بیگم کی جایداد مین اوسکے داخل کرنے کی نسبت آمادگی ظاہر نہین کی لہذا احکام عالی مقام حضور ملکہ معظمہ کو یہ مشورہ نہ دینگے کہ کوئی تبدل اوس حکم مین کیا جاے جو نسبت خرچہ کے ہائی کورٹ نے دیا ہے اور بربناے وجہ مذکورہ اور اسوجہ سے کہ ریسپانڈنٹ مع اقتصی
۴۵۷ کامیاب ہوا ہے حکام عالی مقام یہ خیال نہین کرتے ہین کہ اوس ترمیم سے جو اونہون نے ڈگری مین کی ہے اپیلانٹ ان اپیلون کے خرچہ کے ادا کرنے سے سبکدوش ہو سکیں اپیلانٹ کو خرچہ مذکور ادا کرنا چاہیے۔

اپیل منظور ہوا اور ڈگری ترمیم کی گئی

سالیسٹران منجانب اپیلانٹ ۔ مسٹران رنگن و فورڈ و فورڈ و جیسٹر
سالیسٹران منجانب رسپانڈنٹ ۔ مسٹران پیک و بیرٹ

صیغۂ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

عباسی بیگم (مدعیہ)
بنام
افضل حسین و یکس دیگر (مدعا علیہم)

شرع محمدی ۔ شفع ۔ طلب استشہاد ۔ طلب مواثبت کا ذکر ضروری ہے ۔

شفیع کو جو دعوی شفع از روے شرع محمدی کے کرے بوقت کرنے طلب استشہاد کے صاف طور پر یہ بیان کرنا لازم ہے کہ وہ طلب مواثبت کر چکا ہے ۔ مقدمہ رجب علی چودھری بنام چندی چرن بہادر (۱) کی تقلید کی گئی ۔

مقدمہ ہذا میں اپیلانٹ جو ایک مسلمان عورت تھی نالش شفع میں جو بابت ایک حصہ زمینداری اور مکانات کے تھی مدعیہ تھی ۔ عدالت مرافعہ اولی (منصف حوالی بریلی) نے دعوی ڈگری کیا ۔ مدعا علیہ مشتری نے اپیل کیا ۔ عدالت اپیل ماتحت (جج ضلع بریلی) نے اپیل ڈگری کیا اور نالش ڈسمس کی ۔ صاحب جج ضلع نے یہ تجویز کی کہ گو مدعیہ نے بوقت پانے خبر اوس بیع کے جس سے دعوی شفع پیدا ہوا فوراً یہ ظاہر کیا کہ وہ شفیع ہے اور اسطرح طلب مواثبت ٹھیک مطابق شرع محمدی کے کی گئی مگر اوس نے طلب استشہاد میں جو بذریعہ مختار کے کی گئی تھی اس امر کا ذکر نہیں کیا کہ طلب مواثبت ہو چکی ہے پس صاحب جج ذیعلم نے یہ تجویز کی کہ سخت ضوابط شرع محمدی کی تعمیل نہیں کی گئی اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مدعیہ کی نالش ڈسمس کی ۔ پس مدعیہ نے ہائی کورٹ میں اپیل کیا ۔ ۴۵۸

مسٹر امیر الدین منجانب اپیلانٹ ۔

مولوی غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹان ۔

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ یہ اپیل دوم مدعیہ نے ایک نالش شفع میں پیش کیا ہے ۔ وہ عورت جو شفیعہ اور اپیلانٹ مقدمہ ہذا ہے بوجہ تجویز عدالت اپیل ماتحت کے

٭ اپیل دوم نمبر ۱۰۰۰ ۱۸۹۵ء ۔ ۔ ۔ ڈگری ای ۔ جے گنٹن صاحب جج ضلع بریلی مورخہ ۔ ۔ فروری ۱۸۹۵ء و منسوخی ڈگری مشی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۲۳ ۵

حکم مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء (right margin notes, partly illegible)

سنہ ۱۸۹۶ء
عباسی بیگم
بنام
افضل حسین

ناکامیاب رہی تھی یعنی یہ کہ اوس نے پورے طور پر احکام شرع محمدی کی تعمیل دربارہ طلب استشہاد کے نہیں کی تھی - واقعات حسب تجویز عدالت اپیل ماتحت یہ ہیں کہ وہ عورت بوقت پہونچنے اطلاع و اوس معاملہ کے جس سے اوسکو استحقاق شفعہ حاصل ہوا اپنے مکان کے اندر تھی ایسکا نے فوراً ظاہر کیا کہ دعویٰ شفیع ہے بلا شبہہ احکام قانون متعلقہ طلب مواثبت کی تعمیل کافی کی گئی بعدہ مسماۃ نے ایک مختار کو یہ ہدایت کی کہ وہ مشتری سے جو مکان کے باہر تھا اوسکا یہ ارادہ ظاہر کرے کہ وہ اپنا حق استعمال کرنا چاہتی ہے صاحب جج ذیعلم نے یہ تحریر کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند اشخاص مختار کے ساتھ بطور گواہ کے گئے تھے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ بوقت طلب ثانی کے مشتری سے کوئی ذکر طلب ماقبل کا جو مکان کے اندر کی گئی تھی نہیں کیا گیا صاحب جج نے یہ تجویز کی ہے کہ یہ کافی تعمیل قانون کی نہیں ہے - بربناے اون وجوہ کے جو تجویز اجلاس کامل عدالت کلکتہ میں بمقدمہ رجب علی چودہری بنام چندی چرن بہدر (۱) مندرج ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ اونکی راے صحیح ہے - ہم فیصلہ عدالت مذکور سے اتفاق کرتے ہیں - ہمکو معلوم ہوا ہے کہ اس نظیر کی تقلید دیگر مقدمات میں عدالت ہذا کی گئی +

ہم اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہیں

اپیل ڈسمس کیا گیا -

صیغہ اپیل فوجداری

باجلاس سر لوئی کرشا صاحب نیٹ چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس

۱۳ جون ۱۸۹۶ء
مجموعہ ضابطہ فوجداری
۵۹۱

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پراگ دت وغیرہ*

مجموعہ ضابطہ فوجداری (۱۸۸۲ء) دفعہ ۴۱۷ - اپیل منجانب گورنمنٹ بنا راضی حکم برات ویسا ہی ہے جیسا اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم ہے - ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۹۶ و دفعات مابعد - استحقاق حفاظت خود اختیاری

جبکہ کسی گروہ اشخاص نے بذریعہ جبر ناجائز کے اپنے حقوق واقعی یا فرضی کے حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہو اور جبکہ گروہ مذکور ایسے اشخاص کے ساتھ جنگ کرے جنہوں نے

+ دیکھو مقدمہ علی محمد خان بنام محمد سعید خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹) - (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۳۲۰ + دیکھو مقدمہ اکبر حسین بنام عبد الجلیل (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰) صفحہ ۳۵۴ انڈین لا رپورٹ

* اپیل فوجداری نمبر ۴۲۳ سنہ ۱۸۹۶ء

۱۹۰۷ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پراگ دت

بھی اوسیطرح بذریعہ جبر یا جابرانہ کے اپنے حقوق واقعی یا فرضی کے حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہو تو کوئی بحث حفاظت خود اختیاری کی پیدا نہیں ہوتی ہے

مجموعہ ضابطہ فوجداری میں بظاہر کوئی فرق درمیان استحقاق اپیل بنا براضی حکم بریت اور استحقاق اپیل بنا براضی بجوز بثبوت جرم کے نہیں ہے۔ مقدمات قیصر ہند بنام گیا (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبردھن (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ بہ تجویز عدالت میں پورے طور پر مندرج ہیں

قایم مقام گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر اے ای رایوز) مع مسٹران سی ڈلن و بی ای اوکانر منجانب سرکار۔

مسٹر ڈبلیو والک بابو جوگندر ناتھ چودھری منجانب رسپانڈنٹان

کرشا صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ گورنمنٹ ایڈوکیٹ نے یہ اپیل بنا براضی حکم ابتدائی مشعر بریت ملزم معدودہ عدالت سشن فرخ آباد پیش کیا تھا۔ عدالت کے روبرو پچھ برہمنان جو بطور قرابت داران تھے) اور ایک گڈریہ ملازم ان برہمنان کا تھا جنپر الزام جرایم دفعات ۳۰۴ و ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا لگایا گیا تھا اور جنکا ارتکاب بمقام مادہو نگر ۲۳ جولائی ۱۹۰۶ء کو کیا گیا تھا

اسمین کچھ شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ یہ مقدمہ بوجہ تنازعہ درمیان ٹھاکران و برہمنان جو بے مقام مادہونگر کے ہوا تھا۔ اونین تنازعہ نسبت ایک قطعہ اراضی افتادہ کے تھا۔ چوبے بیان کرتے ہین کہ اراضی مذکور ایک باغ کے متعلق ہے جو مسلماً اونکا ہے بخلاف اسکے ٹھاکر یہ کہتے ہین کہ اراضی متنازعہ ایک جزو اونکی اراضی زراعتی کا ہے جو واقعی اوس سے ملی ہوئی ہے۔

۲۳ جولائی کو فریقین کے باہم تنازعہ کی وجہ سے لڑائی ہوئی اور اس لڑائی مین مسمی اجودھیا ٹھاکرون کا ایک ملازم گولی سے مارا گیا۔ للتو گڈریہ پر الزام چلانے بندوق کا لگایا گیا ہے۔ سرکار کی جانب سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس نے بہ پیروی غرض مشترک برہمنان کے جنھون نے بذریعہ اظہار جبر کے کوشش نفاذ اپنے حقوق مبینہ متعلقہ اس قطعہ اراضی کی کی تھی بندوق چلائی پس کل ساتون رسپانڈنٹان پر الزام دفعات محولہ بالا کا لگایا گیا۔ اس فساد کی وجہ سے ٹھاکران و برہمنان دونون گرفتار کئے گئے ۴۶۰

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۳۸

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۲۸

۱۹۰۷ع
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
برگدت

جیسا کہ اس قسم کے مقدمات مین معمولاً ہوتا ہے پولیس کو واقعات کی نسبت شہادت اشخاص غیر متعلقہ کی بدشواری ملی ساکنان موضع جو موجود اور دیکھ رہے تھے غالباً بوجہ ہمدردی یا تعصب کے ایک یا دوسرے فریق سے جنھین تنازعہ تھا اسقدر اتفاق رکھتے تھے کہ اونسے بے جو خشا اور معتبر شہادت حاصل ہونے کی امید نہین کی جا سکتی تھی - تین گواہ ملے ہین ایک حجام اور ایک جولاہا ساکن بیون مہرا ے اور ایک بنجارہ ساکن اکرام آباد - یہ دو ملزان گانون ماد ہونگر سے ایک میل کے فاصلہ کے اندر ہین - ملزمان کی جانب سے یہ بیان نہین کیا گیا ہے کہ ان تینون گواہون مین سے کسی پر تعصب یا طرفداری کا شبہ ہے - ان اشخاص کی شہادت کی بنا پر عدالت سشن نے برہنان کو بری کیا اور انہین اشخاص کی شہادت کی بنا پر گورنمنٹ ایڈوکیٹ نے برہنان کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کرنے کی ہم سے استدعا کی ہے -

ہم نے اس شہادت پر نہایت غور سے لحاظ کیا اور اس بارہ مین ہمکو گورنمنٹ ایڈوکیٹ اور کونسل ذی علم ملزم کی پر احتیاط نکتہ چینی سے مدد ملی - بلا شک یہ بیانات جزئیات مین مختلف ہین مگر امور ذیل کی نسبت سب متفق ہین - یعنی یہ کہ ٹھاکرون کا گروہ ۳۰ سے لیکر ۵۰ آدمیون کا تھا اور گروہ مذکور مین سے ایک شخص کے پاس بندوق تھی اور بقیہ اشخاص لاٹھیون سے مسلح تھے اور دوسری جانب یہ ملزمان تھے جن مین سے ایک یعنی للتو بندوق سے مسلح تھا اور دیگر اشخاص کے ہاتھ مین (حسب بیان چھیدا و بدھا کے) بجز لاٹھیون کے اور کچھ نہ تھا - جملہ اشخاص کا بالاتفاق یہ بیان ہے کہ ٹھاکرون نے ایک تھانولا یعنی دیوار خام کے جو غالباً ۳ فٹ اونچی گرد نیب کے درخت کے تھی گرانے کا حکم دیا تھا - برطبق اسکے جو بون بنے مزاحمت کی اور یہ استدعا کی کہ معاملہ عدالت کے روبرو پیش کیا جاے - بعدہ سخت کلامی ہوئی اور مار پیٹ ہوئی اور ٹھیک اوسیوقت للتو نے اجودھیا پر جو ٹھاکرون کے گروہ مین تھا بندوق چلائی جس سے وہ اوسی جگہ ہلاک ہو گیا - یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسپر جملہ اشخاص بھاگ گئے - دو اشخاص ملزم کی جانب سے عذر عدم موجودگی کا پیش کیا گیا ہے دیگر اشخاص یہ کہتے ہین کہ وے گنگا بخش کی مدد کے لیے گئے تھے اور چھپے کھڑے تھے اور اونکے پاس کسی قسم کے کوئی ہتیار نہ تھے اور اونھون نے کسیکو نہین مارا - گنگا بخش یہ کہتا ہے کہ وہ اوس جگہ ہوا ل توڑتا تھا اوس نے یہ دیکھا کہ ٹھاکر تھانولے کے گرانے پر آمادہ ہین اوس نے منع کیا اور وہ پیٹا گیا اور بیہوش ہو گیا - للتو یہ کہتا ہے کہ اوس روز اوسکے پاس بندوق نہ تھی -

۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
پراگدت

مسٹر والک نے جو ملزمان کی جانب سے حاضر ہوا ہے یہ حجت کی ہے کہ گو نہیں تین گواہان
کی شہادت سے یہ ثابت ہے کہ چوبے اوس جگہ واسطے ایک غرض جائز کے جمع ہوئے تھے
اور اونکی جماعت برابر کار جائز کرتی رہی اور للتو اوس جگہ اونکے ساتھ نہین آیا تھا بلکہ اونکے بعد
اور بالکل بلا تعلق آیا تھا۔ للتو چڑیون کا شکار کھیلنے گیا تھا اور بموجب بیان گواہان سرکار کے
بھی اوسکا فعل بلا تعلق کسی شخص دیگر کے باستعمال استحقاق جائز حفاظت خود اختیاری کے
کیا گیا تھا پس اونھون نے یہ حجت کی ہے کہ ملزمان مین سے کسی شخص نے کسی جرم کا ارتکاب
نہین کیا اور حکم بریت مصدرہ عدالت سشن فرخ آباد صحیح اور مناسب ہے اونھون نے بربنائے
سند مقدمات ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گیادین (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چھوٹو (۲) کے یہ بھی حجت
کی کہ عدالت ہذا نے یہ تجویز کی ہے کہ اختیارات غیر معمولی جو حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے عطا کئے گئے ہین نہایت کمی کے ساتھ استعمال کئے جانے چاہئین اور نسبت ایسے فیصلجات
کے جو صرف واقعات سے متعلق ہون صرف اون صورتون مین استعمال کئے جانے چاہئین
جنمین بوجہ ناقابلیت یا کم عقلی یا ضد کسی عدالت ماتحت کے ایسے خلاف عقل اور بیہودہ نتایج
شہادت سے اخذ کئے گئے ہون کہ صریحاً بے انصافی ہوئی ہو اس مقدمہ مین تجویز کی نسبت
یہ نکتہ چینی صادق نہین آتی ہے پس اس تجویز مین دست اندازی نہین کیجا سکتی۔

بملاحظہ تجویز کے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب سشن جج ضلع نے وجوہ براءت
۴۶۲ ملزمان کے بیان کئے ہین کہ وہ مجمع جائز تھا اور للتو نے بندوق چلائی تھی اور بندوق چلانا جائز تھا
اور اوسکو اس اندیشہ کی وجہ تھی کہ اگر وہ بندوق نہ چلاتا تو برہمنان مارے جاتے اسلئے بلوہ کا
ارتکاب نہین ہوا اور یہ ثابت نہین کیا گیا ہے کہ اجودھیا بہ پیروی کسی غرض مشترک مجمع چوبون
کے بندوق سے ہلاک کیا گیا تھا یا چوبے یہ قرین قیاس خیال کرتے تھے کہ کوئی شخص بندوق
سے ہلاک کیا جائے گا۔

یہ حجت کہ للتو شریک مجمع چوبون کا نہ تھا بلکہ علیحدہ آیا تھا مسٹر والک نے بربنائے چند
الفاظ کے جو سوالات جرح بدہا گواہ مین پائے جاتے ہین پیش کی ہے۔ الفاظ مذکورہ یہ ہین۔
"مین نے پراگدت اور بیچے لال (یہ دونون چوبے ہین) کو آتے ہوئے دیکھا تھا۔
بعدہ للتو آیا وہ کسی جگہ سے شکار کھیلتا ہوا باغ کے دکھن سے آیا تھا" دو دیگر گواہ صرف یہ

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۲

۱۹۰۴ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
ہرگوبند وغیرہ

کہتے ہیں کہ اونہوں نے چوبوں کو تنہا کرون کا مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا اور چوبوں میں ملتو گوڑ بھی
شامل تھا۔ بدہا نے بھی یہ کہا ہے کہ آغاز لڑائی سے بھی ملتو چوبوں میں شامل تھا ملتو ملازم
چوبوں کا تھا اور جبکہ شہادت ہر سہ گواہان کے ملانے سے بلا کسی قسم کے شبہ کے اس امر کا
اطمینان ہوتا ہے کہ ملتو اوس مقام پر بشمول دیگر گروہ چوبوں کے موجود تھا۔ اوسکے اوس
موقع پر فوراً جانے اور بیشک طور پر اور مستعدی سے کے ساتھ اپنے مالکوں کے ساتھ عمل
کرنے سے (درحالیکہ وہ محض ملازم تھا) ہمکو اس امر کا اطمینان ہوتا ہے کہ یہ ساتوں اشخاص
بعلم و نیت مشترک عمل کرتے تھے اور وہ نیت یہ تھی کہ اگر ممکن ہو تو بلا استعمال جبر اور اگر ضرورت
ہو تو جبر اور با استعمال جبر شدید ہو سکے تنازعے کو منہدم نہ کرنے دیں۔ ہم یہ امر نظر انداز نہیں
کر سکتے ہیں کہ تنازع عملاً نسبت رفع کئے جانے ایک دیوارگی کے تھا جو کسی وقت بصرف قلیل
پھر بنائی جا سکتی تھی اور جسکے منہدم کئے جانے سے جبراً امکان دلا پانے قبضہ کا اگر عدالتہائے
انصاف میں چارہ جوئی کی جاتی زائل نہیں ہوتا تھا۔ اگر کوئی گروہ اشخاص کسی دوسرے گروہ اشخاص
کے پاس رفتا ہر ایک دیوارگی کی نسبت لڑائی ڈھونڈھنے کے لئے جائے اور بھری ہوئی بندوق سے
مسلح ہو اور پہونچنے کے تھوڑے عرصہ کے اندر اوس بندوق کو استعمال کرے تو گروہ
اول الذکر پر اس قیاس کی جو فوراً پیدا ہوتا ہے تردید لازم ہوگی کہ اونکا منشا یہ تھا کہ بذریعہ
۴۶۲ استعمال جبر مجرمانہ یا اظہار جبر مجرمانہ کے اپنے حقوق واقعی یا مفروضہ نافذ کریں۔ ہم صاحب
جج ذیعلم کی اس رائے سے اتفاق نہیں کر سکتے ہیں کہ اسصورت میں چوبوں کو استحقاق
حفاظت اپنے قبضہ واقعی کا بذریعہ جبر کے حاصل تھا۔ قانون میں یہ امر مندرج ہے کہ اشخاص
خانگی حفاظت مال کے لئے کن صورتوں میں جبر استعمال کر سکتے ہیں اس امر سے جسکی توضیح
کسی شہادت سے منجانب ملزمان کے نہیں کی گئی ہے کہ ملتو معہ اپنی بندوق کے موجود تھا یہ
ثابت ہوتا ہے کہ چوبے اس مٹی کے تنازعہ کی حفاظت بذریعہ عمداً ہلاک کرنے کسی شخص کے
بھی کرنے پر آمادہ تھے اور اونپر بار ثبوت ثابت کرنے اس امر کا تھا کہ اونھوں نے بطور معقول
اس اندیشہ سے عمل کیا تھا کہ اگر استحقاق حفاظت خود اختیاری استعمال نہ کیا جائے تو ہلاکت
یا ضرر شدید مرتب ہوگا۔ وہ نقصان جسکے پہونچانے کا ارادہ کیا گیا تھا اسقدر خفیف تھا کہ معمولی
عقل و مزاج کے اشخاص فوراً بلا لینے سے باز رہتے اور اونکو باز رہنا چاہئے تھا
ملتو کی جانب سے زیادہ صراحت اور اصرار کے ساتھ یہ جوابدہی کی گئی ہے کہ اوس نے

باستعمال اپنے استحقاق حفاظت خود اختیاری کے عمل کیا تھا۔ ہندوستان کا قانون یہ ہے
کہ جب کسی شخص پر کسی جرم کا الزام لگایا گیا ہو تو بار ثبوت اون حالات کا جنکی وجہ سے مقدمہ کسی
استثنای عام مندرجہ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہو ملزم پر ہے اور از روے قوانین کے یہ ہدایت
کی گئی ہے کہ عدالت حالات مذکور کا نہونا قیاس کریگی۔ صاحب سشن جج ذیلم نے اس حکم
قانون کو قطعًا نظر انداز کیا ہے۔ اونہون نے ایسے حالات کا نہونا قیاس نہین کیا ہے
جنکی وجہ سے مقدمہ اون مستثنیات عام مین داخل ہو جنکی بنا پر عذر استحقاق حفاظت خود اختیاری کا
پیش کیا جانا روا ہے۔ یہ امر کہ ۴۰ یا ۵۰ اشخاص سے حملہ شروع کیا تھا اور یہ کہ بعد آغاز حملہ کے
للتو نے بندوق چلائی جو جو دیا کے لگی یہ ثابت کرنیکے لئے کافی نہین ہے کہ للتو کا بندوق چلانا جائز
تھا۔ للتو پر بار ثبوت اس امر کا تھا کہ اوسکو یہ اندیشہ کرنے کی وجہ تھی کہ برہمنان ہلاک کئے جائینگے
۔ اوس نے اس امر کی بابت ایسے واقعات کی جنکی بنا پر ہم امر مذکور کو ثابت قرار دین کوئی شہادت پیش نہین
کی بمقدمہ اپیل فوجداری نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۹۶ء ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رگھو منفصلہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء
عزت مآب صاحب نے یہ تجویز کی تھی کہ جب کوئی گروہ اشخاص اپنے حقوق واقعی یا مفروضہ کے
۴۶۲ بذریعہ استعمال جبر مجرمانہ کے حاصل کرنے پر آمادہ ہو اور جب گروہ مذکور ایسے اشخاص سے
جنگ کرے جو بجانب دیگر مساوی طور پر واسطے حاصل کرنے اپنے حقوق یا حقوق مفروضہ کے
بذریعہ جبر ناجائز کے آمادہ ہین تو کوئی بحث حفاظت خود اختیاری کی پیدا نہین ہوتی۔ کوئی
فریق اپنی حفاظت کرنے کی کوشش نہین کرتا ہے بلکہ ہر فریق دوسرے کو مغلوب
کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہماری راے مین یہ صحیح اور درست توضیح قانونی ہے۔
صاحب جج ذیلم نے اوس راے کے قایم کرنے مین جو اونہون نے قایم کی ہے امر واقعہ
اور نیز امر قانونی کی نسبت غلطی کی ہے اور اونکا حکم بلحاظ اغراض انصاف کے قابل منسوخی کے
ہے۔ نسبت اوس حجت کے جو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گیا دین (۱) پر مبنی ہے یہ امر
فراموش نہ کرنا چاہیے کہ چیف جسٹس صاحب ذی علم اور اسٹریٹ صاحب جسٹس نے
بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گوبردہن (۲) یہ خیال نہین کیا تھا کہ وے اون اصول کے خلاف
عمل کرتے ہین یا اون سے تجاوز کرتے ہین جو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام گیا دین قایم کئے گئے
تھے اور اونہون نے بعد اطمینان اس امر کے کہ صاحب سشن جج نے امور اہم نظر انداز کئے تھے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۸ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۲۰

۳ فروری ۱۹۰۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
پراگدت

حکم بریت منسوخ کیا تھا - واقعی مجموعہ ضابطہ فوجداری میں کوئی فرق درمیان استحقاق اپیل
بنا راضی حکم بریت اور استحقاق اپیل بنا راضی حکم ثبوت جرم کے دریافت کرنا آسان نہیں ہے
- بہر دو صورت میں اپیلانٹ کو ہمارا اطمینان نسبت اس امر کے کرنا چاہئے کہ کوئی عمدہ اور قوی
وجہ مسلسل ہے واسطے دست اندازی کے تجویز فیصلہ ایسے حاکم میں معلوم ہوتی ہے جسکے روبرو کل
شہادت موجود تھی اور جس سے وہ نتیجہ ایسے حالات میں اخذ کیا تھا جن میں نہایت صحت کے
ساتھ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا -

شہادت کی بنا پر ہمکو اطمینان اس امر کا ہے کہ جملہ سات اشخاص ملزم کھیت میں اس
نیت سے گئے تھے کہ اپنے حقوق واقعی یا حقوق مفروضہ کو بذریعہ اظہار جبر مجرمانہ کے یا اگر ضرورت ہو
بذریعہ استعمال جبر مجرمانہ کے نافذ کریں پس وے شرکا مجمع خلاف قانون کے تھے علاوہ برین
للتو نے جبر کا استعمال بہ پیروی غرض مشترک اوس مجمع کے کیا تھا پس جملہ ملزمان مجرم
بلوہ کے ہین - للتو نے بہ پیروی غرض مشترک مجمع کے اجودھیا کو بندوق سے ہلاک کیا تھا اور
اوسکو یہ علم تھا کہ اوسکا فعل اسقدر شدید خطرناک ہے کہ اوس سے اغلباً ہلاکت وقوع مین
آویگی - ہم پراگدت اور بیچے لال اور گنگا بخش اور جمنا پرشاد اور چھوٹے لال اور دینہ یال اور
للتو کو مجرم قتل عمد کا تجویز کرتے ہین جسکا ارتکاب اثنائے بلوہ مین کیا گیا اور بروے دفعہ ۱۴۹
۴۶۵ بشمول دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے یہ ہدایت کرتے ہین کہ پراگدت اور بیچے لال اور
گنگا بخش اور جمنا پرشاد اور چھوٹے لال اور دینہ یال اور للتو ہر ایک کو سزائے حبس دوام
بعبور دریائے شور دیجاوے -

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۲ جون ۱۹۰۶ء
حوالہ کتاب تحریری
۴۶۵

امراؤ بی بی (مدعا علیہا) بنام **جان علی شاہ** (مدعی)

نالش واسطے منسوخی دستاویز کے - شرع محمدی - یہ عذر کہ دستاویز مطابق قانون ذاتی
فریقین کے غیر موثر تھی

یہ اپیل مورخہ ۱۰ ... ۱۹۰۵ء بنا راضی ڈگری مسٹر اے اسمتھ صاحب جج ضلع گورکھپور مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء مشعر
بحالی ڈگری مولوی ... صاحب منصف بانسی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۴ء

ایک مقدمہ ہبہ نامہ باہمی مسلمانان میں یہ **تجویز ہوئی** کہ یہ کوئی وجہ منسوخی دستاویز کی نہین ہے کہ قبضہ اوس جایداد کا جسکی بابت دستاویز تہی حوالہ موہوب لہ کے نہین کیا گیا اور اسلئے مطابق شرع محمدی کے دستاویز ناقابل نفاذ ہو سکتی ہے

یہ نالش واسطے منسوخی ایک ہبہ نامہ مورخہ ۴ - جنوری ۱۸۸۶ء کے تہی جو مدعی نے بحق مدعا علیہا اپنی بہتیجی کے تحریر کیا تہا اور اوسکی روسے نامبردہ نے ایک آنہ حصہ ایک موضع کا بنام مسماۃ کے منتقل کیا تہا مدعی نے یہ بیان کیا کہ اوسکا دراصل یہ ارادہ تہا کہ وہ حصہ متنازعہ بنام خود اپنی دختر کے منتقل کرے مگر یہ کہ مدعا علیہا کے شوہر نے فریبًا دستاویز بحق مدعا علیہا کے تحریر کرائی مزید بران مدعی نے یہ عذر کیا کہ قبضہ جایداد کا جسکی بابت دستاویز تہی حوالہ نہین کیا گیا اور یہ کہ اسلئے مطابق شرع محمدی کے دستاویز کالعدم تہی -

عدالت مرافعہ اولی (منصف بانسی) نے نسبت بیان فریب کے خلاف مدعی تجویز کی مگر یہ تجویز کرکے کہ بموجب دستاویز کے قبضہ نہین دیا گیا یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ ہبہ مکمل نہ تہی لہذا وہ منسوخ ہو سکتی تہی اور اسلئے اونہون نے دعوی مدعیکو ڈگری کیا -

مدعا علیہ نے اپیل کیا اور عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع گورکہپور) نے ڈگری منصف کو بحال رکہکر اپیل ڈسمس کیا - بر طبق اسکے مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

۴۶۱ بابو جوگندر ناتہ چودہری و بابو سیتا چندر مکرجی منجانب اپیلانٹ -

مسٹر امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس - مدعی کی نالش واسطے منسوخی ہبہ نامہ کے تہی وہ اس بیان پر مبنی تہی کہ دستاویز بذریعہ فریب کے تحریر کرائی گئی تہی عرضی دعوی مین یہ بیان تہا کہ مدعی نے اوس جایداد کا قبضہ جسکی بابت ہبہ نامہ تہا کبہی مدعا علیہا کو نہین دیا اسکا ظاہرا یہ مقصود تہا کہ اس بیان مدعی کی تائید ہو کہ اوس نے دستاویز مذکور کبہی تحریر نہین کی - بیان فریب کی نسبت یہ تجویز کی گئی کہ وہ ثابت نہین ہے اور مدعی کو اس عذر پر استدلال ہے کہ چونکہ ہبہ نامہ بلا دیئے جانے قبضہ اوس جایداد کے تحریر کیا گیا جسکی بابت دستاویز تہی لہذا وہ کالعدم ہے - مدعی کو یہ دقت ہے - اگر دستاویز بوجہ نہ دینے قبضہ کے کالعدم ہے تو وہ ایک ایسی دستاویز ہے جس سے مدعی کو کوئی معقول اندیشہ ضرر کا نہین ہو سکتا بخلاف اس کے اگر قبضہ اوسکے جایز ہونیکے لئے

سنہ ۱۸۸۱ء

امراؤ بی بی
بنام
جانثار شاہ

ضروری نہ تہا تو وہ ایک دستاویز جایز ہوگی ان دونون صورتون مین سے کسی مین وہ ایسی شاید نہین ہے جس کے منسوخ کئے جانیکی عدالت سے صحیح طور پر استدعا کی جاسکے مین اپیل کو منظور اور مدعیکی نالش کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرونگا۔

برکٹ صاحب جج — میری بہی یہی راے ہے اور میری یہ راے ہے کہ اپیل منظور اور نالش ڈسمس ہونی چاہیے

مدعی نے عدالت مین خلاف مدعا علیہا کے ارتکاب فریب کا بیان کیا یعنی یہ کہ اوس سے (مدعی سے) ایک ہبہ نامہ فریباً بحق مدعا علیہا کے جو اوسکی بہتیجی تہی لکہا گیا اور وہ اوسوقت یہ باور کرتا تہا کہ وہ بحق خود اوسکی دختر کے تہا مزید بران اوس نے اپنی عرضی دعوی مین یہ بیان کیا کہ کوئی انتقال قبضہ عمل مین نہین آیا یہ امر ظاہر ہے اوس نے بتائید بیان فریب کے پیش کیا عدالت مرافعہ اولی مین مدعی نے بیان فریب ثابت نہین کیا اور نسبت قبضہ کے یہ تجویز ہوئی کہ انتقال قبضہ عمل مین نہین آیا بر طبق اسکے منصف نے یہ تحریر کیا "مین یہ تجویز کرتا ہون کہ مدعا علیہا نے جایداد موہوبہ کا قبضہ حاصل نہین کیا۔ اور اسوجہ سے ہبہ بوجہ نہونے تکمیل کے قابل

۴۶۶ منسوخی ہے۔ اسلئے مین ڈگری منسوخی دستاویز کی بحق مدعی کے صادر کرتا ہون تو واضح ہو کہ نسبت الفاظ مذکور کے یہ امر قابل تحریر ہے کہ مدعی نے کسی موقع پر استرداد ہبہ نامہ کا بیان نہین کیا پس منصف نے منجانب مدعی کے ایک ایسا مقدمہ قایم کیا جو اوس نے بیان نہین کیا تہا اور وہ کلیتاً خلاف بیان مدعی کے تہا۔ اور گو منصف نے یہ تحریر کیا اسلئے مین ڈگری صادر کرتا ہون مگر اوس نے کسی نظیر کا حوالہ نہین دیا جسکی رو سے ایسی کارروائی جایز ہو۔ چونکہ مدعا علیہا عدالت مرافعہ اولی مین ناکامیاب رہی لہذا اوس نے روبرو صاحب جج ضلع کے اپیل کیا اور بلا شبہہ اوس نے اپنا اپیل نسبت اوس امر کے دایر کیا جو منصف نے خلاف اوسکے فیصل کیا تہا یعنی نسبت امر انتقال قبضہ کے۔ نسبت امر تنقیح طلب مذکور کے بصیغہ اپیل صاحب جج نے عدالت ماتحت سے اتفاق کیا اور منسوخی دستاویز ڈگری کو بحال رکہا۔ جس بنا پر دستاویز مذکور منسوخ کی گئی اوسکی توضیح کونسل ویمیلم رسپانڈنٹ نے آجکے روز بہارے روبرو کی وہ یہ ہے کہ وہ خلاف قاعدہ شرع محمدی کے تہی جسمین یہ حکم ہے کہ ہبہ جایداد غیر منقولہ کے ساتہ انتقال قبضہ لازم ہے یہ ممکن ہے کہ ہبہ کی نسبت اعتراض مذکور ہو سکے ممکن ہے کہ وہ دستاویز محض وقتی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ بربناے

۱۸۹۶ع
امراؤ بی بی
بنام
جانعلی شاہ

اوسکے کوئی نالش کی عدالت مین بکلی یابی رجوع نہ ہو سکے - اور وہ اوس غرض کے لئے بالکل بیکار ہو جو اوس کا منشا ہے - مین منجملہ امور مذکورہ کے کسی کا فیصلہ نہین کرتا ہون لیکن بفرض اسکے کہ دستاویز مذکور کی نسبت وہ جملہ اعتراضات ہو سکتے ہین اور بفرض اسکے کہ وہ ردی کاغذ ہے میری یہ راے ہے کہ یہ کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون عدالت انصاف سے اوس شئے کے منسوخ کرنیکی باضابطہ استدعا کی جاوے جسکا قانوناً وجود نہین ہے اگر مدعی بیان فریب ثابت کرتا تو صورت مختلف ہوتی ثابت کرنا بیان مذکور کا وجہ معقول منسوخی دستاویز کی ہوتی مگر چونکہ بیان مذکور ثابت نہین ہوا لہذا مجھکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کیون دستاویز مذکور محض اسلئے منسوخ کی جاوے کہ شاید یہ دریافت ہو کہ وہ مطابق احکام شرع محمدی کے نہین ہے -

اپیل ڈگری کیا گیا

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

۱۸۹۶ع
۱۵ جون
صفحہ کتاب انگریزی
۴۶۸

طوطا رام وغیرہ (مدعا علیہم) بنام لالہ (مدعی) +

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۱۳۵ - دعوی قابل ارجاع نالش - بیع حق راہن واقع جایداد مرہونہ -

بیع حق راہنی واقع جایداد مرہونہ ایک بیع دعوی قابل ارجاع نالش کا حسب مراد دفعہ ۱۳۵ - ایکٹ انتقال جایداد سنہ ۱۸۸۲ع کے نہین ہے

یہ نالش واسطے انفکاک ایک رہن انتفاعی کے تھی - ایک شخص لالہ چچا دیوان سنگھ مدعا علیہ نے ایک رہننامہ انتفاعی بعض جایداد کا بعوض ... کے بنام مان سنگھ تحریر کیا اور مرتہن کو قبضہ دیا - مان سنگھ نے اپنے حقوق واقع جایداد مرہونہ بدست دیوان سنگھ اور چار دیگر مدعا علیہم کے فروخت کئے اور مشتریان کو قبضہ دیا - لالہ راہن فوت ہوا اور اوسکا بھتیجہ دیوان سنگھ اوسکا وارث ہوا دیوان سنگھ نے اپنا حق راہنی بدست لالہ مدعی کے بیع کیا - لالہ مدعی نے نالش انفکاک و ایری اور زر سہن و ... عدالت مین داخل کیا - مدعا علیہم نے (بجز دیوان سنگھ کے جو اول مدعا علیہ نہین بنایا گیا تھا اور جسکو عدالت نے زمرہ مدعا علیہم مین شامل کیا تھا) یہ عذر کیا کہ منجملہ الخ

+ اپیل دوم نمبر ... سنہ ۱۸۹۳ع بنا راضی ڈگری ڈسٹرکٹ صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع علیگڑھ مورخہ ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۹۳ع مشعر بحالی ڈگری ... ڈگری ...

صرف ... منصف ... مورخہ ۳۰ - نومبر سنہ ۱۸۹۲ع

سنہ ۱۸۹۳ء زرثمن براے نام کے صرف صہ واقعی ادا کئے گئے تھے اور اونھون نے دفعہ ۱۳۵ ایکٹ
طوطارام انتقال جایداد سے باین بیان مستفید ہونیکا دعوی کیا کہ باداے قیمت واقعی جو ادا کی گئی (جو
بنام اونھون نے صہ بیان کی) اور اخراجات بیع کے وے مستحق ساقط کرنے نالش مدعی کے ہین
لالہ اونھون نے یہ بھی بیان کیا کہ بطور شفیعان کے وے مستحق پانے جایداد مرہونہ کے ہین اور
جایداد مرہونہ پر ایک اور رہن تھا جسکا انفکاک کرانا بھی مدعی کو لازم تھا۔ اور یہ کہ بیع بحق مدعی
بلا بدل تھا۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف خورجہ) نے بحق مدعی ڈگری انفکاک و قبضہ حسب تعمیل
صادر کی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا۔ ایڈیشنل جج ضلع نے ڈگری منصف کو بحال اور اپیل کو
ڈسمس کیا۔ بناراضی ڈگری مذکور کے مدعا علیہم نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

۴۶۹ پنڈت سندر لال (بجاے اونکے بابو جیون چندر لکرجی) منجانب اپیلانٹان حاضر ہوے
منشی رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ یہ اپیل جسمین صرف ایک
عذر یعنی تیسرے پر ہمارے روبرو استدلال کیا گیا ہے اس حجت پر مبنی ہے کہ خریداری حق
راہین وقع اراضی مرہونہ ایک خریداری دعوی قابل ارجاع نالش کی حسب مراد دفعہ ۱۳۵۔
ایکٹ انتقال جایداد کے ہے ہم ایک ایسی نئی حجت کے قبول کرنے پر جسکی بابت کوئی سند
پیش نہین کی گئی ہے آمادہ نہین ہین ہماری راے مین جو کچھ کہ بذریعہ خریداری کے عمل مین
آیا یہ تھا کہ خود اراضی تابع رہن کے منتقل ہوئی۔ یہ ہماری دانست مین ایک شے خریداری
حق مرتہن سے بعد اسکے کہ زر رہن واجب اور قابل ادا ہو گیا کلیتاً مختلف ہے اور ہماری راے
مین اوسکو بطور مشابہت خریداری مذکور کے نہین سمجھتے۔ ہم اپیل کو مع خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین
اپیل ڈسمس کیا گیا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس

۱۷ جون ۱۸۹٦ء

یوسف علی خان وغیرہ (مدعیان) بنام **ہیرا وغیرہ (مدعاعلیہم)**[*]

صفحہ کتاب انگریزی ۴٦۹

زمیندار و اسامی - ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ (ب) - نالش بیدخلی اسامی - فعل خلاف اوس غرض کے جسکے لئے اراضی پٹہ پر دی گئی - پٹہ ذیلی بنام تہیٹر کی کمپنی کے -

ایک اسامی زراعت پیشہ نے ایک وقت مین جب کچھ فصل اوسکی اراضی پر نہ تہی اوسکا ایک جزو عارضی طور پر تہیٹر کی کمپنی کو واسطے تماشہ کرنیکے لئے کرایہ پر دیا **تجویز ہوئی** کہ فعل ایسا کافی نہ تہا کہ حسب مراد ضمن (ب) ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء کے ضبطی حقیت اسامی کی عمل مین آوے

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کنور پرمانند منجانب اپیلانٹان

رسپانڈنٹان کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

بنرجی صاحب جسٹس - یہ نالش حسب ضمن (ب) دفعہ ۹۳ - ایکٹ لگان (ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء) کے واسطے بیدخلی ایک اسامی دخیلکار کے اوسکی کاشت سے اس بنا پر دایر کی گئی کہ اوس نے ایک فعل مضر اوس اراضی کے جو اوسکے قبضہ مین تہی اور خلاف اون اغراض کے جنکے لئے وہ پٹہ پر دی گئی تہی کیا تہا جس فعل کی شکایت کی گئی تہی یہ تہا کہ ماہ اکتوبر مین جب مطابق تجویز حاکم ذیعلم عدالت اپیل ماتحت کے کچھ فصل اراضی پر نہ تہی اور کوئی بوئی نہین جا سکتی تہی مدعاعلیہم نے اراضی ایک تہیٹر کی کمپنی کو واسطے تعمیر کرنے ایک عارضی مکان کے بغرض اونکے تہیٹر کے کرایہ پر دی ہر دو عدالت ہاے ماتحت نے نالش کو ڈسمس کیا - اور میری راے مین صحیح طور پر فعل مذکور مضر اراضی یا خلاف اوس غرض کے جسکے لئے وہ پٹہ پر دی گئی تہی حسب مراد ضمن (ب) کے نہ تہا اسامی نے ایک ایسے وقت پر جبکہ اراضی پر فصل نہین بوئی جاسکتی تہی اوسکو ایک تہیٹر کی کمپنی کو صرف تہوڑے زمانہ کے لئے بغرض تہیٹر کے کرایہ پر دیا اوس نے کوئی فعل مضر اراضی کے نہین کیا اور گو اصطلاحًا اوس نے ایک فعل خلاف اوس غرض کے کیا جسکے لئے وہ پٹہ پر دی گئی تہی یعنی کاشت کے میری دانست مین

[*] اپیل دوم نمبر ۳۰ ۱۸۹٦ء و بنا راضی ڈگری سی رستم جی صاحب جج ضلع مراداباد مورخہ ۵ - مارچ ۱۸۹٦ء بحالی ڈگری اے ولیم میکنیر صاحب اسسٹنٹ کلکٹر مراداباد مورخہ ۱۳ - نومبر ۱۸۹۵ء

۱۸۷۵ء
یوسف علی خان
بنام
ہیرا

واضعان قانون کا یہ منشا نہ تہا کہ حقیت اسامی ایسی صورت مین قابل ضبطی ہو کہ اسامی نے ایک فعل اس قسم کا صرف عارضی طور پر ایسے وقت مین کیا ہو جب اراضی مقبوضہ اسامی کی کاشت نہین ہو سکتی تہی۔ احکام دفعہ ۱۴۹ سے جیسا کہ حاکم تویلم نے ظاہر کیا ہے یہ عیان ہے کہ واضعان قانون کا یہ منشا تہا کہ اسامی کو موقع اظہار افسوس اور ایک موقع معاوضہ اوس نقصان کا جو اوس نے کیا دیا جاوے اس مقدمہ مین اوسوقت جبکہ عدالت مرافعہ اولی نے اپنی ڈگری صادر کی تہی اراضی اپنی اصلی حالت پر لائی گئی تہی اور اوسپر فصل کاشت کی گئی تہی میری راے مین عدالت ہاے ماتحت نے یہ صحیح تجویز کی کہ مدعاعلیہ کے فعل سے ضبطی اوسکی حقیت وخیلکاری کی لازم نہین آئی۔ مین اپیل کو بلا خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون کیونکہ رسپانڈنٹان کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس بلیر صاحب جسٹس

۲۲ جون ۱۸۷۵ء
صفحہ کتاب انگریزی
۲۰۱

دلیپ راے (مدعاعلیہ)	بنام	دیو کی رے (مدعی)+
دلیپ راے (مدعاعلیہ)	بنام	سکھدیو راے (مدعی)+
دلیپ راے (مدعاعلیہ)	بنام	چوکہو راے وایکشخص دیگر (مدعیان)+

ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۹۵ (ن) زمیندار و اسامی۔ اثر اسامی کے حقوق پر اوسکی غفلت کا درخواست کے حسب دفعہ ۹۵ پیش کرنے مین۔

اسامی ایک اراضی معافی کو اوسکے زمینداران نے حسب بیان اوسکے بیجا طور پر بیدخل کیا تہا۔ اسامی بیدخل شدہ نے چارہ کار حکم دفعہ ۹۵ ضمن (ن) ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء حاصل نہین کیا مگر کچھ عرصہ بعد اختتام میعاد مسماعت کے جو واسطے درخواست حسب دفعہ مذکورہ کے مقرر ہے اوس نے زمینداران کو بیدخل کیا جنہون نے اس عرصہ مین اراضی متنازعہ کو خود کاشت کیا تہا بر طبق اسکے زمینداران نے عدالت دیوانی مین واسطے بیدخلی اسامی اولذکر کے بحیثیت مداخلت کیا

+ اپیلہاے دوم نمبر ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۲۲۳ سنہ ۱۸۷۵ء بنا راضی ڈگریات مولوی محمد اسمعیل خان بہادر جج ماتحت غازیپور مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۸۷۵ء مشعر ضموعی ڈگریات منشی اجل ... منصف غازیپور مورخہ ۲ فروری سنہ ۱۸۷۵ء۔

۱۸۹۹ء

ولیپ رائے بنام دیوکی رائے وغیرہ

نالش دایر کی، تجویز ہوئی کہ مدعا علیہ بجواب نالش ہذا اپنے اسامی ہونیکا عذر نہیں کر سکتا اوسکی یہ حیثیت اسوجہ سے باقی نہین رہی کہ اوس نے اندر میعاد عدم سماعت کے اون ذرایع سے جو خود اوسکی بیدخلی کی نسبت عذر کرنے کے لئے دفعہ ۹ ضمن (ن) ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء مین محکوم تھے فایدہ نہیں اوٹھایا۔

یہ تین اپیل متعلقہ حالات ذیل سے پیدا ہوئے - مدعیان نے بشمول دیگر اشخاص کے ایک موضع خرید کیا تھا جسمین کچھ معافی مضبوطہ داخل تھی جو سابق مین بطور جاگیر واسطے پرورش چوکیداران کے دیگئی تھی قبل انتقال موضع کے بدست مدعیان اور اونکے شرکار کے ظاہرا اس اراضی کا بندوبست مدعا علیہ کے ساتھ ہوا تھا - بعدہ خریداران نے اس موضع کو تقسیم کیا اور قطعات اراضی متنازعہ جو ایک جزو معافی مضبوطہ مذکورہ بالا کے تھے مدعیان کے حصہ مین آ گئے

مدعیان نے عدالت مین اس امر سے انکار کیا کہ مدعا علیہ کبھی اسامی اراضی متنازعہ کا تھا اور یہ بیان کیا کہ اون مین سے ہر ایک کو مدعا علیہ نے جبرا بیدخل کیا - اور اونہون نے نالش واسطے دلاپانے قبضہ اپنے قطعات اراضی کے یہ بیدخلی مدعا علیہ کے دایر کی۔

مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ وہ اسامی تھا اور نالشات قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہ تھین - عدالت مرافعہ اولی و منصف غازیپور نے اس عذر کو منظور کر کے نالشات مدعیان کو ڈسمس کیا۔ ۴۷۲

مدعیان نے اپیل کیا - عدالت اپیل ماتحت (اڈیشنل جج ماتحت غازیپور) نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ سنہ ۱۸۹۵ء تک اور اوس سال مین کچھ عرصہ تک قابض رہا اور اوسوقت اوسکو بیجا طور پر مدعیان نے بیدخل کیا مگر چونکہ وہ چارہ کار بحکم قانون مندرجہ ضمن (ن) دفعہ ۹ ایکٹ نمبر ۱۲ - کے اندر میعاد معینہ دفعہ ۹۲ - ایکٹ مذکور کے مستفید نہیں ہوا لہذا اوسکا استحقاق و نیز اوسکا چارہ کار زایل ہوگیا اسلئے عدالت نے دعوی مدعیان کو ڈگری کیا

برطبق اسکے مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا

منشی ہربنس سہاے بجانب اپیلانٹ

مسٹر عبد المجید بجانب رسپانڈنٹان

بلیر صاحب جسٹس - واقعات مسلہ مقدمہ ہذا کا اعادہ کرنا ضرور نہین ہے

سنہ ۱۸۹۰ء
دیپ سنگہ
بنام
دیبی سنگھ وغیرہ

مدعی نے ایک ایسے شخص سے حق حاصل کیا تھا جس نے اراضی ضبطی کی تھی جو اوس سے پیشتر
واسطے پرورش چوکیداران کے معاف کی گئی تھی ۔ ابتدا مدعی ہذا اور مدعیان دو مقدمات
متعلقہ کے بحصص مساوی قطعہ متنازعہ پر قابض تھے ۔ نامبردگان اور دیگر شرکا نے بعدہٗ
اراضی تقسیم کی ۔ اور ہر شخص علحدہ اپنے خاص قطعہ پر قابض ہوا ہر مدعی نے نالش قبضہ اپنے
خاص قطعہ کی اس بیان سے دایر کی کہ مدعا علیہم محض مداخلت بیجا کنندگان ہین ۔ مدعا علیہ نے
اپنی جوابدہی مین یہ بیان کیا کہ وہ اوسوقت جب مدعیان بیان کرتے ہین کہ اوس نے بیدخل
کیا تھا اسامی قطعہ متنازعہ کا تھا ۔ متعدد امور تنقیح طلب ضمنی اور ذیلی قایم کئے گئے تھے جنکی تجویز
کرنا ان مقدمات اپیلدوم کے فیصل کرنے مین غیر ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ نالشات مدعیان عدالت
مرافعہ اولی سے بدین تجویز ڈسمس ہوئی تھین کہ مدعا علیہ اسامی تھا مدعیان نے اپیل کیا اور عدالت
اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ ۱۲۹۶ف تک اور اوس سال مین کچھ عرصہ تک اسامی رہا
اور اوسوقت اوسکو مدعیان ہذا نے بیجا طور پر بیدخل کیا مگر چونکہ وہ چارہ کار بحکومہ قانون مندرجہ
ضمن (ن) دفعہ ۹۵ ۔ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء کے اندر میعاد معینہ دفعہ ۹۶ ایکٹ مذکور کے مستفید نہین
۴۷۳ ہوا لہذا اوسکا استحقاق و نیز اوسکا چارہ کار زایل ہوگیا ۔ میری راے مین تجویز مذکور صحیح ہے
دفعہ ۹۵ ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۱ء مین یہ حکم ہے کہ عدالتہاے مال کو صرف اوس قسم کے سوالات
اور امور کی نسبت تجویز کرنیکا اختیار حاصل ہوگا جنکی بابت درخواستین بطور چارہ کار مناسب
کے دفعہ مذکور مین محکوم ہین ۔ دفعہ مذکور مین محض یہ حکم نہین ہے کہ کوئی مدعی نسبت ایسے معاملہ
یا امر کے جسکی بابت منجملہ درخواست ہاے مذکورہ کے کوئی درخواست کیجا سکے نالش رجوع نہین
کر سکتا بلکہ یہ کہ عدالت دیوانی کسی ایسی نزاع یا معاملہ کی سماعت نکریگی جسکی نسبت اس قسم کی
درخواست کی جا سکتی ہو مدعا علیہ نے اس مقدمہ مین یہ عذر کیا کہ وہ ہنوز اسامی ہے اور اگر یہ
حق اوسکو حاصل ہوتا تو اوسکو حق دلا پانے قبضہ اور قایم رکھنے قبضہ کا اوسوقت تک اور
اوسوقت حاصل ہوتا جب خود اوس نے مدعیان کو جبرا بیدخل کیا تھا بالفاظ دیگر یہ بحث
کی گئی ہے کہ اوسکو یہ اختیار تھا کہ ساکت رہے اور تمادی بحکومہ قانون اندر زمانہ معینہ قانون کے
واسطے دلا پانے قبضہ کے جس سے وہ بیجا طور پر بیدخل کیا گیا تھا گذرے اور بذریعہ خود اپنی غفلت
کے اختیار سماعت عدالت مال کا ساقط کرے اور اختیار سماعت عدالت دیوانی کا نسبت
ایسے معاملہ کے قایم کرے جو اگر امر نزاعی ہوتا تو عدالت مال مین اندر میعاد چھ ماہ کے پیش

ہوسکتا تھا۔ اگر اوسکو یہ اجازت دیجاوے کہ وہ عدالت دیوانی مین اپنا استحقاق بطور اسامی ۱۸۷۶ء
کے بجواب الزام مداخلت بیجا کے بعد اختتام میعاد مذکورہ کے بیان کرے تو یہ نتیجہ پیدا ہوگا۔ دلیپ رائے
میری دانست مین قطع نظر عبارت دفعہ ۵ ایکٹ لگان کے یہ مقصود تھا کہ زمیندار ایک زمانہ بنام دیوکی رائے وغیرہ
غیر معین تک ۔۔۔ تو جب اسکا نرہے کہ شاید اوسکی بعض اسامیان جنکو بطور اسامیان پٹہ
دینے کی اوسکو ترغیب ہوئی تھی اور شاید جنہون نے یہ باور کرکے خرچ کثیر کیا ہو کہ اسامی خارج
شدہ نے چارہ کار بحکم قانون سے مستفید ہونے سے انکار کرکے اپنا ارادہ اپنی کاشت
کے ترک کرنے کا ظاہر کیا تھا بیدخل کی جاوین اس سے امر اصلی اپیل ہذا مین طے ہوتا ہے ایک
بحث ضمنی اور ہے یعنی امر تجویز شدہ کی جسکے پیش کرنیکی مین اپیلانٹ کو اجازت نہین دیتا۔
حاکم عدالت اپیل ماتحت نے یہ بصراحت تحریر کیا کہ امر مذکور اور ایک امر دیگر امور پر اوسکے
روبرو استدلال نہین کیا گیا تھا میری دانست مین کوئی اہل مقدمہ مجاز نہین ہے کہ عملاً ایک ۴۷۴
جزو اپنی حجت سے ایک عدالت مین دستبرداری کرے اور بعدہ جب اوسکو مناسب معلوم
ہو پھر اوسکو دوسری عدالت مین پیش کرے۔ نتیجہ یہ ہے کہ یہ اپیل مع خرچہ کے ڈسمس
کی جاتی ہین

اپیل ڈسمس کی گئی

صیغہ نظر ثانی دیوانی

باجلاس سر رچرڈ گارتھ صاحب نیٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

چتر بھوج داس (مدعا علیہ) بنام گنیش رام (مدعی) + ۱۸۷۶ء ۲۰ جون

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۲۔ فیصلہ ثالثی۔ ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی مدخلہ عدالت کے صفحہ کتاب انگریزی ۳۸۴
بلا دینے اطلاع اوسکے ادخال کے فریقین کو صادر ہوئی۔ نظر ثانی۔

تجویز ہوئی کہ یہ صیغہ نظر ثانی ایسی ڈگری کی ہے جو مطابق فیصلہ ثالثی مدخلہ عدالت کے صادر
ہوئی ہو کہ کوئی اطلاع ادخال فیصلہ ثالثی کی عدالت نے فریقین کو حسب مقتضیہ دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے نہین دیا گو سبیل صیغہ نظر ثانی کو دوسری طرح اس امر کی اطلاع ہوئی ہو کہ فیصلہ ثالثی داخل ہوا

+ مقدمہ نظر ثانی دیوانی نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۷۶ء

۱۸۹۸ء

جوہر سیوج داس
بنام
گنیش رام

مقدمہ رنگاسامی بنام سنوسامی (۱) کی تقلید کی گئی۔

مدعی اور مدعا علیہ مقدمہ ہذا نے امور نزاعی باہمی اپنے کو بالاتفاق سپرد ثالثی کیا مدعی نے عدالت سے اقرارنامہ سپردگی کے داخل عدالت کئے جانیکی درخواست کی سمن بنام مدعا علیہ کے جاری ہوا مگر اوس نے جواب داخل نہین کیا مقدمہ مین یکطرفہ کارروائی ہوئی اور اقرارنامہ سپردگی عدالت مین داخل کیا گیا اور بالآخر ۱۷ - فروری ۱۸۹۸ء کو فیصلہ ثالثی جو مطابق اقرار کے صادر ہوا تھا اور باضابطہ عدالت کے داخل کیا گیا مدعا علیہ نے ۳ - مارچ ۱۸۹۸ء کو ایک وکالت نامہ داخل کیا جسکی رو سے اوس نے اپنے وکیل کو فیصلہ ثالثی کی نسبت اعتراض کرنے کا اختیار دیا اور ۱۰ - مارچ کو عذرداری داخل کی گئی مدعا علیہ کا عذر اہم یہ تھا کہ کوئی اطلاع ادخال فیصلہ ثالثی کی اوسکو حسب مقتضیہ دفعہ ۵۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت سے نہین دی گئی عدالت (جج ماتحت مین پوری) نے یہ تجویز کی کہ بلحاظ حالات مقدمہ کے اس قسم کی اطلاع ضروری نہ تھی کیونکہ درحقیقت مدعا علیہ کو یہ معلوم تھا کہ فیصلہ ثالثی داخل ہوا تھا۔ عدالت
۴۷۵ نے مزید برآن یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ کے عذرات حسب مد ۱۵۸ ضمیمہ ۲ - ایکٹ مدت سماعت کے ممنوع السماعت ہو گئے اوس نے عذرات کو نامنظور کرکے یہ حکم دیا کہ ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے مرتب کیجائے - بنا راضی اس حکم کے مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین بصیغہ نظرثانی درخواست پیش کی

مسٹر ڈبلیو میلک و بابو جدہری داس منجانب اپیلانٹ

پنڈت سندرلال و پنڈت بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ

کرشا صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس - یہ درخواست عدالت ہذا مین واسطے استعمال اونکے اختیارات نظرثانی کے نسبت ایک ڈگری مصدرہ ۲۰ - مارچ ۱۸۹۸ء کے کی گئی تھی جسکو جج ماتحت مین پوری نے مطابق ایک فیصلہ ثالثی کے صادر کیا تھا جو ثالثان مقررہ فریقین نے پیش کیا تھا اول وجہ مندرجہ درخواست نظرثانی کہ صرف اوسی پر ہمارے روبرو استدلال کیا گیا ہے یہ ہے کہ جج ماتحت نے استعمال اپنے اختیار سماعت مین بےضابطگی اہم کی کیونکہ اونھون نے ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے بلا اسکے کہ اول فریقین کو اطلاع مقتضیہ دفعہ ۵۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی دیجائے صادر کی یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اطلاعنامہ جاری نہین کیا گیا مگر یہ حجت کی گئی اور غالباً صحیح ہے کہ سائل کو فیصلہ کو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۴

داخل ہونا معلوم تہا مگر ہم اس امر کو غیر اہم تصور کرتے ہین یہ کام عدالت کا تہا کہ اطلاعنامہ ۱۸۹۵ء
جاری کرتی ہماری راے مین سایل اسمقدمہ مین خاموش رہ سکتا تہا اور اوسکو یہ لازم چوتھی جولس
تہا کہ مقدمہ مین تا وقت پانے اطلاع کے عدالت سے کوئی کارروائی کرتا ۔ یہ مقدمہ بنام
بالکل مشابہ مقدمہ رنگاسامی بنام متوسامی (۱) کے ہے ۔ اوس مقدمہ مین یہ راے گنیش راؤ
ظاہر کی گئی تہی کہ عدالت منصف کو جس نے ڈگری صادر کی تہی یہ لازم تہا کہ سایلان کو
اطلاع ادخال فیصلہ ثالثی کی دیتی اور اوس نے یہ نہین کیا اور یہ کہ ایسا نکرنا ایک بیضابطگی
اہم تہی ہائیکورٹ نے مزید بران یہ تجویز کی کہ منصف کو بلا پہلے سماعت کرنے عذرات سایل کے
ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے صادر نکرنی چاہیئے تہی ۔ ان آراے سے ہمکو کلیۃً اتفاق ہے
اور اوس نمونہ ڈگری کو جو ہائی کورٹ مدراس نے استعمال کیا اختیار کر کے ہم اس عذر کو
منظور کرتے ہین ہم ڈگری جج ماتحت کو منسوخ کرتے ہین ہم اونکو یہ ہدایت کرتے ہین کہ نالش ۴۶۷
کو پہر فہرست پر قایم کرین اور بعد غور کرنیکے عذرات پر جو ہماری دانست مین سایل نے
داخل کئے ہین ایسے احکام صادر کرین جو قرین انصاف معلوم ہون ۔ سایل کو اوسکا
خرچہ درخواست ہذا کا ملے گا ۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس ۲۴ جون ۱۸۹۶ء

رنجیت (مدعی) بنام راوا ہارانی و یکس دیگر (مدعا علیہا)+ سوگنا بائی گرنیہ
۴۶۲

ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۶ء (ازدواج ثانی ہندو بیوگان کا) دفعہ ۲ ۔ دہرم ساستر ۔ ہندو بیوہ ۔
حقوق بیوہ متعلق جایداد شوہر متوفی کے ۔ بیوگان جنکا ازدواج ثانی قطع نظر قانون مذکور کے
جایز ہو ۔

تجویز ہوئی کہ ہندو بیوہ کری قوم کی جنمین ازدواج ثانی بیوگان از رو ے رواج قوم کے قطع نظر

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۴
+ اپیل دوم نمبر ۱۳۶۵ سنہ ۱۸۹۲ء نباراضی ڈگری ایف ڈبلیو فاکس صاحب جج ضلع جہانسی مورخہ ۲۰ اپریل
۱۸۹۲ء منسوخ کنندہ بحالی ڈگری مسٹر عزیز الرحمن جج ماتحت جہانسی مورخہ ۴ مارچ ۱۸۹۲ء

۱۸۹۸ع
نجیت
بنام
راوہارانی

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ع کے منشا یہ ہے کہ جو بیوہ اپنے ازدواج ثانی کے اپنے اس حق سے محروم نہیں ہوتی کہ اپنے شوہر متوفی کے ترکہ پر تاحیات اپنے قابض رہے اور یہ کہ نالش جو مسماۃ کے حین حیات ورثا سے مابعد نسبت ترکہ اوسکے شوہر کے واسطے فوراً حاصل کرنے قبضہ ترکہ مذکور کے دایر کریں مسموع نہیں ہو سکتی

مقدمات پرسن داس بنام نندی (۱) و دیبی داس بنام نندلال سنگھ (۲) کی تقلید کی گئی۔

اسمقدمہ مین مدعی نے جایداد غیر منقولہ کا جسکا مالک اپنی زندگی مین گنگا پرشاد تھا جو کسیقدر بعید بھی تھا دعوی کیا۔ گنگا پرشاد سنہ ۱۸۹۰ع مین اپنی سوتیلی ماں راوہارانی جو واقعی جایداد پر قابض تھی اور ایک بیوہ سوگنا چھوڑکر فوت ہوا سوگنا نے بعد وفات گنگا پرشاد کے پھر شادی کی کرلی تھی جن مین ازدواج ثانی بیوگان کا جایز ہے مگر مدعی نے یہ بیان کیا کہ سوگنا مدعا علیہا کا کل حق نسبت جایداد اوسکے شوہر متوفی کے بوجہ اوسکے ازدواج ثانی کے جاتا رہا اور چونکہ راوہارانی مالک آخر کی سوتیلی ماں تھی لہذا وہ اوسکی وارث نہیں ہو سکتی لہذا مدعی مستحق جایداد کا ہے۔

عدالت ابتدائی نے نالش مدعی کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ سوگنا وارث اصلی جایداد متدعویہ کی تھی مدعی نے اپیل کیا اور اوسکا اپیل بھی اسی تجویز سے ڈسمس ہوا۔ برطبق اسکے مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا

بابو جوگندر ناتھ چودہری و بابو برج چند منجانب اپیلانٹ۔

پنڈت سندرلال منجانب رسپانڈنٹان۔

بلیر صاحب جج و ایکمین صاحب جج۔ یہ نالش مدعی کی اس بیان سے کہ برطبق سقوط حق ہندو بیوہ موسومہ گری کے نسبت جایداد اوسکے شوہر اول کے بوجہ اسکے کہ اوس نے ازدواج ثانی کیا وہ وارث ہے اوس نے اوس شخص کو جو واقعی قابض جایداد تھا یعنی بیوہ کی ساس کو اور خود بیوہ اور اوسکے شوہر دوم کو مدعا علیہ بنایا جو بحث کہ پیش کی گئی ایک ایسی بحث ہے جسکی نسبت صاف اور قطعی اختلاف راے مابین فیصلہ جات ہذا اور فیصلہ جات عدالت ہاے بمبئی اور کلکتہ کے ہے گو بلاشبہ ایک مقدمہ ہائی کورٹ بمبئی کا ہے جسمین وہی فیصلہ ہوا تھا جو نظایر عدالت ہذا مین ہوا ہے فیصلہ جات الہ آباد متعلقات پرسن داس بنام نندی (۱) و دیبی داس بنام نندلال سنگھ (۲) مین چند مقدمات غیر رپورٹ شدہ مین عدالت ہذا سے اوسی طریق سے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۰

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۸۹ع صفحہ ۷

۱۸۹۶ء بخیت بنام ساوہاڈنگ

فیصلہ ہوا ہے۔ ہمکو کوئی وجہ شبہہ کی نسبت صحت اون فیصلجات کے معلوم نہین ہوتی جو جہانتک کہ ہمکو معلوم ہے برابر طریقہ مسلسل عدالت ہذا کا ہے۔ ایک اور عذر اپیلانٹ نے اس مضمون کا پیش کیا کہ واجب العرض مین اس قسم کے رواج کا ہونا بیان کیا گیا ہے کہ بیوہ قوم کرمی کا حق بوجہ کرنے ازدواج ثانی کے نسبت جائداد اوسکے شوہر کے زائل ہوجاتا ہے بربنائے شہادت بطور امر واقعہ کے حاکم عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ کوئی رواج اس قسم کا ثابت نہین ہے۔ اپیل ساقط ہوتا ہے اور مع خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے

اپیل ڈسمس کیا گیا

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۲۰ جون ۱۸۹۶ء

جیوت دوبے (ڈگریدار) بنام کالی چرن رام وغیرہ (مدیونان ڈگری)

صفحہ ۳۰ ۴۰۰

اجرائے ڈگری۔ درخواست اجرائے ڈگری جسمین تاریخ ڈگری کی غلط مندرج تھی۔ ترمیم کی اجازت بعد میعاد سماعت کے۔ ترمیم کا درخواست ہائے ماقبل سے متعلق ہونا۔

شنبھو پرشاد دوبے نے ایک ڈگری بربنائے دو رہنانامجات کے ۲۵۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو حاصل کی ڈگری مذکور منسوخ کی گئی مگر ایک اور ڈگری بحق اوسکے ۱۲۔ ستمبر ۱۸۸۶ء کو صادر ہوئی ڈگریدار نے چند درخواستہائے اجرائے ڈگری پیش کین مگر ہر ایک مین ڈگری کو مورخہ ۲۵۔ نومبر ۱۸۸۵ء بیان کیا۔ نسبت درخواست سوم کے مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ درخواست مین تمادی عارض ہے۔ درخواست کے ترمیم کرنیکی اجازت دی گئی مگر ترمیم بعد انقضائے میعاد کے کی گئی۔ تجویز ہوئی کہ ترمیم درخواستہائے ماقبل سے متعلق ہے اور اجرائے ڈگری مین تمادی عارض نہین ہے مقدمہ اجودھیا رام بنام محمد منیر (۱) کی تقلید کی گئی۔

اسمقدمہ مین شنبھو پرشاد دوبے اور دیگر اشخاص نے ایک ڈگری بنام الشورت اور دیگر اشخاص کے ۲۵۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو حاصل کی۔ یہ ڈگری یکطرفہ تھی اور مدیونان ڈگری کی درخواست پر حسب دفعہ ۱۰۸۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منسوخ کی گئی مگر ڈگریداران نے ایک اور ڈگری نالش مذکور مین ۱۲۔ ستمبر ۱۸۸۶ء کو حاصل کی۔ تین درخواستہائے اجرائے ڈگری پیش کی گئین

اپیل دوم نمبر ۷۰۵ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری پنڈت جسی دھر جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۲۹۔ اپریل ۱۸۹۵ء مشعر منسوخی ڈگری بابو دیاناتہ منصف گورکھپور مورخہ ۷۔ مئی ۱۸۹۴ء

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۳ء صفحہ ۱[illegible]۲

سنہ ۱۹۰۶ ع
مہیوت اور بلبے
بنام
لاچھمن لعل

یعنی ۱۸ - جنوری سنہ ۱۸۹۸ ء و ۱۴ - نومبر سنہ ۱۹۰۰ ء و ۱۴ - نومبر سنہ ۱۹۰۳ ء کو - گو ہر درخواست مین ڈگری جسکا اجرا مطلوب تھا ڈگری ۵ - نومبر سنہ ۱۸۹۸ ء کی بیان کی گئی بر طبق گذرنے تیسری درخواست کے دیگر ظاہرا اوس سے پیشتر نہین) مدیونان ڈگری نے یہ عذر کیا کہ ڈگری جسکا اجرا مطلوب تھا یعنی ڈگری ۲۵ نومبر سنہ ۱۸۹۸ ء مین تمادی عارض ہے قایم مقام ڈگریداران ابتدائی نے واسطے اجازت ترمیم اپنی درخواست کے استدعا کی اور ترمیم مستدعیہ ۳۰ - مارچ سنہ ۱۹۰۵ ء کو کی گئی - درخواست اجراے ڈگری اس شرط پر منظور ہوئی کہ سا مین ایک ماہ کے اندر سارٹیفکٹ وراثت پیش کرے - بنا ر ضی اس حکم کے مدیونان ڈگری نے اپیل کیا اور عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت گورکھپور نے) اپیل کو منظور اور درخواست اجراے ڈگری کو ڈسمس کیا بر طبق اسکے ڈگریدار نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا -

منشی جوالا پرشاد منجانب اپیلانٹ -

مسٹر ایچ سی نیلٹ منجانب رسپانڈنٹان -

بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - یہ اپیل ڈگریدار نے کیا صرف ایک امر جسپر ہمارے روبرو استدلال کیا گیا متعلق حد سماعت کے ہے - یہ تجویز ہوئی کہ درخواست روبرو عدالت ماتحت کے ایک ایسی درخواست تھی جو درخواست قانونی ماقبل سے اندر تین سال کے نہین گذری تھی - واقعات یہ ہین - ڈگریدار حال نے ۵ - نومبر سنہ ۱۸۹۸ ء کو ڈگری یکطرفہ حاصل کی ڈگری مذکور بعد و منسوخ ہوئی - مگر ایک اور ڈگری بھی ڈگریدار کے ۲ - ستمبر سنہ ۱۸۹۸ ء کو صادر کی گئی - پس وہ اوسکی صرف ڈگری موجود تھی اور اسلیے صرف وہی جاری ہو سکتی تھی اور ہمکو اسمین کچھ شبہ نہین ہے کہ اوس نے اوسی ڈگری کو جاری کرانا چاہا اوس نے اپنی اول درخواست ۱۸ - جنوری سنہ ۱۸۹۸ ء کو اندر میعاد تین سال کے پیش کی مگر ہمکو مسٹر نیلٹ نے اس امر سے مطلع کیا ہے کہ اوس نے اپنی درخواست مین تاریخ ۲۵ - نومبر سنہ ۱۸۹۸ ء بطور تاریخ ڈگری اجرا طلب کے تحریر کی بفرض اسکے کہ درخواست مذکور قانوناً جایز تھی تو درخواست دوم جو ۱۴ - نومبر سنہ ۱۹۰۰ ء کو پیش کی گئی بلحاظ وقت کے ایک درخواست جایز تھی - مگر ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ درخواست دوم مین بھی تاریخ ڈگری کی غلط تحریر کی گئی تھی - پس درخواست سوم جو ۱۴ - نومبر سنہ ۱۹۰۳ ء کو پیش کی گئی اگر کوئی اور عذر نہو تو ٹھیک اندر میعاد

۴۷۹

سنہ ۱۸۹۶ء

جیوت سنگھ بنام کالیچرن رام

کے تھی اوس درخواست مین بھی ڈگری کی تاریخ ۲۰ - نومبر ۱۸۸۵ء تحریر کی گئی تہی غلطی تاریخ ڈگری کی ان جدید درخواستون مین پائی جاتی ہے - نسبت درخواست سوم کے مدیون ڈگری نے یہ عذر کیا کہ ڈگری جسکا اجرا مطلوب تہا یعنی ڈگری ۲۰ - نومبر ۱۸۸۵ء مین تمادی عارض ہے ڈگریدار نے یہ درخواست کی کہ بذریعہ تحریر کرنے صحیح تاریخ اوس ڈگری کے کہ جو صرف اب بمقابلہ مدیون ڈگری کے قایم ہے ترمیم کی جاے ترمیم کی اجازت بعد انقضاے تین سال کے دی گئی مسٹر جوالا پرشاد مستدعی ہین کہ ہم یہ قرار دین کہ عدالت اپیل ماتحت نے یہ غلط تجویز کی کہ ڈگری جسکی نسبت درخواست کی گئی تہی اب جاری نہین ہو سکتی وکیل موصوف نے یہ کہا کہ نسبت منشاے اپیلانٹ کے کبھی کچھ ۴۰۰ شبہہ نہین ہو سکتا اور یہ واضح ہوتا ہے کہ نسبت اوس ڈگری کے جسکے جاری کرنیکا مقصود تہا مدیونان ڈگری کے دل مین کبھی کچھ شبہہ نہین ہو سکتا تہا - پس اونہون نے یہ بیان کیا کہ ترمیم مناسب اور صحیح طور پر کی گئی اور وہ تاریخ درخواست ابتدائی بضابطہ سے متعلق ہے - تایید اپنی حجت کے اونہون نے تجویز عدالت ہذا صادرہ مقدمہ اجودھیا رام بنام محمد منیر (۱) کا حوالہ دیا - اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہوئی تہی کہ جب کوئی درخواست ایک مرتبہ منظور ہو جاے تو تاریخ ترمیم مابعد بوجہ ترمیم مذکور کے تاریخ درخواست نہین ہو جاتی ہم نظیر مذکور کو پسند کرتے ہین اور اس لئے یہ تجویز کرتے ہین کہ درخواست سوم اندر میعاد تہی ہمکو یہ معلوم نہین ہوتا کہ تاریخ درخواست حال تک کوئی عذر مدیونان ڈگری نے نسبت درخواست ہاے ماقبل کے اس بنا پر کہ غلط تاریخ بطور تاریخ ڈگری کے تحریر کی گئی تہی پیش کیا تہا

ہم اس اپیل کو منظور اور حکم عدالت اپیل ماتحت کو بر بناے عذر ابتدائی کے منسوخ کرتے ہین مگر خرچہ اسوجہ سے نہین دلاتے کیونکہ وہ بوجہ غلطی ڈگریدار کے پیدا ہوا مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے فیصلہ بقیہ امور تنقیح طلب کے جو یادداشت اپیل مرجوعہ عدالت اپیل ماتحت مین مندرج ہین واپس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس ہوا اور مقدمہ واپس کیا گیا

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۱۲

۲۴ جون ۱۸۹۶ع

صفحہ کتاب انگریزی ۴۰۰

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

سداشنکر و یک کس دیگر (مدعا علیہما) بنام برج موہن داس (مدعی)*

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع (ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل) دفعہ ۲۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۷ – نالش از قسم قابل سماعت عدالتہاے مطالبات خفیفہ

اسواسطے کہ عدالت مطالبات خفیفہ وہ اختیار تمیزی جو اوسکو از روے دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل کے عطا کیا گیا تہا استعمال کر سکتی تہی اور عرضی دعوی کو بغرض ایسی عدالت مین پیش کرنیکے جسکو اختیار تجویز بحث استحقاق کا جو اوس سے پیدا ہوتی تہی حاصل تہا واپس کر سکتی تہی نالش ہنوز ایک

۴۰۱ نالش قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے رہتی ہے مقدمہ کالی کرشن ٹیگور بنام عزت النساخاتون (۱) کی تقلید کی گئی

اس مقدمہ مین برجموہن داس مدعی نے گوپالداس پر عدالت مطالبات خفیفہ بنارس مین ایک جزو مکان کے کرایہ کی نالش کی اوس نے اپنی عرضیدعوی مین یہ بیان کیا کہ اوس نے مکان مذکور کو نیبالال سے خرید کیا تہا جس نے خود مکان مذکور بحیثیت وارث مسماۃ دہنی بائی کے پایا تہا ۔ اور اوس نے ایک جزو مکان مذکور کا ۲ جون ۱۸۹۰ع کو مدعا علیہ کو کرایہ پر دیا تہا مگر مدعا علیہ نے اوسکو کوئی جزو کرایہ معہودہ کا ادا نہین کیا ۔ اسلئے مدعی نے دعوی کرایہ اور سود تین سال ماقبل تاریخ نالش کا جو کل بقدر [illegible] کے تہا کیا مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ مکان مدعی کا نہین ہے بلکہ سداشنکر اور رامی شنکر کا ہے جنکو کرایہ متذکرہ ادا کیا گیا اور مدعیکو کچھ تعلق کسی قسم کا مکان مابہ البحث سے نہین ہے ۔ اس سے رامی شنکر اور سداشنکر نالش مین مدعا علیہ بنائے گئے بعدہ عرضیدعوی مدعی کو عدالت مناسب مین پیش کرنیکے لئے واپس کی گئی ۔ چنانچہ عرضیدعوی عدالت منصفی مین پیش کی گئی جنہون نے نالش کو سماعت اور دعوی مدعیکو ڈگری کیا ۔ سداشنکر مدعا علیہ نے روبرو جج ماتحت کے اپیل کیا جنہون نے اپیل کو ڈسمس کیا ۔ برطبق اسکے سداشنکر اور رامی شنکر نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

* اپیل دوم نمبر ۱۰۳۰ سنہ ۱۸۹۳ع متعلقہ اپیل اور ڈگری بابو [illegible] صاحب جج ماتحت بنارس مورخہ [illegible] ۱۸۹۳ع بحالی ڈگری مولوی مبارک حسین منصف بنارس مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۲ع

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلۂ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۵۰۵

منشی گوکل پرشاد منجانب اپیلانٹان

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب رسپانڈنٹ

بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - مسٹر غلام مجتبیٰ کا عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل ہذا کے منظور ہونا چاہئے - اسوجہ سے کہ عدالت مطالبات خفیفہ نے وہ اختیار تیزی جو اوسکو ازروے دفعہ ۲۳ ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مفصل کے عطا کیا گیا تہا استعمال کیا اور عرضیدعوی کو بغرض ایسی عدالت مین پیش کرنیکے جسکو اختیار بتجویز بحث استحقاق کا جو اوس سے پیدا ہوتی تہی حاصل تہا واپس کیا نالش ہنوز ایک نالش قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے رہتی ہے ہمکو تجویز عدالت کلکتہ مصدرہ مقدمہ کالی کرشن ٹاگور بنام عزت النسا خاتون (۱) سے اتفاق ہے اپیل مع خرچہ کے ڈسمس کیا جاتا ہے -

اپیل ڈسمس کیا گیا

اجلاس کامل

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

بہاری لال وغیرہ (مدعا علیہم) بنام **محمد شفیع** (مدعی) *

ایکٹ نمبر ۵ انشاء ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہاے ہند) ضمیمہ دوم مادہ ۳۴ او ۱۴۴ - امانت رہن - حد سماعت نالش منجانب امانتدار بغرض فسخی رہنون جائیداد امانتی جو اوسکے پیشرو عہدہ نے کئے تہے -

ایک سجادہ نشین قابض جائیداد وقف نے سن ابتدا ۱۸۶۳ء و نہایت ۱۸۶۹ء مختلف ہبانامجات اجزاے جائیداد وقف کے یہ بیان اس امر کے تحریر کئے کہ اوس منظور ہبانامے مذکور بحیثیت سجادہ نشین کے کئے تہے - راہن فروری ۱۸۷۷ء مین فوت ہوا اور ۶ - اپریل ۱۸۹۰ء کو دوسکا بیٹا بطور سجادہ نشین کے اوسکا جانشین ہوا - ۲۵ - نومبر ۱۸۹۳ء کو بیٹے نے نالش واسطے دلایا نے قبضہ جائیداد مرہونہ کے جسپر مرتہنان قابض تہے اس بنا پر دائر کی کہ رہون بخلاف و ذریعۂ امانت

* اپیل دوم نمبر ۹۰۰ و ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری مولوی محمد انوار حسین خان جج ماتحت فرخ اباد مورخہ ۹ - اگست ۱۸۹۵ء منسوخی ڈگری منشی بختاور لال منصف فرخ اباد مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۴ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۵

۱۸۹۰ع
سوانتحمر
بنام
برجموہن داس

۱۸۹۶ع
صفحہ کتاب
انگریزی
۴۰۲

سنہ ۱۸۹۶ء
جلد سی الاول
بنام
محمد تقی

کئے گئے تھے اور اس وجہ سے ناجائز تھے
عدالت سے یہ **تجویز ہوئی** کہ نالش مین تمادی عارض ہے

از بلیر صاحب جسٹس - یہ امر کہ آیا دفعہ ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت جنبدہ ۱۸۷۷ء ان مقدمات سے متعلق ہے یا نہیں غیر اہم ہے اگر دفعہ ۱۳۲ متعلق نہین ہے تو نالش از روے دفعہ ۱۲۰ ضمیمہ مذکور کے ممنوع السماعت ہے میعاد سماعت بمقدمہ امانت داری کے اون تاریخون سے شروع ہوتی ہے جب مرتہنان منجملہ اپنے رہنون کے قبضہ حاصل کیا ۔ مقدمات ذیل منی سنگھ بنام جگیندر بہادر راے (۱) والیسو رام جی کا لناتھ بنام بال کرشن لکشمن (۲) و نیکے چند رسنرجی بنام کالی پرمند کر جی (۳) و داو بہر بنام ناراین (۴) کا حوالہ دیا گیا ہے ۔

از بنرجی صاحب جسٹس - نالش میں از روے دفعہ ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت جنبدہ ۱۸۷۷ء کے تمادی عارض ہے جو ایسی نالش سے جو بنام مرتہن کے جس نے روپیہ دیکر کسی امانتدار سے رہن حاصل کیا ہو دایر کی گئی ہو اسی طرح متعلق ہے کہ جس طرح وہ ایسی نالش سے متعلق ہے جو بنام ایسے شخص کے دایر کی جاے جسکے ہاتھ امانتدار نے جایداد امانتی بعوض قیمت فروخت کی ہو ۔ مقدمات گر جند ناتھ راے بہادر بنام رانی لچھمی کماری (۵) والیسو رام جی کالناتھ بنام بال کرشن لکشمن (۲) و مالوجی بنام فقیر چند (۶) و منی سنگھ بنام جگیندر بہادر راے (۱) کا حوالہ دیا گیا ۔

از ایکمن صاحب جسٹس - یہ تصور نہین کیا جاسکتا کہ لفظ خرید مستعملہ دفعہ ۱۳۴ ضمیمہ ۲ مین جایداد مرہونہ داخل ہے بلکہ دفعہ ۱۳۲ اسسے متعلق ہوگی اور وہ مانع نالش ہے ۔

واقعات مقدمہ تجاویز سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین ۔

منشی بنرجس سہاے منجانب اپیلانٹان
مسٹر امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

۴۳ **بلیر صاحب جسٹس** - نالش جس سے یہ اپیل دوم پیدا ہوا مدعی رسپانڈنٹ نے بحیثیت سجادہ نشین ایک درگاہ کے واسطے دلا پانے قبضہ ایک اراضی ملکیت درگاہ کے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۳۶ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۸۳ -
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۶ (۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۴۳
(۵) ویکلی رپورٹر کلکتہ دیوانی جلد ۱۱ صفحہ ۳۶ (۶) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۴۵۸

۱۸۹۵ء
بہاری لال بنام محمد متقی

بذریعہ بیع جملی مدعا علیہم اور ناجایز قرار دیے اون رہنون کے جو اونکے حق مین مدعی کے پیشرو عمدہ نبدہ علی نے کیے گئے تھے دایر کی۔ مدعی نے دلا پانے واصلات اور خرچہ کی بہی استدعا کی۔ مدعی نے اپنی عرضی دعوی مین یہ بیان کیا کہ بنائے مخاصمت ۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۱ء کو جو تاریخ وفات اوسکے پدر سجادہ نشین سابق کی ہے اور ۶ - اپریل سنہ ۱۸۹۱ء کو جو تاریخ مدعی کے سجادہ نشین ہونے پر کی ہے پیدا ہوئی بیان جوابدہی مین اصل امر جواب تنقیح طلب ہے صرف یہ ہے کہ نالش مین تمادی عارض ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو مدہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ حد سماعت متعلق کر کے ڈسمس کیا۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ فیصلہ کیا کہ مدہ ۱۴۴ متعلق نہین ہے اور مدعا علیہم کا قبضہ بحیثیت مرتہنان تا حیات اونکے راہن کے مخالفانہ نہ تہا۔ اور اسلئے نالش مدعی بوجہ قبضہ مخالفانہ کے ممنوع السماعت نہین ہے یہ تجویز ہوئی ہے کہ جایداد وقف ہے اور ناقابل انتقال ہے۔ اس امر سے انکار نہین ہے کہ مرتہنان نے قبضہ چند قطعات کا بتاریخ اون رہنا مجات کے حاصل کیا تہا جن مین وے مکفول تھے ۷ رہنا مجات تھے اور تاریخ ہاے مندرجہ ذیل پر تحریر کیے گئے تھے۔

۱ - ۱۸ - اگست سنہ ۱۸۶۳ء
۲ - ۱۴ - اگست سنہ ۱۸۶۵ء
۳ - ۲۹ - اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء
۴ - ۷ - اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ء
۵ - ۱۷ - نومبر سنہ ۱۸۶۷ء
۶ - ۱۴ - اگست سنہ ۱۸۶۹ء
۷ - ۱۹ - ستمبر سنہ ۱۸۶۹ء

دلایل فریقین مسٹر ہرنبس سہاے وکیل اپیلانٹان اور مسٹر امیر الدین وکیل رسپانڈنٹ نے ہمارے روبرو نہایت لیاقت سے پیش کین۔ منجانب اپیلانٹان کے یہ حجت کی گئی کہ مقدمہ احکام مدہ ۱۴۴ یا احکام مدہ ۱۳۴ - ایکٹ حد سماعت ہند مین داخل ہے اور اون مین سے کسی ایک حد کے بموجب نالش مین تمادی عارض ہے۔ الفاظ مدات مذکور کے حسب ذیل ہین۔ مدہ ۱۳۴ - نالش واسطے دلا پانے قبضہ جایداد غیر منقولہ کے جو متوفی کی وصیت سے بطور امانت یا رہن کے منتقل کی گئی ہو اور بعد ازین یا مرتہن سے ۴۸۲

سنہ ۱۹۰۶ء
بہاری لال
بنام
محمد متقی

بقیمت خرید کی گئی ہو۔ میعاد ۱۲ سال۔ میعاد تاریخ خریداری سے محسوب ہوگی۔ مد ۱۴۴
نالش بابت قبضہ جایداد غیر منقولہ یا کسی حقیت واقع جایداد مذکورہ کے جسکے واسطے کوئی
میعاد خاص ضمیمہ ہذا میں درج نہیں ہے میعاد ۱۲ سال۔ میعاد اوسوقت سے محسوب ہوگی
جب قبضہ مدعا علیہ کا مخالف قبضہ مدعی کے ہو۔ پس میری دانست میں یہ صاف ظاہر
ہے کہ رہنون جنکی نسبت اعتراض کیا گیا استثنا جامع مندرجہ دفعہ ۱۰ ایکٹ
۵ سنہ ۱۸۸۲ء میں داخل ہیں۔ بلاشبہ مرتہنان منتقل الیہم بعوض بدل مالیتی کے ہیں اور
اسوجہ سے مستحق حفاظت اوس مدت سماعت کے ہیں جو مقدمہ سے متعلق ہو۔ مسٹر
ہر جس سہاے کی دلیل کا ایک جزو تھا کہ اگر لفظ خرید مندرجہ مد ۱۳۴ مساوی انتقالات مشمولہ اون
انتقالات کے نہیں ہے جو ازروے دفعہ ۱۰ ایکٹ مدت سماعت کے مستثنیٰ کیے گئے تاہم
وہ دفعہ مذکورہ میں بمعنی اصطلاحی لفظ خرید کے استعمال کیا گیا تھا جسمیں مطابق قانون
انگلستان کے رہن اور پٹہ دونون داخل ہیں تائید اس دلیل کے اونھون نے مقدمہ
بنل منی سنگھ بنام جگن ناتھ راے (۱) کا حوالہ دیا جس فقرہ پر اونھون نے استدلال
کیا صفحہ ۴۰۵ میں مندرج ہے۔ جو راے کہ اوسمین ظاہر کی گئی بلاشبہ مفید حجت
ہر جس سہاے کے ہے۔ مگر وہ مساوی نظیر کے نہین ہے۔ مقدمہ ایسو رام جی کالناتھ
بنام بال کرشن لکشمن (۲) مین صاف طور پر یہ قرار پایا ہے کہ لفظ خرید موقوعہ مد ۱۳۴
بمعنی اصطلاحی انگریزی کے استعمال کیا گیا ہے اور اوسمین رہن داخل ہے۔ سر چارلس
سارجنٹ صاحب چیف جسٹس نے بوقت صدور تجویز عدالت کے مقدمہ راد ہاناتھ داس
بنام گسبورن و کمپنی کا حوالہ دیا جو بصفحہ ۱۰۵ مندرج ہے (۳) جسمین پریوی کونسل نے
دفعہ ۵ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کی نسبت بحث کرنے مین یہ فرمایا کہ خریدار سے مراد خریدار
بحسب معنی صحیح لفظ مذکورہ کے ہے اور کونسل ممدوح نے اوس تعبیر سے وہ معنی قایم
کیے جو بلحاظ خاص حالات اوس مقدمہ کے جو روبرو حکام عالیمقام کے تھا
محدود تھے لیکن بلحاظ اوس راے کے جو مین نے نسبت میعاد سماعت متعلقہ
نالش ہذا کے قایم کی مجھکو اس امر پر غور کرنا ضرور نہین ہے کہ عبارت منقولہ بالا سے

۴۸۵

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۴۰۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۵
(۳) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۱

۱۸۹۶ء

بہاری لال بنام محمد شفیق

پریوی کونسل کی کیا مراد تھی - اگر مد ۱۳۴ - متعلق ہے تو بلاشبہ میعاد سماعت عرصہ ہوا کہ گذر گئی - لیکن اگر مد ۱۳۴ - متعلق نہین ہے تو ہمکو یہ تجویز کرنے کے لئے کہ مد ۱۴۴ نالش مدعی مین عارض ہے یا نہین وقت کا دریافت کرنا لازم ہے کہ جب قبضہ مخالفانہ شروع ہوا - اس غرض سے معنی لفظ منتقل الیہم مندرجہ دفعہ ۱۰ ایکٹ حد سماعت پر غور کرنا ضروری ہوگیا - اس لفظ کے نہایت وسیع معنی نسبت نوعیت اون انتقالات کے ہین جن سے وہ متعلق ہے اوسمین باعتبار اوسکے معنی مقبولہ کے کوئی قید نسبت مقدار حق منتقلہ کے نہین ہے - بظاہر انتقال بذریعہ پٹہ یا رہن کے اوسکے منشا مین ٹھیک اوسیطرح داخل ہے کہ جسطرح بیع قطعی جایداد غیر منقولہ کا داخل ہے - بغرض محدود کرنے اوسکے معنی کے یہ ثابت کرنا ضرور ہوگا کہ حقوق زیادہ تر محدود قسم کے منشا اور مصلحت مد مذکور سے باہر ہین - اس قسم کی قید کی کوئی وجہ ظاہر نہین ہوتی اور بلاشبہ میری دانست مین اگر کوشش کسی ایسے فرق کے قایم کرنیکی کیجاویگی تو احکام ایکٹ عملاً کالعدم ہوجاینگے اگر اس دفعہ مین بیع قطعی داخل سمجھے جاوین اور اوس سے پٹہ جات یا رہون بابت زمانہ کثیر التعداد کے خارج کئے جاوین تو اس سے اثر دفعہ کا بالکل ساقط ہوجایگا لیکن اگر انتقالات بابت ایک میعاد کے جو کیسی ہی دراز ہو داخل دفعہ مذکور قرار دئے جائین تو یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حد معین قایم کیجاے اور انتقالات بابت کسی قدر زیادہ محدود زمانہ کے اوس سے خارج کئے جائین -

خواہ کوئی تعبیر لفظ خرید سو تو بہ دفعہ ۱۳۴ - کی کی جاے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ایسی تحریر سے یہ نقشہ ایک فعل بیجا قابل نالش پیدا ہوتا ہے اور مرتہن لڑکر جسکے حقوق کو مضرت پہونچے فوراً نالش کرنیکا حق حاصل ہوتا ہے جو بصورت خریداری بعوض قیمت کے بارہ برس تک بلا نقص قایم رہے گا ظاہر اکسی ایسی صورت نالشی کا بنا ناوقت طلب ہے کہ بموجب احکام مد مذکور کے کوئی حق نالش بزمانہ قبضہ امانتدار انتقال کنندہ کے پیدا نہوگا - بلکہ صرف بوقت
۴۸۶ اختتام اوسکے عہدہ امانت کے پیدا ہوگا اور بارہ برس تک وقت اختتام مذکور سے قایم رہے گا اس سے منتقل الیہ امانتدار غیر مجاز کی حالت ایسے شخص کی حالت سے اہم طور پر بدتر ہوجایگی جو بلا کسی حق یا استحقاق کے اپنے ہمسایہ کی اراضی پر اگر قابض ہو شخص اخر الذکر کو حق ناقابل اعتراض ۱۲ برس مین حاصل ہوگا حالانکہ دوسرا شخص مستوجب بید خلی تا قیام عہدہ امانتدار کے اور اوسکے بعد بارہ برس تک رہے گا - دفعہ ۱۰ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء

۱۹۰۸ء

بہاری لال
بنام
محمد شفیع

اور نیز مد ۱۳۴ ضمیمہ ۱ ایکٹ مذکور مین الفاظ بہ نیک نیتی کے منسوخ ہونے سے جو احکام ہم
مضمون ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین تھے صاف طور پر یہ منشا واضعان قانون کا ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ کوئی فرق مابین اون اشخاص کے جو بلا حق یا استحقاق کے جایداد دیگر اشخاص کے مالک
بنجائین رکہنا نہین چاہتے بہ تبدیل الفاظ ضروری یہی تحریرات متعلقہ مد ۱۴۴ سے متعلق
ہین اوس صورت مین بھی اوس تشریح سے جسپر کونسل رسپانڈنٹ کو استدلال ہے میعاد سماعت
زمانہ غیر معین تک بڑہ جاےگی میری دانست مین جو نالش کہ منشاے دفعہ ۱۰ ایکٹ حد سماعت
مین داخل ہے ایک ایسی نالش ہے جو مامون لہ واسطے منسوخی انتقال ناجایز اپنے
امانت دار کے دایر کرے ۔ اور از روے مد ۱۳۴ کے وہ زمانہ جس سے میعاد سماعت
محسوب ہوگی تاریخ خرید ہے ۔ از روے مد مذکور کے یہ صاف طور پر غیر اہم ہے کہ
آیا امانت دار اپنے عہدہ پر قایم رہا یا نہین ۔ یہ بناے مخاصمت بوقت بیع پیدا ہوتی ہے
یہ مناسب ہوگا کہ بموجب ایسی مد جامع کے جو جملہ ایسے مقدمات سے متعلق ہے جنکے لئے
کوئی خاص حکم نہین ہے یعنی مد ۱۴۴ کے لئے وہ زمانہ جس سے قبضہ مخالفانہ شروع ہوتا ہے
اوسوقت تک ملتوی کیا جاے کہ امانت دار عہدہ امانت پر رہے قطع نظر اسناد کے
بطور امر اصول کے ظاہرا یہ تجویز کرنا ممکن ہے کہ قبضہ جو ایسے امانت دار سے حاصل کیا گیا
جسکو کوئی حق ایسے قبضہ کی اجازت دینے کا نہ تھا وقت اوسکے آغاز سے بجز مخالف ہونے
مامون لہ کے اور کچھ ہو سکتا ہے جہانتک کہ مامون لہکو تعلق ہے یہ امر کلیتا غیر اہم ہے
کہ آیا غاصب کا قبضہ بلا اجازت کسی انسان کے تھا گو وہ کوئی ہو یا اوسکو صرف ایسے شخص
۴۸۶ نے اجازت دی تھی جسکو اس قسم کی اجازت دینے کا کچھ حق نہ تھا مقدمہ نبچے چند رنبرجی
بنام کالی پرسنو کربی (۱) متعلق ہے اور وہ میری راے مین صحیح طور پر فیصل ہوا تھا ۔
اسی قسم کا مقدمہ مادہو بنام نراین (۲) ہے حق نالش مدعی حال اور اوسکا حق ذاتی بجز اوسقدر
کے نہین ہے کہ اوسکو ایک حق بشمول دیگر مامون لہم کے حاصل ہے بلکہ وہ حق اوسکو
بحیثیت قایم مقام مامون لہم کے حاصل ہے اور صرف اسی حیثیت سے اب اوس نے
نالش کی ہے جس قبضہ کے رفع کرنیکا وہ مستدعی ہے قبضہ مخالف اوسکے مامون لہم کے

(۱) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۲

(۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۴۴

مشتہرہ ۱۸۹۵ء

بھاریلال بنام محمد شفیع

ہے - پس مین یہ تجویز کرنا چاہتا ہون کہ میعاد سماعت تاریخہائے رہون مع قبضہ سے محسوب ہوگی جن مین سے سب سے آخر مین ۱۸۶۹ء کا ہے اور اس لئے نالش مین بارہ سال کا قاعدہ عارض ہے -

بنرجی صاحب جسٹس - اس اپیل مین جس امر کی ہمکو تجویز کرنی ہے صرف یہ ہے کہ آیا حسب حجت مدعا علیہم اپیلانٹان کے دعوی مین تمادی عارض ہے یا نہین

یہ نالش منجانب ایک سجادہ نشین یا افسر درگاہ کے واسطے دلاپانے قبضہ ایسی جایداد کے ہے جو ازان درگاہ بتجویز ہوتی جسکو مدعی کے پیشتر وعہدہ نے پیشرو استحقاق مدعا علیہم کے پاس جواب بحیثیت مرتہنان رہن انتفاعی کے قابض مین رہن کیا تھا رہنامجات مابین ۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۹ء کے تحریر کئے گئے تھے - راہن یعنی سجادہ نشین آخر ۲۶ - فروری ۱۸۹۱ء کو فوت ہوا - مدعی ۶ - اپریل سنہ مذکور کو مقرر ہوا - نالش ۲۵ - نومبر ۱۸۹۳ء کو دایر کی گئی - منجانب مدعی کے یہ حجت کی گئی ہے کہ میعاد سماعت اوس تاریخ سے جب وہ عہدہ سجادہ نشین پر مقرر کیا گیا یا غایت درجہ اوس تاریخ سے جب اوسکا پیشرو فوت ہوا اور نہ تاریخ رہون سے شروع ہوئی بخلاف اسکے یہ حجت کی گئی ہے کہ یہ قرار پانا چاہئے کہ میعاد سماعت تاریخہائے رہون سے شروع ہوئی -

مسٹر امیر الدین کونسل فیعلم رسپانڈنٹ نے تبائید اپنی حجت کے تجویز حکام عالیمقام ۵۵۴

پریوی کونسل بصدورہ مقدمہ جیونداس ساہو بنام شاہ کبیر الدین (۱) پر استدلال کیا جسکی مقدمہ میرن بنام عبد الکریم (۲) مین تقلید کی گئی تھی حکام عالی مقام پریوی کونسل نے یہ تجویز کی کہ بموجب قانون نافذ الوقت کے گورنمنٹ کا یہ کام تھا کہ اوقاف کی محافظت کرے - اور مدعی اس مقدمہ مین منجانب گورنمنٹ خبرگیران تھا اور یہ کہ اوسکا حق نالش بوقت اونکے متولی یا منتظم مقرر کئے جانیکے پیدا ہوا

میری یہ رائے ہے کہ بعد صادر ہونے ایکٹ نمبر ۲۰ - ۱۸۶۳ء کے منتظم وقف مذہبی خبرگیران منجانب گورنمنٹ قرار نہین دیا جاسکتا - اور نالش منجانب اوسکے واسطے حفاظت جایداد موقوفہ کے ایک نالش منجانب گورنمنٹ متصور نہین ہوسکتی - ایکٹ نمبر ۲۰ - ۱۸۶۳ء

(۱) اپیلہائے ہند مرتبہ مور صاحب جلد ۳ صفحہ ۲۷۰ -

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳ بصفحہ ۲۱۸ -

۱۸۹۶ء
بہار رئیس
بنام
محمد شفیع

سے جیسا کہ اوسکی تمہید مین مندرج ہے گورنمنٹ اون فرایض سے جو اوسپر حسب آئین نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۱۰ء کے عاید کئے گئے تھے جہانتک کہ فرایض مذکور مین . . . . مخصوص کرنا اون اوقاف کا جو واسطے قایم رکھنے مصارف . . . . دینی کے کئے گئے داخل ہے یا کوئی تعلق اہتمام مصارف دینی مذکور سے شامل ہے سبکدوش کی گئی نالش منجانب متولی وقف کے جو بعد صدور ایکٹ مذکور کے دایر کی جاے میری راے مین معمولی قاعدہ حد سماعت جو بجز گورنمنٹ کے جملہ عیان سے متعلق ہے متعلق ہوگا — بوجہ نظیر حکام عالی مقام پریوی کونسل محولہ بالا نالش مذکور پر موثر نہین ہوسکتی — اس راے کی تائید فیصلہ ہائی کورٹ کلکتہ مصدرہ مقدمہ شیخ لال محمد بنام لالہ برج کشور (۱) سے ہوتی ہے۔

بعد اسکے ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ کیا قاعدہ حد سماعت نالش ہذا سے متعلق ہے وکیل ذی علم اپیلانٹان کی یہ حجت ہے کہ نالش سے مد ۱۳۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ حد سماعت ہند متعلق ہے اور اگر مد مذکور متعلق نہین ہے تو مد ۱۴۴ متعلق ہوگی اور یہ کہ مدعاعلیہم کا قبضہ تاریخ ہاے رہنون سے جو بحق اونکے کئے گئے مخالفانہ قرار پانا چاہئے

مطابق تجاویز عدالت اپیل ماتحت کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ بندہ علی راہن امانتدار جایداد درگاہ کا تہا اور یہ کہ وہ بحیثیت مہتمم اور امانتدار کے قابض تہا از روے دفعہ ۱۰
۴۰۹ ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے کسی نالش موسومہ امانتدار مین جو بابت جایداد امانتی کے ہو بوجہ انقضاے زمانہ کے تمادی عارض نہین ہوسکتی مگر بابت اشخاص موسومہ منتقل الیہم امانتدار بعوض بدل مالیتی دفعہ مذکور کے اثر سے مستثنیٰ کی گئی ہین اسمین کوئی کلام نہین ہے کہ مرتہن منتقل الیہ ہے اور اس امر سے انکار نہین کیا گیا ہے کہ اس مقدمہ مین مرتہن نے بندہ علی سے رہنون بعوض بدل مالیتی حاصل کئے لہذا مدعیان دفعہ ۱۰ سے مستفید نہین ہوسکتے اور ہمکو ضمیمہ مین وہ مد تلاش کرنی چاہئے جو مقدمہ سے متعلق ہو اگر مد ۱۳۴ متعلق ہے تو دعوی بلاشبہ اسوجہ سے خارج المیعاد ہے کہ نالش بہت عرصہ بعد انقضاے ۱۲ سال کے تاریخہاے اون رہنون سے جنکے ذریعہ سے مدعاعلیہم قابض ہوے دایر کی گئی نالش متذکرہ مد مذکور ایک نالش ہے واسطے دلا پانے قبضہ ایسی جایداد غیر منقولہ کے ہے جو امانتاً بذریعہ دستاویز یا وصیت کے منتقل کیگئی یا سونپی گئی یا رہن کیگئی ہو اور بعدہ امانتدار یا مرتہن نے اوسکو بعوض بدل مالیتی کے

(۱) ویکلی ریپورٹر نظایر دیوانی جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۴

۱۸۹۰ء بھاری لال بنام محمد شفیق

خرید کیا ہو اب امر تصفیہ طلب یہ ہے۔ کہ آیا مرتہن جس نے امانت دار سے بعوض بدل مالیتی کے رہن لیا ہو خریدار بعوض بدل مالیتی کے ہے یا نہیں۔ اسمین کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اگر ہم جواب اس امر کا بلحاظ اوسکے جو انگریزی قانون دان الفاظ خریدار بعوض بدل مالیتی کے معنی سمجھیگا دین تو ہمکو اوسکا جواب اثبات مین دینا ضرور ہے۔ کیونکہ مرتہن خریدار بقدر اپنے حق کے ہوتا ہے (دیکھو واٹسن صاحب کی کمپنڈیم آف اکیوٹی جلد ۲ صفحہ ۱۱۶۲)
اب دیکھنا چاہیے کہ آیا الفاظ مستعملہ واضعان قانون ہند کے بھی مد ۱۳۴ مین وہی معنی ہین یا نہیں۔ منشا واضعان قانون کا تاریخ وضع قانون سے جو اس بارہ مین ہے مستنبط ہو سکتا ہے۔ دفعہ ۲ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء مین یہ حکم تھا کہ نالش جو بنام امانتدار یا اوسکے قایم مقام کے واسطے قبضہ جایداد امانتی کے ہو کسی قدر عرصہ کے گذر جانے پر بھی ممنوع السماعت نہو گی۔ از روے دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کے وہ شخص جس نے بہ نیک نیتی امانتدار سے بعوض بدل مالیتی کے خریداری کی ہو دفعہ مذکور کے اثر سے مستثنی کیا گیا۔ ہائی کورٹ کلکتہ نے بمراد دفعہ مذکور بمقدمہ گوبند ناتھ راے بہادر بنام رانی بھیبی کماری (۱) یہ تجویز کی کہ مرتہن بھی حسب مراد دفعہ مذکور کے خریدار ہے۔ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین جو بجاے ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے صادر ہوا دفعہ اسمین جو بجاے دفعہ ۲ ایکٹ سابق کے تھی یہ حکم تھا کہ قاعدہ کسی میعاد سماعت کا اثر بمقابلہ امانتدار یا اوسکے قایم مقام کے نہو گا ایسے شخص سے متعلق نہین ہے کہ جس نے بہ نیک نیتی بعوض قیمت کے کسی امانتدار سے خریداری کی ہو ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین یہ حفاظت جو منتقل الیہم بعوض بدل مالیتی کو عطا کی گئی تھی اور الفاظ نیک نیتی خارج کیے گئے۔ دفعہ ۵ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء جہانتک کہ وہ خریداران امانتداران سے متعلق ہے۔ در اصل بطور مد ۱۳۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے بہر داخل قانون کی گئی۔ اور مد ۱۳۴ ایکٹ حال بھی اسی مضمون کی ہے بجز اسکے کہ اوسکی رو سے یہ ضرور نہیں ہے کہ خریدار ایک خریدار نیک نیت ہو میری دانست مین جبکہ از روے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے واضعان قانون نے اون اشخاص کو جنہون نے امانتداران سے خریداری کی ہو احکام دفعات سے محفوظ کیا ایک میعاد سماعت واسطے نالشات کے جو بمقابلہ ایسے خریداران کے ہون از روے مد ۱۳۴ کے مقرر کی جبکہ یہی حفاظت جو منتقل الیہم بالمعاوضہ کے لیے ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین قایم کی گئی اور واضعان قانون نے کوئی خاص مد واسطے اون نالشات کے جو بمقابلہ ایسے منتقل الیہم کے ہون سواے مد ۱۳۴ کے منضبط نہین کی تو یہ قیاس کرنا چاہیے کہ اونکا یہ منشا تھا کہ وہ مد ان نالشات سے متعلق ہو جو بنام منتقل الیہم بعوض قیمت کے دایر ہون اور

۴۹۰

(۱) ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ صفحہ ۳۲

۱۸۹۵ء
بہاری لعل
بنام
محمد تقی

الفاظ تحریر بعوض مالیت ہو وقوعہ لکھا اون معنی استعمال کئے گئے کہ جنمین الفاظ مذکور کو حقیقتاً انکے معنی عرف عام
سمجھتے ہین کہ جس سے وہ رہن اور بیعنامہ جات پر حاوی ہون اگر دفعہ ۱۳۴- ایسی صورتون سے
متعلق نہین ہے تو دوسری مد جو متعلق ہے صرف دفعہ ۱۴۴- ہو سکتی ہے۔ مگر اسکی کوئی وجہ
نہین معلوم ہوتی کہ کیون واضعان قانون ایک قاعدہ حد سماعت نالش موسومہ ایسے شخص
کے لئے جسکے ہاتھہ جایداد امانتی بقیمت فروخت کی گئی ہو اور دوسرا قاعدہ مرتہن
یا منتقل الیہ کے لئے جس نے کسی امانت دار سے جایداد بعوض مالیت حاصل کی
ہو مقرر کرتے اصول جو ان دونون قسم کے منتقل الیہم سے متعلق ہے اور مصلحت
جس سے وے اثر دفعہ ۱۰ سے مستثنی کئے گئے ظاہرا ایک ہی ہین۔ لہذا میری
یہ راے ہے کہ دفعہ ۱۳۴- نالش موسومہ مرتہن سے جس نے امانت دار سے جایداد
بعوض مالیت حاصل کی ہو اسیقدر متعلق ہے جس قدر کہ وہ نالش موسومہ ایسے
شخص سے متعلق ہے جسکے ہاتھہ امانت دار نے جایداد امانتی بعوض مالیت فروخت
کی ہو اس راے کی تائید تجویز ہائیکورٹ بمبئی (سارجنٹ صاحب چیف جسٹس و
کینڈی صاحب جسٹس) مصدرہ مقدمہ الیو رام جی کالناتہ بنام بالکرشن لکشمن
(۱) جسکی تقلید فیرن صاحب چیف جسٹس و فلٹن صاحب جسٹس نے بمقدمہ الوبی بنام
فقیر چند (۲) کی اور اوس راے سے جو ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ نیل منی سنگھ
بنام ہنگسندہو راے (۳) ظاہر کی ہوتی ہے اور ہمارے روبرو کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ
نہین دیا گیا جسمین اسکے خلاف تجویز ہوئی ہو۔ بوجوہ مندرجہ بالا مین یہ تجویز کرتا ہون
کہ دفعہ ۱۳۴- مقدمہ ہذا سے متعلق ہے اور دعوی مین تمادی عارض ہے۔

چونکہ میری یہ راے ہے کہ دفعہ ۱۳۴ مین ایسے مقدمہ کے لئے جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے
خاص کر قاعدہ مقرر کیا گیا ہے لہذا دفعہ ۱۴۴- جو ایسی نالشات قبضہ جایداد غیر منقولہ سے متعلق
ہے جنکے لئے خاصکر کوئی قاعدہ مقرر نہین ہے متعلق نہین ہے لیکن اگر میری راے مین
مد مذکور متعلق ہوتی تو مجھکو یہ تجویز کرنے مین بہت تامل ہوتا کہ اس مقدمہ مین مرتہنان علیہم

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۵ صفحہ ۵۰۳
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۵
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۳۶

۱۸۹۹ء بسارعلی بنام محمد شفیع

کا قبضہ تاریخ رہن سے ماسون لمم کے مخالفانہ ہوگیا - اگر امانت دار بانحراف امانت کے رہن کرتا اور حق ماسون لمم کو نظرانداز کرکے جائداد کو بطور خود اپنی جایداد کے رہن کرتا تو قبضہ مرتہنان کا تاریخ رہن سے ماسون لمم کے مخالفانہ متصور ہوسکتا تھا مگر جس صورت مین مثل مقدمہ ہذا کے امانت دار نے بحیثیت امانت دار اور واسطے اغراض منظورہ امانت کے رہن کیا ہو تو مجھکو بہت شبہ ہے کہ قبضہ مرتہن کا جب تک امانت دار فوت نہو یا برطرف نکیا جاے ماسون لہ کے مخالفانہ تجویز ہوسکتا ہے مگر بلحاظ اوس راے کے جو مین نے مقدمہ ہذا مین قایم کی ہے اس امر کا فیصل کرنا ضرور نہین ہے -

مین اپیل کو منظور اور نالش کو مع خرچہ کے ڈسمس کرونگا

ایکمن صاحب جسٹس - مجھکو اپنے ہم جلیسان ذیعلم کی اس راے سے اتفاق ہے کہ اپیل ہذا منظور ہونا چاہئے - واقعات مقدمہ مختصرا حسب ذیل ہین - ضلع فرخ اباد مین مسلمانون کی ایک درگاہ موسومہ درگاہ حضرت مخدوم ہے جسکے مصارف کے لئے بزمانہ سلاطین اسلامیہ ایک اراضی عطا کی گئی تھی - تیس برس سے زیادہ عرصہ پیشتر بندہ علی نے جو اوسوقت متولی درگاہ کا تھا ایک جز واس جایداد موقوفہ کا بشرط استحقاق مدعاعلیہم اپیلانٹان کے پاس رہن مع قبضہ کیا - ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو بندہ علی فوت ہوا اور بعد اسکے ۶ - اپریل کو اوسکا لڑکا محمد شفیع مدعی رسپانڈنٹ بجاے اپنے باپ کے متولی مقرر ہوا - ۴۹۲

۲۵ - نومبر ۱۸۹۳ء کو مدعی نے یہ نالش جس سے یہ اپیل پیدا ہوا نہ واسطے انفکاک جایداد مرہونہ کے بلکہ واسطے دلاپانے اوسکے قبضہ کے اس بنا پر دایر کی کہ رہن جو بندہ علی نے کئے بخلاف وزری امانت تھے اور اسوجہ سے ناجایز تھے

عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو بوجہ عارض ہونے تمادی کے ڈسمس کیا - عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ نالش اندر میعاد ہے اور بحق مدعی ڈگری صادر کی مدعاعلیہم نے اپیل دوم عدالت ہذا مین دایر کیا

جس امر کا ہمکو فیصلہ کرنا ہے صرف یہ ہے کہ آیا مدعی کی نالش قبضہ بعد از وقت ہے یا نہین

دفعہ ۱۰ ایکٹ حد سماعت مین یہ حکم ہے کہ کوئی نالش بغرض تعاقب جایداد امانتی کے

۱۸۹۹ء
پیاری لعل
بنام
محمد شفیع

جو امانت دار یا قایم مقام ان قانونی امانت دار یا اوسکے منتقل الیہم کے قبضہ مین ہو ۔ جو ایسے منتقل الیہم ہون جن سے بدل قیمتی لیا گیا ہو کسی قدر عرصہ کے گذر جانے پر بھی ممنوع السماعت ہوگی اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ منتقل الیہ امانت دار کو جس سے بدل قیمتی لیا گیا ہو بوجہ انقضاے میعاد کے حق جایز حاصل ہوتا ہے مرتہن ایک منتقل الیہ بعوض بدل قیمتی کے ہے لہذا مدعا علیہم عذر حد سماعت کرنیکے مستحق ہین ۔ اور امر غور طلب صرف یہ ہے کہ کون سی دفعہ ضمیمہ ۲ ۔ ایکٹ حد سماعت کی متعلق ہے

ایک کسی قدر مشابہ مقدمہ مین ہائی کورٹ کلکتہ نے یہ تجویز کی کہ د ۱۳۴ یا د ۱۴۴ متعلق ہے اگر لفظ خریدہو تو د ۱۳۴ ۔ مساوی لفظ رہن کے قرار پاے تو مقدمہ ہذا دفعہ مذکور مین ٹھیک طور پر داخل ہے ۔ ہائی کورٹ کلکتہ اور ہائی کورٹ بمبئی دونون نے یہ تجویز کی ہے کہ لفظ خرید اس دفعہ مین بمعنی اصطلاحی انگریزی استعمال کیا گیا ہے اور وہ ایسا وسیع ہے کہ اوسمین رہن داخل ہے ۔ مگر یہ لفظ دوسری جگہہ ضمیمہ مذکور مین مثلاً دفعہ ۱۳ مین استعمال کیا گیا ہے ۔ اور ربط عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس مقام پر وہ اوس معنی وسیع مین استعمال نہین کیا جا سکتا جو اوس سے دفعہ ۱۳۴ مین منسوب کئے گئے ہین ۔

۱۵۳ مین زیادہ تر یہ پسند کرتا ہون کہ اس مقدمہ کو داخل دفعہ ۱۴۴ تصور کرون اور یہ تجویز کرون کہ مرتہنان کو بوجہ انقضاے مدت کے بمقابلہ ہون لعل کے ایک حق اسقدر منحالفانہ حاصل ہو گیا ہے کہ وے جایداد پر تا وقت اوسکے انفکاک کے قابض رہنے کے مستحق ہین ۔ نظر ستدیدہ کونسل زیلیم سیا نڈنٹ یعنی مقدمہ پیرن بنام عبد الکریم (۱) اوسکے مفید ہے ۔ مگر میری دانست مین حاکم زیلیم نے جنھون نے اوس مقدمہ کو فیصل کیا اس امر کو نظر انداز کیا کہ وجہ فیصلہ مقدمہ پریوی کونسل جیندا س ساہو بنام شاہ کبیر الدین (۲) وقت صدور ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء سے زایل ہو گئی ۔

بوجوہ مندرجہ بالا مجھکو ڈگری مجوزہ سے اتفاق ہے

از عدالت حکم عدالت یہ ہے کہ اپیل مع خرچہ کے ڈگری ہو اور ڈگری عدالت اپیل بحالت

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳
(۲) اپیلیات ہند مولفہ مور صاحب جلد ۳ صفحہ ۲۹۰

مع خرچہ کے منسوخ ہو اور ڈگری عدالت مرافعہ اول بحال کی جاے

اپیل ڈگری کیا گیا

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس نبرجی صاحب جسٹس

سوکھچند وغیرہ ڈگریداران بنام رام رتن وبکسن دیگر (مدیونان ڈگری)

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴ - ڈگری مطابق اوس عذر کے جو چند مدعاعلیہم نے ملکر کیا تھا - ڈگری اپیل سے منسوخ کی گئی مگر بطبق اپیل منجانب صرف ایک مدعاعلیہ کے بحال کی گئی - اجراء ڈگری بابت خرچہ کے منجانب دیگر مدعاعلیہم کے - اپیل - جب اپیل ہو تو کوئی ڈگری جاری ہو سکتی ہے -

ایک نالش جو چند مدعاعلیہم پردایر کی گئی تی مع خرچہ کے ڈسمس کی گئی - مدعیان نے اپیل کیا اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت مرافعہ اولی مین واپس کیا گیا منجملہ مدعاعلیہم کے ایک نے بناراضی حکم واپسی کے ہائی کورٹ مین اپیل کیا جس نے حکم واپسی کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کیا -

تجویز ہوئی کہ چونکہ ڈگری عدالت مرافعہ اول کی کلیتہً بحال کی گئی لہذا مدعاعلیہم جنہون نے اپیل نہین کیا مستحق جاری کرانے ڈگری مذکور کے بابت خرچہ کے جو اونکو اوسکی رو سے دلایا گیا تھا باوجود اسکے ہین کہ وسے فریق ڈگری ہائی کورٹ کے نہ تھے - مقدمہ محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (۱) سے فرق ظاہر کیا گیا - مقدمہ شہرت سنگھ بنام برج مین (۲) کا حوالہ دیا گیا -

اپیل دوم نمبر ۱۵۱ سنہ ۱۹۰۸ء بناراضی ڈگری ڈبلیو ایف وہیس صاحب جج ضلع آگرہ مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء منسوخی حکم مولوی سراج الدین احمد جج ماتحت آگرہ مورخہ ۲۳ - جنوری سنہ ۱۹۰۸ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۷

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

منشی گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان

بابو ستیش چندر بنرجی منجانب رسپانڈنٹان

بنرجی صاحب جسٹس – یہ اپیل ایک درخواست اجراء ڈگری سے پیدا ہوا اور اوس مین ایک ایسی بحث پیش کی گئی ہے جو وقت سے خالی نہین ہے – واقعات یہ ہین رسپانڈنٹان نے ایک نالش عدالت جج ماتحت آگرہ مین چند مدعاعلیہم پر جنمین اپیلانٹان حال شامل تھے دایر کی عدالت نے نالش کو ڈسمس کیا اور اپیلانٹان حال کو اونکا خرچہ دلایا – مدعیان نالش یعنی رسپانڈنٹان حال نے ایک اپیل روبرو صاحب جج ضلع کے پیش کیا – اپیل منظور ہوا ڈگری عدالت مرافعہ اولیٰ کی منسوخ کی گئی اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت مذکور مین واپس کیا گیا – اپیلانٹان حال نے بنا راضی حکم واپسی کے اپیل نہین کیا مگر ایک اور مدعاعلیہ پورن چند نے عدالت ہذا مین اپیل پیش کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکا اپیل منظور ہوا اور حکم صاحب جج ضلع کا منسوخ کیا گیا اور ڈگری عدالت مرافعہ اولیٰ کی مع خرچہ کے بحال کی گئی – برطبق اسکے اپیلانٹان حال نے درخواست اجراء ڈگری واسطے دلاپانے خرچہ کے جسکی ڈگری بحق اونکے عدالت مرافعہ اولیٰ سے صادر ہوئی تھی پیش کی اس درخواست کی نسبت رسپانڈنٹان مدعیان ابتدائی نے عذر کیا – عدالت مرافعہ اولیٰ نے عذر نامنظور کیا اور اجراء ڈگری کا حکم دیا – عدالت اپیل ماتحت نے حکم مذکور کو منسوخ اور درخواست اجراء ڈگری کو ڈسمس کیا – اپیلانٹان حال نے اس حکم عدالت اپیل ماتحت کے مناسب ہونیکی نسبت اعتراض کیا –

منجانب اپیلانٹان کے یہ حجت کی گئی ہے کہ چونکہ ڈگری عدالت ہذا کی روسے ڈگری عدالت مرافعہ اولیٰ کی بحال رکھی گئی اور چونکہ عدالت ہاے ماتحت نے بربناے ایسے عذر کے فیصلہ کیا تھا جو جملہ مدعاعلیہم نے ملکر کیا تھا لہذا ڈگری عدالت ہذا سے جملہ مدعاعلیہم کو بشمول مدعاعلیہم حال کے حسب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فائدہ پہونچا اور وہ مستحق وصول کرنے اوس خرچہ کے جسکی ڈگری بحق اونکے عدالت مرافعہ اولیٰ نے صادر کی تھی ہوگئے – برخلاف اسکے منجانب رسپانڈنٹان کے یہ حجت کی گئی ہے کہ ڈگری مصدرہ مقدمہ

جو جاری ہو سکتی تھی ڈگری ہائیکورٹ تھی اور چونکہ از روے ڈگری مذکور کے
بالفاظ صریح اپیلانٹان حال کو خرچہ عدالت مرافعہ اولی کا نہین دلایا گیا لہذا
وے مستحق جاری کرانے ڈگری کے بابت خرچہ مذکور کے نہ تھے۔ یہی راے حاکم
ذیعلم عدالت اپیل ماتحت نے قایم کی ہے اور تائید اوسکے اونھون نے
تجویز عدالت ہذا صدورہ مقدمہ محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (۱) پر
استدلال کیا ہے اوس مقدمہ مین جہان تک کہ اوسکو بحث حال سے
کچھ تعلق ہے صرف یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ڈگری عدالت اپیل سے ڈگری عدالت
مرافعہ اولی کی اوس صورت مین بھی کہ ڈگری مذکور کی رو سے محض ڈگری ابتدائی
بحال کی گئی ہو منسوخ ہوتی ہے۔ منجملہ وجوہ اس نتیجہ کے تجویز جج صاحب چیف
جسٹس مین ایک یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ دفعہ ۵۷۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہ
صاف ظاہر ہے کہ بہرحال ڈگری جو نہ صرف بابت خرچہ اپیل کے بلکہ بابت خرچہ
نالش کے جاری کی گئی ڈگری عدالت اپیل اور صرف عدالت مذکور کی ہے "
اوس مقدمہ مین عدالت نے نسبت ڈگری عدالت اپیل کے اپیل مین جسمین
جملہ فریق نالش فریق تھے فیصلہ کیا تھا۔ اس بارہ مین وہ اوس ڈگری کے جواب
زیر غور سے مشابہ نہ تھی۔ جیسا کہ مین دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو سمجھتا ہون
جسمین یہ حکم ہے کہ ڈگری عدالت اپیل مین یہ تحریر ہونا چاہیے کہ خرچہ اپیل اور خرچہ
نالش کس کس فریق کے ذمہ اور کس حساب سے عاید ہوگا فریق سے مراد اون
اشخاص سے ہے جو فریق اپیل ہون اور نہ اون اشخاص سے جو بطور اپیلانٹان
یا بطور رسپانڈنٹان کے فریق اپیل نہ ہون مگر جنکو حسب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے فایدہ ڈگری کا حاصل ہو سکتا ہے۔ لہذا اس نظیر سے اوس امر کے فیصل
کرنے مین جو اب ہمارے روبرو پیش ہے کچھ مدد نہین ملتی یہ صحیح ہے کہ وہ ڈگری
جو کسی فریق کو جاری کرانی چاہیے حسب تجویز اجلاس کامل مقدمہ شہرت سنگھ بنام
برج مین (۲) ڈگری آخر منصفہ فریق مذکور متعلقہ اپیل ہے مگر چونکہ مقدمہ ہذا مین ۵۹۶

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۱۶۷
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۷۷۸

سنہ ۱۸۹۰ء
سوبچند
بنام
رامرتن

اپیلانٹان فریق اپیل مرجوعہ عدالت ہذا نہ تھے اور کوئی ڈگری باضابطہ بحق اونکے عدالت ہذا سے صادر نہین ہوئی تھی لہذا اونکو ڈگری عدالت ہذا کا جاری کرانا لازم نہ تھا۔ حاقمی بوجہ ہنوز نے فریق ڈگری مذکور کے وے مجاز کرنے درخواست اجراے ڈگری کے نہ تھے۔ اور اگر وے درخواست اجراے ڈگری بھی کرتے تو وے بذریعہ اوسکے کچھ وصول نہین کر سکتے تھے کیونکہ ڈگری مذکور کی رو سے بالفاظ صریح اونکو خرچہ عدالت مرافعہ اولی کا نہین دلایا گیا تھا حاکم عدالت اپیل ماتحت کی یہ راے ہے کہ اپیلانٹان کو درخواست ترمیم ڈگری ہائیکورٹ کی کرنی چاہیے اور اپنا خرچہ اوس مین درج کرانا چاہیے۔ چونکہ وے فریق ڈگری مذکور کے نہ تھے اور چونکہ وے قایم مقام کسی فریق ڈگری مذکور کے نہین ہین لہذا وے حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسکی ترمیم کی درخواست کرنے کے مستحق نہین ہین بصورت مین ڈگری ایسی نہین ہے جو کسی عدالت اپیل نے بحق اپیلانٹان باضابطہ صادر کی ہو۔ میری راے مین صرف ایسی ڈگری عدالت اپیل کی اجرا طلب ہوتی ہے۔ چونکہ اس مقدمہ مین عدالت اپیل ماتحت نے بربناے ایسے عذر کے جو جملہ مدعاعلیہم نے ظاہر کیا تھا فیصلہ کیا لہذا ہائیکورٹ حسب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۵۸۷ منسوخ کرنے ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی جو بحق جملہ مدعاعلیہم کے صادر ہوئی تھی بر طبق اپیل اونمین سے کسی ایک مدعاعلیہ کے مجاز تھی۔ دفعہ مذکور مین یہ حکم نہین ہے کہ ایسی صورت مین عدالت اپیل ڈگری بحق اون اشخاص کے جو اوسکے روبرو اپیل مین نہین ہین صادر کرے بلکہ دفعہ مذکور کا یہ اثر ہے کہ ایسی ڈگری کو جو منجملہ مدعاعلیہم یا مدعیان کے صرف ایک کے حق مین بحالات متذکرہ دفعہ مذکور صادر ہوئی ہو جملہ مدعیان یا مدعاعلیہم کے حق مین جیسی کہ صورت ہو موثر کرے لہذا جب کوئی ڈگری حسب دفعہ مذکورہ بر طبق اپیل صرف ایک مدعاعلیہ کے منجملہ مدعاعلیہم کے صادر ہوئی ہو اور ڈگری مذکور کی رو سے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال رہی ہو تو اوس سے جملہ مدعاعلیہم کو گو بعض اونمین سے فریق اپیل نہون فایدہ پہونچتا ہے جب اس قسم کی ڈگری صادر ہو تو مدعاعلیہم بجز اون کے جنہون نے اپیل پیش کیا مستحق حاصل کرنے فایدہ ڈگری مذکور کے صرف اس حد تک ہوتے ہین کہ اونکو حق جاری کرنے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کا جو از روے ڈگری عدالت اپیل کے بحال کی گئی حاصل

۴۹۷ ۱۹۰۶ء سوبھچند بنام رام جن

ہوتا ہے بیجا تھا اس راے کے اپیلانٹان حال درخواست اجراے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے جواز روے ڈگری عدالت ہذا کے بحال کیگئی تھی مجاز ہین۔ میری راے مین ڈگری عدالت ہذا کا یہ اثر تھا کہ حکم واپسی عدالت اپیل ماتحت منسوخ ہوگیا اور فریقین کی وہی حالت ہوگئی جو اونکی قبل صدور حکم واپسی کے تھی لہذا عدالت اپیل ماتحت نے درخواست اجراے ڈگری اپیلانٹان کو بیجا طور پر نامنظور کیا۔ مین اپیل کو منظور اور ڈگری اور حکم عدالت اپیل ماتحت کو مع خرچہ کے منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتا ہون۔ اپیلانٹان کو خرچہ اپیل ہذا کا ملے گا۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔

صیغہ نظر ثانی دیوانی

باجلاس سر لوئیس کرشا صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔

۱۸۹۹ء ۲۷ جون ۴۹۷ این ڈبلیو پی کلب بذریعہ جی بی گوبڈر آنریری سکریٹری (مدعا علیہ) بنام سعد اللہ (مدعی)*

کلب۔ معاہدہ۔ ذمہ داری ایک کلب کے سکریٹری کی نسبت ایسے معاہدہ کے جو واسطے فایدہ ممبران کلب کے کیا گیا ہو۔

تجویز ہوئی کہ سکریٹری کلب کی ذات پر نالش بابت ایسے معاہدہ کے نہیں ہو سکتی جو اوسکے جانشین سابق نے منجانب ممبران کلب کیا ہو بجز اسکے کہ اوسنے خاص طور پر ذمہ داری ذاتی منظور کی ہو اور نہ ممبران کلب پر مجملاً بذریعہ اوسکے سکریٹری کے بحیثیت اوسکے قایمقام کے نالش ہو سکتی ہے۔

اسمقدمہ میں کسی سعد اللہ نے جسنے حسب ہدایت سکریٹری سابق نارتھ ویسٹرن پراونسز کلب کے واسطے کچھ تعمیر کی تھی نالش کلب کے سکریٹری وقت پر واسطے دلاپانے مزدوری وقیمت مال کے دائر کی عدالت مطالبات خفیفہ نے مدعی کو ڈگری عطا کی بر طبق اسکے مدعا علیہ نے ہائی کورٹ میں بصیغہ نظر ثانی درخواست داخل کی جسمیں اوسنے نسبت زر ڈگری کے کچھہ اعتراض نہیں کیا اور زر مذکور ادا ہو چکا تھا لیکن اس بنا پر عذر کیا کہ سکریٹری پر نالش بابت ایسے معاہدہ کے نہیں ہو سکتی جو عام طور پر واسطے فائدہ ممبران کلب کے کیا گیا ہو کیونکہ کلب ایک جماعت غیر رجسٹری شدہ اور غیر سند یافتہ ہے۔

مسٹر ڈبلیو والک منجانب سایل۔

کرشا صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ میں نالش سعد اللہ

۴۹۸ رسپانڈنٹ حال نے این ڈبلیو پی کلب پر بذریعہ مسٹر جی بی گاڈبر سکریٹری کلب مذکور کے واسطے دلاپانے اجرت اوس تعمیر کے جو مدعی نے حسب الحکم ایک شخص کے جو اوسوقت بحیثیت سکریٹری کلب مذکور کی رکہتا تھا دائر کی مدعی کو ایک رقم ادا کی گئی جس سے اوسکے دعوی کا ایفا ہو گیا مگر مدعا علیہ نے اس درخواست کو بصیغہ نظر ثانی اس بنا پر پیش کیا ہے کہ عرضی دعوی کی رو سے نامبردہ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور بلا شک یہ امر نہایت پسندیدہ ہوگا۔ کہ سکریٹری کسی کلب معاشرت باہمی کا یا کوئی خاص شریک اوس کلب کا مستوجب اسکا ہو کہ کوئی نالش اس قسم کی اوسکے نام دایر کیجاے اور اوسکی ذات خاص ذمہ دار اوس مال کی قرار

* مقدمہ نظر ثانی دیوانی نمبر ۵۴ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۸۹۵ء
این ڈبلیو پی کلب ذریعہ مجی پی گوڈیر قائم مقام سکریٹری بنام سعد اللہ

دیجاوے جو اوسکے سپرد نہ کیا گیا ہو بلکہ جماعت مذکور کے حوالہ کیا گیا ہو جسکا وہ سکریٹری تھا اور وہ ملکیت جماعت مذکور ہو گیا ہو ہم خیال کرتے ہین کہ اصول مقدمہ مندرجہ ٹائمس لا رپورٹس جلد ۳ صفحہ ۴۰۴ مین صحیح طور پر نسبت اس معاملہ کے قرار دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خاص شریک کلب یا شریک کمیٹی انتظام کا جنسے کسیطرح اپنی ذاتی متعہدی پر مال نہ لیا ہو ذمہ دار بابت اوس مال کے نہین ہے جو کلب کے واسطے منگایا گیا اور کلب کو دیا گیا ہو یعنی اوس شے بسیط کو دیا گیا ہو جسکے وجود کو قانون تسلیم نہین کرتا۔

اس مقدمہ مین ذیلی حاکم ماتحت نے بطور امر واقعی کے یہ تجویز کی ہے کہ بوقت دینے حکم کے مسٹر گوڈیر سکریٹری کلب کے نہ تھے اور بطور امر واقعہ کے یہ خاص حکم اونسے نہین دیا تھا بلکہ کلب کے سکریٹری سابق نے دیا تھا۔

اسلئے یہ قرین قیاس ہے کہ مسٹر گوڈیر نے اپنی ذاتی متعہدی پر مال نہین لیا اور نہ وہ بالکل اس معاملہ مین شریک تھا واضح ہو کہ اس نالش کی نسبت وہ لوگ کہ جنہون نے اوسکو دائر کیا ایک نالش علی سبیل البدل کہہ سکتے ہین اول بمقابلہ این ڈبلیو پی کلب کے اور دوسرے بمقابلہ مسٹر گوڈیر سکریٹری کلب کے ہم اس امر کی تجویز کر چکے ہین کہ آیا مسٹر گوڈیر بذات خود ذمہ دار ہے یا نہین بحث یہ باقی رہتی ہے کہ آیا یہ صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ نالش بنام این ڈبلیو پی کلب کے دائر کی گئی ہے یعنی اوس شے پر جو مقدمہ مندرجہ بالا مین از نام شے بسیط کے جسکے وجود کو قانون تسلیم نہین کرتا ہو سو ظاہر ہے کہ یہ تجویز کرنا کہ اوسپر نالش ہو سکتی ہے اور ایسی نالش مین ڈگری صادر کرنا گویا یہ تجویز کرنا ہے کہ نالش بمقابلہ ایک غیر محدود کثیر اشخاص کے ہو سکتی ہے کہ جنکا نام نالش مین نہین ہے
اور جنکو کوئی موقع حاضری کا نہین ملا لیکن اونکا نام درج ہو سکتا تھا اور جنکو اس قسم کا موقع حاضری ۴۹۹
اور جوابدہی نالش کا ملنا چاہیے تھا اس بنا پر نالش بمقابلہ کلب کے ڈسمس ہو جاتی۔

ہم خیال کرتے ہین کہ ایک اور وجہ ہے کہ جسکی بنا پر نالش بمقابلہ کلب کے ڈسمس ہونی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ جیسا عرضی نالش مین بیان کیا گیا ہے معاہدہ کلب کے ساتھ بذریعہ اوسکے سکریٹری کے ہوا تھا یہ امر بطور واقعہ کے صاف ظاہر ہے کہ جسوقت معاہدہ عمل مین آیا تھا مسٹر گوڈیر مطلقاً سکریٹری نہ تھا ہمارا حکم یہ ہے کہ ہم اس درخواست کو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور نالش مدعی کو ڈسمس کرتے ہین۔

درخواست منظور ہوئی

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس اکمین صاحب جسٹس

عابد حسین (مدعا علیہ) بنام بشیر احمد (مدعی) +

۱۸۹۰ء
یکم جولائی
صفحہ کتاب انگریزی
۴۹۹

شفع - شرع محمدی - طلب استشہاد و طلب مواثبت ماقبل کا ذکر کرنا ضروری ہے
جبکہ اظہار دعویٰ حق شفع مین طلب استشہاد کی ضرورت ہو یہ نہایت ضروری ہے کہ بوقت طلب مذکور کے ذکر اس امر کا کیا جاے کہ طلب مواثبت پیشتر کی گئی تھی - اور یہ ضرورت اس امر کے گواہان ہر دو طلب کے ایک ہی ہین رفع نہین ہوتی مقدمات رجب علی بنام چھے دار بنام چندی چرن بمدر (۱) و اکبر حسین بنام عبد الجلیل (۲) و عباسی بیگم بنام افضل حسین (۳) کی تقلید کی گئی مقدمہ نندو پرشاد ٹھاکر بنام گوپال ٹھاکر (۴) سے اختلاف کیا گیا -

اس مقدمہ کے حالات کافی طور پر تجویز عدالت سے ظاہر ہوتے ہین -

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ -

مسٹر امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ -

اکمین صاحب جسٹس - یہ اپیل منجانب مدعا علیہ مشتری کے ایک نالش شفع مین ہے
۵۰۰ جو شرع محمدی پر مبنی تھی عدالت مرافعہ اولی نے یہ تجویز کی کہ مدعی شفیع اس امر کے ثابت کرنے سے قاصر رہا کہ اوسنے لازمہ ضروری طلب مواثبت کا انجام دیا تھا یعنی فوراً اپنے حقوق کا اظہار جبوقت کہ اوسنے خبر بیع کی سنی کیا تھا - عدالت موصوف نے یہ بھی تجویز کی کہ مدعی نے بوقت طلب استشہاد یہ نہین کہا تھا کہ اوسنے طلب مواثبت کی تھی ان وجوہ سے نالش مدعی ڈسمس کی گئی تھی مدعی نے اپیل کیا - جج ماتحت ڈسٹرکٹ نے یہ تجویز کی کہ مدعی نے یہ امر کہ اوسنے طلب مواثبت کی تھی ثابت کیا ہے یہ طلب بائع یا مشتری کے روبرو موقع پر نہین کی گئی لہذا طلب استشہاد کی ضرورت تھی جج ماتحت ڈسٹرکٹ نے یہ تجویز کی کہ چونکہ وہی گواہ جبکہ طلب مواثبت کی گئی تھی اور جبکہ طلب استشہاد کی گئی موجود تھے

+ اپیل دوم نمبر ۶۸ سنہ ۱۸۸۹ء بنام احمد ڈگری پنڈت راج ناتھ جج ماتحت مراد آباد مورخہ یکم جون ۱۸۸۸ء منسوخ ڈگری ابتدائی منصف امروہہ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۷ء -

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۵
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۷۹۶
(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰۸ -

سنہ ۱۹۰۵ع

عابد حسین
بنام
بشیر احمد

لہذا شفیع کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ طلب مواثبت کا اعادہ کرتا چنانچہ حاکم موصوف نے فیصلہ منصف کو منسوخ کیا اور مدعی کے حق مین ڈگری صادر کی۔ مجھکو یہ بات ظاہر کرنا مناسب ہے کہ چونکہ چند دیگر عذرات مدعاعلیہ مشتری نے پیش کئے تھے اسلئے عدالت اپیل ماتحت کو نالش مدعی کو صرف اس بنا پر ڈگری کرنا مناسب نہ تھا کہ مدعاعلیہ کا عذر نسبت عدم ایفاے شرائط ضروری شرع محمدی کے ساقط ہوا تاہم مدعاعلیہم نے اس عدالت مین اپیل دوم پیش کیا ہے۔

میری راے مین اپیل سرسبز ہونا چاہیے۔ بمقدمہ نند و پرشاد ٹھاکر بنام گوپال جہا کے (۱) گارتھ صاحب چیف جسٹس اور بیورلی صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی تھی کہ جبکہ کسی شفیع نے طلب مواثبت گواہوں کے روبرو کیا ہو اور پھر جہانتک جلد ممکن ہوا اوسی روز اور اونہین گواہوں کے روبرو اپنا حق بائع اور مشتری سے طلب کیا ہو تو یہ امر غیر ضروری ہے کہ وہ پھر بوقت طلب استشہاد کے یہ بیان کرے کہ اوسنے طلب مواثبت کی تھی یعنی اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ وہ ذکر اپنی طلب مواثبت کا کرے یہ مقدمہ ہر طرح مشکل اوس مقدمہ کے ہے لیکن اوس مقدمہ سے اجلاس کامل ہائی کورٹ کلکتہ نے
۵۰۱ بمقدمہ رحیب علی چوبدار بنام چنڈی چرن بھدر (۲) اختلاف کیا تھا اور اوسکو منسوخ کیا تھا مقدمہ آخر الذکر کی تقلید اس عدالت نے بمقدمہ اکبر حسین بنام عبدالجلیل (۳) اور ایک مقدمہ عالی عباسی بیگم بنام افضل حسین (۴) مین کی تھی لیکن فیصلجات آخر الذکر صحیح ہے میری راے مین تعریف طلب استشہاد سے جو صفحہ ۴۸۹ کتاب ڈائجسٹ شرع محمدی بیلی صاحب (طبع دوم) سے عیان ہے۔ اوس مصنف ذیعلم کا قول ہے کہ طلب استشہاد کے معنی یہ ہین کہ کوئی شخص گواہون سے مستدعی اس امر کا ہو تصدیق اوسکی طلب مواثبت کی کرین مجکو یہ نا ممکن معلوم ہوتا ہے کہ گواہون سے درخواست تصدیق اس امر کی کیجاے کہ طلب مواثبت کی گئی بلا اسکے کہ ذکر طلب مواثبت کا کیا جاے۔

کونسل ذیعلم نے منجانب رسپانڈنٹ حجت کی کہ طلب استشہاد محض ایک قاعدہ شہادت حسب شرع محمدی کے ہے اور اب وہ کسی طرح جایز نہین ہے کوئی صورت ہو بجہر تقلید اس عدالت کے فیصلجات کی جنکا مین نے حوالہ دیا ہے لازم ہے۔

بوجوہ بالا مین اس اپیل کو منظور کرتا ہون اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو معہ خرچہ کے منسوخ کرکے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتا ہون۔ اپیلانٹ اپنا خرچہ اپیل ہذا کا پاویگا
اپیل ڈگری ہوا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸… (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰۰

(۴) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۵۲۵

صیغہ نظر ثانی فوجداری

سنہ ۱۸۹۰ء ۵ جولائی [illegible]

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام جسو وانند +

۵۰۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۵ و ۱۳۶ - ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۱۸۸ - اختیار مجسٹریٹ نسبت صادر کرنے حکم مرمت ایسے مکان کے جو متصل شارع عام نہ ہو -

دفعہ ۱۳۳ - مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے مجسٹریٹ کو اختیار نہیں ہے کہ مالک کسی ایسے مکان کو جو شارع عام سے علحدہ احاطہ مین واقع ہو مرمت ایسے مکان کا حکم دے الفاظ وہ لوگ جو پاس رہتے یا کاروبار کرتے ہوں جنکا نقصان بچانے کی غرض سے حسب دفعہ ۱۳۳ - اختیار ایسے حکم کے صادر کرنیکا ہے مراد ایسے اشخاص سے نہیں ہے جو باستعمال اپنے حقوق مالکی کے ایسے مکان کو استعمال

۵۰۲ کرتے ہوں جو خطرناک حالت مین خیال کیا جاتا ہے بلکہ اون عوام الناس غیر معلوم سے مراد ہے جو معمولی کاروبار کی وجہ سے ایسے مکان کے قریب جاتے ہین - مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نراین (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شمبھو لال (۲) ملاحظہ کیے گئے -

یہ استصواب صاحب سشن جج الہ آباد نے حسب دفعہ ۴۳۸ - مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کیا تھا اور جو واقعات مندرجہ ذیل سے پیدا ہوا تھا ایک شخص جسو وانند مالک مکان نمبر ۵ واقع کانپور روڈ الہ آباد کا تھا یہ مکان ایک احاطہ مین کچھ فاصلہ پر شارع عام سے واقع تھا اور اوس مین کئی خاندان سکونت رکھتے تھے اور مکانات شاگرد پیشہ واقع احاطہ مین بھی چند اشخاص رہتے تھے مجسٹریٹ نے حکم حسب دفعہ ۱۳۳ - مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کیا اور جسو وانند کو مرمت مکان مذکور کا حکم دیا حکم کی تعمیل جسو وانند پر کی گئی لیکن اوسنے اون دو طریق مین سے کوئی طریقہ اختیار نہین کیا جو وہ حسب دفعہ ۱۳۵ - کر سکتا تھا اوس نے نہ وہ کام کیا جسکی ہدایت مجسٹریٹ نے کی تھی نہ وہ اوسکے خلاف وجہ ظاہر کرنے کے لیئے حاضر ہوا اور نہ اوس مجسٹریٹ سے جس نے وہ حکم صادر کیا تھا اس امر کی استدعا کی کہ جوری واسطے اس امر کے مقرر کیجاے کہ

+ استصواب فوجداری نمبر ۳۱ سنہ ۱۸۹۰ء

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۷ - (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۷۷ ۵

سنہ ۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جسوو انند

حکم مذکور کے مناسب ہونے کی نسبت تجویز کرے حکم قطعی حسب دفعہ ۱۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کیا گیا اور چونکہ جسوو انند نے اوسوقت بہی حکم کی تعمیل نہین کی پس اوسپر مقدمہ حسب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے قایم کیا گیا اور ۲ؔ جرمانہ کیا گیا مقدمہ پر صاحب سشن جج کی توجہ مائل کی گئی اور چونکہ اونکی یہ راے تہی کہ بجویز ثبوت جرم قایم نہین رہ سکتی پس اونہون نے مقدمہ ہائی کورٹ مین ارسال کیا۔

مسٹر سہراب جی تائید استصواب

قایم مقام گورنمنٹ ایڈوکیٹ مسٹر اے ای رایوز منجانب سرکار۔

بلیر صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس - جسوو انند پر وہ جرم ثابت قرار دیا گیا جو حسب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے وہ دفعہ بعبارت ذیل ہے جو کوئی شخص یہ جانکر اوسکو کسی حکم کے ذریعہ سے جو کسی ایسے سرکاری ملازم نے مشتہر کرایا ہو جو قانون کی رو سے ایسے حکم کے مشتہر کرانے کا مجاز ہے کسی خاص فعل سے باز رہنے یا کسی خاص مال کی نسبت جو اوسکے قبضہ یا اہتمام مین ہے کوئی خاص بند وبست کرنے کی ہدایت ہوئی ہے اور وہ شخص اوس ہدایت سے انحراف کرے تو اگر وہ انحراف اون لوگون کو جو کسی کار جایز مین مصروف ہین مزاحمت یا رنج یا نقصان یا مزاحمت یا رنج یا نقصان کا ۵۰۲
خطرہ پہونچائے یا پہونچانے کی طرف منجر ہو تو اوس شخص کو وہ سزا دیجائیگی" جو جز و آخر اوس دفعہ مین مندرج ہے جسوو انند قابض مکان نمبر ۱۵ کانپور روڈ کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مکان احاطہ مین کچھ فاصلہ پر شارع عام سے واقع ہے اور اوسمین چند خاندان سکونت رکہتے ہین اور مکانات شاگرد پیشہ واقع احاطہ مین بہی چند اشخاص سکونت رکہتے ہین مجسٹریٹ نے بربنائے اطلاع حکم حسب دفعہ ۱۳۳ - ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء جو اوس دفعہ مین حکم بالشرط کے نام سے بیان کیا گیا ہے صادر کیا اور جسوو انند کو مرمت مکان نمبر ۱۵ واقع کانپور روڈ کا حکم دیا حکم کی تعمیل جسوو انند پر کی گئی اور اوسنے اون دو طرایق مین سے کوئی طریقہ اختیار نہین کیا جو دفعہ ۱۳۵ - مین مندرج ہین اوسنے موافق ہدایت مجسٹریٹ کے عمل نہین کیا نہ وہ بموجب اوس حکم کے اوسکے خلاف وجہ ظاہر کرنے کو حاضر ہوا اور نہ مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ جوری واسطے تجویز اس امر کے مقرر کیجائے کہ حکم مذکور مناسب ہے یا نہین حکم قطعی حسب دفعہ ۱۳۶ صادر کیا گیا بعد ازان جسوو انند پر مقدمہ بابت جرم مصرحہ دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے قایم کیا گیا

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
جسوداننہ

اوس پر صرف جرمانہ کیا گیا مقدمہ کی جانب توجہ صاحب سشن جج الہ آباد کی مائل کی گئی اور چونکہ اونکی یہہ رائے تھی کہ تجویز ثبوت جرم قائم نہین رہ سکتی پس اونہون نے مقدمہ کی رپورٹ اس عدالت کو کی۔

مسٹر رایوز گورنمنٹ ایڈووکیٹ تجویز ثبوت جرم کی تائید کے لیئے اور مسٹر سپارجی اوس حکم کے مناسب ہونے کی نسبت اعتراض کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہین۔ مسٹر رایوز نے پہلی حجت مین عدالت کے روبرو یہہ امر پیش کیا کہ وہ حالات ماقبل حکم قطعی پر جو حسب دفعہ ۱۳۴ ایکٹ نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع صادر کیا گیا نظر نہین کر سکتی اور اپنے عذر کی تائید مین اوس نے ہمارے روبرو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام نراین (۱) و مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام شیو لال (۲) کا حوالہ دیا ہے اوس مقدمہ مین جسکی رپورٹ ہائی کورٹ مدراس مین کی گئی تھی حکم بابت ایک کشادہ تالاب یا کنوین کے تھا کنوان یا تالاب شارع عام مین تھا اور بغرض حفاظت عوام الناس کے اوس پر جنگلہ قایم کرنے کی ضرورت تھی پس وہ شے جس سے وہ حکم متعلق تھا بخوبی داخل اختیار سماعت مجسٹریٹ کے تھی اور وہ حکم بموجب اون اختیارات کے تھا جو اوسکو از روے دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری اور دفعات مابعد کے حاصل ہین جس بنا پر ۵۰۴
کہ تجویز ثبوت جرم کی نسبت اوس مقدمہ مین اعتراض کیا گیا تھا یہ نہ تھی کہ مجسٹریٹ کو بموجب دفعہ مذکور مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اوس حکم کے صادر کرنے کا اختیار نہ تھا بلکہ صرف اس حجت کی بنا پر کیا گیا تھا کہ وہ آدمی جسپر حکم کی تعمیل کی گئی تھی وہ شخص نہ تھا جو ذمہ دار حالت موجودہ کا تھا یا جسکو ایسے حکم کا تابع خیال کرنا چاہئے تھا اوس عدالت نے یہ تجویز کی تھی کہ وہ شخص جسکی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی اوس حکم کے حالات ماقبل کی نسبت کچھ نہین کہہ سکتا تھا اور اونے صاف طور پر یہ امر تحریر کرنے کے بعد یہ تجویز کی کہ حکم اندر اختیار اوس مجسٹریٹ کے تھا جس نے اوسکو صادر کیا وہ تجویز ہمکو احکام دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے خلاف معلوم نہین ہوتی ہے مقدمہ جسکا حوالہ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ مین دیا گیا ہے در اصل مشابہ مقدمہ مدراس کے ہے اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ وہ حکم ایسا حکم تھا جو متعلق خلاف ورزی استحقاق عوام کے تھا جسکا ذکر دفعہ ۱۳۳ مین ہے بحث یہہ کی گئی تھی کہ ایسا حکم بنام غلط شخص کے صادر کیا گیا تھا بہ تقلید نظیر مقدمہ کے جسکی رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ مین

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۵ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۱

سنہ ۱۸۹۵ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جیبو وانند

کی گئی ہے یہ تجویز کی گئی کہ اوس شخص کو جسپر جرم ثابت قرار دیا جاوے ایسے حکم پر اعتراض کرنے کا اختیار نہیں ہے جو اوسکے خلاف صادر کیا گیا ہو۔

مگر ہم اوس اظہار رائے مندرجہ فیصلہ سے اتفاق نہیں کر سکتے ہیں جو بلا ضرورت اوس سے زیادہ وسیع تہی جو واسطے فیصلہ اوس مقدمہ کے ضروری تہی جو اوس عدالت کے روبرو تہا دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کی وہ سخت تعبیر کرنے سے جو احکام تعزیری کی کرنی چاہئے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تجویز ثبوت جرم کے صحیح ہونے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ حکم کو کسی ایسے سرکاری ملازم نے مشتہر کیا تہا جسکو قانوناً ایسے حکم کے مشتہر کرنے کا اختیار دیا گیا تہا اب اس مقدمہ مین اور اوس امر کے لحاظ سے ہمکو یہ خیال کرنا لازم ہے کہ آیا ملازم سرکاری جسنے حکم مابہ البحث صادر کیا قانوناً مجاز اوس حکم کے مشتہر کرنے کا تہا یا نہیں عنوان باب ۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری پرجسمین ہدایات متعلق ایسے احکام کے مندرج ہین الفاظ امور باعث تکلیف خلایق مندرج ہین اور اوسمین چند صورتین خلاف ورزی حقوق خلایق کی بیان کی گئی ہین جو قانوناً انگلستان مین داخل تعریف امور باعث تکلیف ۵۰۵
خلایق خیال کیجاتیگی اولاً اوسمین ہدایت رفع کرنے کسی شَے ناجائز کی ہے جو کسی مقام عام یا دریا یا نالی مین ہو جسے عوام بطور جائز استعمال مین لا سکتے ہون ثانیاً اوسمین ممانعت کسی پیشہ یا کسی مال یا مال تجارتی کے رکہنے کی ہے جو خلایق کی تندرستی یا آسایش جسمانی کا مضر ہو ثالثاً ممانعت تعمیر عمارت یا رکہنے ایسی شَے کی ہے جس سے احتمال آگ لگنے یا بہک سے اوڑ جانے کا ہو چوتہا فقرہ وہ فقرہ ہے جسکے بموجب حکم مابہ البحث صادر کیا گیا ہے وہ اوس صورت سے متعلق ہے جسمین کوئی عمارت ایسی حالت مین ہو کہ غالباً گر پڑیگی جس سے اون لوگون کو جو اوسکے پاس رہتے یا اوسکے پاس کاروبار کرتے یا اوسکے پاس ہو کر گذرتے ہین نقصان پہونچے گا" اور جسکی وجہ سے اوسکا دور کیا جانا یا مرمت کرنا یا پشتہ بنانا ضرور ہے اخیر صورت جو مندرج ہے یہ ہے کہ جب کوئی تالاب یا چاہ یا خندق کے گرد جو کسی ایسے راستہ یا مقام عام کے متصل ہو ایسا جنگلہ قائم کرنا چاہے کہ اوس سے جو خطرہ عوام کو پیدا ہوتا ہے وہ مسدود ہو جاوے ہمکو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بجز عنوان کے جو ممکن ہے کہ کوئی چیز وایکٹ کا ہو مقصد ایسی دفعہ کا صاف طور پر اون نقصانات پر محدود ہے جو اشخاص غیر معلوم عوام الناس کو پہونچین یا اوسکے پہونچنے کا احتمال ہو اشخاص جنکی حفاظت

سنہ ۱۸۹۹ء ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام جسووانکھہ

کی بموجب اس فقرہ کے ضرورت ہے وہ اشخاص ہین جو اونکے پاس رہتے ہون یا اونکے پاس کاروبار کرتے ہون یا پاس ہوکر گذرتے ہون" ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز کرنا کہ وہ فقرہ متعلق اون اشخاص کے ہے جو واقعی ایسے مکان مین جو خطرناک بیان کیا گیا ہے یا مکانات شاگرد پیشہ واقع احاطہ مین رہتے ہون متعلق ہے تاویل بیجا معنی الفاظ مذکور کی ہوگی ہمکو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ مین پاس ہوکر گذرتے ہین اون اشخاص کا شامل کرنا جو مکان کو جاتے اور آتے یا اونکے پاس بغرض اپنے کار خانگی یا تفریح کے یا استعمال اپنے اختیار ذاتی اور نہ اپنے حقوق عام کے چلتے ہین نامناسب استعمال الفاظ مذکور کا ہوگا ہماری راے مین الفاظ مستعملہ ایسے وسیع نہین ہین جنمین وہ شخص جو مجرم قرار دیا گیا ہے داخل ہو یا جسنے حکم مجسٹریٹ نسبت مکان مقبوضہ جسووا کے جایز یا باضابطہ خیال کیا جاے یہ ممکن ہے
۵۰۶ جیسا کہ ممبر گورنمنٹ نے اپنے جواب مین بحث کی ہے کہ دفعہ ۴۴ کی رو سے کوئی ایسا حکم جیسا کہ اس مقدمہ مین صادر کیا گیا ہے جایز ہو لیکن اوس دفعہ کا منشا دفعہ ۱۳۳ کے منشاے مختلف اور اوس سے بہت زیادہ ہے۔

پس ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ حکم جو مجسٹریٹ نے اس مقدمہ مین صادر کیا ہے وہ ایسا حکم نہین ہے جسکے قانوناً مشتہر کرنے کا اختیار مجسٹریٹ کو حسب منشی دفعہ ۱۸۸ تھا پس ہم اس تجویز ثبوت جرم کو منسوخ کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ جرمانہ اگر ادا کیا گیا ہو واپس دیا جاے

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

سنہ ۱۸۹۹ء ۶ جولائی صفحہ کتاب انگریزی ۵۰۶

ہر پرشاد و یک کس دیگر (فریق مخالف) بنام شیورام و یککس دیگر (سائلان)*

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴۔ اجراے ڈگری۔ رہن۔ کوشش واسطے انفکاک رہن استغاثگی کے بذریعہ درخواست صیغہ اجراے ڈگری کے۔

چند مرتہنان کے پاس ایک رہن تھا جو اجارہ ایکمہ مین سادہ تھا لیکن جو بصورت عدم ادا زر رہن کے ایک تاریخ مقررہ و معہ رہن استغاثی ہونے والا تھا زر رہن وقت معینہ کے اندر ادا نہین کیا مرتہنان مظہم بناے معاہدہ مندرجہ اپنے تمسک کے نالش کی اور ڈگری واسطے قبضہ کے حاصل کی جسکی رو سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ مستحق قابض رہنے کے اوسوقت تک تھے جبتک کہ زر رہن منافع سے ادا نہو

* اپیل اول نمبر ۲۸ سنہ ۱۸۹۸ء بنارا حتی حکم الف ڈبلیو فاکس صاحب ضلع جہانسی مورخہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء

سنہ ۱۸۹۸ع

ہرپرشاد بنام شیورام

کچھ عرصہ بعد ایسکے کہ مرتہنان نے قبضہ بموجب اس ڈگری کے پایا راہنان نے تکارحسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست واسطے دلاپانے قبضہ جایداد مرہونہ کے اور ادا ے ایک رقم کثیر کے جسکی بابت اونکا یہ بیان تھا کہ مرتہنان نے بطور منافع کے زیادہ اوس سے وصول کی ہے جو اونکو بموجب رہن نامہ کے واجب تھی پیش کی۔

تجویز ہوئی - کہ ایسی درخواست نہین ہوسکتی۔ اگر بیانات راہنان سچ تھے تو اونکا مناسب چارہ کار یہ تھا کہ نالش انفکاک کرین اور نہ یہ کہ درخواست بصیغہ اجراے ڈگری پیش کرین مقدمات راؤجی شیورام بنام کالورام - (۱) رام چندر بلال بنام بابا ایسگونڈا (۲) ، ورسنگھ منوہر بنام بھگونت راؤ (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت مین پورے طور پر بیان کئے گئے ہین۔

بابو درگاچرن بنرجی منجانب اپیلانٹان۔

بابو سیتاچندر بکرجی منجانب رسپانڈنٹان۔

برکٹ صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس متفق الراے) - یہ ایک اپیل بنارضی ایک حکم صاحب جج ضلع جہانسی کے ہے جو حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر ۵۰۷ کیا گیا تھا اوسمین یہ ہدایت تھی کہ مرتہنان اپیلانٹان قبضہ ایک جایداد مرہونہ کا بسلسلہ اجراے ڈگری در راہنان کو واپس کرین اور یہ بھی ہدایت ہے کہ اپیلانٹان اوس مبلغ جو اپیلانٹان نے بحیثیت مرتہنان اوس تعداد سے زیادہ جسکا حق اونکو بموجب رہن نامہ کے تھا وصول کیا تھا اپنے راہنان کو ادا کرین۔

ابتدائی تواریخ اسمقدمہ کی یہ ہے کہ فروری ۱۸۹۲ء مین شیورام وغیرہ نے جو اس اپیل مین رسپانڈنٹ ہین ایک جایداد غیر منقولہ پاس ہرپرشاد وغیرہ اپیلانٹان عدالت ہذا کے رہن کی یہ رہن سادہ تھا لیکن شرط یہ تھی کہ اگر زر رہن ایک خاص تاریخ تک ادا نہو تو مرتہنان مستحق پانے قبضہ اوس جایداد کے ہونگے۔ روپیہ ادا نہین کیا گیا۔ بر طبق اسکے مرتہنان نے نالش واسطے قبضہ جایداد کے دائر کی اور ڈگری بحق اپنے جون ۱۸۹۳ء مین حاصل کی جسمین یہ ہدایت تھی کہ اون کو قبضہ دلایا جاوے اور وہ جب تک کہ زر رہن جمع

(۱) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۰ (۲) رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۳ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۳۲۷

سنہ ۱۸۹۹ء
مہر پرشاد
بنام
شیو رام

رہنامہ معہ سود ومنافع سے ادا نہو جاے اور پر قابض رہین مرتہنان نے اوس ڈگری کا
اجرا کرایا اور اوس کے بموجب قبضہ اگست ۱۸۹۳ء مین حاصل کیا مارچ ۱۸۹۶ء
تک معاملہ اجرائے ڈگری مین اور کوئی کارروائی نہین کی گئی۔

اوس مہینہ مین راہنان مدیونان ڈگری نے ایک درخواست دیجسکو انہون نے
درخواست حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بیان کیا روبرو صاحب جج ضلع
کے پیش کی اوس درخواست مین اونہون نے ڈگری متذکرہ بالا کا صادر ہونا
اور قبضہ جایداد مرہونہ کا مرتہنان کو اجرائے ڈگری مذکور مین حاصل ہونا بیان کیا
بعد اس کے اونہون نے یہہ ظاہر کیا اوس رقم سے جو بموجب ڈگری کے واجب الادا
تہی بست زیادہ منافع جایداد سے جبکہ وہ بقبضہ مرتہنان تہی ادا ہو گیا اور اونہون نے
عدالت سے اس امر کی درخواست کی کہ وہ ہدایت کرے کہ اراضی اونکو واپس
دیجاے اور مرتہنان قریب مبلغ ۔۔۔ کے واپس کرنے پر مجبور کیے جائین
اور اس رقم کی نسبت اونہون نے یہہ بیان کیا کہ مرتہنان نے تعداد زر ڈگری سے زیادہ
وصول کی ہے۔

اس درخواست کے جواب مین اپیلانٹان حال نے بجا طور پر یہہ حجت کی کہ معاملہ درخواست ۵۰۸
ایسا تہا جسکا فیصلہ کارروائی اجرائے ڈگری مین بذریعہ درخواست حسب دفعہ ۲۴۴
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہو سکتا تہا۔

صاحب جج ڈسٹرکٹ ضلع نے اوس عذر کی نسبت ایک امر تنقیح طلب قائم کیا لیکن کسیوجہ سے
اوسکی تجویز کرنے سے قاصر رہے۔ اگر اونہون نے اس امر پر غور کیا ہوتا تو غالباً
اون کو تکلیف جانچنے طویل اور پیچیدہ حسابات کی نہ ہوتی جنکا ذکر اونکے حکم مورخہ
جولائی ۱۸۹۶ء مین ہے۔ لیکن اونہونے اس ابتدائی امر کو بلا فیصل چھوڑا اور
اور حسابات کی جانچ کرنے کے بعد اونہون نے یہہ حکم صادر فرمایا کہ قبضہ سائلان کو
واپس دیا جاے اور یہہ کہ اپیلانٹان عدالت ہذا سائلان کو ایک رقم کثیر ادا کرین۔
چنانچہ اپیل دایر کیا گیا جسمین یہہ حجت کی گئی کہ امر منفصلہ عدالت ماتحت ایک ایسا امر
نہ تہا جسکی تحقیقات حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہو سکے۔ منجانب اپیلانٹان یہہ بحث
کی گئی کہ مناسب طریقہ سائلان کے واسطے یہہ تہا کہ نالش عنبری واسطے انفکاک رہن کے

۱۸۹۸ء

ہرپرشاد بنام شیورام

دائر کرتے اور یہہ کہ وہ مستحق حاصل کرنے ڈگری انفکاک کے بذریعہ ایک درخواست اجرا حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے نہ تھے۔ اپیلانٹان نے یہہ حجت کی کہ تعمیل اوس ڈگری کی جو اونہوں نے واسطے قبضہ اراضی مرہونہ کے حاصل کی تہی اوسوقت پورے طور پر ہوگئی جب وہ برطبق اپنی درخواست اجرائے ڈگری مذکور کے اگست ۱۸۹۳ء مین قابض کرائے گئے اور یہہ کہ اوسوقت سے حیثیت اونکی اور سائلان رسپانڈنٹان کی مرتہنان قابض اور راہنان کی ہوگئی اور نہ محض ڈگریداران اور مدیونان ڈگری کی جو تابع اوس اختیار سماعت کے ہون جو حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیا گیا ہے ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ تجویز کرنا ضرور ہے کہ سائلان نے بعض بیانات مندرجہ بالا کو ضرور تسلیم کیا ہے کیونکہ اونہوں نے اپنی درخواست حسب دفعہ ۲۴۴ کی اول دفعہ مین یہہ تحریر کیا ہے کہ ڈگری جو سائلان نے حاصل کی ایک ڈگری قبضہ

۵۰۹ بحیثیت مرتہنان تہی اور جسکی روسے وہ مستحق قبضہ رکہنے کے اوسوقت تک تہے جبتک کہ روپیہ بموجب رہن کے اونکو واجب تہا منافع سے ادا نہ ہوجاوے۔

بجانب رسپانڈنٹان یہہ حجت کی گئی تہی کہ مقدمہ داخل فقرہ (ج) دفعہ ۲۴۴ کے ہوتا ہے کیونکہ عدالت نے جس نے ڈگری صادر کی اپنی ڈگری مین وہ رقم جو بابت رہن کے واجب الادا تہی بصراحت تحریر کی اور مرتہنان کو ڈگری واسطے قبضہ کے جب تک کہ رقم مذکور ادا ہو جاوے عطا کی۔ بحث یہہ ہے کہ عدالت اجرا کنندہ کو بموجب فقرہ مذکور کے یہہ اختیار دیا گیا ہے کہ حساب لیوے اور یہہ تحقیق کرے کہ آیا رقم ڈگری شدہ ادا ہوگئی ہے یا نہین۔ اس حجت سے ہم اتفاق نہین کرسکتے۔ ہماری یہہ راے ہے کہ قید نسبت میعاد استفادہ کے ڈگری مین اس غرض سے مندرج کی گئی تہی کہ یہہ ظاہر ہو کہ کس استحقاق سے مرتہنان قابض ہین اور نہ کسی دوسری غرض سے اور ہماری بلاتامل یہہ راے ہے کہ کل کارروائیات متعلق اجراے ڈگری ختم ہوگئین اور تعمیل ڈگری پورے طور پر اوسوقت ہوگئی جبکہ اپیلانٹان کو بموجب ڈگری کے جائداد پر بطور مرتہنان قبضہ دلایا گیا اوس کے متعلق کوئی اور کارروائی کرنا باقی نہین رہا ڈگری کا ایفا پورے طور پر ہوگیا۔ ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ کسطرح پر معاملہ اس درخواست کا جو صاحب جج ذی علم سے کی گئی ایک بحث متعلق اجرا یا باقی

۱۹۱۰ء
مہر پرشاد
بنام
سیورام

یا ایفاے ڈگری کہی جا سکتی ہے۔ اوس ڈگری کا اجرا اور ایفا پورے طور پر ہوگیا تہا اگر الفاظ ادائے زر ڈگری ایسی صورت سے جیسی کہ یہہ ہے جسمین ڈگری کا اجرا اور ایفا ہوگیا تہا متعلق ہوسکتے ہین ہماری راے مندرجہ بالا کی تائید متعدد فیصلجات ہائی کورٹ بمبی سے ہوتی ہے ان مقدمات مین سے اول مقدمہ جسکا حوالہ دینگے راوجی شیورام بنام کالورام ہے (۱) جو اوس عدالت کے ایک اجلاس کامل سے فیصل ہوا تہا وہ مقدمہ پورے طور پر معکوس مقدمہ حال کے تہا وہ ایک نالش منجانب ایک مرتہن تہی جسکا زر رہن ادا نہین ہوا تہا اور اوسنے ڈگری واسطے قبضہ جایداد مرہونہ کے بلا وضع زر متدعوبہ کے حاصل کی تہی اور ہائی کورٹ نے یہہ راے ظاہر کی تہی کہ ایک معمولی ڈگری واسطے قبضہ ایک ایسے مرتہن کے تہی جس نے زر رہن نہ پایا ہو وہ مرتہن اوسپر اوسوقت تک قابض رہ سکتا تہا جب تک کہ اوسکا پورا روپیہ ادا نہو جاے بعد ازان راہن نے ایک نالش واسطے انفکاک رہن کے کی۔ دعوی کے جواب مین منجانب

۵۱۰ مرتہن یہہ حجت کی گئی تہی کہ راہن ایک دادرسی بیجا کا مستدعی ہے اور یہہ کہ اوسکو مقدمہ مین مناسب طریقہ واسطے قبضہ حاصل کرنے کے معض یہہ تہا کہ ایک درخواست نالش قبضہ مین واسطے اجراے مزید ڈگری صادرہ نالش مذکورہ کے پیش کیجاے۔

پس واضح ہوگا کہ یہہ مقدمہ ٹہیک معکوس مقدمہ حال کے تہا اجلاس کامل نے مرتہن کی اس حجت کو نامنظور کرکے یہہ تجویز کی کہ جب مرتہن کو جایداد مرہونہ پر قبضہ دیاگیا تو ڈگری قبضہ کا پورے طور پر ایفا ہوگیا کیونکہ نالش جسمین وہ ڈگری ہوئی تہی واقعی ایک نالش بید خلی راہن جایداد مرہونہ سے منجانب ایسے مرتہن کے تہی جسکا روپیہ ادا نہین ہوا تہا اور عدالت نے یہہ بہی فرمایا کہ کارروائی واسطے انفکاک رہن جایداد مذکورہ کے کوئی امر متعلق بیباقی یا ادائے زر ڈگری کے نہین ہے اور نہ ایک معاملہ متعلق اجراے ڈگری ہے جسکی نسبت یہہ تجویز کرتے ہین کہ وہ پورے طور پر اوسوقت جاری ہوچکی تہی جبکہ وارث مرتہن کو بموجب ڈگری کے قبضہ دلایا گیا تہا۔

چنانچہ اجلاس کامل نے یہہ تجویز کی کہ مناسب طریقہ راہن کے واسطے بغرض انفکاک اراضیات اور وصول قبضہ کے یہہ نہ تہا کہ درخواست اوس عدالت مین جس نے ڈگری

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبی جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۰

سنہ ۱۸۹۸ع
ہرپرشاد بنام شیورام

صادر کی تھی واسطے اجراے مزید ڈگری مذکور کے بذریعہ لینے حسابات وغیرہ کے پیش کی۔ یہ مقدمہ (جسکا فیصلہ سنہ ۱۸۸۳ع مین ہوا تھا) بلاشبہ بموجب مجموعات سابق سنہ ۱۸۵۹ع اور سنہ ۱۸۷۷ع کے تھا۔ لیکن ہم کو کوئی اہم فرق (جہانتک کہ اس معاملہ کو تعلق ہے) مابین دفعات ہمضمون مجموعہ حال اور مجموعہ سابق کے نہین معلوم ہوتا۔ اوس فیصلہ کی جسکا حوالہ ابھی دیا گیا ہے مقدمہ رام چند ربلال بنام بابا ایسگونڈا (۱) و نرسنگہ منوہر بنام بھگونت راؤ (۲) مین تقلید کی گئی تھی اور وہ پسند کیا گیا تھا۔ مقدمہ آخرالذکر کا فیصلہ بہت عرصہ بعد نافذ ہونے مجموعہ ضابطہ حال کے کیا گیا تھا۔

اون مقدمات کے اصول سے ہم بخوبی اتفاق کرتے ہین اور اسلئے ہماری یہ راے ہے کہ وہ درخواست جو رسپانڈنٹان نے صاحب جج ضلع کے روبرو پیش کی تھی ایسی تھی جو بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مسموع نہین ہو سکتی تھی اور اسلیئے وہ نامنظور ہونی چاہیئے تھی۔

۵۱۱ اسمقدمہ کی ایک صورت اور بھی ہے جسکا ذکر کرنا مناسب ہے یہ امر جیسا کہ مقدمہ راوجی شیورام بنام کالورام محولہ بالا مین مندرج ہے اون اشخاص کے حق مین جو بحیثیت رسپانڈنٹان ہون نہایت مضر ہوگا اگر یہ تجویز کیا جائے کہ مناسب طریقہ اونکے لئے واسطے حصول انفکاک اراضی مرہونہ کے ایسے مقدمات مین جیسا کہ یہ ہے یہ ہوگا کہ درخواست واسطے اجراے مزید ڈگری قبضہ کے جو اونکے مقابلہ مین صادر ہوئی پیش کرین اوس صورت مین اونکی درخواست داخل قواعد کارروائیات اجراے ڈگری کے ہوگی اونمین سے ایک قاعدہ وہ ہے جو مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۷ع مین مندرج ہے اور جس سے زمانہ درخواست اجراے ڈگری تین سال پر اون تاریخون سے محدود کیا گیا ہے جنمین سے ایک تاریخ وہ ہے جبپر اخیر درخواست عدالت مناسب مین واسطے اجراے یا واسطے کرنے کسی کارروائی معاون اجراے ڈگری کے پیش کی گئی ہو اب مقدمہ ہذا مین کسی قسم کی کوئی درخواست معاملہ اجراے اس ڈگری مین اوسوقت سے جبکہ سائلان نے وہ درخواست اجرا پیش کی جبپر اونکو اگست سنہ ۱۸۸۳ع مین قبضہ دلایا گیا تھا لغایت مارچ سنہ ۱۸۹۵ع پیش نہین کی گئی تھی اور یہہ زمانہ تین سال سے بہت زیادہ ہے اس لیئے اگر درخواست جاریہ طور پر بطور درخواست اجراے مزید کے پیش

(۱) رپورٹ ہائی کورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۳ (۲) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۴

۱۸۹۰ء ہرپرشاد بنام شمبھو رام

رکھا تھا تو وہ صاف طور پر تمادی بوقت پیش کرنے کے عارض ہوتی اور قابل سماعت نہ ہوتی۔

ہم یہہ اور کہین گے کہ رسپانڈنٹان سے اس امر کی استدعا رکھنے کی کہ اونکی درخواست مبدل بعرضیدعوی نالش رہن مین باداے اوس رسوم عدالت کے کیجاے جو عرضی دعوی ایسی نالش پر واجب الادا ہے۔

بوجوہ مندرجہ بالا ہم اس اپیل کو منظور کرتے ہین اور حکم عدالت ماتحت کو فسخ اور یہہ ہدایت کرتے ہین کہ رسپانڈنٹان کی درخواست معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کیجاے

اپیل ڈگری ہوا۔

باجلاس سرلوئیس کرشا صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

چترمل (ڈگریدار) بنام شنکوجی و یک کس دیگر مدیونان ڈگری[+]

۱۸۹۶ء ۶ جولائی صفحہ کتاب ڈگری ۵۱۲

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۰۔ رہن ذاتی اقرار ادا۔ درخواست نیلام جایداد وغیرہ مرہونہ۔ زر باقی جو قانوناً وصول ہو سکتا ہو۔ بنا رمخاصمت میعاد سماعت۔

ایک رہن نامہ مین جو بابت ایک ایسے قرضہ کے تھا جو عند الطلب واجب الادا تھا یہ شرط تھی کہ جایداد غیر منقولہ مندرجہ دستاویز واسطے اداے زر رہن کے ایک کفالت ضمنی تصور کیجاے اور یہکہ اگر جایداد مکفولہ اداے کل زرتمسک کے لیے کافی نہو تو دائنان کو اختیار ہوگا کہ باقی رقم واجب الاداذات مدیونان اور اونکی دیگر جایداد سے وصول کرین۔ تجویز ہوئی کہ کوئی علیحدہ بنا مخاصمت واسطے ذاتی چارہ کار کے بعد اسکے کہ جایداد مرہونہ نیلام ہونے پر واسطے اداے زر رہن کے ناکافی پائی گئی پیدا نہین ہوتی بلکہ بنا مخاصمت واسطے دو چارہ کار کے ایک تھی اور اقرار ادا کے پورا نہ ہونے پر پیدا ہوئی تھی اسلیے چونکہ نالش واسطے نیلام کرنے جایداد مرہونہ کے تاریخ رہن سے دس سال سے زیادہ عرصہ کے بعد دایر کی گئی لہذا زر باقی رہن قانوناً اور طرح بجز نیلام جایداد کے وصول نہین ہو سکتا اور

[+] اپیل دوم نمبر ۳۰۵ سنہ ۱۸۹۵ء بنارضی ڈگری ایل جی ایونس صاحب جج ضلع علیگڈھ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی حکم بابو ... بہاری لال سب جج ماتحت علیگڈھ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۹۴ء۔

سنہ ۱۹۰۸ء
چھترپل بنام ٹھکوری

درخواست واسطے حصول ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جایداد قابل پذیرائی نہین ہے مقدمہ صاحب زمان خان بنام عنایت اللہ (۱) و بہاری بنام ہریکشن بنرجی و بیک درموٹ بنام ہایڈ (۲) و شیام لال بنام مکند (۳) کا حوالہ دیا گیا -

اس مقدمہ مین اپیلانٹ کے پاس ریسپانڈنٹان کی ایک اراضی بموجب ایک رہن نامہ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۰ء کے رہن تھی - تعداد مندرجہ دستاویز تین سو روپیہ تھی جو عند الطلب معہ سود واجب الادا تھی - دستاویز مین یہ شرط تھی کہ واسطے ادائے روپیہ کے جایداد غیر منقولہ مندرجہ دستاویز مذکور ایک کفالت ضمنی تصور کیجاے اور یہ کہ اگر جایداد مکفولہ ادائے کل زر تمسک کے لیئے کافی نہ ہو تو دائنان کو اختیار ہو کہ باقی رقم واجب الادا کو ذات مدیونان اور اونکی دیگر جایداد سے وصول کرین ۲۴ جون ۱۹۰۱ء کو مرتہن نے اپنے تمسک کی بناپر نالش نیلام دائر کی اوس نے ڈگری حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ انتقال جائداد کے ۲۷ اگست ۱۹۰۱ء کو حاصل کی - اوس ڈگری کے بموجب جائداد مرہونہ ۲۳ ر
۵۱۳ جون ۱۹۰۳ء کو نیلام کی گئی چونکہ زر ثمن نیلام متعلقہ رہن کے ادا کے لیئے جو دستاویز تمسک مذکورہ سے ہوگیا تھا کافی نہ ہوا لہذا مرتہن ڈگریدار نے ۲ فروری ۱۹۰۵ء کو ایک درخواست واسطے حصول ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جایداد کے پیش کی -

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت علیگڈھ) نے یہ تجویز کی کہ ڈگریدار کی درخواست مین جو واسطے حصول ڈگری حسب دفعہ ۹۰ کی گئی ہے تمادی عارض ہے اور اوسکو ڈسمس کیا - ڈگریدار نے اپیل کیا اور اوسکا اپیل اوسیوجہ سے عدالت اپیل ماتحت (صاحب جج ضلع علیگڈھ) نے ڈسمس کیا برطبق اس کے ڈگریدار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

بابو درگاچرن بنرجی منجانب اپیلانٹ -

پنڈت مدنموہن مالوی منجانب ریسپانڈنٹان -

کرشا صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہ اپیل بنا راضی ڈگری اور حکم عدالت ماتحت کے ہے جس نے اپیلانٹ کو ایک ڈگری حسب دفعہ ۹۰ - ایکٹ انتقال جایداد عطا کرنے سے انکار کیا ہے اپیلانٹ کے پاس ریسپانڈنٹان کی جایداد بموجب ایک

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۰ صفحہ ۵۱۳ (۲) ۱۹۰۶ء لا رپورٹ چانسری جلد ۲ صفحہ ۲۹۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۳۳

سنہ ۱۸۹۸ء

چھتر پال بنام ٹکوری

رہننامہ مورخہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء کے رہن تھی زر رہن بقدر ... کے تھا جو معہ الطلب
مع سود واجب الادا تھا۔ تمسک مین یہ شرط بھی کہ واسطے ادا ے روپیہ کے جایداد غیر منقولہ
جسکا اوسمین ذکر ہے ایک کفالت ضمنی تصور کیجاے اور اگر جایداد مکفولہ ادا ے کل
زر تمسک کے لئے کافی نہو تو راہنان کو اختیار رہیگا کہ باقی رقم واجب الادا ذات مدیونان
اور اونکی دیگر جایداد سے وصول کرین ۲۴ جون سنہ ۱۸۹۱ء کو مرتہن نے بر بناے رہن نامہ
مذکور کے نالش نیلام دایر کی۔ اوس نے ایک ڈگری حسب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال
جایداد کے ۷ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو حاصل کی۔ بموجب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور کے اوس نے حکم
واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے حاصل کیا اور ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۳ء کو جایداد مذکور نیلام ہوگئی۔
چونکہ زر ثمن نیلام ادا ے زر رہن کے لئے جو بڑھکر بقدر ... کے ہوگیا تھا کافی
نہوا لہذا درخواست حال ۲ فروری سنہ ۱۸۹۵ء کو واسطے ڈگری حسب دفعہ ۹۰ کے پیش ہوگئی
اوس دفعہ کی روسے عدالت کو اختیار صادر کرنے ڈگری کا بحق مرتہن کے واسطے دلانے
زر باقی کے جو اوسکا باقی بعد نیلام جایداد مرہونہ کے بذمہ راہن اور اوسکی دیگر جایداد
بشرطیکہ زر باقی قانوناً سواے جایداد مرہونہ کے کسی اور طرحپر قابل وصول ہو۔ عدالت ابتدائی
ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ اوس تاریخ پر جبکہ مدعی نے نالش بر بناے اپنے
رہن نامہ کے دایر کی اور اوسکے دعوی مین واسطے ڈگری ذاتی کے بمقابلہ راہن کے
تمادی عارض تھی اور اسلیئے باقی زر رہن قانوناً تاریخ درخواست پر جو واسطے ڈگری
حسب دفعہ ۹۰ کے تھی قابل وصول نہ تھا۔ اس اپیل مین اس فیصلہ کے صحیح ہونے کی
نسبت اعتراض کیا گیا ہے یہ عذر کیا گیا ہے کہ اس مقدمہ مین حسب شرایط تمسک کے
مرتہن کو کوئی حق وصول کرنے زر باقی کا ذات اپنے مدیونان سے اوسوقت تک
نتھا کہ جایداد مکفولہ نیلام ہو جاے اور چونکہ اوسکی درخواست واسطے ڈگری حسب دفعہ ۹۰
کے تاریخ نیلام جایداد مرہونہ سے تین سال کے اندر پیش ہوئی لہذا وہ منظور ہونی چاہیے تھی۔
امر تنقیح طلب ہمارے لیئے یہ ہے کہ آیا تاریخ درخواست ڈگری حسب دفعہ ۹۰ پر زر
باقی بموجب رہن نامہ کے واجب الادا تھا قانوناً مدیونان سے سواے جایداد مرہونہ کے
کسی اور طرحپر قابل وصول تھا یا نہین۔ اگر بموجب شرایط تمسک کے صرف جایداد
مرہونہ کفالت قرضہ تھی۔ اور راہنان کی کوئی ذمہ داری ذاتی نہ تھی تو زر باقی کسی

۵۱۴

۱۸۹۵ء
چتر پال بنام ٹھکوری

اور طرح پر بجز بذریعہ جایداد مرہونہ کے قابل وصول نہین ہے۔ لیکن اگر رہن نامہ مین کوئی امر اسکے خلاف نہین ہے تو قیاس یہہ ہوگا کہ راہن نے ذاتی ذمہ داری واسطے ادائے زر رہن کے قبول کی تہی صورت آخر الذکر مین اگر دعوی ذاتی ڈگری کا بمقابلہ راہن کے تاریخ نالش مرتہن پر تمادی پذیر تہا تو زرباقی قانوناً سوائے جایداد مرہونہ کے کسی اور طرح پر حسب معنی دفعہ ۹۰ قابل وصول نہ تہا۔ یہہ تجویز مقدمہ صاحب زمان خان بنام عنایت اللہ (۱) مین ہوئی تہی۔ اس لیئے اس اپیل کا فیصلہ اس امر پر منحصر ہے کہ اگر مرتہن اپیلانٹ نے بتاریخ ارجاع اپنی نالش کے چارہ کار ذاتی کی بمقابلہ راہنان کے استدعا کی ہوتی تو آیا چارہ کار مذکور مین تمادی عارض ہوئی یا نہین۔ ۵۱۵
اس مقدمہ مین راہنان نے بالفاظ صریح ذمہ داری ذاتی ادائے زر رہن قبول کی دستاویز کی روسے مرتہن کو دو چارہ ہائے کار بصورت خلاف ورزی شرائط دستاویز کے حاصل تہے یعنی اول حق کارروائی کا بمقابلہ جایداد غیر منقولہ مکفولہ دستاویز کے دوم بصورت نہ کافی ہونے زر نیلام کے حق کارروائی کا بمقابلہ ذات مدیونان کے۔ مگر قرضہ ایکہی ہے اور ذمہ داری ذاتی مدیونان کی ذمہ داری جایداد کے ساتہہ ایک وقت مین تہی۔ شرائط تمسک کی خلاف ورزی واقع ہونے پر بنائے مخاصمت مرتہن کو واسطے اون چارہ ہائے کار کے حاصل ہوئی جو اوسکو بموجب دستاویز کے دیئے گئے تہے۔ وہ ایک ہی بنائے مخاصمت ہے اور اوسکے پیدا ہونے پر مرتہن مستحق استدعا رجملہ اپنے چارہ ہائے کار کا تہا۔ اس اقرار مندرجہ تمسک سے کہ راہنان بذات خود ذمہ دار اوس باقی کے ہونگے جو جایداد مرہونہ کے نیلام ہونے کے بعد واجب الادا ہو مرتہن کو حق ایک علیحدہ نالش کرنیکا واسطے ڈگری ذاتی کے بمقابلہ راہنان کے بعد عمل میں آنے نیلام جایداد کے حاصل نہین ہوتا صحیح یہہ ہے جیسا کہ مرشل صاحب لارڈ چانسلر نے بمعاملہ میک ہنری و میک ڈرماٹ بنام بائیڈ (۲) فرمایا ہے "دائن کا حق قانوناً بعینہ وہی ہوتا گو الفاظ مذکور مندرج ہوتے" حاکم موصوف نے یہہ بہی فرمایا ہے "مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ حق وصول ایک بنائے مخاصمت جداگانہ و علیحدہ پیدا ہوئی کہ جسکی وجہ سے میعاد قانونی اوس تاریخ تک منقضی ہونا شروع نہین ہوئی" ہماری رائے مین نظیر مقدمہ مذکور نسبتاً مورد اس نقطے کی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۱۳۔ (۲) ارسکسن ۱۸۹۶ء لارپورٹ چانسری جلد ۳ صفحہ ۲۹۰

۱۸۹۵ء
چھتر مل بنام شنکوری

اسی قسم کی راے ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ میلر بنام رنگ ناتھ ملک (۱) قائم کی تھی۔ اسمقدمہ مین بنا مخاصمت اپیلانٹ کی اوسوقت پیدا ہوئی جب اوسکے مدیونان نے قرضہ کے ادا کرنے مین غفلت کی اوسکو لازم تھا کہ عدالت مین اندر میعاد سماعت کے جو اوسکی نالش کیواسطے تاریخ پیدا ہونے بنا مخاصمت سے مقرر ہے حاضر ہوتا چونکہ میعاد سماعت دعوی نیلام ۱۰ سال ہے لہذا اوسکی نالش نیلام میعاد کے اندر رہتی لیکن چونکہ میعاد سماعت واسطے ایسی نالش کے جو اقرار ذاتی کی بنا پر ہو صرف ۶ سال ہے لہذا دعوی بربناے اقرار مذکور کے اوس تاریخ پر کہ جسکو نالش دایر کی گئی تمادی پذیر تھا کیونکہ چھ سال سے زیادہ تاریخ مذکور پر تاریخ پیدا ہونے بناے مخاصمت گذر چکے تھے چونکہ یہہ صورت تھی لہذا عدالتہاے ماتحت نے ہماری راے مین صحیح طور پر یہہ تجویز کی ہے کہ وہ رقم جو اپیلانٹ بذریعہ ڈگری حسب دفعہ ۹۰ کے وصول کرنا چاہتا ہے راہنان سے حسب معنی اوس دفعہ کے قانوناً قابل وصول نہین ہے اور یہہ اپیل ضرور نامنظور ہونا چاہیے۔ ہم اوسکو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس ہوا۔

باجلاس سر لوئیس کرشا صاحب نیبٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

پولندر سنگھ (مدعی) بنام جوالا سنگھ وغیرہ (مدعاعلیہم) +

۱۸۹۵ء
۱۰ جولائی
صفحہ کتاب اکبر ریہ
۵۱۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح ۲ امر تجویز شدہ امر جو نالش سابق مین بناے جوابدہی ہو سکتا تھا

ایک مدعاعلیہ نے ایک نالش مین جو واسطے حصول قبضہ جایداد غیر منقولہ کے تھی صرف یہہ عذر کیا کہ جایداد متنازعہ پر اوسکو حق قبضہ مالکانہ کا حاصل ہے یہہ جوابدہی ثابت نہین ہوئی اور ڈگری بحق مدعی صادر ہوئی۔ بعدہٗ مدعی نے ایک حصہ جایداد کا جو اسطرح اوسکے حق مین ڈگری ہوئی تھی فروخت کیا اور مدعاعلیہ مقدمہ مذکور نے نالش شفع دایر کی۔ تجویز ہوئی کہ نالش ساقط ہونی چاہیے کیونکہ مدعی کا دعوی ایسا تھا کہ جو اوسوقت کہ جب وہ نالش سابق مین مدعاعلیہ تھا بطور جواب علی سبیل البدل کے ساتھ جوابدہی بربناے استحقاق کے پیش ہو سکتا تھا

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۹۔

+ اپیل دوم نمبر ۳۲۷ سنہ ۱۸۹۵ء بنا راضی ڈگری ڈبلیو۔ الف۔ ڈبلیو ولیس صاحب جج ضلع شاہجہانپور مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء مشعر بحالی ڈگری راے جواری لعل جج ماتحت شاہجہانپور مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء

اسنہ ۱۸۹۹ء
پوہلندر سنگھ
بنام
جوالا سنگھ

مقدمہ سری منت راجہ بہو وغیرہ بنام گھما پنجبار (۱) و کامیشر پرشاد بنام راج کماری رتن کنور (۲) و بلدیو سہاے بنام شمشیر سنگھ (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

حالات اسمقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

بابو جوگیندر ناتھ چودہری منجانب اپیلانٹ۔

مولوی غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹان۔

کرشنا صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

نالش جس سے اپیل پیدا ہوا واسطے شفع کے اپیلانٹ حال نے نسبت ایک بیع کے دائر کی تہی جو مسماۃ سبتہا نے ۱۱ مئی سنہ ۱۸۹۳ء کو کی تہا۔ نالش اس بنا پر ڈسمس کی گئی کہ اوسمین قاعدہ امر تجویز شدہ عارض ہے
ہمارے روبرو حجت کی گئی ہے کہ یہ تجویز عدالتہاے ماتحت غلط ہے۔ ہم اس حجت سے اتفاق نہین کر سکتے۔ ۵۱۷

واقعات جنسے عذر امر تجویز شدہ پیدا ہوا یہ ہین۔ حصہ جواب بیع کیا گیا ہے ایک جز و حصہ ڈلبوہ کا تہا جو ملکیت پدر مسماۃ سبتہا تہا بعد وفات والدین مسماۃ کے اوسنے حصہ جسکی بابت اب بحث ہے بنام رسپانڈنٹان مشتریان بیع کیا لیکن کل جائداد تعدادی ڈلبوہ اپیلانٹ حال کے قبضہ مین تہی۔ اس لیے مشتریان اور مسماۃ سبتہا نے نالش واسطے پانے قبضہ کے بمقابلہ اپیلانٹ حال کے دائر کی اس نالش کی جوابدہی صرف اس بنا پر کی گئی کہ اپیلانٹ حال جائداد کا مالک تہا عدالت نے اوسکے خلاف فیصلہ کیا اور ڈگری بحق مدعیان مقدمہ مذکور صادر کی عدالتہاے ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعی حال کو اپنا حق شفع نسبت اوس جائداد کے جسکی بابت اب نالش ہے بطور جواب دعوی مشتریان کے نالش سابق مین پیش کرنا چاہیے تہا اور چونکہ اوسنے ایسا نہین کیا لہذا دعوی موجودہ مین قاعدہ امر تجویز شدہ حسب تشریح ۲ دفعہ ۱۳ ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع عارض ہے۔

ہمارے روبرو یہ بحث کی گئی ہے کہ مدعی حال بے شک بذریعہ پیش کرنے

(۱) ہوپکنیز مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۹۰
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵

۱۹۰۹ء
بلوقند سنگھ
بنام
جوالا سنگھ

اپنے حق شفع کے عوض مدعیان مقدمہ مذکور کو ساقط کر سکتا تھا لیکن وہ ایسا کرنے پر مجبور نہ تھا اور اسلئے یہہ ایسا مقدمہ نہین ہے جس سے تشریح ۲ دفعہ ۱۳ متعلق ہو ہماری راے مین یہہ حجت قابل پذیرائی نہین ہے۔ چونکہ مدعی حال جایداد پر قابض تھا لہذا اوسپر فرض تھا کہ اون اشخاص کے دعوی کی جوابدہی جواوسکو بیدخل کرنا چاہتے تھے جملہ وجوہ امکانی کی بنا پر کرتا بمقدمہ سری ست راجہ ستوا بجے رگھوناددہ بہو دہاگرو تھانی پیریا او دیا تیور بنام کتاما پنجیار زمیندار شیو گنگا (۱) پریوی کونسل نے (بصفحہ ۳۰۷) یہہ فرمایا جب کوئی مدعی کسی جایداد کا دعوی کرے اور مدعا علیہ جو قابض ہو اوس دعوی کی جوابدہی کرے تو اوسپر فرض ہے کہ وہ اوسکی جوابدہی جملہ وجوہ کی بنا پر جو اوسکے امکان مین ہون بموجب اپنے علم کے پیش کرے ممکن تھا کہ اپیلانٹ
۵۱۸ حال وصیت نامہ مظہرہ کے جواز پر استدلال کرتا لیکن بجاے ایسا کرنے کے جبکہ اوسکی نالش واسطے سماعت اور فیصلہ کے عدالت اپیل آخر مین پیش ہوئی اوس نے دراصل جملہ استحقاق سے بموجب دستاویز مذکور بحیثیت وصیت نامہ کے انکار کیا اور اس امر پر اصرار کیا کہ عدالت کو لازم ہے کہ اوسکو بطور دستاویز غیر وصیتی کے تصور کرے اگر وہ طریقہ جو اپیلانٹ نے پیش کرنے وصیتنامہ کا اختیار کیا ہے روا رکہا جاے تو کل اطمینان معدلت گستری کا جاتا رہیگا یہہ تحریرات پورے طور پر مقدمہ ہذا سے متعلق ہین۔ یہہ سچ ہے کہ اگر مدعی حال نالش سابق مین یہہ جوابدہی کہ اوسکو حق شفع حاصل ہے پیش کرتا تو جوابدہی مذکور صرف علی سبیل البدل ہو سکتی تھی لیکن اس قسم کی جوابدہی ایسی ہے جو ایسے فریق کو جو دعوی پر معترض ہو بغرض سقوط دعوی کے پیش کرنی چاہیے تھی۔ بمقدمہ کامیشر پرشاد بنام راج کماری رتن کنور (۲) حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ تشریح کی ہے کہ لفظ چاہیے مندرجہ تشریح ۲ دفعہ ۱۳ کے کیا معنی ہین اور اوس مقدمہ مین حکام عالیمقام نے یہہ فرمایا ہے جہان کہ معاملات ایسے مختلف ہون کہ جنکے یکجا کرنے سے ابتری پیدا ہو تو تعبیر لفظ چاہیے کی بہت اہم ہو جا سکتی ہے۔ یہہ حجت کی گئی ہے کہ اگر جوابدہی بربناے شفع کیجاتی تو وہ دوسری جوابدہی سے یعنی جوابدہی بربناے ملکیت سے اسقدر مختلف ہوتی کہ ابتری پیدا ہو جاتی اور اسوجہ سے حسب راے

(۱) اپیلہاے ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۰ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۰ صفحہ ۷۹

۱۸۹۴ء
پولندر سنگه
بنام
جولا سنگه

حکام عالیمقام پریوی کونسل کے جوابدہی بربنار شفع نالش سابق مین نہین پیش کیجاتی چاہئے تھی مگر ہماری رائے مین یہہ دو جوابدہی محض بطریق علی سبیل البدل واسطے کوشش تردید دعوی مدعی کے ہوتین - اسس رائے کی تائید اس عدالت کی نظیر مقدمہ ملا مخان بنام ایوب خان لائے ہوتی ہے - اس لیے ہماری یہہ رائے ہے کہ چونکہ مدعی حال اپنے نالش سابق مین اپنا حق شفع بجواب لوس دعوی کے پیش نہین کیا جو نالش مذکور مین کیا گیا تھا لہذا وہ اس نالش کو بوجہ احکام دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قائم نہین رکھہ سکتا - اس عدالت کی نظیر مقدمہ بلدیو سہائے بنام بجنیر سنگه (۲) صریحاً متعلق ہے بوجوہ مندرجہ بالا ہم تجویز کرتے ہین کہ عدالتہائے ماتحت کی رائے صحیح ہے ہم اس اپیل کو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈسمس ہوا -

باجلاس ایکمن صاحب جسٹس

جیکشن وغیرہ (مدعیان) بنام رام لال (مدعاعلیہ) *

۱۸۹۵ء
۹ - جولائی
سنہ کتاب انگریزی ۵۱۹

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مد ۳۲ - نالش واسطے علیحدہ کرنے درختون کے کاشت اسامی سے - میعاد سماعت - اختیار سماعت - ایکٹ عدالتہائے دیوانی و مال نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ -

تجویز ہوئی کہ ایسی نالش سے جو منجانب زمینداران واسطے علیحدہ کرنے درختونکے جو اسامی نے اپنی کاشت مین لگائے ہون کیجاسے مد سماعت محکومہ مد ۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت بابت سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے مقدمات گنگا دہر بنام ظہور ریا (۳) و مشرف علی بنام افتخار حسین (۴) کا حوالہ دیا گیا -

یہہ بھی تجویز ہوئی کہ ایسی نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے مقدمہ دیودت تیواری بنام گوپی سعد (۵) ملاحظہ طلب -

* اپیل دوم نمبر ۹۳۰ سنہ ۱۸۹۳ء بنارامنی ڈگری سید اکبر حسین جج ماتحت آگرہ مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۹۳ء منسوخی ڈگری بابو ہری کشن منصف آگرہ مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۸۹۳ء (۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۲۸۴
(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۷۵ (۳) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۴۶ -
(۴) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴ (۵) ۹۳ ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۰۳ -

۱۸۹۰ء

جگیشن بنام رام لال

مدعیان عدالت مین اس بیان سے آئے کہ مدعا علیہ نے جو اونکا اسامی چند کھیتوں کا تھا جو اوسکو واسطے اغراض کاشتکاری کے پٹہ پر دیئے گئے تھے بلا حاصل کرنے اونکی اجازت کے کھیتون مذکور مین درخت نصب کئے بجائے اسکے کہ اراضیات کو اس کام کے واسطے استعمال کرے جسکے واسطے وہ پٹہ دیگئی تھین اور مدعیان علیحدہ کئے جانے درختان مذکور کے مستدعی ہوئے۔

عدالت اول مین مدعا علیہا نے کئی امور تنقیح طلب پیش کئے لیکن مقدمہ کا فیصلہ صرف ایک امر پر کیا گیا یعنی یہ کہ آیا مدعیان کے پیشروان حق نے مدعا علیہ کو اجازت واسطے لگانے درختان متنازعہ کے دی تھی یا نہین۔ اس امر تنقیح طلب کی تجویز عدالت (منصف آگرہ) نے مدعا علیہ کے خلاف کرکے ڈگری بحق مدعیان صادر کی۔

برطبق اپیل منجانب مدعا علیہ عدالت اپیل ماتحت (جج عدالت خفیفہ آگرہ باختیار جج ماتحت) نے اپیل کو ڈگری اور نالش مدعیان کو اس تجویز سے ڈسمس کیا کہ اوسمین حسب دفعہ ۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند ۱۸۷۷ء کے تمادی عارض ہے کیونکہ درختان متنازعہ بموجب شہادت جگیشن احد المدعی کے دو برس سے زیادہ عرصہ پیشتر قبل رجوع نالش سے لگائے گئے تھے۔

برطبق اسکے مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

بابو جوگیندر ناتھ چودھری منجانب اپیلانٹان۔

منجانب رسپانڈنٹان کوئی حاضر نہین ہوا۔

۳۰ مئی

ایج صاحب جسٹس۔ مدعیان نے جو بیان اپیلانٹ ہین نالش واسطے علیحدہ کئے جانے درختوں کے دائر کی جو مدعا علیہ نے اوس زمین پر جو اوسکے قبضہ مین منجانب مدعیان واسطے کاشت کے تھی لگائے تھے۔ نالش درخت لگائے جانے سے دو برس سے زیادہ عرصہ بعد دائر کیگئی تھی عدالت اپیل ماتحت نے دفعہ ۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ۱۸۷۷ء کو متعلق کرکے نالش کو بوجہ تمادی ڈسمس کیا۔ اپیل مین یہ حجت کیگئی ہے کہ نالش سے دفعہ ۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت متعلق ہے یہ دفعہ کا اس نالش سے متعلق نہین ہے کہ جو نالش دخل نہین ہے۔ بمقدمہ گنگا و ہر ناظم ہوریا (۱) یہ تجویز ہوئی کہ دفعہ ۳۲۔ اس قسم کی نالش سے جیسی کہ نالش موجودہ ہے متعلق ہے وہ تجویز اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس کی تھی اور اوس نظیر سے اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بمقدمہ مشرف علی بنام افتخار حسین (۲) اتفاق کیا تھا اسلئے اپیل سر سبز نہین ہو سکتا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۲

جیا شنکر بنام رام لعل

مین یہ بھی کہہ سکتا ہون کہ میری راے مین عدالت دیوانی سماعت اس نالش سے حسب احکام دفعہ ۹۳ - ایکٹ نمبر ۱۲ [illegible] کے ممنوع تھی اور میری اس راے کی تائید فیصلہ مقدمہ دیووت تیواری بنام گوپی (۱) سے ہوتی ہے مین اس اپیل کو ڈسمس کرتا ہون لیکن بلاخرچہ کے کیونکہ رسپانڈنٹ کی طرف سے کوئی حاضر نہین ہوا -

اپیل ڈسمس ہوا -

باجلاس سر لوئس کرشنا صاحب نائب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس

کلیانی (مدعا علیہ) بنام واسو پانڈے وغیرہ (مدعیان) +

۵ جولائی [illegible]

اختیار سماعت - عدالتہاے دیوانی و مال - نالش بیدخلی - بمقابلہ مداخلت بیجا کنندہ کے امر تجویز شدہ - اندراجات کاغذات مال -

صفحہ کتاب انگریزی ۵۲۰

اگرچہ عدالت دیوانی ڈگری استقرار یا تصفیہ حیثیت اسامی کاشتکار کی صادر نہین کر سکتی لیکن جبکہ مدعی جسکو عدالت مال مین کوئی چارہ کار حاصل نہو اس بیان سے کہ وہ اسامی مستحق قبضہ کا ہے نالش واسطے بیدخلی مداخلت بیجا کنندہ کے دائر کرے تو عدالت دیوانی مجاز ہے کہ ڈگری قبضہ اس بنا پر صادر کرے کہ مدعی اسامی ہے تصفیہ قسم اوسکی کاشتکاری کا واسطے فیصلہ عدالت مال کے چھوڑا جاے -

یہ بھی تجویز ہوئی کہ اندراج کاغذات مال جو محض قبضہ پر مبنی ہے بطور امر تجویز شدہ کے نسبت بحث استحقاق کے جو بعدہ نالش دیوانی مین پیدا ہو موثر نہین ہے مقدمات اجودھیا راے بنام پرمیشر راے (۲) و دکھنا کنور بنام اودھکار پانڈے (۳) کا حوالہ دیا گیا -

حالات اسقدر مقدمہ کے تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

مسٹر عبد الرؤف منجانب اپیلانٹ -

مسٹر جے سیمین منجانب رسپانڈنٹان -

کرشنا صاحب چیف جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس - یہ اپیل بنا راضی ایک حکم واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ - مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے - یہ ایک اون مقدمات مین سے ہے جنمین بحث نسبت تناقض اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی و مال کے پیدا ہوتی ہے - مدعیان نے جو عدالت ہذا مین رسپانڈنٹ ہین نالش واسطے استقرار اس امر کے کہ وے اسامی دخیلکار اراضی متنازعہ کے ہین اور واسطے قبضہ اراضی مذکور کے دائر کی اونھون نے بیان کیا

+ اپیل اول بنا راضی حکم نمبر ۹۰ [illegible] صادرہ حکم ایچ ٹی گرفن صاحب جج ضلع اعظم گڈھ مورخہ ۳ اپریل [illegible]

(۲) ویکلی نوٹس [illegible] صفحہ ۹۰ (۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۴
(۳) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۳ -

سنہ ۱۹۰۹ع
کلیانی بنام دسرپارشے

کہ مدعاعلیہا کو اوسکی نسبت کوئی حق نہ تھا اور یہ کہ وہ مداخلت بیجا کنندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہا کا نام کاغذات مال مین بطور اسامی اس اراضی کے مندرج تھا مدعیان نے درخواست واسطے ترمیم اندراج مذکور کے اس بنا پر پیش کی کہ وے مستحق کاشت مذکور کے تھے درخواست مذکور عدالت مال سے ڈسمس ہوئی اور بر طبق اوسکے نالش ہذا دایر کی گئی - عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو اس بنا پر ڈسمس کیا کہ وہ قابل سماعت عدالت مال کے ہے اور عدالت موصوف نے بتائید اپنی راے کے نظیر اجلاس کامل مقدمہ اجودھیا راے بنام پرمیشر راے (۱) پر استدلال کیا مدعیان نے صاحب جج ضلع کے روبرو اپیل کیا اونھون نے یہ تجویز کی کہ جہان تک مدعیان مستدعی اس استقرار کے ہین کہ وے اراضی متنازعہ کے اسامی دخیلکار ہین نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے اور یہ کہ دعوی صحیح طور پر ڈسمس کیا گیا تھا - لیکن نسبت دعوی قبضہ کے اونھون نے باستدلال نظیر عدالت ہذا مصدورہ مقدمہ رکمنا کنور بنام اونکار پانڈے (۲) کے یہ تجویز کی کہ وہ قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے - چنانچہ اونھون نے ایک حکم حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے واپسی مقدمہ کے عدالت مرافعہ اولی میں بغرض تجویز بربنائے ۵۲۲
رویداد کے صادر فرمایا

ہماری راے مین یہ مقدمہ قریب قریب ہر طرح پر مطابق اوس نظیر کے ہے جسپر صاحب جج ذیشان عدالت ماتحت نے استدلال کیا ہے اور ہمکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ کسطرح پر یہ مقدمہ اوس مقدمہ سے ممیز کیا جاسکتا ہے جسمین وہ فیصلہ صادر کیا گیا تھا جیسا کہ اوس مقدمہ مین تحریر کیا گیا ہے مدعیان کی دادرسی عدالت مال مین چارہ جوئی کرنے سے نہین حاصل ہو سکتی تھی - اوس عدالت سے تجویز کرنے قسم اپنی کاشت کی حسب دفعہ ۱۰ ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع استدعا کرنے اور حاصل کرنے فیصلہ سے حسب ضمن الف دفعہ ۹۵ ایکٹ مذکور کے وہ قبضہ کاشت کا نہین پا سکتے تھے چونکہ اونھون نے یہ بیان نہین کیا کہ زمیندار نے اونکو بیدخل کیا تھا اور چونکہ مدعاعلیہ کا یہ دعوی نہ تھا کہ اوسکو

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۴۵۷

۱۹۰۵ء
کلیانی بنام دسوپانڈے

زمیندار نے قبضہ دلایا تھا لہذا وہ درخواست بموجب فقرہ (ل) اوس دفعہ کے نہین کرسکتے تھے - اسلئے صاف طور پر اونکو کوئی چارہ کار بجز اوس چارہ کار کے نہ تھا جو عدالت دیوانی عطا کرسکتی تھی اوس نظیر مین جسکا ہمنے حوالہ دیا ہے یہ تجویز ہوئی تھی کہ اگرچہ عدالت دیوانی ڈگری واسطے قرار دینے یا تصفیہ کرنے حیثیت اسامی کاشتکار کے صادر نہین کرسکتی تاہم صرف عدالت دیوانی وہ عدالت ہے جسمین وہ شخص جو ایسی اسامی ہونیکا دعوی رکھتا ہو واسطے دلا پانے قبضہ کے مداخلت بیجا کنندہ شخص سے نالش کرسکتا ہے اوس راے سے ہم پورے طور پر اتفاق کرتے ہین یہ مقدمہ ایسا نہین تھا جسمین یہ امر ضروری ہو کہ بحث حیثیت کاشت مدعیان کی بطور حیثیت کے فیصل کیجاے اگر مدعیان کسی قسم کے اسامی تھے اور اگر مدعا علیہ مداخلت بیجا کنندہ تھے تو مدعیان مستحق کامیابی کے تھے - اس بارہ مین یہ مقدمہ داخل فحواے نظیر اجلاس کامل بمقدمہ اجودھیا راے بنام پرمیشر راے (۱) کے ہے اور ہم خیال کرتے ہین کہ نتیجہ جو صاحب جج ذیعلم عدالت ماتحت نے اخذ کیا ہے صحیح ہے -

علاوہ برین منجانب اپیلانٹ ہمارے روبرو یہ حجت کی گئی تھی کہ بوجہ حکم عدالت مال بشمول انکار ترمیم اندراج کاغذات مال کے یہ معاملہ امر تجویز شدہ ہوگیا - اس حجت کو ہم قبول نہین کرسکتے - عدالت مال کا حکم حسب دفعہ ۱۰۲ - ایکٹ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے صادر ہوا تھا - اوس دفعہ مین یہ حکم ہے کہ مقدمات نزاعی مین کلکٹر ضلع یا اسسٹنٹ کلکٹر ایسی تحقیقات جو واسطے انکشاف اصلیت کے ضروری ہو کرینگے اور اوسکے مطابق کاغذات کی ترمیم کرینگے - اس دفعہ کی رو سے کلکٹر ضلع یا اسسٹنٹ کلکٹر کو ہماری دانست مین کوئی اوس سے زیادہ اختیار عطا نہین کیا گیا جو حاکم بندوبست کو حسب دفعہ ۴۴ - ایکٹ مذکور کے حاصل ہوتا ہے بموجب دفعہ ۴۳ کے حاکم بندوبست کو کاغذات حقوق کے کل مراتب جو ہر قسم کے اسامیان سے متعلق ہون تحریر کرنا ضرور ہے حسب دفعہ ۴۴ کل اندراجات جو حسب دفعہ ۴۳ کاغذات مین داخل کئے جائینگے اونکی بنیاد واقعی قبضہ پر رکھی جائیگی اور کل نزاعات متعلقہ اندراجات مذکور کی تحقیقات اور اونکا تصفیہ اوسی بنیاد پر کیا جائیگا تحقیقات جسکا ذکر دفعہ ۱۰۲ مین کیا گیا ہے ہماری راے مین وہ تحقیقات ہے جسکے کرنے کا درصورت نزاعات کے حاکم بندوبست حسب دفعہ ۴۴ بربناے قبضہ واقعی کے مجاز ہے علاوہ برین اوس دفعہ مین یہ بھی حکم ہے کہ اون اشخاص کو جو قابض نہون بلکہ حق قبضہ کا دعوی رکھتے ہون عدالت مناسب مین چارہ جوئی ۵۲۳

(۱) انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۰

۱۸۹۸ء
کلیانی
بنام
دسرتھ پرشاد

کی ہدایت کیجائیگی - عدالت مناسب جسکا ذکر دفعہ میں کیا گیا ہے ظاہرا جیسا کہ مقدمہ رکمنا کنور بنام اونکار پانڈے (۱) تحریر ہے ضرور کوئی عدالت بجز عدالت حاکم بندوبست کے ہوگی اور جسقدر تعین عدالت مال کو اختیار عطا ہے وہ اور سی قدر ضرور عدالت دیوانی ہوگی تجویز بنا بر قبضہ جیسی کہ تجویز حسب دفعہ ۹۵ متعلق ہو خواہ ہوتی ہے ہماری راے میں نسبت بحث استحقاق کے بطور امر تجویز شدہ کے موثر نہیں ہوسکتی ہماری دانست میں یہ اپیل قابل منظوری نہیں ہے - ہم اوسکو مع خرچہ ڈسمس کرتے ہیں

اپیل ڈسمس ہوا -

اجلاس کامل

باجلاس سر لوئس کرشا صاحب نیٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۸۹۹ء
۳۰ جولائی
صفحہ کتاب نگری
۵۲۳

مقبول فاطمہ (مدیون ڈگری) بنام للتا پرشاد و دیگر (ڈگریداران) +

اجراے ڈگری - تعمیر ڈگری - ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۸۸ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۱۵ و ۲۰۶ - خرچہ ڈگری جسمین ظاہرا دوبارہ خرچہ دلایا گیا ہو -

ایک ڈگری جو حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء مرتب کی گئی تھی مناسب طور پر مطابق احکام دفعہ مذکور کے مرتب ہوئی تھی لیکن علاوہ مقررہ مضامین اس قسم کی ڈگری کے اوسمین ایک فقرہ مضمون ذیل تھا "یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ مدعاعلیہ مذکور مدعیان مذکور کو رقم ... روپیہ زر خرچہ جو اونپر عدالت ہذا میں عاید ہوا ہے ادا کرین"۔

تجویز ہوئی کہ یہ فقرہ آخر محض بہ تعمیل احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھا اور اوسکا یہ منشا تھا کہ وہ بطور ہدایت وصول کرنے خرچہ کے ذات مدیون ڈگری سے سمجھا جاوے - مقدمہ جیرجی بنام سوتی رام (۲) اس امر کی بابت منسوخ کیا گیا -

اسمقدمہ میں مسیان مذکوران ڈگریداران نے ایک ڈگری حسب دفعہ ۸۸ - ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء ۲۰ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو حاصل کی اور وہ ڈگری ہائیکورٹ نے بر طبق اپیل ۳۲ اپریل سنہ ۱۸۹۴ء کو بحال کی اصل حصہ اس ڈگری کا جو اسطرح بحال کی گئی احکام دفعہ ۸۸ - ایکٹ

+ اپیل اول نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۸ء بنا راضی حکم بابو مادھو داس جج عدالت بریلی مورخہ ۸ اگست سنہ ۱۸۹۸ء

(۲) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۳۳ (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۵۲۴

۱۸۹۶ء
مقبول فاطمہ بنام لکشا پرشاد

انتقال جائداد کے بالکل مطابق مرتب ہوا تھا لیکن اوسمین علاوہ امور مندرجہ دفعہ مذکور کے ایک اور حکم اس مضمون کا تھا۔ مدعا علیہ مذکور مدعیان مذکور کو رقم لاعہ زر خرچہ جو اونہون نے اس عدالت مین عاید ہوا ہے ادا کرے۔ ڈگری داران نے جائداد مرہونہ نیلام کرائی اور چونکہ زر ثمن نیلام واسطے وصول کل زر ڈگری کے ناکافی تھا لہذا اونہون نے بعدہٗ درخواست صدور ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے پیش کی۔ وہ درخواست ڈسمس ہوئی ڈگریداران نے بعد ازان درخواست اجراے اپنی ڈگری کی بغرض وصول اوس خرچہ کے جو اونکو دلایا گیا تھا ذات مدیونان ڈگری سے پیش کی۔ عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت بریلی) نے مدیون ڈگری کے عذرات نامنظور کئے اور ایک حکم واسطے اجرا اسکے بابت خرچہ ہر دو عدالت کے بمقابلہ ذات مدیون ڈگری کے صادر کیا۔ بناراضی اس حکم کے مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ۔ دعوےٰ ڈگریداران واسطے دلا پانے خرچہ کے ذات مدیونان ڈگری سے جج ماتحت کے حکم سے قطعی ہو چکا ہے جو اونکی درخواست پر جو واسطے ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد کے تھی صادر ہوا تھا ڈگریداران نے اوس درخواست مین واسطے ڈگری ذاتی کے
بنسبت خرچہ کے استدعا کی تھی اور وہ درخواست نامنظور ہوئی اسلئے وہ اب ایک ذاتی ڈگری نسبت خرچہ ۵۲۵
کے نہین پا سکتے

علاوہ برین لاعہ بطور خرچہ کے ازروے ڈگری ہائیکورٹ کے کہ وہی ڈگری اب اس مقدمہ مین ہے مطابق ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے دلائے گئے تھے یعنی یہ کہ خرچہ ایک جزو زر رہن حسب احکام دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائداد کے قرار دیا گیا تھا۔

علاوہ برین ڈگری جسطرح پر کہ مرتب کی گئی ہے مبہم ہے اور چونکہ یہ صورت ہے لہذا اوسکی تعبیر اگر ممکن ہو ضرور بطور ایک ایسی ڈگری کے ہونی چاہئے جو مطابق قانون کے ہو۔ چونکہ تجویز مین یہ ہدایت ہے کہ ڈگری مطابق عبارت دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جائداد کے مرتب کیجاوے اسلئے ڈگری کی تعبیر ضرور بطور ایک صحیح ڈگری حسب دفعہ مذکور کے اور اسطرح پر ہونی چاہئے کہ اوسمین خرچہ حسب طریقہ مندرجہ دفعہ مذکور کے دلایا گیا یعنی خرچہ جائداد مرہونہ سے وصول کیا جاوے اور نہ ذات مدیون ڈگری سے

مسٹر ڈی۔ این۔ بنرجی (معہ مسٹر ڈبلیو کے پورٹر) منجانب سپانڈنٹان۔ اصل بحث یہ ہے کہ آیا عدالت اجرا کنندہ ڈگری ڈگری سے تجاوز کر سکتی ہے یا نہین۔ عبارت اس ڈگری کی صاف

سنہ ۹۰ء
مقبول فاطمہ
بنام
لتا پرشاد

ہے اور خواہ صحیح طور پر یا غلط طور پر ڈگری مین خرچہ علیحدہ دلایا گیا ہے قانون مین کوئی امر ایسا
نہین ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ عدالت خرچہ علیحدہ نہین دلا سکتی یعنی بلا اسکے کہ وہ زر رہن
مین شامل کیا جاوے اور بہرحال عدالت نے ایسا کیا ہے۔ مدیون ڈگری نے نسبت خرچہ کے
بنا راضی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے اپیل نہین کیا اور اب ہائیکورٹ کو کوئی اختیار نہین ہے کہ اوس
ڈگری کو بموجب اوسکے الفاظ کے جو مبہم نہین ہین جاری ہونے دے

تجویز اکثر حکام عدالت (ذکر شتا صاحب چیف جسٹس بلیر صاحب جسٹس و
بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس) کو بنرجی صاحب جسٹس نے
صادر فرمایا۔

یہ اپیل ایک درخواست اجراء ڈگری سے جو رسپانڈنٹان ڈگریداران نے بعدالت جج ماتحت
بریلی پیش کی تھی پیدا ہوا ہے اونھون نے نالش واسطے نیلام کے بہ بنا رہن نامہ کے دایر کی تھی اور ڈگری
اونکے حق مین حسب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال جائداد ۲۷۔ اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو صادر ہوئی تھی بنا راضی
اوس ڈگری کے اس عدالت مین اپیل کیا گیا تھا جو ۲۲۔ اپریل سنہ ۱۸۹۵ء کو ڈسمس ہوا ڈگریداران نے
جائداد مرہونہ نیلام کرائی اور چونکہ زر نیلام واسطے اداے کل ڈگری کے ناکافی تھا اونھون نے ۵۲۶
اوسکے بعد ایک درخواست واسطے صدور ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ مذکورہ بالا پیش کی ۔ وہ
درخواست ڈسمس ہوئی۔ اونکی درخواست حال جس سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے واسطے وصول
خرچہ کے تھی جو اونکو از روے ڈگری عدالت مرافعہ اولی اور عدالت اپیل کے بمقابلہ ذات مدیون ڈگری
کے دلایا گیا تھا نسبت خرچہ عدالت اپیل کے اس اپیل مین کوئی بحث نہین ہے۔ نسبت خرچہ
عدالت مرافعہ اولی کے منجانب مدیون ڈگری اپیلانٹ یہ بحث کی گئی ہے کہ حسب الفاظ اوس
ڈگری کے جو بحق رسپانڈنٹان صادر ہوئی تھی اونکو استحقاق اوس عدالت کا خرچہ وصول کرنیکا
کسی اور طرح پر سواے بذریعہ جائداد مرہونہ کے نہین ہے۔ عدالت ماتحت نے اس عذر کو
نامنظور کیا اور وہ ہمارے روبرو اپیل مین پھر پیش کیا گیا ہے اسمین شبہہ نہین ہے کہ عدالت
اجرا کنندہ ڈگری پر لازم ہے کہ تعمیل ڈگری کی جیسی کہ وہ ڈگری ہو کرے۔ اسلئے ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ
آیا اس مقدمہ مین از روے ڈگری کے ڈگریداران کو خرچہ نالش بمقابلہ ذات مدعاعلیہ کے دلایا
گیا ہے یا نہین۔ ڈگری جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین مطابق دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال جائداد
کے ہے۔ بموجب الفاظ اوس دفعہ کے بشمول دفعہ ۸۸ کے ڈگری مین یہ حکم ہونا چاہیے کہ یہ

۱۸۸۶ء
مقبول فاطمہ
بنام
للتاپرشاد

حساب کیا جاے کہ مرتہن کو بابت زر اصل و سود کے بربناے رہن نامہ اور بابت خرچہ
نالش کے اگر کچھ اوسکو دلایا گیا ہو اوس تاریخ پر جو ڈگری مین مقرر کیجاے کیا واجب الادا ہوگا
اور درصورت نہ ادا ہونے زر اصل و سود اور خرچہ مذکور کے جایداد مرہونہ نیلام کیجاے اوس
ڈگری مین جو کلیتاً مطابق احکام دفعہ ۸۸ کے مرتب ہو یہ ہدایت نہین ہو سکتی کہ خرچہ نالش سواے
بذریعہ جائداد مرہونہ کے کسی اور طرح پر وصول کیا جاے۔ جزو اول ڈگری کا اس مقدمہ مین
بالکل مطابق احکام دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد کے تھا اوسمین یہ قرار دیا گیا تھا کہ ۲۷ فروری
۱۸۸۶ء کو لعہ مدعیان کو واجب الادا تھے یعنی عہ بابت اصل اور سود کے
۵۲۷ اور لعہ بابت خرچہ کے۔ مگر ڈگری مین بعبارت ذیل ایک ہدایت مزید ہے۔ "یہ بھی حکم
دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ مذکور مدعیان مذکور کو لعہ زر خرچہ جو اونپر اس عدالت مین عاید ہوا
ادا کرے"۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ دوسری ہدایت مندرجہ ڈگری جسکا حوالہ ہمنے دیا ہے حکم مندرجہ جزو اول
ڈگری سے علیحدہ ہے جو نسبت شامل کئے جانے خرچہ کے اوس رقم مین ہے جسکے عدم ادا پر جایداد مرہونہ
نیلام ہو سکتی ہے اور یہ عرض کیا گیا ہے کہ بموجب اس آخری فقرہ کے مرتہنان مدعیان مستحق
وصول خرچہ کے بکر ذات مدعا علیہم سے ہین۔ ہم اس حجت کو قبول نہین کر سکتے ہماری دانست
مین ہمکو اس ڈگری کی تعبیر اسطرح پر کرنا جایز نہوگا کہ جس سے وہ ایک ڈگری خلاف عدل ہو جاے
اور اگر جیسی کہ حجت کی گئی ہے ڈگری مین یہ ہدایت ہے کہ وہی رقم خرچہ کی دوبارہ ادا کی جاے تو
ڈگری مذکور ہماری راے مین اس مقدمہ مین خلاف انصاف ہوگی ہماری دانست مین کوئی ابہام
اس ڈگری مین نہین ہے اور دوسرا حکم مندرجہ ڈگری نسبت ادا ے خرچہ کے صرف اعادہ اوسکا
ہے جو اول حصہ ڈگری مین نسبت وصول کرنے خرچہ کے جایداد مرہونہ سے تحریر ہے دفعہ ۲۱۶
مجموعہ ضابطہ دیوانی مین یہ حکم ہے کہ تجویز مین یہ ہدایت ہوگی کہ کون شخص خرچہ ہر فریق کا ادا کریگا اور
دفعہ ۲۰۶ مین یہ ہدایت ہے کہ ڈگری مین تعداد خرچہ جو نالش مین عاید ہوا ہو اور یہ کہ کون فریق
کس حساب سے خرچہ مذکور کو ادا کرینگے بیان کیا جائیگا ہماری راے مین وہ فقرہ ڈگری کا جس
ذریعہ ایران استدلال کرتے ہین صرف احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل ضابطگی ہے۔ یہ منشا کبھی
نہ تھا کہ وہ ایک ہدایت واسطے دلاپانے خرچہ کے ذات مدیون سے ہو بلحاظ اس راے کے ہم تحریرات
عدالت ہذا مندرجہ تجویز صادرہ مقدمہ جوتی بنام موتی رام (۱) سے اتفاق نہین کر سکتے اگر تجویز مین

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۵ء صفحہ ۳۳

سنہ ۱۹۰۸ء

مقبول فاطمہ بنام علتا پرشاد ۵۲۸

کوئی بات مبہم ہی ہوتی تو عدالت پر یہ فرض ہوتا کہ تعبیر ڈگری کی بلحاظ تجویز کے کرے تجویز اس مقدمہ سے ذرا بھی یہ ظاہر نہین ہوتا کہ عدالت کا منشا یہ تھا کہ خرچہ ذات مدعاعلیہ سے دلادے دعوی مندرجہ عرضی نالش صرف واسطے نیلام جاید اد مرہونہ کے تھا اور تجویز مین یہ ہدایت تھی کہ ڈگری حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جاید اد مرتب کی جاے ہماری راے مین تجویز سے بجاے اسکے کہ اظہار اس منشا کا ہو کہ ذات مدعاعلیہ ذمہ دار ادا ے خرچہ کی ہو خلاف اسکے پایا جاتا ہے ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ ڈگری عدالت اپیل سے کسیطرح اوس امر پر اثر نہین پہونچتا جو ہمارے روبرو پیش ہے کیونکہ اوسمین یہ حکم ہے کہ خرچہ عدالت مرافعہ اولی اوس طریقہ سے ادا کیا جاے جو حکم ڈگری عدالت مذکور مین مندرج ہے ۔ ہم اوس راے سے جو ہمارے ہمجلیس برکٹ صاحب نے اپنی تجویز اپیل اول نمبر ۱۵۳ ۱۹۰۵ء منفصلہ ۱۰ اگست ۱۹۰۶ء مین ظاہر کی تھی جس مین نسبت ایک ڈگری کے جو اسی قسم کی عبارت مین تھی تجویز کی گئی تھی اتفاق کرتے ہین بوجوہ مندرجہ بالا ہماری یہ راے ہے کہ ڈگری داران مستحق وصول کرنے خرچہ کے جو اونکو ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی روسے دلایا گیا ہے ذات مدیون ڈگری سے نہین ہین اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ یہ اپیل ضرور منظور ہونا چاہیے ۔

برکٹ صاحب جسٹس ۔ میری استدعا پر یہ مقدمہ سپرد اجلاس کامل ہوا تھا کیونکہ مین ایک اون مین سے تھا جو تجویز مقدمہ مرجع بنام موتی رام (۱) کے ذمہ دار تھے اسلیے مجھکو اوس قاعدہ کے صحیح ہونے پر جو اوسمین تحریر کیا گیا ہے اطمینان نہ تھا ۔ اب مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ مین اوس تجویز سے جو ابھی صادر کی گئی ہے پورے طور پر اتفاق کرتا ہون ۔ بعد غور کے میری یہ راے ہے کہ اوس مقدمہ مین یہ تجویز ہماری غلط تھی کہ عدالت اپیل ماتحت نے ایک جزو اصل ڈگری عدالت مرافعہ اولی کا اوسکے موقع مناسب سے لیا اور ایک طرح پر ڈگری ذیلی نسبت خرچہ کے قایم کی جو قابل اجرا بمقابلہ ذات راہنان کے تھی ۔ مین خیال کرتا ہون کہ ہماری راے نسبت اوس امر کے غلط تھی اور یہ کہ جو کچھ کہ منشا تھا وہ یہ تھا کہ چھپے ہوے نمونہ ڈگری کی بطور عملدرآمد معمولی کے خانہ پری کیجاے اور یہ کہ کسیطرح پر معنی یا اثر ڈگری واقعی مین ترمیم کیجاے ۔

از عدالت ۔ حکم عدالت یہ ہے کہ یہ اپیل منظور ہوا اور حکم عدالت ماتحت اس حد تک

(۱) ویکلی نوٹس ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۳

مقبول النساء بنام ملکا پرشاد

ترمیم کیا جاے کہ درخواست ڈگریداران واسطے وصول خرچہ عدالت مرافعہ اولی سکے ڈسمس ہو اپیلانٹ اپنا خرچہ اس اپیل کا پاویگی

اپیل ڈگری ہوا۔

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سر لوییس کرشا صاحب بنیٹ چیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام برج نراین ہان

۲۲ جولائی ۱۸۹۶ع صفحہ کتاب انگریزی ۵۲۹

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۳۷۔ معافی۔ معافی کے دینے کا وعدہ منجانب ایسے مجسٹریٹ کے جو مقدمہ کی تحقیقات کرتا ہو۔ معافی بعد لینے اظہار چند گواہان مستغیث کے واپس لی گئی۔ اثر ایسی معافی کے واپس لینے کا اوس ملزم پر۔

ایک مجسٹریٹ نے جبکہ وہ جرم ڈکیتی کی تحقیقات کر رہا تھا ایک شخص ملزم کو معافی عطا کرنے کا وعدہ کیا۔ معافی منظور کی گئی اور اوس شخص کی شہادت جس سے وعدہ معافی کیا گیا تھا بطور گواہ مستغیث کے لی گئی بعد ازان اور بعد لینے اظہار دیگر گواہان مستغیث کے مجسٹریٹ کی یہ راے ہوئی کہ اوس شخص نے جس سے معافی کا وعدہ کیا گیا تھا پورے طور پر واقعات مقدمہ ظاہر نہین کیے اور اونہون نے وعدہ معافی واپس لیا اور اوس شخص کو جس سے وعدہ معافی کیا گیا تھا پھر چالان کر دیا اور آخر کار اوسکو معہ دیگر ملزمان کے سپرد عدالت سشن کیا **تجویز ہوئی** کہ سپردگی اوس شخص کی جسکی معافی واپس لی گئی منسوخ ہونی چاہیے کیونکہ اوسکو کوئی موقع جرح کرنیکا گواہان مستغیث سے جنکی شہادت قبل واپسی معافی کے لی گئی تھی نہین ملا۔ لیکن یہ ضرور ضرور نہین ہے کہ اگر سپردگی جو ٹھیک وقت پر ہو سکتی ہو تو اوسکی نسبت بجز تجویز عدالت سشن کے روبرو اوس وقت تک ملتوی کی جاے کہ تجویز دیگر ملزمان شریک کی ختم ہو جاے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سودر (۱) و ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سولو (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا کافی طور پر حکم عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

+ نظر ثانی فوجداری نمبر ۴۴۳ سنہ ۱۸۹۶ع (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۳ صفحہ ۵۳۲

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۴ صفحہ ۵۰۲

سنہ ۱۸۹۰ع
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
برج نراین مان

مسٹر ایس ایس سنگہ و پنڈت مدن موہن مالوی منجانب سائل۔
قایم مقام گورنمنٹ ایڈوکیٹ و مسٹر اے ای رایوز منجانب سرکار۔

کرشاصاحب جیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس ۔ یہ ایک درخواست
ہے جسمین اس عدالت سے سپردگی کے مسترد کیے جانے کی استدعا کی گئی ہے برج نراین مان
٥٣٠ سایل بجرم ڈکیتی ماخوذ کیا گیا تھا مجسٹریٹ نے حسب احکام دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری اوس
سے وعدہ معافی کیا تھا اور اوس نے اوسکو قبول کیا تھا دوران تحقیقات مین اوسکا اظہار بطور گواہ
کے لیا گیا مجسٹریٹ کی یہ راے ہوئی کہ برج نراین مان نے دیدہ و دانستہ امور اہم متعلقہ مقدمہ
کا اخفا کیا اور یہ کہ بالخصوص اوس نے اپنے بیان مین تذکرہ اپنے باپ اور بھائی کا دیدہ و دانستہ
نہین کیا جو از روے شہادت جرم مین ماخوذ تھے پس مجسٹریٹ نے وعدہ معافی واپس لیا اور
برج نراین مان کو معمولی شخص ملزم تصور کر کے آخرکار اوسکو بشمول دیگر اشخاص ملزم کے واسطے تجویز کے
حسب دفعہ ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند سپرد سشن کیا کونسل ذیعلم نے جو بغرض تائید درخواست حاضر ہوا
ہے دو وجوہ اسلیے پیش کیے کہ اونکی رو سے اوسکے موکل کی سپردگی مسترد کرنا جایز ہوگا منجملہ انکے ایک
یہ ہے کہ مجسٹریٹ سپرد کنندہ کا وعدہ معافی واپس لینا بیجا ہے اسکے معنی ہمارے روبرو یہ بیان کیے گئے
ہین کہ کسی امر سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ بیان برج نراین مان جب اوس نے اظہار بطور گواہ کے
دیا بجز سچے اور کامل اظہار اون واقعات کے تھا جو اوسکے علم مین متعلق جرم اور اون اشخاص کے تھے جو
اوس جرم کے ارتکاب مین شریک تھے یہ امر کہ آیا سایل نے کامل اور سچا اظہار تمام اون واقعات کا
جو وہ نسبت ڈکیتی کے جانتا تھا کیا یا نہین صاف طور پر ایک امر واقعہ ہے اب بموجب دفعہ ۲۱۵
مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سپردگی جو مجسٹریٹ مجاز نے ایک مرتبہ کی ہو صرف اس عدالت سے
مسترد کی جا سکتی ہے اور صرف کسی امر قانونی پر ۔ پس اس وجہ سے ہمکو سپردگی مین دست اندازی
کرنا جایز نہوگا دوسری وجہ جسپر استدلال کیا گیا ہے یہ ہے کہ مجسٹریٹ نے سائل کو کٹہرہ گواہان
سے نکالنے اور اوسکو بغرض تجویز معہ دیگر ملزمان کے سپرد کرنے مین خلاف قانون عمل کیا ۔ نظیر مقدمات
نظیرا مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سودر (۱) اور مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام مہوا (۲) پر استدلال
٥٣١ کیا گیا ۔ مقدمہ آخر الذکر ایسا مقدمہ تھا جسمین دوران تجویز مین صاحب سشن جج کی یہ راے ہوئی

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۳
(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۳

۱۸۹۹ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام بیج نراین مان

تھی کہ شخص ملزم نے جس سے وعدہ معافی کیا گیا تھا اور جس نے معافی کو قبول کیا تھا اور بوقت تجویز
جھوٹی شہادت دی تھی فوراً شخص ملزم کو کٹہرہ مین کھڑا کیا تھا اور فوراً اوسکی تجویز شروع کی تھی مقدمہ
اول الذکر بعینہ مشابہ اسمقدمہ کے تھا یعنی وہ ایسا مقدمہ تھا کہ جسمین گواہ سرکاری کی معافی مجسٹریٹ
سپرد کنندہ نے واپس لی تھی اور وہ سپرد سشن کیا گیا تھا ہماری یہ راے ہے کہ دوسری بنا
پر سپردگی منسوخ ہونی چاہئے اور صرف اسوجہ سے حکم جسکے ذریعہ سے کوئی شخص واسطے تجویز
کے سپرد سشن کیا جاے ایسا حکم ہے جو اوسکے مضر ہے اور شہادت کہ جبر ایسا حکم صادر
کیا جاے ایسے گواہان کی شہادت ہونی چاہئے جن سے جرح کرنیکا موقع شخص ملزم کو ملا ہو اگر اوسکو
ایسا موقع نہ ملا ہو تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسکو نقصان نہین پہونچا اب حکم واپس لینے معافی
سایل کا اور یہ ہدایت کہ وہ بطور شخص ملزم کے تصور کیا جاے کچھ عرصہ بعد اسکے صادر کیا گیا تھا
اقل درجہ کچھ شہادت تحقیقات ابتدائی سپردگی مین لی گئی تھی اور نسبت اس شہادت کے یہ تسلیم
کیا گیا ہے کہ سایل کو کوئی موقع جرح کا حاصل نہین ہوا اسوجہ سے ہم سپردگی بیج نراین مان
تیواری کی عدالت سشن مین بجرم دفعہ ۱۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند منسوخ کرتے ہین اور مجسٹریٹ
کو کارروائی مزید خلاف سایل کے جو اوسکو ضروری معلوم ہو اور جو موافق قانون کے ہو کرنے کا اختیار ہے
کونسل ذیعلم سایل نے ہم سے اس امر کے ظاہر کرنے کی استدعا کی ہے کہ اگر اوسکا موکل بعد
تحقیقات جدید کے سپرد عدالت سشن کیا جاے اور یہ سپردگی قبل اسکے کہ مقدمہ دیگر ملزمان کا
پیش ہو عمل مین آوے تو اوسکی تجویز بشمول اونکے ہونی چاہئے یہ بلاشبہہ صحیح ہے کہ مقدمہ
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام سودر (۱) مین جج ذیعلم نے جس نے مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا راے حسب ذیل
ظاہر کی تھی - میری راے مین قانون کا یہ منشا ہے کہ اوس شخص کی تجویز جس سے وعدہ معافی
متعلق جرم کے کیا گیا بابت خلاف ورزی منظرہ اون شرائط کے جنپر معافی کا وعدہ کیا گیا تھا
اوسوقت تک نہ کیجاے کہ مقدمہ ابتدائی کی سماعت و تجویز کامل طور سے نہو جاے ہم اوس قانون ۵۲۲
سے جو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام مولوا (۲) مین مندرج ہے بالکل اتفاق کرتے ہین یعنی یہ کہ
تجویز گواہ سرکاری کی جسکی معافی بوقت سماعت واپس لی گئی ہو بعض بہ تسلسل اوس تجویز کے نہونا
چاہئے جسمین اوسنے جھوٹی شہادت دی ہو بلکہ اوسکی تجویز جہانتک کہ اوس سے متعلق ہے اوسر تجویز

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۲

(۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۵۱۲

سنہ ۱۸۹۵ء
ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام
برج نراین بان

ہونی چاہیے تھے ہم اوس حاکم ذیشان کی راے کی پیروی جس نے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام سور منفصل کیا جو فقرہ محولہ بالا مین ظاہر کی گئی ہے نہین کرسکتے ہین - ہمکو مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی بات ایسی معلوم نہین ہوتی ہے جس سے یہ ضروری ہو کہ تجویز گواہ سرکاری کی جسکی معافی مجسٹریٹ نے واپس لی ہے اور جسکو مجسٹریٹ نے ٹھیک وقت پر بغرض تجویز بشمول دیگر ملزمان مقدمہ کے سپرد کیا ہو اونسے علیحدہ کی جاے ہم یہ فرض کرتے ہین کہ سپردگی متذکرہ بربناے کسی ایسی بیضابطگی کے جیسی کہ اس مقدمہ مین ہوئی ہے قابل اعتراض نہ تھی تجویز مشترک سے ایسی صورت مین ہماری راے مین گواہ سرکار کو کسی طرح نقصان نہین پہونچ سکتا اور نہ اون ملزمان کو جنکی تجویز مشترکا اوسکے ساتھ کی جاے ہم اس درخواست کو منظور اور سپردگی برج نراین بان بیوپاری کو مسترد کرتے ہین

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس برکت صاحب جسٹس

۲۲ جولائی ۱۸۹۰ء
صفحہ کتاب انگریزی
۵۳۲

رادہا کشن وایک کس دیگر (مدعیان) بنام فتح علی رام (مدعا علیہ) +

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۵۹ - ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ شہادت) دفعہ ۶۸ - گواہ تصدیق کنندہ کاتب دستاویز -

تجویز ہوئی کہ دستاویز قانوناً شہادت کاتب دستاویز سے ثابت ہو سکتی ہے جس نے اپنے نام کے دستخط کئے ہون لیکن بصراحت بطور گواہ حاشیہ کے دستخط نہ کئے ہون اور جو بوقت تکمیل دستاویز کے موجود ہو - مقدمہ محمد علی بنام جعفر خان (۱) کی پیروی کی گئی -

۵۳۳ مدعیان نے اس مقدمہ مین نالش واسطے دلاپانے ایک قرضہ کے جو از روے ایک تمسک مورخہ ۱۴ - فروری سنہ ۱۸۸۵ء کے ممنونا کیا گیا تھا دایر کی مدعا علیہ نے مدعی سے اوسکے تمسک کا ثبوت طلب کیا اور مدعی نے بہت سے گواہان طلب کرائے لیکن گواہان حاشیہ مین سے کوئی نہین طلب کرایا گیا اور یہ ثابت نہین کیا گیا کہ شہادت گواہان حاشیہ کی نہین دستیاب ہو سکتی تھی بجز اوسکے مدعی نے طلب کرایا ایک کاتب دستاویز تھا - عدالت مرافعہ اولی

+ اپیل دوم نمبر ۱۰۹ سنہ ۱۸۸۸ء و بنارا ضی ڈگری مولوی محمد اسمعیل خان جج ماتحت غازیپور مورخہ ۱۰ - اپریل سنہ ۱۸۸۸ء منسوخ کنندہ ڈگری منشی مدن بہاری منصف غازیپور مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۸۸۶ء (۱) دیکھو نوٹس سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۲۶

۱۹۰۹ء
رادہا کشن
بنام
فتح علی نام

(منصف غازیپور) نے بحوالہ دفعات ۶۰ و ۶۷ - ایکٹ انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے یہ تجویز کی کہ تمسک جسکی بنا پر نالش کی گئی تہے قانوناً ثابت نہیں کیا گیا تہا لیکن مدعی کے حق میں ایک ڈگری زر نقد بمقابلہ ایک کے منجملہ مدعا علیہم کے صادر کی جس نے دعوی کا اقبال کیا تہا

مدعیان نے اپیل کیا لیکن عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت غازیپور) نے اپیل کو ڈسمس کیا اور منصف کی تجویز سے اتفاق کیا کہ تمسک جسکی بنا پر نالش کی گئی تہی ثابت نہیں کیا گیا -

برطبق اسکے مدعیان نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا

مسٹر عبد الروف منجانب اپیلانٹان -

منشی کالندی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان -

برکٹ صاحب جسٹس - مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقدمہ ہر طرح پر ٹہیک مطابق مقدمہ محمد علی بنام جعفر خان (۱) کے ہے یہ صحیح ہے کہ گواہان میں سے کوئی طلب نہیں کیا گیا لیکن مدعی نے کاتب دستاویز کو طلب کرایا اور گو وہ گواہ تصدیق کنندہ نہ تہا لیکن اوس نے اپنا نام دستاویز پر تحریر کیا تہا اور اوس نے حلف سے بیان کیا کہ دستاویز اوسکی موجودگی میں مقران دستاویز مذکور نے تکمیل کی تہی - عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی کہ کاتب کی شہادت تمسک کے ثابت کرنیکے لئے کافی نہیں ہے - اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جج ماتحت ذیعلم کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ کاتب کوئی گواہ تصدیق کنندہ نہ تہا اسلئے اوسکی شہادت قانوناً تمسک کے ثابت کرنیکے لئے کافی نہیں ہے - جج ماتحت نے یہ نہیں کہا ہے کہ وہ کاتب کے بیان کو باور نہیں کرتے ہیں - اگر اونہوں نے یہ کہا ہوتا تو معاملہ ختم ہو جاتا میں سمجھتا ہوں کہ تجویز ہر دو عدالت ماتحت کی یہ ہے کہ مدعی پر اقل درجہ ایک گواہ تصدیق کنندہ طلب کرانا لازم تہا اور یہ کہ وہ ایسا کرنے سے قاصر رہا اور شہادت گواہ یعنی کاتب کی جسکو اوس نے طلب کرایا حسب قانون تمسک کے ثابت کرنے کے لئے کافی نہ تہی بسند مقدمہ محولہ بالا کے میری یہ راے ہے کہ فیصلہ غلط ہے اور یہ کہ اگر منصف اور جج ماتحت شہادت کاتب کو صحیح تصور کرتے تہے تو اونکو اختیار کامل تہا کہ صرف اوسی شہادت پر یہ تجویز کرتے کہ تمسک تحریر کیا گیا تہا - یہ مقدمہ اس امر ابتدائی پر کہ شہادت کاتب قانوناً تمسک کے ثابت کرنے کے واسطے ناکافی تہی منفصل کیا گیا ہے - میں ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہوں اور مقدمہ کو عدالت مرافعہ اولی میں بدین ہدایت واپس کرتا ہوں ۵۳۲

(۱) ویکلی نوٹس ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۴۶

سنہ ۱۸۹۰ء
رادھا کشن
بنام
فتح علی رام

ز اگر شہادت کاتب اوسکی راے مین قابل اعتبار ہو تو عدالت موصوف کو اختیار ہے کہ اوس شہادت
پر تمسک کا ثابت ہونا تجویز کرے۔ خرچہ اس اپیل کا مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا۔

اپیل ڈگری کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

صیغۂ نظر ثانی فوجداری

باجلاس سر لوئیس کرشا صاحب بہادر چیف جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

۲۳ جولائی ۱۸۹۰ء

ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند بنام بہاری لال ✠

صفحہ کتاب انگریزی ۵۳۳

ایکٹ نمبر ۱۸۶۷ء (مختص المقام) (ایکٹ مہمان سراے ممالک مغربی و شمالی و اودھ) دفعہ ۵
و فقرہ ذیلی ۲۔ مکان قیام گاہ۔ مکان پراگوال کا جو بغرض ٹھہرانے جاتریون کے استعمال کیا جاوے۔

تجویز ہوئی کہ پراگوال کو جو مطابق رواج کے اپنے ججمانون کو ٹھہراتا ہے جبکہ وے الٰہ آباد مین باغراض
مذہبی آتے ہین حسب ایکٹ مہمان سراے ممالک مغربی و شمالی و اودھ ۱۸۶۷ء لیسنس نسبت ایسے مکانات کے لینا
لازم ہے جنکو وہ واسطے ٹھہرانے اپنے ججمانون کے استعمال کرے۔

مقدمۂ ہذا مین بہاری لال پراگوال ساکن کلیا گنج پر جو ایک محلہ شہر الٰہ آباد کا ہے روبرو صاحب مجسٹریٹ
درجہ سوم ضلع الٰہ آباد کے الزام بلا لیسنس کے تین مکانات قیام گاہ کے رکھنے کا جنکی بابت لیسنس ضروری
تے لگایا گیا تھا۔ یہ معلوم ہوا کہ علاوہ اوس مکان کے جسمین وہ خود رہتا تھا اور جو نیز وقتاً فوقتاً واسطے اسی قسم کی اغراض
کے استعمال کیا جاتا تھا بہاری لال کے دو اور مکانات تے جو واسطے ٹھہرانے جاتریون کے جو الٰہ آباد مین وقتاً فوقتاً
آتے تے اور بہاری لال کے پیشہ سے فائدہ اوٹھاتے تے استعمال کئے جاتے تے مستغیث کی طرف
۵۳۵ سے یہ بحث کی گئی ہے کہ یہ مکانات عادتاً بغرض ٹھہرانے جاتریون کے استعمال کئے جاتے تے اور اگرچہ
کوئی صریح معاوضہ جاتریون سے بابت استعمال مکانات مذکور کے نہین ملتا تھا تاہم کچھ معاوضہ ضرور بشکل
نذرانہ ملتا تھا جو جاتری بوقت روانگی اپنے پروہت کو دیا کرتے تے ملزم کی جانب سے یہ بحث کی گئی ہے
کہ مکانات معروضہ بطور مکان قیام گاہ کے استعمال نہین کئے جاتے تے بلکہ صرف بعض موقعون پر جبکہ بوجہ
مذہبی میلون کے جاتری الٰہ آباد مین آتے تے اور یہ بحث بھی کی گئی ہے کہ نذرین جو جاتری دیتے ہین یکسان ہوتی
ہین خواہ وے مکان میں ٹھہرین یا نہین اور یہ کہ اسکا رابطہ پروہت اور ججمانون کا موروثی ہے اور ججمان کو اپنے

✠ نظر ثانی فوجداری نمبر ۱۰۴ سنہ ۱۸۹۰ء

۱۸۹۶ء
ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
بہاری لال

پروہت کے بدلنے کا اختیار نہین ہے پس کوئی جزو نذرانہ کا جو حجاج دیتے ہین معاوضہ پروہت کا بابت اونکے ٹھہرانے کے خیال نہین کیا جاسکتا۔

مجسٹریٹ درجہ سوم نے بہاری لال کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۵ (۲) ایکٹ مہمانسراے ممالک مغربی و شمالی و اودھ صادر کی اور اوسپر جرمانہ کیا اوس نے صاحب مجسٹریٹ ضلع کے روبرو اپیل کیا اور اپیل بحکم ہائی کورٹ صاحب سشن جج کے پاس منتقل کیا گیا برطبق اپیل صاحب سشن جج نے یہ تجویز کی کہ ہر دو مکانات متنازعہ اکثر اوقات کم و بیش اثناے سال مین واسطے ٹھہرانے جاتریون کے استعمال کئے جاتے تھے اور یہ بھی تجویز کی کہ کچھ معاوضہ حیاتاً بہاری لال کو بالعوض ایسے ٹھہرانے کے ملتا تھا پس صاحب جج ضلع نے اپیل ڈسمس کیا۔

برطبق اسکے بہاری لال نے ہائی کورٹ مین درخواست نظر ثانی حکم مجسٹریٹ و صاحب سشن جج کی پیش کی۔

مسٹر ڈبلیو والک منجانب سایل۔

قایم مقام گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر اے ای رایوز) منجانب سرکار

کرشا صاحب چیف جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس - یہ درخواست نظر ثانی حکم اپیل صاحب سشن جج الہ آباد مشعر بحالی تجویز ثبوت جرم سایل بموجب دفعہ ۵ دفعہ ذیلی ۲ - ایکٹ نمبر ۲۲ ۱۸۶۷ء منضبطہ واضعان قانون مختص المقام (ایکٹ مہمان سراے ممالک مغربی و شمالی و اودھ) اور سزاے جرمانہ کے جو بموجب اوسکے اوسپر کیا گیا ہے پیش کی گئی ہے سایل نے اس عذر پر استدلال کیا ہے کہ مکانات جنکی بابت اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی ہے دو وجوہ سے تعریف مہمان سرا مندرجہ دفعہ ۱ دفعہ ذیلی ۳ - ایکٹ متذکرہ بالا مین داخل نہین ہے اولاً یہ بحث کی گئی کہ مکانات عموماً بغرض عارضی طور پر ٹھہرانے اشخاص کے استعمال نہین کئے جاتے تھے اور ثانیاً یہ کہ اگر وے اسطور پر استعمال بھی کئے جاتے تھے تو سایل کو کوئی معاوضہ حیاتاً یا صریحاً بابتہ اونکے استعمال کے نہین دیا جاتا تھا پہلے عذر سایل کی تردید تجویز واقعاتی صاحب جج سے ہوتی ہے جنہون نے یہ تحریر کیا ہے "مین خیال کرتا ہون کہ اسمین کچھ شبہ نہین ہے کہ جاتری ان مکانات اپیلانٹ مین ہر وقت اور ہر موسم سال مین ٹھہراے جاتے ہین اور یہ کہ مکانات عموماً بطور مہمان سرا کے استعمال کئے جاتے ہین" عدالت اس تجویز واقعاتی کو منظور کرتی ہے ہم تجویز کرتے ہین کہ بہت کافی شہادت بتائید امر مذکور کے موجود ہے پس ۵۳۶

سنہ ۹۹ء

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام
بہاری لال

ہمکو دست اندازی کرنا ایسی صورت مین جایز نہین ہے جبکہ بحث واقعاتی ہے اور جبکہ واقعات کی تجویز اوس عدالت نے جسکی ناراضی سے اوس نے اپیل کیا مقر سایل کے ہے دوسرا عذر متعلق دفعہ ذیلی ۳ کے ہے جسکو کونسل سایل نے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ سایل کے مکانات تعریف اوس دفعہ ذیلی مین اسوجہ سے داخل نہین ہین کہ سایل کوئی معاوضہ صریحاً یا حیلتاً اونکے استعمال کنندگان سے نہین پاتا ہے صاحب مجسٹریٹ نے یہ تجویز کی ہے کہ اشخاص جو سال مین مختلف اوقات پر مکانات سایل مین عارضی طور پر قیام کرتے تھے حیلتاً سایل کو واسطے ایسے استعمال کے کچھ دیتے تھے بوقت روانگی اون اشخاص کے جو اوسکے مکان مین ٹھہرتے تھے اوسکو نذرین ملتی تھین ہماری یہ راے ہے کہ ایک جزو مالیت ان نذرانون کا ایسے قیام سے منسوب ہونا چاہیے جسکی بابت وہ ملتے تھے۔ سایل کی آمدنی نذرانون مذکورے سے ہے یہ ضروری تھا کہ کسی قسم کی جاے قیام بہم پہونچائی جاے تاکہ وہ اپنے ججمانون کو ٹھہرا سکے اور اسطرح سے آیندہ ایسے نذرانے حاصل کرسکے جو دے اوسکو دین بلحاظ ان حالات کے ہم خیال کرتے ہین کہ اوسکو حیلتاً بابت ایسے قیام کے معاوضہ دیا جاتا تھا جو اوسکے ججمان کرتے تھے پس اوسکے مکانات تعریف دفعہ ذیلی متذکرہ مین داخل ہین اور اوسکی نسبت صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم صادر کی گئی پس ہم یہ درخواست ڈسمس کرتے ہین۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس سرلوئیس کرشنا صاحب نیت چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس

روپ سنگھ (مدیون ڈگری) بنام پرسہونراین سنگھ (ڈگریدار)† — ۲۰ جولائی ۱۹۰۸ء

دہرم شاستر - متاکشرا - راج ناقابل تقسیم - راج ناقابل تقسیم خواہ مخواہ ناقابل انتقال نہیں ہوتا — صفحہ کتاب انگریزی ۵۳۷

اگر اہل ہنود تابع قانون متاکشرا مین کوئی راج ناقابل تقسیم ہو اور اوس سے قاعدہ جیٹھانسی متعلق ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ناقابل انتقال ہے شرط ناقابل انتقال ہونیکی رواج خاص پر اور بعض صورتون میں خاص نوعیت راج پر منحصر ہے اور شرط مذکور صاف طور پر ثابت ہونا چاہیے مقدمہ رانی سرتاج کنور بنام رانی دیوراج کنور ی (۱) کا حوالہ دیا گیا -

واقعات اسمقدمہ کے کافی طور پر تجویز عدالت سے واضح ہوتے ہین

بابو پاربتی چرن چٹرجی منجانب اپیلانٹ

بابو جوگندر ناتھ چودہری و پنڈت سندرلعل منجانب رسپانڈنٹ

کرشنا چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - فریقین اسمقدمہ کے مہاراجہ پرسہونراین سنگھ صاحب بہادر کاشی نریش ڈگریدار اور راجہ روپ سنگھ جو از نام راجہ بہارے مشہور ہین مدیون ڈگری ہین ۲۹ - نومبر ۱۹۰۸ء کو راجہ روپ سنگھ نے اپنے حق حقوق و مرافق واقع جایداد بنام مہاراجہ بنارس بطریق رہن کے منتقل کئے اوس رہنامہ کی بنا پر مہاراجہ بنارس نے نالش دایر کی اور ڈگری نیلام حاصل کی بعدہ حکم قطعی واسطے نیلام کے بھی صادر ہوا رفتہ ڈگریدار نے تعرض نیلام کرانے جایداد کے قرقی کی درخواست کی مدیون ڈگری نے کوئی عذرداری نہین کی اور ۱۹ نومبر ۱۹۰۸ء کو حکم نیلام جاری ہوا اور مقدمہ حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کلکٹر مین بہیجا گیا کے پاس بہیجا گیا معلوم ہوتا ہے کہ جب مقدمہ صاحب کلکٹر کے پاس پہونچا جایداد کے زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس لانیکی تدابیر کی گئین اور جایداد زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس کے ظاہرا

† اپیل اول نمبر ۳۰ ۱۹۰۸ء بنارانی حکم مولوی محمد نظر حسین جج ماتحت مین پوری مورخہ ۱۴ - دسمبر ۱۹۰۶ء

(۱) لا رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۵ صفحہ ۵۱

۱۸۹۶ء
رور پہ سنگھ
بنام
پربھو نرائن سنگھ

۸۔ مئی ۱۸۹۶ء تک رہی اوسوقت کورٹ آف وارڈس نے انتظام سے دست برداری کی۔ ۲۰۔ مارچ ۱۸۹۵ء کو ڈگریدار نے پھر اپنی ڈگری کے اجرا کی درخواست دی اطلاعنامہ حسب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنام مدیون ڈگری جاری ہوا اور ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۵ء واسطے سماعت عذرداری کے اگر کوئی پیش کیجاے مقرر ہوئی مدیون ڈگری نے کچھہ عذر نہین کیا اور مقدمہ پھر صاحب کلکٹر کے پاس ۲۷۔ جولائی ۱۸۹۵ء کو گیا آخرکار ۲۰۔ دسمبر ۱۸۹۵ء واسطے نیلام کے مقرر ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ۸۔ دسمبر کو اول مرتبہ مدیون ڈگری بیدار ہوا یا عمل کرنے پر آمادہ ہوا اور وہ تاریخ مذکور کو بعد صادر ہونے آخری احکام نسبت نیلام جایداد کے حاضر ہوا اور اوس نے اول مرتبہ عدالت سے اس امر کے تجویز کرنیکی استدعا کی کہ آیا جایداد جو عدالت نیلام کرنا چاہتی تھی اجراء ڈگری مین نیلام ہوسکتی ہے یا نہین جج ماتحت مین پوری نے یہ خیال کیا کہ عذرات کسی وقعت کے لایق نہین ہین اور اونکو نامنظور کیا بناراضی اوس حکم کے یہ اپیل دایر کیا گیا ہے اور یہ بحث ہمارے روبرو پیش کی گئی ہے کہ جایداد جسکے نیلام کا حکم ہوا ہے ایسی جایداد ہے جو نیلام نہین ہوسکتی کیونکہ اول وہ ایک جزو راج ناقابل تقسیم کا ہے جو بموجب دہرم شاستر و رواج کے ناقابل انتقال ہے دوم یہ کہ پسر و وارث راجہ بہادر سے کو حسب احکام دفعہ ۸۵۔ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے فریق مقدمہ بنانا چاہیے تھا۔

یہ امر مسلم ہے کہ جایداد ایک ناقابل تقسیم راج کا جزو ہے وکیل ذیلم اپیلانٹ نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی کہ ناقابل تقسیم راج ناقابل انتقال بھی ہوتا ہے وکیل موصوف نے فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل مصدرہ مقدمہ رانی سرتاج کنوری بنام رانی دیوراج کنوری (۱) کو غلط سمجھا یا نظرانداز کیا ہے مقدمہ مذکور مین یہ تجویز ہوئی ہے کہ راج مین جہان کہ قانون متاکشرا جاری ہے بطور رواج جیٹھانسی کا ہے پسر اکبر اپنے باپ کا شریک جایداد مین نہین ہوتا ہے اگر حقیت ناقابل انتقال ہو تو ناقابلیت انتقال رواج پر جو ثابت ہونا چاہیے منحصر ہے یا ممکن ہے کہ وہ بعض صورتون مین نوعیت حقیت پر منحصر ہو درحقیقت اس مقدمہ مین اپیلانٹ کو یہ منصب نہین ہے کہ مقدمہ کی اس نوبت پر اس حجت پر استدلال کرے کیونکہ جسوقت اوس نے جایداد رہن کرنا چاہی اوسوقت یہ ظاہر کیا کہ وہ قابل انتقال ہے اوس نے کوئی اعتراض نسبت ڈگری کے جو اوسپر صادر ہوئی نہین کیا اور اوس نے کبھی ۸۔ دسمبر ۱۸۹۵ء تک مطلقاً عذرداری کرنیکی کوشش نہین کی اور اوسوقت اوس نے عذر مذکور بطور ایسی بحث کے جو عام اصول دہرم شاستر پر مبنی تھی پیش کیا۔

(۱) لاء رپورٹ اپیلہاے ہند جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۱۔

سوبہ سنگھ بنام پربھوا ین سنگھ ۱۹۰۵ء

اصول جو حکام پریوی کونسل نے مقدمہ متذکرہ صدر مین بیان فرمایا ہے عذر دوم کی بنیاد کو قطع کرتا ہے عدالت ماتحت نے بالکل ٹھیک طور پر ہردو عذرات کو جو کیے گئے فضول خیال کر کے ڈسمس کیا ہماری راے مین عذرات مذکور فضول تھے اور اونکا منشا یہ تھا کہ اجراے ڈگری مین توقف ہو بہر حال وجوہ کافی اس شبہہ کے ہین کہ اس قسم کا منشا تھا ہم ایک لمحہ یہ یقین نہین کر سکتے کہ اگر عذرات مذکور صحیح ہوتے تو اپیلانٹ سب سے پہلے اونکو پیش نہ کرتا اور فکر کر کے اونکی تائید شہادت رواج بالنوعیت حقیت سے نہ کرتا ہم اس اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین۔

اپیل ڈسمس کیا گیا۔

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و اکمین صاحب جسٹس

۱۹۰۵ء ۲۰ جولائی صفحہ کتاب ۵۳۹

شیوراج سنگھ (مدعی) بنام امین الدین خان (مدعا علیہ)

اجراے ڈگری۔ درخواست واسطے اجرا کے منجانب ڈگریدار حقدار کے۔ درخواست ڈسمس کی گئی۔ نالش واسطے استقرار حق سایل کے نسبت اجرا کرانے ڈگری کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۲۔

تجویز ہوئی کہ جبکہ درخواست حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسے شخص کی جو اپنے آپ کو بموجب ایک ڈگری کے مستحق فایدہ ڈگری کا بیان کرتا ہو واسطے اجراے ڈگری مذکور کے نامنظور ہوئی ہو (چونکہ کوئی اپیل بنا راضی حکم حسب دفعہ ۲۳۲ مشعر نامنظوری اوسکی درخواست کے نہین ہو سکتا) مجاز ہے کہ باوجود اسکے نالش علیحدہ واسطے استقرار اس امر کے دایر کرے کہ وہ مستحق اجرا کرانے ڈگری کا ہے مقدمات رام بخش بنام پنا لال (۱) و بلدیو شاہ بنام ہرگوبند داس کیمر (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

حالات اس مقدمہ کے پورے طور پر تجویز عدالت مین مندرج ہین۔

بابو درگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ۔

مسٹر ڈی۔ این بنرجی منجانب رسپانڈنٹ۔

بنرجی صاحب جسٹس و اکمین صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک ایسی نالش سے پیدا ہوا ہے ۱۹۰۵

* اپیل دوم نمبر ۱۳۳۳ سنہ ۱۹۰۳ء بنا راضی ڈگری ایل۔ بی۔ ایونس صاحب جج ضلع علیگڈہ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۰۲ء مشعر منسوخی ڈگری بابو بہاری لال جج ماتحت علیگڈہ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء۔ (۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۰۴۔

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱

۱۸۸۰ء
شیوراج سنگھ
بنام
امین الدین خان

جو اپیلانٹ حال نے واسطے استقرار اس امر کے دایر کی تہی کہ وہ ایک ڈگری مین حق انتفاعی رکہتا ہے اور
یہ کہ اوسکو منصب اجرا کرانے ڈگری کا ہے واقعات یہ ہین حاجی منصور خان پدر مدعا علیہ رسپانڈنٹ
اور ایک شخص قادر داد خان مالک ایک کوٹہی نیل و دیگر جایداد کے تہے بعد وفات قادر داد خان کے
اوسکے قائم مقام نے اپنا نصف حصہ جایداد کا بموجب ایک بیع نامہ مورخہ ۲۳ - اگست ۱۸۷۰ء
کے جو بنام اشرفی لال محرر ہوا انتقال کیا یہ شخص ایک ملازم پدر اپیلانٹ یعنی راجہ سنگھ کا تہا یہ بیان
کیا گیا ہے کہ راجہ شنکر سنگھ بیع نامہ مین حق انتفاعی رکہتا تہا - اور اشرفی لال اوسکا بینامیدار تہا اس
بیان سے اس نالش مین انکار نہین کیا گیا اور وہ بیع قرار پایا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ
رسپانڈنٹ کی مان نے ایک نالش شفع بابت ایک موضع مندرجہ بیع نامہ محولہ بالا دایر کی تہی
اور اوس نالش مین اشرفی لال اور راجہ شنکر سنگھ کو مدعا علیہ بنایا تہا راجہ شنکر سنگھ نے یہ بیان کیا
کہ اوسکو جایداد مین کوئی حق نہین ہے لیکن نالش دیگر وجوہ پر ڈسمس ہوئی بعدہٗ ایک نالش اشرفی لال
کے نام سے رسپانڈنٹ پر واسطے دلاپانے ہرجہ کے جو بوجہ کسی مزاحمت کے جو اوس نے
نیل کی کوٹہی مندرجہ بینامہ کی نسبت کی تہی دایر ہوئی تہی - ڈگری بحق اوسکے بابت ۱۰۹۱ روپیہ کے
جج ماتحت علیگڑہ نے صادر کی جو ۲۰ - جون ۱۸۷۵ء کو اس عدالت سے بحال رہی - راجہ شنکر سنگھ
نے ۱۸۷۵ء مین وفات پائی ۱۱ جون ۱۸۷۵ء کو اشرفی لال نے ایک دستاویز بحق اپیلانٹ تحریر کی
جسمین اوس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ صرف بینامیدار راجہ شنکر سنگھ کا تہا اس دستاویز کا ذکر ہم بعد ازین
کرینگے - ۱۳ - اگست ۱۸۷۵ء کو شیوراج سنگھ نے درخواست واسطے اجراء ڈگری محولہ بالا کے
حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش کی وہ درخواست ۱۰ - ستمبر ۱۸۷۵ء کو ڈسمس ہوئی اور
بمطابق اوسکے نالش ہذا دایر کی گئی - بیان مدعی کا جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے یہ تہا کہ اوسکو بیع نامہ
اور ڈگری مین حق انتفاعی حاصل تہا اور یہ کہ اوسکو منصب پیش کرنے درخواست اجراء ڈگری کا تہا -
عدالت مرافعہ اولی نے اوسکے دعوی کو ڈگری کیا لیکن عدالت اپیل ماتحت نے اوسکو ڈسمس کیا ۵۴۱
پس یہ اپیل دایر ہوا ہے

عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی اول یہ کہ مدعی استحقاق نسبت بینامہ اور ڈگری کے
پیش کرنے سے ممنوع ہے دوسرے یہ کہ وہ منتقل الیہ ڈگری کا نہین ہے اور یہ کہ نسبت اس امر کے
حکم نامنظوری اوسکی درخواست کا حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قطعی ہے اور تیسرے یہ کہ
یہ امر مصلحت عامہ کے خلاف ہے کہ راجہ شنکر سنگھ کے بینامہ سے انکار کرنیکے بعد استقرار حق

۱۸۹۰ء
شیو پرتاپ سنگھ
بنام
امین الدین خان

واسطے اس نالش مین استدعا ہے کیا جاوے

ہم صاحب جج ڈیبلم کی کسی وجہ سے منجملہ اون وجوہ کے جنپر اونہون نے استدلال کیا ہے اتفاق نہین کر سکتے مدعا علیہ نے عذر امر مانع تقریر مخالف اپنے بیان تحریری مین کبھی پیش نہین کیا اور صاحب جج ڈیبلم نے اوسکے واسطے وہ مقدمہ قایم کیا ہے جو اوس نے کبھی پیش نہین کیا تہا مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین صاف طور پر یہہ بیان کیا ہے کہ مدعی کا باپ راجہ شنکر سنگھ اصلی مالک اوس جایداد کا تہا جو از روے بیعنامہ مورخہ ۳۰ - اگست ۱۸۸۱ء کے منتقل کی گئی تہی اوس نے یہ نہین بیان کیا کہ بوجہ شنکر سنگھ کے نالش شفع مین انکار کرنیکے اوسکو کسیطرح پر دہوکہ ہوا یا ترغیب تبدیل کرنے اپنی حیثیت کی ہوئی صاحب جج ڈیبلم نے یہ تجویز کیا ہے کہ بوجہ اوس بیان کے جو شنکر سنگھ نے نالش شفع مین کیا تہا مدعا علیہ نے نالش تقسیم مین جو اشرفی لال نے دایر کی تہی وہ جوابدہی جو وہ کر سکتا تہا نہین کی اور اسی بنا پر حاکم موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعی کو اب دعوی استحقاق نسبت ڈگری ما بہ البحث کے کرنا ممنوع ہے لیکن یہ بیان مدعا علیہ کا نہ تہا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین اوس نے بیانات مقدمہ مین یہ کہین نہین تحریر کیا کہ اوس نے بوجہ کسی بیانات مدعی یا اوسکے باپ کے ایسے حالات کے وجود کو باور کیا جو واقعی موجود نہ تہے بطور امر واقعہ کے مدعا علیہ نے یہ تسلیم کیا کہ وہ اس امر سے آگاہ تہا کہ راجہ شنکر سنگھ اصلی خریدار بموجب بیعنامہ مورخہ ۳۰ - اگست ۱۸۸۱ء کے تہا پس کسی
۲۳۲ بیان سے جو راجہ نے کیا ہو مدعا علیہ کو یہ ترغیب نہین ہو سکتی تہی کہ وہ اپنی حیثیت اس طرح پر تبدیل کرنے کہ خود اوسکو نقصان پہونچے

دوسری وجہ مندرجہ تجویز صاحب جج ڈیبلم ہماری راے مین مساوی طور پر ناقابل پذیرائی ہے چونکہ عدالت نے مدعی کو بطور ایسے شخص کے تسلیم نہین کیا جو حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مستحق جاری کرانے ڈگری کا تہا اور چونکہ اوسکی درخواست حسب دفعہ مذکور نامنظور تہی لہذا وہ حکم نامنظوری کی ناراضی سے اپیل نہین کر سکتا تہا پس نسبت صحت اوس حکم کے بذریعہ نالش کے اعتراض ہو سکتا تہا اور دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسی نالش مین عارض نہین ہے - یہہ تجویز اس عدالت نے بمقدمہ رام بخش بنام پنا لال (۱) اور ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ بلدیو شاہا بنام ہرگوبند داس گیر تو (۲) کی تہی علے ہذا صاحب جج ڈیبلم کا استدلال بے مانع اوسکا نہین ہے

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۵۴

(۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۵

۱۸۹۱ء
شیوراج سنگھ
بنام
امین الدین خان

کہ مدعی پر نالش اوپر کرے۔

نسبت تیسری وجہ تجویز صاحب جج ذیعلم کے واضح ہو کہ ہم اوس سے اتفاق نہین کرسکتے کوئی معاملہ بینامی خلاف قانون نہین ہے اور مطابق نظائر حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ایسے معاملات کو اختیار پذیر کرنا چاہیے صرف اس امر سے کہ پدر مدعی حال نے ایک عدالت انصاف مین ایک پہلے مقدمہ مین ایک غیر صحیح بیان کیا تھا مانع اسکا نہونا چاہیے کہ مدعی اصلی نوعیت معاملہ کی جسپر اوسکو بعدالت سے ثابت کرائے۔

ہمارے روبرو یہ حجت کی گئی ہے کہ مدعی ڈگریدار حسب معنی مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور ہونا چاہیے اور یہ کہ بحیثیت ڈگریدار وہ مستحق پیش کرنے درخواست اجراے ڈگری بابۃ بجویز کا ہے ہماری راے مین ڈگریدار حسب مراد دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے وہ شخص ہے کہ جسکا نام مسل مقدمہ مین ہو اور جسکے حق مین ڈگری صادر ہوئی ہو اور صرف ایک اور شخص جو تعریف ڈگریدار مین شامل ہے وہ شخص ہے جسکو ڈگری منتقل کی گئی ہو مالک حقدار ڈگری کا ہماری دانست مین حسب مراد مجموعہ کے ڈگریدار متصور نہین ہو سکتا۔ مگر ہماری یہ راے ہے کہ مدعی بطور منتقل الیہ اوس ڈگری کے جو اشرفی لال نے حاصل کی متصور ہو سکتا ہے اثر اوس
۵۴۳ دستاویز کا جو اشرفی لال نے ۱۱ جون ۱۸۹۳ء کو تحریر کی یہ ہے کہ کل ڈگریات جو اوس نے بابت ہر جہ یا خرچہ کے متعلق اوس جائداد کے حاصل کی تہین جو اوس نے بموجب بیعنامہ ۳ اگست ۱۸۸۰ء کے حاصل کی تہی بجانب مدعی منتقل ہو جائین چونکہ ڈگری جسکی بابت اب بحث ہے اس قسم کی ڈگری تہی لہذا وہ ہماری راے مین مدعی کے حق مین از روے دستاویز مورخہ ۱۱ جون ۱۸۹۳ء کے منتقل ہوئی اور مدعی کو بحیثیت ایسے منتقل الیہ کے حق پیش کرنے درخواست اجراے ڈگری کا حسب دفعہ ۲۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل تہا۔ بحیثیت ایسے منتقل الیہ کے اوسکو ابتک حق اوس ڈگری کے اجرا کی درخواست دینے کا ہے بشرطیکہ اجرا کسی اور طرح پر قانوناً منع نہو

کونسل ذیعلم نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہ حجت کی کہ ہمکو اس مقدمہ مین ڈگری استقراریہ صادر نکرنی چاہیے کیونکہ ایسی ڈگری اسوجہ سے بیکار ہوگی کہ جو درخواست کہ واسطے اجرا کے مدعی اب پیش کریگا اوسمین تمادی عارض ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ عدالت کو باستعمال اوس اختیار تمیزی کے جو اوسکو بمعاملہ صادر کرنے ڈگری استقراریہ حاصل ہے لازم ہے کہ

۱۸۹۸ء
فیصلہ راج سنگھ
بنام
امین الدین خان

اختیار تمیزی مذکور کے استعمال کرنے سے اوس صورت مین انکار کرے کہ جب ڈگری استقراریہ بے فائدہ ہو لیکن ہمکو اطلاع دی گئی ہے کہ اس مقدمہ مین چند درخواست ہاے اجراے ڈگری پیش کی گئی تھی جنکا اثر ہو سکتا ہے کہ تمادی کو رفع کرین۔ یہ قبل از وقت ہوگا کہ ہم کوئی راے نسبت اس امر کے ظاہر کرین کہ آیا اجراے ڈگری مین تمادی عارض ہے یا نہین اور ہمکو اطمینان نہین ہے کہ یہ ایک ایسا صاف مقدمہ ہے جس مین ہمکو یہ تجویز کرنا جایز ہو کہ کوئی ڈگری جو ہم بحق مدعی صادر کرین اوسکے واسطے بے سود ہوگی۔ بوجوہ بالا ہم اس اپیل کو معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو معہ خرچہ منسوخ کرکے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بحال کرتے ہین۔

اپیل ڈگری کیا گیا۔